تاریخ ابنِ خلدون

قبل از اسلام، تاریخ الانبیاء

تصنیف:

رئیس المورخین علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدونؒ

(۷۳۲-۸۰۸)

نفیس اکیڈمی

اردو بازار کراچی

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن خلدون کی شہرہ آفاق تاریخ کا پہلا حصہ جس میں مورخ نے حضرت نوح علیہ السلام سے جناب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے بعد تقریباً چھٹی صدی عیسوی کے حالات وانساب درج کیے ہیں۔ انبیائے بنی اسرائیل وعرب اور ملوک یمن وبابل ونینوا وموصل وفراعنہ مصر عمالقہ وغیرہ کے انساب وحکومت اور ان کے سچے اور صحیح واقعات بیان کیے گئے ہیں۔

علامہ ابن خلدون کی شہرہ آفاق تاریخ کا دوسرا حصہ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر ظہور قدسی یعنی ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک تقریباً چھ سو سال کے مکمل حالات' عقائد وافکار میں تغیرات، مراسم اور توہمات کی پیداوار اور ان کے نتائج کی پوری تفصیل واستناد کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

تصنیف: رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدونؒ
(۷۳۲-۸۰۸)

ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی

نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

كتاب العبد وديوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ملوك التتر یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ
کے

نام کتاب: ________ تاریخ ابن خلدون
مصنف: ________ رئیس المورخین علامہ عبدالرحمن بن خلدون
ناشر: ________ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: ________ جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: ________ آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار کراچی

فہرست

تاریخ قبل اَز اسلام

از چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ ابن خلدون کے دو ابتدائی حصے اب پیش کئے جا رہے ہیں' فوراً آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو گا کہ تاریخ ابن خلدون کے سات حصے بعد اسلام کے جب پیش کئے جا چکے تو ان ابتدائی حصوں کی اشاعت دیر میں کیوں عمل میں آئی۔ اس سوال کا جواب خود ابن خلدون کی تاریخ ہے' اسلام سے پہلے کی جو تاریخ ہے وہ حقیقتاً منضبط یا مکتوبہ تاریخ نہیں ہے' بلکہ افسانوی اور قیاسی حصہ اس میں ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ ابن خلدون جیسا عظیم الشان مؤرخ سلسلۂ کلام کو نزولِ قرآن تک ملانے کے لئے انتہائی تحقیق و تلاش کے ساتھ اس حصہ کو مکمل کرتا ہے مگر دنیا کی کوئی تاریخ اسلام کے بعد کی تاریخ کے برابر مرتبہ میں نہیں پہنچ سکی۔ اس لئے خود ابنِ خلدون نے بھی جب یہ تاریخ لکھنی شروع کی تھی تو سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع کی تھی۔ جب اس کی اشاعت کا آغاز کیا تو ادارہ نے وہی حصہ پہلے شائع کیا جو ابن خلدون نے خود پہلے لکھا تھا اور یہ سب سے زیادہ صحیح طریقہ کار ہماری نظر میں تھا۔

بہر حال یہ اس وقت بھی مقصود تھا کہ آخر میں یہ دونوں حصے قبل از اسلام کی تاریخ سے متعلق ہیں جن میں علم الانساب اور قومی و نسلی روایات کا بڑا حصہ محفوظ ہو گیا ہے شائع کر دیا جائے لوگوں کا تقاضا بھی اس سلسلہ میں شدید ہے ہم خوش ہیں کہ تاریخ ابنِ خلدون کا ترجمہ ان دونوں حصوں کی اشاعت کے ساتھ مکمل ہو گیا ہے۔

تاریخ ایک ایسا فن ہے کہ جس میں گزشتہ واقعات اس کے عللِ و اسباب سے بحث کی جاتی ہے۔ آپ کو یہ معلوم ہے کہ ابنِ خلدون سب سے بڑا فلسفی مورخ ہے اس نے قبل از اسلام کے ان تمام حالات اور افسانوں کو جو بنی اسرائیل کی کتابوں میں اور مختلف اقوام کی روایات میں موجود تھے' فلسفیانہ ترتیب اور منطقی اسباب و علل کے ساتھ مرتب کر کے اس خوبی سے پیش کر دیا ہے کہ دنیا کے تمام مؤرخین نے اس کو نشانِ راہ بنا کر مختلف زبانوں میں تاریخیں لکھی ہیں اور پورے وثوق کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ابنِ خلدون کے بعد دنیا میں کوئی مؤرخ ایسا نہیں ہے جس کے سامنے رہنمائی اور استفادہ کے لئے یہ دو حصے موجود نہیں تھے۔ اس لئے ان دو حصوں کی حیثیت اصل اصول تاریخ کی ہے۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ آپ اس سے خاطر خواہ علمی فائدہ اٹھائیں گے۔

وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ ط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ترجمہ جو آپ لوگوں کے روبرو پیش کئے جانے کی عزت حاصل کر رہا ہوں علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون مغربی کی معتبر تاریخ کتاب ''العبر و دیوان المبتداء و الخبر فی ایام العرب و العجم و البربر و من عاصر هم من ذوی السلطان الاکبر'' کی کتاب کی ابتدائی جلد کا ترجمہ ہے۔ جو ماہ جنوری ۱۸۹۷ء سے اکتوبر ۱۸۹۸ء تک رسالۃ الاسلام الٰہ آباد میں شائع ہوا ہے۔ مقدمہ[1] کا ترجمہ میں نے فی الوقت قصداً ترک کر دیا ہے اگر اللہ جل شانہ نے اس ترجمہ کو پورا کر دیا تو وہ بھی اختتام ترجمہ تاریخ ہدیۂ ناظرین کیا جائے گا۔

میں نے اکثر مقامات پر جہاں علامہ نے کسی واقعہ کو اس کی شہرت کی وجہ سے مختصراً بیان کیا ہے وہاں تاریخی مضامین اور معتبر تواریخ سے وہ واقعہ اخذ کر کے اکثر حاشیہ میں اور شاذ و نادر متن میں بڑھا دیا۔ میں نے مختصر اختصار کسی جگہ نہیں کیا البتہ بعض مقامات پر اختلاف آراء سے قطع نظر کر کے صرف علامہ کی تحقیق لکھ دی ہے۔

اس میں حضرت نوح علیہ السلام کے وقت سے جناب عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے بعد تقریباً چھٹی صدی عیسوی تک کے حالات اور انساب لکھے ہوئے ہیں۔ انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام اور عرب ملوک یمن و بابل و نینویٰ و موصل و فراعنہ مصر و عمالقہ وغیرہ وغیرہ کے انساب و حکومت اور ان کے سچے اور صحیح واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَیْہِ التُّکْلَان.

احمد حسین غفر اللہ ذنوبہ
الٰہ آبادی
۲۰ اکتوبر ۱۹۲۸ء

[1] نفیس اکیڈمی نے مقدمہ کا دو حصوں میں ترجمہ شائع کر دیا ہے۔ خالد اقبال گاہندری۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علاّمہ ابنِ خلدون

علامہ نے اپنی سوانح عمری تاریخ کے آخر میں تحریر کی ہے لیکن ہم اسے ترجمۂ تاریخ سے پہلے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں اس وجہ سے کہ جس کی تاریخ کا ترجمہ شائقین کی خدمت میں پیش کئے جانے کی عزت حاصل کر رہا ہوں اس کی سوانح عمری سے واقفیت خواہ مختصر طور پر کیوں نہ ہو بظاہر ضروری معلوم ہوتی ہے۔ لہٰذا ہم بحکم ما لا یدرک کلّہ لا یترک کلہ بہت ہی اختصار کے ساتھ علامہ موصوف کی سوانح عمری دائرۃ المعارف اور نیز علامہ کی تاریخ سے اخذ کر کے تحریر کرتے ہیں۔ آیئے کسی قدر حصہ اپنے قیمتی وقت کا صرف کر کے اس باغ کی بھی سیر کر لیجئے جہاں کہ علامہ سا ہونہار نونہال نشوونما پا کر ایک ایسا خوشنما سایہ دار درخت ثابت ہوا ہے کہ جس کے سایہ میں حشر تک دنیائے تاریخ کی آئندہ نسلیں آرام سے بیٹھ کر مستفید ہوں گی۔

نام ونسب وولادت: مشہور مؤرخ ابنِ خلدون کی کنیت ابوزید نام عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد بن حسن بن محمد بن جابر بن محمد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن خلدون الاشبیلی المغربی الحضرمی ہے اور حضرموت (بلادِیمن) کے رہنے والے وائل بن حجر کی نسل سے تھے، جو بلادِعرب میں معروف اور جنہیں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔ ابومحمد بن حزم کتاب الجمہرہ سے وائل کا نسب اس طرح پر نقل کرتا ہے:

''وائل بن حجر بن سعد بن مسروق بن وائل بن النعمان بن ربیعہ بن حرث بن عوف بن عدی بن مالک ابن شرحبیل بن حرث بن مالک بن مرۃ بن حمیر بن زید بن الحضرمی بن عمر بن عبداللہ بن عوف بن جرو م ابن جرہم بن عبدشمس بن زید بن لوی بن شیث بن قدامہ بن اعجب بن مالک بن لوی بن قحطان''۔

ابوعمرو بن عبدالبر نے استیعاب میں ذکر کیا ہے کہ وائل جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد کے ساتھ آئے تھے۔ جناب موصوفؐ نے وائل کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر بچھادی تھی اور اس پر انہیں بٹھایا تھا اور یہ دُعا فرمائی تھی: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَلِوَلَدِهٖ وَوَلَدِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ)) ''اے خدا برکت دے وائلؓ بن حجر میں اور اس کے لڑکے اور لڑکے کے لڑکے میں روزِ حشر تک''۔[1]

تیسری صدی کے آخر میں جس وقت امیر عبداللہ مروانی کے اقبال کا پھریرا کامیابی کے ساتھ ہوا میں اڑ رہا تھا اس وقت اس مؤرخ کا جداعلیٰ خلدون ابن عثمان حضرموت (بلادِیمن) سے اندلس میں آیا اور قریہ قرمونہ میں جہاں اس کے ہم قوم مقیم تھے کچھ روز قیام کر کے اشبیلیہ چلا آیا۔ ابن حیان اور ابن حزم وغیرہ تحریر کرتے ہیں کہ خلدون کا خاندان اشبیلیہ میں نہایت عزت واحترام کے ساتھ حکومتِ بنوامیہ کے ابتدائی دور سے طوائف الملوکی تک ریاست وحکومت کا مالک رہا۔ گو اخیر

---

[1] اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرموت میں بطور جاگیر انہیں زمین بھی مرحمت فرمائی تھی۔

دور میں اس خاندان سے امارت وشوکت جاتی رہی تھی لیکن جب ابن عباد کا اشبیلیہ پر قبضہ ہوا تو پھر بنوخلدون رتبۂ وزارت سے مشرف کئے گئے۔ ساتویں صدی کے وسط میں جس وقت جلالقہ ابن افونش کے حملوں سے اشبیلیہ پائمال ہونے لگا اور اکثر قبائل عرب کمزور اور فنا ہو چلے تو اس وقت بنوخلدون اشبیلیہ سے جلاوطن ہو کر سبتہ میں چلے آئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد یہاں سے بھی دل برداشتہ ہو کر تونس میں آ بسے۔ ابو یحییٰ سلطان تونس بنوخلدون کی اس درجہ عزت کرتا تھا کہ جب کبھی وہ تونس سے باہر جاتا تھا تو بنوخلدون کو اپنا قائم مقام بنا کر جاتا تھا۔ لیکن اس خدمت سے علامہ کے والد محمد بن ابوبکر محمد نے کنارہ کشی کی اور اپنے اسلاف کا طریقہ کار چھوڑ کر علم وفضل میں اعلیٰ درجہ کا کمال پیدا کیا اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ ابتدائے رمضان ۷۳۲ھ میں علامہ پیدا ہوا اور ۷۴۹ھ میں اس کے والد کا انتقال ہوا۔

تعلیم وسفر: اس نے علامہ ابوعبداللہ محمد بن نزال انصاری سے قرآن شریف تھوڑا تھوڑا کر کے قرأت سبعہ کے ساتھ اور کتاب التفسیر الا حادیث الموطا' کتاب التمہید' کتاب التسہیل مختصر ابن خطیب وغیرہا پڑھیں۔ اسی اثناء میں علوم عربیہ اپنے والد اور دیگر علماء مثلاً شیخ ابوعبداللہ محمد عربی' ابوعبداللہ شواش' ابوالعباس وغیرہم سے کتب درسیہ اصول اور فقہ ابوعبداللہ محمد بن محمد عبداللہ الحیانی اور ابوالقاسم محمد سے معانی' تفسیر' فلسفہ' منطق' ریاضی' حساب اور علوم لغت وادب' ابوعبداللہ محمد بن بحر سے حاصل کئے۔ کتب اشعار ستہ اور حماسہ اور کچھ اشعار متنبی کے اور چیدہ چیدہ اشعار کتاب اغانی کے حفظ کئے اور احادیث شریف کی اجازت امام المحدثین ابوعبداللہ بن محمد جابر سے حاصل کی اور انہی سے علامہ کو اجازت عامہ حاصل ہوئی۔ ۷۵۳ھ میں ابومحمد بن تافراکین کے ساتھ تونس سے بلادِ ہوارہ چلا آیا۔ اس مقام پر ہواریوں سے لڑائی ہوئی تمام مال واسباب لٹ گیا' علامہ جان بچا کر انتہائی بے سروسامانی سے محمد بن عبدون مالک سبطہ کے پاس چلا گیا۔ ابن عبدون نے پورا سامان سفر درست کر کے ایک قافلے کے ساتھ مغرب کی طرف روانہ کر دیا۔ مقام قفصہ پہنچ کر فقیہ محمد ابن مزنی کے انتظار میں کچھ روز ٹھہرا رہا۔ جب محمد ابن مزنی قفصہ آ گیا تو اس کے دوسرے روز یہ دونوں رفیق زاب کی طرف روانہ ہوئے مقام بسکرہ تک دونوں کا ساتھ رہا۔ موسم سرما کا زیادہ حصہ یہیں گزرا۔ سردی پورے طور سے ختم نہ ہوئی تھی ابھی گلابی جاڑا باقی تھا کہ بسکرہ سے علامہ تلمسان چلا آیا اور ذی علم ابن ابوعمرو کی صحبت اختیار کر کے علوم باطنی کی تحصیل وتکمیل میں مصروف ہوا۔ ۷۵۵ھ میں سلطان ابوعنان المرینی جس وقت فارس میں آیا تو اس نے علامہ کی خداداد قابلیت کی یہ قدر افزائی کی کہ اسے گمنامی سے نکال کر توقع سے زیادہ اس کا احترام کیا اور اپنے انشاء توقع کا اسے میر دفتر مقرر کر لیا۔ علامہ نے اس کی تعریف میں قصیدہ بھی بوقت ملازمت پیش کیا تھا۔ یہاں بھی اس نے باوجود اس عہدہ کے تعلیم وتعلم سے اپنے کو غافل نہ رکھا۔ مشائخین علم ابوعبداللہ بن محمد ابن الصفاء مراکشی' ابوعبداللہ المغربی التلمسانی' ابوعبداللہ محمد ابن احمد شریف العلوی' ابوالقاسم محمد ابن یحییٰ برجی' ابوعبداللہ محمد ابن عبدالرزاق رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خدمت میں بغرض استفادہ حاضر ہوتا رہا۔

قید اور رہائی: اوائل ۷۵۷ھ سے حاسدین کی آنکھوں میں علامہ کا رتبہ کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا سلطان سے وقتاً فوقتاً برائیاں اور غیبت کرنے لگے لیکن سلطان کو اس کی طرف سے کوئی بدگمانی پیدا نہیں ہوئی۔ اتفاق سے انہی واقعات کے دوران علامہ کے رسمی تعلقات امیر محمد والی بجایہ سے بڑھ گئے اس وجہ سے کہ زمانہ حکومت موحدین میں علامہ کے خاندان کو اس کے

خاندان سے بہت زیادہ تعلق تھا۔ حاسدین نے مناسب موقع پا کر سلطان سے شکایت کی کہ "امیر محمد صاحب بجایہ بھاگنے والا ہے اور ابن خلدون اس کا مشیر و معین ہے"۔ سلطان نے بلاتحقیق واقعہ دونوں کو قید کر دیا کچھ عرصہ بعد اس کا مشیر آزاد کر دیا گیا لیکن یہ ناکردہ گناہ بدستور پابہ زنجیر رہا۔ یہاں تک کہ سلطان کے انتقال کے بعد وزیر حسن بن عمرو نے اخیر ۹۵۹ھ میں قید سے رہا کیا۔ علامہ نے اپنے وطن کا قصد کیا۔ لیکن وزیر موصوف نے روک لیا اور اسے اس کے عہدے پر بحال کر دیا اس کے بعد ۶۰ ۷ھ میں سلطان ابوسالم مرینی لے آیا۔ ملک گیری کی غرض سے اندلس سے تلمسان میں آیا اور علامہ کو اپنے ہمراہ تلمسان سے فارس لے آیا۔ اتفاق زمانہ اسے کہتے ہیں کہ چند روز بھی آزادی سے بسر نہ کرنے پایا تھا کہ خطیب ابن مرزوق سلطان پر غالب آیا اور اس بے چارہ کو پھر قید کی سیر کرنی پڑی۔ کچھ عرصہ بعد وزیر عمرو بن عبداللہ نے پرانے تعلقات کے باعث اسے قید سے آزاد کر کے اس کے عہدے پر بحال کیا۔

سفر و سیاحت: اوائل ۶۴ ۷ھ میں اس کا دل اندلس کے پرفضا مقامات کی سیر پر مائل ہوا۔ حالانکہ وزیر عمرو نے اس ارادے کی مخالفت کی لیکن اس کے مشتاق دل نے اسے چین سے نہ رہنے دیا۔ جبل الفتح (جبل الطارق) کی خوشنما اور پرفضا مقامات کی سیر کرتے ہوئے ۸ ربیع الاول سنہ مذکور میں غرناطہ پہنچا۔ سلطان ابوعبداللہ المخلوع نے اس کی تشریف آوری کو غنیمت شمار کر کے انتہائی خوشی اور مسرت سے اس کا استقبال کیا اور اپنے خاص محل میں ٹھہرایا۔ بظاہر یہاں کی سکونت سے یہی اندازہ ہوتا تھا کہ اب علامہ غرناطہ ہی میں پیوند زمین ہو گا لیکن کسی غیر ضروری اور خلاف توقع وجہ سے دل برداشتہ ہو کر غرناطہ سے رخصت ہوا اور فارس ہوتا ہوا ۶ ۷ھ میں تلمسان پہنچا۔ ان تمام مقامات پر علامہ کی بڑی آؤ بھگت ہوئی۔ بڑے بڑے معزز عہدوں سے ممتاز کیا گیا۔ حکام نے مقبولیت اور اعزاز کی آنکھوں سے دیکھا درحقیقت وہ اسی امر کا مستحق تھا کہ وہ سلاطین اور عام خلائق کے درمیان ایک دوسرے سے تعلق اور محبت پیدا کرنے کا واسطہ ہوتا امیر عبداللہ کا اس کو اپنا حجابہ (وکیل) بنانا نہایت صحیح اور امراء کا اسے اپنا سفیر مقرر کرنا بے حد موزوں تھا۔

تاریخ کی تالیف: تلمسان کے لئے یہ شرف حاصل ہونا لکھا تھا کہ علامہ نے بعد سفر و سیاحت کے اس مقام پر جم کر چار برس تک قیام کیا اور یہیں اس نے اپنی معتبر و معتمد مشہور تاریخ لکھنی شروع کی۔ مقدمہ تاریخ خاطر خواہ مرتب کر کے بیماری کی شدت کے باعث سلطان ابی حمو سے اجازت لے کر ۸۰ ۷ھ میں تونس کی طرف اس غرض سے چلا آیا کہ انتقال کے بعد اپنے بزرگوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے، تونس کی آب ہوا اصل جائے پیدائش ہونے کی وجہ سے اس کے رگ و ریشہ میں ایسی سرایت کئے ہوئے تھی کہ تھوڑے ہی دنوں میں صحیح و درست ہو کر حسب معمول درس و تدریس اور تالیف میں مشغول ہو گیا۔ اخبار بربر، زناتہ، دو تین عباسیہ و امویہ اور ماقبل الاسلام کے حالات یہیں تحریر کئے۔

سفر اسکندریہ و حج کعبہ: شعبان ۸۴ ۷ھ کی کسی تاریخ میں جس وقت کہ سلطان تونس دوسرے سفر کی تیاری کر رہا تھا علامہ بھی حاسدین کے حسد کے باعث دل برداشتہ ہو کر سلطان کی اجازت سے اسکندریہ روانہ ہوا۔ چالیس روز کے بعد اسکندریہ پہنچا ایک مہینہ کامل حج بیت اللہ کے خیال سے ٹھہرا رہا لیکن اتفاق زمانہ نے حج سے روک کر اسے قاہرہ پہنچا دیا۔ ابتداء دارالعلوم جامع ازہر میں جس کی شہرت آج تک آپ لوگوں کے کانوں کو محظوظ کر رہی ہے درس و تدریس میں مصروف ہوا۔ کچھ عرصہ بعد سلطان مصر نے طلب کر کے ۸۶ ۷ھ میں مذہب مالکیہ کا قاضی مقرر کیا۔ اسی زمانہ میں اس کے اہل و عیال

مغرب سے براہِ دریا مصر آ رہے تھے لیکن مصر کے قریب پہنچ کر ہوائے مخالف سے تمام کشتی والے غرق ہو گئے۔ علامہ کو اس اچانک حادثہ نے کچھ ایسا پریشان کیا کہ اس نے قاہرہ سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا لیکن تاہم تین برس تک سلطان اور احباب کے کہنے سننے سے قاہرہ میں ٹھہرا رہا۔ رمضان ۷۸۹ھ میں حج کرنے کے لئے گیا۔ ۷۹۰ھ ماہ جمادی الاول یا ثانی میں حج کر کے مصر واپس آیا اور اپنی معتبر و معتمد تالیف (یعنی تاریخ) کو ۷۹۷ھ میں ختم کر کے سلطان ابو فارس عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن المرینی کی خدمت میں پیش کیا اس کے بعد اہلِ اندلس اور مغرب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے سینکڑوں خطوط لکھے لیکن اس نے مصر سے سفر تو کجا بلکہ اندلس کے خیال سے حرکت تک بھی نہ کی۔ یہاں تک کہ ۸۰۸ھ میں رحمتِ الٰہی سے جا ملا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ عَلٰى اٰلَآئِهٖ وَنُصَلِّيْ عَلٰى سَيِّدِ اَنْبِيَآئِهٖ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَحِبَّآئِهٖ

ترجمۂ تاریخ علامہ ابنِ خلدونؒ

باب : اوّل

انساب عالم

(کتاب ثانی جلد اوّل)

یہ بات باتفاق علماء نسب ثابت ہو چکی ہے کہ ابوالبشر (آدمیوں کے باپ) آدم علیہ السلام ہیں اور انہیں کی اولاد کی نسل سے نوح علیہ السلام تک تعمیر عالم اور زمین آباد ہوتی رہی اور ضرورت اور تقاضائے وقت کے لحاظ سے انبیاء مثلاً شیثؑ ادریسؑ اور ملوک ہوتے رہے۔ جب ان لوگوں میں بت پرستی' شرک' کفر اور الحاد حد سے بڑھ گیا تو نوح علیہ السلام نے دعا کی : ﴿رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا﴾ (سورۂ نوح ۲۶) ترجمہ ''اے پروردگار! زمین پر کسی کافر کے گھر کو نہ چھوڑ'' سے عالم گیر طوفان آیا اور سوائے اہل کشتی کے کوئی متنفس اس جانکاہ عذاب سے جان بر نہ ہوا۔ چونکہ کشتی والوں نے نہ تو اپنے بعد کوئی اولاد چھوڑی اور نہ ان کے توالد وتناسل کا سلسلہ چلا۔ نتیجتاً تمام اہل عالم نوحؑ کی نسل سے ہیں اور جناب موصوف تمام عالم کے ابوالبشر ثانی ہیں' ان کا نسب توریت کی اور ماہرین انساب کے اتفاق سے نوح ابن لامک (یالمک) ابن متوشلخ ابن خنوخ (یا اخنوخ یا اشخ یا اخخ) ابن یرو (یا بیرد) ابن مہلائیل (یا ملائیل) ابن قائن (یا قنین) ابن انوش ابن شیث ابن آدم علیہ وعلی نبینا والصلوٰۃ والسلام ہے۔ شیث کے معنی عطیۃ اللہ کے ہیں۔ ابن اسحاق لکھتا ہے کہ ادریس نبی کا نام خنوخ تھا لیکن اور اہلِ انساب اس کے مخالف ہیں۔ ابن اسحاق لکھتا ہے کہ ادریس وہی نبی ہیں جو فن حکمت میں ہرمس حکیم کے نام سے مشہور ہیں واللہ اعلم ان اسماء میں اختلاف اس وجہ سے ہوا ہے کہ اہلِ عرب نے اسماء مذکورہ کو اہلِ توریت سے لیا ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ اہلِ توریت کے مخارج حروف اور اہلِ عرب کے مخارجِ حروف میں بہت بڑا فرق ہے۔

طوفانِ نوح: زند خوانانِ فارس اور بید دانانِ ہند طوفان کے واقعے سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن بعض علماء فارس یہ کہتے ہیں کہ طوفان صرف بابل کی سرزمین میں آیا تھا۔ حالانکہ کتب سماویہ اس طوفان عالمگیر کی پورے طور سے شہادت دے رہی ہیں۔ نوح علیہ السلام کے صرف تین لڑکوں سام' حام' یافث سے دنیا کی تمام قومیں پیدا ہوئیں۔ یافث بڑے' حام چھوٹے' سام منجھلے تھے۔

حضرت نوح کی اولاد: طبری نے باب احادیث مرفوعہ میں ایسا ہی نقل کیا ہے اور بیان کیا ہے سام ابوالعرب (پدر

عرب) اور یافث ابوالروم (پدر روم) اور حام ابوالحبش والزنج (پدر حبش و زنگ) اور بعض میں یوں مذکور ہے کہ سام ابوالعرب والفارس والروم (پدر عرب و فارس وروم) اور یافث ابوالترک والصقالبہ و یاجوج و ماجوج (پدر ترک وصقالبہ و یاجوج و ماجوج) اور حام ابوالقبط والسودان والبربر (پدر قبط وسودان وبربر) ہے۔ اسی طرح ابن مسیّب اور وہب ابن منبہ سے روایت کی جاتی ہے۔ بہر حال اگر یہ احادیث صحیح مان لی جائیں تو یہ اجمالی انساب ہیں۔ محققین انساب نے جو انساب کی شاخیں ذکر کی ہیں ان کے لئے کوئی صحیح نقل ہونی چاہئے۔ طبری نے لکھا ہے کہ نوح کا ایک لڑکا کنعان ہے۔ جسے عرب یام کہتے ہیں' طوفان میں ہلاک ہوا اور دوسرا لڑکا عابر نامی قبل طوفان انتقال کر چکا تھا۔ ہشام نے لکھا ہے کہ نوحؑ کے ایک لڑکا اور تھا جس کا نام بوناطر رتھا' جس شے پر تمام علماء تاریخ نے اتفاق کیا ہے وہ یہ ہے کہ سلسلۂ توالد وتناسل انہی تین لڑکوں حام' سام' یافث سے چلا اور یہی ابوالبشر ثانی نوح علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام عالم کے مورثِ اعلیٰ ہیں۔

آلِ سام بن نوح: سام بن نوح کی اولاد سے عرب اور ابراہیم اور ان کے لڑکے ہیں۔ ابن اسحاق نے نقل کیا ہے کہ ان کے پانچ لڑکے ارفخشند' لاوذ' ارم' اشوذ اور غلیم تھے۔ گو اولاد لاوذ ابن سام کا توریت میں کچھ ذکر نہیں ہے لیکن ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ لاوذ سے طم' عملیق' جرجان' فارس چار لڑکے پیدا ہوئے۔ عملیق سے جاسم کا گروہ ہے جن میں سے فراعنہ مصر کنعانین' برابرہ شام بنی لف' بنی ہزال' بنی مطر' بنی ارزق' بدیل' راحل ظفار ہیں۔ ارم بن سام کے چھ لڑکے عبیل' عبد ضخیم' عوض' کاثر' ماش (یا مشیخ) حول ہوئے۔ عاد بن عوض زمین احقاف میں حضر موت کے گردونواح میں رہتا تھا اور اولاد کاثر سے ثمود' جدیس' جرموق ہیں۔ ثمود کا مسکن شام و حجاز کے درمیان مقام حجر میں تھا۔ طبری روایت کرتا ہے کہ عاد' ثمود' عبیل' طم' جدیس' امیم' عملیق کو اللہ تعالیٰ نے زبان عربی سکھلائی تھی۔ یہی لوگ عرب عاربہ کہلاتے ہیں اور کبھی یقطن کو بھی عرب عاربہ شمار کیا جاتا ہے اور عرب عاربہ کو عرب بادیہ بھی کہتے ہیں۔ ان کا وجود اب کہیں نہیں پایا جاتا سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

ہشام ابن محمد کا یہ خیال ہے کہ نبطی اولاد نبط بن ماش بن ارم سے اور سریان بن نبط سے ہیں۔ اشوذ بن سام کے چار لڑکے ایران' نبط' جرموق' باسل ہیں۔ ایران سے فارس و کرد اور خرز' نبط سے نبیط اور سریان' جرموق سے جرامقہ اور اہل موصل' باسل سے اہل ویلم اور اہل جباں ہیں (ھکذا رواہ ابن سعید)۔ غلیم ابن سام کے لڑکے فارس اور لاوذ ہیں اور لاوذ کے تین لڑکے طسم' امیم' عملاق مشہور ہیں۔ ارفخشند ابن سام یہ وہی بزرگ ہیں جسے عالم میں یہ شرف حاصل ہوا کہ اس کی نسل سے انبیاء کرام و رسل عظام ہوئے۔ اس کے خاندان میں جس طرح نبوت کا سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ چلتا نظر آتا ہے۔ اسی طرح سلطنت نے بھی اس کا ساتھ دیا ہے۔ اس کی پشت سے شالخ اور شالخ کی پشت سے عابر پیدا ہوا۔ عابر کے دو لڑکے تھے ایک فالغ اور دوسرا یقطن' محققین انساب کے نزدیک اسی کو قحطان کہتے ہیں۔ کیونکہ عرب نے یقطن کو معرب کر کے قحطان بنا لیا ہے۔ فالغ سے ابراہیم اور ان کی نسلیں ہیں جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا اور یقطن سے بہت سی شاخیں نکلی ہیں۔ توریت میں ان میں سے تین مرواد' معربہ' مضاض کا ذکر ہے۔ حالانکہ جرہم' حضور' سالف' سبا' حضر موت' بیاراح' اوزال' وفلا' عوثال'

(نوٹ) کنعان کا ذکر توریت میں یونہی آیا ہے اور قرآن میں اس کا نام تو نہیں آیا ہے۔ لیکن اس کے واقعات جو نوحؑ کے ساتھ پیش آئے تھے وہ مذکور ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہی کنعان ہے کیونکہ کنعان کے سوا نوحؑ کا کوئی لڑکا غرق طوفان نہیں ہوا اور یہ ان کا صلبی لڑکا تھا۔ قرآن میں اس پر ابن کا لفظ اطلاق کیا گیا ہے اور عرب ابن صلبی لڑکے کو کہتے ہیں نہ کہ ربیب کو۔

افیما تیل‘ ابوفیر‘ جوبلا‘ یوقاف اسی یقطن ابن سام کی نسل سے ہیں۔ حضور اور سالف اہلِ سلفات کے مورث اعلیٰ ہیں اور سبا یمن وحمیر وتبابعہ کے ابوقیر ہند وسندھ کا جداعلیٰ ہے (شجرہ نسب بنی سام)

یافث کی اولاد: یافث ابن نوح کی اولاد سے باتفاق اہلِ انساب اہالیان ترک‘ چین‘ صقالیہ‘ ترک‘ یاجوج و ماجوج ہیں اوران دوپچھلوں (یاجوج و ماجوج) میں کچھ اختلاف ہے‘ جیسا کہ اب بیان کیا جائے گا۔ یافث کے سات لڑکے کومر‘ یاوان‘ ماغوغ‘ قطویال‘ ماشخ‘ ماذاتے‘ طیراش تھے جیسا کہ توریت میں ہے اور ابن اسحاق نے بھی انہی کا ذکر کیا ہے۔ اسرائیلیات کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ توغزما ابن ترک ابنِ کومر سے اہل خزر اور اشبان ابن ترک سے صقالیہ اور ریفات ابن ترک سے فرنج ہیں۔ ترک کی تمام شاخیں کومر کی اولاد سے ہیں۔ علامہ ابن سعید ترک کو عامور ابن سویل ابن یافث کی طرف منسوب کرتا ہے۔ حالانکہ عامور اور کومر دو شخص نہیں ہیں‘ کومر کو عامور بھی کہا کرتے تھے۔ ہمارے خیال میں پھر بھی ان دونوں روایتوں میں اختلاف پایا جاتا ہے‘ کیونکہ علامہ ابن سعید کی تحریر صاف طور سے شہادت دے رہی ہے کہ عامور یافث کا پوتا ہے اور توریت سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ کومر یافث کا لڑکا ہے واللہ اعلم۔ بحقیقۃ الحال کومر ابن یافث سے ترک پیدا ہوا اور ترک کے اجناس سے غور‘ خزر‘ قفچاق (یا خفشاخ) یمک‘ علان جس کو آز بھی کہتے ہیں۔ شرکس (یا چرکس) ازکش‘ طغرغز (جس کو تتر بھی کہتے ہیں اور ارض طمغاج میں رہتے تھے) خطا‘ الغز‘ توغرما‘ اشبان‘ ربغاث‘ صیاطلہ ہیں۔

طغرغرتا تاریوں کا اور الغز سلجوقیوں کا اور ہیاطلہ خلجیوں کا اور ریفات فرنج کا اور خرز ترکمان کا مورث اعلیٰ ہے۔
لیکن بعض علماء نسب کی تحریروں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ترکمان اولاد توغرما سے ہیں یاوان ابن یافث کے (جس کو یونان بھی کہتے ہیں) چار لڑکے داؤد بن ایشا' کیتم' ترشیش پیدا ہوئے۔ کیتم کو علماء نسب ابوالروم (پدر روم) اور ترشیش کو اہل طرسوس کا مورث اعلیٰ بتلاتے ہیں اور ماغوغ ابن یافث کی نسبت عام طور سے یہ مشہور ہے کہ یاجوج اسی کی اولاد سے ہیں۔ اہروشیوش مؤرخ روم نے قوط اور لطین کو بھی ماغوغ کی اولاد سے شمار کیا ہے۔ قطوبال ابن یافث کی اولاد نے بھی خوب نسلی ترقیاں کیں اس کی نسل سے مشرق میں اہل چین اور مغرب میں المان (جرمن) والے ہیں۔ بعض لوگوں نے افریقہ میں بربریوں اور فرنج کو بھی قطوبال ہی کی نسل سے شمار کیا ہے اور بعض کا یہ خیال ہے کہ اہل اندلس بھی اسی کی نسل سے اور ان سے قدیم ہیں۔
ماشخ ابن یافث کی طرف اہل خراسان منسوب کئے جاتے ہیں اور ماذائے ابن یافث سے صرف ایک لڑکا دیلم جسے زبان عبرانی میں ماہان کہتے ہیں پیدا ہوا اور طیراش ابن یافث سے ایک لڑکا فارس پیدا ہوا۔ بخیال اسرائیلین طبراش کی اولاد خراسان میں دولت وحکومت کی مالک تھی۔ لیکن اب ان کے قبضہ اقتدار سے زمامِ حکومت جاتی رہی۔

شجرۂ نسب بنی یافث
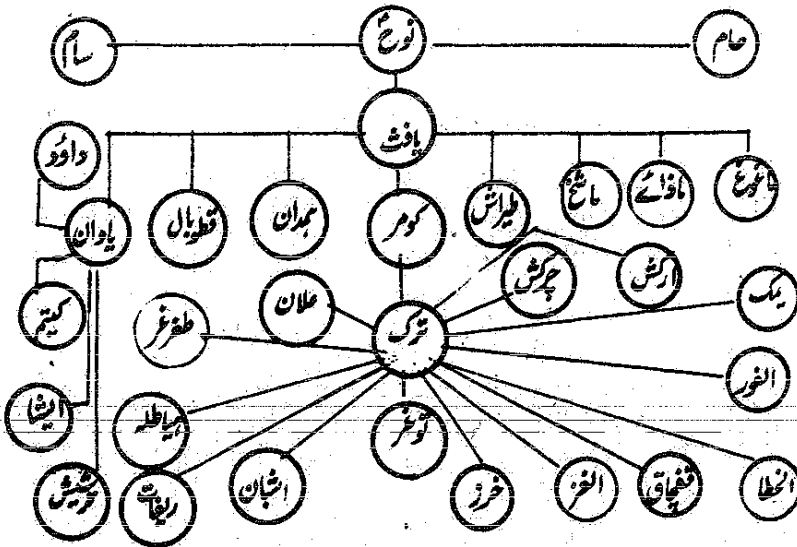
حام کی اولاد: حام ابن نوح کی اولاد سے سودان، ہند، سند، قبط، کنعان ہیں۔ لیکن پچھلے دور میں اختلاف ہے جیسا کہ توریت میں ہے۔ ان کے چار لڑکے مصر (یا مصرائم) کنعان، کوش، قوط تھے۔

مصر ابن حام کے سات لڑکوں میں سے لہابیم، بفتوحیم، لودیم کا کچھ حال نہ تو کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے اور نہ ان کا کچھ ذکر توریت میں ہے۔ باقی رہے کسلوجیم، فتروسیم، کفتورع، عفامیم یہ سب اسکندریہ اور اطراف اسکندریہ میں آبادو سکونت پذیر ہوئے۔ کنعان ابن حام کے بارہ لڑکے مشہور اور کتب تواریخ میں مذکور ہیں: (۱) صیدون، اطراف صیدا میں اس کی نسل پھیلی (۲) ایموری (۳) کرشان (ان دونوں کی اولادیں شام میں رہتی تھیں لیکن یوشیع کے غلبہ کے بعد افریقہ کی طرف چلی گئیں (۴) یبوسا، یہ بیت المقدس میں رہا اور یہیں اس کی نسل پھیلی۔ داؤد کے غلبہ کے بعد اس کی اولاد افریقہ اور مغرب کی طرف بھاگ گئی۔

ظاہراً قیاس یہ شہادت دیتا ہے کہ بربرین ان ہی مفرورین کی اولاد سے ہیں، گو محققین علمائے نسب نے ان کو مازیغ ابن کنعان کی اولاد سے بتلایا ہے۔ ممکن ہے کہ مازیغ ان ہی لوگوں میں سے ہو (۵) بازیغ (۶) حیث، اعوج بن عناق یا عنق اسی کی نسل کا مشہور بادشاہ ہے (۷) عرفان (۸) اروادی (۹) خوئی، ان لوگوں نے اپنی قیام گاہ نابلس کو قرار دیا (۱۰) سبا (یہ طرابلس میں رہا) (۱۱) ضمارائے (اس نے حمص کو جائے سکونت ٹھہرایا) (۱۲) حما (اس کی قیام گاہ انطاکیہ تھا) کوش بن حام کے پانچ لڑکوں سفنا، سبا، جوبلا (یہی اہل برقہ کا مورث اعلیٰ ہے) رعما، سفخا کا ذکر توریت میں بھی ہے، لیکن ہشام ابن محمد کی روایت شہادت دیتی ہے کہ ثمود کوش ابن حام کا چھٹا لڑکا ہے۔

قبط بن قوط: قوط ابن حام سے ایک لڑکا قبط پیدا ہوا اور یہی بعض علماء نسب قبطیوں کے خیال میں قبطیوں کا جد اعلیٰ ہے۔ سوڈانیوں اور حبشیوں کی نسبت طبری کی روایت کافی طور سے شہادت دے رہی ہے کہ یہ دونوں ایک ہی جنس اور ایک ہی نخل کے شاخ یعنی حام ابن نوح کی اولاد سے ہیں۔ ہشام ابن محمد تحریر کرتا ہے کہ کنعان ابن حام کا ایک لڑکا ان بارہ لڑکوں کے علاوہ کوش نامی تھا جس کی اولاد سے نمرود پیدا ہوا تھا۔

شجرۂ نسب بنی حام
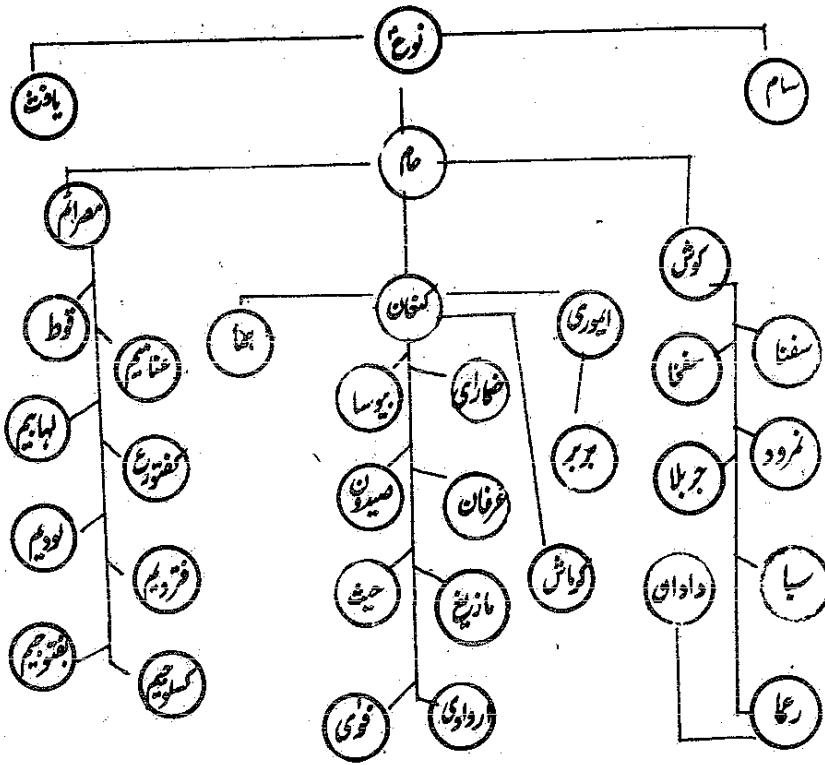
نوحؑ کا حلیہ: مؤرخ علامہ ابن خلدون نے شاید شہرت کی وجہ سے نوحؑ کے حالات تحریر نہیں کئے۔ لیکن ہم یہ نہیں چاہتے کہ شائقین فن تاریخ جنہیں زمانے نے اپنے اسلاف کے حالات سے واقفیت پیدا کرنے کی مہلت نہیں دی وہ اس سے محروم رہ جائیں۔ اس لئے ہم نوحؑ کے ان حالات سے جو کہ مشہور و معروف ہیں' اعراض کر کے ضروری باتیں تحریر کرنا چاہتے ہیں عجب نہیں کہ ہمارے مشتاق ناظرین اپنا کچھ عزیز و قیمتی وقت ان حالات کے دیکھنے میں بھی صرف کریں' سب سے پہلے نوح علیہ و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ ادریسؑ کے بعد وہ نبوت سے سرفراز کئے گئے۔ یہ پہلے نبی ہیں کہ ان کی شریعت نے آدمؑ کی شریعت کو منسوخ کیا۔ ان کی دعا سے کفار و ملحدین عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے نماز کے اوقات حکم خداوندی کے مطابق مقرر فرمائے۔

نوحؑ کا چہرہ نرم اور سر بڑا طول کی جانب مائل تھا۔ آنکھیں بڑی' بازوؤں پر گوشت' پنڈلیاں پتلی' رانیں موٹی تھیں۔ ماشاء اللہ! جیسی آپ کی داڑھی بڑھی تھی ویسا ہی قد و قامت بھی موزوں تھا۔ مزاج میں غصہ تھا' پچاس برس کی عمر میں

نبی ہوئے۔نو سو پچاس برس تک وعظ و پند کرتے رہے لیکن بدنصیب قوم نے گمراہی کفر والحاد کو نہ چھوڑا۔

آخر الذکر آپ کی دعائے بد سے جس وقت آپ کی عمر چھ سو برس سے متجاوز ہو کر دوسرے مہینے کی ستر دن کی ہو چلی تھی ایک عالم گیر طوفان آیا۔جس سے کفار ہلاک ہوئے اور مؤمنین نے نجات پائی۔طوفان کے واقعات کو ہم شہرت کے باعث ذکر نہیں کرتے۔ہاں البتہ اس قدر لکھ دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ پانی کا یہ طوفان ایک سو پچاس دن تک رہا۔دسویں رجب کو کشتی پر جناب نوح اپنے اہل وعیال اور چالیس آدمیوں کے ساتھ سوار تھے۔جبل جودی (جودی کے پہاڑ) پر جو کہ سرزمین جزیرہ میں ہے۔ٹھہری اور دسویں محرم کو کشتی سے اتر کر قریہ قرودی میں فروکش ہوئے اور اس کا نام سوق ثمانین رکھا۔ اس وجہ سے کہ اس وقت وہ قریہ انہی اسّی گھروں سے آباد کیا گیا تھا جو اس وقت اسی نام سے موسوم ہے۔

الغرض کشتی سے اتر کر قیام پذیر ہونے کے بعد آپ نے اور اہل کشتی نے حکم خداوندی کے مطابق قربانی کی اور جب رمضان کا مہینہ آیا تو آپ نے روزے رکھے اور طوفان کے بعد تین سو پچاس برس زندہ رہے۔اس حساب سے آپ کی عمر پورے ایک ہزار سال کی ہوئی۔جیسا کہ کلام مجید فرقان حمید کی اس آیۂ کریمہ ﴿فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا﴾ (العنکبوت:۱۴) سے اپنی قوم میں نوح ایک ہزار سال رہے باستثناء پچاس برس یعنی نو سو پچاس برس یعنی نبوت کے بعد اور پچاس برس نبوت سے قبل ظاہر ہوتا ہے۔آدم علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کے انتقال کے وقت سے غرض ارض (یعنی طوفان) تک دو ہزار دو سو بیالیس برس ہوتے ہیں۔واللہ اعلم

یہ ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں کہ ہم لفظی ترجمہ نہ کریں گے اور نہ اختلافات سے کچھ بحث کریں گے لیکن کسی تاریخی واقعہ کو بھی ترک نہ کریں گے۔اکثر مقامات پر ہم اپنے مشہور مؤرخ ابن خلدون کی عادت کی پابندی بھی نہ کریں گے۔لیکن اس سے مطلب خبط اور عبارت بے ربط نہ ہوگی۔جس سے فن تاریخ کے قدر دانوں کی دلچسپی میں کمی واقعہ ہو اب ہم ان تمام باتوں سے قطع نظر کر کے جن کا نفس تاریخ سے کچھ تعلق نہیں اور نہ اس سے آپ کو دلچسپی ہو سکتی ہے۔عرب کے (جو کہ ہم لوگوں کے آباؤ اجداد کا اصلی مسکن ہے۔جس کے نام پر ہر مسلمان جان فدا کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتا ہے اور جہاں ہمارے ہادی برحق سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے) حالات اسی طرح تحریر کریں گے جس طرح ہمارے مشہور مؤرخ نے اس کتاب میں اس کے تمام حالات کا نقشہ کھینچ کر دکھلایا ہے۔

باب ۲:

عرب

عرب[1] کے حدود اربعہ (چاروں حدیں) جہاں کہ بنی سام بن حام سے لڑ بھڑ کر بابل سے آنے والے ہیں۔ یوں بیان کی جاتی ہیں کہ اس جزیرہ نما عرب کو پچھم کی طرف سے آبنائے باب المندب و بحر احمر (جس کی دوسری طرف افریقہ ہے) اور پورب میں خلیج فارس اور اُتر سے فلسطین و ملک شام اور دکھن سے بحر عرب گھیرے ہوئے ہے۔

عربوں کے چار طبقے یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عرب چار طبقوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے گروہ کو عرب عاربہ کہتے ہیں، بمعنی ساختہ فی عروبیتہ کمایقال لیلٌ الیل صومٌ صایم او بمعنی الفاعلة للعروبیة و المبتدعنه لھا" (یعنی اس گروہ کو عرب عاربہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس گروہ کو عربیت میں بہت دخل تھا۔ جیسا کہ عرب تمثیلاً کہتا ہے ((لیل الیل صوم صائم)) یا اس وجہ سے اس گروہ پر عرب عاربہ کا اطلاق ہوا کہ یہی گروہ عربیت کا بنانے والا اور موجد ہے اور کبھی اس گروہ کو عرب بادیہ (بمعنی ہالکہ) سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ دنیا میں کوئی شخص بھی ان کی نسل سے باقی نہیں رہا۔

عرب کی وجہ تسمیہ: اب باقی رہی یہ بات کہ عرب کو عرب کیوں کہتے ہیں اسے عرب کے بجائے اگر کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے تو کیا حرج تھا۔ اس کی وجہ علامہ نیز اور مؤرخین نے یہ ظاہر کی ہے کہ یہ گروہ اپنے معاصرین میں بیان فصاحت و بلاغت، کلام اور عمدہ گفتگو کی وجہ سے مشہور عالم تھے اور ظاہراً قیاس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ گو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ نکتہ اس وجہ کے ظاہر ہونے کے بعد پیدا ہوا۔

عرب عاربہ: بہرکیف یہ گروہ جس کو عرب عاربہ کہتے ہیں ان کی بہت سی شاخیں ہیں۔ از اں جملہ عبیل، جدیس، عبد ضخم حضور، عاد اولی، ثمود، عمالقہ، طسم، امیم، جرہم، حضرموت ہیں یہ اور عرب عاربہ سے جو لوگ بھی ان کی طرف منسوب ہوتے ہیں وہ سب کے سب لاؤذ بن سام ابن نوح کی اولاد سے ہیں۔

اس گروہ نے نہ تو اپنے رہنے کے لئے کوئی مکان بنایا تھا اور نہ بارہ مہینے کسی ایک مقام پر کبھی قیام کیا تھا۔ اگر آج ان کا مصلحت وقت کے تقاضے سے کسی صاف میدان میں قیام ہے تو کل بکریوں، اونٹوں کے خیال سے ہرے بھرے میدانوں

---

[1] پہلے یہ ملک بوسیلہ خاکنائے سویز گوشہ شمال و مغرب میں براعظم افریقہ سے ملا ہوا تھا لیکن نہر سویز کے کھد جانے سے یہ اس سے علیحدہ ہو گیا ہے۔ لمبائی اس کی ستر ہ سو میل اور رقبہ دس لاکھ مربع میل ہے۔ اب باشندوں کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ بتائی جاتی ہے جس سے فی مربع میل بارہ آدمیوں کی آبادکاری ہوئی ہے۔

میں ہوگا' کھانے پینے کے بھی زیادہ محتاج نہ تھے کہ خواہ مخواہ رزق کی جستجو میں سرگرداں پھرتے۔ وہ ہمیشہ اونٹوں' بکریوں کے دودھ اور گوشت سے اپنا پیٹ بھرتے تھے۔ کبھی کبھی جنگلی میووں اور صحرائی پھلوں سے بھی اپنے وسیع دستر خوان کو زینت دیتے تھے۔ غرض کہ مصلحت وقت اور ان کی ضرورتوں نے انہیں اقلیم ثالث میں بحر محیط کے درمیان مغرب سے اقصائے یمن تک اور مشرق میں حدودِ ہند تک رکھا۔ اس گروہ میں بھی حسبِ ضرورت و مشیت ایزدی انبیاء کرام مبعوث ہوئے تھے' جیسا کہ ہم آئندہ بالتفصیل بیان کریں گے۔

عرب مستعربہ: دوسرا گروہ عرب مستعربہ کہلاتا ہے۔ یہ گروہ جیسا کہ عرب عاربہ سے نسباً قریب ہے ویسا ہی زماناً بھی اسے اس سے قرب حاصل ہے۔ اس گروہ نے بھی خوب خوب ترقیاں کیں۔ دولت' حکومت' عزت نے بھی مدتوں اس گروہ کا ساتھ دیا۔ حمیر اور کہلان اسی گروہ کے نامی خاندانوں میں سے ہیں۔ یہی وہ گروہ ہے جس نے کہ عرب کے پہلے طبقہ (یعنی عرب عاربہ) پر غالب آ کر ان کی حکومت اور دولت کا نام عالمِ ہستی کے صفحہ سے ایسا مٹا دیا کہ حشر تک نام کے سوا ان کا نشان کہیں ڈھونڈنے سے بھی نہ مل سکے گا۔

قبیلہ جرہم: جرہم[1] اسی دوسرے طبقے میں شمار کیا جاتا ہے جس میں کہ آنے والے طبقۂ ثالث کے مورثِ اعلیٰ حضرت اسمٰعیل پرورش پائیں گے اور انہی سے عربی زبان سیکھیں گے اور انہی حجازیوں کی طرف مبعوث بھی ہوں گے۔ ان کا مسکن و ماوا سرزمینِ یمن تھا۔ یمن حدود جزیرہ نما عرب سے باہر نہیں ہے۔ بلکہ اسی جزیرہ نما کا یہ بھی ایک ٹکڑا اور حجاز کے جانب جنوب میں ہے۔ یہ لوگ اپنے ہر بادشاہ کو تبع کہتے تھے۔ کلام پاک[2] ربانی میں بھی اس قوم کا ذکر آ گیا ہے قحطان وغیرہ اور تمام وہ لوگ جو کہ عرب تابعہ سے ان کی طرف منسوب ہوتے ہیں' سب کے سب عابر ابن شالخ ابن ارفخشند ابن سام ابن نوح علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے شمار کئے جاتے ہیں۔

عرب تابعہ: تیسرے طبقہ کا نام عرب تابعہ عرب ہے۔ اس کے مورث اسماعیلؑ نہ تو جزیرہ نما عرب کے رہنے والے تھے اور نہ ان کی زبان عربی تھی۔ ان کو ان کی ماں ہاجرہ علیہا السلام کے ساتھ ابراہیم حکم ربانی اور سارہ علیہا السلام کی خواہش سے مکہ مقامِ حجر میں چھوڑ آئے۔ آپ نے بنی جرہم میں جس کا ذکر اجمالاً عرب مستعربہ میں ہو چکا ہے پرورش پائی۔ آپ نے انہی سے عربی زبان سیکھی' اسی خاندان میں آپ کی شادی ہوئی۔ اسی سرزمین میں آپ کی آئندہ نسلوں نے نمایاں ترقیاں حاصل

---

[1] جرہم جو کہ عرب عاربہ کی نسل سے تھا وہ زمانۂ عادل اولیٰ میں تھا اور یہ جرہم قحطان ابنِ عابر کا لڑکا ہے۔ علماء نسب نے اسے یمن کے عربوں سے شمار کیا ہے۔ یعرب ابنِ قحطان نے اسے والی حجاز مقرر کیا تھا۔

[2] کلام مجید کے چھبیسویں پارہ سورۂ قاف کے پہلے رکوع کی اس آیت میں مذکورہ ہے: ﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ وَ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَ اِخْوَانُ لُوْطٍ وَّ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ﴾ (سورۂ ق: ۱۲ تا ۱۴) ''یعنی تمہاری قوم سے پہلے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جھٹلا چکی نوحؑ کی قوم نوحؑ کو اور اہلِ رس اپنے نبی حنظلہ بن صفوان یا کسی اور نبی کو اور ثمود یعنی صالحؑ کی قوم صالحؑ کو عاد ہودؑ کو اور فرعون موسیٰؑ کو اور لوط کے بھائی یعنی قوم لوطؑ کو اور اہلِ ایکہ یعنی بَن کے رہنے والے شعیبؑ کو اور تبع کی قوم اور تبع کو ان سب نے جھٹلایا رسولوں کو جیسا کہ جھٹلایا تم کو تمہاری قوم قریش نے۔ پس واجب ہوا ان پر نزولِ عذاب'' مفسرین رحمہم اللہ نے تحریر کیا ہے کہ تبع یمن میں ایک بادشاہ حمیری تھا جس کا نام اسعد بن ملکی کرب تھا اور اس کی کنیت ابوکرب تھی۔ یہ ایمان لایا اور اپنی قوم کو خدا کی طرف بلایا۔ لیکن قوم نے اسے بھی جھٹلایا۔

گیں۔ یہ تیسرا طبقہ جس کا نسباً فالخ ابن عامر ابن شالخ ابن ارفخشند ابن سام ابن نوح سے تعلق ہے کیونکہ طبقہ ثانیہ والے یعنی عرب مستعربہ سے زماناً اور نسباً بہت ہی قریب ہے۔ کیونکہ طبقہ ثانیہ والے عابر ابن شالخ کی اولاد سے ہیں اور طبقہ ثالثہ والے فالخ ابن عابر ابن شالخ کی نسل سے ہیں۔

چوتھا طبقہ جو کہ درحقیقت طبقہ ثالثہ کی اولاد واحفاد سے ہے عرب مستعجمہ کہلاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ظاہر کی جاتی ہے کہ جب اسلام کی عالمگیر روشنی نے عرب کو شرک والحاد کی تاریکی سے نکال کر ایک نئے طرز کی دولت وحکومت کی بناڈالی اور اس طبقہ رابعہ کی ترقی کرنے والی نسلوں نے مشرق سے مغرب تک پھیل کر اپنی کامیابی کے پھریرے بڑے بڑے شاندار ممالک کے بلند میناروں پر اڑائے اور عجمیوں کی مخالطت اور میل جول نے ان کو اور اس زبان کو جو اصلی مادری زبان کے قائم مقام ہو رہی تھی ایسا کچھ متغیر وتبدیل کر دیا کہ بظاہر بالکل مخالف ہو گئی۔ اس وقت اس چوتھے طبقے کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کو عرب مستعجمہ سے تعبیر کیا گیا۔ ایک بات یہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ (اولاً) عرب علی العموم اب تک ہر اس شخص کو جو کہ جزیرۃ العرب کا رہنے والا نہ ہو عجمی کہتے ہیں اور (ثانیاً) عرب تاریخی حالات کے اعتبار سے چار طبقوں پر تقسیم ہیں ورنہ بلحاظ زبان عرب کے دو ہی طبقے مشہور ہیں ایک عرب عاربہ اور دوسرا عرب مستعربہ۔

ترتیب کتاب: پہلے ہم طبقہ اولیٰ یعنی عرب عاربہ کے انساب اور ان کی دولت وحکومت کے حالات بیان کریں گے۔ اس کے بعد طبقہ ثانیہ یعنی عرب مستعربہ بنی حمیر بن سبا کے انساب اور ان کے ملوک تبابعہ کی حکومت و دولت کے تذکرے لکھ کر ان کے معاصرین ملوک بابل سریانین وملوک موصل ونینوی وقبط ملوک مصر وبنی اسرائیل صابئہ وفارس ودولت یونان واسکندریہ وقیاصرہ روم کے حالات وانساب لکھیں گے۔ پھر طبقہ ثالثہ عرب تابعہ عرب یعنی قضاعہ وقحطان وعدنان اور ان کی دونوں شاخیں ربیعہ ومضر کے حالات لکھنے کی طرف متوجہ ہوں گے۔ سب سے پہلے قضاعہ کے انساب اور ان کی حکومت جو کہ آل نعمان کی حیرہ وعراق میں تھی اور ان کے مخالفین ملوک کندہ بنی حجر آکل المرار کی شام میں، بنی جفنہ کی بلقاء میں اور اوس وخزرج کی مدینہ نبویہ میں تھی، لکھیں گے۔ اس کے بعد بنوعدنان کے انساب اور ان کی حکومت کا حال جو کہ مکہ میں قریش کے قبضے میں تھی، تحریر کریں گے۔ اس کے بعد ہم اس شرافت وکرامت کو بیان کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے قریش کو نبوت وہجرت کی قسم سے مرحمت فرمائی ہے۔ اس قدر لکھنے کے بعد خلفاء اربعہ کے حالات اور ان کے زمانہ کے ردت وفتوحات وفتن کے تذکرے تحریر کریں گے۔

پھر خلفائے اسلام بنی اُمیہ، عباسیہ، علویہ، پھر دولت عبیدیہ اسماعیلیہ، کا جو کہ قیروان ومصر میں تھی۔ پھر قرامطہ کا جو کہ بحرین میں تھی پھر وعات طبرستان ودیلم، پھر علویہ کی اس حکومت کا بیان ہو گا جو کہ حجاز میں تھی۔ پھر ان بنو اُمیہ کو لکھیں گے جو اُندلس میں بنوعباس کے مخالف تھے۔ پھر متبدین دعوت عباسیہ یعنی ابن اغلب جو کہ افریقہ میں تھے اور بنی حمدان جو کہ شام میں تھے اور بنی مقلد جو کہ موصل میں تھے اور بنی صالح بن کلاب جو کہ حلب میں تھے اور بنی مروان جو کہ دیار بکر میں تھے اور بنی اسد جو کہ حلہ میں تھے اور بنی زیاد جو کہ یمن میں تھے اور بنی ہود جو کہ اُندلس میں تھے ان کے حالات لکھیں گے۔

اور اس قدر لکھنے کے بعد ہم قائمین دعوت عبیدیہ یعنی صلیحیون کے جو کہ یمن میں تھے اور بنی ابی الحسن کلبی کے حالات جو کہ صقلیہ اور اطراف مغرب میں تھے لکھ کر، پھر ان لوگوں کے حالات لکھیں گے جو دولت عباسیہ کی دعوت عجم میں کر رہے تھے یعنی بنی طولون مصر میں اور بنی طغج وبن صفار فارس وسجستان میں اور بنی سامان ماوراء النہر بنی سبکتگین غزنہ وخراسان میں اور

غوریہ غزنہ و ہند میں اور کرُوسی بنی حسنو یہ خراسان میں۔

اس کے بعد ان دو اسلامی حکومتوں کا حال تحریر کریں گے جو دولت عرب کے بعد دو بڑی سلطنتوں میں شمار کی جاتی ہیں یعنی دیلم سے بنی بویہ اور ترک سے سلجوقیہ‘ ملوک سلجوقیہ کے متبعین بنی طغتگین شام میں اور قطلمش بلاد روم میں اور بنی خوارزم شاہ بلادِ عجم و ماوراء النہر میں اور بنی سقمان خلاط اور آرمینیہ میں اور ارتق ماردین میں اور بنی زنگی شام میں اور بنی ایوب مصر میں تھے۔

پھر ان ترک کے حالات لکھے جائیں گے جو ان کے ممالک کے وارث ہوئے اور انہوں نے حکومت اسلام خلافت عباسیہ سے لے لی‘ پھر ان کے اسلام میں داخل ہونے کی کیفیت بیان کی جائے گی اور یہ بنی ہلاکو عراق میں اور ہنوز و شیخان شمال میں اور بنی ارتنا بلادِروم میں اور بنی ہلاکو کے بعد بنی شیخ حسن بغداد میں اور بنی مظفر اصفہان و شیراز و کرمان میں اور بنی ارتنا کے بعد ملوک بنی عثمان ترکمان سے بلادِ روم وغیرہ میں ہیں۔ اس کے بعد طبقہ رابعہ یعنی عرب مستعجمہ کے حالات لکھیں گے جن کی دولت و حکومت کچھ مشرق و مغرب میں تھی۔ جب ان کے حالات ہم لکھ چکیں گے تو بربر کا تذکرہ تحریر کریں گے جن کی حکومت مغرب میں تھی اور وہ ہیں ان کی حکومت و دولت کی فہرست بھی لکھیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

عرب عاربہ کی اصلیں نوحؑ کے بعد عرب کا یہ گروہ سب سے زیادہ قوی اور عظیم الشان اور مقدم تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کا زمانہ اس قدر بعید گزرا ہے کہ ان کے حالات و اخبار سے پورے طور پر اطمینان نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ طبری کی کتاب یا قو تیہ اور کسائی کی کتاب البدر سے عرب عاربہ کے حالات پورے پورے معلوم ہو سکتے ہیں لیکن ان دونوں بزرگوں نے نہ تو تاریخ کے پیرائے میں لکھا ہے اور نہ صحت کا کوئی خاص التزام کیا ہے‘ اس کے علاوہ اس سے بھی ہم قطع نظر کرلیں تو صرف ایک توریت باقی رہتی ہے۔ اس میں بھی اگرچہ عرب کے اس گروہ کا کہیں ذکر و تذکرہ نہیں ہے لیکن چونکہ بنی اسرائیل کا زمانہ عرب عاربہ کے زمانہ سے بہت ہی قریب تھا اس وجہ سے بنی اسرائیل اور علماء توریت کی روایتوں کو ہم قابلِ اطمینان و اعتبار سمجھ کر اس گروہ کی کیفیات معاشرت حکومت اور اختلافات کے حالات کو ان لوگوں سے نقل کرنا چاہتے ہیں جو اپنا قدیمی مذہب چھوڑ کر اسلام میں آ گئے ہیں اور اسی کو ہم معتبر سمجھتے ہیں۔

عرب عاربہ جزیرہ نما عرب کے رہنے والے نہ تھے اور نہ ان کے آباء و اجداد کا یہ مسکن و ماوا تھا۔ یہ لوگ سرزمین بابل میں رہتے تھے۔ معلوم نہیں کب اور کیوں؟ بنی سام اور بنی حام سے کسی قدر ناچاقی ہوئی اور تھوڑی بہت چل بھی گئی۔ بنی سام بابل سے جزیرۃ العرب چلے آئے اور یہیں ان لوگوں نے بود و باش اختیار کی۔ اس گروہ میں ہر قبیلے اور فرقے کے جدا جدا بادشاہ یا امیر ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ ان پر بنی یعرب بن قحطان غالب آئے اور جس طرح انتظام دنیا کے لئے ان میں امیر یا بادشاہ یکے بعد دیگرے ہوتے رہے۔ اسی طرح دین و آخرت کی اصلاح کے لئے انبیاء علیہم السلام بھی مبعوث ہوتے تھے۔

قوم عاد سب سے پہلے عرب کا جو بادشاہ ہوا وہ عاد[1] ابن عوض ابن ارم ابنِ سام تھا۔ اس کی قوم ارض احقاف میں یمن و عمان اور حضرموت کے درمیان رہتی تھی۔ اس کی ایک ہزار بیویاں تھیں اور چار ہزار لڑکے تھے۔ بارہ سو برس کی عمر پائی۔ بیہقی روایت کرتا ہے کہ اس کی عمر صرف تین سو برس کی ہوئی۔ عاد ابنِ عوص کے بعد اس کے تین لڑکے شداد‘ شدید‘ ارم یکے بعد

---

[1] مسعودی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں سب سے پہلے عوض ابن ارم نے تین سو سال تک حکومت کی تھی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا عاد تخت نشین ہوا تھا۔ واللہ اعلم

دیگرے سلطنت وحکومت کرتے رہے۔ مسعودی کا بھی یہی خیال ہے کہ شداد عاد کے بعد بادشاہ ہوا اور ممالک شام و ہند و عراق کو اس نے فتح کیا۔

باغ ارم: علامہ زمخشری اسی شداد ابنِ عاد کی نسبت تحریر کرتا ہے کہ اس نے صحرائے عدن میں مدینہ ارم بنوایا تھا۔ جس میں سونے چاندی کی اینٹیں اور یاقوت وزبرجد کے دروازے تھے اور اس کا قصہ اس طرح بیان کیا ہے کہ شداد بن عاد سے ایک روز اس کے زمانے کے نبی نے جنت کی تعریف کر کے کہا کہ اگر تُو بت پرستی چھوڑ کر حق پرستی کرے گا تو اس کے عوض اللہ تعالیٰ تجھے جنت دے گا۔ شداد نے کہا ''میں خود ویسی جنت بنا سکتا ہوں، مجھے تیرے اللہ کی جنت کی ضرورت نہیں ہے''۔ شداد نے یہ کہہ کر صحرائے عدن میں ارم بنوایا۔ علامہ ابنِ سعید بیہقی سے روایت کرتا ہے کہ باغ ارم[1] کا بانی ارم بن شداد ابنِ عاد اکبر ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ صحرائے عدن میں نہ تو کوئی مدینہ ہے اور نہ ارم نام کا کوئی باغ ہے۔ یہ سب بے اصل وخرافات قصے ہیں اور ضعیف مفسرین کی من مانی اور دل بہلاوا باتیں ہیں اور ارم جو کہ قول باری تعالیٰ ﴿اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ﴾ (فجر) میں مذکور ہے اس سے قبیلہ مراد ہے نہ کہ شہر و باغ۔

مسعود نے لکھا ہے کہ عوص کی حکومت تین سو برس تک رہی۔ اس کے بعد عاد ابنِ عوص حکمران ہوا اور جیروان ابنِ سعد ابنِ عاد انہی کا ایک بادشاہ تھا جس نے شہر دمشق کو تاخت وتاراج کیا اور سنگ مرمر اور قیمتی پتھروں سے ایک مکان بنوایا

---

[1] ہمارا حافظہ اور محدود علم اگر صحیح بتلا رہا ہے تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ امام المفسرین قدوۃ المحققین قاضی ناصر الدین ابوالخیر شیرازی بیضاوی کا خیال اسی کے قریب قریب ہے۔ انہوں نے اپنی تفسیر موسومہ انوار التنزیل واسرار التاویل میں صاف طور سے لکھ دیا ہے کہ آیۂ کریمہ ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ﴾ (الفجر: ۶ تا ۸) میں ارم سے اولاد یا قبیلہ ارم مقصود ہے نہ کہ جنت جیسا کہ اس کا یہ بیان کہ (ارم) عطف بیان ((لعاد علی تقدیر مضاف ای سبط ارم)) ''لفظ ارم عاد کا عطف بیان ہے بہ تقدیر مضاف یعنی سبط ارم''۔ اس تفسیر کے موافق آیۂ موصوفہ کے یہ معنی ہوئے کہ آیا تُو نے نہیں دیکھا کہ کیا کیا تیرے رب نے عاد کے ساتھ جو کہ سبط (اولاد) ارم سے تھا۔ گو انوار التنزیل ہی میں ارم والا مشہور قصہ یہی مذکور ہے لیکن علامہ مفسر نے قیل کر کے اس قصہ کو بیان کیا ہے جو کہ قول ضعف پر دلالت کرتا ہے اور علامہ جلال الدین محمد ابنِ احمد علی شافعی کی تفسیر سے بھی یہی مفہوم ہو رہا ہے کہ آیۂ کریمہ مذکور میں ارم سے مقصود اولادِ ارم ہے چنانچہ ﴿لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ﴾ (فجر: ۸) کی تفسیر میں ((فی بطشتهم و قوتهم)) تحریر کرتے ہیں۔ اگر علامہ موصوف کے خیال سے یہ بات پیدا ہوگئی ہوتی کہ ارم سے مقصود باغ یا جنت ارم ہے تو ہرگز ہرگز ((فی بطشتهم و قوتهم)) نہ تحریر کرتے کیونکہ ((بطش)) ''غصہ'' اور قوت کی صفتیں انسان میں ہوتی ہیں نہ کہ جنت اور باغ یا کہ شہر میں۔ الحاصل ان دونوں تفسیروں سے ارم (جنت مصنوعی) کا تو کچھ پتہ نہ چلا۔

باقی رہا کلام جاہلیت وہاں کہیں کہیں یہ دیکھا گیا ہے کہ شعرائے جاہلیت تشبیہا کانہ ارمی کہا کرتے تھے جس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ ارم کوئی ایسا شخص یا قبیلہ تھا کہ جس سے عظمت وہیبت وقوت میں تشبیہ دی جاتی ہے۔ مؤرخین کا یہ حال ہے کہ علامہ ابنِ اثیر نے تاریخ کامل میں اس پر کچھ بحث نہیں کی اور اصل طبری ناپید ہے۔

اب اس مقام پر ایک یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی ضروری بات نہیں ہے کہ اگر کسی واقعہ کو مؤرخین نے ذکر نہ کیا ہو تو وہ سرے سے جھوٹا سمجھا جائے۔ ممکن ہے کہ شداد ابنِ عاد یا کسی اور نے کوئی جنت بنوائی ہو اور زمانہ بعید گذرنے کی وجہ سے مؤرخین تک یہ خبر نہ پہنچی ہو۔ اس سوال کا صرف اس قدر جواب دینا ہم کافی سمجھتے ہیں کہ اس آیت سے جس پر ارم کے قصہ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ جنت کا بنانا تو ثابت نہیں ہوتا اور نہ اس آیت سے یہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ ارم سے وہی ارم مقصود ہے، جس کا قصہ عوام میں مشہور ہو رہا ہے۔ باقی رہا باغ ارم کا وجود۔ اس سے ہم انکار نہیں کرتے لیکن ارم بمعنی جنت کلام عرب میں اس وقت ہماری نظر سے نہیں گذرا (مترجم)

تھا۔ جس کا نام اس نے ارم رکھا تھا۔ دمشق کے دروازوں پر اس کا اب تک وجود پایا جاتا ہے اس کو باب جیرون کہتے ہیں۔ کتاب الاغانی کے صوت اول کے کسی بیت میں اس کا ذکر آ گیا ہے۔ ابن عساکر نے بھی تاریخ دمشق میں جیرون کا تذکرہ کیا ہے اور یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جیرون کا ایک بھائی یزید تھا جس کے نام سے شہر یزید مشہور ہے۔ یزید اور جیرون دونوں سعد بن لقمان ابن عاد کے بیٹے ہیں۔ انہی دونوں کے سبب سے باب جیرون اور نہر یزید مشہور ہوئی ہے اور صحیح یہ ہے کہ باب جیرون سلیمان علیہ السلام کے غلاموں میں سے ایک کے نام پر زمانہ بنی اسرائیل میں موسوم ہوا ہے جو کہ ان کے زمانہ حکومت میں کارپرداز تھا۔

شداد بن بداد: علامہ ابن سعید نے قبطیوں کے حالات میں تحریر کیا ہے کہ شداد بن بداد بن ہداد بن شداد بن عاد نے قبطیوں سے خوب لڑائیاں کیں اور ان کے مقبوضات میں سے مصر' اسکندریہ وغیرہ کو لے لیا اور وہیں ایک شہرادن نامی آباد کیا۔ جس کا ذکر توریت میں بھی آیا ہے پھر جب وہ انہی لڑائیوں میں ہلاک ہو گیا تو قبطیوں نے اپنے بھائی بربریوں اور سوڈانیوں کو جمع کر کے عرب کو مصر سے نکال دیا اور مصر کو بدستور اپنے مقبوضات میں داخل رکھا۔

حضرت ہودؑ: کچھ عرصے بعد شامت اعمال سے جب اس گروہ کے اقبال نے ان سے منہ پھیرنا چاہا تو ان میں بت پرستی پھیلنے لگی۔ رفتہ رفتہ اس قدر بت پرستی عام ہوئی کہ ہر کہ ومہ لکڑی اور پتھروں کے بتوں کی پرستش کرنے لگا۔ معبود حقیقی کو بالکل

(مترجم) ہود آدم علیہ السلام کے بہت ہی مشابہ تھے۔ سر پر بکثرت گھنگریالے بال' حسین بلند قامت تھے' ہمیشہ تجارت کرتے تھے۔ یہ معلوم نہیں کہ کس سنہ میں جناب موصوف کو نبوت دی گئی۔ لیکن اس قدر البتہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ خلجان اور لقمان بن عاد یا ابن صدا ابن عاد کے عہد حکومت میں ہود علیہ السلام قوم عاد کی طرف مبعوث ہوئے تھے جو کہ تیرہ قبیلے تھے اور ان کے ممالک بہت سرسبز اور آباد تھے۔ ہودؑ پچاس برس تک وعظ کرتے رہے اور وہ قوم یہی کہتی رہی: ﴿مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ﴾ (ہود: ۵۳) ''تم ہمارے پاس کوئی دلیل تو لائے نہیں' ہم تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو نہ چھوڑیں گے اور نہ تم پر ایمان لائیں گے''۔ قوم لقمان تو ہودؑ پر ایمان لائی اور خلجان کی قوم بدستور اپنے کفر والحاد پر قائم رہی اور کہنے لگی: ﴿اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ﴾ (ہود: ۵۴) ''ہم تو یہ کہتے ہیں تم کو ہمارے بعض خداؤں نے جن کی تم پرستش نہیں کرتے ہو دیوانہ کر دیا ہے''۔ ہودؑ نے جب ان کے کفر والحاد کو حد سے متجاوز ہوتے دیکھا تو بہ مجبوری جناب باری میں دعا کی۔ تین برس تک ایک قطرہ پانی کا نہ برسا' سارے چشمے خشک ہو گئے۔ بھیڑ بکریاں تمام چوپائے مر گئے۔ قحط نے سب کا حال پتلا کر دیا۔ اس کے باوجود ہودؑ کے اس کہنے پر ﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ﴾ (ہود: ۵۲) ''اپنے خدائے برحق سے معافی چاہو اور اس سے رجوع کرو' وہ تم پر آسمان سے پانی برسائے گا اور تمہاری قوتوں کو اور توانائی دے گا''۔ بدنصیب قوم نے کچھ خیال نہ کیا اور نہ بت پرستی سے باز آئی۔ یہ عجیب قدرتی شے ہے کہ ابتدائے آفرینش سے جو لوگ سرزمین حجاز میں رہتے تھے جب ان میں سے کسی کو کوئی حاجت پیش آتی تھی تو وہ سرزمین مکہ میں جاتا' دعا کرتا' قربانی کرتا' اللہ جل شانہ اس کی حاجت برلاتا تھا۔ حالانکہ اس وقت تک نہ تو حرم شریف ہی کا کچھ وجود[1] تھا اور نہ یہ لوگ ایمان والوں میں سے تھے۔ چنانچہ قوم ہود نے اپنی قوم سے چند لوگوں کو بطور وفود جن میں

---

[1] احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا فرمائی اس وقت فرشتوں نے خانہ کعبہ..... حاشیہ جاری

نعیم ابن ہزال ابن اہزیل ابن عبیل ابن صدا ابنِ عاد اور علقمہ ابنِ الخسری اور مرثد بن سعد اور لقمان بن لقیم۔ ان میں سے دو مسلمان اور باقی سب کافر و بت پرست تھے۔ مکہ کی طرف روانہ کیا۔ تیسرے روز یہ لوگ مکہ پہنچ گئے اور معاویہ بن بکر کے مکان پر مقیم ہوئے' معاویہ بن بکر انہی کی قوم میں سے تھا' اس نے مہمانداری کے خیال سے کہا کہ تین روز ٹھہر کر آرام کرو۔ جب سفر کی تھکان دور ہو جائے تو اس وقت اطمینان کے ساتھ بحضور قلب دعا کرنا ان لوگوں نے شامتِ اعمال سے اسے قبول کر لیا۔

اتفاق کچھ ایسا ہوا کہ یہ لوگ دعوت و رقص و مے نوشی میں ایسے ڈوبے کہ اپنی پیاسی قحط زدہ قوم کو بھلا دیا۔ تین روز کا کیا ذکر ہے مہینوں گزر گئے۔ معاویہ بن بکر نے جب ان لوگوں کو عیش و عشرت میں اس قدر منہمک دیکھا اور یہ سمجھ لیا کہ یہ جس کام کے لئے آئے تھے انہوں نے بالکل بھلا دیا ہے۔ اپنی لونڈیوں کو چند[1] ایسے اشعار سکھلائے کہ جس سے یہ لوگ ہوشیار ہوئے اور اپنی غفلت اور خود فراموشی پر نادم ہوئے۔

مرثد بن سعد نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بھائیو مناسب یہ ہے کہ واپس چلو اور ہود پر ایمان لاؤ تا کہ تم اور تمہاری قوم سختی اور مصیبت سے نجات پائے۔ مرثد کے ساتھیوں نے یہ سمجھا کہ یہ کافر (یعنی مؤمن) ہو گیا ہے۔ ہمیں گمراہ کرتا ہے اور اس وجہ سے مرثد سے علیحدہ ہو کر دعا کرنے لگے۔ تین ساعت بعد ابر کے تین ٹکڑے ایک سرخ دوسرا سفید تیسرا سیاہ آسمان کے کنارے پر ظاہر ہوئے اور یہ ندا آئی کہ ان میں سے جسے چاہو اختیار کر لو۔ وفد نے یہ سمجھا کہ سفید ابر تو یقینی پانی سے خالی ہے' سرخ ابر کا حال کچھ معلوم نہیں۔ باقی رہا سیاہ اس میں پانی کا ہونا ضروری ہے۔ اسی خیال سے ان لوگوں نے سیاہ ابر کی خواہش کی اور ہنستے ہوئے مرثد کے پاس آئے اور کہا کہ لو وہ دیکھو سیاہ ابر خدا نے ہماری دعا سے بھیج دیا ہے۔ اب قحط اور خشک سالی کی تکلیف جاتی رہے گی۔

یہ ابر جس وقت قوم عاد کے قریب پہنچا۔ ہود تو سمجھ گئے کہ یہ عذاب و قہر الٰہی ہے اور قوم عاد یہ سمجھی کہ یہ ابر پانی سے بھرا ہے۔ خوشی خوشی اس کی طرف دوڑی۔ ہود نے ان لوگوں سے کہا ﴿بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (احقاف: ۲۴) ''بلکہ جس طرف تم عجلت سے جاتے ہو اس میں ہوا ہے اور وہی عذاب کا رنج دینے والا ہے''۔ قوم عاد نے پہلے ہودؑ کے اس قول کو بالکل لایعنی سمجھا لیکن جب پے در پے ہوا کے جھونکے آتے رہے تو یہ کہنے لگے کہ قاعدہ یہی ہے کہ

گزشتہ سے پیوستہ کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد آدم' نوح' ابراہیم علیہم السلام نے اس کی تجدید کی اور یہ بھی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس مقام پر آج کعبہ ہے اسی مقام کی مٹی سے آدم کا پتلا تیار کیا گیا اور میدانِ عرفات میں حوا سے آپ کی ملاقات ہوئی اور جس طرح مشرکین مکہ کفر کے باوجود کعبہ کی عزت کرتے تھے۔ اسی طرح سابقہ لوگوں کا حال تھا۔

[1] وہ اشعار جو معاویہ بن بکر کی لونڈیوں نے مجلس غنا میں گائے تھے۔ ان میں سے چار اشعار یہ ہیں:

الا یا قیل ویحک قم فهینم	لعل الله یصحبنا غماما
فیسقی ارض عاد ان عادا	قد امسوا لا یبینون الکلاما
و ان الوحش ارض جهارا	و لا یختی لعادی سهاما
و انکم لعنا فیما اشتهیتم	نهارکم و لیلکم تماما

''اے قیل تجھ پر تف ہو' ٹھہر نرمی سے باتیں کر شاید خدا پانی برسائے تا کہ زمین عاد سیراب ہو' کیونکہ عاد خشک سالی کی وجہ سے ایسے ہو گئے ہیں کہ بات تک نہیں کر سکتے' وحشی جانور بے تکلف ان لوگوں کے پاس چلے جاتے ہیں اور عادیوں کے تیر سے نہیں ڈرتے اور تم یہاں عیش و آرام میں شبانہ روز گزار رہے ہو''۔

بھلا دیا۔ اپنی قوت اور توانائی پر ایسے نازاں ہوئے کہ سمجھانے سے بھی سمجھنے کی امید اُن سے کم کی جاتی تھی' اللہ جل شانہ نے انہی سے ہود ابنِ عبداللہ بن رباح بن خلود بن عاد کو نبوت عطا فرمائی۔ بعض نسابین نے ہود کا سلسلۂ نسب اس طرح پر بیان کیا ہے کہ ہودؑ عابر کے بیٹے تھے اور عابر شالخ کے اور شالخ ارفخشند ابنِ سام کے لڑکے تھے۔

یعرب بن قحطان: ایک مدت تک یہی قوم علی الاتصال تخت نشین حکومت و سلطنت رہی۔ ان پر یعرب بن قحطان غالب آیا اور یہ قوم حضر موت کے پہاڑوں میں چلی گئی اور ان کا زمانہ ختم ہو گیا۔ صاحب زجار نے لکھا ہے کہ ان کا بادشاہ عاد بن وقیم بن عاد اکبر وہی ہے جو یعرب بن قحطان سے لڑا تھا وہ کافر تھا' مہتاب پرستی کرتا تھا اور زمانہ نوحؑ میں تھا لیکن یہ روایت بعید از قیاس ہے کیونکہ ہودؑ علیہ السلام قوم عاد کے زمانہ آخری یا ابتداء عہد حکومت میں مبعوث ہوئے تھے اور یعرب قوم عاد کے زمانہ حکومت ختم ہونے کے وقت غالب آیا تھا۔ عبدالعزیز جرجانی نے لکھا ہے کہ قوم عاد سے یعمر بن شداد اور عبدا لجبر بن معدیکرب بن شمد بن شداد بن عاد ابن وحناد بن میاد بن شمد بن شداد اور ان کے علاوہ اور بادشاہ بھی تھے جو فنا ہو گئے۔

یثرب کا بانی: عبیل' عاد بن عوص بن ارم بن سام کا جیسا کہ کلبی نے لکھا ہے اور عوس بن ارم کا بھائی تھا۔ جیسا کہ طبری نے لکھا ہے اور یہ مقام جحفہ مکہ اور مدینہ کے درمیان میں جو کہ آج کل میقات احرام ہے رہتا تھا۔ اس کا بڑا خاندان تھا۔ اس کے لڑکے اسی کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ عرب عاربہ کے ایک قبیلہ کا یہ مورث اعلیٰ تھا اس قبیلہ کو بھی سیل نے تباہ اور نیست و نابود کیا ہے اور جس نے یثرب کو آباد کیا تھا وہ انہی میں سے تھا جیسا کہ مسعودی نے لکھا ہے کہ وہ یثرب بن بائلہ بن مہابل بن عبیل عوص تھا اور سہیلی کہتا ہے کہ یثرب کا آباد کرنے والا عمالیق سے یثرب ابنِ مہلائل بن عوص بن عملیق تھا۔

عرضِ مترجم جاری.....

آندھی پہلے آتی ہے اور اس کے پیچھے پانی آتا ہے۔

ہود کا یہ کہنا کسی قدر صحیح ضرور ہے کہ یہ ہوا ہے اس کے بعد پانی ضرور آئے گا تمام لوگ گھروں سے پانی کی اُمید میں باہر آ گئے' ہود یہ سمجھے کہ یہ قوم منکر شاید اب اپنے افعال سے توبہ کرے اور خدائے واحد پر ایمان لائے۔ لیکن جناب موصوف کا یہ خیال ہی خیال تھا' ان کے دلوں پر تو مہریں لگا دی گئی تھیں' آنکھوں پر پردے پڑے تھے' کیسے وہ دیکھتے سمجھتے۔ ہوا نے سب کو زمین پر ایسے اٹھا اٹھا کر پٹخنیاں دیں کہ ان کی ہڈیاں ٹوٹ ٹوٹ کر خاک و برباد ہو گئیں۔ جیسا کہ کلام ربانی کی آیۂ کریمہ ﴿ وَفِيْ عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴾ (الذاریت ۴۱ تا ۴۲) "اور قوم عاد میں جب کہ ہم نے بھیجی ان پر ہوائے بے منفعت کہ نہ چھوڑتی تھی کوئی چیز جس پر کہ یہ گزرتی۔ مگر یہ کہ کر ڈالتی تھی چور چور"۔ سے مستفاد ہوتا ہے۔

اس بادِ صرصر نے جو کہ عذابِ الٰہی کا ایک نمونہ تھی۔ سات شب اور آٹھ دن میں عاد جیسی عظیم الشان قوم کو نیست و نابود کر دیا۔ سوائے ہودؑ اور ان لوگوں کے جو کہ جناب موصوف پر ایمان لائے تھے کوئی بھی جان بر نہ ہوا۔ یہ وحشت افزا خبر جس وقت مکہ پہنچی۔ مرثد نے اپنے ہمراہیوں سے ایمان لانے کے لئے کہا لیکن شامتی ہمراہیوں نے ایک زبان ہو کر جواب دیا کہ اگر یہ خبر صحیح ہے تو قوم کی ہلاکت کے بعد زندگی کس کام آئے گی۔ یہ خیال ابھی تمام نہ ہونے پایا تھا کہ ہوا کے ایک سخت جھونکے نے ان لوگوں کو بھی پہاڑ سے نیچے پھینک دیا۔

عبد ضخم: عبد ضخم[1] ارض طائف میں رہتے تھے۔ یہ بھی ان ہی لوگوں کے ساتھ ہلاک ہوئے جو کہ کفر و الحاد میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ان لوگوں کی عمریں بہت بڑی ہوتی تھیں۔ قوت اور جسامت میں بے مثل تھے سب سے پہلے جس نے عربی خط لکھا تھا وہ یہی عبد ضخم بن ارم ابنِ سام تھا۔

[1] اس قوم میں زیادہ تر جن بتوں کی جھوٹی خدائی پھیلی تھی اور عام طور سے انہی کی پرستش کھلم کھلا ہو رہی تھی ان میں ایک کا نام ضر تھا دوسرے کو ضمور کہتے تھے' تیسرا الہیہ کے نام سے مشہور تھا۔

﴿سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾

(الصّٰفّٰت ۱۸۰)

قومِ عاد اور حضرت ہودؑ کا شجرۂ نسب

سام
ارم
عوص
عاد اکبر

خسر
جلہمہ

عابر
رقیم
عاد
ظلجان
بدو
ہدو
لقمان

صدا
جبیل
ہزیل
ہزال
لقیم
عبید
عابر
عمرو

بکر
معاویہ
بکر

خلود
رباح
عبداللہ
ہود علیہ السلام

لقمان
سعد
جیرون
میاد
خناد

شدلو
ثمد
عمدکیہ
عبدابیر
شداد
یعمر

ہداد
براد
شداد

عنز
سعد
مرثد

باب : ۳

ثمود

حضرت صالحؑ: ثمود ابنِ کاثر (یا جاثر) ابنِ ارم مقام حجر اور وادی القریٰ میں حجاز و شام کے درمیان رہتا تھا۔ یہ بھی عرب عاربہ کے ایک بہت بڑے قبیلہ کا مورث اعلیٰ ہے۔ اس کا قبیلہ اسی کے نام سے مشہور ہے[1]۔ صالحؑ اسی گروہ کی طرف

---

[1] صالحؑ نہایت حلیم منکسر المزاج تھے۔ آپ کا رنگ سرخ سفیدی کی طرف مائل' بال بالکل سیدھے باریک بالکل سیاہ نہ تھے بلکہ خفیف سا بھورا پن ظاہر ہوتا تھا۔ برہنہ پا ہمیشہ پھرتے تھے مکان کبھی نہیں بنوایا عمر بھر مسجد ہی میں رہے اور وہیں شب کو سوتے تھے۔ جب آپ سنِ شعور کو پہنچے اور خلعت نبوت سے سرفراز فرمائے گئے اور اپنی قوم کو غیر اللہ کی پرستش سے ممانعت کرنے لگے اور توحید اور اللہ کی عبادت کی طرف رہنمائی کرنی چاہی تو عوام کا کیا ذکر ہے خواص بھی کہنے لگے: ﴿وَ اِنَّنَا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ﴾ (ہود:۶۲) ''اور بہ تحقیق ہم کو شک ہے جس چیز کا تم دعویٰ کرتے ہو ہم تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں (بتوں) کی پرستش نہ چھوڑیں گے''۔ ایک زمانہ تک وعظ و پند کرتے رہے لیکن سوائے رابعہ جندع بن عمرو اور چند آدمیوں کے جو اسی قوم میں سے تھے اور کوئی ایمان نہ لایا۔ سب کے سب بدستور اپنے کفر و الحاد پر قائم رہے اور باتفاق یہ کہنے لگے کہ اگر تم نبی برحق ہو تو کوئی معجزہ دکھلاؤ۔ صالحؑ نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ قوم ثمود نے کہا ''بالفعل اس پہاڑ سے ایک ناقہ (اونٹنی) پیدا ہو اور اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی ہو جس کے بال سرخ ہوں تا کہ ہم لوگ اس کا دودھ استعمال میں لائیں''۔

جناب موصوف نے دعا کی' اسی وقت پہاڑ سے ایک آواز آئی۔ اس کے بعد ایک پتھر کا ٹکڑا درمیان سے شق ہو گیا اور اونٹنی نکل آئی۔ بدنصیب تباہ ہونے والی قوم نے بے تامل کہنا شروع کر دیا کہ پتھر سے اونٹنی کا پیدا ہونا بالکل خلافِ عقل ہے۔ صالحؑ پیغمبر نہیں ہیں بلکہ بہت بڑے ساحر ہیں۔ کفار آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے کہ اونٹنی دوبار بولی اور بچہ کے ساتھ چرنے لگی۔ ملحدین یہ تعجب خیز معاملہ دیکھ کر کہنے لگے کہ صالحؑ کا اس سے زیادہ کیا جادو ہو سکتا ہے کہ اونٹنی کو پہاڑ سے پیدا کیا اور پھر اس کا بچہ چرنے بھی لگا۔ صالحؑ نے ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے۔

ان لوگوں کی یہ باتیں ہنوز ختم نہ ہونے پائی تھیں کہ اونٹنی بچہ کے ساتھ اس چشمہ پر آئی جو ملحدین کے قبضہ میں تھا اور سارا پانی پی گئی۔ اس دن تو یہ لوگ خاموش رہے۔ دوسرے روز صالحؑ سے اس کی شکایت کی۔ صالحؑ نے فرمایا کہ ایک روز اس چشمہ سے تم پانی پیا کرو دوسرے روز یہ اونٹنی پیے گی۔ لیکن دیکھنا کبھی بھول کر بھی اس اونٹنی کو مارنے کا خیال نہ کرنا۔ جب تک یہ اونٹنی تم میں رہے گی تم لوگ عذابِ الٰہی سے محفوظ رہو گے۔ لیکن ((بحکم ابنِ آدم حریصٌ علیٰ مامنع)) ''ابنِ آدم کو جس چیز کی ممانعت ہوتی ہے اسی کا حریص ہوتا ہے''۔ عام طور سے اشیاء ممنوعہ کی طرف سب کو رغبت پیدا ہو جاتی ہے اگر کتب تواریخ کی ورق گردانی کی جائے یا کسی قدر غور و تامل سے کام لیا جائے تو بیسیوں ہی کیا سینکڑوں اس کی نظیریں نظر آئیں گی۔ ہمارے ابوالبشر آدم علیہ السلام کو گیہوں یا کسی اور دانے کے کھانے کی ممانعت کی گئی تھی۔ قابیل سے کہا گیا کہ ہابیل کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا۔

یوسف سے یعقوب نے کہا تھا: ﴿لَا تَقْصُصْ رُؤْیَاکَ عَلٰۤی اِخْوَتِکَ﴾ (یوسف:۵) ''اپنے خواب کا حال اپنے بھائیوں سے نہ کہنا'' اور یوسفؑ کے بھائیوں سے کہا گیا تھا ﴿اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ﴾ (یوسف:۱۳) ''میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس کو (یوسف کو) بھیڑیا نہ ☜ ...

کھا جائے''۔ لیکن ان لوگوں نے جس چیز کی ممانعت کی گئی تھی اسی کی مخالفت کی علیٰ ہذا القیاس قوم ثمود نے بھی اپنے نبی صالحؑ کے کہنے پر خیال نہ کیا اور اونٹنی کے قتل پر تل گئے اس وجہ سے کہ صالحؑ نے ایک زمانہ میں پیشین گوئی کی تھی کہ تم میں سے ایک شخص اس اونٹنی کو قتل کرے گا اور یہی نزولِ عذاب کا سبب ہوگا۔ لوگوں نے کہا آپ اس کا نام بتلایئے ہم اس سے قبل کہ وہ اس اونٹنی کو قتل کرے اسے مار ڈالیں گے۔ صالحؑ نے کہا ابھی وہ پیدا نہیں ہوا اس کا چہرہ سرخ ہوگا اور آنکھیں بلی کی سی ہوں گی۔

سب نے یہ سنتے ہی اس وقت تو اس امر پر اتفاق کر لیا کہ جو لڑکا اس حلیہ کا پیدا ہو' مار ڈالا جائے۔ اور نولڑکے یکے بعد دیگرے مارے گئے لیکن آپس میں سرگوشیاں شروع ہوگئیں۔ بعض یہ کہنے لگے کہ صالحؑ کی بات بالکل لایعنی ہے ان کے کہنے پر عمل نہ کرو اور بعضوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ صالحؑ تمہاری قوم کا دشمن ہے وہ اسی بہانہ سے ترقی نسل کو روکنا چاہتا ہے۔ غرض ہر ایک اپنی سمجھ کے موافق طرح طرح کے خیالات ظاہر کر رہا تھا کہ وہ لڑکا جس کی نسبت جناب موصوف نے پیشین گوئی کی تھی پیدا ہوا اور قوم ثمود نے اس لڑکے کو قتل نہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ لڑکا جس وقت سن شعور کو پہنچا تو ان نو آدمیوں کی جن کے لڑکے مارے گئے تھے آنکھیں چلتے پھرتے اس لڑکے پر پڑتیں تو یہی کہہ اٹھتے تھے کہ اگر ہمارے لڑکوں کو صالحؑ قتل نہ کراتا تو آج وہ اس سے بھی بڑے ہوتے' صالحؑ نے ہمارے ساتھ بڑی دشمنی کی اس نے ہماری نسلی ترقی کی ریڑھ مار دی۔ رفتہ رفتہ اس سرگوشی کا یہ اثر پیدا ہوا کہ ان لوگوں نے صالحؑ کے قتل کرنے کی آپس میں سازش کر لی اور باہم عہد و پیمان کر کے سفر کے بہانہ سے گھر سے نکلے اور شہر کے باہر ایک پہاڑ کے درہ میں اس غرض سے چھپ رہے کہ جس وقت رات کو صالحؑ شہر میں آنے لگیں' فوراً قتل کر ڈالے جائیں۔ مثل ہے کہ چاہ کن راہ چاہ درپیش۔ اللہ جل شانہ نے ان پر پہاڑ پر سے ایسا پتھر گرا دیا کہ سب کے سب دب کر مر گئے۔ جیسا کہ کلام ربانی کی اس آیۂ کریمہ: ﴿فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَ قَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ (النمل ۵۱) ''دیکھا ان کے مکر و فریب کا کیا نتیجہ ہوا ہم نے ان کو اور ان کی کل قوم کو تباہ کر دیا''۔ سے مفہوم ہوتا ہے۔

چند روز کے بعد دو چار آدمی اس راہ سے ہو کر گزرے اور ان لوگوں کو مردہ ایک پتھر کے نیچے دبا ہوا دیکھ کر شہر واپس گئے اور اپنی قوم سے یہ حال بیان کیا۔ سب متفق ہو کر صالحؑ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ تم نے پہلے ان بیچاروں کے لڑکوں کو قتل کرایا اور بعدہ ان کو بھی زندہ نہ دیکھ سکے اور شہر کے باہر لے جا کر مار ڈالا۔ یہ سب واقعات اس اونٹنی کی بدولت ہوئے' ہم اسے اب زندہ نہ چھوڑیں گے' صالحؑ نے ہر چند سمجھایا لیکن ان لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا۔

آخر الامر اسی نوجوان گربہ چشم نے جس کی نسبت جناب موصوفؑ نے پیش گوئی کی تھی اونٹنی کے مارنے کا بیڑہ اٹھالیا اور چشمہ کے قریب تلوار کھینچ کر اونٹنی کے انتظار میں بیٹھ رہا۔ اونٹنی اپنے بچے کے ساتھ جیسے ہی چشمہ کے قریب آئی اس نے دوڑ کر ایسا وار کیا کہ اونٹنی کا پاؤں کٹ گیا' اونٹنی تو اسی جگہ تڑپنے لگی اور بچہ جان بچا کر اس پہاڑ پر بھاگ گیا جہاں سے اونٹنی بچہ کے ساتھ پیدا ہوئی تھی۔

صالحؑ یہ واقعہ سن کر شہر سے باہر آئے اور قوم ثمود کو نزولِ عذاب الٰہی سے آگاہ کیا۔ بعض تو اپنے اسی خیال میں مست رہے لیکن اکثر گھبرا کر گلو خلاصی کی تدبیر پوچھنے لگے۔ صالحؑ نے فرمایا کہ جاؤ دیکھو اگر وہ بچہ ہی تم کو مل جائے تو عجب نہیں کہ عذاب و قہر الٰہی سے بچ جاؤ۔ لوگ یہ سنتے ہی پہاڑ کی طرف دوڑے' بچے نے آسمان کی طرف دیکھا اور تین آوازیں دے کر غائب ہوگیا۔ اس وقت صالحؑ نے فرمایا کہ تین روز تک تم لوگ دنیا میں اور رہو گے' چوتھے روز عذاب الٰہی نازل ہوگا اور ان تین دنوں میں تمہارے چہروں سے یہ تغیرات ظاہر ہوں گے پہلے روز تم لوگوں کا چہرہ زرد ہو جائے گا۔ دوسرے روز سرخ اور تیسرے روز سیاہ ہو جائے گا اور چوتھے روز تم عذابِ خداوندی میں گرفتار ہو جاؤ گے اور تم میں سے کوئی شخص سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لا چکے ہیں اس عذاب سے جانبر نہ ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ کلام مجید میں مذکور ہے: ﴿فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا﴾ (ہود ۶۶) ''(جب ہمارا امر یعنی عذاب بچا لیا ہم نے صالحؑ کو اور ان لوگوں کو جو کہ اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے'' اس عذاب الٰہی سے کوئی کافر نہ بچا مگر ایک شخص جس کی کنیت ابو رغال تھی اس وقت وہ حرم شریف میں تھا جس وقت یہ خبر اس کے کانوں تک پہنچی فوراً وہ بھی مر گیا اس قوم نے ایک ہزار سات سو شہر آباد کئے تھے اور ہر ایک سرسبزی و شادابی میں اپنی نظیر آپ تھا۔ یہ سب اسی عذاب و قہر کی نذر ہو گئے نہ کوئی شہر بچا اور نہ کوئی گاؤں۔

کھا جائے''۔ لیکن ان لوگوں نے جس چیز کی ممانعت کی گئی تھی اسی کی مخالفت کی علیٰ ہذا القیاس قوم ثمود نے بھی اپنے نبی صالح کے کہنے پر خیال نہ کیا اور اونٹنی کے قتل پر تل گئے' اس وجہ سے کہ صالح نے ایک زمانہ میں پیشین گوئی کی تھی کہ تم میں سے ایک شخص اس اونٹنی کو قتل کرے گا اور یہی نزولِ عذاب کا سبب ہوگا۔ لوگوں نے کہا آپ اس کا نام بتلا دیجئے' ہم اس سے قبل کہ وہ اس اونٹنی کو قتل کرے اسے مار ڈالیں گے۔ صالح نے کہا ابھی وہ پیدا نہیں ہوا اس کا چہرہ سرخ ہوگا اور آنکھیں بلی کی سی ہوں گی۔

سب نے یہ سنتے ہی اس وقت تو اس امر پر اتفاق کر لیا کہ جو لڑکا اس حلیہ کا پیدا ہو' مار ڈالا جائے۔ اور نو لڑکے یکے بعد دیگرے مارے گئے لیکن آپس میں سرگوشیاں شروع ہو گئیں۔ بعض یہ کہنے لگے کہ صالح کی بات بالکل لایعنی ہے ان کے کہنے پر عمل نہ کرو اور بعضوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ صالح تمہاری قوم کا دشمن ہے وہ اسی بہانہ سے ترقی نسل کو روکنا چاہتا ہے۔ غرض ہر ایک اپنی سمجھ کے موافق طرح طرح کے خیالات ظاہر کر رہا تھا کہ وہ لڑکا جس کی نسبت جناب موصوف نے پیشین گوئی کی تھی پیدا ہوا اور قوم ثمود نے اس لڑکے کو قتل نہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ لڑکا جس وقت سن شعور کو پہنچا تو ان نو آدمیوں کی جن کے لڑکے مارے گئے تھے آنکھیں چلتے پھرتے اس لڑکے پر پڑتیں تو یہی کہہ اٹھتے تھے کہ اگر ہمارے لڑکوں کو صالح قتل نہ کراتا تو آج وہ اس سے بھی بڑے ہوتے' صالح نے ہمارے ساتھ بڑی دشمنی کی اس نے ہماری نسلی ترقی کی ریڑھ مار دی۔ رفتہ رفتہ اس سرگوشی کا یہ اثر پیدا ہوا کہ ان لوگوں نے صالح کے قتل کرنے کی آپس میں سازش کر لی اور باہم عہد و پیمان کر کے سفر کے بہانہ سے گھر سے نکلے اور شہر کے باہر ایک پہاڑ کے درہ میں اس غرض سے چھپ رہے کہ جس وقت رات کو صالح شہر میں آنے لگیں' فوراً قتل کر ڈالے جائیں۔ مثل ہے کہ چاہ کن راہ چاہ درپیش۔ اللہ جل شانہ نے ان پر پہاڑ پر سے ایسا پتھر گرا دیا کہ سب کے سب دب کر مر گئے۔ جیسا کہ کلام ربانی کی اس آیہ کریمہ: ﴿فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَ قَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ (النمل: ۵۱) ''دیکھا ان کے مکر و فریب کا کیا نتیجہ ہوا ہم نے ان کو اور ان کی کل قوم کو تباہ کر دیا''۔ سے مفہوم ہوتا ہے۔

چند روز کے بعد دو چار آدمی اس راہ سے ہو کر گزرے اور ان لوگوں کو مردہ ایک پتھر کے نیچے دبا ہوا دیکھ کر شہر واپس گئے اور اپنی قوم سے یہ حال بیان کیا۔ سب متفق ہو کر صالح کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ تم نے پہلے ان بیچاروں کے لڑکوں کو قتل کرایا اور بعدہ ان کو بھی زندہ نہ دیکھ سکے اور شہر کے باہر لے جا کر مار ڈالا۔ یہ سب واقعات اس اونٹنی کی بدولت ہوئے' ہم اسے اب زندہ نہ چھوڑیں گے' صالح نے ہر چند سمجھایا لیکن ان لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا۔

آخر الامر اسی نوجوان گربہ چشم نے جس کی نسبت جناب موصوف نے پیش گوئی کی تھی اونٹنی کے مارنے کا بیڑہ اٹھا لیا اور چشمہ کے قریب تلوار کھینچ کر اونٹنی کے انتظار میں بیٹھ رہا۔ اونٹنی اپنے بچے کے ساتھ جیسے ہی چشمہ کے قریب آئی اس نے دوڑ کر ایسا وار کیا کہ اونٹنی کا پاؤں کٹ گیا' اونٹنی تو اسی جگہ تڑپنے لگی اور بچہ جان بچا کر اس پہاڑ پر بھاگ گیا جہاں سے اونٹنی بچے کے ساتھ پیدا ہوئی تھی۔

صالح یہ واقعہ سن کر شہر سے باہر آئے اور قوم ثمود کو نزولِ عذاب الٰہی سے آگاہ کیا۔ بعض تو اپنے اسی خیال میں مست رہے لیکن اکثر گھبرا کر گلوخلاصی کی تدبیر پوچھنے لگے۔ صالح نے فرمایا کہ جاؤ دیکھو اگر وہ بچہ ہی تم کو مل جائے تو عجب نہیں کہ عذاب و قہر الٰہی سے بچ جاؤ۔ لوگ یہ سنتے ہی پہاڑ کی طرف دوڑے' بچہ نے آسمان کی طرف دیکھا اور تین آوازیں دے کر غائب ہو گیا۔ اس وقت صالح نے فرمایا کہ تین روز تک تم لوگ دنیا میں اور رہو گے' چوتھے روز عذاب الٰہی نازل ہوگا اور ان تین دنوں میں تمہارے چہروں سے یہ تغیرات ظاہر ہوں گے' پہلے روز تم لوگوں کا چہرہ زرد ہو جائے گا۔ دوسرے روز سرخ اور تیسرے روز سیاہ ہو جائے گا اور چوتھے روز تم عذاب خداوندی میں گرفتار ہو جاؤ گے اور تم میں سے کوئی شخص سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لا چکے ہیں اس عذاب سے جانبر نہ ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ کلام مجید میں مذکور ہے ﴿فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا﴾ (ہود: ۶۶) ''(جبکہ آیا ہمارا امر یعنی عذاب بچا لیا ہم نے صالح کو اور ان لوگوں کو جو کہ اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے'' اس عذاب الٰہی سے کوئی کافر نہ بچا مگر ایک شخص جس کی کنیت ابو رغال تھی اس وقت وہ حرم شریف میں تھا جس وقت یہ خبر اس کے کانوں تک پہنچی فوراً وہ بھی مر گیا اس قوم نے ایک ہزار سات سو شہر آباد کئے تھے اور ہر ایک سرسبزی و شادابی میں اپنی نظیر آپ تھا۔ یہ سب اسی عذاب و قہر کی نذر ہو گئے نہ کوئی شہر بچا اور نہ کوئی گاؤں۔ اس واقعہ کے بعد صالح شام کی طرف چلے گئے اور فلسطین میں مقیم رہے پھر مکہ میں واپس آئے اور یہیں انتقال کیا' تیس برس تک وعظ و پند کرتے رہے[1]۔

مبعوث ہوئے تھے۔ چونکہ یہ لوگ بھی اپنے معاصرین کی طرح طویل القامت (بڑے قد) کثیر الاعمار (بڑی عمر والے تھے) پہاڑوں میں بڑے بڑے عالیشان مکانات بنا کر رہتے تھے۔ اٹھارہ میل مربع میں یہ خاندان آباد تھا' دولت' ثروت' قوت' حکمت سب کچھ تھی لیکن پانی کی ایسی کمی تھی کہ وادی القریٰ میں سوائے ایک چشمہ کے اور دوسرا کوئی چشمہ نہ تھا۔ سب سے پہلے اس قوم میں جس نے اپنے کو بادشاہ کے لقب سے مشہور کیا وہ عابر ابنِ ارم ابنِ ثمود تھا۔ اس نے اپنی قوم میں دو صدیوں تک برابر حکومت کی۔ اس کے بعد جندع ابن عمرو ابنِ دبیل ابن ارم بن ثمود بادشاہ ہوا اور تین سو برس تک سلطنت کرتا رہا۔ اسی کے عہدِ حکومت میں صالح ابنِ عبیل ابن اسف ابنِ شالخ ابنِ عبیل ابنِ کاثر ابنِ ثمود مبعوث ہوئے تھے۔

شاہانِ قوم ثمود: قوم ثمود کے نامی بادشاہوں میں دوبان بن نمیع بھی تھا۔ اس نے اپنی حکومت کو اسکندریہ تک بڑھا لیا تھا' بلکہ یوں کہنا شاید نازیبا نہ ہوگا کہ دوبان نے اسکندریہ ہی کو اپنا دارالحکومت قرار دیا تھا اور موہب بن مرہ بن رحیب اور اس کا بھائی ہوبیل بن مرہ ثمودیوں کے اولوالعزم بادشاہوں میں شمار کیا جاتا ہے' بعض مؤرخین کا یہ خیال کہ اصحاب الرس جن کے نبی حنظلہ بن صفوان تھے۔ اسی قوم سے ہیں بالکل غلط اور ناقابل اعتبار ہے کیونکہ اصحاب الرس حضور کی اولاد سے ہیں۔ جیسا کہ ہم بنی قانع ابنِ عابر کے حالات میں بیان کریں گے۔ علیٰ ہذا بعض علماء نسب نے ثقیف کو اسی بقیہ ثمود کی نسلوں سے شمار کیا ہے۔ حالانکہ یہ قول محض بے اصل ہے۔ حجاج بن یوسف کے روبرو جب یہ تذکرہ آجاتا تھا تو وہ اس کی تکذیب کرتا تھا اور اکثر اوقات عز من قال ﴿وَ ثَمُوْدَ فَمَا اَبْقٰی﴾ (النجم: ۵۱) ''بڑا ہی محترم ہے وہ جس نے کہا ہے کہ ثمود باقی نہیں رہے یعنی ہلاک کر دیئے گئے''۔ کہہ اٹھتا تھا۔ اہل توریت نہ عاد اور ثمود اور نہ ہود اور صالح علیہ السلام اور نہ کسی عرب عاربہ کے حالات سے واقف ہیں۔ بظاہر اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ توریت میں انہی لوگوں کا تذکرہ ہے جو کہ آدم اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان جو موسیٰ کے نسب میں واقع ہوئے ہیں اور ان میں سے کوئی شخص موسیٰ و آدم کے نسب میں نہیں واقع ہوا۔

بنی جدیس: جدیس کی نسبت جس طرح ابنِ کلبی کی روایت اس امر کی شہادت دے رہی ہے کہ یہ ارم ابنِ سام کا لڑکا تھا اور یمامہ میں رہتا تھا اور ثمود ابنِ کاثر کے بھائیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح طسم کے بارے میں اس کا بیان بتلا رہا ہے کہ یہ لاوذ ابنِ سام کی اولاد سے تھا اور مقام بحرین میں سکونت پذیر تھا۔ لیکن طبری کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں (جدیس اور طسم) لاوذ ابنِ سام کی نسل سے ہیں اور یہ دونوں یمامہ میں رہتے تھے۔ طبری بروایت ہشام بن محمد کلبی بسند صحیح ابنِ اسحاق اور نیز علماء عرب سے بیان کرتا ہے کہ طسم اور جدیس دونوں یمامہ میں رہتے تھے۔ یمامہ بہت سرسبز و شاداب شہروں میں شمار

؎ پچاسی برس کی عمر پائی۔ چہار شنبہ کو اونٹنی ماری گئی اور یک شنبہ کو قوم ثمود ہلاک کی گئی۔

اونٹنی کے قتل کے اسباب مختلف بیان کئے گئے ہیں' بعض مؤرخین یہ تحریر کرتے ہیں کہ قذار بن سالف ایک روز کسی جلسہ میں اپنے یاران طریقت کے ساتھ بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا' اتفاق سے وہ دن اونٹنی کے پینے کا تھا' ان لوگوں کو مجبوری سے خالی شراب پینا پڑی' اسی وجہ سے جھلا کر باہم مشورہ کر کے اونٹنی کے قتل پر تیار ہو گئے اور بعض ارباب تاریخ نے یہ بیان کیا ہے کہ قوم ثمود میں دو عورتیں ایک قطام دوسری قبال نامی تھی۔ قطام پر تو قذار فریفتہ تھا اور قبال پر مصدع شیدا ہو گیا' لیکن قطام اور قبال دونوں کو اپنے اپنے عاشقوں سے کچھ دلچسپی نہ ہوئی۔ قذار اور مصدع نے اپنی اپنی معشوق سے ملنے کی تمنا ئیں کیں۔ چونکہ ان دونوں کو ملنا نہ تھا غیر ممکن امر سمجھ کر اٹھیں کہ اگر تم دونوں آدمیوں کو ہم سے ملنا منظور ہے تو اونٹنی کو قتل کر ڈالو۔ قذار اور مصدع یہ سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی قوم کی ہلاکت کا باعث ہوئے۔

کیا جاتا تھا۔

بنی طسم کا قتل عام: بنی طسم میں ایک بادشاہ عشو نامی تھا اور اسی کو عملوق بھی کہتے تھے۔ وہ بنی جدلیس کو بہت ذلیل و خوار سمجھتا تھا۔ چھوٹی آنکھوں بھی عزت کی نظر سے نہ دیکھتا تھا۔ اس کے ظلم اور تشدد کی کچھ انتہا نہ تھی اس نے ان کو اس قدر ذلیل و خوار کر رکھا تھا کہ بنی جدلیس کی کوئی باکرہ عورت اپنے شوہر کے پاس اس وقت تک نہ جا سکتی تھی۔ جب تک عملوق اس سے خلوت نہ کر لیتا تھا ایک مدت تک یہی دستور جاری رہا۔ کچھ عرصہ بعد عفیرہ بنت غفار بن جدلیس کی شادی ہوئی۔ عملوق نے حسب دستورِ سابق عمل درآمد کیا۔ اس کا بھائی اسود بن غفار اس امر سے بہت جھلایا اور رؤساء جدلیس کو ایک خاص جلسہ میں جمع کر کے کہنے لگا کہ تم لوگوں کو کچھ شرم نہیں آتی اس قدر ذلت اور رسوائی کتے بھی پسند نہ کریں گے' تم میرا کہنا مانو' آؤ میں تمہیں اس ذلت سے نکال کر عزت کے خوش نما باغ کی سیر کراؤں۔ حاضرین نے کہا کہ اس کی کیا صورت ہوگی۔ اسود نے کہا عملوق کی اس کی قوم کے ساتھ دعوت کرو اور جب وہ کھانے میں مصروف ہوں تو ان کو نیست و نابود کر دو۔ سب نے اس امر پر اتفاق کر لیا اور جب عملوق اپنی قوم کے ساتھ کھانے میں مصروف ہوا۔ اسود نے حملہ کر کے عملوق کو قتل کر ڈالا اور باقی سب کو رؤساء بنی جدلیس نے نیست و نابود کر دیا۔

رباح بن مرہ کا بنی جدلیس پر حملہ: ان میں سے صرف رباح بن مرہ بن طسم خدا جانے کس طرح اس واقعہ سے بچ کر حسان بن تبع کے پاس چلا گیا۔ اس نے اس کا کمال خوشی کے ساتھ استقبال کیا اور اس کی اعانت کی غرض سے بنی حمیر کو لے کر یمامہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں رباح بن مرہ نے کہا کہ میری ایک بہن یمامہ نامی بنی جدلیس میں بیاہی ہے' اس سے زیادہ دور تک دنیا میں کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ وہ تین مرحلہ سے سوار کو دیکھتی ہے۔ مجھے اس امر کا اندیشہ ہے کہ کہیں تم لوگوں کو وہ دیکھ نہ لے مناسب ہے کہ ہر شخص ایک درخت کاٹ کر اپنے اپنے ہاتھوں میں لے کر یمامہ کی طرف چلے لیکن اس کے باوجود یمامہ نے دیکھ لیا اور بنی جدلیس سے کہنے لگی کہ دیکھو تمہاری طرف حمیری آ رہے ہیں۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ بہت سے آدمی اپنے اپنے ہاتھوں میں درخت لئے ہوئے اس کے پیچھے آ رہے ہیں۔

بنی جدلیس کی تباہی: بنی جدلیس نے اس امر کو خلاف عقل سمجھ کر نہ تو اپنی حفاظت کا کچھ انتظام کیا اور نہ مقابلہ کی تیاری کی۔ اس کے دوسرے روز صبح کو حسان بن تبع اپنے لشکر کے ساتھ بنی جدلیس کے سر پر پہنچ گیا اور بہت سخت خونریزی کے ساتھ ان کو نیست و نابود کر دیا اور ان کے قلعوں اور مکانات کو بھی ویران کر دیا۔ بنی جدلیس سے اکیلا اسود بن غفار طے کے پہاڑوں کی طرف بھاگ کر چلا گیا۔ لڑائی کے ختم ہونے کے بعد تبع نے یمامہ کو بلوا کر اس کی آنکھیں نکلوا لیں۔ اس شہر کا نام پہلے "جو" تھا۔ اس واقعہ کے بعد یمامہ کے نام سے مشہور ہوا۔ طبری نے اور مؤرخین سے روایت کیا ہے کہ جس تبع نے بنی جدلیس سے مقابلہ کیا تھا وہ حسان کا باپ یعنی تبان اسعد ابو کرب بن ملکی کرب تھا ہم اس کے حالات ملوک یمن کے سلسلہ میں بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اور بعضوں نے یہ بیان کیا ہے کہ جس وقت حسان بن تبع بنی حمیر کے ساتھ یمامہ کی طرف روانہ ہوا تو اس نے مقدمۃ الجیش کا افسر عبد کلال بن منوب بن حجر بن ذی رعین کو مقرر کیا۔ رباح ابن مرہ نے اپنی بہن کا قصہ اسی عبد کلال سے بیان کیا تھا اور اس کی بہن کا اصل نام زرقاء تھا' اسی کو عنزہ اور یمامہ بھی کہا کرتے تھے۔

شجرۂ نسب قومِ ثمود و صالحؑ

باب : ۷

عمالقہ

عمالقہ کا نسب: عمالقہ عملیق بن لاوذ کی اولاد سے ہیں۔ بلند قامتی اور جسامت میں ان لوگوں کا تمثیلاً ذکر کیا جاتا ہے۔ طبری نے لکھا ہے کہ عملیق پدر عمالقہ ہے' اس کے قبائل مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اہالیانِ مشرق وعمان و بحرین وحجاز ومصر میں فراعنہ اور شام میں جبابرہ جن کو کنعانین کہتے ہیں' ان ہی میں سے ہیں۔ بحرین اور عمان اور مدینہ میں جو لوگ ان میں سے رہتے ہیں ان کے مورث اعلیٰ کو جاسم کہتے تھے۔ بنی جاسم سے مدینہ میں بنی لف' بنی سعد بن ہزال' بنی طہٰ' بنی ارزق ہیں اور نجد میں انہی میں سے بدیل' راحل' غفار اور حجاز میں بنی ارقم اسی گروہ سے شمار کیے جاتے ہیں یہ نجد میں رہتے تھے اور ان کے بادشاہ کا نام ارقم تھا اور طائف میں بنی ضخم ابنِ عاد اولی رہتا تھا۔ انتہی۔

بنی اسرائیل کی فتوحات: علامہ ابنِ سعید کہتا ہے کہ میں نے دارالخلافہ بغداد کے کتب خانہ میں تاریخ کی کتابیں دیکھی ہیں جن سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ عمالقہ کا مقام تہامہ (ارض حجاز) میں قیام رہا۔ اس وقت سے جبکہ یہ بنی حام کے ہاتھوں تنگ آ کر بابل سے چلے آئے تھے' یہاں تک کہ اسماعیلؑ سرزمین حجاز میں آئے اور اس گروہ میں سے اکثر جن کی قسمت میں دولتِ ایمان تھی جناب موصوف پر ایمان لائے اور حکومت و دولت کے ساتھ زندگی گزارتے رہے۔ یہاں تک کہ سمیدع بن لاوذ بن عملیق بادشاہ ہوا اور اسی کے زمانہ میں جرہم نے جو کہ قحطان کے قبیلہ سے تھے۔ عمالقہ کو حرم سے نکال دیا۔ ان لوگوں میں سے بنی عبیل بن مہایل بن عوص بن عملیق مدینہ میں جا بسے اور سرزمین ایلہ میں ابنِ ہومر بن عملیق قیام پذیر ہوئے اور یہاں کی حکومت اسی کی اولاد میں رہی۔ یہ لوگ اپنے ہر بادشاہ کو سمیدع کہتے تھے۔ آخری سمیدع ابنِ ہومر تھا' جسے یوشعؑ نے قتل کیا تھا' جبکہ بنی اسرائیل نے موسیٰؑ کے بعد ممالک شام پر حملہ کیا تھا۔ عمالقہ پر یوشعؑ اور بنی اسرائیل سے اس مقام پر بہت بڑی لڑائیاں ہوئیں' یہاں تک کہ عمالقہ پر یوشعؑ غالب آئے اور اریحا پر قبضہ کر لیا جو کہ بیت المقدس کے قریب ہے اس کے بعد بنی اسرائیل نے ممالکِ حجاز پر حملہ کر کے اسے بھی عمالقہ سے چھین لیا۔ یثرب اور اس کے بلاد اور خیبر وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ یہود قریظہ و بنی نضیر و بنی قینقاع اور تمام یہود حجاز انہیں لوگوں میں سے ہیں۔

عمالقہ کا مصر پر قبضہ: اس کے بعد ان کی حکومت دولت روم میں ہوئی اور اذینہ ابنِ السمیدع بلاد شام اور جزیرہ کا حکمران تھا۔ اس کے بعد حسان ابنِ اذینہ اور حسان ابن بدیاہ اور عمرو ابنِ طرف یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے۔ عمرو ابنِ طرف اور جذیمۃ الابرش سے مدتوں سخت معرکہ آرائیاں رہیں' نتیجتاً جذیمۃ الابرش کامیاب ہوا اور عمرو ابنِ طرف کو گرفتار کر

کے بارِ حیات سے سبکدوش کر دیا۔ انہی عمالقہ میں سے جیسا کہ لوگ گمان کرتے ہیں عمالقہ مصر ہیں' مصر پر عمالقہ اس وقت سے قابض ہوئے ہیں جبکہ کسی قبطی بادشاہ نے عمالقہ کے کسی بادشاہ سے جو کہ ان دنوں شام میں رہتا تھا اور اس کا نام ولید بن دومغ تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ اس کا نام ثوران ابنِ اراشہ بن فاوان بن عمرو بن عملاق تھا۔ کسی کام میں مدد کا خواستگار ہوا اور وہ بنظر اعانت مصر آ کر رہ گیا اور قبط کو مصر سے نکال دیا تھا۔

عمالقہ کا زوال: جرجانی کہتا تھا کہ عمالقہ اسی وقت سے مصر کے مالک ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ انہی میں سے ابراہیم کا فرعون سنان ابنِ اشل ابن عبید ابنِ عوج ابنِ عملیق اور یوسفؑ کا فرعون ریان ابنِ ولید ابنِ ثوران اور موسیٰؑ کا فرعون ولید ابنِ مصعب بن ابی اہون بن ہوان تھا۔ بعضے کہتے ہیں کہ فرعونِ موسیٰؑ قابوس بن مصعب بن معاویہ بن نمیر بن سلواس ابنِ فاران تھا اور عمالقہ میں سے جو کہ ریان ابنِ ولید کے بعد تخت نشین ہوا وہ طاشم ابنِ معدان تھا۔ انتھیٰ کلام الجرجانی (جرجانی کا کلام تمام ہوا) اور اہلِ اثر ولید بن مصعب کی نسبت جو کہ زمانہ موسیٰ میں فرعونِ مصر تھا یہ شہادت دیتے ہیں کہ یہ نجار تھا' خاندانِ سلطنت سے نہ تھا۔ رفتہ رفتہ فرعون مصر کے دستہ فوج جان نثاران کا سردار ہو گیا' اس کے بعد خوبیٔ قسمت یا انقلاب زمانہ سے خاندانِ سلطنت پر غالب آ گیا اور اسی نے عمالقہ کے خاندان کا خاتمہ کر دیا لیکن جب اس نے موسیٰؑ کا تعاقب کیا اور نیل میں ڈوب گیا تو ملک پھر قبطیوں کے قبضہ میں آ گیا اور اہلِ ملک نے خاندان سلطنت سے دلوکہ کو والیٔ ملک مقرر کیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ قبط کے حالات میں بیان کریں گے لیکن بنی اسرائیل عمالقہ حجاز سے واقف نہیں ہیں' البتہ عمالقہ شام کی نسبت ان کا یہ بیان ہے کہ عملاق ابنِ الیفاذ ابنِ عیصو (یا عیصاب یا عیص) ابنِ اسحاقؑ ابنِ ابراہیمؑ کی اولاد سے ہیں اور فراعنہ مصر بھی انہیں سے ہیں اور جن کنعانیوں کا طبری نے عمالقہ میں ذکر کیا ہے وہ اسرائیلین کے نزدیک کنعان ابنِ حام کی اولاد سے ہیں اور بلاد شام میں پھیل کر اس کے مالک ہو گئے اور انہیں لوگوں کے ساتھ بنو عیصو بھی تھے۔ بنی اسرائیل نے زمانہ یوشعؑ بن نون میں ان کے ہاتھ سے حکومت چھین لی تھی' ان واقعات سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ زناۃ مغرب انہیں عمالقہ سے ہیں مگر یہ صحیح نہیں ہے۔

آلِ امیم: امیم وہ شخص ہے کہ جس نے سب سے پہلے پتھروں کے ٹکڑوں سے مکان بنوایا تھا اور اس کی چھت لکڑیوں سے تیار کرائی تھی۔ یہ عملاق بن لاوذ کا نسبی بھائی ہے اور زمین فارس میں رہتا تھا' اسی وجہ سے فارس کے بعض علماء نسب یہ خیال کرتے تھے کہ اہل فارس امیم کی اولاد سے ہیں اور کیومرث جو منتہا سلسلہ نسب ہے وہ امیم ابنِ لاوذ کا لڑکا ہے لیکن یہ قول بالکل ناقابل اعتبار اور غیر صحیح ہے اور انہی کی نسل سے دیار ابنِ امیم بھی تھا جو کہ یمامہ اور شحر کے درمیانی علاقہ میں قیام پذیر ہوا تھا جس کی نسل کو بادِ صرصر نے ہلاک کیا۔ واللہ اعلم
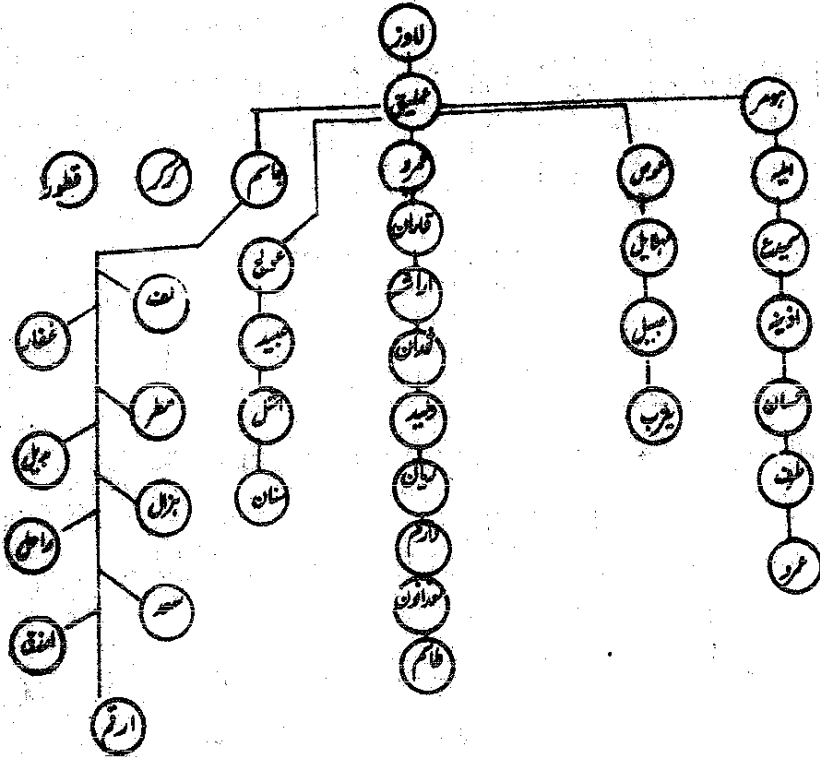
حضرت شعیبؑ: عرب بائدہ بنی ارفخشند' یقطن بن عابر بن فالخ بن ارفخشند سے نسباً تعلق رکھتے ہیں ان کے نامی قبائل جرہم' حضور' حضرموت' سلف تھے۔ حضور دیار رس میں رہتے اور اہلِ کفر و بت پرست تھے۔ ان کی طرف شعیب نبی بن ذی مہرع مبعوث ہوئے' ان کو ان لوگوں نے شامت اعمال سے جھٹلایا ان پر ایمان نہ لائے' انجام یہ ہوا کہ اور گروہوں کی طرح یہ بھی ہلاک ہو گئے۔

(مترجم) شعیبؑ کا نام تیرون تھا۔ ضیعون بن عنقا بن ثابت بن مدین بن ابراہیم کے لڑکے تھے۔ بعضوں نے جناب موصوف کے باپ کا نام میکیل لکھا ہے جو کہ اولاد مدین بن ابراہیمؑ سے تھا اور بعض کتابوں میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ شعیبؑ ان لوگوں میں سے کسی کی اولاد سے ہیں جو ابراہیمؑ پر ایمان لائے تھے اور ان کے ہمراہ سرزمین شام میں ہجرت کر کے چلے آئے تھے۔ علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں تحریر کرتا ہے کہ شعیبؑ کی ماں لوط بن ہاران بن تارح کی بیٹی تھیں۔ اس روایت کے اعتبار سے شعیبؑ و ابراہیمؑ ایک جدی اور ایک ہی خاندان سے ہوئے لیکن ہم اپنے حافظہ پر بھروسہ کر کے کہہ سکتے ہیں کہ شعیب ابراہیم کی اولاد

سے ہیں۔ جیسا کہ علامہ ابنِ خلدون نے آگے چل کر ایک مقام پر صراحۃً شعیبؑ کی نسبت وَهُوَ ابنِ نویل بن رعویل بن عیا بن مدین (وہ یعنی شعیبؑ بیٹے تھے نویل بن رعویل ابن عیا بن مدین کے) تحریر کیا ہے۔

شعیبؑ حاضر جواب لطیفہ گو حق باتوں کے کہنے میں بالکل بے جھجک تھے کسی کو آپ کے علاوہ نابینائی کے باوجود نبوت نہیں دی گئی۔ چنانچہ اللہ جل شانہ نے ان کی قوم کا یہ فقرہ ﴿وَاِنَّا لَنَرٰکَ فِيْنَا ضَعِيْفًا﴾ (ہود:۹۱) "اے ضریر البصر (ہم بے شک تجھ کو اپنے میں ضعیف یعنی بے بصر دیکھتے ہیں)" حکایۃً کلام پاک میں ذکر کیا ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم شعیبؑ کا ذکر کرتے وقت ان کے بلیغ و فصیح ہونے کی وجہ سے اکثر فرمایا کرتے تھے ((ذاک خطیب الانبیاء)) "یعنی یہ نبیوں کے خطیب ہیں"۔ تاریخی کتب کی ورق گردانی سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ شعیب علیہ السلام اہلِ مدین اور اصحاب ایکہ اور اہلِ الرأس کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ پہلے دو یعنی اہلِ مدین اور اصحاب ایکہ کا ذکر کلام مجید میں صرا[illegible] سے [illegible]ا گیا ہے کہ آپ ان کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔

باقی رہے اصحاب الرأس ان کا ذکر قرآن مجید میں موجود تو ہے لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جناب موصوف ان کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ ہاں تاریخی کتابوں کے دیکھنے سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ شعیبؑ اصحاب الرأس کی طرف بھی بھیجے گئے تھے۔ چنانچہ خود علامہ ابنِ خلدون نے اپنی معتبر تاریخ میں ایک مقام پر لکھا ہے ((و بعث الیھم نبی منھم اسمہ شعیب)) "اور بھیجا ان کی طرف یعنی اہل رس کی طرف ایک نبی جو کہ شعیبؑ نامی اور انہیں میں سے تھے"۔

اہلِ مدین اور اصحاب ایکہ بددیانتی کی طرف زیادہ مائل تھے وہ دو ترازو اور دو وزن رکھتے تھے۔ لینے کے وقت زیادہ لیتے اور دیتے ہوئے کم دیتے تھے۔ اس کے علاوہ بت پرستی بھی کرتے تھے۔ راستوں پر بیٹھے رہتے تھے لوگوں کو شعیبؑ کے پاس آنے جانے سے روکتے تھے اور جو لوگ ایمان لاتے تھے انہیں تنگ کرتے تھے۔ جب ان لوگوں کی شرارت سے شعیبؑ نے اپنا وعظ و پند نہ بند کیا اور کچھ لوگ آپ کی طرف مائل بھی ہو چلے تو ایک روز دو چار سردار مل کر شعیبؑ کے پاس آئے اور یہ دھمکی دی: ﴿لَنُخْرِجَنَّکَ يٰشُعَيْبُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا﴾ (الاعراف:۸۸) "بے شک ہم تم کو اے شعیبؑ مع ان لوگوں کے جو کہ تمہارے ساتھ ایمان لائے ہوئے ہیں اپنے گاؤں سے نکال دیں گے یا تو تم ہمارے مذہب میں پھر لوٹ آؤ"۔

شعیبؑ ان کی اس دھمکی کا کچھ خیال نہ کر کے برابر وعظ و پند کرتے رہے اس وقت مجبور ہو کر ان لوگوں نے یہ کہنا اور اس طرح ڈرانا شروع کر دیا: ﴿وَلَوْ لَا رَهْطُکَ لَرَجَمْنٰکَ﴾ (ہود:۹۱) "اگر تمہارے اعزہ و اقارب زیادہ نہ ہوتے تو تجھ کو ہم سنگسار کر ڈالتے"۔ ﴿وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ﴾ "اور تو ہم پر غالب نہیں ہے یا تو ہم سے بزرگ نہیں ہے"۔ اس بحث و تکرار اور بت پرستی و کفر کا انجام یہ ہوا کہ اللہ جل وعلیٰ ذکرہ نے اس قوم پر عذاب یوم الظلۃ نازل فرمایا جس سے شعیبؑ اور ان لوگوں کے علاوہ جو آپ پر ایمان لائے تھے کوئی جانبر نہ ہوا۔

عبداللہ ابن عباسؓ آیہ کریمہ: ﴿فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ﴾ (الشعراء:۱۸۹) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے گرمی اور تمازت اس قدر بڑھا دی کہ سب کے سب اپنے اپنے گھروں سے گھبرا کر باہر نکلے۔ دو اڑھائی میل کے فاصلہ پر ایک ابر دکھلائی دیا۔ دو چار آدمی اس کی طرف دوڑ کر گئے جب اس ابر کی وجہ سے آفتاب کی تمازت سے ان کو نجات ملی اور خنکی محسوس ہونے لگی تو ان لوگوں نے اپنی قوم کو بلایا۔ تمام قوم اس ابر کے نیچے آ کر جمع ہو گئی تو اللہ جل شانہ نے اس ابر سے ان پر آگ برسا دی۔ سب کے سب وہیں جل کر خاک ہو گئے اور اہلِ مدین (جو کہ مدین ابن ابراہیمؑ کی اولاد سے تھے) ان پر

بُت پرستی اور بد دیانتی کی وجہ سے اللہ جل شانہ نے رجفہ (زلزلہ) کا عذاب نازل کیا تھا جس سے باستثناء مؤمنین اور شعیبؑ کے سب کے سب ہلاک ہو گئے اور اہلِ رس بُت پرستی کرتے تھے' کفر والحاد میں ڈوبے ہوئے تھے' شعیبؑ نے مدتوں انہیں سمجھایا' آنے والے عذاب سے ڈرایا لیکن چونکہ ان کی قسمت میں بھی ہلاکت لکھی تھی' شعیبؑ کے کہنے پر کچھ خیال نہ کیا' اللہ جل شانہ نے ان کو بھی اسی طرح ہلاک وتباہ کر دیا جس طرح سے پہلا گروہ برباد کر دیا گیا۔ (مترجم)

جرہم کی ولایت حجاز: جرہم یمن میں رہتا تھا' اس کی زبان عربی تھی۔ یعرب ابنِ قحطان کا جس وقت دور دورہ ہوا اس وقت جرہم تو بلادِ حجاز کا والی مقرر کیا گیا اور عاد بن قحطان شحر وغیرہ کا حاکم ہوا اور عمان کی ولایت یقطن بن قحطان کے سپرد کی گئی۔ بعضوں کا یہ خیال ہے کہ پہلے بنی جرہم بعد اس کے قطور بن کرکر بن عملاق کی اولاد قحط کی وجہ سے یمن سے مکہ یکے بعد دیگرے چلے آئے تھے اور یہی مقیم رہے' یہاں تک کہ اسمٰعیلؑ مکہ میں آئے اور جناب موصوف کو نبوت مرحمت فرمائی گئی۔ بنی جرہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کے بعد وہ بیت اللہ کے متولی رہے' یہاں تک کہ ان پر بنی خزاعہ غالب آ گئے بنی جرہم مکہ سے نکل کر یمن آ گئے اور یہیں ہلاک ہوئے۔

عمرو الاشنب کی امارت: حضر موت زمانہ قریب ہونے کی وجہ سے عرب عاربہ میں شمار کئے جاتے ہیں حالانکہ یہ عرب بائدہ سے نہیں ہیں کیونکہ ان کی نسلیں آئندہ گروہ میں پائی جاتی ہیں۔ اس گروہ میں سب سے پہلے جس نے حکومت کی بنا ڈالی جس کا ذکر آج تک صفحۂ تاریخ میں موجود ہے وہ عمرو الاشنب بن ربیعہ بن یرام بن حضر موت تھا۔ اس نے مدتوں سلطنت کی' اپنے مقبوضہ ممالک کے حدود بڑھائے۔ اس کے بعد اس کا لڑکا نمر الازج تختِ حکومت پر بیٹھا۔ عمالقہ سے ایک زمانۂ دراز تک لڑتا رہا' اس نے سو برس تک بادشاہی کی' اس کے بعد کریب ذوکراب بادشاہ ہوا' اس کے زمانۂ حکومت کا حال کچھ معلوم نہیں ہوا۔ پھر نمر الازج ثانی کریب ذوکراب کے بعد بادشاہ ہوا اور ایک سو تیس برس تک حکمران رہا۔ چونکہ اس کی مدتِ حیات میں اس کے بھائیوں اور لڑکوں کا انتقال ہو گیا تھا اس وجہ سے اس کے بعد مرثد ذومردان بن کریب بادشاہ ہوا اور ایک سو چالیس سال تک حکومت کرتا رہا۔ یہ پہلے مقام مآرب میں رہتا تھا پھر حضر موت آ گیا تھا۔ اس کے بعد علقمہ ذوقیعان بن مرثد ذی مردان تیس برس اور ذوعیل بن ذی قیعان دس برس یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے۔

ذوعیل بن ذوعیل والیِ حضر موت: ذوعیل بن ذوقیعان حضر موت چھوڑ کر صنعاء چلا آیا تھا۔ اس نے فغفور چین پر فوج کشی کی اور اسے گرفتار کر کے قتل کیا۔ اس کے بعد ذوعیل بن ذوعیل حضر موت کا حکمران ہوا۔ ملوکِ یمن میں سے یہ پہلا شخص ہے جو رومیوں سے لڑا۔ اسی نے یمن میں حریر اور دیبا رائج کیا تھا اس کے بعد بدعات بن ذوعیل نے چار برس حکومت کی۔ اس نے کوئی نئی شے ایجاد نہیں کی اور نہ اسے کبھی توسیع ملک کا خیال پیدا ہوا۔

حماد بن بدعیل کا فارس پر حملہ: اس کے بعد بدعیل بن بدعات تخت پر بیٹھا' یہ ایک قلعہ بنوا کر اور چند عمارتیں ناتمام چھوڑ کر مر گیا۔ حماد بن بدعیل نے اس کے بعد اسی سال تک حکومت کی۔ اس نے فارس پر سابور ذوالاکتاف کے عہدِ حکومت میں حملہ کیا اور اسے ایسا پامال کیا کہ مدتوں حماد کی زیادتیوں کے آثار فارس کے کھنڈرات سے نمایاں رہے۔ اس کے بعد یشرح ذوالملک بن ودب بن ذی حماد بن عاد بلادِ حضر موت پر ایک سو برس تک حکومت کرتا رہا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے فوج میں جاں نثاروں کا ایک خاص دستہ مقرر کیا اور آدابِ شاہی مرتب کئے اس کے بعد منعم ابنِ ذوالملک وثار بن جزیمہ بن منعم

اور یشرح بن جذیمہ بن منعم اور نمر بن یشرح اس کے بعد ساجن معروف بہ نمر یکے بعد دیگرے حسب ترتیب مذکور حکومت کرتے رہے اور ساجن کے زمانہ حکومت میں حبشہ یمن پر غالب آئے۔

بنی جرہم کے متعلق روایت: جرہم کی نسبت علامہ ابن سعید کی روایت یہ شہادت دے رہی ہے کہ جرہم کا ایک گروہ عاد کے زمانہ میں گزرا ہے جسے علماءِ نسب عرب عاربہ میں سے شمار کرتے ہیں اور یہ جرہم جو یمن میں رہتا اور قحطان ابن عابر کا لڑکا تھا۔ اسے یعرب بن قحطان نے اپنے زمانہ حکومت میں حجاز کا حاکم مقرر کیا' اس کے بعد عبد یالیل اس کا لڑکا' اس کے بعد عبدالمدان بن جرہم اور نفیلہ بن عبدالمدان اور عبدالمسیح ابن نفیلہ اور مضاض ابن عبدالمسیح اور حرث یکے بعد دیگرے حسب ترتیب مذکور والی حجاز ہوتے رہے۔ ان لوگوں کے بعد جرھم بن عبد یالیل' اس کے بعد اس کا لڑکا عمرو ابن الحرث بعد اس کے بشیر ابن الحرث اس کا بھائی اور مضاض بن عمرو بن مضاض حاکم حجاز ہوئے' اسماعیل علیہ السلام نے جو کہ عرب کے تیسرے گروہ کے مورث اعلیٰ ہیں۔ جرہم ثانی میں نشوونما پائی تھی اور انہیں کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ اسی قبیلہ میں آپ کی شادی ہوئی تھی۔

آلِ سبا

اولاد سبا قبائل سابق کی طرح فنا نہیں ہوئی اور ان کی یادگار نسل میں پائی جاتی ہیں اور وہی۔ دوسرے طبقہ کی بولتی چالتی' چلتی پھرتی تصویریں ہیں۔ کسی نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سبا کی نسبت دریافت کیا تھا کہ وہ مرد تھا یا کہ عورت یا کسی زمین کے ٹکڑے کا نام ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سبا ایک شخص تھا جس کے دس لڑکے ہوئے تھے۔ منجملہ ان کے چھ یعنی مذحج' کندہ' ازد' اشعر' انمار' حمیر یمن میں سکونت پذیر رہے اور چار یعنی لخم' جذام' عاملہ' غسان شام میں مقیم ہوئے۔

باب: ۵

حضرت ابراہیم علیہ السلام

قحطان اور عربی زبان: اس سے پیشتر ہم تحریر کر چکے ہیں کہ قحطان سے پہلے زمانہ نوح تک اس گروہ کے آباؤ اجداد لغات عربیہ سے واقفیت نہ رکھتے تھے جیسا کہ بذاتہ قحطان نے جو عرب کے دوسرے طبقہ کا مورثِ اعلیٰ ہے' گروہ سابق سے عربی سیکھی اور رفتہ رفتہ وہی عربی لغت اس کی آئندہ نسلوں کی مادری زبان کے قائم مقام مانی گئی۔ اسی طرح اس کا بھائی فالغ ابنِ عابر اور اس کی اولاد ابراہیمؑ تک عجمی زبان بولتے تھے یہاں تک کہ اسماعیلؑ کا زمانہ آیا جو عرب کے تیسرے طبقہ کے جد اکبر قرار دیئے جاتے ہیں اور انہوں نے جرہم سے زبان عرب کی تعلیم پائی اور وہی بنی اسماعیلؑ کی مادری زبانی سمجھی گئی' اقتضائے مقام اور مناسبتِ کلام کے خیال سے عرب کے اس تیسرے طبقہ کا بھی نسب اسی مقام پر بیان کئے دیتے ہیں تا کہ گروہِ سابق اور لاحق میں ایک انتظامی سلسلہ قائم ہو جائے اور انساب عالم کا پورا پورا احاطہ ہو جائے۔

حضرت ابراہیمؑ کا نسب: ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے آباؤ اجداد عجمی تھے اور عجمی زبان بولتے تھے' لیکن چونکہ عالم میں آپ کا نسب کامل طریقے سے محفوظ رہا اور بخیال بعض مؤرخین بنی آدم کی آئندہ نسلیں آپ کے اعقاب واخلاف سے شمار کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے اسلاف عرب کے اس طبقہ کے معاصر بھی تھے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب ابراہیمؑ کا نسب اور ان کی اولاد کے حالات کتاب کی شرط ملحوظ رکھتے ہوئے تحریر کئے جائیں۔ لہٰذا ہم سب سے پہلے اسماعیلؑ کا نسبی سلسلہ چھیڑنا چاہتے ہیں' اسکے امورِ متعلقہ ضروریہ کا اظہار کرتے ہوئے ابراہیمؑ کے اخبار وحالات لکھیں گے۔

آزر: اسماعیل علیہ السلام ابراہیمؑ کے خلف اکبر ہیں اور یہ آزر کے (جسے تارح یا تارخ کہتے ہیں) اور آزر ایک بت کا نام تھا جس کے نام سے یہ ملقب ہوئے۔ ابنِ ناحور بن ساروخ (یا شوروخ یا ساروغ یا اشرغ) بن ارغو ابن فالغ (یا فالخ) بن عامر (یا عنبر) بن شالخ (یا شلیخ) بن ارفخشند بن سام بن نوح علیہ السلام کے لڑکے ہیں۔ علامہ ابو محمد کا یہ بیان ہے کہ میں نے اس نسب کو توریت میں دیکھا ہے۔ ہو بہو ایسا ہی پایا ہے۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ بجائے ساروخ (اشرغ) کے شاروع لکھا ہوا دیکھا ہے۔ طبری لکھتا ہے کہ شالخ اور ارفخشند کے درمیان ایک پشت اور گزری ہے جس کا نام قینن تھا۔ توریت میں اس کا ذکر اس وجہ سے نہیں کیا گیا کہ یہ ساحر تھا۔ اس نے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا۔ ابنِ حزم کہتا ہے کہ فالغ اور عابر کے درمیان بھی ایک نام ترک ہو گیا جو ملکصیدق کے نام سے مشہور تھا اور وہ عابر کا لڑکا فالغ کا باپ تھا واللہ اعلم۔

حضرت ابراہیمؑ کے متعلق توریت کی روایت: توریت میں یہ ایک عجیب بات لکھی ہوئی ہے کہ نوحؑ کے انتقال کے وقت ابراہیمؑ (۵۴) ترپن برس کے تھے' کیونکہ ارفخشند صلبِ سام سے طوفان کے دو برس بعد پیدا ہوئے اور جب

ارفخشند کی عمر پینتیس سال کی ہوئی تو شالخ پیدا ہوا۔ شالخ کی عمر تیس برس کی تھی کہ عابر پیدا ہوا اور پینتالیسویں برس کی عمر میں عابر سے فالغ اور فالغ کی عمر تیس برس کی تھی کہ ارغو اور ارغو کی بتیس برس کی عمر میں شاروغ اور شاروغ کی تیس برس کی عمر میں ناحور اور ناحور کی انتیس برس کی عمر میں تارح پیدا ہوا اور جس وقت تارح کی عمر پچھتر (۷۵) برس کی ہوئی جناب ابراہیمؑ پیدا ہوئے۔ اس حساب سے زمانہ طوفان سے ولادت ابراہیمؑ تک دو سو ستانوے برس ہوتے ہیں اور نوحؑ طوفان کے بعد تین سو پچاس برس زندہ رہے' نوحؑ کے انتقال کے وقت ابراہیم ترپن برس کے تھے اور آپ نے اپنے جدِ اعلیٰ کا زمانہ پایا ہے۔ بعض مؤرخین کی یہ رائے ہے کہ ابراہیمؑ تمام بنی آدم کے جوان کے بعد ہوئے ہیں جد اعلیٰ ہیں۔ اس اعتبار سے جناب موصوف تیسرے جدِ اعلیٰ نوح و آدم علیہ السلام کے بعد قرار پائے۔

شہر بابل کی تعمیر: علامہ ابنِ سعید کتاب البدر سے نقل کرتا ہے کہ جس نے اولاد حام ابنِ نوحؑ سے پہلے بادشاہت کی اور حکومت وسلطنت کی بنا ڈالی وہ کنعان بن کوش ابنِ حام بن نوح تھا۔ یہ معلوم نہیں کہ کنعان کس وجہ سے کس زمانہ میں اپنی جائے ولادت شام سے زمین کے اس حصہ کی طرف چلا آیا۔ جس کو اب سرزمین بابل کہتے ہیں اور ایک شہر اٹھارہ کوس مربع میں بابل نامی آباد کیا۔ اس کے بعد نمرود نامی اس کا لڑکا تختِ حکومت پر بیٹھا' یہ بہت بڑا عظیم الشان بادشاہ ہوا اس نے اکثر معمورات عالم پر قبضہ کر لیا۔ اس کی عمر نسبتاً دوسروں سے زیادہ ہوئی۔ بنی حام میں سے یہ پہلا شخص ہے کہ جس نے دین صابیہ اختیار کر لیا تھا اسی کی دیکھا دیکھی تھوڑے دن بعد اولاد سام بھی اس مذہب کی طرف مائل ہو گئی تھی۔

عابر بن شالخ اور نمرود کی جنگ: سام ابنِ نوحؑ دجلہ کے مشرقی جانب مقیم ہوا۔ یہ اپنے باپ کا جانشین اور وصی تھا اس کے بعد ارفخشند ابنِ سام اس کی املاک کا وارث ہوا۔ ارفخشند روشن چراغ کو کہتے ہیں۔ یہ بہت بڑا عابد' پرہیزگار' متقی تھا۔ اس کے بعد شالخ ابنِ ارفخشند اس کا جانشین ہوا اور ایک مدت دراز تک زندہ رہا۔ اس کے بعد عابر ابنِ شالخ اس کی قائم مقامی پر مامور ہوا۔ یہی کلدانیوں کو لے کر نمرود سے مقابل ہوا لیکن نمرود اس پر غالب آیا اور اسے کوثا سے نکال دیا۔ عابر ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ مجدل کی طرف جو فرات اور دجلہ کے درمیان واقع ہے' چلا آیا۔

آلِ عابر بن شالخ: عابر عبرانیوں کا جدِ اعلیٰ ہے اس کی صولت وحکومت مجدل میں قائم ہوئی۔ اس کے بعد فالغ ابنِ عابر اس کا وارث وجانشین ہوا۔ یہ وہی ہے جس نے اولادِ نوحؑ پر ملک کو تقسیم کیا تھا۔ اسی کے زمانہ میں نمرود نے بابل میں ایک بڑا محل بنوایا تھا جس کا ذکر مصحف پاک میں آ گیا ہے۔ فالغ کے بعد بخیال اکثر مؤرخین اس کا لڑکا ملکان جانشین ہوا۔ اسی کے زمانہ میں نبطی اور جرامقہ اس خاندان پر غالب آئے اور مجدل میں اپنے رعب وصولت کا سکہ چلایا' ملکان اسی حالت میں ایک لڑکا اتیا نامی (جو خضر کہے جاتے ہیں) چھوڑ کر انتقال کر گیا۔ باقی رہا ارغو ابن فالغ وہ اس واقعہ کے بعد کلواذا کی طرف چلا آیا اور یہیں اس نے اپنے سچے دین کو خیر باد کہہ کر دینِ نبط یعنی صابیہ مذہب اختیار کیا اور ان میں اپنا نکاح کر لیا۔ اس کی نبطی بیوی سے اس کا لڑکا شاروخ اور شاروخ سے ناحور اور ناحور سے تارح پیدا ہوا۔ تارح ابنِ ناحور ہی کو آزر کہتے تھے۔ نمرود نے اسے کمالِ اخلاص سے اپنے بیت الاصنام (بت خانہ) کا داروغہ مقرر کیا اور نمرود وملوکِ جرامقہ سے ہے اس کا نام ہاصد تھا اور کوش ابنِ حام کا لڑکا تھا۔ انتھی کلامِ ابنِ سعید (کلام ابنِ سعید کا تمام ہوا)

حضرت ابراہیمؑ کی جائے پیدائش: تارح جسے آزر کہتے ہیں' بروایت توریت اس کے تین لڑکے ابراہیمؑ' ناحور'

ہاران تھے۔ ہاران اپنے باپ کی حیات میں اپنا ایک لڑکا لوطؑ چھوڑ کر مر گیا۔ لوطؑ اس روایت کے مطابق ابراہیمؑ کے بھتیجے ہیں۔ مؤرخین ابراہیمؑ کے مولد (جائے پیدائش) میں اختلاف کرتے ہیں۔ طبری کہتا ہے کہ بعضے کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ اطراف کوثا (سرزمین سواد) میں پیدا ہوئے اور یہ قول ابن اسحاق کا ہے اور کوئی یہ کہتا ہے کہ حران میں پیدا ہوئے تھے اور کسی کا یہ خیال ہے کہ بابل میں پیدا ہوئے اور عامہ سلف اس کے قائل ہیں کہ ابراہیمؑ نمرود بن کنعان ابن کوش بن سام کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ جب کہ کہان (جمع کاہن) بتلا رہے تھے کہ ایک ایسا شخص پیدا ہونے والا ہے جو دین شاہی کا مخالف ہو گا اور بتوں کو توڑ ڈالے گا۔ نمرود نے یہ سن کر لڑکوں کے قتل کا حکم دے دیا۔

حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش : آپ کی ماں نے ایک گڑھے میں جا کر وضع حمل کیا۔ جب آپ بڑے ہوئے اور عنفوان شباب کو پہنچے اور ستاروں[1] کو دیکھا تو ان سے ذات باری کو سمجھا اور نبوت حاصل کی تو آپ اپنے باپ کے پاس آئے اور اسے توحید کی طرف بلایا۔ اس نے انکار کیا' آپ نے بتوں کو توڑ ڈالا اس جرم میں نمرود کے سامنے پکڑ کر لائے گئے اور اس کے حکم سے آگ میں ڈالے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا ٹھنڈا کر دیا کہ جس سے ان کو مطلق اذیت نہ پہنچی۔ جیسا کہ قرآن میں موجود ہے۔ نمرود نے یہ واقعہ عجیب دیکھ کر قربانی کرنے کے لئے کہا۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ تیرے کسی عمل کو قبول نہ کرے گا جب تک تو ایمان نہ لائے گا۔ نمرود نے کہا مجھ سے یہی ایک کام نہیں ہو سکتا۔

(مترجم) اکثر مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ ابراہیمؑ کے والد آزر نے اپنی بی بی سے وضع حمل کا حال دریافت کیا تھا اور انہوں نے بڑی بے پروائی سے یہ کہہ دیا تھا کہ "ہاں میرے لڑکا پیدا ہوا تھا لیکن اسی وقت مر گیا"۔ آزر کو چونکہ بی بی پر زیادہ اعتماد تھا۔ اس وجہ سے اس واقعہ کی اس نے زیادہ تفتیش نہ کی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ آزر کو ابراہیمؑ کی پیدائش کا حال معلوم تھا لیکن اس نے نمرود کے خوف سے اس واقعہ کو چھپایا۔ ابراہیمؑ جب تک گڑھے میں رہے اس وقت تک آپ کی والدہ اکثر آپ کو دیکھنے جایا کرتیں اور دودھ پلا آیا کرتی تھیں۔ موصوف ایک دن میں اس قدر بڑھتے جس قدر اور لڑکے ایک مہینہ میں نشو و نما پاتے ہیں۔

تھوڑے دن میں آپ جوانی کے قریب پہنچ گئے اور اپنے باپ آزر کے ہمراہ شام کے وقت گڑھے سے نکل کر ویرانہ سے مکان کو روانہ ہوئے' راستہ میں جو جانور ملتا تھا اسے آپ دریافت کرتے تھے اور آزر کہہ دیا کرتا تھا کہ یہ بکری ہے' وہ اونٹ ہے اور یہ گائے ہے۔

ابراہیمؑ یہ سن کر دل میں کہتے تھے ان مخلوقات کا کوئی ربّ (پرورش کرنے والا) ضرور ہے۔ جب رات ہوئی اور آسمان کی طرف آپ نے سر اٹھا کر دیکھا ایک ستارہ نظر آیا آپ بے ساختہ کہہ اٹھے ﴿هٰذَا رَبِّیْ﴾ "یہ میرا رب ہے"۔ جب وہ نظروں سے غائب ہو گیا تو آپ فرمانے لگے: ﴿لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ﴾ "میں چھپ جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا"۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد جب ماہتاب کا نور نظر آیا اور اسے ستارہ سے زیادہ روشن پایا تو پھر بول اٹھے ﴿هٰذَا رَبِّیْ﴾ (الانعام: ۷۷) جب وہ بھی غائب ہو گیا تو فرمانے لگے ﴿لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ﴾ (الانعام: ۷۸) "یعنی اگر مجھ کو میرا رب ہدایت نہ کرتا تو بے شک میں بھی گمراہ قوموں میں شامل ہو جاتا"۔ غرضیکہ یہ پہلی رات جو کہ حضرت ابراہیمؑ کو آبادی میں ہوئی تھی گزر گئی اور صبح کو آفتاب کی تیز روشنی نظر آئی تو آفتاب کو دیکھ کر ﴿هٰذَا رَبِّیْ هٰذَآ اَكْبَرُ﴾ (الانعام: ۷۹) کہا۔ جب شام ہوئی اور آفتاب بھی غروب ہو گیا تو آپ کے ذہن مبارک میں یہ خیال گزرا کہ جو متغیر ہے وہ ضرور ہے کہ

[1] علامہ ابن اثیر تحریر کرتے ہیں کہ وہ ستارہ مشتری تھا۔

حادث ہوگا اور جو حادث ہوگا وہ ہرگز ربوبیت کے قابل نہ ہوگا۔

اس کے علاوہ یہ سب چیزیں ظاہر و غائب ہوتی رہتی ہیں تو ضروری ہے کہ ان کا ظاہر اور غائب کرنے والا کوئی اور ہوگا اور وہی پرستش کے قابل اور خدائی کے لائق ہوگا۔ اسی وجہ سے آپ نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا: ﴿ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴾ (الانعام: ۷۹) ''اے قوم میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو''۔ ﴿ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴾ (الانعام: ۸۰) ''میں نے ان سب کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اس کی طرف رخ کیا جس نے کہ زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے ایک طرف کا ہو کر اور میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو کہ اس کے ساتھ شریک کرتے ہیں''۔

ابراہیمؑ کا ستارہ، ماہتاب و آفتاب کو دیکھ کر بار بار ﴿ هٰذَا رَبِّیْ ﴾ کہنا اور اس سے گریز کرنا اس وجہ سے نہ تھا کہ آپ اپنے خالق بیچوں کو نہ جانتے تھے یا کہ مشکوک حالت میں تھے۔ جیسا کہ ہمارے اس دعویٰ کی شہادت کلام پاک کی یہ آیۂ کریمہ دے رہی ہے: ﴿ وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ ﴾ (الانبیاء: ۵۱) ''اور بے شک ہم نے ابراہیمؑ کو دیا علم و فہم اس سے پہلے کہ وہ بالغ ہوتے اور ہم اس بات کو جانتے تھے کہ وہ اس کا اہل ہے''۔

ہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ جب آپ کو علم و فہم پہلے سے دے دیا گیا تھا تو پھر کیا وجہ تھی کہ آپ ستارہ یا ماہتاب و آفتاب کو دیکھ کر بار بار ﴿ هٰذَا رَبِّیْ ﴾ کہہ اٹھتے تھے لیکن ساتویں پارہ کی اس آیۂ کریمہ پر غور کرنے سے یہ شبہ پیدا نہیں ہو سکتا: ﴿ وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ﴾ (الانعام: ۷۶) ''اور اسی طرح ہم دکھانے لگے ابراہیمؑ کو سلطنت آسمانوں اور زمینوں کی تا کہ اس کو یقین ہو جائے''۔ یعنی خطرات بشریہ رفع ہو کر اس کو یقین ہو جائے کہ اللہ جل شانہ واحد و خالق ہے۔

ابراہیمؑ نے مدتوں اپنے اس خیال کو کسی پر ظاہر نہ کیا اور برابر جب آزر بت بنا کر فروخت کرنے کے لئے دیتا تھا بے تامل بازار میں بتوں کو بیچنے کے واسطے لے جاتے تھے اور آواز بلند سے فرماتے تھے ﴿ مَنْ یَّشْتَرِیْ مَا لَا یَضُرُّهٗ وَلَا یَنْفَعُهٗ ﴾ ''کون شخص ایسی چیز کو خریدے گا جو کہ نہ نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ نفع''۔ لوگ یہ سن کر متعجب ہوتے تھے اور ان کے پاس نہ جاتے تھے اور نہ ان سے بتوں کو خریدتے تھے۔ جب شام ہوتی تو آپ نہر کی طرف جاتے اور بتوں کی گردنیں پکڑ پکڑ کر پانی میں ڈبوتے اور مذاقاً ((اشربی اشربی)) ''پی لے پی لے'' کہتے تھے۔

رفتہ رفتہ لوگوں میں یہ باتیں مشہور ہوگئیں، کچھ زمانہ تو اس میں گزرا کہ لوگ ان باتوں کو ان کے بھولے پن اور کھیل کود پر محمول کرتے رہے لیکن جب یہ خلعت نبوت سے سرفراز فرمائے گئے اور اعلانیہ توحید اور اللہ کی عبادت اور اس کے سچے دین کی تعلیم و دعوت کرنے لگے اس وقت لوگوں کے کان کھڑے ہوئے اور آپس میں اکثر جلسوں میں ان کے خلاف مشورے کرنے لگے۔ سب سے پہلے جس کو ابراہیمؑ نے خدا کے سچے دین کی طرف بلایا وہ آپ کا باپ آزر تھا لیکن اس کی قسمت میں دولت ایمان نہیں تھی اس نے آپ کے کہنے پر خیال نہ کیا۔

اللہ جل شانہ نے ان سوالات و جوابات کو جو ابراہیمؑ اور ان کی قوم میں ہوئے تھے سترہویں پارہ سورۂ انبیاء میں اس طرح بیان فرمایا ہے: ﴿ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴾ (الانبیاء: ۵۲) ''جس وقت ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر اور اپنی قوم یا نمرود بن کنعان اور اس کے ساتھیوں سے کہا کہ یہ کیا صورتیں ہیں جن کی تم مجاورت کرتے ہو؟'' ﴿ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ ﴾ (الانبیا: ۵۳) ''ان لوگوں سے ابراہیمؑ کا وہ اعتراض تو اٹھ نہ سکا بوکھلا کر کہنے لگے کہ ہم

نے اپنے باپ دادوں کو انہیں کو پوجتے پایا ہے اسی وجہ سے ہم بھی تقلیداً ان کو پوجتے تھے''۔ ﴿قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (الانبیاء:۵۴) ''ابراہیمؑ یہ ان کا لغو جواب سن کر بولے کہ جب تم لوگ ان بتوں کو تقلیداً پوجتے ہو تو بے شک تم اور تمہارے آباؤ اجداد کھلم کھلا گمراہی میں تھے''۔ ﴿قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ﴾ (الانبیاء:۵۵) اور ان بت پرستوں کو ابراہیمؑ کے اس کہنے سے کہ ''تم اور تمہارے آباؤ اجداد کھلم کھلا گمراہی میں تھے''۔ یہ شبہ پیدا ہوا کہ شاید مذاقاً نہ کہتے ہوں۔ چنانچہ اس خطرہ کو ان لوگوں نے ظاہر کر دیا اور گھبرا کر کہنے لگے کہ تم ہمارے پاس یہ سچی بات لے کر آئے ہو یا کہ مذاقاً کہہ رہے ہو۔ ﴿قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ وَ اَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ (الانبیاء:۵۶) ''ابراہیمؑ چونکہ تعلیم وہدایت کے لئے آئے تھے اس وجہ سے ان لوگوں کے اس خیال کو کہ آپ نے مذاقاً نہیں کہا اس طرح رفع فرمایا کہ جن کی تم پرستش کرتے ہو وہ خدا نہیں ہے بلکہ تمہارا رب وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے اور میں اسی بات کا قائل ہوں''۔

اس تقریر کے بعد ظاہراً وہ لوگ خاموش تو ضرور ہو گئے لیکن ادھر ان لوگوں کو یہ فکر ہوئی کہ ابراہیمؑ کو اپنے خداؤں (بتوں) کی عظمت دکھلانی چاہیئے تا کہ اس کے خیالات اور خطرات رفع ہو جائیں اور ادھر ابراہیمؑ کو یہ خیال پیدا ہو رہا تھا کہ ان بتوں کی بے کسی اور بے بسی ان اندھوں پر ثابت کر دینی چاہیئے تا کہ یہ خدا کو بھولے ہوئے گمراہ اپنے بیہودہ خیال سے باز آ جائیں۔

چنانچہ جب ان لوگوں کی عید[1] کا دن آیا تو یہ لوگ ابراہیمؑ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ''ابراہیم! تم ہمارے خداؤں (بتوں) کو برا اور ذلیل کہا کرتے ہو' چلو آج ہم تمہیں اپنے خداؤں (بتوں) کا جاہ وجلال دکھلائیں' ابراہیمؑ نے ان لوگوں کو ''انی سقیم'' (میں بیمار ہوں) کہہ کر ٹال دیا اور جب یہ لوگ ابراہیمؑ کے پاس سے ناامید ہو کر جا رہے تھے' جناب موصوف نے دبی زبان سے فرمایا ﴿وَ تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ﴾ (الانبیاء:۵۷) ''اور اللہ کی قسم ہے کہ میں تمہارے بتوں کا علاج کروں گا جبکہ تم پیٹھ پھیر کر جا چکو گے'' ان کلمات کو دو ایک آدمیوں نے ان میں سے سن لیا تھا۔

ابراہیمؑ ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد بت خانہ میں گئے بہت بڑی زینت اور آرائش نظر آئی۔ ایک بڑا بت ایک مرصع تخت پر رکھا ہوا تھا اور اس کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے بت مناسب طریقہ سے رکھے ہوئے تھے اور سب کے سامنے عمدہ عمدہ کھانے چنے ہوئے تھے' پہلے تو آپ نے ان بتوں سے مذاقاً فرمایا ﴿اَلَا تَاْكُلُوْنَ﴾ (الصّٰفّٰت:۹۱) ''تم لوگ کیوں نہیں کھاتے ہو'' جب اس کا جواب کچھ نہ ملا تو پھر دوبارہ آپ نے کہا ﴿مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ﴾ (الصّٰفّٰت:۹۲) ''تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم بولتے نہیں ہو''۔ جب اس کا بھی کچھ جواب نہ بن آیا تو آپ ان بتوں کے توڑنے میں مصروف ہوئے جیسا کہ آیہ کریمہ ﴿فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ﴾ (الصفت:۹۳) ''پھر متوجہ ہوا ان پر مارتا داہنے ہاتھ سے یا بقوت تمام'' سے مفہوم ہوتا ہے اس بت خانہ میں جس قدر بت تھے' بڑے بت کے علاوہ ان سب کو توڑ ڈالا اور اس کے کاندھے پر آپ اپنا تیشہ رکھ کر چلے آئے۔

جس وقت وہ لوگ عیدگاہ سے واپس آئے بتوں کو اس خراب حالت میں دیکھ کر چلا اُٹھے: ﴿مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (الانبیاء:۵۹) ''کس نے یہ کام ہمارے بتوں کے ساتھ کیا بے شک وہ ظالموں میں سے ہے''۔ ایک نے ان میں سے کہا ''کل کا ذکر ہے کہ ایک جوان جسے لوگ ابراہیمؑ کہتے ہیں ان کی برائیاں کر رہا تھا عجب نہیں کہ یہ فعل اسی کا ہو''۔

---

[1] سال میں ایک دن یہ لوگ بتوں کو نہلاتے تھے اور اچھے کپڑے پہنا کر ان کے سامنے اچھے اچھے کھانے رکھتے تھے اور تکلف کا لباس پہن کر عیدگاہ میں جاتے تھے اور جب لوٹ کر آتے تو بتوں کو سجدہ کر کے کھانے کو تبرکاً کھاتے تھے۔

لوگوں نے اس واقعہ سے نمرود کو مطلع کیا۔ اس نے ابراہیمؑ کو بغیر کسی حجت اور دلیل کے دفعۃً گرفتار کر لینا معیوب سمجھ کر کہا ''اچھا اسے ہمارے سامنے لاؤ' شاید کچھ آدمی اس کی شہادت دے سکیں''۔

یہ سنتے ہی سب لوگ ابراہیمؑ کے پاس گئے اور انہیں نمرود کے دربار میں گرفتار کر لائے نمرود نے دریافت کیا: ﴿ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰٓاِبْرٰهِیْمُ﴾ (الانبیاء: ۶۲) ''اے ابراہیمؑ! کیا تو نے ہمارے خداؤں (بتوں) کے ساتھ یہ کام کیا ہے''۔

ابراہیمؑ نے اس کے جواب میں صریحاً انکار نہ کیا بلکہ اشارۃً فرمایا: ﴿بَلْ فَعَلَهٗ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ﴾ (الانبیاء: ۶۳) ''بلکہ کیا ہے یہ کام ان کے اس بڑے نے سو ان سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہوں''۔ ابراہیمؑ کے اس خیال کے ظاہر کرنے سے بعض لوگوں کے چہروں پر فکر و تشویش کے آثار کسی قدر نمایاں ہو گئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے: ﴿اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (الانبیاء: ۶۴) ''بے شک تم ہی بے انصاف والوں میں ہو''۔

پھر چند لمحہ بعد چونکہ شیطان نے ان کی عقل کی آنکھوں پر ناحق شناسی کے پردے ڈال دیے تھے' ابراہیمؑ سے مخاطب ہو کر کہا: ﴿لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ یَنْطِقُوْنَ﴾ (الانبیاء: ۶۵) ''بے شک تجھ کو معلوم ہے کہ یہ بولتے نہیں''۔ اسی وجہ سے ان بتوں سے دریافت کرنے کو کہتے ہو دیکھو ابراہیمؑ سچ سچ بتلاؤ کہ یہ کس کا کام تھا۔ ابراہیمؑ ان لوگوں کی یہ جہالت آمیز تقریر سن کر بولے: ﴿اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكُمْ شَیْئًا وَّلَا یَضُرُّكُمْ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ (الانبیاء ۶۷) ''کیا پھر تم سوائے اللہ کے کسی اور ایسے کو پوجتے ہو جو کہ تم کو نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان' تف ہے تم پر اور اس پر جس کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے کیا تم نہیں سمجھ سکتے ہو''۔

پھر نمرود ابراہیمؑ سے مخاطب کر کے بولا ''کیا تم نے اپنے اس رب کو دیکھا ہے جس کی عبادت کرتے ہو؟ اور وہ رب تمہارا کون ہے جس کی طرف تم لوگوں کو بلاتے ہو؟''

ابراہیم ﴿رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ﴾ (البقرہ: ۲۵۸) ''میرا وہ رب ہے جو کہ زندہ کرتا اور مارتا ہے''۔ نمرود ''یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں''۔ ابراہیمؑ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور نمرود نے ان دو شخصوں کو طلب کیا جو واجب القتل ہو چکے تھے۔ ان دونوں میں سے ایک کے قتل کا حکم دیا اور دوسرے کی خطا معاف کر کے ابراہیمؑ سے متوجہ ہو کر بولا ''ابراہیمؑ تم نے دیکھا کہ میں نے کیسے ایک کو مارا اور ایک کو زندہ کیا' اس اعتبار سے میں بھی مارنے اور زندہ کرنے والا ہوں' تمہارے رب میں مجھ سے زائد کوئی صفت نہیں ہے' وہ بات بتلاؤ جو تمہارے رب میں ہو اور مجھ میں نہ ہو۔

ابراہیمؑ نے کہا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ﴾ (البقرہ: ۲۵۸) ''بے شک اللہ تعالیٰ آفتاب کو مشرق سے طلوع کرتا ہے' پس تو مغرب سے اس کو نکال''۔ نمرود سے اس سوال کا جواب کچھ بن نہ آیا اپنا سا منہ لے کر خاموش ہو گیا اور ابراہیمؑ نمرود کے دربار سے اٹھ کر چلے آئے' تب ان لوگوں میں مشورہ ہونے لگا۔ بعضوں نے قتل[1] کرنے کے لئے کہا اور کسی نے شہر بدر کرنے کی طرف اشارہ کیا اور اکثر لوگ اس رائے سے متفق ہوئے کہ جناب موصوف جلا دیئے جائیں' چنانچہ نمرود نے بھی اس رائے سے اتفاق ظاہر کیا اور لکڑیاں جمع کئے جانے کا حکم صادر کیا۔

ہمارے خیال ناقص میں نمرود کی سلطنت میں شاید ایسا کوئی شخص نے تھا جس نے کم و بیش اس حکم کی تعمیل نہ کی ہو۔ اس وجہ سے نہایت قلیل مدت میں بے انتہا لکڑیاں جمع ہو گئیں اور آگ مشتعل کی گئی جس وقت ابراہیمؑ منجنیق میں رکھ کر اس آگ میں

---

[1] بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہیزن نامی ایک شخص ابراہیمؑ کے قتل پر مامور کیا گیا تھا لیکن ہیزن جس وقت ابراہیمؑ کے قتل کو روانہ ہوا بقضائے الٰہی زمین میں دھنس گیا۔ واللہ اعلم۔

جسے ایک عالم کے بت پرستوں نے مشتعل کیا تھا ڈالے گئے۔ اس وقت عجیب کیفیت تھی سوائے ثقلین (یعنی جن وانس) کے تمام عالم زبانِ حال سے جنابِ باری میں کہہ رہا تھا: ''اگر ابراہیمؑ آج جلا دیئے گئے تو کوئی شخص دنیا میں تیرا نام لینے والا نہ رہ جائے گا۔ تو اگر ہم کو اجازت دے تو ہم ابراہیمؑ کی مدد کریں''۔ جنابِ باری سے حکم ہوا: ان استغاث بشئی منکم فلینصرہ و ان تم یندع غیری فانا لہ ''اگر وہ تم میں سے کسی سے مدد چاہے تو اجازت ہے کہ اس کی مدد کرو اور اگر اس نے میرے سوا کسی دوسرے کو نہ بلایا تو ہم اس کی مدد کو موجود ہی ہیں''۔ اس اجازت کے بعد بعض نے ابراہیمؑ سے کہا اما الیک حاجۃ ''کیا تم کو کچھ ضرورت ہے''۔ لیکن ابراہیمؑ نے صاف یہی جواب دیا: اما الیک فلا ''ہاں ہے مگر تجھ سے نہیں''۔ یہ ایک ایسا جواب دیا تھا۔ جو درحقیقت لاجواب اور ان کی شان کے موافق تھا۔ کائنات سوائے جن وانس کے یہ تماشا حسرت وافسوس کی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

جس وقت ابراہیمؑ آگ کے ڈھیر کے قریب پہنچے تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر جنابِ احدیت میں عرض کیا: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْوَاحِدُ فِی السَّمَآءِ وَ اَنْتَ الْوَاحِدُ فِی الْاَرْضِ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ''اے خدا تو اکیلا ہے آسمان میں اور تو اکیلا ہے زمین میں' کافی ہے مجھ کو اللہ اور وہ بہت ہی اچھا وکیل ہے''۔ ابھی آگ کے شعلوں کا آپ کے مبارک بدن پر اثر بھی نہ پہنچنے پایا تھا کہ ﴿یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ﴾ (الانبیاء: ٦٩) ''اے آگ سرد ہو جا اور سلامت رہ ابراہیمؑ کے لئے''۔ کے خطاب نے اس نار کو گلزار بنا دیا۔ جل جلالہٗ کی کیا شان ہے۔

مفسرین رحمہم اللہ اس امر پر اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں کہ اگر جلّ جلالہ عم نوالہ 'سلاماً' کا لفظ 'برداً' کے بعد نہ فرماتا تو ابراہیم کو شدت (سردی سے) روحانی صدمہ پہنچتا اور وہی روح کی جدائی کا باعث ہوتا اور اسی طرح اگر یہ حکم باری مطلق چھوڑ دیا جاتا اور علیٰ ''ابراہیمؑ'' کے ساتھ مقید نہ کر دیا جاتا تو بے شک دنیا بھر کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی اور آج آگ کا کہیں نام ونشان نہ ملتا واللہ اعلم

نمرود کے دماغ میں مدتوں یہ خیال یقینی صورت اختیار کئے رہا کہ آگ نے ابراہیمؑ کا کام کر دیا ہوگا۔ لیکن ایک روز اتفاقاً اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو جنابِ موصوف کو بیٹھا ہوا دیکھ کر متعجب ہوا اور اس نے اسی وقت اپنی قوم کو طلب کر کے کہا ''مجھ کو شبہ سا ہو گیا ہے کہ ابراہیمؑ زندہ ہے اس وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ میرے لئے ایک ایسا اونچا مکان بناؤ کہ جس سے میں ابراہیمؑ کو دیکھ سکوں۔

نمرود کی زبان سے یہ فقرہ تمام ہونے بھی نہ پایا تھا کہ لوگ دوڑ پڑے اور مکان بنانے میں مصروف ہو گئے۔ زیادہ مدت نہ گذری تھی کہ وہ مکان بن کر تیار ہو گیا اور نمرود اس مکان پر چڑھ کر آگ کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے اس مرتبہ پہلے سے زیادہ تعجب اس وجہ سے ہوا کہ اس نے ابراہیمؑ کے پہلو میں ابراہیمؑ کی صورت وشکل کا ایک آدمی بیٹھا ہوا دیکھا' تھوڑی دیر تک خاموشی کے عالم میں دیکھتا رہا۔ جب صبر نہ ہو سکا تو چلا کر کہنے لگا ''اے ابراہیمؑ تیرا خدا بہت ہی بڑا ہے۔ اس کی قدرت وعزت اس درجہ بڑھ گئی ہے کہ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تجھ میں اور آگ میں حائل ہو گئی ہے' کیا تجھ میں اس قدر طاقت ہے کہ اس آگ سے تو صحیح و سالم نکل آئے''۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ ''ہاں ممکن ہے جس خدا نے مجھے یہاں صحیح وسالم رکھا ہے۔ اس کی قوت و مدد سے میں باہر بھی آ سکتا ہوں''۔ ابراہیمؑ یہ کہہ کر اٹھے اور بہت اطمینان سے خراماں خراماں آگ کے ڈھیر سے باہر آئے' نمرود نے دریافت کیا کہ ابراہیمؑ! تمہارے پاس تمہارے ہی ہم شکل کون شخص بیٹھا ہوا تھا' آپ نے فرمایا کہ وہ ملک الظل تھا' اللہ جل شانہ نے اسے میرے پاس اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہ مجھ سے باتیں کرے تا کہ تنہائی کی تکلیف مجھے نہ پہنچے۔ (مترجم)

حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت: اس واقعہ کے بعد نمرود نے ابراہیمؑ سے کہا۔ میں اس چیز کے عوض جس کی طرف تم مجھے

بلاتے ہو' تمہارے رب کے لئے قربانی کرنا چاہتا ہوں۔ ابراہیم نے جواب دیا کہ جب تک تو اس ذات واحد پر ایمان نہ لائے گا۔ اللہ جل شانہ تیری کسی عبادت کو قبول نہ کرے گا۔ نمرود نے کہا ''میں ایک یہی امر تو نہیں کر سکتا' کیونکہ یہ میری شان کے خلاف ہے''۔ اس کے بعد اس نے چار ہزار گایوں کی قربانی کی اور جناب موصوف کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دی۔ پھر اللہ جل شانہ نے ابراہیمؑ کو ہجرت کا حکم دیا۔ چنانچہ اب آپ اپنے باپ تارح اور ناحور بن تارح اور ان کی بیوی ملکا بنت ہاران (تارح کے بھائی) اور لوط بن ہاران اور سارہؑ زوجہ ابراہیمؑ کے ساتھ کلدانیین کی سرزمین سے ہجرت کر کے حران[1] چلے آئے۔

حضرت سارہؑ: لوگوں نے کہا کہ سارہؑ ملکا بنت ہاران کی بہن تھیں اور بعضوں نے لکھا ہے کہ یہ شاہ حران کی بیٹی تھیں۔ جب دین ابراہیمی قبول کرنے کی وجہ سے ان کی قوم نے ان پر طعنہ زنی کی تو ابراہیمؑ نے ان سے اس شرط پر عقد کر لیا کہ ان کو کوئی کسی قسم کی تکلیف نہ دے گا۔ لیکن توریت میں ہے کہ سارہؑ سرزمین کلدانیین سے ابراہیمؑ کے ساتھ حران آئیں اور یہاں پر ابراہیمؑ سے ان کا عقد ہوا۔ سہیلی نے لکھا ہے کہ سارہؑ بن ہاران بن ناحور کی بیٹی تھیں جو ابراہیمؑ کے چچا تھے اور جس ہاران کے لوطؑ لڑکے ہیں وہ تارح ابن ناحور کا لڑکا ہے اور زمانہ قیام حران میں تارح (آزر) کا دو سو پچاس برس کی عمر میں انتقال ہو گیا۔

حضرت ابراہیمؑ کی مصر میں آمد: پھر ابراہیمؑ نے اللہ کے حکم سے کنعان کی طرف ہجرت کی (جہاں پر انکی نسل کی ترقی کی ابتداء ہوئی اور یہی زمین تھی کہ جسکے دینے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا) پچھتر برس کی عمر میں آپ نے وہاں آ کر قیام کیا۔ جہاں اب بیت المقدس ہے پھر تھوڑے دن بعد جب کنعان میں قحط پڑا تو آپ اپنے اہلِ بیت کے ساتھ مصر چلے آئے۔

حضرت سارہؑ کی گرفتاری اور رہائی: اگرچہ ابراہیمؑ مع اپنے اہلِ بیت کے مصر میں ایسے مقام پر سکونت پذیر ہوئے تھے جہاں پر آپ کو کوئی پہچانتا نہ تھا لیکن سارہؑ کا حسن و جمال کچھ ایسا معمولی تو تھا نہیں' رفتہ رفتہ اس کی خبر فرعون مصر کو پہنچی۔ اس نے ابراہیمؑ کو طلب کر کے سارہؑ کے بارے میں استفسار کیا۔ ابراہیمؑ نے اس خیال سے کہ شاید یہ مجھ کو قتل کر کے سارہؑ کو بہ جبر نہ لے لے یہ کہہ دیا کہ میری بہن ہے۔ لیکن فرعون نے اس پر خیال نہ کیا اور سارہ کو اپنے آدمیوں سے اپنی خلوتِ خاص میں گرفتار کر کے منگوا لیا۔ جب اس نے ایک بار یا بروایت مؤرخین تین بار سارہؑ کا قصد کیا تو اس کے ہاتھ ہر بار خشک ہو گئے یا کہ اس پر صرع (مرگی والی) کیفیت طاری ہو گئی اور ہر مرتبہ سارہؑ کی دعا سے اپنی اصلی حالت پر آ گئے۔ تب چوتھی یا دوسری بار اس نے سارہ سے اپنی اس بے جا دلیری کی معافی چاہی اور ہاجرہ[2] کو آپ کی نذر کر کے حضرت ابراہیمؑ کے پاس بھیج دیا۔

حضرت ہاجرہؑ: طبری نے لکھا ہے کہ جس فرعون نے سارہؑ کا ارادہ کیا تھا وہ سنان بن علوان برادر ضحاک تھا۔ ظاہر یہ ہے

---

[1] طوفان نوح کے بعد سب سے پہلے یہی شہر آباد کیا گیا تھا۔ قدیم شہروں میں یہ شمار کیا جاتا ہے۔

[2] ہاجرہؑ مادر اسماعیلؑ کا نام عبرانی زبان میں ''ہاغار'' ہے۔ رقیوں بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں۔ یہ رقیوں شہر بابل کا رہنے والا تھا' جو افلاس و تنگ دستی کی وجہ سے بابل چھوڑ کر مصر چلا آیا تھا اور اپنی ذاتی لیاقت اور دانشمندی کی وجہ سے ارا کین سلطنت میں داخل ہو گیا پھر رفتہ رفتہ مصر کا بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ سب سے پہلے جس کا لقب فرعون ہوا وہ یہی شخص ہے۔ اسی کے عہد حکومت میں ابراہیمؑ فلسطین سے قحط کی وجہ سے معہ اہلِ بیت کے چلے آئے تھے۔ ہکذا فی سفر الیشار (سفر الیشار میں ایسا ہی ہے)

عام طور سے اکثر لوگ بے سمجھے بوجھے کہا کرتے ہیں ''ہاجرہ لونڈی تھیں'' لیکن وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ ہاغار و رقیوں دونوں الفاظ عبرانی زبان کے ہیں اور عجب نہیں ہے کہ یہ اسی قبیلہ سے ہو جس قبیلہ کے ابراہیمؑ ہیں۔ گو اس کی شہادت کافی نہیں مل سکتی اور بظاہر زمانہ قحط میں شاید اسی خیال سے کہ بادشاہ مصر آپ کی قوم و ملک کا باشندہ ہے ابراہیمؑ نے مصر جانے کا قصد کیا ہو جیسا کہ اکثر ہر شخص کو ایسے مواقع پر اس قسم کے خیالات پیدا ہوتے ہیں ......

کہ سنان' ملوک قبط سے ہے اس واقعہ کے بعد ابراہیمؑ اپنے اہلِ بیت کے ساتھ شام میں کنعان کی طرف چلے گئے' بعضوں نے لکھا ہے کہ جس نے سارہؑ کا قصد کیا تھا اور جس کے ہاتھ خشک ہو گئے یا وہ صرع میں مبتلا ہو گیا تھا وہ شاہ اردن ہے اور اس نے بعد افاقہ ہاجرہؑ کو آپ کی خدمت کے لئے آپ کو دے کر رخصت کیا جو بعض ملوکِ قبط کی لونڈی تھیں۔

حضرت ابراہیمؑ کی کنعان میں آمد: پھر ابراہیمؑ مصر سے نکل کر اپنے متعلقین کے ساتھ کنعان کی طرف روانہ ہوئے اور مقام حیرون میں (جس کو اب مقام خلیل کہتے ہیں) پہنچ کر قیام کیا۔ یہ وہی مقام ہے جس کو صائبہ ہیکل مشتری اور زہرہ کہتے تھے اور متبرک سمجھ کر عود وغیرہ جلاتے تھے۔ عبرانیوں نے اسی کا نام ایلیا (اللہ کا گھر) رکھا۔

حضرت لوطؑ کی علیحدگی: لوطؑ یہاں تک تو ابراہیمؑ کے ساتھ رہے لیکن اب یہ مویشیوں کی کثرت اور سبزہ زاروں کی قلت کی وجہ سے ابراہیمؑ سے علیحدہ ہو کر فلسطین کی طرف جانے والے ہیں۔ اگرچہ ہمارے مؤرخ نے ان کی سرگزشت اسی مقام پر تحریر کی ہے لیکن ہم ان کا حال مستقل طور سے آئندہ لکھیں گے' اس موقعہ پر اس دلچسپی کو جو کہ ابوالانبیاء ابراہیم علیہ السلام کے حال سے پیدا ہو رہی ہے ہاتھ سے نہیں دینا چاہئے۔

ہوجایا کرتے ہیں۔

مفسرین توریت نے ہاجرہؑ کو بادشاہ مصر کی بیٹی تحریر کیا ہے چنانچہ ربی شلومو اسحاق نامی مفسر توریت مقدس کتاب پیدائش کے سولہویں باب کی پہلی آیت کی تفسیر میں لکھتا ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے "وہ فرعون کی بیٹی تھی۔ جب دیکھا ان کرامات کو جو بوجہ سارہؑ واقع ہوئیں تب کہا بہتر ہے میری بیٹی رہے خادمہ ہو کر ان کے گھر میں' اس سے کہ رہے دوسرے گھر میں ملکہ ہو کر"۔

اس کے علاوہ اس زمانہ کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت میں لونڈی و غلام دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو خرید کرنے سے جسے عبرانی میں "سقنف کسف" کہتے ہیں۔ دوسرے غنیمت جنگ سے اور وہ "شیبوث حرب" کہلاتے تھے۔ تیسری صورت یہ تھی کہ ان کی اولاد لونڈی غلام کہے جاتے تھے جو درحقیقت تیسری قسم نہیں ہے بلکہ انہیں پہلی دونوں قسموں میں یہ داخل ہے اور اس قسم کے لونڈی غلام کو یلید بایث یعنی خانہ زاد کہا کرتے تھے لیکن ہاجرہ ان تمام باتوں سے پاک تھیں اور اس وقت تک ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی ثابت نہیں ہوئی پھر ان کو لونڈی کہنا زیادتی نہیں ہے تو کیا ہے؟

اب رہا یہ امر کہ سارہؑ نے ان کو لونڈی کیوں کہا۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ جب دو عورتوں علی الخصوص دو سوکنوں میں تکرار ہوتی ہے تو جس کی زبان زیادہ چلتی ہے وہ دوسری کو حقارت سے کیا کچھ نہیں کہتی ہے لیکن اس کہنے سے وہ درحقیقت وہی نہیں ہو جاتی جو دوسری کہتی ہے اور اگر درحقیقت ہاجرہؑ لونڈی ہوتیں اور اسماعیلؑ لونڈی زادہ ہوتے تو سارہؑ ان دونوں ماں بیٹے کے نکال دینے یعنی طلاق دینے کی درخواست نہ کرتیں کیونکہ ان کی شریعت میں لونڈی اور لونڈی زادہ کو بیوی اور بیوی کے لڑکے کے ہوتے ہوئے میراث نہیں ملتی تھی سوائے اس کے کہ اس کا باپ اپنی حالت حیات میں کچھ دے گیا ہو اور اسی طرح زن مطلقہ اور اس کے لڑکے کو میراث پدر نہ ملتی تھی۔

پس اگرچہ ہاجرہؑ لونڈی ہوتیں اور اسمٰعیلؑ لونڈی زادہ ہوتے تو اسحاقؑ کے پیدا ہونے کے بعد سارہؑ اس قدر ہاجرہؑ سے برہم نہ ہوتیں یہ فطری بات ہے کہ آپ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ املاکِ ابراہیمؑ کے مالک اسحاقؑ کے ساتھ اسمٰعیلؑ بھی ہوں گے اور اسی وجہ سے ان کے نکال دینے کی درخواست کی تھی۔ پھر جب ابراہیمؑ کو اس سے کچھ پس و پیش پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ سارہؑ نے ہاجرہؑ کو لونڈی کہا تھا۔ حکایۃً فرمایا اور تسلی دی کہ "اس لونڈی اور بچہ کی طرف سے رنج مت کر' تو ان کو نکال دے میں اس لونڈی کے بچہ سے ایک قوم پیدا کروں گا"۔ کتاب مقدس اور ان کی تفسیروں سے ہاجرہؑ کا لونڈی ہونا ثابت نہیں ہوتا؟ (جیسا کہ بیان ہوا)۔

باب: ۶

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

حضرت اسمٰعیلؑ کی پیدائش: مصر سے واپسی کے بعد دسویں برس سارہؓ نے ابراہیمؑ کو ہاجرہ سے نکاح کرنے کی اجازت دی' اس خیال سے کہ شاید اللہ جل شانہ انہیں سے کوئی لڑکا مرحمت فرمائے۔ کیونکہ جناب موصوف نے لڑکا ہونے کی دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا اور سارہؓ کی عمر زیادہ ہوگئی تھی۔ وہ لڑکا ہونے سے ناامید ہو چکی تھیں۔ جب ابراہیمؑ نے ہاجرہ سے نکاح کیا تو آپ کی چھیاسی برس کی عمر میں اسمٰعیل ذبیح اللہ بطن ہاجرہ سے پیدا ہوئے۔ جناب باری سے یہ وحی نازل ہوئی کہ اس لڑکے کی بارہ اولادیں ہوں گی اور ہر ایک بڑے سلسلہ کا رئیس ہوگا۔ سارہؓ کو اس کے بعد غیرت نے اس پر مجبور کیا کہ انہوں نے ابراہیمؑ پر ہاجرہؓ کے نکالنے کا دباؤ[1] ڈالا۔

حضرت ہاجرہؓ کی روانگی مکہ: ابراہیمؑ کو سخت تردد کا سامنا ہوا۔ اللہ جل شانہ نے تسلی دی اور ارشاد کیا کہ سارہؓ کی اس بارے میں اطاعت کرو۔ ابراہیمؑ سارہؓ کے کہنے سے ہاجرہؓ اور اسمٰعیلؑ کو ایک خچر پر سوار کر کے کچھ تھوڑا سا زادِ راہ لے کر روانہ ہوئے اور جناب باری کے حکم سے سرزمین مکہ مقام زمزم میں ٹھہرا کر واپس ہوئے۔ ابراہیمؑ کی رخصت کے وقت پر ہاجرہؓ نے گھبرا کر ابراہیم سے کہا: من امرک ان تترکنا بارض لیس فیھا زرع و لا ماء: ''کس نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم ہم کو ایسی زمین میں چھوڑ جاؤ جہاں نہ کوئی درخت ہے اور نہ پانی ہے''۔ ابراہیم نے جواب دیا ((ربی امرنی)) ''میرے خدا نے یہ حکم دیا ہے''۔ ہاجرہؓ نے جواب دیا: فَاِنَّهٗ لَنْ یُّضِیْعُنَا ''وہ بے شک ہم کو ضائع نہ کرے گا'' اور خاموش ہو کر بیٹھ گئیں۔ ابراہیمؑ نے واپسی کے وقت بشریت کے تقاضے یا الفت پدری سے مضطرب ہو کر یہ دعا کی: ﴿رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ﴾ (۱۴:۳۷) ''اے رب میں نے اپنی ایک اولاد بسائی ہے ایسے میدان میں جہاں کھیتی نہیں ہے۔ تیرے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے تاکہ قائم رکھیں نماز کو پس لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل رکھ اور ان کو روزی دے میوؤں سے شاید کہ وہ شکر کریں''۔ اللہ جل شانہ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی۔

---

[1] کامل ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ولادت اسمٰعیل کے بعد سارہؓ کو بہت بڑا صدمہ ہوا۔ اس کے بعد اللہ جل شانہ نے ان کے بطن سے اسحاق پیدا کیا جب یہ دونوں بھائی کچھ بڑے ہوئے تو آپس میں کچھ چھیڑ چھاڑ ہوئی جس کی وجہ سے سارہؓ نے غصہ میں آ کر ان ماں بیٹوں کو نکالنے کا دباؤ ابراہیمؑ پر ڈالا اور یہ کہا کہ ان کو کسی شہر یا آباد قریہ میں نہ ٹھہرانا۔ اللہ جل شانہ نے مکہ کی طرف لے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

حضرت ہاجرہؑ کی پریشانی: ابراہیمؑ کے چلے جانے کے بعد بی ہاجرہؑ اور اسمٰعیل دونوں ماں بیٹے تنہا رہ گئے ایک شب و روز یا اسی دن وہ پانی ختم ہو گیا جس کو روانگی کے وقت جناب ابراہیمؑ اپنے ہمراہ لائے تھے اور اسمٰعیل کو غلبہ تشنگی نے بے تاب کیا۔ ہاجرہ بے تاب پریشان کبھی تو پانی کی تلاش میں کوہِ صفا پر چڑھ جاتی تھیں جب وہاں پانی کا کچھ نشان نہ ملتا تھا تو اسی پریشانی کی حالت میں مروہ کی چوٹی پر پہنچ جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ سات مرتبہ صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا کی چوٹیوں پر آ گئیں آٹھویں بار شروع ہونے نہ پایا تھا کہ اپنے شیر خوار بچے کی رونے کی آواز سن کر دوڑ آئیں۔ اسمٰعیل اس وقت رو رہے تھے اور زمین پر پاؤں مار رہے تھے جس سے بعنایت الٰہی چشمہ زمزم ابل پڑا۔

چشمۂ زمزم: سدی سے روایت کی جاتی ہے کہ اسمٰعیل کو ہاجرہؑ مقام حجر میں چھوڑ گئی تھیں اور ان کے لئے ایک چھپر بنا دیا تھا اور جبرائیلؑ نے آ کر ہاجرہؑ کے بعد چشمہ کھول دیا تھا اور انہوں نے ہی جا کر ہاجرہ کو اس سے آگاہ کیا اور یہ بتلایا کہ اسی چشمہ سے اللہ کے مہمان سیراب ہوں گے اور تھوڑے دنوں بعد اس لڑکے کا باپ آئے گا اور دونوں مل کر اللہ تعالیٰ کا گھر بنائیں گے۔ پھر جرہم کا ایک گروہ یا ان کے اہل بیت اس طرف سے گزرے۔ نشیبی مکہ میں قیام کیا چڑیوں کو اڑتے ہوئے دیکھ کر تعجب سے کہنے لگے ''اس وادی میں تو پانی نہیں ہے چڑیاں کیوں اڑ رہی ہیں'' چند لوگ اس جستجو میں چل کر اور مقام حجر میں پہنچ کر ایک عورت اور ایک بچہ اور چشمہ کو دیکھا اور وہیں سب نے قیام کیا واللہ اعلم۔ الغرض ہاجرہؑ نے دوڑ کر اپنے بچے کو چپ کرا دیا اور اس ابلتے ہوئے پانی کے چاروں طرف مٹی کی ایک مینڈھ سی بنا دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بر وقت تذکرہ فرماتے تھے ((یرحمھا اللہ لو ترکتھا فکانت علینا سائحۃ)) ''اللہ ہاجرہ پر رحم کرے اور اگر وہ چشمہ کو بحالہ چھوڑ دیتیں تو ایک چشمہ جاری ہو جاتا''۔

بنی جرہم کی آمد: پھر بنی جرہم جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے اس غیر ذی زرع سرزمین میں حیران پریشان پھر رہے تھے۔ پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھ کر اس طرف آئے جہاں پر ہاجرہؑ اپنے بیٹے اسمٰعیل کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ بنی جرہم نے پہلے تو چشمہ کو تعجب بھری نگاہوں سے دیکھا اس کے بعد جب ان کی نظر بی ہاجرہؑ پر پڑی تو اور زیادہ متعجب ہوئے۔ تھوڑی دیر سکوت کے عالم میں رہے اس کے بعد ان لوگوں نے ہاجرہ کی اجازت سے اسی مقام پر قیام اختیار کیا اور ظاہراً یہی گروہ فی الحال ان کی تنہائی رفع کرنے کا باعث ہوا۔ اسمٰعیل نے اسی گروہ میں پرورش پائی جوان ہوئے اور ان ہی لوگوں سے زبان عربی سیکھی۔ ان لوگوں نے اپنے خاندان میں سے ایک عورت کے ساتھ آپ کا عقد کر دیا۔ پھر ہاجرہؑ کا انتقال ہو گیا۔ اسماعیلؑ نے ان کو مقام حجر میں دفن کر دیا۔

ولادتِ اسحاق کی بشارت: جس وقت ابراہیمؑ بی بی ہاجرہؑ کو مکہ پہنچا کر شام کو واپس ہوئے اور بیت المقدس میں مقیم ہوئے۔ اہل مؤتفکہ جہاں کہ لوطؑ اپنے چچا ابراہیمؑ سے علیحدہ ہو کر چلے گئے تھے۔ عیاشی اور گناہوں کے ارتکاب میں حد سے بڑھ گئے۔ لوطؑ نے ان کو سمجھایا اللہ کی طرف بلایا۔ ان لوگوں نے جھٹلانا شروع کیا تب ان کے ہلاک کرنے کو اللہ جل شانہ نے ملائکہ کو بھیجا اور یہ سب ابراہیمؑ کی طرف ہو کر گزرے۔ ابراہیمؑ نے ان کی دعوت کی۔ تعظیم و خدمت میں بجان و دل سے مصروف ہوئے۔ سارہؑ کے ہنسنے اور ملائکہ کے بشارت و ولادت اسحاقؑ و یعقوبؑ کے واقعات پیش آئے۔ جیسا کہ قرآن[1]

[1] قرآن شریف کے پارہ ۱۲ سورۂ ہود میں یہ واقعہ اس طرح مذکور ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے ہلاک کرنے کو ملائکہ کو بھیجا اور اللہ .....

میں مذکور ہے۔ ولادتِ اسحاق کی بشارت ملائکہ نے ابراہیم کو اس وقت دی تھی جبکہ ان کی عمر سو برس کی ہو چکی تھی اور سارہؑ نوے برس کی تھیں۔

حضرت ابراہیمؑ کا عمارہ کے متعلق فیصلہ: اور اسحاق کی ولادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ بنانے کا حکم دیا اس سے پیشتر جب اسماعیلؑ پندرہ برس کے ہو چکے تھے۔ ہاجرہؑ کا انتقال ہو گیا۔ تجہیز و تکفین کے بعد اسمٰعیلؑ کا دل مکہ سے اچٹ گیا اور انہوں نے شام کی طرف جانے کا قصد کیا لیکن بنی جرہم نے آپس میں مشورہ کر کے اسمٰعیل کو اس ارادہ سے روکا اور ان کا نکاح عمارہ بنت سعید بن اسامہ بن اکیل سے خاندان عمالقہ میں کر دیا۔

اسکے بعد ابراہیمؑ اپنی بیوی سارہؑ سے دستور سابق کے مطابق اجازت لے کر مکہ آئے اس وقت ہاجرہؑ انتقال کر چکی تھیں اور اسمٰعیل شکار کھیلنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ صرف عمارہ بنت سعید اسماعیلؑ کی بی بی گھر میں موجود تھیں۔ ابراہیمؑ نے عمارہ سے یہی چند باتیں دریافت فرمائیں کہ ''تم کون ہو؟ اسمٰعیلؑ کہاں گیا؟ ہاجرہؑ کا کب انتقال ہوا؟'' عمارہ نے کچھ ایسی ترش روئی سے جواب دیا کہ ابراہیمؑ ان کی بد اخلاقی سے پریشان ہو گئے اور روانگی کے وقت کہہ گئے ''اسماعیلؑ آئے تو کہہ دینا کہ اپنے گھر کا دروازہ تبدیل کر دو''۔ ابراہیم کے چلے جانے کے بعد جس وقت اسمٰعیل شکار گاہ سے واپس آئے اور عمارہ نے تمام واقعات بیان اور یہ ظاہر کیا اس پیرمرد نے یہ کہا ہے کہ ''تم گھر کا دروازہ بدل دو''۔ اسمٰعیلؑ نے عمارہ سے یہ کہا ''وہ میرے باپ تھے۔ مجھے ہدایت کر گئے ہیں کہ میں تمہیں طلاق دے دوں' اس وجہ سے میں تم سے علیحدگی اختیار کرتا ہوں''۔

حضرت اسمٰعیل کا عقد ثانی: عمارہ کی طلاق کے بعد اسمٰعیل نے سیدہ بنت مضاض بن عمرو جرہمی سے عقد کیا۔ ایک عرصہ کے بعد پھر ابراہیمؑ تیسری بار سارہؑ کی اجازت لے کر اسمٰعیل کو دیکھنے کے لئے آئے۔ اسمٰعیل اتفاق سے اس دن بھی موجود نہ تھے۔ سیدہ بنت مضاض نے بڑی خوشی سے استقبال کیا پانی گرم کر کے وضو کرایا۔ دودھ گوشت جو اس وقت موجود تھا خوشی سے پیش کیا اور معذرت کی کہ ''یہاں گیہوں وغیرہ پیدا نہیں ہوتا ہم لوگ بھی دودھ اور خرما اور شکاری گوشت کھا کر گزارا کرتے ہیں''۔ ابراہیمؑ بہت خوش ہوئے اور دعائے برکت کی۔ سیدہ نے ہر چند روکا لیکن وہ کب رک سکتے تھے بی بی سارہؑ نے ٹھہرنے کی اجازت تو نہ دی تھی۔ بہر حال سیدہ سے رخصت ہو کر شام کی طرف روانہ ہوئے اور فرما گئے کہ ''جب تمہارا شوہر آئے تو میرا اسلام کہنا اور کہہ دینا کہ اب تمہارے مکان کا دروازہ اچھا ہے میں نے پسند کیا اور اب اس کو کبھی تبدیل نہ کرنا''۔ اسمٰعیل

☆ وہ ابراہیم کی طرف سے ہو کر گزرے۔ ابراہیم نے ان کی دعوت کی عمدہ فربہ دنبہ ذبح کیا۔ دستر خوان پر بیٹھے تو ان لوگوں نے ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا۔ ابراہیم کو اس سے خوف پیدا ہوا اس وجہ سے کہ اس زمانہ کا دستور تھا کہ جس سے دشمنی ہوتی یا دشمنی کرنی مقصود ہوتی تو اس کا کھانا نہ کھاتے تھے۔ ملائکہ نے انہیں خائف دیکھ کر کہا کہ ''تم نہ ڈرو ہم اللہ کے بھیجے ہوئے قوم لوطؑ پر جا رہے ہیں''۔ سارہؑ کھڑی ہوئی تھیں ہنس پڑیں تب ملائکہ نے ولادت اسحاق اور بعد اسحاق کے یعقوبؑ کی ولادت کی بشارت دی۔ سارہؑ کا سن اس وقت نوے برس کا ہو چکا تھا اس لئے انتہائی تعجب یا جوش مسرت سے استعجاباً بول اٹھیں: ﴿ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴾ (ہود:۷۲) ''کیا مجھ سے لڑکا پیدا ہوگا اور در آنحالیکہ میں بوڑھی ہوں اور میرا شوہر بوڑھا ہو گیا ہے بے شک یہ ایک بات تعجب کی ہے''۔ جبرائیل یا کسی اور فرشتہ نے جواب دیا: ﴿ اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ﴾ (ہود:۷۳) ''کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے'' اور دوسرے مقام پر ملائکہ نے کہا ﴿ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ﴾ (مریم:۲۰) ''ایسا ہی تیرے رب نے کہا ہے''۔ پھر ابراہیم سے مخاطب ہو کر اس شبہ و استعجاب کو جو کہ سارہؑ کو پیدا ہو گیا تھا اس قول سے رفع کر دیا ﴿ بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴾ (الحجر:۵۵) ''ہم نے تجھ کو سچی بشارت دی ہے تو خدا کے فضل سے ناامید نہ ہو'' اس کے بعد ملائکہ اہل مؤتفکہ کی طرف چلے گئے۔

جس وقت شکار کھیل کر واپس آئے۔ سیدہ نے کمال تعظیم سے ابراہیم علیہ السلام کا نام بتلایا اور تمام ماجرا لفظ بہ لفظ کہہ سنایا۔ اسمٰعیل علیہ السلام[1] نے سن کر فرمایا ''وہ میرے باپ تھے وہ مجھے ہدایت کر گئے ہیں کہ میں تمہیں اپنے سے کبھی جدا نہ کروں''۔

تعمیر کعبہ: ان واقعات کے بعد خانہ کعبہ بنانے کا حکم ہوا۔ ابراہیم علیہ السلام شام سے جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ مکہ آئے اور دونوں باپ بیٹوں یعنی ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نے خانہ کعبہ اس طرح بنانا شروع کیا کہ ابراہیم علیہ السلام تو جڑائی کا کام کرتے تھے اور اسمٰعیل گارہ اور پتھر اُٹھا اُٹھا کر دیتے تھے یہ دونوں بزرگ بناتے وقت اپنے ربّ سے یہ دُعا کرتے جاتے تھے ﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾ (بقرہ:۱۲۷)

''اے ہمارے رب یہ کام ہمارا قبول کر بے شک تو سمیع و علیم ہے''۔

جس وقت دیوار کسی قدر بلند ہوئی اور ابراہیم چوڑائی سے مجبور ہو گئے تو ایک پتھر پر کھڑے ہو کر کام کرنے لگے یہ وہی مقام ہے جس کو اب مقام ابراہیمؑ کہتے ہیں۔ خانہ کعبہ جب تیار ہونے کے قریب پہنچا تو ابراہیمؑ نے اسمٰعیل سے کہا کہ کسی اچھے پتھر کا ٹکڑا لاؤ تا کہ مقام رکن پر رکھ دوں جس سے لوگوں کو امتیاز باقی رہے۔ علماء کہتے ہیں کہ بوقبیس نے آواز دی تھی کہ ''میرے پاس تمہاری امانت رکھی ہے یہ لو'' اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جبرئیلؑ نے حجر اسود کا پتہ بتلایا تھا غرض جو کچھ ہوا اسمٰعیلؑ اس پتھر کو اُٹھا لائے اور ابراہیمؑ نے اسے اُٹھا کر مقام رکن پر رکھ دیا یہی حجر اسود ہے جس کا طواف کے وقت بوسہ لیا جاتا ہے۔ بیت اللہ کے بننے کے بعد ابراہیم حسب حکم باری تعالیٰ مکہ مکرمہ کے نورانی پہاڑ کی بلند چوٹی پر چڑھ گئے اور آوازِ بلند فرمایا: **یا ایها الناس ان الله قد بنی لکم بیتا و دعا کم الی حجه فاجیبوه** ''اے لوگو بے شک اللہ نے تمہارے لئے گھر

---

[1] آپ لوگوں کو جہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسمٰعیل وہ پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے اپنے باپ کے کہنے سے اپنی بی بی کو طلاق دے دی وہاں یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ اس وقت اسمٰعیل صاحب وحی نہ تھے لیکن ابراہیم پیغمبر اور صاحب وحی تھے ممکن ہے کہ ابراہیم کو وحی یا بذریعہ الہام و القاء اس کی ہدایت کی گئی ہو اور اسمٰعیل نے محض اس خیال سے کہ یہ صاحب وحی و پیغمبر کا ارشاد ہے تعمیل کیا ہو بہر کیف جو کچھ ہوا اسمٰعیل کو ضرور اس میں سبقت کا اعزاز حاصل ہے۔

[2] علامہ ارزقی فاضل ابن اسحاق سے روایت کرتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کو نو گز بلند بنایا تھا۔ جانب پیش دروازہ حجرِ اسود سے رکن شامی تک اس کا طول بتیس گز تھا اور عرض میزاب کی طرف سے رکن شامی سے رکن غربی تک جس کو اب رکن عراقی کہتے ہیں بائیس گز کا تھا۔ جانب پشت اس کا طول رکن غربی سے رکن یمانی تک اکتیس گز اور عرضاً رکن یمانی سے حجر اسود تک بیس گز تھا دروازہ اس کا بالکل زمین سے ملا ہوا تھا۔ کیواڑ اور بازو نہیں لگائے گئے تھے اس مکان کے اندر جاتے ہوئے دائیں جانب ایک کنواں بنا دیا تھا اس غرض سے کہ بیت اللہ کے تحائف جو اطراف و جوانب سے آئیں اس میں رکھے جائیں۔ اس پیمائش کے مطابق جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ ہم خانہ کعبہ کا نقشہ اس مقام پر ثبت کئے دیتے ہیں جس سے اس کی قطع بخوبی سمجھ میں آ جائیں گی دائیں طرف کا حصہ جو نقطوں میں گھرا ہوا ہے۔ وہ ابراہیم کے وقت میں کعبہ میں داخل تھا لیکن قریش نے تعمیر کے وقت اس کو چھوڑ دیا تھا اور کعبہ کے اندر جو چھ نقطہ مستطیل ہیں وہ لکڑی کے ستون ہیں جو قریش نے قائم کئے تھے یہ اب نہیں ہیں جو تین نقطہ بدور ہیں وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بنائے ہوئے ستون ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔ ؏
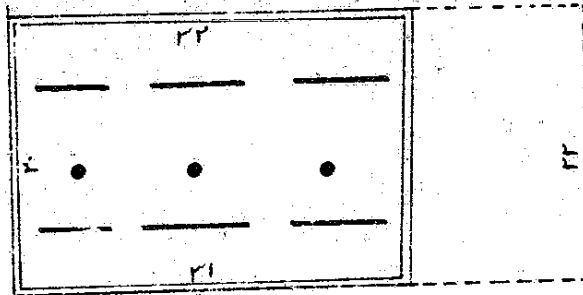
بنا دیا ہے اور تم کو اس کے حج و زیارت کے لئے بلایا ہے پس تم لوگ آ جاؤ''۔ اس کے بعد یہ دونوں بزرگ معہ ان لوگوں کے جو آپ پر ایمان لا چکے تھے مقامات منیٰ و عرفات کی طرف گئے قربانی کی۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا بعد ازاں ابراہیمؑ شام کی طرف چلے گئے اور تا حیات ہر سال خانہ کعبہ کی زیارت و حج کو آتے رہے۔

حکم قربانی [1]: خانہ کعبہ بنانے کے بعد ابراہیمؑ کو بذریعہ خواب جو کہ درحقیقت وحی تھی لڑکے کے ذبح کرنے کا حکم ہوا۔ چنانچہ ابراہیمؑ نے اس کی تعمیل کی اور جنت سے اس کا فدیہ آیا اور وہ لڑکا بفضلہ بچ گیا جیسا کہ کلام پاک کے نص صریح سے معلوم ہوتا ہے علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کا خیال یہ ہے کہ اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ تھے اور بعض کا گمان یہ ہے کہ اسحاقؑ کے ذبح

اسمٰعیلؑ کے انتقال کے بعد بنی جرہم اس خانہ خدا کے متولی ہوئے ان کے زمانہ میں ایک پہاڑی نالہ آیا اور کعبہ میں پانی چڑھ گیا کعبہ منہدم ہو گیا۔ تب بنی جرہم نے اسی بنیاد پر کعبہ بنایا جس پر ابراہیم نے تعمیر کیا تھا اس کے بعد جب عمالقہ نے بنی جرہم کو مغلوب کر دیا اور خانہ کعبہ کے مختار ہو گئے تو غالباً سیلاب ہی کی وجہ سے پھر انہوں نے خانہ کعبہ بنایا۔ یہ عمالقہ۔ عمالقہ اولیٰ نہیں ہیں جو عرب البائدہ میں تھے اور ان کی طرف تعمیر کعبہ کی نسبت کرنی نہایت نادانی ہے اس وقت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ پیدا نہیں ہوئے تھے اسی وجہ سے بعض مؤرخین نے غلطی سے لکھ دیا تھا کہ بنی جرہم سے پہلے عمالیق نے خانہ کعبہ بنایا ہے حالانکہ یہ روایت بالکل بے اصل ہے اور یہ تعمیر غالباً سنہ عیسوی سے ایک صدی پیشتر واقع ہوئی تھی پھر ان کے بعد قصی ابن کلاب نے کچھ بنایا غالباً اس کی تعمیر کی وجہ سیلاب ہی ہوگی یہ تعمیر جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے دو سو برس قبل از ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی ہے کیونکہ قصی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چھٹی پشت میں پڑتا ہے اس نے ستون قائم کر کے کعبہ کو مسقف (چھت دار) بنایا تھا اس کے بعد قریش نے کعبہ تعمیر کیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو چکے تھے اور پتھر ڈھونے میں آپ شریک تھے لیکن انہوں نے کعبہ کو بہ نسبت سابق کے دگنا بلند کیا اور چھ ہاتھ ایک بالشت کی کرسی بھی دے دی اور اس پر دروازہ قائم کیا تا کہ سیلاب کا پانی اندر نہ جانے پائے اور شاید لکڑی کی کمی کی وجہ سے حجر اسود کی طرف چھ ہاتھ ایک بالشت زمین چھوڑ دی اور اس طرف عرض میں ایک جدید بنیاد کھود کر دیوار چن لی۔ پھر اسلام میں سب سے پہلے عبداللہ بن زبیرؓ نے اس کی تعمیر اس طرح کی جیسی ابراہیمؑ نے کی تھی۔ لیکن انہوں نے ایک نیا دروازہ جانب غرب قائم کیا اور بلندی قریش کی بلندی سے بھی بڑھا دی یعنی ستائیس ہاتھ کر دی اور تین ستون چھت پاٹنے کے لئے بنائے پھر ان کے بعد حجاج بن یوسف نے کعبہ بنوایا جیسا کہ کتب تواریخ میں ان دونوں کے بنانے کے اسباب و واقعات مذکور ہیں۔

[1] تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ جناب ابراہیمؑ کے نزدیک جب یہ امر متحقق ہو گیا کہ حکم ذبح الٰہی ہے وسوسہ شیطانی نہیں ہے تو آپ نے اپنے لڑکے اسمٰعیل سے کہا کہ رسی اور تیر لے کر ہمارے ساتھ اس پہاڑی کی طرف آؤ تا کہ لکڑیاں کاٹ لائیں۔ اسمٰعیل یہ سنتے ہی رسی اور تیر لے کر ابراہیم کے پیچھے پیچھے چلے۔ شیطان کو یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ کسی طرح ان میں سے کسی کو اس راہ سے پھیر دینا چاہئے اور اس خیال سے پہلے اسمٰعیل کے پاس ایک بوڑھے آدمی کی شکل بنا کر آیا اور کہنے لگا تم جانتے ہو کہ تم کو تمہارا باپ کہاں اور کس لئے لے جا رہا ہے؟ اسمٰعیل نے فرمایا ''ہاں اس پہاڑی پر لکڑی کے لئے ہمیں لے جا رہے ہیں''۔ شیطان افسوس اور حسرت آمیز نگاہوں سے دیکھ کر بولا ''واللہ تم بھی کس قدر بھولے ہو۔ ارے صاحب زادے یہ تمہیں ذبح کرنے کو لئے جا رہے ہیں''۔ اسمٰعیل نے دریافت کیا ''وہ مجھے کیوں ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں حالانکہ مجھ پر ان سے زیادہ کوئی اور شفیق ہو نہیں سکتا''۔ شیطان نے کہا ''ابراہیم کو یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم صادر فرمایا ہے''۔ اسمٰعیل نے انتہائی بے پروائی سے فرمایا ''اگر ایسا ہی امر ہے تو مجھے بسر و چشم منظور ہے''۔ شیطان یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ پھر اس کو اسمٰعیل سے بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اس کے بعد ابراہیمؑ کے پاس آ کر کہنے لگا ''کیوں بڑے میاں تم کس خیال میں ہو بھلا خدا کو کیا غرض ہے کہ وہ لڑکے کے ذبح کرنے کے لئے کہے تم اس خیال کو چھوڑ دو اور ناحق اس لڑکے کی جان نہ لو۔

ابراہیم نے فرمایا ''ملعون تو مجھ کو بہکانے آیا ہے چل دور ہو یہ باتیں کسی نادان کو سمجھانا''۔ شیطان تو یہ باتیں سن کر ناکام یہاں سے واپس ہوا اور ابراہیمؑ نے کچھ دور آگے چل کر اسمٰعیل سے کہا: ﴿ يٰبُنَىَّ اِنِّىْٓ اَرٰى فِى الْمَنَامِ اَنِّىْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ﴾ (الصفت: ۱۰۲) ''اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھ کو خدا کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں اس میں تمہاری کیا رائے ہے''۔ اسمٰعیلؑ بھی چونکہ خلعت

کرنے کا حکم ہوا تھا۔ یہ اختلاف صرف علماء کرام تک محدود نہیں رہا بلکہ صحابہ عظام اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس میں شریک ہیں۔ ابن عباسؓ، ابنِ عمرؓ، الشعبی، مجاہد، حسن، محمد بن کعب القرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس امر کے قائل ہیں کہ اسماعیلؑ ذبیح اللہ ہیں اس وجہ سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ((انا ابن الذبیحتین))[1] ''میں بیٹا ہوں دو ذبیحوں کا'' فرمایا ہے حالانکہ یہ حدیث ان کے دعوے کو پورے طور سے ثابت نہیں کر سکتی کیونکہ مجازاً فخر ومباہات کے وقت عام طور سے لوگ چچا کو بھی باپ کہہ دیا کرتے ہیں اور نیز ان کی یہ دلیل بھی قابل قبولِ عقل نہیں ہے کہ جناب باری نے ارشاد کیا ہے ﴿فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ﴾ (ہود: ۷۱) ''پس ہم نے اس کو یعنی سارہؑ کو اسحاقؑ کے پیدا ہونے کی بشارت دی اور اسحاقؑ کے بعد یعقوبؑ کی پیدائش کی خوشخبری دی''۔ اگر ذبیح اللہ اسحاقؑ ہی تسلیم کر لئے جائیں تو ان کے بعد یعقوب کی بشارت کے کوئی معنی پیدا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ شروع شباب میں حکم ذبح صادر ہوا تھا یہ حکم آئندہ یعقوبؑ کے پیدا ہونے کے منافی ہے اس وجہ سے کہ بشارت کی وجہ وہی علم الٰہی ہے جو پہلے سے نہ ذبح ہونے کا تسلیم کر چکا تھا اور یہ مان لیا تھا کہ یہ حکم بنظر امتحان ابراہیمؑ صادر کیا گیا ہے۔

اسحاقؑ کے ذبیح اللہ ہونے کے بھی بڑے بڑے صحابہ کرام قائل ہیں؛ عباس، عمر، علی، ابنِ مسعود، کعب احبار، زید بن اسلم، مسروق، سعید بن جبیر، عطا، زہری، مکحول، سدی، قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی شہادتیں ملتی ہیں کہ اسحاق کے ذبح ہونے کا حکم ہوا تھا اور یہی ذبیح اللہ ہیں۔ علامہ طبری کا خیال ہے کہ قول راجح یہی ہے کہ اسحاقؑ ذبیح اللہ ہیں کیونکہ نص قرآن سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مبشر بہ (جس کی بشارت دی گئی ہو) ذبیح ہو اور بشارت سوائے اسحاق کے ابراہیم کے کسی اور لڑکے کے حق میں واقع نہیں ہوئی جیسا کہ ہمارے اس دعویٰ کی شہادت آیۂ کریمہ: ﴿فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ﴾ (الصفت:

نبوت سے سرفراز ہونے والے تھے بے تامل بول اُٹھے ﴿يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (الصفت: ۱۰۲) ''اے باپ جس پر تم مامور کئے گئے ہو وہ کرو مجھ کو ان شاءاللہ صابر پائے گا''۔

دونوں باپ بیٹے یہی باتیں آپس میں کرتے ہوئے جس وقت منیٰ میں اس مقام پر جہاں اب قربانیاں کی جاتی ہیں پہنچے اور ابراہیم چھری لے کر ذبح کرنے کے لئے تیار ہوئے تو اسمٰعیل نے گذارش کی ''مناسب یہ ہے کہ آپ میرے چہرے کو زمین کی طرف کر دیجئے اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے۔ دامن کو سمیٹ لیجئے ہاتھ پاؤں کو میرے رسی سے باندھ دیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی نظر ذبح کے وقت میرے چہرے پر پڑے اور آپ کو محبت آ جائے اور یہ باعث کمی ثواب یا حکم رب کی تعمیل میں تاخیر کا باعث ہو''۔ سو ابراہیم یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور نعم العون انت یا بنی علی امر اللّٰہ ''اے میرے بیٹے تو بہت ہی اچھا معین ہے خدا کی تعمیل ارشاد میں''۔ کہہ کر ایسا ہی کیا جیسا کہ اسمٰعیل نے عرض کیا تھا جس وقت یہ دونوں خدا کے برگزیدہ بندے اپنے سچے خدا کا حکم بجالانے پر تیار ہوئے اور ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کو زمین پر لٹا کر چھری کو گلے پر پھیرا۔ اسی وقت بحکم باری جبرئیل نے چھری کو الٹ دیا اور جناب باری نے پکار کر کہا ''تم نے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا اس کی پوری پوری تعمیل کی یہ ذبیحہ (دنبہ) تمہارے لڑکے کا فدیہ ہے اس کو بجائے اپنے لڑکے کے ذبح کرو تم دونوں اپنے اپنے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ بروایت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ دنبہ اس واقعہ سے چالیس برس پہلے سے جنت میں چر رہا تھا۔ واللّٰہ اعلم بحقیقه الحال

[1] پہلے ذبیح اللہ اسماعیل ہیں۔ جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ ہوتے ہیں اور دوسرے ذبیح اللہ عبداللہ ہوئے جو آپؐ کے والد تھے۔

تحقیق ذبیح: آپ لوگوں کے ذہن میں یہ ضرور خطرہ گزرا ہوگا کہ ذبیح اللہ اسحاقؑ ہیں نہ کہ اسمٰعیل جیسا کہ مؤرخ علامہ ابنِ خلدون رحمۃ اللہ علیہ کا طرز بیان شہادت دے رہا ہے حالانکہ شہرت پذیر امر یہ ہے کہ اسمٰعیل کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا اور وہی مقام منا برمیں ابراہیم کے ساتھ ذبح ہونے گئے۔ بے شک یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قرآن مجید کی نص صریح سے اگر اسماعیلؑ کا ذبیح اللہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا تو اشارۃ النص سے ضرور ثابت ہے۔

۱۰۱) ''پس بشارت دی ہم نے اس کو ایک حلیم لڑکے کی'' دے دی ہے کیونکہ یہ آیت اصل میں اس دعا کی قبولیت کی خبر دے رہی ہے جو ابراہیم نے بابل سے ہجرت کرنے کے وقت جناب باری میں کی تھی آپ لوگ یہ اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ سب ماجرے ہاجرہؑ سے پہلے کے ہیں۔ کیونکہ ہجرت کے بعد ہاجرہؑ مصر میں سارہؑ کو دی گئیں اور مصر سے واپسی کے دس سال بعد ہاجرہ کو سارہ نے ابراہیمؑ کو دیا۔ اس صورت میں مبشر بہ ابن سارہ یعنی اسحٰق ہوں گے نہ کہ اسمٰعیل اور وہی اس دلیل سے ذبیح اللہ ہوں گے باقی رہا یہ امر کہ ملائکہ نے جس وقت کہ وہ ابراہیمؑ کے یہاں مہمان تھے اور وہ قوم لوطؑ کے ہلاک کرنے کو جا رہے تھے سارہؑ کو لڑکا پیدا ہونے کی بشارت دی تھی۔ یہ اسی پہلی بشارت کی تجدید ہے جو کہ ہجرت کے وقت ابراہیمؑ کو دی گئی تھیں۔ انتھٰی کلام الطبری (کلام طبری ختم ہوا)۔[1]

حضرت سارہ کی وفات: ان واقعات کے بعد ایک سو ستائیس برس کی عمر میں بی بی سارہؑ کا قریہ جیرون بلاد بنی حبیب کنعان میں انتقال ہوا۔ ابراہیمؑ نے عفرون بن صخر سے ایک قطعہ زمین باوجودیکہ وہ بلا دینے پر راضی تھا چار سو مثقال چاندی

ہو جائے گا ملاحظہ فرمایئے کہ نص صریح سے دونوں بزرگوں میں سے بالتخصیص ایک کا ذبیح اللہ ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔ باقی رہا قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے جہاں تک ثابت ہوتا ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اسماعیلؑ ذبیح اللہ ہیں۔

[1] ہم نہیں سمجھ سکتے ہیں کہ علامہ سا فاضل مؤرخ حدیث ((انا ابن الذبیحتین)) کے جواب میں کیوں یہ جواب دے رہا ہے کہ لوگ عام طور سے فخر و مباہات کے وقت چچا کو بھی باپ مجازاً کہہ دیا کرتے ہیں۔ درآنحالیکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر فرمایا ہے ((انا سید ولد ادم و لا فخر)) ''میں سردار اولاد آدم ہوں اور یہ کوئی فخر نہیں ہے''۔ آپ لوگ یہ تو اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں کہ اولاً جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیۃ والصلوٰۃ کو عام لوگوں میں شامل کرنا ہی جادۂ اعتدال سے منحرف ہونا ہے۔ ثانیاً جو شخص سرداری اولاد آدم کو مابہ الفخر نہ سمجھے وہ کیسے چچا کو باپ فخر یہ کہہ سکتا ہے۔

دوسری دلیل میں جس کی طرح علامہ طبری نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اسحاقؑ کے بعد یعقوبؑ کی بشارت ان کے ذبح کرنے کا حکم عالم شباب میں صادر ہو چکا تھا۔ تب ہی صحیح ہوسکتی ہے اس لئے کہ علم الٰہی میں یہ امر مقدر تھا کہ اسحاق کے ذبح کرنے کا حکم واقعی نہیں ہے بلکہ جانچ اور امتحان کا ہے اس لحاظ سے یہ حکم بشارت یعقوبؑ کا منافی نہیں ہوسکتا اور علامہ طبری نے اپنے دعوے کی یہ شہادت پیش کی ہے کہ لڑکا پیدا ہونے کی بشارت ہاجرہؑ سے پہلے دی گئی تھی۔ اس وجہ سے مبشر ابن سارہؑ ہوگا نہ کہ ابن ہاجرہؑ اور چونکہ علم الٰہی میں یہ امر مخفی تھا کہ اسحاق ذبح نہ کئے جائیں گے۔ صرف امتحانا یہ حکم دیا گیا تھا اس لحاظ سے یعقوبؑ کی بشارت بھی صحیح ہو جائے گی اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ علم الٰہی میں یہ امر مستور تھا کہ ابراہیم سرزمین شام سے مصر جائیں گے اور یہ واقعات پیش آئیں گے اور ہاجرہؑ کو سارہؑ لے کر ابراہیم کے پاس واپس آئیں گی اور دس برس کے بعد بی بی ہاجرہؑ کو ابراہیمؑ کو دے دیں گی اور ان کے بطن سے اسماعیلؑ پیدا ہوں گے اور وہی ذبیح اللہ ہوں گے۔ اس صورت میں پہلی بشارت اسمٰعیل کی ولادت سے متعلق ہوگی اور دوسری اسحاق کے ساتھ اور ذبیح اللہ پہلا مبشر ہوگا نہ کہ دوسرا۔

اس کے علاوہ یہ امر قابل لحاظ ہے جناب باری عزاسمہ نے تئیسویں پارہ سورۂ والصافات میں ابراہیم کے قصہ کو اس ترتیب سے بیان کیا ہے کہ پہلے جناب موصوف کے ابتدائی حالات کو بیان کرتے ہوئے بتوں کے توڑنے اور آگ میں ڈالے جانے کا حال ظاہر کیا ہے اس کے بعد یہ ظاہر کیا ہے کہ ابراہیم نے ہجرت کے وقت لڑکے کی دعا مانگی تھی اور جناب باری نے اسے قبول فرمالیا تھا۔ چنانچہ ہجرت کے ایک مدت کے بعد وہ لڑکا پیدا ہوا اور جب وہ بڑا ہوا تو اس کے ذبح ہونے کا حکم صادر ہوا۔ جب یہ دونوں باپ بیٹے تعمیل ارشاد الٰہی کے لئے مستعد ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فدیہ بھیج کر اس لڑکے کو بچالیا۔ ان واقعات کے بعد صریحاً اسحاقؑ کی ولادت کی بشارت دی جیسا کہ کلام پاک کے آیۂ کریمہ شہادت دیتی ہے ﴿ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾ (والصّٰفّٰت ۱۱۲) ''اور ہم نے خوشخبری دی اس کو یعنی ابراہیم کو اسحاقؑ کی جو کہ نبی ہوگا نیک بختوں میں''۔ کیا اس طرز بیان سے کسی کو مجال کلام رہ جاتا ہے؟ یہ بات نہایت قرین قیاس ہے کہ جب ابراہیم اپنے پہلے لڑکے کے ذبح پر حسب حکم الٰہی مستعد ہو گئے اور امتحان میں پورے اتر گئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے فدیہ بھیج کر ان کو بچالیا اور بکمال عنایت والطاف سے ایک اور لڑکے کی ولادت کی بشارت دی۔

دے کر خرید ااور اس میں سارہؑ کو دفن کیا۔ اس کے بعد ابراہیمؑ نے قطورا (یا قنطورا) بنت یقطن کنعانیہ سے عقد کیا۔ حسب روایت توریت اس کے بطن سے چھ لڑکے زمران' یقشان' مدان' مدین' اشبق' شوخ پیدا ہوئے۔ توریت میں لکھا ہے کہ یقشان کے دولڑکے سبا' وذان پیدا ہوئے اور وذان سے اشور' لطوسیخ' لاسیم پیدا ہوئے اور مدین سے پانچ لڑکے عیفا' عیفین' حنوح' افیداع' الزاعا وجود میں آئے۔

حضرت ابراہیمؑ کی اولاد علامہ سہیلی کا یہ خیال ہے کہ ان لڑکوں کے علاوہ ابراہیمؑ کی ایک چوتھی بی بی حجین یا حجون بنت اہیب نامی سے اور پانچ لڑکے کیسان' فروخ' اسیم' لوطان' نافس پیدا ہوئے تھے۔ علامہ طبری بنی قنطورا کا ذکر کرتے ہوئے یقشان کو لکھ کر تحریر کرتا ہے اور باقی سب ابراہیمؑ کی بی بی رعوہ نامی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ ابراہیم کے لڑکوں کی صحیح تعداد اس بنا پر تیرہ ہوئی۔ اسماعیلؑ جو سب لڑکوں سے بڑے تھے۔ بی بی ہاجرہؑ سے اور اسحاقؑ بطن سارہؑ سے اور چھ قنطورا سے جیسا کہ توریت میں ہے اور پانچ لڑکے بروایت سہیلی حجین اور بخیال طبری رعوہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

حضرت ابراہیمؑ کی وفات چونکہ ابراہیمؑ نے اسحاق سے اس امر کا اقرار لے رکھا تھا کہ کنعانیوں میں وہ شادی نہ کریں گے اس وجہ سے مقام حران میں جو آپ کی اوّل ہجرت گاہ تھی اور جہاں آپ کے قبیلہ (قوم کے لوگ رہتے تھے اسحاق کو لے کر آئے اور رفقا بنت بتویل بن ناحور بن آزر سے اسحاق کا نکاح کر دیا۔ اسحاق اس وقت چالیس برس کے تھے۔ ابراہیم کی حالت حیات ہی میں یعقوب اور عیصو توام پیدا ہو گئے تھے اس کے بعد ایک سو پچھتر برس کی عمر میں ابراہیمؑ کا سرزمین شام میں انتقال ہوا اور سارہؑ بی بی کے پاس اسی زمین کے قطعہ میں دفن کئے گئے اب اسی مقام کو خلیل کہتے ہیں۔ اللہ جل شانہ نے ان کی آئندہ نسلوں کو نبوت اور کتاب سے آخر زمانہ تک سرفراز فرمایا۔

حضرت اسماعیلؑ کی وفات اسماعیلؑ جیسا کہ قبل انتقال ابراہیمؑ مکہ میں رہتے تھے ویسا ہی بعد انتقال بھی مکہ میں رہے

مناسب تو یہی تھا کہ جہاں اوّل اوّل ابراہیم کا ذکر خیر آیا تھا وہیں ہم جناب موصوف کے وہ حالات جنہیں ہمارے مؤرخ نے بخیال طوالت ترک کر دیا ہے لکھ دیتے لیکن اس مقام پر بھی تحریر کرنا چنداں نامناسب نہیں ہے۔ اول آخر نسبتے دار ایک مشہور قول ہے ابراہیمؑ اولوالعزام انبیاء میں سے ہیں۔ یہی ابوالانبیاء ہیں ان پر بیس صحیفے نازل ہوئے تھے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے مہمانداری کی رسم نکالی ہے آپ ہی نے اول اول ننانوے برس کی عمر میں ختنہ کرایا اور پانی سے استنجا کیا' مسواک کی اور ناک کو پانی سے صاف کیا۔ مصافحہ اور معانقہ کے بھی آپ ہی موجد ہیں' پاجامہ بھی آپ ہی نے بالہام ربانی سب سے پہلے بنایا یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ایمان کی حفاظت اور اطاعت حق تعالیٰ کی خاطر وطن چھوڑ کر شام کی طرف ہجرت کی۔ سبائک الذہب اور کامل ابن اثیر میں آپ کی عمر دو سو برس لکھی ہے۔ آپ کے انتقال کا قصہ مؤخر الذکر فاضل نے اس طرح بیان کیا ہے کہ چونکہ ابراہیمؑ نے خدائے تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ بغیر میری خواہش کے میری روح قبض نہ کی جائے۔ اس وجہ سے جب مشیت ایزدی یہ ہوئی کہ ابراہیم کی روح قبض کی جائے تو اللہ جل شانہ نے ملک الموت کو ایک بوڑھے مسلوب القویٰ شخص کی صورت میں ابراہیمؑ کے پاس بھیجا۔ جناب موصوف اس وقت لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے۔ جناب موصوف نے اس بوڑھے (ملک الموت) کو بھی دستر خوان پر بٹھلایا۔ ضعف و ناتوانی نے اس بوڑھے کو اس قدر مجبور کر دیا تھا کہ جس لقمہ کو وہ اٹھا کر منہ میں رکھنے کا قصد کرتا تھا۔ وہ پہلے آنکھ تک پہنچ جاتا تھا پھر وہاں سے چھٹ کر کان میں داخل ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد منہ تک بہ ہزار خرابی پہنچتا تھا۔ ابراہیم یہ ماجرا دیکھ کر سخت متعجب ہوئے اور اس کا سبب دریافت کیا۔ اس بڈھے نے کہا کہ میرا ضعیفی نے یہ حال کر رکھا ہے۔ ابراہیمؑ نے اس کی عمر دریافت کی اس بڈھے نے اپنی عمر کو ابراہیم سے دو برس بڑا بتلایا۔ ابراہیمؑ نے اپنے دل میں کہا "اللہ اکبر میرے اور اس کی عمر میں صرف دو برس کی چھوٹائی بڑائی ہے۔ دو برس کی بڑائی میں اس کا یہ حال ہو رہا ہے۔ غالباً دو برس کے بعد میری بھی یہی کیفیت ہوگی" تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد یہ دعا کی ((اللھم اقبضنی الیک)) "اے خدا مجھ کو اپنی طرف کھینچ لے"۔ وہ بڈھا (ملک الموت) اٹھا اور اس نے روح قبض کر لی۔ فیہ مافیہ فتدبر

اور انہیں بنی جرہم میں نشو ونما پاکر ان کی اور نیز ان عمالقہ کی طرف جو اطراف مکہ میں رہتے تھے اور اہل یمن کی طرف مبعوث ہوئے ان میں سے کچھ لوگ تو ایمان لائے اور بعض بدستور کفر والحادہی کے راستہ پر رہے۔ وقت انتقال جیسا کہ توریت میں مذکور ہے آپ بنی جرہم میں بارہ لڑکے نبایوت (جس کو عرب نابت یا بنت کہتے ہیں) قیذار' ادبیل' بسام' مشمع' ذوما' مسا' حراہ' قیما' بطور' نافس' قدما چھوڑ گئے۔ ابن اسحاق کی روایت شہادت دیتی ہے کہ اسماعیل کی عمر ایک سوتیس برس کی ہوئی اور اپنی ماں کے پاس میزاب اور حجر اسود کے درمیان میں دفن کئے گئے۔ توریت میں ان کی عمر ایک سو سینتیس سال لکھی ہے اور یہ لکھا ہے کہ ان کی اولاد جویلہ سے شور قبالہ مصر تک اثور کی جانب آباد ہوگئی اور اہل توریت کے نزدیک جویلا سے جنوب برقہ اور شور سے ارض حجاز اور اثور سے بلاد موصل وجزیرہ مراد ہے۔

بنی اسماعیلؑ: اسمٰعیل کے بعد نابت بن اسمٰعیل بیت اللہ کا متولی ہوا اور مکہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ مقیم رہا۔ یہاں تک کہ ان کی نسل میں اس درجہ ترقی ہوئی کہ مکہ میں نہ سما سکے اور حجاز کے اطراف و جوانب میں پھیل گئے۔ بطون عدنان کی نسبت اکثر علماء کا یہ خیال ہے کہ یہ نابت ابن اسمٰعیل کی طرف منسوب ہیں۔ اگرچہ بعض نے اس قول سے اختلاف بھی کیا ہے اور یہ ظاہر کیا ہے کہ عدنانی عرب تمام قیذار بن اسماعیل کی اولاد سے ہیں۔ حالانکہ علماء نسبت نے سوائے نابت کے اسمٰعیل کے کسی اور لڑکے کی اولاد کا کچھ تذکرہ نہیں کیا۔ اکثر علماء کا خیال یہ بھی ہے کہ قحطانی عرب بھی اسماعیلؑ کی کسی اولاد کی نسل سے ہیں اس لحاظ سے اسماعیل تمام عرب کے (جو ان کے بعد ظہور میں آئے) مورث اعلیٰ اور جدِ اکبر ہوئے۔ واللہ اعلم

---

[1] اسماعیلؑ اور اسمٰعین دونوں لغت مروی ہیں یہ عجمی نام ہے اس کے معنی مطیع اللہ کے ہیں۔ آپ ہی کی طرف نور نبی منتقل ہوا۔

باب : ۷

حضرت یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوبؑ وعیصو میں مخاصمت: باقی رہے اسحاقؑ وہ فلسطین میں رہے اور بڑی عمر پائی۔ اخیر عمر میں آپ نابینا بھی ہو گئے تھے۔ چونکہ آپ نے یعقوبؑ کے لئے دعاءِ[1] برکت کی تھی۔ اس وجہ سے عیصو برہم ہو کر یعقوب کے قتل کے درپے ہوئے۔ رفقاء بنت بنویل نے یعقوب کو اس سے آگاہ کر کے حران چلے جانے کی رائے دی۔ چنانچہ یعقوبؑ رات کو گھر سے نکل کر حران کی طرف روانہ ہوئے۔ شام سے صبح تک سفر کرتے تھے۔ جب صبح ہو جاتی تھی تو ٹھہر جاتے تھے۔ اسی وجہ سے اللہ جل شانہ نے ان کو اسرائیل کے لقب سے یاد کیا ہے رفتہ رفتہ تھوڑے دن بعد حران میں اپنے ماموں لابان بن تبویل کے پاس پہنچ کر مقیم ہوئے۔ لابان بن تبویل نے اپنی بڑی لڑکی لیا نامی کا نکاح یعقوبؑ سے کر دیا اور خدمت کے لئے زلفہ کو دیا اس کے بعد چھوٹی لڑکی راحیل نامی کو اپنے بھانجے یعقوبؑ کے نکاح میں دیا اور جہیز میں بلہا کو دیا۔

حضرت یعقوبؑ کی اولاد: سب سے پہلے لیا سے روبیل اس کے بعد شمون پھر لاوی اس کے بعد یہودا یکے بعد دیگرے پیدا ہوئے۔ چونکہ راحیل سے اس وقت تک کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی تھی اس وجہ سے اس نے اپنی بلہا خادمہ یعقوبؑ کو ہبہ کر دی۔ جس کے بطن سے دان اور نفتالی پیدا ہوئے۔ لیا نے بھی یہ دیکھ کر اپنی زلفہ خادمہ یعقوبؑ کو دے دی۔ تھوڑے دن بعد اس کے بطن سے کاو اور آشر پیدا ہوئے۔ اس کے بعد پھر لیا کے بطن سے یساخر اور زبولون ظہور میں آئے۔ یعقوب کے دس لڑکے پورے ہو چکے تھے کہ راحیل نے جناب باری میں لڑکے کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان کے بطن سے یوسفؑ صدیق پیدا ہوئے۔

حضرت یعقوبؑ کی مراجعتِ کنعان: یعقوبؑ بیس برس تک حران میں رہے۔ اس کے بعد بحکم الٰہی کنعان کی طرف روانہ ہوئے۔ اگرچہ لابان (یعقوب کا ماموں) اس ارادے کا مخالف تھا۔ چنانچہ واپس لانے کی غرض سے دو ایک منزل تک یعقوبؑ کے ساتھ ساتھ آیا۔ لیکن جب اس نے یعقوبؑ کو واپس ہوتے نہ دیکھا تو ناچار بھیڑ بکریوں کا ایک گلہ دے کر حران کی طرف واپس ہو گیا اور یعقوبؑ منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ عیصو کے شہر کے قریب پہنچے۔ عیصو ان

[1] اس کا تفصیلی واقعہ یہ ہے کہ اسحاق نے نابینا ہونے کے بعد ایک روز عیصو سے کہا ''اگر آج تم مجھ کو شکار کا گوشت کھلاؤ' تو میں تمہارے حق میں وہ دعا کروں جو میرے باپ نے میرے حق میں کی تھی۔ عیصو تو یہ سن کر شکار کو چلے گئے اور یعقوب سے ان کی ماں نے کہا ''بیٹا تم اپنی بکری ذبح کر کے کباب بناؤ اور اپنے باپ کے سامنے رکھ کر ان سے اپنے حق میں دعائے برکت لے لو''۔ یعقوبؑ نے اپنی ماں کے کہنے کے مطابق عمل کیا۔ اسحاقؑ نے بہت شوق سے کھایا اور دعا دی ''اللہ تعالیٰ تیری نسل میں انبیاء وملوک پیدا کرے''۔ اس کے بعد عیصو شکار لے کر واپس آئے۔ اسحاقؑ نے فرمایا کہ گو یعقوب تم سے سبقت لے گیا' لیکن تاہم میں تیرے حق میں یہ دعا کرتا ہوں کہ تمہاری نسل کی اس درجہ ترقی ہو گی کہ وہ ریت کے ذروں سے بھی زیادہ سمجھی جائے گی۔ عیصو اسی وجہ سے یعقوب سے کشیدہ ہو گئے اور ان کے قتل کی فکر میں ہوئے۔ اسحاقؑ کو عیصو سے زیادہ محبت تھی اور یعقوبؑ نے ان کی ماں رفقاء بنت تبویل کو۔

دنوں جبلِ یسعین جو کہ سرزمین کرک[1] اور شوبک میں واقع ہے رہتا تھا۔ عیصو نے بھیڑ بکریوں کا گلہ دیکھ کر چرواہوں سے دریافت کیا ''یہ بھیڑ بکریاں کس کی ہیں؟'' چرواہے چونکہ پہلے ہی سے سکھا دیئے گئے تھے ایک زبان بول اٹھے ''یہ بکریاں یعقوب نامی عیصو چرواہے کی ہیں''۔ عیصو یہ سن کر خاموش ہو کر چلا گیا۔ اس کے بعد یعقوبؑ نے کچھ بکریاں اور کچھ بھیڑ عیصو کے پاس ہدیہ بھیجیں۔ جس سے عیصو کا دل یعقوبؑ کی طرف سے صاف ہو گیا۔

حضرت اسحاقؑ کا انتقال: اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے یعقوبؑ کو بذریعہ وحی مطلع کیا کہ ''آج سے تمہارا نام اسرائیل ہو گا''۔ اس کے بعد یعقوبؑ نے ارشالیم (یروشلم بیت المقدس) پہنچ کر ایک کھیت خرید لیا اور یہیں سکونت اختیار کر لی۔ اس مقام پر راحیل پھر حاملہ ہوئیں اور مدت حمل گزر جانے کے بعد بنیامین یعقوب کے بارہویں لڑکے پیدا ہوئے اور راحیل نے زچہ خانے میں انتقال کیا اور بیت اللحم میں دفن کی گئیں۔ اس کے بعد یعقوبؑ قریہ حیرون میں اپنے بزرگ باپ اسحاقؑ کے پاس چلے آئے اور یہیں مقیم رہے یہاں تک کہ اسحاق[2] کا ایک سو اسی برس کی عمر میں انتقال ہو گیا اور اپنے باپ ابراہیمؑ کی قبر کے پاس دفن کئے گئے۔

حضرت یوسفؑ: یعقوبؑ اپنے باپ کے قائم مقام ہوئے اور ان کے تمام لڑکے ان کے پاس رہے۔ یہاں تک کہ یوسفؑ بڑے ہوئے اور خواب کا حال بیان کیا۔ پھر بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے کے لئے گئے۔ بھائیوں نے کنوئیں میں ڈال دیا۔ مسافروں نے نکال کر عربوں کے ہاتھ بیس مثقال پر فروخت کیا اور عربوں سے عزیز مصر نے خرید لیا۔ ابنِ اسحاق نے لکھا ہے کہ عزیز مصر کا نام طفیر بن رحیب تھا اور فرعون مصر ان دنوں عمالقہ میں سے ریان بن ولید بن دومغ تھا۔ الغرض یوسفؑ نے عزیز مصر کے یہاں پرورش پائی پھر زلیخا کے ساتھ چند واقعات پیش آئے قید میں رہے قیدیوں کے خواب کی تعبیر بیان کی۔ پھر بادشاہِ مصر نے ان کو بخوف قحط زمانہ قحط میں خزائن زراعت کا منتظم بنایا اور ملکی انتظام تمام ان کے سپرد کر دیا جیسا کہ قرآنِ مجید میں مذکور ہے۔ یوسف کی عمر اس وقت تیس برس کی ہو چکی تھی۔ بعضے کہتے ہیں کہ اطفیر کی معزولی کے بعد اور بعضے کہتے ہیں کہ اس کے مرنے کے بعد یوسف متولی زراعت ہوئے اور زلیخا سے عقد کر لیا اور اس کی تمام املاک کے مالک ہو گئے۔ یہی امور ان کے سب بھائیوں اور باپ کے ایک جا ہونے کے ظاہری اسباب ہیں۔ کیونکہ جب کنعان میں قحط پڑا تو ان کے بعد بھائی غلہ و جنس لینے کیلئے مصر میں آئے یوسفؑ نے ان کی قیمت انہیں واپس کر دی تھی اور تمام بھائیوں کو بلوایا تھا اور یہی ان کے تمام بھائیوں اور باپ کے جمع ہونے کا سبب ہوا اور یہ واقع اس وقت پیش آیا جبکہ یعقوبؑ بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔

رویائے یوسفؑ: یوسفؑ کی عمر بارہ برس کی ہو چکی تھی کہ آپ نے ایک شب کو یہ خواب دیکھا کہ گیارہ[3] ستارے اور آفتاب و ماہتاب مجھے سجدہ کر رہے ہیں' صبح ہوتے ہی یوسفؑ نے اپنے عالی قدر باپ یعقوبؑ سے خواب بیان کیا۔ یعقوبؑ نے اس خواب کی تعبیر تو بیان کر دی لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی تاکیداً کہا ''دیکھو خبردار اس خواب کو اپنے بھائیوں سے نہ کہنا

---

1. کرک وشوبک یہ دونوں مشہور شہر سرزمین شام میں عمان وایلہ کے درمیان واقع ہیں۔
2. علامہ ابوالحسن علی ابنِ ابوالکرم محمد شیبانی معروف بہ ابن اثیر جزری صاحب تاریخ کامل کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اسحاق کا وقت انتقال ایک سو ساٹھ برس کا مبارک سن تھا اور یعقوب اس وقت ایک سو پینتالیس برس کے تھے۔ واللہ اعلم
3. وہ گیارہ ستارے جن کو یوسفؑ نے خواب میں دیکھا تھا۔ جربان' الطارق' الذیال' قابس' عمودان' الفلیق' المصبح' الضروح' الفرع' وثاب' ذوالکتفین تھے۔

ورنہ وہ لوگ حسد کی وجہ سے تمہارے ہلاک کرنے کا حیلہ ڈھونڈیں گے"۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا: ﴿ وَ كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَ يُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ ﴾ (یوسف:۶) "یعنی جیسا کہ اللہ جل شانہ نے تجھ کو اس خواب کے ساتھ برگزیدہ کیا ہے ویسا ہی اللہ تعالیٰ نبوت اور اہم امور کے انتظام کے لئے تجھے ممتاز اور مختص کرے گا اور سکھلائے گا تجھ کو احادیث کی تاویل یعنی خوابوں کی تعبیر اور پوری کردے گا اپنی نعمت کو تجھ پر یعنی دینی اور دنیاوی دونعمتوں کو ملا دے گا"۔

یعقوبؑ تو یہ سمجھتے تھے کہ یہ باتیں تنہائی میں ہورہی ہیں اور یوسفؑ کو منع کردیا ہے لیکن بعد کو یہ معلوم ہوا کہ یوسفؑ کی سوتیلی ماں لیا یہ باتیں سن رہی تھیں چنانچہ انہوں نے چراگاہ سے واپس ہونے کے بعد یوسفؑ کے سوتیلے بھائیوں سے تمام ماجرا بیان کردیا۔ ان لوگوں نے سن کر کہا "یوسفؑ نے آفتاب سے باپ کو تعبیر کیا ہے اور ماہتاب کو تجھے مراد لیا ہے اور ستاروں سے ہمارے سوا کس کو مراد لے گا؟ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ابنِ راحیل ہم پر اپنی فضیلت ثابت کرنا چاہتا ہے افسوس ہے کہ ہم سے زیادہ ہمارا باپ یوسفؑ اور اس کے بھائی کو پیار کرتا ہے حالانکہ وہ چھوٹے چھوٹے بچے کسی کام کے نہیں ہیں اور ہم قوی اور تن آور ہیں۔ بے شک ہمارا باپ غلطی میں پڑا ہوا ہے مناسب ہے کہ یوسفؑ کو قتل کرڈالو یا ایسی زمین میں اسے چھوڑ آؤ کہ باپ سے وہ بالکل علیحدہ ہوجائے اس کے بعد ہم سب باپ کے نزدیک محبوب ہوجائیں گے"۔

یہودا نے جو سب بھائیوں میں عقلاً وفضلاً بڑا تھا کہا "یوسف کو قتل نہ کرو کیونکہ قتل ایک گناہ کبیرہ ہے بہتر ہوگا کہ اسے کسی اندھے کنوئیں میں لے جاکر ڈال دو۔ راہ گیر اسے نکال کرلے جائیں گے"۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا اور آپس میں معاہدہ کرکے دسوں بھائی حضرت یعقوبؑ کے پاس گئے اور کہنے لگے: ﴿ يٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَ اِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴾ (یوسف:۱۱) "اے باپ ہمارے تجھ کو کیا ہوگیا ہے کہ یوسفؑ پر ہمارا بھروسہ نہیں کرتا۔ حالانکہ ہم اس کے محافظ ہیں"۔ ﴿ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَ يَلْعَبْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ (یوسف:۱۲) "یوسفؑ کو ہمارے ساتھ صحرا کی طرف بھیج دے چرائے گا اور کھیلے گا درحالیکہ ہم اس کے نگران رہیں گے"۔

حضرت یعقوبؑ ان کی چالاکیاں سمجھ کر بولے: ﴿ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴾ (یوسف:۱۳) "مجھ کو یہ خیال رنج دے رہا ہے کہ تم اس کو لے جاؤ اور مجھ کو خوف ہے کہ شاید تمہاری غفلت سے اس کو بھیڑیا کھاجائے"۔ یعقوبؑ نے یہ جواب اس بنا پر دیا تھا کہ آپ نے خواب میں دیکھا تھا کہ گویا یوسفؑ ایک پہاڑ کی چوٹی پر ہیں اور ان کو دس بھیڑیوں نے گھیر لیا ہے اور عنقریب اسے کھاجانا چاہتے ہیں دفعۃً انہیں میں سے ایک بھیڑیے نے یوسفؑ کی حمایت کی۔ ناگاہ زمین شق ہوگئی اور یوسفؑ اس میں سما گئے پھر تین دن کے بعد آپ زمین سے نکلے۔

یوسفؑ کے بھائیوں نے جس وقت اپنے باپ کا جواب مذکور سنا ایک زبان ہوکر بول اٹھے یہ عجیب بات ہے کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھاجائے اور ہم قوی اور توانا ہوں اگر ایسا پیش آجائے تو ہم سے بڑھ کر اور کون بے حمیت ہوسکتا ہے۔ یعقوبؑ کو اس جواب سے کسی قدر اطمینان ہوا اور یوسفؑ نے بھی بھائیوں کے ساتھ جانے پر اصرار کیا۔ ناچار یعقوبؑ نے اجازت دے دی۔ چنانچہ یوسفؑ کپڑے پہن کر بھائیوں کے ساتھ چراگاہ تشریف لے گئے۔

جس وقت یہ دسیوں بھائی یوسف کو ہمراہ لئے ہوئے ایک سنسان میدان میں پہنچے۔ سب نے آستین چڑھا چڑھا

کر مارنا شروع کر دیا۔ جب ایک ان میں سے آپ پر حملہ کرتا تھا تو دوسرے سے پناہ مانگتے تھے اور جب وہ بھی مارنا شروع کرتا تھا تو تیسرے سے پناہ مانگتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کو قریب المرگ کر دیا۔ اس وقت یہودا نے کہا ''تم نے تو عہد کیا تھا کہ ہم کسی کو تکلیف نہ دیں گے اور نہ ماریں گے اب یہ کیا کر رہے ہو اپنی اس حرکت سے باز آؤ''۔ سب نے مارنے سے ہاتھ روک لیا اور کنوئیں پر لے جا کر آپ کی قمیص اتاری' بازو باندھے۔ یوسفؑ نے کہا: اخوتاہ ردوا علی قمیصی اتواری به فی الجب ''اے بھائیو میری قمیص مجھ کو دے دو تا کہ اس کنوئیں میں میں پہنے رہوں''۔ بھائیوں نے کہا کہ آفتاب و ماہتاب اور گیارہ ستاروں کو بلاؤ وہی تجھ چھپائیں گے''۔

یوسفؑ نے کہا بھائی میں نے کچھ نہیں دیکھا مجھ کو معاف کرو لیکن انہوں نے ایک بھی نہ سنی اور کنوئیں میں آپ کو رسی باندھ کر دُور تک تو آہستہ آہستہ اُتارا جب نصف کے قریب رہ گیا تو رسی چھوڑ دی۔ قدرتِ الٰہی سے ایک ٹکڑا پتھر کا پانی کے اوپر نکلا ہوا تھا جس پر یوسف پہنچ کر ٹھہر گئے اور ظاہراً یہی سبب ان کی جانبری کا ہوا۔

پھر بھائیوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ چونکہ یوسفؑ کنوئیں میں گرانے سے پہلے نیم جان ہو چکا تھا اور اب تو اس کی روح ضرور فنا ہو گئی ہو گی اور اس خیال کی تصدیق کے لئے یوسفؑ کو پکارا۔ یوسفؑ نے یہ سمجھ کر کہ شاید اب بھائیوں کو میرے حال پر رحم آیا ہے مجھ کو اس تکلیف سے نجات دیں گے اور کنوئیں سے نکال لیں گے جواب دیا۔ نامہربان بھائیوں نے پھر مارنے کا ارادہ کیا۔ لیکن یہودا نے انہیں اس فعل سے روکا اور ایک سکوت کے عالم میں سب کے سب واپس ہوئے۔

ادھر تو برادرانِ یوسفؑ اپنے بکریوں کے گلہ کی طرف واپس ہوئے اور ادھر جناب باری نے یوسفؑ پر وحی نازل فرمائی ''کہ ایک دن وہ بھی آئے گا کہ تو ان کو ان کے افعال کی خبر دے گا اور تیرا ایسا مرتبہ بڑھ جائے گا کہ تجھے نہ جانیں گے کہ تو یوسف ہے''۔ یوسفؑ کے بھائی بکریوں کے گلہ کے پاس آئے اور ایک بکری کو ذبح کر کے اس کے خون سے یوسفؑ کے پیراہن کو رنگا اور تقریباً عشاء کے وقت روتے ہوئے یعقوبؑ کے پاس آئے اور کہنے لگے ﴿یَـٰٓأَبَانَآ إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِندَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَآ أَنتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَـٰدِقِينَ﴾ (یوسف: ۱۷) ''اے ہمارے باپ ہم آگے بڑھ گئے اور یوسفؑ کو کپڑوں کے پاس چھوڑ گئے بھیڑیے نے اس کو کھا لیا ہم ہر چند سچ کہیں گے لیکن تجھ کو یقین نہ ہو گا''۔

یعقوبؑ کو یہ سن کر سکتہ سا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد اپنے غمگین دل کو سنبھال کر فرمایا ''یہ ایسا واقعہ نہیں ہوا بلکہ تم نے یہ کام اپنی طبیعت سے کیا ہے میں صبر کرتا ہوں صبر کا درجہ بڑا ہوتا ہے اچھا لاؤ اس کی قمیص مجھ کو دکھلاؤ''۔ یوسفؑ کے بھائیوں نے جس وقت قمیص دکھلائی یعقوبؑ غور سے دیکھ کر بولے: تالله ما رایت ذئباً احلم من هذا اکل ابنی و لم یشق قمیصه'' خدا کی قسم میں نے اس بھیڑیے سا کسی کو حلیم نہیں دیکھا کہ اس نے میرے لڑکے کو تو کھا لیا اور اس کی قمیص کو نہ پھاڑا'' اور چیخ مار کر بے ہوش ہو کر گر پڑے تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو بہت روئے اور قمیص کو بار بار اٹھا کر دیکھتے تھے اور آنکھوں سے لگا کر سونگھتے تھے۔

تین روز تک یوسفؑ کنوئیں میں رہے اس اثناء میں ایک فرشتہ نے آ کر بازو کھول دیئے چوتھے روز عرب کا ایک قافلہ مصر جا رہا تھا وہ اتفاقاً اس کنوئیں کے قریب پہنچ کر ٹھہرا اور دو شخصوں کو جن میں سے ایک کا نام مالک بن زعر اور دوسرے

کا نام بشریٰ تھا۔ پانی لینے کو بھیجا مالک بن زعر نے پانی کھینچنے کی غرض سے کنوئیں میں ڈول ڈالا۔ یوسفؑ اس کے ڈول و رسّی کو پکڑ کر کنوئیں سے باہر نکل آئے جس وقت مالک ابنِ زعر کی آنکھ یوسفؑ پر پڑی پہلے کچھ جھجکا لیکن پھر سنبھل کر چلا اٹھا ﴿یٰبُشْرٰی ھٰذَا غُلٰمٌ﴾ (یوسف: ۱۹) ''اے بشریٰ یہ تو ایک لڑکا ہے''۔

علماءِ تاریخ نے بشریٰ میں اختلاف کیا ہے بعض کا تو یہ خیال ہے کہ بشریٰ مالک ابنِ زعر کے ساتھی کا نام تھا جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے اور اکثر یہ فرماتے ہیں کہ بشریٰ سے مقصود کوئی شخص معین نہیں ہے اور نہ مالک ابنِ زعر کے ساتھی کا نام بشریٰ تھا۔ آیۂ کریمہ میں بشریٰ کے معنی بشارت یعنی خوشخبری کے ہیں۔ واللہ اعلم

الغرض مالک اور بشریٰ یوسفؑ کو امیر قافلہ کے پاس لائے قافلہ والے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ آپس میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اس اثناء میں یہودا آ پہنچا اور یوسفؑ کو امیر قافلہ کے پاس دیکھ کر اپنے بھائیوں کو اس ماجرے سے آگاہ کیا۔ چنانچہ دسیوں بھائی امیر قافلہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ''یہ تو ہمارا غلام ہے اسے تم لوگوں نے کہا پایا۔ وہ چار روز ہوئے کہ بھاگ آیا ہے''۔ یوسفؑ ڈر کے مارے کچھ نہ بولے اور ان لوگوں نے امیر قافلہ کے ہاتھ ان کو بیس یا بائیس یا چالیس درہم کے عوض فروخت کر دیا اور درہم دام کھرے کر کے چلتے پھرتے نظر آئے۔

یوسفؑ قافلہ کے ساتھ ساتھ مصر پہنچے۔ مالک بن زعر بن داین بن عیفا بن مدین جس نے آپ کو آپ کے بھائیوں سے خریدا تھا۔ نہلا دھلا کر اچھے کپڑے پہنا کر فروخت کرنے کی غرض سے بازار میں پیش کیا۔ اطفیر بن رجیب یا قوطفیر نے جو فرعون مصر کا وزیر عزیز مصر کے لقب سے مشہور تھا خرید لیا۔ اور اپنے مکان پر لا کر اپنی بی بی زلیخا یا راحیل سے کہا: ﴿اَکْرِمِیْ مَثْوٰهُ عَسٰۤی اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا﴾ (یوسف: ۲۱) ''اس کو آرام و عزت سے رکھو عجب نہیں کہ آئندہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے اپنا لڑکا بنا لیں''۔

ان دنوں مصر کی فرعونیت عمالقہ کے خاندان میں تھی۔ ریان بن ولید بن دومع مصر کا فرعون تھا۔ علامہ ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ یہ فرعون مصر یوسفؑ پر جب کہ انہیں نبوت عطا ہوئی تھی ایمان لایا تھا اور آپ کی حالت حیات میں انتقال بھی کر گیا اور اس کے بعد قابوس بن مصعب مصر کا فرعون ہوا اور یہ باوجود دعوت ایمان یوسفؑ پر ایمان نہ لایا بعضے لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ قابوس ہی موسیٰ کے زمانہ میں فرعون مصر تھا اور اس کی چار سو برس کی عمر ہوئی تھی۔ اس دلیل سے کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَقَدْ جَآءَکُمْ یُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَیِّنٰتِ﴾ (المومن: ۳۴) ''اور بے شک اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف دلائل لے کر آئے''۔ اس بنا پر اگر یوسفؑ اور موسیٰ کا فرعون ایک نہ ہوگا تو اس آیت کے معنی درست نہ ہوں گے میرے نزدیک ان کا یہ خیال ان کی ناقہمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ قرآن پاک میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اولاد کو ان کے آباؤ اجداد کے حال سے مخاطب کیا ہے۔ واللہ اعلم

یوسفؑ جس وقت سن شباب کو پہنچے اور ابھی آپ کی عمر تیس برس سے زیادہ نہ ہوئی تھی اور علم و حکمت و نبوت سے سرفراز نہ کیے گئے تھے کہ زلیخا آپ پر مائل ہو گئیں اور ایک دن خلوت میں بلا کر اپنا خیال ظاہر کیا۔ یوسفؑ نے فرمایا: ﴿قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ﴾ (یوسف: ۲۳) ''خدا سے پناہ مانگتا ہوں بے شک وہ تیرا شوہر میرا مربی ہے''۔ ﴿اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (یوسف: ۲۳) ''بے شک اللہ ظالموں کو یعنی خیانت کرنے والوں کو فلاح نہیں دیتا''۔ زلیخا نے چونکہ دروازے

پہلے سے بند کرا دیئے تھے مطمئن ہو کر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی کبھی تو کہتی تھی: یا یوسف ما احسن شعرک ''اے یوسفؑ تمہارے کیا اچھے بال ہیں'' اور یوسفؑ فرماتے تھے: ھو اول ینتشر من جسدی ''وہی سب سے پہلے میرے بدن سے پراگندہ ہوں گے'' اور کبھی کہتی تھیں: ((یایوسف ما احسن عینک)) ''اے یوسفؑ تیری آنکھیں کیا اچھی ہیں'' اور آپ یہ جواب دیتے ہیں: ھی اول ما یبل من جسدی ''یہی میرے جسم سے سب سے پہلے بہہ جائیں گے''۔ زلیخا اس قسم کی چھیڑ چھاڑ کرتی رہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد یوسفؑ کی پاک طبیعت پر بھی میلان کا اثر نمایاں ہوا لیکن فضل الٰہی شامل حال تھا آپ پاک وصاف بچ گئے۔

ہمارے اس بیان سے کہ یوسفؑ کی پاک طبیعت پر بھی میلان کا اثر نمایاں ہوا ہرگز ہرگز یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ (عیاذ باللہ) یوسفؑ بھی زلیخا کے ساتھ کسی فعل کے کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ لیکن جبرئیل کی وجہ یا کسی اور ذریعہ سے بچ گئے۔ کیونکہ کلام ربانی کا طرز بیان اس کے خلاف شہادت دے رہا ہے۔ یوسفؑ ہرگز ہرگز زلیخا کی طرح آمادہ و تیار نہیں ہوئے تھے اور نہ انہوں نے ازار بند کی گرہوں کو کھولنا شروع کیا تھا۔ جیسا کہ بعضوں نے غلطی سے لکھ دیا ہے اور نہ پاجامہ کے کھولنے پر تیار ہوئے تھے اور نہ زلیخا نے ہفت خانہ اس لئے بنوایا تھا اور نہ اس مکان میں کوئی بت رکھا ہوا تھا جس پر زلیخا نے شرم و حجاب کی وجہ سے چادر ڈال دی تھی اور نہ یوسفؑ کے دل میں کسی فعل کے کرنے کا خطرہ گذرا تھا۔

ہاں یہ بات ضرور ہوئی تھی کہ زلیخا کی چھیڑ چھاڑ سے ایک قسم کا خیال پیدا ہو گیا تھا جسے آپ میل طبع سے تعبیر کیجئے اور چاہے قصد وارادہ سے تفسیر کیجئے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یوسفؑ کا یہ قصد اختیاری (یعنی عزم) نہ تھا بلکہ اس خیال کے ساتھ ان کے دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف بھی اپنا رنگ جمانا چاہتا تھا اور دونوں میں رسہ کشی ہو رہی تھی کہ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی اور آپ بالکل اس سے مبرا رہے یہ لوگوں کی ایسی من مانی گھڑی ہوئی کہانیاں ہیں جن سے سلب ایمان کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔

علماء تفسیر نے وہم بہا کے معنی قصد بہا (یعنی انہوں نے بھی اس کا قصد کیا) تحریر کیا ہے عزم بہا نہیں لکھا کیونکہ قصداً اور عزیمت میں بہت بڑا فرق ہے۔ عزیمت کا دل سے تعلق ہے اس کا درجہ قصد سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے اور قصد امور قلبیہ سے نہیں ہے اس کے علاوہ آیہ کریمہ: ﴿ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ﴾ (یوسف:۲۴) سے یہ معنی ظاہر ہوتے ہیں کہ بے شک اس نے زلیخا سے قصد کیا اور یوسفؑ بھی اسی کا قصد کرتے لیکن انہوں نے اپنے ربّ کا برہان دیکھ لیا اور اس سے باز رہے۔

برہان کی نسبت لوگوں کے مختلف خیال ظاہر کئے جاتے ہیں بعضے یہ کہتے ہیں کہ یوسفؑ صدیق نے یعقوبؑ کو انگشت بدنداں افسوس کرتے ہوئے دیکھا اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ یوسفؑ صدیق نے یعقوبؑ کو نہیں دیکھا تھا بلکہ ایک غیبی ندا سنی کہ ((یا یوسف تزنی و انت نبی)) ''اے یوسفؑ تو زنا کے لئے آمادہ ہو چاہتا ہے حالانکہ تو نبی ہے''۔ اور کچھ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ یوسفؑ صدیق آیۃ: ﴿ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا ﴾ (بنی اسرائیل:۳۲) لکھی ہوئی دیوار پر دیکھ کر اس قصد غیر اختیاری سے باز رہے۔

ہماری رائے یہ ہے کہ یوسف صدیقؑ نے یہ نہ دیکھا تھا نہ وہ دیکھا تھا اگرچہ تقدیر الٰہی سے ایسے اسباب کا ظاہر و پیدا

ہو جانا کچھ بعید نہیں ہے لیکن اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یوسفؑ صدیق کے خیال میں زلیخا کی چھیڑ چھاڑ سے جو ایک وسوسہ پیدا ہو رہا تھا اور ان کا وہ نورانی قلب جو آئندہ نورِ نبوت سے معمور ہونے والا تھا اس کے دفع کرنے میں سعی کر رہا تھا کہ بتائید غیبی والہام الٰہی اس میں کامیاب ہو گئے ایک سیدھی بات کو ایسے پیرایہ سے ظاہر کرنا جس کے فہم سے ظاہر بینوں کو تردد ہو دور اندیش عقل جائز نہیں رکھتی۔

الغرض یوسفؑ صدیق اپنے دامن عصمت کو زلیخا کے ہوا و ہوس کے ہاتھوں پاک و صاف بچا کر بھاگے۔ زلیخا نے یوسف صدیقؑ کو پکڑنے کی کوشش کی اور اس تگ و دو میں یوسف صدیقؑ کی قمیض کا پچھلا دامن پھٹ گیا۔ اتفاق یہ کہ دروازہ جو کھلا تو اطفیر (زلیخا کا شوہر) زلیخا کے چچا زاد بھائی سے کھڑا ہوا باتیں کر رہا تھا۔ زلیخا اور یوسفؑ دیکھ کر جھینپ سے گئے یوسف صدیقؑ دل میں سوچ رہے تھے ابھی کوئی بات منہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ زلیخا بول اٹھی: ﴿مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (یوسف: ۲۵) ''کیا تعزیر ہے اس شخص کی جو تیرے اہل کی رسوائی کا خواہاں ہو سوائے اس کے کہ وہ قید اور عذاب میں مبتلا کر دیا جائے''۔ یوسفؑ نے جواب دیا ﴿هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ﴾ (یوسف: ۲۶) ''اس نے خود مجھ کو معصیت کی طرف بلایا تھا''۔

عزیز مصر یوسفؑ و زلیخا کی تقریریں سن کر خاموش ہو گیا۔ زلیخا کے چچا زاد بھائی نے کہا ''اس میں سکوت و تامل کس امر کا ہے ان دونوں کی صداقت کی تحقیق بہت ہی آسان ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر یوسفؑ کا قمیص آگے سے پھٹا ہو تو زلیخا کا دعویٰ سچا ہے اور قابل تسلیم ہے اور یہ جھوٹا ہے اور اگر قمیص کا پچھلا دامن چاک ہو گیا ہو تو وہ جھوٹی ہے اور یوسفؑ کا دعویٰ سچا ہے''۔ تحقیق و معائنہ سے یوسف صدیقؑ صادق ٹھہرے۔ زلیخا شرما گئیں۔ عزیز مصر نے یوسفؑ کو اخفار راز کی ہدایت کی اور زلیخا سے استغفار کرنے کو کہا۔

اس موقع پر بھی دلچسپی سے یہ قصہ گھڑ لیا گیا ہے کہ یوسفؑ صدیق کی گواہی ایک شیر خوار بچے نے دی تھی لطف یہ ہے کہ اس بے اصل واقعہ پر آیۂ کریمہ ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا﴾ (یوسف: ۲۶) سے استدلال کیا جاتا ہے اس آیت سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ زلیخا کے خاندان میں سے کسی نے شہادت دی اس سے نہ تو بچہ مفہوم ہوتا ہے اور نہ بوڑھا پھر اس پر ایک حدیث بھی نقل کرتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بچہ منجملہ ان شیر خوار لڑکوں کے تھے جو حالت شیر خوارگی میں بحکم الٰہی بولے تھے۔ گو قدرت خداوندی سے یہ امر بعید نہیں ہے لیکن اصل واقعہ وہی ہے جو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

رفتہ رفتہ جب زلیخا کا عشق و راز افشاء ہوا تو عورتوں[1] نے طعنہ زنی شروع کی۔ چند دنوں تو زلیخا ان کے طعنوں کا خاموشی سے جواب دیتی رہی جب ان کی چھیڑ چھاڑ حد سے بڑھ گئی تو ایک روز مصری عورتوں کی دعوت کی کھانا کھانے کے بعد کچھ خربوزے، ترنج، سیب، امرود منگوائے۔ عورتیں چھریوں سے ترنج و سیب کو چھیلنے اور کاٹنے لگیں اور یوسف صدیقؑ خوش نما لباس پہنے ہوئے زلیخا کے کہنے سے ان کی طرف سے ہو کر گزرے۔ وہ عورتیں جمال یوسفیؑ کو دیکھ کر ایسی محو تماشا ہوئی کہ ترنج و سیب کے بجائے انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور بے تابانہ ایک زبان ہو کر بولیں: ﴿حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ

[1] مفسرین تحریر کرتے ہیں کہ سب سے پہلے ان پانچ عورتوں نے طعنہ زنی شروع کی تھی ایک حاجب کی بی بی، دوسری کوتوال کی، تیسری خانساماں کی، چوتھی آبدار کی، پانچویں سپہ سالار کی بی بی تھی۔ واللہ اعلم۔

﴿ اِلَّا مَلَکٌ کَرِیۡمٌ ﴾ (یوسف:۳۱) ''حاشا اللہ یہ آدمی نہیں ہے بے شک یہ فرشتہ ہے نیک خصلت ہے''۔ تب زلیخا نے ان سے مخاطب ہو کر کہا: ﴿ فَذٰلِکُنَّ الَّذِیۡ لُمۡتُنَّنِیۡ فِیۡہِ ﴾ (یوسف:۳۲) ''یہ وہی ہے جس کے لئے تم مجھے ملامت کیا کرتی تھیں''۔

اس واقعہ کے بعد زلیخا نے یوسفؑ سے پھر دوبارہ اپنی خواہش پوری کرنے کی التجا کی اور یہ دھمکی دی کہ ''اگر ہمارے حکم کی تعمیل نہ کرو گے تو تمہیں قید خانہ میں بھیج کر سخت ذلیل و رسوا کروں گی''۔ یوسف صدیق نے قید میں جانے کو اس فعل پر ترجیح دی اور جناب باری میں بخیال اقتضائے بشریت گذارش کی ﴿ وَاِلَّا تَصۡرِفۡ عَنِّیۡ کَیۡدَہُنَّ اَصۡبُ اِلَیۡہِنَّ وَاَکُنۡ مِّنَ الۡجٰہِلِیۡنَ ﴾ (یوسف:۳۳) ''اے پروردگارِ عالم! اگر ان عورتوں کے مکر سے مجھ کو محفوظ نہ رکھے گا تو میں عجب نہیں کہ ان کی طرف مائل ہو جاؤں اور ناحق جاہلوں میں اپنے کو داخل کر دوں اس وجہ سے کہ میں بوجہ بشریت اپنی ذات پر بھروسہ نہیں کر سکتا''۔

جناب باری نے آپ کی دعا قبول کر لی اور ان کے مکر سے بچانے کی غرض سے یوسف صدیقؑ قید خانہ میں بھیج دیئے گئے۔ تھوڑے دن بعد اسی قید خانہ میں فرعون مصر کے دو ملازم[1] (ایک خانساماں اور دوسرا شراب دار) خود بادشاہ کی زہر خورانی[2] کے جرم میں ماخوذ ہو کر داخل کئے گئے۔

یوسف صدیقؑ قید خانہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہتے تھے کبھی نماز پڑھنے میں مصروف رہتے تھے اور کسی وقت قیدیوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے اور گاہے گاہے قیدیوں کے خوابوں کی تعبیریں بتلا دیا کرتے تھے۔ جس وقت شراب دار اور خانساماں قید خانہ میں داخل ہوئے یوسف صدیقؑ کے اوصاف سے آگاہ ہو کر انہوں نے آپس میں امتحان کی غرض سے یہ مشورہ کیا کہ یوسفؑ صدیق سے جھوٹے خواب بیان کر کے تعبیر دریافت کرنی چاہئے چنانچہ پہلے شراب دار نے کہا ''آج میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں شراب بنا رہا ہوں''۔ اس کے بعد خانساماں نے کہا ''میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹیوں کا خوان ہے اور پرندے اس کو کھائے لیتے ہیں''۔

یوسف صدیقؑ نے شراب دار کے خواب کی تعبیر یہ بتلائی کہ شراب دار تو اپنی ملازمت پر بحال کر دیا جائے گا اور خانساماں جس نے روٹیوں کا خوان اپنے سر پر رکھا ہوا ہے اور چڑیوں کو کھاتے ہوئے دیکھا ہے وہ دار پر کھینچ دیا جائے گا۔ ان دونوں نے جس وقت یہ تعبیر سنی معذرت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم نے یہ جھوٹے خواب بیان کئے ہیں۔ یوسف صدیق نے کہا جس بارے میں تم مجھ سے دریافت کرتے تھے خواہ وہ سچ ہو یا جھوٹ یہی حکم ہوا ہے اتفاق یہ کہ بعد تفتیش و تحقیق حال یہی امر ظہور پذیر ہوا کہ شراب دار بحالہ اپنی ملازمت پر مقرر کیا گیا اور خانساماں کو سولی دی گئی۔

قبل از رہائی یوسف صدیقؑ نے شراب دار سے کہا تھا کہ جس وقت تم بحال ہو جانا اس وقت اپنے ولی نعمت سے میرا ذکر خیر ضرور کرنا لیکن مشیت ایزدی اس وقت اس کے خلاف تھی۔ شراب دار اپنا وعدہ بھول گیا۔ یوسف صدیقؑ کا اسے خیال

---

[1] خانساماں کا نام مخلب اور شراب دار کا نام نیوش تھا۔

[2] قیصر روم نے فرعون مصر کو زہر دلانے کی غرض سے ایک شخص کو بھیجا تھا پہلے اس نے اس شراب دار کو بلانا چاہا جب وہ اس میں ناکام رہا تو اس نے خانساماں کو بلا لیا۔ زہر دینے کی نوبت نہ آئی تھی کہ ان واقعات کی اطلاع فرعون مصر کو ہو گئی شراب دار و خانساماں دونوں مشتبہ ہونے کی وجہ سے قید کر دیئے گئے۔

تک نہ رہا۔

مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ اس مقام پر یہ نکتہ تحریر فرماتے ہیں کہ یوسف صدیقؑ قید خانہ میں زیادہ مدت تک اس وجہ سے رہے کہ آپ نے مسبّبِ حقیقی کو بھلا کر ظاہری سبب کو وسیلہ نجات بنا لیا تھا ورنہ یہ کب ممکن تھا کہ زلیخا انہیں قید خانہ میں بھیج کر ایسا بھول جاتی کہ سات برس تک یہ قید خانہ ہی میں رہتے اور شراب دار بھی انہیں فراموش کر دیتا جناب باری تعالیٰ کو یوسف صدیقؑ کے اس خیال پر جو ان سے بمقتضائے انسانیت ظاہر ہو گیا تھا تنبیہ کرنی تھی اس وجہ سے زلیخا اور شراب دار دونوں بھول گئے اور یہ سات سال تک قید خانہ میں رہے۔

آٹھواں سال جب شروع ہوا تو مسبب حقیقی نے وہ سبب پیدا کیا کہ جس میں یوسفؑ کی کوشش کو کوئی دخل نہ تھا اور نہ ان کے خیال میں گزرا ہو گا اور وہ یہ تھا کہ فرعونِ مصر نے ایک شب یہ خواب دیکھا کہ ''سات موٹی گائیں ایک نہر سے نکلیں پھر ان کے بعد ہی سات دوسری گائیں دبلی پتلی اسی نہر سے آئیں اور ان پہلی موٹی تازی گائیوں کو کھا لیا اور یہ بھی دیکھا کہ سات خوشہ سرسبز جن میں دانے بھرے تھے ان پر سات سوکھے خوشہ جوان پر نمایاں ہوئے تھے غالب آ گئے''۔

صبح ہوتے ہی حکماء منجمین سے تعبیر دریافت کی گئی وہ یہ تو نہ کہہ سکے کہ ہم اس کی تعبیر سے واقف نہیں ہے یک زبان ہو کر بولے: ﴿وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ﴾ (یوسف: ۴۴) ''اور ہم لوگ منامات باطلہ جھوٹے خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے''۔ یہ رویاء صادقہ (سچے خواب) نہیں ہیں بلکہ خیالات فاسدہ ہیں جو حالت بیداری میں انسان کے دماغ میں جمع ہو جاتے ہیں پھر وہی سونے کی صورت خواب میں دکھلائی دیتے ہیں۔ فرعون مصر کی اس جواب سے تشفی نہ ہوئی اس کے چہرہ پر جیسا کہ اس سے پہلے تردد کے آثار نمایاں تھے ویسا ہی اس غیر شافی جواب کے بعد ظاہر رہے۔ شراب دار کو اس ماجرے سے یوسف صدیقؑ یاد آ گئے وہ فرعونِ مصر کی اجازت سے قید خانہ میں آیا اور جناب موصوف سے خواب کی تعبیر دریافت کی یوسف صدیقؑ نے اس کی یہ تعبیر کی کہ ''سات برس تک حسبِ دستور تم لوگ کاشت کاری کرو گے فصل اچھی ہو گی' پیدائش غلہ کی زیادہ ہو گی یہ تعبیر تو سات موٹی گائیوں کی ہے پھر اس کے بعد سات سال قحط کے ایسے سخت و دشوار گزار آئیں گے جس میں تم لوگ اپنا یہ ذخیرہ کھا ڈالو گے' یہ تعبیر ان سات گائیوں کی ہے جو دبلی پتلی تھیں اور ان سات موٹی گائیوں کو کھا لیا تھا پھر ان سالوں کے بعد ایسے سال آئیں گے جس سے تم لوگ فائدہ اٹھاؤ گے۔ شراب دار خواب کی تعبیر سن کر الٹے پاؤں فرعونِ مصر کے پاس آیا اور تعبیر بیان کی۔

فرعون مصر اپنے خواب کی تعبیر سن کر یوسفؑ کا ایسا مشتاق ہوا کہ اسی وقت شراب دار کو یوسفؑ کو بلانے کو بھیجا یوسفؑ نے شراب دار سے کہا: ﴿ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ﴾ (یوسف: ۵۰) ''تو اپنے مالک کی طرف الٹے پاؤں جا اور اس سے دریافت کر (کہ مجھ کو کس جرم میں قید کی سزا دی گئی) کیا حال ہے (کیا بیان ہے) ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ میرا پروردگار ان کے مکر کو خوب جانتا ہے کہ میں اس تہمت سے بری ہوں جس کے مواخذے میں گرفتار مصیبت ہوں''۔

شراب دار نے یوسفؑ صدیق کا یہ پیام فرعون مصر سے جا کر کہہ دیا اس نے اسی وقت عزیز مصر کی عورتوں کو طلب کر کے اس واقعہ کی حقیقت دریافت کی ان عورتوں نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا ﴿حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِن سُوءٍ ۚ﴾ (یوسف

۵۱) ’’حاشاللہ یوسفؑ کی کسی برائی سے اس وقت تک ہم آگاہ نہیں ہوئے‘‘۔ فرعون مصر نے زلیخا کی طرف دیکھا زلیخا دبی زبان سے بولیں: ﴿ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴾ (یوسف: ۵۱) ’’میں نے از خود یوسف کی خواہش کی تھی اور بے شک وہ سچا ہے‘‘۔

اب فرعون نے شراب دار کو بھیج کر قید خانہ سے یوسفؑ صدیق کو بلوایا اور عزیز مصر سے یوسفؑ کو خرید کر آزاد کر دیا جیسا کہ اس آیۂ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے: ﴿ وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ﴾ (یوسف: ۵۴) ’’اور فرعون نے کہا اس کو (یعنی یوسفؑ کو) میرے پاس لاؤ تا کہ اس کو میں اپنے لئے خلاص (آزاد) کروں‘‘۔ الغرض یوسفؑ صدیق فرعون مصر کے امین و معتمد بنائے گئے اور ہفت سالہ آئندہ قحط کا انتظام آپ کے سپرد کیا گیا۔

یوسفؑ صدیق ہر قسم کا غلہ خرید کرتے تھے اور اسے صاف کئے بغیر رکھا دیتے تھے پھر دو برس بعد عزیز مصر کا انتقال ہو گیا۔ فرعون مصر نے اس کی جگہ یوسفؑ کو مقرر کر کے زلیخا سے ان کا عقد کر دیا۔ بعض لوگوں نے اس موقع پر یہ حاشیہ چڑھایا ہے کہ ’’زلیخا اس وقت بوڑھی ہو گئی تھیں خدا تعالیٰ نے نکاح کے بعد پھر جوان بنا دیا‘‘۔ یہ بات اگرچہ بلحاظ تقدیر الٰہی ممکن الوقوع ہے لیکن اصلی واقعہ کو چھپا کر نئی بات بتلا دینا خلافِ عقل ہے اصل بات یہ ہے کہ عزیز مصر عنین تھا اس وجہ سے بوقتِ نکاح یوسف صدیقؑ زلیخا دوشیزہ تھیں اور یہی معنی جوان ہو جانے کے ہیں جیسا کہ کتب تواریخ ہمارے اس دعویٰ کی شہادت دے رہی ہیں۔ واللہ اعلم

الغرض ساتوں فراخی اور پیداوار کے سال گزر گئے اور دوسرے سات سال قحط کے آئے پہلا سال تو جُوں توں کر کے گزر گیا۔ دوسرے سال سے تمام عالم قحط سے مرنے لگا۔ لوگ جوق در جوق مصر میں غلّہ لینے کے لئے آنے لگے۔ یعقوبؑ کے بھی دسوں لڑکے مصر میں غلہ لینے کے لئے آئے۔ یوسف نے انہیں پہچان لیا کیونکہ ان کی حالت میں زمانہ نے کسی قسم کا تغیر پیدا نہیں کیا تھا۔

برخلاف یوسفؑ کے کہ زمانہ کی رفتار نے یوسفؑ کو بظاہر یوسفؑ نہ رکھا تھا نہ تو ان کا وہ لباس تھا اور نہ وہ صورت و شکل تھی بلکہ ایک دوسری حالت پیدا ہو گئی تھی۔ یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے ان کا حال دریافت کیا پہلے تو انہوں نے اِدھر اُدھر کی باتیں بتلائیں لیکن جب یوسفؑ نے ان کے حالات کی تکذیب کی تو انہوں نے اس طرح بیان کیا ’’اے عزیز مصر! دراصل ہم اپنے باپ کے بارہ بیٹے تھے ایک روز ہم اپنے ساتھ اپنے اس بھائی کو بھی چراگاہ لے گئے جس کو ہمارا باپ زیادہ عزیز رکھتا تھا اتفاق سے اس کو بھیڑیے نے کھا لیا شمعون آگے کچھ اور کہنے کو تھا کہ یوسف بول اُٹھے ((فالی من سکن ابو کم بعد کم)) ’’پھر اس کے بعد تمہارے باپ کو تسکین کس سے ہوئی‘‘۔ شمعون نے کہا ((الی اخ لنا اصغر منه)) ’’جو اس سے ہمارا چھوٹا بھائی ہے‘‘۔

یوسفؑ یہ سن کر کچھ دیر تک خاموش رہے اس کے بعد سر اٹھا کر بولے ’’آئندہ جب تم ہمارے پاس آنا تو اسے اپنے ساتھ لانا ورنہ تم کو یہاں سے کچھ نہ دیا جائے گا‘‘۔ شمعون نے کہا ’’شاید ہمارا باپ اس کی جدائی نہ گوارا کرے اس وجہ سے ہم حتمی فیصلہ نہیں کر سکتے‘‘۔ یوسف بولے ’’اچھا بہتر ہوگا کہ تم میں سے کوئی ہمارے پاس رہ جائے اس پر بنی یعقوب خاموش ہو گئے۔ یوسف نے واپسی کے وقت ان کی قیمتیں بھی انہیں کے اسباب میں رکھا دیں اس خیال سے کہ ان کی امانت داری و

دیانت اس کے واپس کرنے پر ضرور مجبور کرے گی اور یہی دوبارہ ان کے آنے کا سبب ہوگا۔

چنانچہ جس وقت برادرانِ یوسفؑ یعقوبؑ کے پاس پہنچے عزیز مصر (یوسفؑ) کی تعریف کی اور کہا عزیز مصر (یوسف) نے کہا ہے کہ ''اگر تم اپنے اس بھائی کو آئندہ اپنے ہمراہ نہ لاؤ گے جسے تمہارا باپ زیادہ عزیز رکھتا ہے تو پھر یہاں سے کچھ نہ دیا جائے گا''۔ یعقوبؑ نے کہا ''کہ کیا تم اس کی اسی طرح حفاظت کرو گے جیسا کہ اس سے پہلے اس کے بھائی یوسفؑ کی حفاظت کی تھی۔ برادرانِ یوسف یہ سن کر خاموش ہو گئے جب اسباب کھولا تو اس میں قیمتیں رکھی ہوئی دیکھیں تو سب کے سب بول اُٹھے ﴿يَآبَانَا مَا نَبْغِي هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا وَ نَمِيْرُ اَهْلَنَا وَ نَحْفَظُ اَخَانَا وَ نَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ﴾ (یوسف: ۶۵) ''یعنی عزیز مصر نے ہماری بہت بڑی وقعت وعزت کی اس نے کتنی بڑی یہ رعایت کی کہ ہماری قیمتیں واپس کر دیں آپ ہمارے ساتھ بھائی کو بھیجئے تا کہ اور غلہ لائیں اور اپنے بھائی کی حفاظت بھی کریں۔

یعقوبؑ نے ان کے کہنے کا خیال نہ کیا لیکن جب انہوں نے جناب موصوف کے کہنے سے عہد و پیمان کیا تو بنیامین کو شمعون وغیرہ کے ساتھ کر دیا اور چلتے وقت یہ وصیت کر دی کہ تم سب کے سب ایک ہی دروازہ سے شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ متفرق دروازوں سے جانا۔ چنانچہ یہ گیارہ بھائی متفرق دروازوں سے یوسفؑ کے پاس گئے۔ یوسف نے اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو پہچان لیا اور ان سب کو بہت خوشی اور کشادہ پیشانی سے ٹھہرایا۔ کھانے کے وقت دو دو بھائی ایک ایک خوان پر بٹھلائے گئے جب بنیامین تنہا رہ گئے اور ان کی آنکھوں میں اس خیال سے آنسو بھر آئے کہ اگر میرا بھائی یوسفؑ آج زندہ ہوتا تو مجھے وہ اپنے ساتھ بٹھلاتا جناب یوسفؑ نے انہیں آبدیدہ دیکھ کر اپنے ساتھ بٹھا لیا اور کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں''۔

رات کو باتوں باتوں میں یوسفؑ نے بنیامین سے کہا کہ کیا تم اس بات کو پسند کر سکتے ہو کہ میں تمہارے اس بھائی کا جو غائب ہو گیا ہے قائم مقام ہو جاؤں۔ بنیامین نے جواب دیا واقعی آپ سے بڑھ کر بھائی اور کیا سلوک کر سکتا ہے لیکن فرق صرف یہ ہے کہ آپ یعقوبؑ اور راحیل سے پیدا نہیں ہوئے۔ یوسف کا دل پہلے ہی سے بھرا ہوا تھا بنیامین کی زبان سے یہ کلمے سن کر رو اٹھے اور انہیں گلے سے لگا کر ظاہر کر دیا کہ میں ہی یوسفؑ ہوں لیکن بھائیوں سے ظاہر نہ کرنا۔

صبح کے وقت یوسفؑ جب اپنے نامہربان بھائیوں کو غلہ دینے لگے تو پیمانہ (جس سے غلہ ناپ کر دے رہے تھے) بنیامین کے اسباب میں[1] رکھ دیا تھوڑی دیر کے بعد یہ لوگ رخصت ہو کر چلے تو ایک منادی نے ندا دی کہ تم لوگ ٹھہرو بے شک تم لوگ چور ہو۔ ابناءِ یعقوبؑ نے جواب دیا کہ ہم لوگ نہ چور ہیں اور نہ فساد کرنے کی غرض سے یہاں آئے ہیں۔ خدام نے کہا اگر ایسا ہی ہو تو کیا سزا؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ جس کے اسباب میں پیمانہ پایا جائے وہی چوری کے جرم میں گرفتار کر لیا جائے۔ یوسفؑ نے تفتیش شروع کی یکے بعد دیگرے تلاشی دینے لگے رفتہ رفتہ بنیامین کی باری آئی اور انہیں کے اسباب میں سقایا (پیمانہ یا پانی پینے کا برتن) نکلا اور یہی روک لئے گئے۔

ابناءِ یعقوب نے ہر چند شور وغل مچایا اور چاہا کہ بنیامین کی جگہ ان میں سے کوئی روک لیا جائے لیکن یوسفؑ نے ایک بھی نہ مانی۔ بنیامین تو اس بہانہ سے روک لئے گئے اور شمعون یہ کہہ کر مصر میں ٹھہر گیا کہ کیا تم بھول گئے ہو کہ جو اپنے باپ

---

[1] بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ بنیامین کو جب معلوم ہوا کہ عزیز مصر میرا بھائی یوسف ہے اور اس نے واپسی سے انکار کر دیا تو یوسفؑ نے بنیامین کو روکنے کا یہ حیلہ نکالا۔ بنیامین اس حال سے واقف تھے۔

سے عہد کر آئے ہو میں تو یہاں سے اس وقت تک حرکت نہ کروں گا جب تک کہ میرا باپ نہ کہے گا یا اللہ حکم نہ دے گا تم لوگ جاؤ اور ماجرا بیان کرو۔

بقیہ ابناء یعقوبؑ جس وقت مصر سے واپس ہو کر یعقوبؑ کے پاس پہنچے اور یہ ماجرا بیان کیا اس وقت یعقوبؑ کے غمگین قلب پر جو اثر ہوا ہوگا اس کا اندازہ ناظرین بخوبی کر سکتے ہیں اس کے ظاہر کرنے اور بیان کرنے کی ہم کو حاجت نہیں ہے البتہ یعقوبؑ نے غم زدہ دل کو تسلی کے لئے جو کلمات فرمائے تھے وہ یہ ہیں: ﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِىْ بِهِمْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ﴾ (یوسف: ۸۳) ''شاید اللہ ان سب کو میرے پاس لائے بے شک وہ دانا اور حکمت والا ہے''۔

اس کے بعد یعقوبؑ کی آنکھیں اسی رنج وصدمہ سے جاتی رہیں ناتوانی حد سے بڑھ گئی۔ اٹھنا بیٹھنا جبر گزرنے لگا اکثر آپ یوسفؑ کو یاد کر کے رویا کرتے تھے اور لڑکے تسلی تشفی دینے کے بجائے کہتے تھے خدا کی قسم تم یوسفؑ کا تذکرہ اس وقت تک ترک نہ کرو گے جب تک تم قریب ہلاکت نہ پہنچ جاؤ گے یا جان بحق تسلیم نہ ہو گے اور یعقوبؑ ان کی باتوں کا یہ جواب دیتے تھے ''میں اپنا رنج وغم اللہ ہی سے کہتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے وہ جانتا ہوں جس کو تم نہیں جانتے'' کچھ عرصہ بعد یعقوبؑ نے پھر اپنے لڑکوں کو دوبارہ مصر کی طرف روانہ کیا۔ ابناء یعقوب نے جنہیں قحط اور فاقہ نے ناکارہ کر دیا تھا مصر میں پہنچتے ہی عزیز مصر (یوسفؑ) سے کہا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ﴾ (یوسف: ۸۸) ''اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو قحط وفاقہ نے تباہ کر دیا ہے''۔ ﴿وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ﴾ (یوسف: ۸۸) ''اور ہم بہت[1] ہی کم سرمایہ لے کر آئے ہیں''۔ ﴿فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ﴾ (یوسف: ۸۸) ''ہم کو بھر کر پیمانہ بنظر صدقہ دو اس میں شک نہیں کہ اللہ صدقہ دینے کو جزائے خیر دیتا ہے''۔ یوسفؑ[2] کا دل یہ سن کر بھر آیا آنکھیں پرنم ہو گئیں۔ بے تابانہ بول اٹھے: ﴿هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَ اَخِيْهِ﴾ (یوسف: ۸۹) ''کیا تم جانتے ہو یعنی کیا تم کو یاد ہے کہ) تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا ہے؟'' ﴿اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ﴾ (یوسف: ۸۹) ''اب تم اس سے جاہل ہو یعنی آگاہ نہیں ہو''۔ یوسفؑ کے بھائیوں نے غور سے دیکھا تو پہچان گئے (کیا بے شک تو ہی یوسف ہے؟) یوسف نے کہا ''ہاں میں ہی یوسفؑ ہوں اور یہ (بنیامین) میرا بھائی ہے تم لوگ اپنے دل میں کچھ خیال نہ کرو اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں سے درگزر کرے گا یہ مشیت ایزدی تھی جو کچھ واقع ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا یہ اس کے احسانات کا ایک نمونہ ہے کہ میں اس درجہ عالی پر پہنچ گیا ہوں''۔

یوسفؑ کے بھائیوں کو اس کے سننے سے ندامت ہوئی لیکن یوسفؑ کی تسلی وتشفی سے وہ خیالات رفع ہو گئے اس کے بعد یوسف نے اپنے نامہربان بھائیوں سے اپنے باپ یعقوبؑ اور خاندان کی کیفیت دریافت کی اور روانگی کے وقت غلہ دیا اور اپنے بزرگ باپ کے اطمینان کے لئے اپنی قمیص دی اور یہ ہدایت کی کہ جاتے ہی ہمارے بزرگ باپ کے منہ پر ڈال دینا ان کی بینائی دوبارہ واپس آ جائے گی اور تم لوگ کنعان سے اہل وعیال کے ساتھ مصر چلے آؤ۔

[1] بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ برادران یوسفؑ اس مرتبہ چند کھوٹے درہم لائے تھے اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ اس مرتبہ نقدی تو کچھ لے کر نہ آئے تھے بلکہ کچھ گھی اور اون وغیرہ لائے تھے۔

[2] بعض علماء تاریخ یہ بیان کرتے ہیں کہ یوسفؑ کا دل اس واقعہ سے نرم نہیں ہوا تھا بلکہ یعقوبؑ کا خط دیکھ کر رو پڑے اور اپنے کو ظاہر کر دیا ہم مضمون کی طوالت کے باعث اس خط کو نقل نہیں کرنا چاہتے۔ ناظرین معاف فرمائیں۔

اِدھر تو ابنائے یعقوبؑ قافلہ کے ساتھ مصر سے روانہ ہوئے اُدھر کنعان میں جو مصر سے بارہ سو کوس کے فاصلے پر تھا یوسفؑ کے پیراہن کی بو یعقوب کے دماغ میں بحکم الٰہی پہنچی۔ چنانچہ یعقوبؑ نے ان لڑکوں سے جو اس وقت موجود تھے فرمایا ﴿اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ﴾ (یوسف:۹۴) ''میں بے شک بوئے یوسفؑ سونگھتا ہوں''۔ ﴿لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ﴾ (یوسف:۹۴) ''اگر تم لوگ عقل رفتہ و بدحواس مجھ کو نہ کہو''۔ لڑکوں نے اپنے پچھلے کردار چھپانے کی غرض سے جواب دیا: ﴿تَاللّٰہِ اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ﴾ (یوسف:۹۵) ''خدا کی قسم تم اپنے اسی خیال کے پابند رہے ہو''۔

چالیس برس کا عرصہ گزرا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا اس کی ہڈیوں کا بھی نشان ڈھونڈے سے نہ ملے گا اور آپ آج کہتے ہیں کہ اس ہوا سے بوئے یوسفؑ آ رہی ہے۔ یعقوبؑ یہ سن کر خاموش رہے تھوڑے دن بعد قافلہ کنعان میں داخل ہوا اور یہودا[1] پیراہن یوسفؑ لئے ہوئے اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پیغام بری کا حق ادا کیا۔ یعقوبؑ پھولے نہ سمائے آنکھیں روشن ہو گئیں۔ سارا رنج و غم آنِ واحد میں ایسا رفع ہو گیا کہ گویا تھا ہی نہیں۔

اس کے بعد جناب موصوف نے لڑکوں سے مخاطب ہو کر کہا: ﴿اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (یوسف:۹۶) ''کیا میں تم سے یہ نہیں کہتا تھا کہ منجانب اللہ وہ جانتا ہوں جس کو تم نہیں جانتے ہو''۔ ابھی کل کا ذکر ہے کہ تم لوگ میری تکذیب کرتے تھے اور صریحاً آفتاب پر خاک ڈال کر کہتے تھے کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا۔ لڑکوں کو یہ سن کر بہت بڑی ندامت ہوئی شرم سے آنکھیں نیچی کر لیں۔ معافی چاہی' استغفار کی درخواست کی۔ اس کے بعد آپ نے یہودا سے دریافت کیا ((کیف ترکت یوسف)) ''تو نے کس حال پر یوسفؑ کو چھوڑا''۔ یہودا نے کہا ''اس کو مصر کی شاہی کرتے ہوئے چھوڑ آیا ہوں''۔ یعقوب نے جھنجھلا کر کہا ((ما اصنع بالملک علی ای دین ترکتہ)) ''مجھ کو شاہی سے کیا غرض ہے اس کو کس مذہب پر چھوڑ آیا ہے''۔ یہودا نے گذارش کی ((علی الاسلام)) ''مذہب اسلام کا پابند چھوڑ آیا ہوں''۔ یعقوبؑ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ جناب باری میں سجدہ شکر ادا کر کے کہا ((الآن تمت النعمۃ)) ''اب نعمتِ الٰہی پوری ہوئی''۔ کہ دینی اور دنیاوی نعمتیں خاطر خواہ ملیں۔

الغرض یعقوبؑ اور ان کے لڑکے سامانِ سفر مہیا کر کے منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے مصر کے قریب پہنچے۔ یوسفؑ عمائدین مصر کے ساتھ استقبال کے لئے مصر سے باہر آئے۔ یعقوبؑ شاہی جلوس دیکھ کر یوسفؑ کو پہچان نہ سکے۔ یہودا سے دریافت کیا ''کیا یہ فرعون مصر ہے؟'' یہودا نے کہا نہیں یہ آپ کا لڑکا یوسفؑ ہے۔ یعقوبؑ نے آگے بڑھ کر کہا ((السلام علیک یا مذھب الاحزان)) ''اے رنج و الم کے دفع کرنے والے تجھ پر خدا کی رحمت نازل ہو''۔ یوسفؑ جواب دے کر اپنے باپ سے لپٹ گئے اس کے بعد یوسفؑ نے سب سے خطاب کر کے کہا ﴿اُدْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ﴾ (یوسف:۹۹) ''تم لوگ مصر میں چلو ان شاء اللہ تعالیٰ قحط و گرسنگی سے محفوظ رہو گے'' اور اپنے باپ و ماں کو عزت و تکریم کے ساتھ ٹھہرایا۔

یوسف کی ماں اور باپ اور گیارہوں بھائی نے یوسفؑ کو چونکہ عزیز مصر تھے تحیۃً و تکریماً سجدہ کیا۔ یوسفؑ نے شکریہ ادا کر کے کہا: ﴿یٰٓاَبَتِ ھٰذَا تَاْوِیْلُ رُؤْیَایَ مِنْ قَبْلُ﴾ (یوسف:۱۰۰) ''اے باپ یہ تاویل (تعبیر) اس خواب کی ہے جس کو

---

[1] مؤرخین کا بیان ہے کہ چونکہ پیراہن خون آلودہ یہودا ہی چراگاہ سے لایا تھا اور اسی نے یہ خبر بد یعقوبؑ کے کانوں تک پہنچائی تھی اسی وجہ سے وہ خوشی کے موقعہ پر بھی آپ ہی پیراہن لے کر یعقوبؑ کے پاس گیا۔ اسی کو قرآن مجید میں جناب باری نے ''بشیر'' سے یاد فرمایا کسی دوسرے کا نام نہ تھا۔

میں نے اس سے پہلے دیکھا تھا''۔ یعقوبؑ اس کی تصدیق کر کے گذشتہ واقعات دریافت کرنے لگے یوسفؑ نے ادب سے گزارش کی ((یا ابتی لا تسالنی من صنع اخوتی و لکن اسالنی عن صنع اللّٰہ بی)) ''اے میرے باپ اس کو دریافت نہ کرو جو کہ بھائیوں نے میرے ساتھ کیا بلکہ اس کو استفسار کیجئے جو خدا نے میرے ساتھ کیا''۔ یہ کہہ کر کنوئیں سے نکلنے اور مصر میں آنے اور عزیز مصر کے عہدہ پر پہنچنے کے حالات تفصیلاً یکے بعد دیگرے ترتیب وار کہہ سنائے۔

یوسف و یعقوب علیہما السلام کے جدائی کے زمانہ کو اگرچہ بعض مؤرخین نے اسی سال تحریر کیا ہے اور اس طرح سے حساب کا اندازہ کیا ہے کہ سترہ برس کی عمر میں یوسفؑ کنوئیں میں ڈالے گئے اور ستانوے برس کی عمر میں اسی برس کے بعد اپنے باپ سے ملے اس کے بعد تیس برس اور زندہ رہ کر ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال کیا اور بعضوں نے یوسفؑ و یعقوبؑ کے زمانہ مفارقت کو اٹھارہ برس میں محدود کیا ہے۔ بعضے مؤرخین کے خیالات یہ شہادت دے رہے ہیں کہ یوسف مصر میں سترہ برس کی عمر میں داخل ہوئے اور تیرہ برس کے بعد فرعون مصر کے وزیر ہوئے اور بائیس سال کے بعد یعقوبؑ و یوسفؑ سے ملاقات ہوئی اس کے بعد یعقوبؑ اپنے اہل وعیال کے ساتھ مصر میں سترہ برس اور زندہ رہے لیکن محققین علماء تاریخ یوسفؑ کے خواب دیکھنے اور یعقوب کے مصر میں آنے کے زمانہ کی مدت چالیس برس بتلاتے ہیں واللہ اعلم۔ (مترجم)

حضرت یعقوبؑ کی وفات: منزلیں طے کرنے کے بعد یعقوبؑ بلبیس کے قریب پہنچے۔ یوسفؑ یہ سن کر بخیال بعض علماء تاریخ فرعون مصر کے ساتھ اپنے باپ کے استقبال کی غرض سے مصر سے باہر آئے اور سرزمین بلبلیس اپنے بھائیوں کو رہنے اور متمتع ہونے کی غرض سے دے دی۔ یعقوبؑ کے ساتھ ان ستر آدمیوں کے علاوہ جو آپ کے خاندان سے تھے۔ ایوب بن برجا بن زبرج بن رعویل بن عیصو بھی تھے یہ سب کے سب مصر مقام بلبلیس میں مقیم ہوئے۔ اس واقعہ کے سترہ برس بعد ایک سو چالیس برس کی عمر میں یعقوب کا انتقال ہوا۔ یوسفؑ بہ اجازت فرعون مصر روسا مصر کے ساتھ یعقوبؑ کا تابوت (جنازہ) مصر سے لے کر روانہ ہوئے۔ اثناء راہ میں کنعانیوں سے کچھ بحث و تکرار ہوئی۔ لیکن بخیریت تمام سرزمین شام مدفن ابراہیمؑ و اسحاقؑ میں لے جا کر دفن کیا اور الٹے پاؤں مصر واپس آئے۔

حضرت یوسفؑ کی وفات: یعقوبؑ کے انتقال کے بعد ابناء یعقوب مصر میں یوسفؑ کے پاس قیام پذیر رہے یہاں تک کہ یوسفؑ کا ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال ہوا۔ آپ کی نعش کو ایک تابوت میں رکھ کر بند کیا اور اسے نیل کے بعض علاقہ میں دفن کر دیا۔ یوسفؑ نے بوقت وفات یہ وصیت کی تھی کہ جس وقت بنی اسرائیل ارض موعودہ کی طرف روانہ ہوں اس وقت آپ کا تابوت بھی نکال کر ساتھ لے جائیں اور وہیں اسے لے جا کر دفن کریں چنانچہ یہ وصیت برابر محفوظ چلی آئی یہاں تک کہ بنی اسرائیلؑ کے خروج کے وقت موسیٰؑ مصر سے نکال لے گئے۔

یوسفؑ کے انتقال کے بعد اسباط سے آپ کے بھائی اور لڑکے فراعنہ مصر کے سایۂ عاطفت میں باقی رہ گئے رفتہ رفتہ ان کی نسلی ترقی اس حد تک پہنچی کہ اراکین دولت مصر نے ان کی کثرت سے ڈر کر انہیں دبانا اور ان سے خدمتی کام لینا شروع کر دیا۔

بنی یعقوبؑ: مسعودی نے لکھا ہے کہ یعقوبؑ اپنے لڑکوں اور پوتوں کے ساتھ جس وقت یوسفؑ کے پاس آئے تھے ستر آدمی تھے۔ لیکن جب موسیٰؑ کے ساتھ دو برس کے بعد مصر سے نکلے ہیں ان کو تیہ میں شمار کیا ہے تو صرف ان لوگوں کی تعداد

جو مسلح ہو سکتے تھے چھ لاکھ یا اس سے کچھ زائد تھی ہم نے اس کی بابت مقدمۃ الکتاب میں بحث کی ہے اس مقام پر اس قصہ کو چھوڑ کر طول نہیں دینا چاہتے توریت میں اس تعداد کے منصوص ہونے سے یہ تعداد محقق و متعین نہیں ہو سکتی کیونکہ مقام مبالغہ میں اظہار کثرت مقصود ہوتا ہے نہ کہ نص اعداد۔

یوسفؑ کے بہت سے لڑکے تھے لیکن ان میں سے مشہور دو ہیں ایک افرائیم دوسرے منشی اور یہ دونوں اسباط میں شمار کئے جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے یعقوبؑ کا زمانہ پایا تھا اور جناب موصوف نے انہیں اپنی اولاد میں شمار کیا تھا اور ان کے حق میں دعائے برکت کی تھی۔

مصر میں یوسفؑ کی حیثیت: بعض مؤرخین جنہیں تحقیق سے سروکار نہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ یوسفؑ آخر الامر مصر کے بادشاہ ہو گئے تھے۔ لطف یہ ہے کہ اس کی تائید میں بعض ضعفاء مفسرین یوسفؑ کا یہ قول پیش کرتے ہیں: ﴿ رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ ﴾ (یوسف: ۱۰۱) ''اے رب تو نے مجھے ملک دیا ہے''۔ حالانکہ یہ کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ جو شخص کسی چیز پر قبضہ کر لیتا ہے گو وہ کسی خصوصیت کی وجہ سے ہو تو وہ باعتبار استیلاء و غلبہ ملک کہلاتا ہے۔ مکان، گھوڑے، خادم کے قابضین کو بھی ملک سے تعبیر کرتے ہیں اس کے کوئی معنی نہیں ہیں کہ ملک اور قدرت کا لحاظ نہ ہو اگر چہ وہ ایک ہی شاخ اور ایک ہی کے لئے ہو اس کو بھی بادشاہ کہیں گے عرب کا یہ دستور قدیم الایام سے چلا آتا ہے کہ اہل قریٰ (گاؤں والوں) اور اہل مدائن (شہر والوں) کے روساء کو ملوک کہا کرتے ہیں اس زمانہ میں تم وزیر مصر کی نسبت کیا خیال کر سکتے ہو کہ عرب کے سادہ لوح آدمی انہیں بادشاہ کیسے نہ کہیں گے خلافت عباسیہ میں اطراف بلاد کے عمال کو ملوک کہتے ہیں۔ اس صورت میں یہ استدلال کافی نہیں دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَ کَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ﴾ (یوسف: ۵۶) لیکن یہ آیت بھی اس کی مستند نہیں ہو سکتی کیونکہ تمکین بغیر ملک کے بھی ہو سکتی ہے چونکہ یوسف امور زراعت اور اس کے انتظام کے متولی ہوئے تھے (چونکہ یوسف امور زراعت اور اس کے انتظام کے متولی ہوئے تھے) جیسا کہ قرآن میں ہے ﴿ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴾ (یوسف: ۵۵) اس وجہ سے انداز قصہ سے بقرائن حال معلوم ہوتا ہے کہ یوسف سلطنت فرعون کے ناظم تھے نہ کہ جیسا لفظ ملک سے جو کہ ان کی دعا میں ہے بادشاہ ہو گئے ہم اس دلیل سے جو کہ قرائن سے ثابت ہو گئی ہو ایسے متوہمات اور موضوع قصوں کی طرف مائل نہیں ہو سکتے اور توریت میں صاف لکھا ہے کہ یوسفؑ نہ تو بادشاہ ہوئے تھے اور نہ مصر کے وہ مالک بنے تھے اور یہ امر طبعی ہے کہ شوکت و تصرف کے لحاظ سے جس وقت یوسفؑ کے بھائی آئے تھے یوسفؑ نے اپنے اظہار اجلال کے لئے ملک کا لفظ کہہ دیا ہو جیسا کہ مقدمۃ الکتاب میں ہم لکھ آئے ہیں۔ واللہ اعلم

آل عیصو بن اسحاق: عیصو ابن اسحاقؑ جبال یسعین (بنی جوئی قبائل کنعان) میں مقیم ہوا جو جبال شرات کے نام سے مشہور اور تبوک و فلسطین کے درمیان واقع ہے اور جس کو ان دنوں بلاد کرک اور شوبک کہتے ہیں بروایت توریت ان کی نسلی شاخوں سے بنو لوطان، بنو شوبال، بنو صمعون، بنو عنا، بنو دیشوق، بنو یصد اور بنو دیسان کی سات شاخیں اور بنو دیشون سے اشبان موجود تھے۔ عیصو نے پہلے ضا ابن یسعین (بنی جوئی) کی لڑکی اہلیقاما سے نکاح کیا اس کے بعد عاذا بنت ایلول اور یاسمت بنت اسماعیلؑ سے عقد کیا۔ عاذا کے بطن سے الیفاذ عیصو کا لڑکا پیدا ہوا اس کے بعد بطن یاسمت بنت اسماعیلؑ سے رعویل اور بطن اہلیقاما سے یعوش، یعلام، قورح تین لڑکے پیدا ہوئے۔

الیفاز خلف اکبر کے چھ لڑکے پیدا ہوئے تیمال' اومار' صفو' کعتام' قنال' عمالق اور یہ چھٹا لڑکا سریہ کے بطن سے ہے جس کا نام تمتاع تھا اور رعویل بن عیصو کے چار لڑکے ناحۃ' زیدم' شتما' مرا پیدا ہوئے۔

توریت میں لکھا ہے کہ عیصو کا نام اروم تھا اسی وجہ سے بنی عیصو کو بنی اروم کہتے ہیں بعض اسرائیلین کا یہ خیال ہے کہ اروم اس پہاڑ کا نام ہے جہاں عیصو آ کر مقیم ہوا تھا اور اروم عبرانی زبان میں جبل احمر کو کہتے ہیں۔ جہاں نباتات کا نام ونشان تک نہ پایا جاتا ہو۔ اسی اروم کے لفظ نے بعض مؤرخین کو اس مغالطہ میں ڈال رکھا ہے کہ قیاصرہ روم عیصو کی اولاد سے ہیں۔ طبری کہتا ہے کہ روم اور فارس رعویل ابن یاسمنت کی اولاد سے ہیں لیکن یہ تمام روایتیں صحت وصداقت سے منزلوں دور ہیں میرے نزدیک روم' رومس بانی رومہ کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں نہ کہ اروم (عیصو) کی جانب۔

بنی عیصو کا زوال: الغرض بنو عیصو نے سرزمین یسعین نے اس قدر نمایاں ترقیاں کیں کہ تھوڑے دن میں بنی جوئی (کنعانی) اور بنی مدین پران کے بلاد میں ایلہ تک غالب آ گئے اور ان میں تمدن ومعاشرت کی بو آ گئی اور بادشاہ اور امیر بھی ہوئے ان میں سے فانع بن ساغور اور اس کے بعد یودب بن زیدح تھا۔ پھر اس کے بعد ہداد بن مداد ہوا جس نے بنو مدین کو ان کے بلاد سے نکالا ہے ہداد کے بعد بنو عیصو میں نسلاً بعد نسل حکومت ودولت چلی آئی اور یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ یوشع نے شام پر فوج کشی کی اور اریشا کو فتح کر لیا اور تمام بنو عیصو سے سلطنت وحکومت چھین لی۔ اس واقعہ کے بعد بخت نصر نے قبضہ بیت المقدس کے وقت انہیں پامال کیا۔ ان میں سے بعض یونان اور بعض افریقہ چلے گئے۔ عمالق بن الیفاز کی نسل سے بخیال اسرائیلین عمالقہ شام ہیں لیکن نسابین عرب اس سے اختلاف کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عمالقہ شام عملاق بن لاوذ کی اولاد سے ہیں جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

آل مدین بن ابراہیمؑ: اور مدین بن ابراہیمؑ نے لوطؑ کی لڑکی سے نکاح کیا اللہ جل شانہ نے ان کی نسل میں ایسی برکت عنایت فرمائی کہ شام کے بڑے بڑے قبائل انہیں کی نسل اور لواحقین سے ہیں۔ اس کے پانچ لڑکے عیفا' عیفن' حنوح' ابیداغ' الزاعا تھے اور اطراف شام میں بحیرہ قوم لوطؑ اور حجاز کے قریب سرزمین معان میں رہتے تھے اور سرزمین کے یہی لوگ مالک تھے چند روز بعد جب بت پرستی اور خیانت کی طرف مائل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے شعیب بن نویل بن رعویل ابن عیا بن مدین کو مبعوث کیا۔ علامہ سہیلی کہتا ہے کہ یہ اہل مدین محضر بن جندل بن یعصب بن مدین کی اولاد سے ہیں اور شعیبؑ ان کے نسبی بھائی ہیں اور ان میں متعدد بادشاہ گزرے ہیں جو کلمات ابجد سے موسوم تھے وفیہ نظر' ابن صبیب کتاب البدء میں شعیب کو نویب بن اعزم بن مدین کا لڑکا تحریر کرتا ہے اور سہیلی انہیں ابن عیفا تحریر کرتا ہے بہرکیف یہ وہی شعیبؑ ہیں جن کے پاس موسیٰؑ ہجرت کر کے گئے تھے اور جن کی لڑکی سے آپ کا نکاح ہوا تھا اور جن سے آداب کتاب نبوت کی آپ نے تعلیم لی تھی جس کا تفصیلی بیان موسیٰؑ کے تذکرہ میں آئے گا۔

علامہ ضمیری کہتا ہے کہ جس سے موسیٰؑ نے مزدوری کرنے کا ٹھیکہ لیا تھا اور جس نے موسیٰؑ کا عقد کیا تھا وہ بشیر بن رعویل ہیں اور توریت میں آیا ہے کہ ان کا نام بشیر تھا اور رعویل ان کا باپ یا چچا تھا جو عقد نکاح کا متولی ووکیل ہوا تھا اور اسی مدین سے شام میں بنی اسرائیل لڑے تھے اور انہیں مغلوب کر کے ان کی حکومت چھین لی تھی۔

حضرت لوطؑ: لوط ہاران برادر اور ابراہیمؑ کے لڑکے تھے اور قوم کی ہلاکت کے بعد فلسطین میں اپنے چچا ابراہیمؑ کے پاس

چلے آئے یہیں ان کا انتقال ہوا۔

حسب تحقیق ان دنوں مؤتفکہ میں سدوم کے پانچ بڑے گاؤں تھے اور وہ سب خلافِ وضع فطرات فواحش کے مرتکب ہوتے تھے لوط نے انہیں خوب سمجھایا لیکن ان میں سے کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ نتیجتاً سب کے سب ہلاک کر دیئے گئے۔ (اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ) ''مگر یہ کہ جس کو اللہ نے چاہا''۔

آلِ لوطؑ: حسب روایت توریت لوطؑ کے دولڑکے عمون اور موآئی تھے ان دو کی نسلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت مرحمت

(مترجم) لوط کی قوم کے حالات علامہ ابن خلدون نے اختصار کے ساتھ اوپر بیان کر دیئے ہیں اور ہم حسب وعدہ اب تحریر کرتے ہیں اہل مؤتفکہ جب معصیت اور بت پرستی میں بے حد منہمک ہو گئے اور لوط کے وعظ و پند سے متاثر نہ ہوئے بلکہ وقتاً فوقتاً جناب موصوف کو سخت سست کلمات سے یاد کرنے لگے تو جناب باری نے بہ دعائے جناب لوطؑ اس ناعاقبت اندیش قوم کو ہلاک کرنے کے لئے چار فرشتے بھیجے یہ فرشتے انسانی شکل میں متمثل ہو کر مؤتفکہ جاتے ہوئے ابراہیمؑ کے یہاں مہمان ہوئے جب دستر خوان پر بیٹھے تو ان ملائکہ نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا ابراہیمؑ کے دل میں ان کی طرف سے ایک خاص قسم کا خیال پیدا ہوا جسے ان ملائکہ نے جو آدمیوں کی شکل میں دستر خوان پر بیٹھے ہوئے تھے اپنے اس کلام سے رفع کر دیا: ﴿ لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ ﴾ (ہود: ۷۰) ''تو کچھ خوف نہ کر ہم سب قوم لوطؑ کی طرف بھیجے گئے ہیں''۔

اس کے بعد ملائکہ نے ولادت اسحاقؑ اور اسحاقؑ کے بعد ولادتِ یعقوبؑ کی بشارت دی سارہؑ کو یہ سن کر تعجب ہوا کیونکہ اس وقت ان کا سن اسی برس سے زیادہ ہو چکا تھا۔ ملائکہ نے کہا ''تیرے رب نے ایسا ہی کہا ہے''۔

پھر ابراہیمؑ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اسی قوم میں کہ جسے ہلاک کرنے کے لئے یہ ملائکہ جا رہے ہیں لوطؑ بھی ہیں اس وقت ملائکہ نے کہا: ﴿ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْهَا لَنُنَجِّیَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗ ﴾ (عنکبوت: ۳۲) ''ہم جانتے ہیں جو اس میں رہتے ہیں ہم لوطؑ کو اور اس کے اہل کو نجات دیں گے'' اور ابراہیمؑ سے رخصت ہو کر مؤتفکہ پہنچ کر لوطؑ کے مکان پر مقیم ہوئے۔

لوطؑ ان مہمان (فرشتوں) کے آنے سے بہت خوش ہوئے لیکن جب اہل مؤتفکہ کی بدافعالیوں کا خیال آیا تو دل ہی دل میں سوچنے لگے ابھی غور و فکر سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ لوطؑ کی بی بی نے لوگوں کو آگاہ کر دیا چنانچہ ان میں سے دس آدمی لوطؑ کے پاس آئے اور ان مہمان کو طلب کیا۔ لوطؑ نے اولاً ان کو نصائح و پند سے سمجھانا چاہا لیکن جب وہ سمجھتے نظر نہ آئے تو مجبوراً فرمایا: ﴿ قَالَ یٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ ﴾ (ہود: ۷۸) ''یہ لڑکیاں میری تمہارے لئے مباح ہیں (یعنی اپنے نکاح میں لاؤ) اللہ تعالیٰ سے ڈرو ان مہمانوں کے لئے مجھ کو رسوا نہ کرو کیا تم سے کوئی سمجھدار آدمی نہیں ہے''۔

یہ دسوں آدمی لوطؑ کا یہ پیغام لے کر اپنی قوم کے پاس آئے انہوں نے ان کو الٹے پاؤں پھر لوٹا دیا اور یہ پیغام بھیجا: ﴿ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ وَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ ﴾ (ہود: ۷۹) ''تو بے شک اس امر کو جانتا ہے کہ ہم کو تیری لڑکیوں سے مطلقاً رغبت نہیں ہے اور تو ہمارے ارادوں کو خوب جانتا ہے کہ ہم کو عورتوں سے کوئی سروکار نہیں ہے''۔ بہتر یہ ہے کہ ان مہمانوں کو تم اپنے مکان میں نہ ٹھہرنے دو یا انہیں ہمارے حوالے کر دو۔

لوطؑ یہ پیغام سن کر سخت کشمکش میں پڑ گئے نہ انہیں اپنے گھر سے نکال سکتے تھے اور نہ ان کو ان کے حوالے کر سکتے تھے اس پس و پیش میں تھے کہ ان دسوں میں سے کسی نے ان مہمانوں (فرشتوں) کی طرف ہاتھ بڑھایا اور جبراً لے جانا ...... ج

فرمائی کہ شام کے اکثر قبائل انہیں کی شاخ و پیوند سے ہیں۔ آخر الامر ان کی آئندہ نسلوں نے سرزمین فلسطین چھوڑ کر اطراف بلقاء میں سکونت اختیار کر لی تھی اور بنی اسرائیل سے یہ اکثر مقابلہ کرتے رہتے تھے۔ جسے ہم بنی اسرائیل کے تذکرہ میں بیان کریں گے۔ انہیں میں سے بلعام بن باعور بن رسیوم بن برسیم بن موآئی مشہور زاہد تھا۔ جس کا قصہ اور اس کی وہ دعا جو شاہِ کنعان اور بنی اسرائیل کی لڑائی کے زمانہ میں شاہِ کنعان کے کہنے سے کی تھی۔ توریت میں مذکور ہے اور جسے ہم انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اس کے موقع پر تحریر کریں گے۔

۞ چاہا اللہ جل شانہ کے حکم سے یہ دسوں اندھے ہو گئے اور اپنا سامنہ لے کر اپنی قوم کے پاس آئے اور یہ ظاہر کیا کہ لوطؑ کے مہمان جادوگر ہیں انہوں نے ہمیں اندھا کر دیا۔

قوم لوطؑ سن کر غصہ کے مارے جامہ سے باہر ہو گئی اسی وقت لوطؑ کے پاس کہلا بھیجا کہ ''اگر تم اپنے اہل و عیال کے ساتھ آج ہی شب کو ہمارے شہر سے نہ چلے جاؤ گے تو صبح ہم آ کر تمہارے اہل بیت کو اندھا کر دیں گے تم نے آج تک جو کچھ کیا اچھا کیا اب تم نے یہ شیوہ اختیار کر لیا ہے کہ جادوگروں کو اپنے گھروں میں ٹھہراتے ہو اور ہماری قوم کو نقصان پہنچاتے ہو۔

لوطؑ یہ سن کر بہت ڈرے تب فرشتوں نے کہا: ﴿انَّا رُسُلُ رَبِّکَ لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْکَ﴾ (ہود: ۸۱) ''ہم لوگ تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں وہ لوگ تجھ تک پہنچ نہ سکیں گے''۔ یعنی تجھ کو نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ ﴿جِئْنٰکَ بِمَا کَانُوْا فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ﴾ (الحجر: ۶۳) ''ہم تیرے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ان سے مجادلہ کریں''۔ ان پر ہم عذاب و قہر الٰہی لے کر آئے ہیں۔ ﴿فَاَسْرِ بِاَهْلِکَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَ اتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ﴾ (الحجر: ۶۵) ''اپنے اہل و عیال کو جب تھوڑی سی رات گذر جائے تو روانہ کر دو اور اس کے بعد تم بھی چلے جاؤ''۔ ہم صبح ہوتے ہی ان کو عذاب الٰہی میں مبتلا کر دیں گے ان کو اس قدر مہلت نہ دیں گے کہ وہ صبح کو اٹھ کر تمہارے مکان تک آئیں لوطؑ یہ سن کر مطمئن ہو گئے اور وقت کے منتظر رہے جس وقت شب کا ایک حصہ گذر گیا تب اپنے اہل و عیال کے ساتھ موتفکہ کو خیر باد کہہ کر شام کی طرف روانہ ہوئے اور ان مہمانوں ''فرشتوں'' نے صبح ہوتے ہی موتفکہ کو اُلٹ پلٹ دیا جیسا کہ کلام ربانی کی اس آیۂ کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے ﴿فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا﴾ (ہود: ۸۲) ''پس جب کہ ہمارا عذاب آ گیا ہم نے اس کے عالی کو اس کا سافل بنا دیا یعنی اُلٹ دیا''۔ یہ واقعہ تو ان پر گذرا جو شہر موتفکہ میں تھے باقی رہے وہ لوگ جو کسی ضروری کام سے شہر کے باہر قریب قریب کے دیہاتوں میں یا اپنے باغات میں گئے تھے ان پر آسمان سے سنگ باری ہوئی جس سے وہ بھی جان بر نہ ہوئے۔

لوطؑ اپنے اہل و عیال اور مومنین کے ساتھ چلے جا رہے تھے اور ان کی بیوی جو ملحدوں سے ملی ہوئی تھی در پردہ مڑ مڑ کر دیکھتی جاتی تھی۔ بحکم خدا آسمان سے اس پر بھی ایک ایسا پتھر گرا کہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا سکی اور وہیں اس کی روح پرواز کر گئی۔ کَمَا قَالَ اللہ عزوجل: ﴿لَا یَلْتَفِتْ مِنْکُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَکَ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ﴾ (ہود: ۸۱) ''جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی موتفکہ کی طرف نہ ملتفت ہو گا سوائے تیری عورت کے اور بے شک اس پر وہی (عذاب) نازل ہو گا جس میں اہل موتفکہ گرفتار ہوئے تھے۔

لوطؑ ایک شبانہ روز کی مسافت طے کرنے کے بعد اپنے چچا ابراہیمؑ کے پاس سرزمین فلسطین میں پہنچے اور وہیں تا زمانۂ وفات مقیم رہے۔ آپ کے مزاج میں بے انتہا سادگی تھی، حلیم تھے، گندمی رنگ موزوں قد تھا، آنکھیں چمکدار بڑی بڑی تھیں بدن پر گوشت نہ بہت زیادہ اور نہ بہت کم تھا۔ (مترجم)

ناحور برادرِ ابراہیمؑ کی اولاد ناحور بن آزر برادر ابراہیمؑ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ابراہیمؑ کے ساتھ بابل سے ہجرت کر کے حران آئے اور حران سے ارضِ مقدسہ (بیت المقدس) آ گئے اور وہیں مقیم رہے ان کے ساتھ ان کی بیوی ملکا ہمشیرہ سارہؓ زوجہ ابراہیمؑ بھی تھیں۔ حسبِ تصریح توریت بطن ملکا سے ان کے آٹھ لڑکے تھے۔ عوص، بوص، قمویل (یہ ابوالارمن ہے) کاس (اس کی نسل سے کسدانین ہیں جن میں سے بخت نصر اور ملوکِ بابل تھے) حذو، بلداس، بلداف، ثبویل اور بطن اودما سے جو ناحور کی حرم تھی چار لڑکے طالخ، کاحم، تاحش، ماغی ہیں۔ یہ سب ناحور برادرِ ابراہیمؑ کے لڑکے ہیں جن کا ذکر توریت میں بھی آ گیا ہے لیکن ان میں سے اب صرف ارمن قمویل بن ناحور برادر ابراہیمؑ بن آزر کی اولاد ممالک آرمینیہ جانب مشرق قسطنطیہ مذہب نصرانیت پر موجود ہے اور باقی کا زمانہ درہم برہم ہو گیا اور دولت وحکومت بھی جاتی رہی۔ ((واللہ وارث الارض و من علیھا و ھو خیر الوارثین)) ''اور اللہ زمین کا اور ان چیزوں کا وارث ہے جو زمین پر ہیں اور وہی خیر الوارثین ہے''۔

یہاں تک تو عرب کے طبقہ اولیٰ اور ان کے معاصرین کے حالات ہم نے تحریر کیے تھے۔ اب ہم عرب کے طبقہ ثانیہ یعنی عرب مستعربہ کے انساب واحوال کی طرف آتے ہیں واللہ سبحانہ تعالیٰ الکفیل بالاعانتہ

باب: ۸

عرب مستعربہ و ملوک تبابعہ

عرب مستعربہ کی وجہ تسمیہ: عرب کے اس طبقہ کو اس نام سے اس وجہ سے موسوم کرتے ہیں کہ تمام الفاظ اور لغات عربیہ ان میں عرب کے طبقہ اولیٰ سے منقول ہو کر آئے ہیں۔ گویا یہ اب ترقی کی اس راہ پر پہنچ گئے تھے جس منزل پر آباؤ اجداد ان کے نہ تھے اور چونکہ عرب کا طبقہ اولیٰ ان کی بہ نسبت بہت پہلے سے گزر رہا تھا اس لحاظ سے عربی زبان ان کی اصلی زبان مانی گئی تم کو یاد رکھنا چاہئے کہ عرب کا یہ گروہ دو قسم پر منقسم ہے ایک گروہ یمیہ دوسرا سبائیہ۔ بنی اسرائیل کے علماءِ نسب عرب کے اس طبقہ کو نسباً سبا کی طرف منسوب کرتے ہیں جو کوش بن کنعان کی اولاد سے تھا لیکن عرب کے اہلِ انساب اس کی مخالفت کرتے ہیں اور صحیح وہ ہے جو عام عرب کے اہلِ انساب بیان کر رہے ہیں کہ عرب کے اس طبقہ کا مورثِ اعلیٰ قحطان ہے اور سبا یشجب بن یعرب بن قحطان کا لڑکا ہے۔

قحطان کے متعلق مختلف آراء: قحطان کے نسب میں علماء نے بہت اختلاف کیا ہے بعضے تو یہ کہتے ہیں کہ عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام کا لڑکا اور فالغ و یقطن کا بھائی تھا لیکن توریت میں اس کا کچھ تذکرہ نہیں ہے ہاں فالغ اور یقطن کا ذکر آ گیا ہے اور بعض یہ ظاہر کرتے ہیں کہ قحطان یقطن کا معرب ہے اور عرب عجمی الفاظ کو تقدیم و تاخیر اور تبدیل کر کے معرب کر لیتے ہیں اور کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ قحطان یمن بن قیذار کا لڑکا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ قحطان جناب اسماعیلؑ کی اولاد سے ہے اور ان سب روایتوں میں صحیح یہ ہے کہ قحطان یمن بن قیذار کا لڑکا ہے اور بخیال بعض ہمیسع بن یمن بن قیذار کا لڑکا ہے اور اسی کے نام سے یمن کا نام یمن ہوا۔ ابنِ ہشام کہتا ہے کہ یعرب بن قحطان کو یمن بھی کہتے ہیں اور اسی کے نام سے یمن کا ملک بھی موسوم ہوا۔ اس اعتبار سے کہ قحطان اولاد اسمٰعیلؑ سے ہے۔ تمام اہل عرب بنی اسمٰعیل ہوئے کیونکہ عدنان اور قحطان عرب کی تمام نسلی شاخوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔

بعض وہ علماء جو قحطان کو اسمٰعیل کی اولاد سے شمار کرتے ہیں اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں جناب رسولِ اکرم نبی معظم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو پیش کرتے ہیں جو آپ نے رماۃ انصار کو مخاطب کر کے فرمایا تھا ((رموا یا بنی اسمٰعیل فان اباکم کان رامیا)) ''اے بنی اسماعیل تیر پھینکو کیونکہ تمہارا باپ تیرانداز تھا'' اور انصار سبا کی اولاد سے ہیں جو قحطان کا لڑکا ہے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے یہ فرمایا تھا کہ جو چند لوگ اسلم (قبیلہ افضی برادر خزاعۃ بن حارثہ) سے ایمان لائے تھے۔ اس بنا پر کہ ان کا سلسلہ نسب سبا تک منتہی ہوتا ہے۔ سہیلی کہتا ہے کہ اس سے اس کی تردید نہیں ہو سکتی کیونکہ تمام عرب اسمٰعیل کی اولاد سے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارموا یا بنی اسمٰعیل تا آخر اسلم سے ارشاد کیا تھا جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور خزاعہ سے مقصود وہ ہے جو معد بن الیاس بن مضر سے تھا اور وہ نہ تو سبا سے تھا اور نہ قحطان سے۔ کما ھوا الصحیح فی نسبھم

بنوقحطان اور عربِ عاربہ میں چشمک: اور لوگوں نے اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ چوں کہ قحطان کا توریت میں کچھ ذکر نہیں ہے' اس بنا پر وہ عابر کی اولاد سے بھی نہیں ہے اس لئے لازماً ثابت ہوا کہ وہ اسمٰعیل کی اولاد سے ہے لیکن یہ قول ناقابل التفات و ناقابل قبول ہے کیونکہ قحطان یقطن کا معرب ہے اور یہی صحیح ہے اور اس میں ذرا بھر بھی اختلاف نہیں ہے کہ قحطان تمام یمنی قبائل کا جد اعلیٰ ہے بہرکیف بنوقحطان عرب عاربہ کے ہم زمانہ تھے باہم دونوں میں کبھی کبھی چل بھی جایا کرتی تھی گو یہ رتبہ سلطنت سے منزلوں دور تھے اور ہمیشہ بادیہ گرد اور صحرانشین رہتے لیکن نہایت کم مدت میں انہوں نے ایسی ترقی کی کہ ان کے لوگوں کی تعداد بھی بڑھ گئی دولت و حکومت میں بھی بااثر ہو گئے۔

یعرب بن قحطان: یعرب بن قحطان ان کے نامی اور عظیم الشان بادشاہوں میں تھا بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اس نے بادشاہوں کے تحیۃ (سلام) کے لئے مخصوص الفاظ مقرر کئے۔ اس کے بعد یشجب اس کا لڑکا جسے بخیال بعض یمن بھی کہتے تھے تخت نشین ہوا اس کے زمانہ حکومت میں باوجود یکہ خانہ جنگیوں میں وقت بہت ضائع ہوا لیکن تب بھی اس کی فتوحات ملکی اور اس کے آبادی بڑھتی گئی اس کے بعد اس کا لڑکا عبدشمس اور بعضے کہتے ہیں عابر بادشاہ ہوا جو سبا کے نام سے بھی مشہور ہے اس نے شہر سبا آباد کیا اور بروایت بعض مؤرخین اس نے اقلیم مصر میں شہر عین شمس آباد کیا اور اپنے لڑکے بابلیوں کو اس کا والی مقرر کیا اس کے بہت سے لڑکے تھے۔ از آنجملہ حمیر اور کہلان زیادہ مشہور ہیں جو یمن کے دو بڑے گروہ کے مورث اعلیٰ اور صاحب عزت اور حکومت و سلطنت کے مالک تھے اور کہلان کی بہ نسبت حمیر زیادہ مشہور ہے اور اس کی اولاد عظیم الشان اور ذی عزت شمار کی جاتی ہے۔ اس قبیلہ سے ملوک تابعہ ہیں جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

حمیر بن سبا: سبا کے بعد حمیر ملک و تخت مالک ہوا۔ اس کو عرنج بھی کہتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اس نے سونے کا تاج بنوایا تھا اس نے پچاس برس حکومت کی۔ سہیلی کہتا ہے کہ اس کے چھ لڑکے وائل' زید' عامر' عوف' سعد' مالک تھے۔ ابومحمد بن حزم کہتا ہے کہ اس کے آٹھ لڑکے تھے جن کے نام یہ ہیں۔ ہمیسع' مالک' زید وائل' مشروح' معدیکرب' اوس' مرہ سہیلی کہتا ہے کہ حمیر کی تین سو برس کی عمر ہوئی۔

وائل بن حمیر سکسک بن وائل: اس کے بعد وائل بن حمیر بادشاہ ہوا اور اس کا بھائی مالک بن حمیر بلاد عمان پر قابض ہو گیا اور دونوں میں مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ علامہ ابن سعید کہتا ہے کہ حمیر کے بعد اس کا بھائی کہلان بادشاہ ہوا تھا اس کے بعد وائل بن حمیر اس کے بعد سکسک بن وائل نے یکے بعد دیگرے حکومت کی اور مالک بن حمیر کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا قضاعہ عمان پر قابض ہوا۔ سکسک بن وائل اور قضاعہ بن مالک میں معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ نتیجہ یہ ہوا سکسک نے قضاعہ کو ناکامی کے ساتھ عمان سے نکال دیا۔

یعفر بن سکسک: سکسک کے بعد یعفر بن سکسک تخت نشین ہوا اور پھر اس سے مالک بن الحاف بن قضاعہ سے لڑائی ہوئی اور مدتوں یہ آگ مشتعل رہی۔ اس اثناء میں یعفر اپنے لڑکے نعمان کو جسے کہ معافر بھی کہتے ہیں حالت حمل میں چھوڑ کر مر گیا۔ باران بن عوف بن حمیر جسے ذی یارش بھی کہتے ہیں بحرین کا حاکم تھا اس نے مالک بن الحاف بن قضاعہ سے مقابلہ کیا۔

نعمان بن یعفر: جب نعمان سن شعور کو پہنچا تو اس نے تمام کاروبار سلطنت اپنے قبضے میں کر لیا اور ذی ریاش کو قید کر دیا۔ نعمان نے بہت بڑی عمر پائی حکومت بھی اچھی کی انتظام ملکی بھی قابل تعریف تھا اس کے بعد اصحم بن معافر بادشاہ ہوا اسی

کے زمانہ سے بنی حمیر کے حالات دگرگوں ہونے شروع ہو گئے اور تھوڑے ہی دن میں طوائف الملو کی شروع ہو گئی۔ تا آنکہ رائش اور ابناءِ رائش (تبابعہ) میں دولت وحکومت نے قیام اختیار کیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

بنی کہلان اور بنی حمیر میں مخاصمت: بیان کیا جاتا ہے کہ بنی کہلان ہمیشہ حمیر سے ملکی لڑائیاں لڑتے رہے ان میں سے جبار بن غالب بن کہلان اور قحطان کی شاخوں میں سے نجران بن زید بن یعرب بن قحطان۔ اس کے بعد ہمسیع بن حمیر سے ابین زہیر بن الغوث بن ابین بن ہمسیع اور عبد شمس بن وائل بن الغوث بن حیران بن قطن بن عریب بن زہیر بن ابین بن ہمسیع بن حمیر پھر شداد بن ملطاط بن عمرو بن ذی ہرم بن صفوان بن عبد شمس۔ اس کے بھائی لقمان اس کے بعد ذو شداد' ہداد' مداثر ان کے بعد اس کا لڑکا صعب (بیان کیا جاتا ہے کہ یہی ذوالقرنین تھا) اس کے بعد اس کا بھائی حرث بن ذو شدد جس کو رائش بھی کہتے ہیں بادشاہ ہوا۔ یہی بنی حمیر کی طوائف الملو کی کا خاتم اور ملوک تبابعہ کا جداعلیٰ ہے اور بنو ہمسیع ابن عبد شمس سے حمیر بن حسان بن عمرو بن قیس بن معاویہ بن جشم بن عبد شمس نے بھی بادشاہت کی۔

حسان بن عمر کے متعلق روایت: علامہ ابوالمنذر ہشام بن کلبی کتاب الانساب میں لکھتا ہے اور میں نے اسے پرانے نسخہ سے جو قاضی محدث ابوالقاسم بن عبدالرحمٰن بن جیش کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا نقل کیا ہے کہ علامہ کلبی ایک شخص سے روایت کرتا ہے جو بنی حمیر کے قبیلہ ذی کلاع سے تھا کہتا ہے کہ قیس یمن میں ایک مقام پر پہنچا جہاں ظاہراً ایک عمارت نہایت مختصر بنی ہوئی تھی اور اندرونی حصہ اس کا بہت وسیع تھا اس مکان کے پچھم کے دالان میں ایک تخت رکھا ہوا تھا اس پر ایک مردہ پڑا ہوا تھا اس کے سر پر تاج تھا اور اس میں وہ قیمتی یاقوت سرخ لگا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک گرز تھا اور اس کے سامنے ایک لوح تھی جس پر عبارت ذیل کندہ تھی:

((بسم اللّٰہ رب حمیر انا حسان بن عمر و القیل مات فی زمان ھید و ما ھید و ھلک فیھا اثنا عشر الف قبیل فکنت اخرھم قبیلاً فابتنیت ذا شعبین لیحیرنی من الموت فاھلکنی))

''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو حمیر کا رب ہے میں ہوں حسان بن عمرو القیل' زمانہ ہیدو ما ہید میں انتقال کیا اسی زمانہ میں بارہ ہزار قبیلہ ہلاک ہوئے تھے ان کا پچھلا قبیلہ تھا میں نے ذو شعبین بنوایا تھا تا کہ مجھ کو موت سے نجات ملے لیکن انجام یہ ہوا کہ اس نے مجھ کو ہلاک کر دیا''۔

ملوکِ تبابعہ: باتفاق علماء نسب یہ بادشاہ عبد شمس بن وائل بن الغوث کی اولاد سے ہیں اور ان کا نسبی سلسلہ حمیر تک اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں ان کا دارالحکومت صنعا و مارب میں تھا ملکہ بلقیس اسی قوم و گروہ کی بادشاہ تھی اس نے دو پہاڑوں کے درمیان میں ایک دیوار بنوادی تھی جس سے چشموں اور تمام بارش کا پانی سمٹ کر ایک ہی جگہ پر رکا رہتا تھا موقع و محل سے کھڑکیاں رکھی تھیں۔ ضرورت کے مطابق اس سے وقتاً فوقتاً اہل شہر پانی لیتے تھے اور اسی کا نام عرم تھا جعدی کہتا ہے۔

من سبا الحاضرین مارب انہ
اذ یبیتون من دون سیلہ العرما

اور بعضوں نے اس سند کی نسبت حمیر یمن کے مورث وجداعلیٰ کی طرف کی ہے۔ اعشیٰ کہتا ہے

ففی ذلک للموتسی اسوۃ
رب عظی علیہ العرم

رفـــام بـــنــــاه لهـــم حـــمـيـــر

اذا جـــاءه مـــن رامـــــه لـــم يـــرم

اور بعضے کہتے ہیں کہ اسے لقمان اکبر ابنِ عاد نے بنوایا تھا جیسا کہ مسعودی نے کہا ہے کہ اس نے اسے ایک فرسخ مربع بنایا تھا اور تیس شاخیں رکھی تھیں اور اکثر یہ کہتے ہیں کہ اور قرین قیاس اور قرب الی الصواب یہی ہے کہ اس سد کی سبا بن یشجب نے بناڈالی تھی اور اس نے اس میں بڑی صناعی صرف کی تھی۔ لیکن اس سد کی تکمیل سے قبل وہ خود مر گیا۔ اس کے بعد حمیری بادشاہوں نے اس کو تمام وکمال پہنچایا اور ہم اس قول کی تائید اس وجہ سے کرنا چاہتے ہیں کہ ایسی عظیم الشان یادگاریں اور مستحکم تعمیرات ایک شخص تمام وکمال کو نہیں پہنچا سکتا جیسا کہ ہم نے کتاب الاول (یعنی مقدمہ تاریخ) میں بیان کیا ہے۔

سیلاب کی تباہی ان دنوں یہ بلاد آباد و سرسبز زمین بلاد میں شمار کئے جاتے تھے اس میں دورویہ عمارتیں سنگین اور خوش نما بنی ہوئی تھیں اس کو لوگ جنگ سے تعبیر کرتے تھے جس وقت اس قوم نے گمراہی اور بے دینی میں انہماک پیدا کیا اللہ جل شانہ نے گھونس کو ایسی قوت دی کہ اس نے اس سد میں جو پانی روکے ہوئے تھا سوراخ کر دیا جس کی وجہ سے تمام شہر اور باغات غرق ہو گئے اور ان کے وہ باغات جو سرسبزی وشادابی میں جنت کے ہم پلہ ہو رہے تھے بنجر اور زمین شور سے بدل دیئے گئے ((کما وصف فی القرآن))[1] ''جیسا کہ قرآن میں اس کا بیان آ گیا ہے''۔

ملوک تبابعہ متواتر اور مختلف زمانوں میں گذرے ہیں جن کا شمار کسی قدر غیر ممکن سا نظر آ رہا ہے کبھی یہ بادشاہ حدودِ یمن سے نکل کر عراق اور ہند اور سرزمین مغرب کی طرف بڑھ جاتے تھے اور کامیابی اور فتح نصیبی کا سکہ عالم میں چلا دیتے تھے اور کبھی یمن ہی کی سرزمین پر اکتفا کرتے تھے جیسا کہ ان کی مختلف اور پریشان حالتیں اور غیر مرکزی صورت پائی جاتی تھی ویسے ہی ان کے ناموں کی نقل میں بھی غلطیاں ہو گئی ہیں اور متعدد بادشاہوں کے نام متحد ہونے کی وجہ سے زمانہ بھی ادھر کا ادھر ہو گیا ہے لیکن ہم حتی الامکان نہایت غور وفکر سے وہی حالات تحریر کریں گے جن پر عملاً اعتماد ہو سکتا ہے۔ واللہ المستعان

تبابعہ کی وجہِ تسمیہ سہیلی کہتا ہے کہ تبع کے معنی ہیں الملک المتبع اور صاحب محکم کہتا ہے کہ تبابعہ ملوک یمن کو کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک کو تبع کہیں گے کیونکہ ملک یمن ایک دوسرے کے تابع ہوتے ہیں جب ایک بادشاہ مر جاتا تو دوسرا جو اس کا

---

[1] قرآن مجید کے بائیسویں پارہ سورۂ سبا میں اس قوم کا قصہ اس طرح مذکور ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ ذَلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ﴾ (السبا ۱۵ تا ۱۷) ''بے شک قوم سبا کے لئے ان کے وطن میں ایک نشانی تھی۔ دو باغ (دائیں اور بائیں تھے (کہا گیا تھا کہ) اپنے رب کی روزی کھاؤ اور اس کا شکریہ ادا کرو شہر عمدہ و پاکیزہ ہے اور رب معاف کرنے والا ہے (اگر سہواً تم سے کوئی لغزش ہو گی) پس انہوں نے نافرمانی کی (یعنی بجائے شکر کفران نعمت پر کمربستہ ہو گئے) اس وجہ سے ہم نے ان پر عرم (بند) کا پانی چھوڑ دیا اور ان کے دو باغوں کے بدلے دوسرے دو باغ دیئے۔ جن میں بدمزہ پھل اور جھاؤ اور کسی قدر بیریں تھا یہ ہم نے ان کی ناشکری کا بدلہ دیا اور ہم ناشکروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں''۔ اگرچہ اس آیۂ کریمہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ ہم اس بند میں گھونس نے سوراخ کر دیا تھا یا کسی اور ذریعہ سے وہ بند ٹوٹ گیا تھا۔ جو باعث عذاب وقہر الٰہی ہوا لیکن یہ بات ضرور ثابت ہو رہی ہے کہ اس بند کے ٹوٹنے کی وجہ سے وہ شہر خراب اور باغات ویران ہوئے ممکن ہے کہ وہ بند گھونس کے کھودنے سے ٹوٹا ہو جیسا کہ مؤرخین تحریر کر رہے ہیں ہمیں اس امکان عقلی کے تسلیم کر لینے میں جب وہ کلام اللہ کے مخالف نہ ہو کچھ عذر نہ ہونا چاہئے اور نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ قوم سبا سے مراد یہی ملوک تبابعہ حمیری کہلاتی ہیں جناب باری نے ان کو ان کے مورث وجد اکبر کی طرف اس آیت میں منسوب کر دیا ہے''۔

قائم مقام ہوتا تھا وہ سیرۃً و عادۃً اپنے ماسبق کے تابع ہوتے تھے اور تبابعہ میں ایک ''ب'' محض ارادۂ نسب کے خیال سے زیادہ کر دی ہے' زمخشری کہتا ہے کہ ملوکِ یمن کو تبابعہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے تابع ہوتے ہیں مسعودی کا بیان یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے بادشاہ کو اس وقت تک تبع نہ کہتے تھے جب تک وہ یمن' شحر' حضر موت کا بادشاہ نہ ہو جاتا تھا اور یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ تبع کہلائے جانے کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ بنی حشم بن عبد شمس اس کے تابع ہو جائیں اور جس میں ان دونوں صفتوں میں سے ایک بھی نہ پائی جاتی تو وہ ملک (بادشاہ) کہلاتا تھا نہ کہ تبع۔

حرث رائش: باتفاق مؤرخین ملوک تبابعہ میں سب سے پہلے حرث رائش نے حکومت و سلطنت کی رائش اسے اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس نے عام طور سے انعام و اکرام کو عام کر رکھا تھا۔ نسابین نے اس کے نسب میں اختلاف کیا ہے باوجودیکہ انہوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ یہ (حرث رائش) وائل بن الغوث بن حیران بن قطن بن عریب بن زہیر بن ایمن بن ہمیسع بن حمیر کی اولاد سے ہے۔

ابرہہ ذوالمنار: حرث رائش نے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے ایک سو پچیس برس کی حکومت کی یہ تبع کے نام سے موسوم اور بروایت سہیلی خدا پرست تھا اس کے بعد اس کا لڑکا ابرہہ ذوالمنار ایک سو اسی برس بادشاہت کرتا رہا۔ مسعودی کہتا ہے کہ ابنِ ہشام کا یہ قول ہے کہ ابرہہ ذوالمنار صعب بن ذو مداثر بن ملطاط کا لڑکا ہے اور ذوالمنار اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس نے ایک مینار بنوایا تھا جس سے راستہ کا پتہ چلتا تھا۔

افریقش بن ابرہہ: اس کے بعد افریقش بن ابرہہ تخت نشین ہوا اس نے ایک سو ساٹھ برس حکومت کی ابنِ حزم لکھتا ہے کہ افریقش' قیس بن صیفی کا لڑکا اور حرث رائش کا بھائی ہے اور یہ وہی ہے جو قبائل عرب کو ہمراہ لے کر افریقہ پر حملہ آور ہوا اور اسی کے نام سے افریقہ موسوم ہوا ہے اور بربریوں کو بھی اس نے ارضِ کنعان سے نکال کر افریقہ پہنچا دیا ہے اور جب کہ یوشع غالب آئے تھے ان کے بادشاہ جرجیر کو بھی قتل کر ڈالا۔

بربر کی وجہ تسمیہ: مشہور یوں ہے کہ اہل بربر کو اس نے بربر کے نام سے موسوم کیا ہے۔ بربر لغت عرب میں بے معنی آوازوں کے مل جانے کو کہتے ہیں۔ افریقش عربی نژاد ہونے کی وجہ سے جس وقت اس نے ملک مغرب کو فتح کیا ان کے کلام کو نہ سمجھ سکا اور بے ساختہ ((ما اکثر بربر تھم)) بول اٹھا اسی روز سے اس گروہ کو بربری اور برابرہ کہنے لگے جنگ افریقہ سے واپسی کے وقت قبائل حمیر سے صنہاجہ اور کتامہ کو وہیں چھوڑ کر آیا اور اس وقت تک ان کی اولاد وہاں موجود ہے وہ ہرگز بربریوں سے نہیں ہیں جیسا کہ طبری و جرجانی و مسعودی و ابنِ کلبی و سُہیلی اور تمام نسابین نے کہا ہے۔

عبد بن ابرہہ: پھر افریقش کے بعد اس کا بھائی عبد ابنِ ابرہہ تخت نشین ہوا اور پچیس برس تک حکومت کرتا رہا۔ یہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے زمانہ میں اور کسی قدر ان سے پہلے تھا اس نے بھی ممالک مغرب پر چڑھائی کی تھی۔ کیکاؤس بن کنعان بادشاہ فارس اس کے ملک پر چڑھ آیا تھا دونوں میں خوب لڑائی ہوئی بالآخر کیکاؤس کو ذوالاذعار نے گرفتار کر لیا ایک مدت کے بعد اس کے وزیر رستم نے تمام لشکر فارس کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور کئی لڑائیوں کے بعد کیکاؤس کو قید سے چھڑا لایا۔ جیسا کہ ہم آئندہ ملوکِ فارس کے تذکرہ میں بیان کریں گے طبری کہتا ہے کہ ذوالاذعار کا نام عمرو بن ابرہہ ذی المنار بن حرث رائش بن قیس بن صیفی بن سبا اصغر ہے اور بروایت ابنِ ہشام ذوالاذعار کو ملکہ بلقیس نے زہر دے دیا تھا۔

ذوالاذغار کے بعد ہدہاد ین شرجیل بن عمرو بن ذوالاذغار تخت حکومت پر بیٹھا۔ ہدہاد کو ذوالصرح بھی کہتے تھے۔ یہ چھ یا دس برس تک حکومت کرتا رہا۔

ملکہ بلقیس: اس کے بعد اس کی لڑکی ملکہ بلقیس تخت پر جانشین ہوئی۔ سات برس تک اس کی حکومت رہی اس کے بعد یمن پر سلیمانؑ غالب آئے۔ طبری تحریر کرتا ہے کہ بلقیس کا نام یلقمہ تھا اور یشرح بن حرث بن قیس کی لڑکی تھی بیان کیا جاتا ہے کہ جناب سلیمانؑ نے ملکہ بلقیس سے نکاح کر لیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ جناب موصوفؑ نے اس کو معزول کر دیا تھا اور اس نے سدو بن زرعہ بن سبا سے اپنا عقد کیا تھا اس کا تخت نہایت قیمتی اور تیس مربع گز تھا یہ بہت سمجھدار عورت تھی۔

حضرت سلیمانؑ کا یمن پر تسلط: اس کے بعد اہل یمن چوبیس برس تک سلیمانؑ اور ان کے لڑکے کے ماتحت رہے اس کے بعد ان میں ناشر بن عمرو ذوالاذغار بادشاہ ہوا اس کو ناشر النعم بھی کہتے ہیں۔ ہشام بن کلبی بیان کرتا ہے کہ بلقیس کے بعد ناشر بن عمرو بن یعفر جس کو یاسر النعم بھی کہتے ہیں یمن کا بادشاہ ہوا اہل یمن کا یہ خیال ہے کہ اس نے اہل مغرب پر حملہ کیا تھا اور وادیٔ رمل تک جہاں کہ کوئی نہیں جا سکتا پہنچ گیا تھا پھر آگے ریت کی کثرت کی وجہ سے نہ بڑھ سکا لیکن اس کے بعض ہمراہی وادیٔ رمل عبور کر گئے اور پھر واپس نہ ہو سکے۔ ناشر النعم نے اس وادی کے کنارے ایک بت تانبے کا بنوا کر رکھوا دیا تھا اور اس کے سینہ پر جلی خط سے عبارت ذیل کندہ کرا دی تھی:

((ھذا الصنم لنا شر النعم الحمیری لیس وراہ مذھب فلا یتکلف احد ذلک فیعطب))

سمرقند کی وجہ تسمیہ: اس کے بعد شمر مرعش (اس کا لڑکا) تخت پر بیٹھا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے عراق، فارس، خراسان کے اکثر علاقہ کو فتح کیا اور دریائے جیحون سے گزر کر شہر صغد کو ویران کر کے اس کے قریب ایک دوسرا شہر آباد کیا۔ عجمی اس شہر کو ویران کرنے سے شرکند (شمر نے خراب کیا) کہنے لگے جسے عرب نے معرب کر کے سمرقند کر دیا اور بعضوں نے بیان کیا ہے کہ یہ قباد بادشاہ فارس سے لڑا تھا اور اسے قید کرا لایا تھا بہرکیف شمر مرعش ایک سو ساٹھ برس تک تخت حکومت پر رہا۔

شمر مرعش: سُہیلی کی تحریر شہادت دیتی ہے کہ شمر مرعش جس کی طرف سمرقند کا قصہ منسوب کیا جاتا ہے وہ شمر بن مالک تھا اور مالک وہی ہے جس کو املوک بھی کہتے ہیں اور یہ شمر یاشر النعم کا لڑکا ہے لیکن سہیلی کی یہ غلطی ہے اس وجہ سے کہ مؤرخین نے اس پر اتفاق کر لیا ہے کہ ملوک جناب موسیٰ کے زمانہ میں تھا اور شمر ذوالاذغار کی اولاد سے ہیں جو جناب سلیمان کے وقت میں تھا۔ واللہ اعلم

تبان بن اسعد: شمر مرعش کے بعد تبابعہ میں سے تبع القرن جس کا نام زید تھا بادشاہ ہوا سُہیلی کہتا ہے کہ شمر مرعش کا لڑکا تھا اور طبری کا یہ بیان ہے کہ عمر ذوالاذغار اس کا باپ تھا اس نے تریپن برس تک اور بروایت مسعودی تریسٹھ سال تک حکمرانی کی اس کے بعد اس کا لڑکا کلیکرب بادشاہ ہوا یہ بڑا بزدل تھا لڑائی سے جان چراتا تھا نہ تو اس نے کسی ملک پر حملہ کیا اور نہ کسی سے لڑنے پر آمادہ ہوا یہاں تک کہ مر گیا اور اس کے بعد اس کا لڑکا تبان ابن اسعد ابو کرب تخت نشین ہوا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سب سے پچھلا تبع ہوا اور یہ ملوک تبابعہ میں اوروں کی بہ نسبت زیادہ مشہور ہے۔

حیرہ کی وجہ تسمیہ: یہ یمن سے ملک گیری کے ارادے سے چلا مقام حیرہ میں پہنچ کر راستہ بھول جانے سے اس کا لشکر پریشان ہو گیا۔ اسی مناسبت سے اس مقام کا نام حیرہ رکھا اور چند قبائل ازد، لخم، جذام، عاملہ، قضاعہ کو چھوڑ کر آگے بڑھا۔ ان

لوگوں نے اس مقام پر ڈیرے ڈال دیئے۔ چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں بنا کر قیام کر دیا۔ پھر کچھ لوگ قبائل طیرہ وکلب وسکون وایا دو حرث بن کعب کے ان میں آ ملے۔

تبان اسعد کی فتوحات: پھر تبان اسعد' ابار ہوتا ہوا موصل پہنچا اور وہاں سے نکل کر آذربائیجان والوں سے اپنی قوت و مردانگی کی داد لیتا ہوا ترکوں سے معرکہ آراء ہوا اور انہیں شکست دے کر مالِ غنیمت اور قیدیوں کو لے کر یمن کی طرف واپس ہوا۔ اطراف و جوانب کے بادشاہ اس کی سطوت سے ڈر گئے ملوکِ ہند نے مصالحت کر لی۔ اس کے بعد تبان اسعد نے اپنے ایک لڑکے حسان کو صغد کی طرف اور دوسرے لڑکے یعفر کو روم کی طرف اور اپنے برادرزادہ شمر ذی الجناح کو فارس کی جانب فوجیں دے کر روانہ کیا۔ شمر نے کیقباد شاہِ فارس سے جنگ کر کے اسے شکست دی اور سمرقند پر قبضہ کر کے چین کی طرف بڑھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے اس کا بھائی حسان اس کی جانب پہنچ گیا تھا۔ دونوں نے مل کر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا اور بے شمار مالِ غنیمت لے کر اپنے باپ کے پاس واپس آئے پھر تبان اسعد نے اپنے لڑکے یعفر کو قسطنطنیہ کی طرف روانہ کیا بادشاہ قسطنطنیہ نے خراج دے کر صلح کر لی اس کے بعد یعفر نے رومیہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اثناءِ محاصرہ میں اس لشکر میں طاعون پھوٹ پڑا۔ رومیوں نے موقع پا کر حملے شروع کر دیئے جب یعفر کی فوج کا اکثر حصہ برباد ہو گیا اس وقت وہ مجبور ہو کر باقی ماندہ فوج لے کر یمن کی طرف لوٹا۔

تبان اسعد کے یہودی ہونے کا واقعہ: ابنِ اسحاق کہتا ہے کہ ملوک تبابعہ میں سے جو تبع مشرق کی طرف بڑھا تھا وہ تبان اسعد ابو کرب بن ملکی کرب بن زید الاقرن بن عمرو ذوالاذ غار تھا اور تبان اسعد کا نام حسان بن تبع تھا اور اسی نے بخیال بعض علماء تاریخ نے سب سے پہلے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا اور بنی جرہم کو اس کا متولی کیا اور کعبہ میں دروازہ لگایا۔ چابی مقرر کی۔ ابنِ اسحاق نے لکھا ہے کہ پھر یہ یہودی ہو گیا اور اس کی یہودیت کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ جس وقت تبان اسعد یمن سے نکل کر حدودِ مشرق کی طرف بڑھ رہا تھا تو یثرب سے ہو کر گذرا اور اس پر قبضہ کر کے اپنے لڑکے کو چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ اہل یثرب نے آپس میں مشورہ کر کے اس کے لڑکے کو قتل کر ڈالا ان دنوں بنی نجار کا ایک مشہور شخص عمرو بن طلہ نامی ان کا رئیس و سردار تھا۔ تبان اسعد کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو بہت برہم ہوا اور اسی وقت لڑائی اور آگے بڑھنا موقوف کر کے یثرب کی طرف متوجہ ہوا وہ دو دن کا راستہ ایک روز میں طے کرتا ہوا یثرب کے قریب پہنچ کر یثرب کا محاصرہ کر لیا۔ تمام ابناءِ قبیلہ نے ایک جا ہو کر مقابلہ کیا اثناءِ جنگ میں یہودی بنو قریظہ کے دو عالم متبحر تبان اسعد کے پاس آئے اور اس سے کہا تو اپنے اس فعل سے باز آ تو اپنے اس خیال کے پورا کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا اور نہ یثرب کسی صورت سے خراب و ویران ہو سکتا ہے کیونکہ یہ نبی آخر الزمان ؐ کا جو قریش میں پیدا ہو گا۔ مہاجر (جائے ہجرت) ہے اور یہیں آ کر وہ قیام پذیر ہوں گے تبان اسعد ان کی باتوں سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے لڑائی موقوف کر دی اور دین یہودیت قبول کر لیا اور انہیں ہمراہ لئے ہوئے مکہ کی طرف روانہ ہوا۔

تبان اسعد کی مکہ میں آمد: جس وقت مکہ کے قریب پہنچا غالباً ایک منزل باقی رہتی تھی کہ بنی ہذیل کے چند آدمی اس کے پاس آئے اور اس کو کعبہ کے مال و جواہرات اور خزائن کی طمع میں مبتلا کرنا چاہا۔ لیکن ان دونوں عالموں نے اس کو اس فعل سے روک دیا اور اس پر یہ امر ظاہر کیا کہ بنی ہذیل تیرے قتل کی فکر میں ہیں تبان اسعد نے یہ سنتے ہی انہیں قتل کر ڈالا اور خود ان

دونوں عالموں کے ساتھ مکہ معظمہ میں داخل ہوا ان علماء نے جو اس کے ہمراہ تھے اس کو طواف کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ تبان اسعد نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اس پر غلاف چڑھایا اور بنی جرہم کو اس کا متولی مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ حائضہ اور نفساء (حیض اور نفاس والی عورتیں) اس کے قریب نہ آنے پائیں خانہ کعبہ کا دروازہ بھی اس نے قائم کیا اور کنجی مقرر کی۔

تبان اسعد کی مراجعتِ یمن اس کے بعد یمن کی طرف روانہ ہوا یمن میں اس کی تمام قوم بت پرست تھی اور وہ اس کی یہودیت سے مطلع ہو کر فیصلہ کرنے پر آمادہ ہوئی چنانچہ اس زمانہ کے دستور کے مطابق آگ مشتعل کی گئی بنی حمیر اپنے بتوں کو لئے ہوئے اور یہود کے وہ دونوں عالم توریت کو گلے میں حمائل کئے ہوئے آگ میں داخل ہوئے حمیریوں کو آگ نے جلا دیا اور یہ دونوں عالم جن کی نورانی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا صحیح وسالم نکل آئے اس واقعہ سے بنی حمیر بھی یہودی ہو گئے اور یہودیت نہایت کم دنوں میں ایسی پھیل گئی کہ گویا یہی ان کا اصل مذہب تھا۔

تبان اسعد کے اشعار: علامہ مسعودی اس تبع کے حالات میں تحریر کرتا ہے کہ سعد ابوکرب نے فتوحات ملکی میں ناموری پیدا کی تھی اس نے اکثر ممالک عجم پر بزور تیغ قبضہ کر لیا تھا۔ سرزمین عراق میں قباد سے لڑا اور اس کو شکست دی یہ قباد قباد بن فیروز نہیں ہے۔ بلکہ ملوک الطوائف سے تھا اس کے بعد ابوکرب عراق و شام و حجاز پر قابض ہو گیا۔ اسی مضمون کا خود تبع ابوکرب کہہ رہا ہے:

اذ حُسینا جیدنا من دماء
ثم سرنا بها مسیرًا بعیدًا
واستجنا بالخیل خیل قباد
و ابنِ اقلید جاء نا مصفورًا
و کسونا البیت الذی حرم اللّٰہ
سلا منضل او برودًا
واقمنا من الشھر عشرا
و جعلنا لبابه اقلیدًا

''جب ہم نے خونِ اعداء اپنے گھوڑوں کو پلا دیا پھر گئے ہم ان پر دور دراز تک اور مباح کر دیا ہم نے اپنے سواروں کو قباد کے سواروں کا خون' اور ابنِ اقلید ہمارے پاس آیا بندھا ہوا' اور پہنایا ہم نے اس مکان کو جس کی اللہ نے عزت کی ہے' ڈھکی ہوئی تہ پرتہ چادریں' اور ٹھہرے ہم وہاں دس مہینہ تک' اور اس کے دروازہ کی کنجی ہم نے بنا دی''۔

تبان اسعد کا قتل: اس سے اور کندہ سے اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں۔ بالآخر حجر بن عمرو بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ بن کندہ (قبیلہ کہلان کا بادشاہ) فتح یاب ہوا اور ابوکرب یمن لوٹ آیا بنی حمیر نے یہ سمجھ کر یہ بزدلی سے بھاگ آیا ہے اس کو قتل کر ڈالا اور اس کا زمانہ حکومت تین سو برس تک رہا۔

ربیعہ بن نصر کا خواب: بروایت ابنِ اسحاق ابوکرب کے بعد ربیعہ بن نصر بن حرث بن نمارہ بن لخم برادر جذام یمن کا بادشاہ ہوا۔ طبری بروایت ابنِ اسحاق باسناد بعض اہل علم تحریر کرتا ہے کہ اس نے ایک خوفناک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر کے لئے دو کاہنوں کو بنی ایاد و غسان سے بلوایا جو اس زمانہ میں فن کہانت و نجوم میں عدیم النظیر تھے ان میں سے ایک کا نام شق

ابوصعب شکر بن وہب بن اموال بن یزدید بن قیس بن عبقر بن ایاداور دوسرے کا نام مطیح ربیع بن ربیعہ بن مسعود بن ماذن بن ذیب بن عدی بن ماذن بن غسان تھاان کاہنوں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ ربیعہ اور قحطان کے ستر برس بعد حبشہ یمن کے بادشاہ ہو جائیں گے اس کے بعد ابنِ ذی یزن عدن سے خروج کرے گا اور انہیں یمن سے نکال باہر کرے گا اور خود یمن کا بادشاہ ہو جائے گا۔ ربیعہ کے دل میں یہ باتیں ایسی جاگزیں ہوئیں کہ اس نے فوراً اپنے اہل وعیال کو عراق کی طرف روانہ کر دیا اور سابور بن خرواز شاہِ فارس کو سفارشی خط لکھ دیا اس نے اس کی اولاد کو مقام حیرہ میں ٹھہرایا اسی کے خاندان سے نعمان نامی بادشاہ حیرہ ہوا تھا جس کا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

حسان بن تبان کا قتل: نعمان بن منذر بن عمرو بن عدی بن ربیعہ بن نصر' ابنِ اسحاق تحریر کرتا ہے کہ ربیعہ بن نصر کے بعد مملکت یمن کا مالک حسان بن تبان اسعد ابوکرب ہوا اور ملوک تبابعہ کی طرح جہانگیری کے خیال سے اہل یمن کو لے کر نکلا۔ لیکن بنی حمیر اور یمن کے قبائل نے اس کی ہمراہی کو ناپسند کیا اور واپسی پر تل گئے اس کے بھائی عمرو نامی سے کہا کہ ''تو اپنے بھائی کو قتل کر ہم تجھے بادشاہ بنائیں گے'' عمرو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ ہو گیا۔ ذورعین نے بنی حمیر کی اس رائے سے اختلاف کیا اور عمرو کو بھی اس کام سے روکا لیکن اس کے دماغ میں بادشاہی کی بوسمائی ہوئی تھی اس نے اس کے کہنے کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ تب ذورعین نے یہ دو شعر ایک کاغذ پر لکھ کر بطور امانت اس کے پاس رکھ دیئے۔

الا من يشترى سهرا انبوم
سعيد بن يبيت قوير عين
فاما حمير غدرت وخانت
فمعذرة الاله لذى رعين

''وہ کون شخص ہے جو بیداری کو خواب کے بدلے فروخت کرتا ہے' نیک بخت وہ ہے جو ٹھنڈی آنکھیں سوئے' چونکہ حمیر نے غداری کی اور خیانت کی' پس ذورعین کا اللہ حافظ ہوئے''۔

عمرو بن تبان: جس وقت عمرو اپنے بھائی کو قتل کر کے حمیر کے ساتھ یمن کی طرف واپس آیا تو بیداری نے اس کی نیند کو بالکل اڑا دیا۔ اطباء اور کاہنین سے بے خوابی کی شکایت کی ان سب سے باتفاق یہ کہا ''جو شخص اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے اس پر بے خوابی مسلط کی جاتی ہے''۔ عمرو یہ سن کر بہت برہم ہوا اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا ہے اس کو عمرو قتل کر ڈالتا تھا ایک روز اس کا ذہن میں ذورعین کا خیال گذرا فوراً طلب کر لیا لیکن ذورعین کو اس کے ان دو شعروں نے بچا لیا۔ جن کا ذکر اوپر ہو چکا اور عمرو کو موثبان بھی کہتے تھے طبری اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتا ہے کہ اس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تھا اس وجہ سے اس کو موثبان بھی کہتے ہیں اور ابنِ قتیبہ لکھتا ہے کہ جنگ کی کمی اور اکثر زم بچھونے پر پڑے رہنے کی وجہ سے اس نام سے موسوم ہوا بہر حال اس نے اپنی حکومت کے تریسٹھ برس بعد انتقال کیا۔

یمن پر عبد کلال کا قبضہ: جرجانی اور طبری لکھتے ہیں کہ اس کے بعد ملوک حمیر کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا حسان تبع کے لڑکے چھوٹے چھوٹے تھے۔ جن میں ملک داری کی قابلیت نہ تھی اور جو بڑا لڑکا تھا وہ پاگل ہو گیا تھا اسی وجہ سے ملک تبابعہ پر عبد کلال غالب ہو کر چورانوے سال تک حکومت کرتا رہا۔ یہ دین عیسوی کا پابند تھا پھر ابنِ حسان باہوش وحواس ہوا اور تبابعہ

کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی بروایت جرجانی اس نے بہتر برس حکمرانی کی۔ یہی تبع اصغر ذوالمغازی وآ ثار ہے۔

مدثر بن عبد کلال: اس کے بعد مدثر بن عبد کلال اسکا مادری بھائی تخت نشین ہوا یہ اکتالیس سال تک بادشاہت کرتا رہا۔ اسکے بعد ولیعہ بن مدثر سینتیس برس تک ابرہہ بن الصباح بن لہیعہ بن شیبہ بن مدثر اور قیلیف بن یعلق بن معد یکرب بن عبداللہ بن عمرو بن ذی اصبح الحرث بن مالک برادر ذورعین اور کعب پدر سبا اصغر یکے بعد دیگرے حسب ترتیب حکمران رہے۔

لخیتعہ کا قتل: جرجانی لکھتا ہے کہ بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ ابرہہ بن الصباح صرف تہامہ کا حکمران تھا۔ اس کے بعد عمرو بن تبع بن کلیکرب ستاون برس تک حکومت پر رہا۔ اس کے بعد لخیتعہ بادشاہ ہوا یہ خاندان شاہی سے نہ تھا اس کے جبر وظلم کی کوئی حد نہ تھی اس نے حمیر کے نیک اور اچھے اچھے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ خاندان سلطنت کو نیست ونابود کر ڈالا۔ ستائیس برس تک اسی حالت وکیفیت سے حکمرانی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ذونواس زرعہ تبع بن تبان اسعد ابوکرب لخیتعہ پر ٹوٹ پڑا اور اس کو قتل کر کے آپ شاہِ یمن ہو گیا ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ جس وقت حسان قتل کیا گیا یہ بچہ تھا۔ جب یہ جوان ہوا تو اس نے لخیتعہ کو خلوت میں جبکہ وہ ایک فعل شنیع کا مرتکب ہو رہا تھا قتل کر ڈالا اور بنی حمیر وقبائل یمن کو اس حال سے آگاہ کیا ان لوگوں نے متفق ہو کر اسے یمن کے تخت حکومت پر بٹھا دیا۔ اس کی تخت نشینی سے تبابعہ کی حکومت گویا از سر نو قائم ہو گئی یہ یوسف سے مشہور تھا۔ بروایت ابن اسحاق اڑسٹھ سال تک یہ حکومت پر متمکن رہا۔ ذونواس کے اور اس کے بعد کے یہ واقعات ہیں۔

زرعہ تبع بن تبان: باتفاق مؤرخین ذونواس تبان اسعد کا لڑکا اور اس کا نام زرعہ ہے جب یہ اپنے آبائی ممالک پر قابض ہوا تو یوسف کے نام سے پکارا جانے لگے یہ یہودی تھا اس نے اکثر قبائل یمن کو یہودی بنا ڈالا تھا اور ہمیشہ یہودیت پھیلانے کی کوشش کرتا رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود دیارِ عرب میں نصرانیت کا بھی زور تھا۔

اہل نجران کا قبول عیسائیت: اہل نجران تمام نصرانی المذہب تھے نصرانی مذہب کی اشاعت کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ میمون نامی ایک شخص جو اصحاب حوارئین عیسیٰ کا پیرو تھا ایک دوسرے آدمی کے ساتھ جس کا نام صالح تھا شام سے یہودیوں کے خوف سے نکل کھڑا ہوا۔ اثناءِ راہ میں راہ گیروں نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا اور نجران لا کر فروخت کر ڈالا اہل نجران ان دنوں ایک درخت کی پرستش کرتے تھے۔ عیدوں میں اسے کپڑے پہناتے اور اس کے سامنے کھانے رکھتے تھے۔ یہ دونوں غریب جس وقت نجران پہنچے اور اپنے مذہب کے موافق عبادت کرنے لگے اہل نجران نے جدید طرزِ عبادت دیکھ کر تخت متعجب ہوئے اور اپنے رئیس عبداللہ بن الثامر سے بیان کیا اس نے انہیں طلب کر کے ان کا مذہب دریافت کیا۔ میمون نے کہا میرا مذہب عیسائی ہے جس میں شرک کی ممانعت ہے تم لوگ درخت کی پرستش کرتے ہو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے عبداللہ نے کہا اگر ہمارا یہ مذہب باطل ہو جائے اور اس درخت کی پرستش شرک ہے اور تمہارا مذہب سچا ہے تو تم دعا کرو کہ یہ درخت خشک ہو جائے ہم تمہارا دین بے تامل قبول کر لیں گے۔ میمون نے دعا کی مشیت ایزدی سے وہ خشک ہو گیا اہل نجران اپنے رئیس عبداللہ کے ساتھ یہ واقعہ دیکھ کر فوراً عیسائی ہو گئے۔

ذونواس کا نجران پر حملہ: ابن اسحاق نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے کہ میمون نجران کے ایک گاؤں میں آ کر

ٹھہرا تھا اور اسی طرح سے اہل نجران کے لڑکے ایک ساحر کے پاس سحر سیکھنے جاتے تھے ان لڑکوں میں عبداللہ بن الثامر بھی تھا یہ اکثر میمون کے پاس بیٹھ جاتا تھا اور اس کی باتیں غور سے سنتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کے دل میں اس کی باتیں اثر پذیر ہو گئیں اور یہ عیسائی ہو گیا۔ شاہِ نجران یہ واقعہ دیکھ کر اس کے قتل کی فکر میں ہوا لیکن وہ اپنے اس ارادہ میں ناکام رہا چند دن بعد یہ مر گیا اور عبداللہ نجران کا حکمران ہوا تو تمام اہل نجران عیسائی ہو گئے اور یہی مذہب ان میں پھیل گیا۔ اہل نجران ایک مدت تک عیسائیت پر قائم رہے لیکن کچھ عرصہ بعد ان میں طرح طرح کی بدعتیں پیدا ہو گئیں۔ ذونواس نے انہیں یہودیت کی طرف بلایا ان لوگوں نے اس سے انکار کیا تب ذونواس اہل یمن کو لے کر ان پر چڑھ گیا۔ بروایت ابنِ اسحاق بیس ہزار سے کچھ زائد آدمیوں کو قتل کر کے جلا ڈالا صرف ایک شخص سا بچ گیا جسے دوس ثعلبان کہتے تھے یہ اپنے تیز گھوڑے پر سوار ہو کر ریگستان طے کرتا ہوا نکل گیا اور ذونواس کے سپاہی بمجبوری تعاقب نہ کر سکے۔

باب : ۹

ملوکِ حبشہ

ذونواس کی نجران پر فوج کشی: ہشام ابن محمد کلبی ذونواس اور اہلِ نجران کی لڑائی کا یہ سبب ظاہر کرتا ہے کہ ''نجران میں ایک یہودی رہتا تھا اس کے دو لڑکے تھے اہلِ نجران مذہبی اختلاف کی وجہ سے اس سے عداوت رکھتے تھے ایک روز اس سے اور ایک عیسائی سے جو اس کے پڑوس میں تھا تکرار ہوئی چونکہ عیسائیوں کو اس سے کچھ خلش پہلے سے چلی آ رہی تھی۔ یہ ایک نیا حیلہ پیدا ہو جانے سے اس کے دونوں لڑکوں کو مار ڈالا۔ غریب و مظلوم یہودی گرتا پڑتا یمن ذونواس کے پاس پہنچا اور اپنا ماجرا بیان کیا۔ ذونواس یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور اسی وقت نجران پر فوج کشی کر دی۔ اہلِ نجران ایک تو اس کی نسبت کمزور تھے اور دوسرے غافل بھی تھے۔ اس وجہ سے ان میں سے سوائے دوس ذوثعلبان کے اور کوئی جانبر نہ ہوا۔ دوس ثعلبان نجران سے نکل کر قیصرِ روم کے دربار میں پہنچا اور ذونواس کے مظالم اور زیادتیاں بیان کیں اور انجیل کے اوراق جلے چھٹے ہوئے دکھلائے قیصرِ روم کو اس کا یہ فعل بہت ناگوار گذرا اس نے اسی وقت نجاشی والیٔ حبشہ کو اس کی اعانت کے لئے لکھا اور امداد کی سفارش کی۔

نجاشی کا یمن پر حملہ: چنانچہ نجاشی ستر ہزار حبشیوں کو ہمراہ لے کر یمن کی طرف بڑھا۔ بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ دوس ذوثعبان پہلے نجاشی کے پاس گیا تھا اور نجاشی نے جنگی جہازوں کی کمی وجہ سے قیصر کے پاس جلی چھٹی ہوئی انجیل بھیج دی۔ جب قیصرِ روم نے کشتیاں بھیجیں تو نجاشی نے لشکر حبشہ کو ارباط کی ماتحتی میں یمن کی طرف یمنیوں کے قتل و غارت اور قید کی قسم لے کر روانہ کیا۔ ارباط کے ہمراہ اس مہم میں ابرہۃ الاشرم بھی تھا جو حبشیوں کا ایک نامی جنرل تھا۔ ارباط اور ابرہہ کے جنگی جہاز نہایت کم مدت میں ساحلِ یمن پر لنگر زن ہوئے چونکہ ذونواس کو اس سے آگاہی نہ تھی اور وہ غافل بیٹھا ہوا تھا۔ اس وجہ سے حبشیوں کو دریا سے خشکی پر اترنے میں کچھ دقت پیش نہ آئی۔ ورنہ خواہ مخواہ کسی قدر دقت ضرور اٹھانی پڑتی۔

ذونواس کا خاتمہ: الغرض جس وقت ذونواس کو اس واقعہ سے آگاہی ہوئی۔ کفِ افسوس ملنے لگا لیکن پھر اس نے نہایت تیزی سے جس قدر یمن کے قبائل نے اس کا ساتھ دینا پسند کیا انہیں ہمراہ لے کر لشکر حبشہ کا مقابلہ کیا۔ میدانِ جنگ میں زیادہ سے زیادہ دوپہر تک یمنیوں کو ہمراہ لئے ہوئے لڑتا رہا۔ دوپہر کے وقت جب لڑائی کا رنگ بدلتا نظر آیا اور اس نے یہ سمجھ لیا کہ چند لمحوں کے بعد میں ضرور گرفتار ہو جاؤں گا اس وقت اس نے خواری کی گرفتاری سے موت کو کہیں افضل سمجھ کر اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا۔ موج کے تھپیڑوں نے نہایت عجلت سے بنی حمیر کے اس آخری بادشاہ کو قعرِ دریا میں پہنچا دیا۔

ارباط مظفر و منصور یمن میں داخل ہوا اور یمنیوں کو جہاں تک ممکن ہوا ذلیل وخوار اور گرفتار وقتل کر کے نجاشی کولڑائی کے آخری نتیجہ سے مطلع کیا اور یمن کے کچھ تحائف بھیجے اور خود یمن ہی میں مقیم رہا۔

ابرہہ کا یمن پر قبضہ: ہشام بن محمد کلبی کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ''نجاشی کے پاس جس وقت قیصر نے کشتیاں بھیج دیں اس وقت اس نے ابرہہ کو امیر لشکر کر کے یمن کی طرف بھیجا۔ جس وقت ابرہہ صنعاء میں پہنچا ذونواس منہ چھپا کر بھاگا اور دریا میں ڈوب کر جان دے دی۔ ابرہہ بلا مقابلہ یمن پر قابض ہو گیا۔ لیکن اس نے خلاف عہد نجاشی کو تحائف نہ بھیجے اس وجہ سے نجاشی نے دوبارہ ارباط کو ایک بڑے اور قوی لشکر کا افسر بنا کر ابرہہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جس وقت ارباط ساحل یمن پر پہنچا ابرہہ نے ارباط سے سازش کی کوشش کی لیکن جب ان میں اس کو ناکامی ہوتی نظر آئی تو چاروناچار مقابلہ پر آیا اور دھوکے سے اس نے ارباط کو مار ڈالا۔ نجاشی اس واقعہ سے بہت برہم ہوا اور اس نے اس کے قتل کی قسم کھالی۔ لیکن ابرہہ نے اپنی چالاکیوں سے اسے راضی کر لیا۔

ارباط کا قتل: اور فاضل ابن اسحاق کا یہ خیال ہے کہ یمن میں سب سے پہلے ارباط آیا تھا اور ابرہہ اس کی ماتحتی میں تھا۔ فتح یمن کے بعد ابرہہ اور ارباط میں کچھ تکرار ہو گئی دونوں میں سخت لڑائی ہوئی بالآخر ارباط مارا گیا۔ نجاشی کو ابرہہ کا یہ فعل ناگوار گذرا لیکن ابرہہ نے اس کو راضی کر لیا اور یمن حاکم بنا رہا۔ واللہ اعلم

بنی حمیر پر ظلم وتشدد: ابرہہ نے یمن پر مسلط ہونے کے بعد حمیریوں کو ذلیل وخوار کرنا شروع کر دیا۔ ان کے رؤسا اور امراء کی تحقیر کرنے لگا۔ ریحانہ بنت علقمہ بن مالک بن زید بن کہلان کو اس کے شوہر ابی مرہ بن ذی یزن سے ناجائز دباؤ ڈال کر اپنی زوجیت میں لے لیا۔ بطن ریحانہ سے ابومرہ کا ایک لڑکا معدیکرب پیدا ہوا تھا۔ اس کے بعد ابرہہ کے ایک لڑکا مسروق اور ایک لڑکی بسباسہ نامی پیدا ہوئی۔

بنی حمیر کی تذلیل واہانت: ابرہہ اور اس کا غلام عدوہ جو اکثر اطراف یمن کا حاکم تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے بد افعالیوں میں بڑھ چڑھ کر تھے دنیا کا کوئی ناجائز فعل ان کے ہاتھوں نہیں بچا۔ بنی حمیر جس قدر اس سے پہلے معزز تھے۔ اس سے بدرجہا زیادہ اس زمانہ میں ذلیل وخوار ہورہے تھے ان کی عورتوں کو اپنے لئے مباح کر رکھا تھا اور مردوں سے غلامی کا کام لیتا تھا۔ بنی حمیر یا خثعم کے ایک شخص نے اسے موقع پا کر قتل کر ڈالا ابرہہ نے اس کا خون مباح کر دیا۔

واقعہ اصحاب فیل: کچھ عرصہ بعد ابرہہ نے اس شکریہ میں کہ یمن کی حکومت اُسے مستقل طور پر حاصل ہو گئی تھی۔ صنعا میں ایک کلیسا بنوایا جس میں قیمتی پتھروں کی پچی کاری کرائی اور شیشہ وآلات سے بھی خوب سجایا۔ نجاشی اور قیصر روم کو اس کی اطلاع دی اور یہ تحریر کیا کہ میرا مقصود یہ ہے کہ عرب کو حج کعبہ سے روکوں اور اس کے طواف کی طرف مائل کروں۔ چنانچہ اسی خیال سے اطراف عرب میں آدمیوں کو روانہ کر دیا۔ جس وقت یہ داعی (بلانے والے) بنی کنانہ کے شہر (مکہ) میں عرفہ بن عیاض نے اسے ایک ایسا تیر مارا کہ اس نے دوبارہ دم تک نہیں لیا۔ اس کا دوسرا ہمراہی بحال پریشان گرتا پڑتا ابرہہ کے پاس پہنچا تمام ماجرا بیان کیا۔ ابرہہ کو یہ ناگوار گزرا اور اس قدر برافروختہ ہوا کہ اسی وقت ایک لشکر جرار اور کثیر فوج لے کر ہاتھیوں کے ساتھ مکہ کی طرف اس غرض سے روانہ ہوا کہ کعبہ کو منہدم کر دے اور بنی کنانہ (قریش) کو قتل کر ڈالے

ابرہہ کی حجاز پر فوج کشی: جس وقت ابرہہ سرزمین یمن سے نکل کر حجاز پہنچا۔ ذونفر حمیری دو ہزار عرب ہمراہ لے کر اس

کے مقابلہ پر آیا اگر چہ ذونفر حمیری فی نفسہ توانائی اور قوت میں سو دو سو سے کم نہ تھا لیکن ایک طرف معدودے چند آدمی اور دوسری طرف ٹڈی دل بھلا دونوں میں مساوات کیسی ہوسکتی۔ آخرالامر ذونفر حمیری کو شکست ہوئی ابرہہ نے اسے گرفتار کرلیا اور راہبری کے لئے اپنے ہمراہ رکھا۔ ابنِ اسحاق تحریر کرتا ہے کہ طائف میں داخل ہونے پر مسعود بن معتب ثقفی بنی ثقیف کو لے کر ابرہہ کے پاس آیا اور اس کی اطاعت قبول کرلیا۔ بنی ثقیف نے ابو رغال نامی ایک شخص کو رہبری کی غرض سے اس کے ہمراہ کر دیا۔ اس نے ابرہہ کو طائف اور مکہ کے درمیان مغمس میں ٹھہرایا۔ جو مکہ سے ایک منزل کی مسافت پر ہے پھر ابو رغال کا اسی مقام پر انتقال ہوگیا بعد میں عرب نے اس کی قبر کو سنگسار کیا جریر کہتا ہے۔

اذا مـــات الـــفـــرزوق فـــارجـــمـــوه

کـــمـــا تـــرمـــون قـبـــر ابـــی رغـــال

ابرہہ کا پیغام: اس کے بعد ابرہہ نے سواروں کا ایک دستہ اسود بن مقصود حبشی کی ماتحتی میں مکہ کی طرف روانہ کیا۔ اس غرض سے کہ بار برداری کے لئے اونٹ اور کچھ آدمی اسباب وغیرہ اٹھانے اور لادنے کی غرض سے گرفتار کر لائیں چنانچہ اسود بن مقصود اطراف مکہ میں گیا اور اہلِ مکہ کے کچھ مویشی اونٹ جس میں دو سو اونٹ عبدالمطلب (جدی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے تھے پکڑ لایا۔ عبدالمطلب ان دنوں قریش کے سردار اور مکہ کے با اثر آدمیوں میں تھے اُن کا ارادہ لڑائی کا ہوا۔ لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ اسکے مقابلے کی طاقت نہیں ہے تو خاموش ہو رہے۔ ابرہہ نے دوسرے دن خیاط حمیری کو مکہ کی طرف روانہ کیا تا کہ اہلِ مکہ کو اسکے ارادہ سے آگاہ کرے اور اگر اہلِ مکہ کعبہ کے گرانے سے کچھ چون و چرا کریں تو لڑائی پر آمادہ ہو جائیں۔

عبدالمطلب کا ابرہہ سے مطالبہ: عبدالمطلب نے یہ پیغام سن کر جواب دیا ((و اللّٰہ ما نرید حربہ و ھذا بیت اللّٰہ فانہ یمنعہ فھو بیتہ و ان تخلی عند فما نحن من دافع)) [1] اور چند روسا قریش کو ہمراہ لے کر ابرہہ کے پاس گئے۔ ذونفر حمیری سے ملاقات کی جسے ابرہہ نے قید کر رکھا تھا۔ ذونفر نے فیل بان کے ذریعہ سے ابرہہ کو عبدالمطلب کے آنے کی اطلاع کرادی۔ ابرہہ نے ان کا بڑے تپاک سے استقبال کیا۔ تخت سے اتر کر فرش پر ان کے ساتھ بیٹھا اثناءِ کلام میں عبدالمطلب نے اپنے اونٹوں کی رہائی کی سفارش کی۔ ابرہہ نے متعجب ہو کر کہا ''بڑے تعجب کی بات ہے کہ کعبہ کے بارے میں تم نے مجھ سے کچھ التجا نہ کی یہ تو تمہارا اور تمہارے آباؤ اجداد کا مذہبی مکان ہے اور اونٹوں کا سوال کیا''۔ عبدالمطلب نے جواب دیا ((انا رب الابل و للبیت رب سیمنعہ)) ''میں اونٹوں کا مالک ہوں اونٹوں کو مانگتا ہوں اور اس گھر کا بھی ایک مالک ہے وہ غالباً روکے گا''۔ ابرہہ نے یہ سن کر تھوڑی دیر تک خاموشی اختیار کی اس کے بعد بلا تامل عبدالمطلب کو ان کے اونٹ واپس کر دیئے۔

عبدالمطلب کی پیشکش: علامہ طبری تحریر کرتا ہے کہ اکثر مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ عبدالمطلب کے ساتھ عمرو بن لعابہ بن عدی بن زمل سردار کنانہ اور خویلد ابنِ واثلہ سردار بنی ہذیل گئے تھے اور ابرہہ سے یہ درخواست کی تھی کہ ''تہامہ کی ثلث آمدنی خراج میں دی جائے گی۔ بشرطیکہ کعبہ منہدم نہ کیا جائے''۔ لیکن جب ابرہہ نے اس سے انکار کیا تو عبدالمطلب اپنے

---

[1] خدا کی قسم ہے ہم اس سے لڑائی کا ارادہ نہیں رکھتے۔ یہ اللہ کا گھر ہے پس اگر وہ (خدا) اس کو روکے تو یہ اس کا گھر ہے اور اگر وہ اس سے کچھ تعرض نہ کرے تو ہم اس کو دور نہیں کر سکتے۔

ہمراہیوں کے ساتھ واپس آئے اور قریش اور تمام اہل مکہ کو ہدایت کی کہ مکہ کو چھوڑ کر پہاڑوں پر چلے جائیں اور خود وقت روانگی خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑ کر کھڑے ہو گئے اس وقت ان کے پاس قریش کے چند منتخب آدمی موجود تھے اور سب کے سب گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہے تھے اور عبدالمطلب یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

لاھم ان العبد یمنع
حلہ فامنع حلالک
لا یغلبن صلیبھم
ومحالھم ابدا محالک
وانصر علی آل الصلیب
وعابدیہ الیوم آلک

''اے خدا بے شک بندہ اس کو روکتا ہے جو اس کے محل میں آتا ہے پس تو ہی منع کر اس کو جو تیرے مکان پر آئے۔ ہرگز ان کی صلیب اور ان کا غصہ کبھی تیرے غصہ پر غالب نہ آئے گا اور مدد کر اہل صلیب اور اس کے پرستش کرنے والوں پر آج اپنے اہل کو''۔

ابابیلوں کی آمد: اس کے بعد عبدالمطلب اپنے ہمراہیوں کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ گئے اور ابرہہ کعبہ کے گرانے کی غرض سے مکہ کی طرف بڑھا۔ اللہ جل شانہ نے ان پر چڑیوں کا ایک جھنڈ دریا کی جانب سے بھیجا جو اس نابکار لشکر پر سنگ باری کرنے لگا۔ جس پر وہ پتھر پڑتا تھا وہ اسی مقام پر رہ جاتا تھا اور مقام حجر میں ان کے اجسام پر چیچک کے دانے سے بھی نکل آئے جس سے اکثر ہلاک ہو گئے۔ ابرہہ کے بدن پر چند دانے نکل آئے جس کی وجہ سے اس کے تمام اعضا کٹ کٹ کر یکے بعد دیگرے گر گئے۔ لشکریوں کو جب یہ حال ہوا تو ہاتھیوں کو آگے کیا جو ہاتھی آگے بڑھایا جاتا تھا وہ آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے جاتا تھا آخر الامر ہاتھیوں کے اجسام پر بھی چیچک کی طرح دانے نکل آئے اور وہ سب مر گئے۔ تب اللہ جل شانہ نے ایک سیل بھیجا جو ان سب کو دریا میں بہا لے گیا۔

یمن کی حبشی حکومت کا خاتمہ: ہلاکی ابرہہ کے بعد اس کا لڑکا یکسوم تخت حکومت پر بیٹھا اس نے بھی بنی حمیر اور قبائل یمن کی ذلت میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی ان کے مردوں کو قتل کر ڈالا اور ان کی عورتوں کو جبراً گھر میں ڈال لیا۔ ان کے لڑکوں کو غلامی میں رکھ لیا۔ یکسوم کے مرنے پر اس کا بھائی مسروق تخت نشین ہوا اس نے یکسوم سے بڑھ کر زیادتیاں شروع کر دیں اور اپنے پیشروؤں سے ظلم و ستم میں بدرجہا بڑھتا نظر آیا تو سیف بن ذی یزن نے خروج کیا اور کسریٰ (شاہ فارس) کے پاس گیا اور وہاں سے لشکر لے کر یمن آیا اور مسروق کو قتل کر کے حبشیوں کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ اس وقت تک حبشیوں میں سے یمن میں بہتر برس میں چار آدمیوں نے حکومت کی۔ پہلا ارباط' دوسرا ابرہہ' تیسرا یکسوم بن ابرہہ تھا اور چوتھا مسروق بن ابرہہ۔

(مترجم) ہم اس سے پہلے کہ سیف بن ذی یزن کے نسب پر گفتگو کریں یا کسریٰ فارس کے پاس اس کے جانے کی تفصیلی کیفیت تحریر کریں مناسب یہ سمجھتے ہیں کہ اس مقام پر طیر ابابیل کے قصہ کو چھیڑ کر اس پردہ کو اٹھا دیں جس نے ایک زمانہ کو غلطاں

و پیچاں کر رکھا ہے ہمارا اصلی مقصود یہ ہے کہ دل چسپی کے ساتھ واقعات کی تحقیق بھی ہوتی جائے ہم عام مترجموں اور مؤرخوں کی طرح بے پر کی اڑانا نہیں چاہتے آیئے ذرا غامض نظروں سے طیرا ابابیل کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

متقدمین مؤرخین اور علماء تفسیر نے اس واقعہ میں ذرہ بھر بھی اختلاف نہیں کیا اور وہ متفق الکلمہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے اصحابِ فیل پر چڑیوں کا ایک جھنڈ بھیجا تھا جنہوں نے ان پر سنگ باری کی تھی۔ صاحب جامع البیان فی تفسیر القرآن اس قصہ کو سورۂ فیل کی تفسیر میں یوں تحریر کرتا ہے:

((فلما وصلوا قرب مكة تهيا والدخل ارسل الله طيرا من البحر امثال الخطا طيف مع كل في منقاره و رجليه ثلثة احجار اصغر من حمصة فرمتهم))

''پس جب کہ لشکر ابرہہ مکہ کے قریب پہنچا اور مکہ میں داخل ہونے کا قصد کیا تو اللہ تعالیٰ نے دریا کی جانب سے چمگادڑوں کی طرح چڑیاں بھیجیں ہر ایک کے ساتھ ان کی چونچ اور دونوں پاؤں میں تین تین سنگریزے تھے جو چنے سے چھوٹے تھے وہ ان پر سنگریزوں کو پھینک (مار) رہی تھیں''۔

اور تفسیر تبصیر الرحمٰن وتیسیر المنان میں اس طرح مذکور ہے:

((وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا) يعنى طيراً كثيرة متفرقة يتبع بعضها خرجت من شاطئ البحر سوداء او خضراء او صفراء فى منقار كل طير حجر و فى رجليه حجران (اَبَابِيْلَ) اى جماعات متفرقة فى الطرق او هربوا متفرقين فجعل لهم اضعف اردسلحه وَتَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ) اكبر من العدسة و اصغر من الحمسة))

''اور بھیجیں اصحابِ فیل پر بہت سی چڑیاں متفرق جو ایک دوسرے کے پیچھے تھیں اور نکلی تھیں دریا کی جانب سے سیاہ رنگ کی یا زرد رنگ یا سبز رنگ کی تھیں۔ ہر چڑیا کے منقار میں ایک سنگریزہ اور دونوں پاؤں میں دو سنگریزے تھے (ابابیل) یعنی متفرق جماعت تھیں راہوں پر جب کہ وہ متفرق ہو کر بھاگتے تھے پس وہ ان کو اضعف الاسلحہ کر دیتی تھیں (ترمیہم بحجارۃ) مارتی تھیں وہ ان کو سنگ ریزوں سے جو مسور سے بڑے اور چنوں سے چھوٹے تھے''۔

ان دو تفسیروں کے علاوہ اور تفاسیر بیضاوی ومدارک وتفسیر کبیر وغیرہ بھی بہ بلند آواز کہہ رہی ہیں کہ سورۂ فیل میں ''حجارہ'' کے معنی سنگریزہ اور ''طیر'' کے معنی چڑیا کے ہیں اور اصحابِ فیل پر فی الواقع چڑیوں نے سنگ باری کی تھی ''طیر'' کے معنی بلا اور ''حجارہ'' کے معنی بیماری نہیں ہیں جیسا کہ آج کل بعض وہ لوگ جن کے دماغ میں مغربیت کی بدبودار ہوا سما رہی ہے قائل ہو رہے ہیں یہ عجیب بات ہے کہ محالِ عقل اور عادی کے ظہور پذیر ہونے کے وہ قائل ہی نہیں ہوتے اسی بنا پر بعض معجزات سے انکار اور بعض کی تاویل کرتے ہیں حالانکہ محال عادی یا عقلی کے ظہور پذیر ہونے کا کسی حالت میں نہ قائل ہونا قدرت باری سے انکار کرنا ہے۔ قطع نظر اس سے معجزہ نام ہی اس کا ہے کہ جس کے کرنے سے عام بشر عاجز ہوں اور اس کو خدا کا ایک بندہ (نبی یا رسول) کر دکھلائے۔

اگر عام فیل میں ہمارے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم یا کوئی اور نبی موجود ہوتا تو ہم بے تکلف تحریر کر دیتے کہ یہ اس کا معجزہ تھا لیکن اس امر کے مفقود ہوتے سے ہم یہ تحریر کرنے سے بھی باز نہیں رہ سکتے کہ یہ ارہاصات (علامات) نبوت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا جسے جناب باری نے سورۂ فیل میں ذکر فرمایا ہے تاکہ منکرین رسالت کو عبرت ہو کہ خانہ

خدا کی ہتک حرمت سے ابرہہ پر یہ قہر الٰہی نازل ہوا تھا اور اگر اس کے دین اور نبی کی ہتک حرمت کی جائے گی تو جو عذاب نازل نہ ہو وہ کم ہے اسی کی برکت سے خدائے علیم نے یہ غیبی مدد بھیجی تھی اس واقعہ کا اعتراف نہ کرنے والوں کے لئے اب بھی کوئی انکار کا مقام باقی ہے؟

ہمارے اس دعویٰ کی شہادت صاحب تفسیر خازن ان الفاظ سے دے رہا ہے اور ہمارے خیال کی پوری پوری تائید کرتا ہے وہ تحریر کرتا ہے:

((و فی قصة اصحب الفیل و لالة عظیمة علیٰ قدرة اللّٰه تعالیٰ و علمه و حکمه اذ یستحیل عند العقل ان طیرًا نانی من قبل البحر تحمل حجارة ترمی بهانا سا مخصوصین و فیها لالة عظیمة علی شرف محمد و ذلک ان اللّٰه تعالیٰ فعل ذلک لنصرة من ارتضاه و هو محمد الداعی الی توحیده و اهلاک من سخط علیه و لیس ذلک لنصرة قریش فانهم کانوا کفارا لاکتاب لهم و الحبشة لهم کتاب فلا یخفی علیٰ عاقل ان المراد بذلک نصر محمد فکانه تعالیٰ قال انا الذی فعلت ما فعلته باصحاب الفیل تعظیما لک و تشریفا لقدرتک و ان قد نصرتک قبل قد و مک فکیف تو ککک بعد ظهورک))

اور اصحاب فیل کا قصہ اللہ تعالیٰ کی قدرت وعلم وحکمت پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ عقلاً محال ہے کہ دریا کی جانب سے چڑیاں آئیں جو سنگ ریزے لئے ہوئے ہوں اور وہ مخصوص آدمیوں کو ماریں اور یہ بہت بڑی دلیل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت کی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے محض ان کی مدد کے لئے کیا جن کو اس نے برگزیدہ کرلیا ہے اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اس کی توحید کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں اور اس کی ہلاکت کی بھی یہی حجت ہے جس پر اللہ ناراض ہوا ہے اور اس میں قریش کی مدد نہ تھی کیونکہ وہ اس وقت کفار تھے ان کے پاس کتاب نہ تھی اور حبشہ اہلِ کتاب تھے پس ہر ذی شعور پر یہ امر مخفی نہ رہے گا کہ مقصود اس سے نصرت جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھی پس گویا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ہی کیا جو کچھ کیا اصحابِ فیل کے ساتھ تیری تعظیم اور تیری تشریف آوری کی غرض سے اور جب کہ میں نے تیرے آنے سے پہلے تیری مدد کی ہے تو اب کیسے تیرے ظہور کے بعد تجھ کو چھوڑ دوں گا یعنی مدد نہ کروں گا۔

واقعی اس واقعہ سے یہ چند امور ظہور میں آئے جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت وعظمت پر دال ہیں اول ہاتھیوں کا مکہ کی جانب رخ نہ کرنا اور جب وہ دوسرے ممالک کی طرف پھیر دیئے جاتے تھے تو بے تکان دوڑتے تھے اور مکہ کی طرف بجائے چلنے کے بیٹھ جاتے تھے دوسرے پرندوں کا دریا کی طرف سے آنا جو ظاہراً پرندوں کی سکونت کی جگہ نہیں ہے اور پھر اس واقعہ کے بعد وہ پرندے نہ دکھلائی دیئے تیسرے یہ کہ ان سنگ ریزوں کا مقام معلوم نہیں ہے چوتھے ان سنگریزوں میں یہ تاثیر قوی تھی کہ جس پر وہ پڑتے تھے وہ جانبر نہ ہوتا تھا۔

مؤرخین اس واقعہ کو تحریر کرتے ہوئے وہ امر تحریر کرتے ہیں ایک یہ کہ پہلے لشکر ابرہہ پر پرندوں کا ایک جھنڈ آیا تھا جو ان پر سنگ باری کرتا تھا اور دوسرے یہ کہ ان کے اجسام پر چیچک کے دانے نکل آئے تھے اور اس پچھلی صورت کا آج کل کے نئی روشنی کے مقلد مغربی تعلیم کے پابند بھی اعتراف کرتے ہیں اور یہ امر ان کی بے بصیرتی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ابرہہ کے لشکر پر سنگ باری مقام مغمس میں ہوئی تھی اور چیچک کے دانے مقام حجر میں نکلے تھے یہ دونوں واقعے دو مختلف مقام پر واقع ہوئے تھے نہ کہ ایک مقام پر۔

البتہ تفسیر کشاف کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض روایتوں میں یہ آیا ہے کہ ان سنگریزوں کی تاثیر یہ تھی کہ جس کے بدن پر وہ پڑتے تھے اس کے بدن پر چیچک کے دانے پیدا ہو جاتے تھے اور وہی ہلاکت کا باعث ہوتے تھے چنانچہ اس روایت کی شہادت میں یہ حدیث پیش کی جاتی ہے۔ ((عن عكرمة من اصابته جدرته)) ''عکرمہ سے مروی ہے کہ جس پر وہ سنگریزے پڑتے تھے وہ مجدور یعنی چیچک والا ہو جاتا تھا لیکن اس شہادت سے بھی نئی روشنی والوں کا کام نہ چلا کیونکہ اس روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حبشیوں کے بدن پر خود بخود چیچک کے دانے نکل آئے تھے بلکہ اس سے یہ امر ظاہر ہو رہا ہے کہ ان سنگ ریزوں کی یہ تاثیر تھی کہ جس پر وہ پڑتے تھے وہ چیچک زدہ ہو جاتا تھا گویا کہ یہ انکار کے رنگ میں ایک اقرار ہے۔

اس کے علاوہ علماء تفسیر و تواریخ نے واقعہ فیل میں اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ اصحاب فیل پر چڑیوں کے ذریعہ سے سنگ باری کی گئی ہے۔ شعراء جاہلیت بھی اپنے اپنے قصائد میں اس کا ذکر کر رہے ہیں جو اس واقعہ میں موجود تھے اگر مضمون کی طوالت کا خیال ہم کو مجبور نہ کرتا تو ہم ضرور تمام شعراء کے کلام فرداً فرداً اس موقع پر شہادۃً پیش کرتے اس وجہ سے کہ یہی عرب کی تاریخ کا اصل ماخذ ہے تاہم بغرض اثبات مدعا اور دشمن کی زبان بندی کے لئے صرف عبدالمطلب (جد رسول ؐ) کے چند اشعار ذیل میں تحریر کرتے ہیں جو اس واقعہ میں موجود تھے:

صرمت و مالک لا تصرم
وراسک من کبر اشیم فما
فمالک من خلة ضرعم
فدع عنک و ذکر لیال الوصال
فانک من ذکره احلم
وعد القوا فی ذات الصواب
بجیش اتاک به الاثرم
ارادوا به وحص بیت الالٰہ
لیترک بنیانه یهدم
فردوهم اللّٰه عن هدمه
و اعیاهم الفیل لا یقدم
بطیر ابابیل ترمیهم
کان منا قیرها العندم

''میں منقطع تعلق ہو گیا اور تجھ کو کیا ہو گیا کہ تو منقطع نہیں ہوا اور سر تیرا پیری سے ابلق ہو گیا ہے اور ظاہر ہو گا تجھ پر بڑھاپا جوانی کے بعد، پس تو عشق و دوستی سے کیا گمان رکھتا ہے، وصل کی راتوں کا ذکر ترک کر دے، کیونکہ تو اس کے ذکر سے دانا ہے، اور ان اشعار کو پڑھ جو کہ سچے ہوں اور جس میں اس لشکر کا ذکر ہو جس کو اشرم (ابرہہ) لے کر آیا تھا، اس کے ذریعہ سے خانہ خدا کو گرانا چاہا تھا۔ تاکہ ویران و خراب پڑا رہ جائے۔ پس اللہ

نے ان کو گرانے سے روک دیا اور ان کے ہاتھیوں کو ایسا تھکا دیا کہ آگے نہ بڑھ سکے' چڑیوں کی ایک جماعت سے جوان کو مار رہی تھی' گویا کہ ان کی چونچ دم الاخوین ہے''۔

ہمیں یہ بھی بخوبی یاد ہے کہ ابوطالب نے بھی اپنے اس قصیدہ میں اس کا ذکر کیا ہے جسے انہوں نے بازار عکاظ میں پڑھا تھا جس وقت کفار مکہ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا باہم عہد و پیمان کر لیا تھا جس طرح آج کل بعض لوگوں نے اپنی غلط فہمی سے اس واقعہ کا صریحی انکار کر دیا ہے اسی طرح عوام الناس یہ سمجھ رہے ہیں کہ جن پرندوں نے اصحاب فیل پر سنگباری کی تھی وہ یہی ''ابابیل'' ہیں حالانکہ آیہ کریمہ میں ابابیل کے معنی گروہ کے ہیں نہ کہ مخصوص پرندے کے۔

سیف بن ذی یزن یمن کا رہنے والا تھا اسی سرزمین پر اس کے آباؤ اجداد حکومت کرتے تھے۔ یہ عافر بن اسلم بن زید بن سعد بن عوف بن عدی بن مالک بن زید کا لڑکا تھا۔ افسوس ایک وہ زمانہ تھا کہ ملوک حمیری کا جن کی نسل سے سیف بن یذن ہے۔ لوگ رعب سے نام تک نہ لے سکتے تھے اور ایک یہ زمانہ آ گیا تھا کہ ان کی پچھلی نسلیں تخت حکومت پر بیٹھنے کے عوض خاک مذلت پر آسن مارے بیٹھی تھیں۔ عجیب کسمپرسی کی حالت ہے نہ کوئی یار ہے نہ یاور ہے۔ ''انیس ہے تو ذلت و رسوائی ہے مونس ہے تو بے کسی و بینوائی ہے''۔ ابرہہ اور اس کے لشکر کے ہاتھوں یہ خاندان سلطنت برباد ہو گیا کوئی نام بھی لینے والا باقی نہیں رہا۔ ہاں سیف بن ذی یزن معلوم نہیں کس وجہ سے اسی سرزمین پر چلتا پھرتا نظر آتا ہے باوجودیکہ تباہ و خراب حال ہو گیا ہے لیکن اپنے آباؤ اجداد کے گرے پڑے کھنڈروں کو چھوڑنا پسند نہیں کرتا اس کی آباؤ اجداد اور خاندانی جاہ و جلال کے دیکھنے والے جو دو چار باقی رہ گئے وہ اس کو عبرت اور افسوس کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اس کی بے کسی اور کسمپرسی دیکھ کر ان کا دل بھر آتا ہے۔ لیکن حبشیوں کے خوف سے کوئی اس کی ہمدردی نہیں کر سکتا۔ (مترجم)

سیف ابن ذی یزن کی کسریٰ سے امداد طلبی: اگر سیف بن ذی یزن اسی مسکنت و مذلت میں رہنا پسند کرتا تو وہ بھی یمن چھوڑ کر کہیں نہ جاتا لیکن غضب یہ ہوا کہ ابرہہ نے اس کی بی بی ریحانہ کو جبراً گھر میں ڈال لیا۔ اسی وجہ سے سیف ابن ذی یزن یمن سے نکل کر اولاً قیصر روم کے پاس گیا اور یہ ماجرے بیان کر کے مدد طلب کی۔ جب اس نے اتحادِ مذہبی کی وجہ سے مدد دینے سے انکار کیا تو کسریٰ فارس کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے نعمان بن منذر والی حیرہ کے پاس گیا اور اس سے اپنی سرگزشت بیان کی۔ نعمان بن منذر نہایت رحم دل خدا ترس تھا اس نے فوراً اپنی دامانِ رحمت سے اس کے آنسو پونچھے اور اپنے ساتھ کسریٰ کے دربار میں لے گیا اور حبشیوں کے ظلم کی شکایت اور سیف بن ذی یزن کی ذلت و رسوائی کا حال عرض کر کے امداد کا خواستگار ہوا۔ کسریٰ نے کہا ''یمن ہمارے ملک سے بہت دور دراز راستہ پر ہے اس کے علاوہ عرب کی سرزمین میں بکریوں اور اونٹوں کے سوا اور کیا ہے ہمیں اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا' ہمیں یمن کی تسخیر کی ضرورت نہیں''۔ کسریٰ نے یہ کہہ کر سیف بن ذی یزن کو ایک خلعت اور ایک اشرفیوں کا توڑا دیا۔

کسریٰ کی یمن پر فوج کشی: سیف بن ذی یزن نے دربار سے نکل کر اشرفیوں کے توڑے کو پھینک دیا لوگوں نے اسے لوٹ لیا۔ کسریٰ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو دوسرے روز سیف بن ذی یزن کو بلا کر اعتراضاً اس کا سبب دریافت کیا اس نے کمال ادب سے عرض کیا ''مجھے ان اشرفیوں کی ضرورت نہیں ہے میرے ملک میں سونے اور چاندی کے پہاڑ ہیں۔ میں اس غرض سے نہیں آیا تھا بلکہ میرا مقصد یہ تھا کہ مجھے آپ حبشیوں کے ظلم سے بچا لیں گے''۔ کسریٰ نے یہ سن کو تھوڑی دیر خاموشی اختیار کی اس کے بعد اعیان دولت سے مشورہ کیا۔ سب نے باتفاق یہ مشورہ دیا کہ جو قیدی قید خانہ میں واجب القتل

ہیں وہ اس مہم پر روانہ کیے جائیں اگر وہ مارے گئے تو شاہی حکم یہی تھا اور اگر وہ کامیاب ہو گئے تو بے محنت و مشقت ایک ملک ممالک محروسہ میں شامل ہو جائے گا''۔ کسریٰ نے اس رائے کو پسند کیا اور وہرز دیلمی کو (جو ایک شریف النسب امیر کبیر تھا) آٹھ سو قیدیوں اور چار سو سپاہیوں کے ساتھ یمن کی طرف روانہ کیا۔

کسریٰ کی فوج کشی کی دوسری روایت: مسعودی اور ہشام بن محمد و سہیلی کا یہ خیال ہے کہ سیف بن ذی یزن نے کسریٰ سے امداد کی درخواست کی تھی اور کسریٰ نے وعدہ کیا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے وعدہ کو وفا کرتا قیصر روم کی لڑائی میں مصروف ہو گیا یہاں تک کہ سیف بن ذی یزن امداد کے انتظار میں آنکھیں کھولے ہوئے اس جہان سے راہی ملک عدم ہو گیا جب معدی کرب نے ہاتھ پاؤں نکالے اور جوان ہوا تو اس کی ماں ریحانہ نے ایک روز تمام حالات بتلائے اس وقت معدی کرب اپنی ماں سے رخصت ہو کر فارس روانہ ہوا اور دربارِ کسریٰ میں حاضر ہو کر اس امداد کا خواستگار ہوا جس کا وعدہ اس کے باپ سے کیا گیا تھا۔ کسریٰ نے اس کو اشرفیاں دیں اس نے باہر نکل کر پھینک دیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

وہرز دیلمی اور مسروق بن ابرہہ کی جنگ: الغرض وہرز دیلمی سیف بن ذی یزن کے ساتھ جنگی جہازوں کا بیڑہ ہمراہ لیے ہوئے ساحل پر پہنچا اور مسروق کی بربادی کے دن قریب آ گئے تھے وہ آنے والے دن سے بے خبر قوت و ملک کے نشہ میں پڑا ہوا تھا۔ وہرز دیلمی نے سیف سے کہا ''تمہاری کیا رائے ہے؟'' سیف نے جواب دیا یہ تلوار ہے اور میں ہوں نہ اس کا قبضہ میرے ہاتھ سے چھوٹے گا اور نہ میں تمہارا ساتھ چھوڑوں گا لڑائی کے میدان میں جو سب سے پہلے لڑنے کے لئے جائے گا وہ میں ہوں گا میری قوم والے بھی تمہارا ساتھ دیں گے''۔ وہرز دیلمی نے کہا ''الصخت'' اس کے بعد ایرانی فوجیں دوسرے روز خشکی پر اتریں اور مرتب ہو کر آگے بڑھیں۔ مسروق بن ابرہہ ایک لاکھ حبشیوں کو لے کر مقابلہ پر آیا لڑائی شروع ہو گئی۔ مسروق نے ہر چند کوشش کی کہ لشکرِ مخالف کو منتشر کر کے ساحل تک راستہ صاف کر لے لیکن فارس کے تیراندازوں کے تیر سے اسے کوئی چیز بچا نہ سکتی تھی۔ اس کا لشکر جب ایک قدم بھی آگے بڑھنے کا ارادہ کرتا تھا ایرانی تیراندازوں کے حملوں سے دس دس قدم پیچھے ہٹ جاتا تھا۔

مسروق بن ابرہہ کا قتل: اثنائے جنگ میں وہرز دیلمی نے سیف سے مسروق کو دریافت کیا۔ سیف نے مسروق کو اشارہ سے بتلایا اس وقت ہاتھی پر سوار تھا۔ اس کے بعد مسروق ہاتھی سے اتر کر ایک خچر پر سوار ہوا۔ وہرز دیلمی اس کی اس لغو حرکت پر بہت ہنسا اور تفاؤلاً کہہ اٹھا ((وکب بنت الحمار ذل و ذل ملکه)) ''سوار ہوا مسروق بنت الحمار[1] پر یہ ذلیل ہوا اور اس کا ملک بھی ذلیل ہوا''۔ پھر وہرز دیلمی نے ترکش سے تیر نکال کر کمان سے جوڑ کر ایسا نشانہ مارا کہ مسروق کا خود توڑ کر دماغ سے ہوتا ہوا نکل گیا۔ مسروق زخم کھا کر زمین پر گرا اور لشکر حبشہ بھاگ نکلا۔ چاروں طرف سے کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا۔ حبشیوں کو بھاگتے ہوئے جگہ نہ ملتی تھی دس دس پندرہ پندرہ حبشیوں کو ایک یمنی، فارسی سپاہی گرفتار کر لیتا تھا اور بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر ڈالتا تھا۔ ایک ہفتہ کے اندر یمن کی سرزمین حبشیوں سے ایسی پاک وصاف ہو گئی گویا ان کا کبھی وہاں وجود بھی نہ تھا۔

وہرز دیلمی نے کسریٰ کو اس فتح یابی کی اطلاع دی اور حسب حکم۔ سیف کو یمن کے تختِ حکومت پر بٹھلایا اور اپنا

---

[1] عرب والے بنت الحمار استعارہ خچر کو کہتے ہیں۔

ایک نائب یمن میں چھوڑ کر کسریٰ کی طرف واپس گیا۔

سیف بن ذی یزن کو اکابرین کا خراجِ تحسین: سیف بن ذی یزن اس خداداد کامیابی کے بعد یمن پر مستقل حکومت کرنے لگا اور مقررہ سالانہ خراج کسریٰ کو بھیجتا رہا۔ عرب کے نامی گرامی شعراء نے اسے مبارک بادی کے قصائد لکھے۔ امراء وعظماء قریش اس سے ملنے کو آئے اور اس غیبی امداد پر اسے مبارکباد دی۔ ان میں قریش کے نامی سردار عبدالمطلب (جدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) بھی تھے سیف بن ذی یزن نے ان کی سب سے زیادہ تعظیم کی اور اپنے برابر بٹھلایا اور بکمالِ عزت سے انہیں رخصت کیا۔

باذان کی امارتِ یمن: طبری لکھتا ہے کہ وہزر کے مرنے کے بعد کسریٰ نے یمن پر اس کے لڑکے مرزبان کو گورنر بنایا پھر جب مرزبان مر گیا تو اس کے پوتے خسر خسروین تیجان بن مرزبان کو مامور کیا کچھ عرصہ بعد کسی وجہ سے اس پر شاہی عتاب ہوا اور یہ قید کر کے دربارِ شاہی میں بھیج دیا گیا اور اس کی جگہ باذان یمن کی گورنری پر متعین ہوا اور یہی تا زمانہ بعثتِ یمن کا گورنر رہا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور باذان مسلمان ہو گیا اور یمن میں اسلام کا شیوع ہوا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ ھذا آخر الخبر

چونکہ ہم عرب کے طبقہ اولیٰ وثانیہ کے حالات واخبار کی تحریر سے فراغت حاصل کر چکے ہیں لہٰذا ہم شرط کتاب کے مطابق ان کے ان معاصرین کے حالات تحریر کریں گے جن کا تعلق ملوکِ عجم سے ہے۔ تا کہ تمام عالم کے حالات تحریر میں آ جائیں اور اہلِ عرب ہر طرح سے اور لوگوں سے ممتاز ہو جائیں وہ لوگ عرب کے طبقہ اولیٰ وثانیہ کے ہم عصر تھے۔ وہ نبط سریانی' اہلِ بابل پھر جرامقہ' اہلِ موصل پھر بنو اسرائیل فارس اور یونان اور روم تھے۔ ہم ان میں ہر ایک کا تذکرہ اختصاراً پیش کریں گے۔

باب : ۱۰

ملوکِ بابل‘ موصل ونینویٰ

کنعان بن کوش بن حام: اس سے پہلے یہ امر ظاہر کر دیا گیا ہے کہ نوحؑ کے بعد کنعان بن کوش بن حام تخت حکمرانی پر رونق افروز ہوا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا نمرود بادشاہ ہوا اور یہ صابیہ مذہب کا مقلد تھا اور بنی سام خالص موحد تھے اور اس توحید کے پابند تھے جو ان سے پہلے کلدانیوں میں رائج تھی۔ ابن سعید کہتا ہے کہ کلدانیوں کے معنی ''موحدین'' کے ہیں۔ توریت میں نمرود کو کوش بن حام کی طرف منسوب کیا ہے اور کنعان بن کوش کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

واقعہ بلبلہ: ابن سعید کہتا ہے کہ عابر بن شالخ بن ارفخشد حملہ کر کے اطراف بلاد پر قابض ہو گیا اور کوثا سے جزیرہ وموصل کی طرف چلا آیا اور یہیں اس نے ایک شہر مجدل نامی آباد کیا اور مرتے دم تک یہیں مقیم رہا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا فالغ اس کا وارث وقائم مقام ہوا اور نمرود اور اس کی قوم پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں بلبلہ آیا۔ بلبلہ ایک مشہور واقعہ ہے اس کا ذکر توریت میں بھی آیا ہے لیکن ہم اس کے معنی نہیں سمجھ سکتے اور یہ کہنا کہ تمام بنی آدم کی ایک زبان تھی وہ سب کے سب شب کو سوئے اور صبح کو جب اٹھے تو ان کی زبانیں مختلف ہو گئیں۔ بالکل خلاف قیاس اور عادتاً بعید ہے مگر یہ کہ اسے ہم خوارق انبیاء میں سے شمار کریں تو اس وقت یہ معجزہ میں داخل ہو جائے گا حالانکہ اس کی روایت کسی نے نہیں کی ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اسے خرق عادت اور اختلاف السنہ (زبانوں) کو تقدیر الٰہی کا ایک نمونہ اور اس کی کبریائی کا کرشمہ تصور کر لیں اور اس کے علاوہ بلبلہ کے اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے۔

موصل بن جرموق کا بابل پر قبضہ: ابن سعید کا بیان ہے کہ سوریان بن نبیط نے فالغ کو بابل کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ لیکن اس نے عہد توڑ دیا اور اس سے لڑا اور جب فالغ مر گیا اور اس کا لڑکا ملکان حکمران ہوا تو سوریان نے جزیرہ لے لیا اور بنی عابر (ملکان) کو جزیرہ سے نکال باہر کر کے جزیرہ کی حکومت اپنے ہمشیر زادہ موصل بن جرموق کو دے دی۔ ملکان اپنے اہل وعیال کے ساتھ پہاڑ پر چلا گیا اور وہیں اس نے سکونت اختیار کر لی۔ بعض کا خیال یہ ہے کہ خضر اسی کی نسل سے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد موصل اپنے ماموں سوریان بن نبیط سے باغی ہو کر بابل کا مستقل حاکم بن بیٹھا اسی کے زمانہ سے ایک حکومت جرامقہ کے نام سے قائم ہو گئی اور ملوک جرامقہ ملوکِ نبیط سے علیحدہ ہو گئے۔

نینویٰ کی تعمیر: موصل کے بعد اس کا لڑکا راتق تختِ حکومت پر بیٹھا یہ بنی نبیط سے اکثر لڑتا رہا۔ اس کے بعد اثور بن راتق نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اس کے بعد نینوی ابن اثور بادشاہ ہوا۔ اس نے موصل کے مقابلہ میں اپنے نام کا ایک

شہر آباد کیا۔ پھر اس کی اولاد سے سنجاریف بن اثور بن نینویٰ بن اثور حکمران ہوا۔ اس نے شہر سنجار آباد کیا اور بنی اسرائیل سے لڑا۔ اسے یہود نے بیت المقدس میں سولی پر چڑھا دیا۔

زان بن ساطرون: بیہقی روایت کرتا ہے کہ سنجاریف کے قتل کے بعد اس کا بھائی ساطرون جزیرہ کا بادشاہ ہوا اس نے سنجار کے میدان میں نہر ترتار کے کنارے شہر حضر آباد کیا۔ اس کے بعد ازاں بن ساطرون تختِ حکومت پر بیٹھا یہ صابیہ مذہب رکھتا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ یونسؑ بن متیٰ اسی کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔

زان بن ساطرون کا قتل: یوسف بن متیٰ جرامقہ میں سے بنیامین بن اسرائیل کی سبط سے ہیں۔ زان بن ساطرون آپ پر ایمان لایا۔ اس کے بعد جب بخت نصر نے بابل پر حملہ کیا تو اسے پھر دین صابیہ کی دعوت دی اور جزیرہ اور بابل کی حکومت پر اسے برقرار رکھنے کا وعدہ کیا۔ زان نے بخت نصر کی یہ دعوت قبول کر لی اور جزیرہ پر قابض رہا۔ جب ارتاق سپہ سالار فارس نے جزیرہ پر چڑھائی کی اور اس نے کامیابی کے بعد دینِ مجوسی قبول کر لینے کی شرط پر جزیرہ بابل پر قابض رہنے دینے کا اقرار کیا اور بہمن شاہ فارس کو لکھ بھیجا۔ بہمن نے ارتاق کو لکھا کہ یہ شخص غیر قابل اعتبار ہے اور یہ دینوں کے ساتھ مذاق کرتا ہے۔ اس وجہ سے اسے زندہ رکھنا قرین مصلحت نہیں ہے۔ ارتاق نے بہمن کا یہ حکم پاتے ہی زان کو قتل کر ڈالا۔ تیرہ سو برس کے بعد جزیرۂ جرامقہ کے ہاتھوں سے جاتا رہا اور ملوکِ فارس اس پر قابض ہو گئے۔

سنجاریف: اسرائیلین کا خیال یہ ہے کہ سنجاریف ملوک نینویٰ سے ہے اور وہ سب موصل بن اشوذ بن سام کی اولاد سے ہیں اس سے پہلے موصل میں انہی میں سے فول' تلفات' بلناص وغیرہ بادشاہت کر چکے ہیں۔ انہیں لوگوں نے اسباطِ عشرہ کے مشہور شہر شورن (جس کو سامرہ کہتے ہیں) لے لیا تھا اور اسباط کو شوررُوم (سامرہ) سے نکال کر اطراف اصفہان وخراسان کی طرف جلا وطن کر دیا اور اہلِ کومہ (کوفہ) کو شمورون میں آباد کیا۔ اللہ جل شانہ نے اس قدر درندے پیدا کر دیئے کہ جس طرف نظر کی جاتی تھی دس پانچ آدمی زخمی اور مردہ دکھائی دیتے تھے۔ لوگوں نے سنجاریف سے اس کی شکایت کی اور اس سے یہ دریافت کیا کہ شورون کس ستارے کے حصے میں ہے تاکہ صابیہ کے طریقے سے اس ستارہ کی روحانیت اتاری جائے۔

سنجاریف کی بیت المقدس پر فوج کشی: سنجاریف نے اس کے بجائے دو یہودی کاہنوں کو بھیج دیا انہوں نے اہلِ شورون کو دین یہودیت کی تعلیم دی اور سنجاریف نے شورون پر قابض ہونے کے بعد بیت المقدس پر چڑھائی کی اور کثرت لشکر پر مغرور ہو کر بنی اسرائیل سے کہا تمہارا ربّ کہاں ہے جو تم کو میرے ہاتھوں سے نجات دے۔

سنجاریف کا خاتمہ: بنی اسرائیل کا بادشاہ یہ سن کر اپنے زمانہ کے نبی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سے دعا کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ اس کی دعا سے سنجاریف کے لشکر پر ایسا وبال آیا اور وہ ایسی آسمانی آفت میں گرفتار ہوا کہ صبح کو اس کے ایک لاکھ پچاسی ہزار سپاہی مردہ پائے گئے بہ مجبوری سنجاریف نینویٰ واپس آیا اور اپنے لڑکوں کے ہاتھ سے مارا گیا جس وقت کہ وہ اپنے معبود (ستارے) کو سجدہ کر رہا تھا۔ سنجاریف کے قتل کے بعد ایسرحدون ابنِ سنجاریف نینویٰ کا بادشاہ ہوا اس کے بعد بخت نصر ان پر غالب آیا جیسا کہ آئندہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔

نمرود: ملوک بابل نبط ہیں اور وہ نبط اشوذ بن سام کی اولاد سے ہیں۔ مسعودی ان کو نبط بن ماش بن ارم کی طرف منسوب کرتا ہے۔ یہ بابل میں رہتے تھے ان میں سب سے پہلے شوریان بن نبط نے بادشاہت کی۔ مسعودی کہتا ہے کہ اسے فالغ نے

بابل کی حکومت پر مامور کیا۔ فالغ کے انتقال کے بعد اس نے بدعت صابیہ ظاہر کی اور اسی مذہب کا پابند ہوا اس کے بعد اس کا لڑکا کنعان سلقب بن نمرود تختِ حکومت پر بیٹھا اور اس نے اس مذہب کو خوب پھیلایا اس کے بعد اس کا لڑکا کوش بادشاہ ہوا۔ جو ابراہیم علیہ السلام کا نمرود تھا اور جس نے آذر (پدر سیدنا ابراہیمؑ) کو طلب کر کے بیت الاصنام (بتخانہ) کا داروغہ مقرر کیا تھا کیونکہ ارغو بن فالغ اپنے باپ کے انتقال کے بعد کوثی چلا آیا اور نمارده کے ساتھ مذہب صابیہ اختیار کر لیا یہی مذہب اس کے خاندان میں نسلاً بعد نسل آزاد بن ناحور تک برابر چلا آیا۔ حاجر بن کوش نے ہاجر کو بیت الاصنام کا داروغہ مقرر کیا اور ابراہیمؑ پیدا ہوئے ان کے صحیح حالات ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

بخت نصر کا بیت المقدس پر حملہ: الغرض بابل میں نمارده (نمرودن) کی حکومت کا سلسلہ برابر جاری رہا اور بخت نصر انہیں میں سے تھا جیسا کہ بعضوں نے لکھا ہے بعضے کہتے ہیں کہ جرامقہ (اہلِ نینویٰ) نے بابل پر فوج کشی کی۔ چنانچہ سنجاریف اس پر قابض ہوا اور اس نے اپنے امراء میں سے بخت نصر کو اس کا گورنر مقرر فرمایا۔ پھر کچھ عرصہ بعد اہلِ بیت المقدس نے عہد توڑ دیا۔ تب بخت نصر نے بنی اسرائیل سے بیت المقدس میں معرکہ آرائی کی اور محاصرہ وقتل اور قید کے بعد بنی اسرائیل کے بادشاہ کو قتل کر ڈالا اور ان کی مسجد کو ویران کر دیا۔

ایرانیوں کا بابل پر تسلّط: پھر جب بخت نصر مر گیا تو اس کا لڑکا نشبت نصر بادشاہ ہوا۔ اس کے بعد مقبضیر حاکم ہوا۔ اس سے اور ارتاق مرزبان کسریٰ سے لڑائی ہوئی ارتاق نے اسے مار ڈالا اور بابل اور اطراف بابل کا حاکم بن بیٹھا اس کے بعد نبیط اور جرامقہ دولت فارس کی رعیت میں شمار کیے جانے لگے اور نمرودوں کی بابل سے حکومت ختم ہوگئی ((هذا ذكر ابن سعيد و نقله من داهر مؤرخ دولة الفرس)) ایسا ہی ابنِ سعید نے ذکر کیا ہے اور اس کو نقل کیا ہے داہر مؤرخ دولت فارس سے''۔

سریانئیین: ابنِ سعید نے سریانئیین اور نبیط کو ایک گروہ اور ایک ہی حکومت قرار دیا ہے۔ لیکن مسعودی کا یہ خیال ہے کہ یہ دو حکومتیں تھیں۔ سریانئیین کی نسبت وہ کہتا ہے کہ طوفان کے بعد دنیا میں سب سے پہلے سریانئیین نے بادشاہت کی ایک صدی یا کسی قدر اور زیادہ زمانہ میں ان کے نو بادشاہوں کے نام عجمی ناموں میں تحریر کیے ہیں جنہیں ہم عدم اعتماد اور عدم صحت کے باعث تحریر نہیں کرنا چاہتے ہاں شوشان کے بارے میں وہ تحریر کرتا ہے کہ سب سے پہلے اس نے اپنے سر پر تاج رکھا تھا اور یہی تاج کا موجد ہوا تھا اور چوتھے بادشاہ نے قلعے بنوائے' شہر آباد کیے اس کے زمانہ میں ہند کا بادشاہ زنبیل تھا اور اس نے اکثر ملوکِ مغرب کی سلطنتیں چھین لیں اور ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا آٹھویں کا نام ماروت بتلاتا ہے اور اپنے آخر کلام میں ظاہر کرتا ہے کہ وہ لوگ موصل اور بابل کے حاکم تھے ملوکِ یمن ان سے اکثر مغلوب اور کبھی غالب رہتے تھے نویں کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ غیر مستقل مزاج تھا اس کی طبیعت میں تلون حد سے زیادہ پایا جاتا تھا اور اس کے بھائی نے سلطنت تقسیم کر لی تھی''۔ غرض کہ اسی طرح وہ تحریر کرتا ہے کہ سب سے پہلے جس نے خمر (شراب) کھینچی وہ فلاں شخص تھا جس نے شطرنج کا کھیل ایجاد کیا وہ فلاں تھا جو سب سے پہلے بادشاہ ہوا وہ فلاں تھا ((و غیر ذلک)) حالانکہ ہمارے نزدیک یہ سب خلاف قیاس باتیں اور صحت سے منزلوں دور ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ چونکہ سریانئیین اقدم الخليقه (خلقت میں سب سے مقدم) ہیں اسی وجہ سے تمام پرانی چیزیں مثلاً لغت' سحر' خط وغیرہ ان کی جانب منسوب کیے جاتے ہیں واللہ اعلم

نبط: نبط کی نسبت مسعودی کا یہ خیال ہے کہ یہ بابل سے تھا وہ لکھتا ہے کہ ان کا پہلا بادشاہ نمرود جبار تھا اور یہ ماش بن ارم بن

سام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اس نے بابل میں محل بنوایا تھا اور کوفہ کی نہر کھدوائی تھی اور دوسرے مقام پر اسی نمرود کو کوش بن حام کی طرف منسوب کیا ہے۔ ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ یہ دونوں نمرود ایک تھے یا کہ دو پھر نمرود کے بعد چودہ سو برس کے اندر چھیالیس بادشاہوں کے نام عجمی ناموں میں تحریر کرتا ہے جن کو ہم عدم صحت کی وجہ سے نقل نہیں کرنا چاہتے لیکن ''الموفی'' میں نو صدی کے اندر بیس بادشاہوں کے نام تحریر کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ نویں صدی میں ملوک بابل اہلِ فارس سے لڑے اور چودھویں صدی میں بیان کرتا ہے کہ اس صدی میں سنجاریف بادشاہ تھا۔ یہی بنی اسرائیل سے لڑا تھا اور انہیں بیت المقدس میں گھیر رکھا تھا اور اس نے ان سے جزیہ لیا تھا اور اس کا سب سے پچھلا بادشاہ دارنیوش تھا جو دارا کے لقب سے مشہور تھا جسے سکندر نے قتل کیا جبکہ اس نے بابل پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اس نے اپنے اس سلسلہ کلام اور ملوکِ بابل کے بیان میں خلیل علیہ السلام کے نمرود کا کچھ ذکر نہیں کیا حالانکہ ان نمارده (نمردوں) کی سکونت بابل بتلاتا ہے۔ واللہ اعلم

نمرود کے متعلق طبری کا بیان: طبری کہتا ہے کہ نمرود بن کوش بن کنعان بن حام ابراہیم الخلیلؑ علیہ السلام کے عہد میں تھا پہلے یہ لوگ عادارم سے مشہور تھے جب وہ گروہ ہلاک ہو گیا تو ثمود ارم کہے جانے لگے جب یہ بھی ہلاک ہو گئے تو نمرود ارم کے نام سے مشہور ہوئے اور جب یہ بھی ہلاک ہو گئے تو تمام اولادِ ارم کو ارمان کہنے لگے یہ سب نبط ہیں اور یہ موحد تھے اور بابل میں رہتے تھے یہاں تک کہ نمرود بادشاہ ہوا اور اس نے انہیں بت پرستی سکھلائی۔ انتھی کلام الطبری

بابل: ہروشیوش مؤرخ روم کہتا ہے کہ جس نے اہلِ بابل کو بت پرستی کی طرف مائل کیا وہ نمرود الجسیم تھا اور بابل مربعۃ الشکل آباد کیا گیا تھا اس کی شہر پناہ اسی میل کی تھی اس کی دیواریں دو سو گز بلند اور پچاس گز چوڑی اینٹ اور چونے سے بنائی گئی تھیں۔ شہر پناہ کے سو دروازے تھے جن میں تانبے کے کواڑ لگے ہوئے تھے اور اس کے اوپر محافظین کے رہنے کے لئے مقامات بنے ہوئے تھے۔ جنگی سپاہیوں کا فصیلوں اور دیواروں پر پہرہ رہتا تھا۔ شہر پناہ کے باہر خندق تھی اور خندق کے باہر ایک عمیق نہر تھی اس شہر پناہ کو ملک بیرش (کسریٰ اول) بادشاہ فارس نے مسمار کیا جب کہ اسے بابل پر قبضہ حاصل ہوا۔ انتھیٰ کلام ہروشیوش ان لوگوں کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ نمرود بھی نام ہر بادشاہ بابل کا ہے۔ اسی وجہ سے کہ انسابِ مختلفہ میں کبھی سام کی طرف اور کبھی حام کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔

نمرود کے متعلق دوسری روایت: بعض مؤرخین یہ گمان کرتے ہیں کہ خلیل علیہ السلام کا نمرود نمرود بن کنعان بن سنجاریف بن نمرود الاکبر تھا اور بخت نصر اس کی نسل سے ہیں اور یہ ابن برازاد بن سنجاریف بن نمرود ہے اور شاہان کیانی (فارس والے) بابل پر چڑھ آئے تھے اور اس کو مغلوب کر لیا تھا۔ لیکن پھر اسے بحال رکھا اور کسی قدر خراج مقرر کر لیا تھا اور بنی ساسان میں سے کسریٰ اول نے شہر بابل کو ویران کیا ہے اور اسرائیلین اپنے انبیاءؑ دانیالؑ اور ارمیاؑ کی کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ بخت نصر کا سد بن حادور کی نسل سے ہیں اور یہ ابراہیمؑ الخلیل کا بھائی ہے۔ بنو کا سد ملوکِ بابل میں شمار کئے جاتے ہیں اور انہیں کیدانیین بھی کہتے ہیں انہیں میں سے بخت نصر بھی تھا جو اکثر معمورات عالم پر قابض ہو گیا تھا اور بنی اسرائیل کو مغلوب کر دیا تھا اور ان کی حکومت چھین لی تھی اور بیت المقدس کو ویران کر دیا تھا۔ اس کی حکومت مصر سے متجاوز ہو گئی تھی پینتالیس برس تک یہ سلطنت کرتا رہا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا اوبل مرذود بن بخت نصر تیئیس برس تک حکومت کی کرسی پر بیٹھا رہا۔ اس کے بعد بلنیصر بن اوبل مرذود تین برس تک حکمران رہا۔ اسی کے اخیر زمانہ میں دارا (شاہِ فارس) اور اس کے داماد

کورش نے بابل پر چڑھائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ بعض اسرائیلین کا یہ خیال ہے کہ بخت نصر اور ملوک بابل کسدیم کی اولاد سے ہیں اور کسدیم عیلام بن سام (برادر اشوز) کی نسل سے ہیں اور اشوز سے ملوک موصل ہیں انتھی الکلام فی ملوک الموصل و ملوک البابل. و هذا غايته ما ادى اليه البحث من اخبار هم و انسابهم

ملوک بابل و موصل کا مذہب: ملوک بابل و موصل ستاروں کی پرستش کرتے تھے اور اس کی روحانیت کا بذریعہ طلسم اور سحر اتارتے تھے اسی طریقہ کا نام صابیہ ہے طلسمات اور سحر میں ان کو بڑا دخل تھا۔ ستاروں کی حرکات اور آثار کے خوب ماہر تھے کبھی اس دعویٰ پر آیت: ﴿وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ﴾ (البقرہ:۱۰۲) بکسر اللام کی شہادت پیش کی جاتی ہے کہ ہاروت[1] و ماروت ملوک سریانئین سے تھے اور یہی اول ملوک بابل ہیں اور بقرأت مشہور یہ دونوں (ہاروت و ماروت) فرشتہ تھے اس صورت میں اس فتنہ کی بابل کے ساتھ تخصیص یہ ظاہر کرتی ہے کہ اہلِ بابل سحر و طلسمات میں اور باشندگان عالم کی بہ نسبت زیادہ ملکہ رکھتے تھے اور ان دلائل کے علاوہ جو ان کی نجومیت اور ساحریت پر پیش کئے جا سکتے ہیں یہ ہیں کہ ہم نے یہ علوم (نجوم و سحر) اہلِ مصر سے حاصل کئے ہیں اور اہلِ مصر ان کے ہمسایہ تھے ملوکِ مصر کو بھی اس فن کی طرف خاص توجہ تھی۔ چنانچہ جناب موسیٰ کے مقابلہ کے لئے جادوگر جمع کئے گئے تھے۔ صعید مصر میں اب تک جادو کے آثار اس دعویٰ کی شہادت دے رہے ہیں۔ واللہ اعلم

---

[1] ہاروت و ماروت کے واقعہ میں اختلاف ہے بعضوں نے ان کو فرشتہ لکھا ہے اور بعضے ان کو بابل کا بادشاہ کہتے ہیں۔

شجرہ نسب ملوک بابل وموصل ونینوای

باب : ۱۱

ملوکِ قبط

قبطی: اس گروہ کی پیدائش بھی بہت قدیم ہے اور اس کی حکومت کا زمانہ کافی دراز گزرا ہے انہوں نے اپنی سکونت کے لئے مصر اور اطراف مصر کو پسند کیا تھا یہ ابتدائے عالم سے وہیں رہے اور اسی مقام پر ان کی دولت وحکومت رہی یہاں تک کہ آفتابِ اسلام کی روشنی نے ان کی چمک ودمک کو ماند کر کے ان کی دولت وحکومت کا خاتمہ کر دیا۔

قبطیوں کی سیاسی حالت: کبھی یہ اپنے ہم عصر (عمالقہ' فرس' روم) سے جب کہ یہ نمرود ہو جاتے تھے تو مغلوب بھی ہو جاتے تھے اور کبھی یہ ان پر غالب آ جاتے تھے اور اپنے ممالک سے انہیں نکال دیتے تھے یہاں تک کہ مملکتِ اسلام نے ان کے ہاتھوں سے دولت وحکومت چھین لی۔ کتب قدیمہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اہلِ مصر اپنے ہر بادشاہ کو فرعون کہتے تھے کچھ زمانہ بعد زبان تبدیل ہو جانے کی وجہ سے یہ نام بے معنی رہ گیا۔

قبطیوں کی اصل: مشہور قول تو یہ ہے کہ یہ نسباً حام بن نوح کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں مگر مسعودی انہیں بنصر بن حام کی نسل سے بتاتا ہے حالانکہ توریت میں بنصر بن حام کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ البتہ مصرایم' کوش' کنعان' قوط کا تذکرہ آیا ہے۔ سہیلی کہتا ہے کہ قبطی کنعان بن حام کی اولاد سے ہیں کیونکہ قبطی مصر کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اور مصر نبیط یا قبط بن نبیط کا لڑکا ہے اور نبیط کوش بن کنعان بن حام کی اولاد سے ہیں ہروشوش بیان کرتا ہے کہ قبطی قبط بن لائق بن مصر کی اولاد سے شمار کئے جاتے ہیں اور اسرائیلین کا یہ خیال ہے کہ یہ قوط بن حام کی اولاد سے ہیں اور بعضوں کے نزدیک یہ کفتوریم بن قبطقائین کی نسل سے ہیں اور قبطائین کے معنی قبط کے ہیں۔

مصر بن بنصر: مسعودی کی تحریرات سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ بنصر بن حام' نمرود بن کنعان کے عہدِ حکومت میں مصر کی حکومت وسرداری کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس نے وہیں سکونت اختیار کی اور انتقال کے وقت مصر کی حکومت کی اپنے لڑکے مصر کے حق میں وصیت کی اس نے اپنے دائرہ حکومت کو اسوان وایمن وعریش واہلیہ وفرسیسہ تک بڑھالیا اسی کی طرف یہ سرزمین منسوب کی گئی اور مصر کے نام سے مشہور ہوئی اس کے جہات اربعہ میں جانب جنوب نوبہ اور جانب شرق' شام اور شمال میں بحرِ زقاق اور غرب میں برقہ ونیل ہیں مصر نے بڑی عمر پائی تھی۔

ابوالاقباط بن مصر: اس کی زندگی میں اس کے لڑکے جوان ہو گئے تھے اس نے ملک وحکومت کی وصیت اپنے بڑے لڑکے قبط کے حق میں کی۔ قبط بن مصر بھی طویل العمر ہوا یہی ابوالاقبط (قبطیوں کا باپ) ہے اس کے بعد اشمون بن مصر اس کے بعد

صاثم اس کے بعد اتریب یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوئے۔ اتریب کے بعد اور لوگوں کے نام عجمی ناموں میں تحریر کئے ہیں جنہیں ہم عجمیت کی وجہ سے تحریر میں نہیں لا سکتے اتریب کے بعد چھ کا ذکر کر کے تحریر کرتا ہے ''پس بنصر بن حام کی اولاد بکثرت ہوئی اور اس کی نسلیں متعدد شاخوں میں پھیل گئیں اور جب ان پر عورتیں حکومت کرنے لگیں تو عمالقہ میں سے بادشاہِ شام ولید بن دومع نے ان پر حملہ کیا اور ان کی خود مختاری چھین کر انہیں اپنا باج گذار اور مطیع بنا لیا''۔

شداد بن مداد کی مصر پر فوج کشی: علامہ ابنِ سعید اہلِ مشرق کی کتابوں سے نقل کرتا ہے کہ مصر کے بعد اس کا لڑکا قبط بادشاہ ہوا اس کے زمانہ حکومت میں شداد بن مداد بن حاد نے ملک مصر پر فوج کشی کی اور نشیبی مصر پر قبضہ کر لیا۔ جب قبط اثناءِ لڑائی میں مارا گیا تو اس کا بھائی اتریب تختِ حکومت پر بیٹھا اس نے قوم کی گئی ہوئی قوت کو پھر جمع کیا اور باعانت بربر وسوڈان عرب کو مصر سے نکال کر شام کی طرف واپس کر دیا۔ اتریب نے بہت اچھی حکومت کی۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت میں دو شہر آباد کئے ایک تو اپنے نام کا اور دوسرا شہر عین شمس اس کے بعد بودشیر بن قبط مصر کا بادشاہ ہوا۔ اس کی تحریک سے ہرمس مصری جبل القمر کی طرف گیا اور اس نے بلادِ احات وغیرہ آباد کئے اس کے بعد عدیم بن بودشیر اس کے بعد شدات بن عدیم پر اس کا لڑکا ہندوش بن شدات (اس نے شہر عین شمس کو از سر نو آباد کیا اسے سحر و طلسمات میں بہت غلو تھا) پھر مقلادش بن مقنادس بن عبد البقر، مرقیس یکے بعد دیگرے حسبِ ترتیب بادشاہ ہوئے مرقیس اس سلسلہ کا آخری بادشاہ ہے۔

اشمون بن قبط: اس کے زمانہ میں اشمون بن قبط اس کے چچا نے حملہ کر کے مصر کی عنانِ حکومت اپنے قبضہ میں لے لی اور ایک شہر اشمون نامی آباد کیا۔ اس کے بعد ابنِ اشمون پھر صابن قبط (یہ اشاد کا چچا تھا اس نے بھی ایک شہر اپنے نام کا آباد کیا تدراس (یہ بہت بڑا حکیم تھا اس نے ہیکل زہرہ بنایا جسے بخت نصر نے مسمار کیا) پھر مالیق بن تدراس تختِ حکومت پر بیٹھا مالیق اس خاندان میں ایک ایسا بادشاہ ہوا جو صابیہ دین چھوڑ کر موحد ہو گیا۔ بربر اور اندلس کی طرف بڑھا اور فرنج (فرانس) سے لڑا اس کے بعد اس کا لڑکا حربیا بن مالیق بادشاہ ہوا اس نے اپنی بدقسمتی سے صابیہ مذہب پھر اختیار کر لیا بلادِ ہند و سوڈان پر چڑھائی کی۔

حکیم الملوک کلکی بن حربیا: اس کے بعد کلکی بن حربیا حکومت کی کرسی پر بیٹھا اس کو قبطی حکیم الملوک کے لقب سے یاد کرتے ہیں اس نے ہیکل زحل بنایا یہ اپنے بھائی مالیا بن حربیا کو ولی عہد کر کے لہو و لعب میں مصروف ہو گیا۔

فرعونِ اوّل: اسے اس کے لڑکے خرطیش نے حالتِ غفلت میں مار ڈالا اور خود تختِ حکومت پر بیٹھ گیا یہ بہت بڑا سفاک و بے رحم اور قاتل و ظالم تھا۔ قبطی اسے موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کہتے تھے اور اس کی نسبت ان کا یہ خیال ہے کہ یہی اول الفراعنہ (فرعون کا اول) ہے۔

حوریا بنت خرطیش: جب اس نے اپنے اعزا و اقارب پر دست درازی شروع کی تو اس کی لڑکی حوریا نے اسے زہر دے کر مار ڈالا اور خود قبطیوں کی بادشاہ بن بیٹھی۔ ابراحس جو اس کے چچا اتریب کی اولاد سے تھا وہ مخالف اٹھ کھڑا ہوا فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر ابراحس شام کی طرف بھاگ کر چلا گیا۔ پھر کنعانیوں کی امداد سے ان کے سپہ سالار جیرون کو اپنے ہمراہ لے کر مصر پر چڑھائی کی جس وقت مصر کے قریب پہنچا۔

حوریا اور جیرون: حوریا جیرون کے پاس آئی جیرون اسے دیکھ کر فریفتہ ہو گیا حوریا نے کہا میں اس شرط سے تجھے اپنے شوہریت کا اعزاز دے سکتی ہوں کہ تو ابراحس کو قتل کر دے اور اسکندریا کو بنا دے''۔ جیرون کے نرم دل پر اس کا عشق غالب آ

چکا تھا اور وہ اس پر فریفتہ ہو چکا تھا اس نے اس کی دونوں شرطیں قبول کر لیں اور دونوں کو کسی فتنہ وفساد کے بغیر تکمیل کو پہنچا دیا۔ لیکن حوریا نے جیرون کو بھی زہر دے دیا اور آپ مستقل طور سے حکومت کرنے لگی اس نے منارہ اسکندریہ بنوایا اور اپنے زمانہ حیات میں اپنی چچازاد بہن دلیقیہ کو ولی عہد کیا۔

ولید بن دومع عمالقہ کا مصر پر قبضہ: جب حوریا کا انتقال ہو گیا اور دلیقیہ تخت حکومت پر بیٹھی تو اتریب کی اولاد سے ایمین نامی ایک شخص نکلا اور وہ ابراحس کے خون کا بدلہ لینے پر تیار ہوا اور اسی غرض سے عمالقہ کے بادشاہ ولید ابن دومع سے جا کر ملا اور اس سے مدد چاہی ولید ابن دومع' ایمین کے ساتھ مصر کی طرف بڑھا اور نہایت کم مدت میں اس پر قبضہ کر لیا اسی کے زمانہ میں قبطیوں کے ہاتھ سے مصر کی حکومت جاتی رہی اور عمالقہ اس پر قابض ہو گئے۔

اطفیر عزیز مصر: ولید بن دومع عیش وعشرت میں زیادہ منہمک رہتا تھا اطفیر اس کا وزیر تمام کاروبار حکومت اور انتظام کرتا تھا۔ یہ عزیز مصر کے لقب سے مشہور تھا اور اسی کی قائم مقامی یوسفؑ صدیق نے کی اور وحی والہام کے ذریعہ سے قحط اور خزائن کا انتظام کیا۔ ولید بن دومع کے بعد دارم بن ریان بادشاہ ہوا اسے قبط ویموص کہتے تھے۔

حضرت یوسفؑ کی وزارت: یوسفؑ نے اس کی بھی وزارت کی تھی اسی کے زمانہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ یوسفؑ صدیق کے انتقال کے بعد اس کا کارخانہ بالکل درہم برہم ہو گیا۔ کج خلقی' ظلم اور ہزارہا برائیوں کا بانی ہوا آخر کار نیل میں ڈوب کر مر گیا۔

معدانوس بن دارم: اس کے بعد اس کا لڑکا معدانوس بن دارم تخت حکومت پر بیٹھا اور اس نے رہبانیت کی بنا ڈالی اس کے بعد اس کا لڑکا کاشم تخت نشین ہوا اس نے بنی اسرائیل کو ذلیل کیا اسی کے وقت سے بنی اسرائیل کا شمار رذال میں ہونے لگا اس کو اس کے دربان نے مار ڈالا اور اس کی جگہ پر اس کے لڑکے لاطش کو تخت نشین کیا۔

لہوب کی جابرانہ حکومت: لاطش تخت حکومت پر بیٹھتے ہی لہو ولعب میں مشغول ہو گیا ارکین سلطنت نے اسے تخت سے اتار کر تدارس کی نسل سے ایک دوسرے شخص لہوب (اہب) نامی کو تخت حکومت پر بٹھایا یہ بہت بڑا جابر تھا۔ قبط کا یہ خیال ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کا فرعون ہے اور اہل اثر کہتے ہیں کہ فرعون موسیٰ ولید بن مصعب تھا اور یہ نجار تھا۔ رفتہ رفتہ جاں نثاروں کی فوج میں بھرتی ہو گیا۔ پھر ترقی کر کے وزارت تک پہنچا اور وزارت سے بادشاہت کے رتبہ پر پہنچ گیا۔ لیکن یہ بعید از قیاس ہے جیسا کہ ہم کتاب الاول (مقدمہ تاریخ) میں لکھ آئے ہیں۔

حائط العجوز: مسعودی کہتا ہے کہ موسیٰؑ کا فرعون قبطیوں میں سے تھا۔ فرعون کی ہلاکت کے بعد قبطیوں پر ملوک شام کا خوف غالب ہوا انہوں نے ولوکہ نامی ایک عورت کو شاہی خاندان سے اپنا بادشاہ بنایا جس نے مصر پر ایک دیوار کھینچی جو حائط العجوز کے نام سے مشہور ہے ولوکہ کے بعد مسعودی نے آٹھ بادشاہوں کے نام عجمی ناموں سے لکھے ہیں اور آٹھویں کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ فرعون الاعرج ہے اس کے سایہ امن میں بنی اسرائیل آئے تھے جب کہ بخت نصر نے ان پر حملہ کیا تھا۔ پس بخت نصر مصر میں داخل ہوا اور اس کو قتل کر کے صابی مذہب کے بت خانوں کو منہدم کر کے آتش کدہ بنوایا۔

ولوکہ کا طلسمی مکان: مسعودی کہتا ہے عبدالحکیم روایت کرتا ہے کہ اسے بڑھیا ولوکہ نے تروره نامی ساحرہ کو بلوایا اور اس کے ذریعہ سے وسط شہر منف میں ایک طلسمی مکان بنوایا جس میں حیوانات ناطق (انسان) اور دیگر حیوانات (غیر ناطق) کی

تصویریں بنائیں جو حادثات ان تصویروں پر واقع ہوتے تھے وہ اثر بعینہ انسانوں یا حیوانوں پر پڑتا تھا اس ذریعہ سے اہلِ مصر اپنے ہر مخالف کے شر و فساد سے محفوظ رہتے تھے اس نے بیس برس حکومت کی۔

فرعون الاعرج: اس کے بعد اور کون بطلوس نامی ایک لڑکا تخت نشین کیا گیا اس کے بعد یزدلیس بن اور کون بطلوس پھر نقاس بن نفراس اس کے بعد مرنیا بن مرمینوس اس کے بعد استمارس بن مرینا یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوئے۔ استمارس کے زمانہ میں سلطنت بہت ضعیف ہوگئی تھی اکثر مقامات میں بلوہ اور بغاوتیں آئے دن ہوتی رہتی تھیں۔ خاص مصر میں چند سپاہیوں نے بعض امراء کی سازش سے بلوہ کیا اور استمارس کو قتل کر کے بلوطیس بن مناکیل کو تخت نشین کیا۔ اس نے چالیس برس حکومت اس کے بعد مالوس بن بلوطیس اس کے بعد اس کا بھائی مناکیل اس کے بعد برکت بن مناکیل یکے بعد دیگرے تختِ حکومت کے مالک رہے۔ برکت بن مناکیل نے ایک سو بیس برس سلطنت کی اسی کو فرعون الاعرج کہتے ہیں۔ اسی نے بیت المقدس پر حملہ کیا تھا اور اہلِ قدس کو اپنا تختہ مشق بنایا تھا جیسا اس کا ابتدائی زمانہ باعتبار امن وعدل قابلِ تعریف تھا ویسا ہی آخری زمانہ ظلم وتعدی کے لحاظ سے لائق نفرین ہے۔

بخت نصر کا اسرائیلیوں پر ظلم وستم: ابن عبدالحکم کہتا ہے کہ اس کے بعد مرنیوس بن برکت تختِ حکومت پر بیٹھا اس کے بعد فرقون بن مرنیوس بادشاہ ہوا اور اس نے ساٹھ برس حکومت کی۔ اس کے بعد نقاس بن مرنیوس بادشاہ ہوا۔ نقاس کے زمانہ میں ولوکہ کا وہ طلسمی مکان جس کا اوپر ذکر آ چکا ہے منہدم ہونے کے قریب ہوگیا کیونکہ ولوکہ کے بعد پھر کسی شخص میں ایسی صلاحیت وقابلیت باقی نہ رہی جو اسے وقتاً فوقتاً درست کرتا جاتا نقاس کے بعد قومس بن نقاس بادشاہ ہوا اور ایک مدت تک حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد بخت نصر نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا اور بنی اسرائیل پر طرح طرح کے ظلم وستم کئے۔ بنی اسرائیل بیت المقدس سے بھاگ کر قومس کے پاس چلے آئے قومس نے انہیں پناہ دی۔

بخت نصر کا مصر پر حملہ: بخت نصر نے قومس کو اس سے منع کیا لیکن جب قومس نے اس کے کہنے پر عمل نہ کیا تو بخت نصر مصر کی طرف بڑھا اور پہلے ہی حملہ میں قومس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ مصر کو لوٹ لیا چالیس برس تک مصر ویران پڑا رہا اس کے بعد ارمیاء نے مصر میں سکونت اختیار کی اور اہلِ مصر پھر آباد کئے گئے۔ اس کے بعد سلاطین فارس وروم تمام دنیا پر غالب آئے اور پھر روم اور اہلِ مصر میں لڑائیاں ہوئیں اہلِ مصر نے خراج دینا منظور کیا اور فارس وروم نے مل کر مصر کو تقسیم کر لیا۔

مقوقس: ایک زمانہ دراز تک نوابین فارس وروم مصر پر حکومت کرتے رہے۔ جب اسکندر یونانی کا مصر پر قبضہ ہوا اس نے اسکندریہ اور آثارِ قدیمہ کو از سر بنوایا اس کے بعد قیاصرہ روم ومصر وشام پر غالب آئے اور مصر کی حکومت اپنی طرف سے قبط کو دی۔ یہاں تک کہ اسلام کا پھریرا کامیابی کے ساتھ اڑتا نظر آیا۔ ان دنوں اسکندریہ اور مصر میں قبطیوں کا آخری فرمانبردار مقوقس حکومت کر رہا تھا۔ اس کا نام بروایت سہیلی جریج بن بینا تھا۔ جیسا کہ سہیلی نے نقل کیا ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کو نامہ مبارک دے کر اس کے پاس روانہ فرمایا تھا یہ اسلام قبول کرنے کی طرف مائل ہوگیا اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند چیزیں ہدیۃً روانہ کیں جن کا اہلِ سیر نے ذکر کیا ہے ان میں ایک خچر بھی تھا جس پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اکثر سوار ہوا کرتے تھے جس کا نام دُلدل رکھا گیا تھا اور ایک گدھا تھا جو یعفور کے نام سے مشہور تھا اور ماریہ قبطیہ والدہ جناب ابراہیم ابنِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ہمشیرہ شیریں بھی تھیں جناب

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے شیریں کو حسان بن ثابت کو مرحمت فرمایا اور چند شیشے کے پیالے تھے جو اکثر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال میں رہتے تھے اور شہد مصری جو عسل الطیب کے نام سے مشہور ہے بھیجا تھا۔

مقوقس کی معزولی: بیان کیا جاتا ہے کہ ہرقل روم کو جب مقوقس کے ان ہدایا کی اطلاع ہوئی۔ تو اس نے مقوقس کو متہم بالاسلام کر کے ریاستِ مصر سے معزول کر دیا۔

اہلِ مصر کے لئے رسول اللہ ﷺ کی وصیت: مسلم نے اپنی صحیح میں بروایت ابوذر غفاری بیان کیا ہے: ((ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا افتتحم مصر و انکم مستفتحون مصر فاستوصوا باھلھا خیر فان لھم ذمۃ و رحما واو صھرا)) ''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مصر کو فتح کرو اور بے شک مصر کو تم فتح کرو گے۔ پس اہلِ مصر کے ساتھ نیکی کرنا کیونکہ ان کو ذمہ اور رشتہ ہے یا صہر (دامادی ہے)''۔ علامہ ابنِ اسحاق زہری سے روایت کرتا ہے کہ میں نے زہری سے کہا((ما الوحم التی ذکر)) ''وہ کون سا رشتہ ہے جس کا ذکر کیا گیا ہے''۔ زہری نے جواب دیا کہ جناب ہاجرہ مادرِ اسماعیل انہیں میں سے تھیں اور رواۃ حدیث صہر کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ ماریہ قبطیہ مادر ابراہیم ابنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں میں سے تھیں۔ جنہیں مقوقس نے جناب رسولِ مقبول کو ہدیۃً بھیجا تھا۔

مصر پر عمرو بن العاص کا قبضہ: طبری کہتا ہے کہ عمرو بن العاصؓ نے جس وقت مصر پر قبضہ کیا تو لوگوں نے جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سے انہیں آگاہ کیا۔ عمرو ابنِ العاصؓ نے کہا'' یہ ایسا نسب ہے کہ جس کے حق کی نگہداشت سوائے نبی کے اور کوئی نہیں کرسکتا کیونکہ یہ نسب بعید ہے اور اہلِ مصر نے عمرو بن العاصؓ سے بیان کیا کہ ہاجرہ لونڈی نہ تھیں بلکہ خاندانِ سلطنت سے تھیں وہ ہمارے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کی بیوی تھیں۔ ہم سے اور اہلِ عین شمس سے لڑائیاں ہوئیں اہلِ عین شمس ہم پر غالب آئے ان کے بادشاہ نے ہمارے شاہی محل کو لوٹ لیا بادشاہ کو قتل کر ڈالا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔ انہیں عورتوں میں ہاجرہؑ بھی تھیں جو ابراہیم تمہارے باپ کو دی گئیں۔

مقوقس کی بحالی: الغرض جس وقت مصر واسکندریہ کی فتح تکمیل کو پہنچی اور قیصرِ روم نے قسطنطنیہ جا کر جان بچائی۔ مقوقس اور بقیہ قبط ان شرائطِ صلح پر راضی ہو گئے۔ جنہیں عمرو ابنِ العاص نے طے کیا تھا اور اس جزیہ کا دینا قبول کر لیا جو ان پر قائم کیا گیا تھا۔ اسی وجہ سے مقوقس اپنی قوم کی سرداری پر بحال و قائم رکھا گیا۔ وہ اپنے ہر کام میں مسلمانوں سے مشورہ کرتا تھا کبھی وہ اسکندریہ میں رہتا تھا اور کبھی منف (اعمالِ مصر) میں جا کر مقیم ہوتا تھا۔

قبطیوں کا زوال: عمرو ابنِ العاصؓ نے مقام فسطاط پر اپنا خیمہ نصب کرایا تھا اور اسی مقام سے مصر کا محاصرہ کیا تھا۔ مسلمانوں نے اسی مقام پر سکونت اختیار کر لی اور اس شہر کو چھوڑ دیا جہاں مقوقس رہتا تھا۔ نتیجہ میں وہ شہر ویران و خراب ہو گیا اس شہر کے ویران ہونے اور مقوقس کے مرنے سے قبطیوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ان کی پچھلی نسلیں اب تک باقی ہیں جنہیں اسلام حاکم اپنے مالی اور انتظامی محکموں میں ملازم رکھتے ہیں اور بعض ان میں سے اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ سلطانِ وقت کے نزدیک ان کی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے اور سب سے بڑا رتبہ مصر میں مرتبہ وزارت ہے ان کے عوام الناس اسی نصرانی مذہب پر ہیں جس پر کہ پہلے تھے اور ان کی اکثر قوم اطراف صعید اور اعمال مصر میں حرفت و صناعت کا کام کرتی ہے۔ واللہ غالب علیٰ امرہ

شہر عین شمس: عبدالرحمٰن بن شماسہ کی روایت جو اس نے شیوخ مصر سے نقل کی ہے۔ یہ امر ظاہر کرتی ہے کہ شہر عین شمس ہیکل شمس تھا اس میں بنیاد دیوار اور ستون اور لہولعب کی چیزیں اس کثرت سے تھیں کہ کسی اور قدیم شہر میں نہیں ہیں۔ شہر منف ہمیشہ ملوک وسلاطین مصر کا دارالسلطنت رہا۔ فراعنہ مصر سے پہلے کے بادشاہ بھی وہیں رہتے تھے اور فراعنہ مصر کے بعد بھی اسی شہر کو دارالسلطنت ہونے کا اعزاز حاصل رہا۔ یہاں تک کہ بخت نصر نے اسے ویران اور مسمار کیا جیسا کہ قومس بن نقاس کے عہد حکومت کے ضمن میں ہم تحریر کر چکے ہیں۔ فرعون مدینہ منف میں رہتا تھا اس شہر کی شہر پناہ کے ستر دروازے تھے اس کی شہر پناہ لوہے کی تھی۔ اس میں چار نہریں تھیں جو فرعون کے تخت کے نیچے سے جاری تھیں۔ ابوالقاسم بن خرداذ بہ کتاب المسالک و الممالک میں تحریر کرتا ہے کہ شہر منف کا طول بارہ میل تھا۔ مصر کا خراج اٹھارہ کروڑ دینار فرعونی تھا۔ دینار فرعونی تین مثقال کا ہوتا ہے اور مثقال ساڑھے چار ماشہ کا۔

مصر کی وجہ تسمیہ: مصر کو مصر اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اسی شہر میں مصر بن بیصر بن حام نے سکونت اختیار کی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ نوحؑ کے ساتھ کشتی میں تھا جناب نوحؑ نے اس کے حق میں دعائے برکت فرمائی تھی کہ اللہ جل شانہ نے ان کی دعا مقبول کر لی اور برکت مرحمت فرمائی۔ مصر کی حد طولاً برقہ سے ایلا تک اور عرضاً اسوان سے رشید تک ہے پہلے اس کے تمام باشندے صابیہ مذہب رکھتے تھے اس کے بعد قیاصرہ روم نے اس پر قبضہ کر لیا تو قسطنطین نے انہیں نصرانیت کی طرف مائل کر لیا۔ انہوں نے اپنے ہمسایہ جلالقہ وصقالبہ وبرجان و روس وقبط وحبشہ ونوبہ کو نصرانیت کی تعلیم دی۔ پھر جب مذہب اسلام کا آفتاب مطلع دنیا میں نکلا تو اس نے انہیں اپنے نورِ ایمان سے منور کر کے اسلام کی راہ راست دکھلائی۔

شجرہ نسب ملوکِ قبط
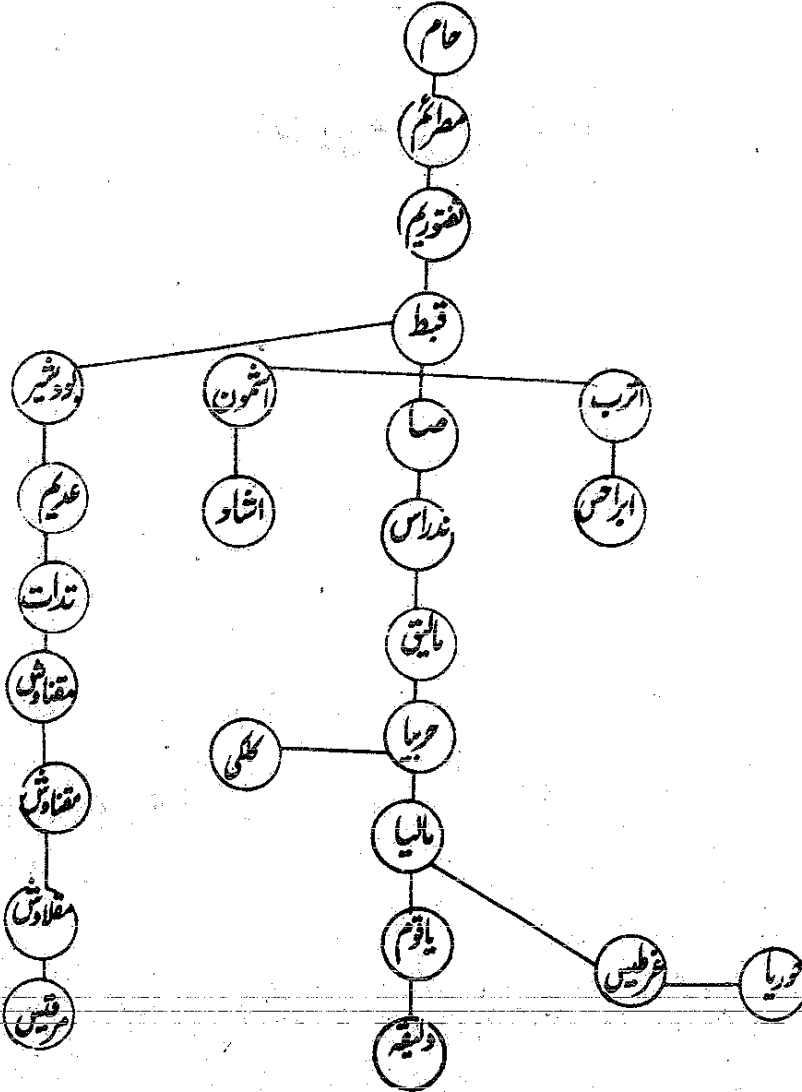
اس کے زمانہ میں عمالقہ مصر پر غالب آئے

(ملوک مصر از عمالقہ جنہوں نے مصر کو قبطیوں سے لے لیا۔ لاطش، کاشم، معدانوس، دارم۔ للیان۔ ولید دومع۔ ثوران۔ اراشہ۔ فاران۔ عمود۔ عمیق

باب: ۱۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام

یعقوبؑ بن اسحاقؑ: اس سے پہلے ہم جناب ابراہیمؑ کے تذکرہ میں لکھ چکے ہیں کہ یعقوبؑ بن اسحاقؑ اپنے اسباط کے ساتھ مصر میں سکونت پذیر ہوئے تھے توریت میں مذکور ہے کہ اللہ جل شانہ نے ان کو اسرائیل کے نام سے یاد فرمایا تھا۔ ایل کے معنی عبد کے ہیں اور اسر۔ اللہ جل شانہ کے اسماء صفاتی سے ہے چونکہ زبان عجم میں مضاف ہمیشہ متاخر ہوتا ہے اس وجہ سے ایل آخر کلمہ ہوا اور مضاف الیہ مقدم ہوا۔ یعقوبؑ کا انتقال ایک سو ستاسی برس کی عمر میں مصر میں ہوا اور یوسفؑ نے آپ کی وصیت کے مطابق فرعون کی اجازت سے فلسطین میں آپ کو اپنے آبائی مقبرہ میں لا کر دفن کیا۔ تجہیز و تکفین کے بعد یوسفؑ مصر پھر واپس چلے آئے اور وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ ایک سو بیس برس کی عمر میں آپ نے بھی انتقال کیا اور مصر میں دفن کئے گئے۔ آپ نے انتقال کے وقت وصیت کی تھی کہ جب بنی اسرائیل مصر سے ارض موعود (یعنی بیت المقدس) کی طرف نکل کر روانہ ہوں تو اپنے ہمراہ آپ کا تابوت بھی لے لیں۔ یوسفؑ کے انتقال کے بعد اسباط نے مصر میں سکونت اختیار کی۔ تھوڑے دنوں میں ان کی نسلی ترقی اس قدر ہوئی کہ قبطی ان کو رشک و حسد کی آنکھوں سے دیکھنے لگے۔

بنی اسرائیل پر فرعون کا عتاب: توریت میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ فراعنہ مصر سے یوسفؑ کے بعد تخت نشین ہوا اور وہ بنی اسرائیل کی قدر و منزلت سے ناواقف تھا۔ وہ نہ ان کو پہچانتا تھا اور نہ ان کے آباؤ اجداد سے آگاہ تھا اس نے ان کا خون مباح کر دیا اور ان سے خدمت کا کام لینے لگا۔ اس کے بعد کاہنوں نے یہ ظاہر کیا کہ عنقریب بنی اسرائیلؑ میں ایک نبی ہونے والا ہے جو تمہارے ملک کا مالک اور تمہاری بربادی کا باعث ہوگا۔ علیٰ ہذا اسی طرح اور جو کچھ اس واقعہ کے متعلق انہیں معلوم تھا۔ اسے بتایا فرعون نے بنی اسرائیل کی نسل ختم کرنے کا بیڑہ اٹھا لیا ان کے مردوں کو عورتوں سے علیحدہ کر دیا۔ لڑکوں کو قتل کرنے لگا اسی حالت میں ایک زمانہ گزر گیا یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

حضرت موسیٰؑ: موسیٰ عمران ابنِ قاہت بن لاوی بن یعقوب کے لڑکے تھے ان کی ماں کا نام یوحاند تھا۔ جو لاوی کی لڑکی اور عمران کی پھوپھی تھیں۔ قاہت بن لاوی جناب یعقوب کے ہمراہ مصر آئے تھے اور عمران بن قاہت مصر میں پیدا ہوئے۔ عمران کی تہتر برس کی عمر میں ہارون اور اسی (۸۰) برس کی عمر میں موسیٰؑ پیدا ہوئے۔ یوحاند (مادرِ موسیٰ) نے بالہام

خدا موسیٰؑ کو ایک صندوق میں رکھ کر دریا[1] میں بہا دیا۔ ہمشیرہ موسیٰؑ دور سے کھڑی ہو کر دیکھنے لگیں اتفاق یہ کہ فرعون کی لڑکی اپنے خواصوں کے ساتھ دریا کی طرف آئی تھی۔ اس نے صندوق کو دریا سے نکلوایا جب صندوق کھولا گیا تو موسیٰ کی صورت دکھائی دی اس کو آپ کی صورت دیکھ کر رحم آ گیا اسے آپ کی رضاعت کی فکر ہوئی۔ ہمشیرہ[2] موسیٰؑ نے کہا اگر تم اجازت دو تو میں ایک دودھ پلائی لا دوں فرعون کی لڑکی نے یہ منظور کر لیا موسیٰؑ کی بہن بن گئیں اور اپنی ماں کو بلا لائیں فرعون کی لڑکی نے موسیٰؑ کو ان کی ماں یوحاند کے سپرد کر دیا۔ جب دودھ پلائی کی مدت پوری ہو گئی اور موسیٰ فرعون کی لڑکی کے پاس لائے اس نے ان کا نام موسیٰ[3] رکھا اور خود ان کی پرورش کرنے لگی۔ موسیٰؑ نے چونکہ فرعون کے گھر میں پرورش پائی تھی اور یہ بات پوری طرح مشہور تھی کہ فرعون کی بی بی آسیہ یا اس کی لڑکی نے آپ کو گود لے لیا ہے۔ اس وجہ سے اہلِ مصر آپ کا بہت لحاظ کرتے تھے۔ لوگوں کے دلوں میں آپ کا بہت بڑا رعب داعب تھا اور اسی تعلق سے قبطی آپ کے ماموں تھے۔

حضرت موسیٰؑ کی گرفتاری کا حکم: موسیٰؑ نے جوان ہونے کے بعد ایک روز[4] دیکھا کہ ایک عبرانی (بنی اسرائیل) کو ایک مصری (قبطی) مار رہا ہے آپ نے مصری کو اس فعل سے روکا۔ مگر اس نے آپ کا کچھ خیال نہ کیا موسیٰؑ کو غصہ آ گیا اور آپ نے اسے ایک طمانچہ مارا کہ وہ مر گیا دوسرے روز پھر ایسا ہی واقعہ پیش آیا مگر یہ کہ اس واقعہ میں دونوں بنی اسرائیل تھے۔ موسیٰؑ نے غالب شخص کو ڈانٹ کر روکنا چاہا اس نے کہا: ﴿اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ﴾ (القصص

---

[1] طبری کہتا ہے کہ مادرِ موسیٰؑ نے موسیٰ علیہ السلام کو تین روز دودھ پلا کر چوتھے روز صندق میں رکھ کر دریا میں ڈالا تھا اور مفسرین وعلماء اخبار کہتے ہیں کہ تین مہینہ دودھ پلا کر چوتھے مہینہ میں موسیٰؑ کو اچھے کپڑے پہنا کر صندوق میں رکھ کر دریا میں بہہ دیا تھا اور صندوق پر چمڑا منڈھا ہوا تھا صندوق کا بنانے والا حربیل نامی ایک شخص فرعون کی قوم سے تھا مگر باایمان تھا۔

[2] اس قصہ کو مؤرخین نے اس طرح بیان کیا ہے اور یہی کلام مجید کے نصِ صریح سے مطابقت رکھتا ہے کہ جب تابوت موسیٰؑ کو آسیہ زوجہ یا فرعون کی لڑکی نے دریا سے نکلوایا اور فرعون سے بالتجا موسیٰؑ کو لے لیا۔ تب اس کو ان کی رضاعت کی فکر ہوئی جو دودھ پلائی آتی تھی اسکا دودھ موسیٰ علیہ السلام نہ پیتے تھے۔ یہاں تک کہ دوپہر کا وقت آ گیا آسیہ یا فرعون کی لڑکی کو اس امر کا خیال گزرا کہ شدت گرسنگی سے موسیٰ کا انتقال نہ ہو جائے اس وجہ سے وہ بہت پریشان ہوئی جب موسیٰؑ کی بہن کو اس حالت سے آگاہی ہوئی تب انہوں نے لونڈیوں سے کہا: ﴿هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نَاصِحُوْنَ﴾ (القصص:۱۲) ”کیا تم کو ایسے اہلِ بیت نہ بتلاؤں جو اس کی کفالت منظور کر لیں اور وہ اسکا خیال بھی کریں گے“۔ لونڈیوں نے یہ سن کر فرعون کی لڑکی سے کہا اس نے اپنے ملازمین کو ہمشیرہ موسیٰؑ کے ساتھ کر دیا اور وہ لوگ مادرِ موسیٰؑ کو بلا لائے موسیٰؑ نے اپنی ماں کا دودھ پینا شروع کر دیا۔

[3] موسیٰؑ کو عبرانی میں موشا کہتے ہیں اس کے معنی آب و درخت کے ہیں چونکہ موسیٰ علیہ السلام پانی اور درختوں میں پائے گئے تھے اس وجہ سے ان کا نام موشا رکھا گیا اور تازی زبان میں موسیٰ کہنے لگے۔

[4] اس واقعہ سے پہلے جس وقت موسیٰؑ بچے تھے یہ حکایت کی جاتی ہے کہ ایک روز فرعون اپنے محل سرا میں آیا۔ آسیہ نے ان کو فرعون کی گود میں دے دیا اور کہا کہ یہ تیرا لڑکا ہے فرعون نے کہا کہ مجھ کو اس سے کچھ سروکار نہیں ہے میں مصری ہوں اور یہ عبرانی لڑکا ہے۔ آسیہ اور فرعون میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ موسیٰؑ نے فرعون کی داڑھی پکڑ کر ایک چپت رسید کی۔ فرعون اس حرکت سے برہم ہو کر کہنے لگا کہ یہ بنی اسرائیل کا لڑکا ہے میں اسی کو ڈھونڈ رہا تھا میں اس کو ضرور مار ڈالوں گا۔ آسیہ نے کہا ”اس نے یہ حرکت نادانی سے کی ہے دانستہ اس نے یہ فعل نہیں کیا اگر یہ جان بوجھ کر اس فعل کا مرتکب ہوتا تو البتہ سزا کا مستحق تھا“۔ فرعون نے اس خیال کی تردید کی تب آسیہ نے آزمائش کی غرض سے دو طشت ایک یاقوت سرخ کا اور دوسرا آگ کا منگوا کر موسیٰ کے روبرو رکھ دیئے۔ موسیٰ نے بحکم الٰہی آگ اٹھا کر منہ میں رکھ لی۔ فرعون کو اس سے یقین ہو گیا کہ موسیٰ نے جان بوجھ کر وہ حرکت نہیں کی اور اس خیال کے پیدا ہو جانے سے وہ اس کی ایذاء سے محفوظ رہ گئے۔

۱۹)''کیا تو نے ارادہ کر لیا ہے کہ مجھ کو قتل کر ڈالے گا جیسا کہ کل ایک شخص کو مار ڈالا تھا'' [1] موسیٰؑ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اس کی خبر فرعون تک پہنچ گئی۔ اس نے آپ کی گرفتاری کا حکم نافذ کیا۔

حضرت موسیٰؑ کا نکاح: موسیٰؑ اس واقعہ سے مطلع ہو کر ارض مدین [2] کی طرف نکل کھڑے ہوئے اس وقت آپ کی عمر چالیس برس کی تھی۔ مدین کے قریب پہنچ کر ایک چشمہ پر دو لڑکیوں کو دیکھا آپ نے ان کے مویشیوں کو پانی پلا دیا۔ ان دونوں لڑکیوں نے اپنے باپ کو اس سے مطلع کیا ان کے باپ نے ان میں سے ایک کا نکاح موسیٰؑ کے ساتھ کر دیا جیسا کہ قرآن شریف میں ہے اکثر مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ شعیبؑ بن نوفل بن عیقا بن مدین علیہ السلام نبی تھے اور طبری کہتا ہے کہ جس نے موسیٰؑ کا نکاح اپنی لڑکی سے کیا تھا وہ رعویل (جو مدین کے عالموں سے تھے) ہیں ان کا نام بیتر تھا اور حسن بصری کا یہ بیان ہے کہ شعیبؑ بنی مدین کے سردار تھے۔

حضرت موسیٰؑ کی تبلیغ دین: القصہ موسیٰؑ نے اپنے خسر شعیبؑ کے پاس قیام کیا اور عبادتِ الٰہی میں مصروف ہوئے۔ حتی کہ اسی برس کی عمر میں وحی نازل ہوئی اور آپ کے بھائی ہارونؑ پر وحی تراسی برس کی عمر میں نازل ہوئی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو فرعون کی طرف بھیجا کہ وہ بنی اسرائیل کو قبطی حکومت اور فرعونوں سے مظالم سے نجات دلا کر ارضِ مقدسہ کی طرف لے جائیں جس کے دینے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ و اسحاقؑ و یعقوبؑ سے کیا تھا۔ چنانچہ موسیٰؑ و ہارونؑ فرعون کے پاس گئے اور بنی اسرائیل کو دین حق کی دعوت دی وہ لوگ ایمان لائے۔ چنانچہ موسیٰؑ و ہارونؑ کی اتباع کی۔ پھر فرعون سے بنی اسرائیل کے آزاد کرنے کے لئے کہا موسیٰؑ نے عصا دکھایا اس نے ان کو جھٹلایا ساحروں کو جمع کیا۔ پھر سب ساحر موسیٰؑ پر ایمان لائے جیسا کہ قرآن میں صراحتاً مذکور ہے۔

(مترجم) اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جس وقت موسیٰؑ مدین پہنچے اور ایک چشمہ پر بیٹھ گئے تو دیکھا کہ لوگ گروہ کے گروہ آتے ہیں اور اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر چلے جاتے ہیں ان کے علاوہ دو عورتیں کچھ فاصلہ پر کھڑی ہیں اور اپنے مویشیوں کو روک رہی ہیں۔ موسیٰؑ نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب تک یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر نہ چلے جائیں گے اس وقت تک ہم اپنے مویشیوں کو پانی نہ پلا سکیں گے۔ ان کا بچا ہوا پانی ہم اپنے مویشیوں کو پلاتے ہیں۔ ہمارا باپ ضعیف ہے اس سے کچھ کام نہیں ہو سکتا۔

---

[1] یہ دونوں واقعے موسیٰؑ کی چالیس برس کی عمر میں واقع ہوئے اور اس سے پہلے جب آپ بیس برس کے ہوئے تو فرعون نے آپ کی شادی کر دی تھی اس بیوی سے موسیٰؑ کے دو لڑکے حسر شون اور ریلیعا پیدا ہوئے اور چالیسویں برس کی عمر میں یہ دونوں واقعے اسی طرح واقعہ ہوئے کہ ایک روز خلافِ معمول موسیٰؑ فرعون سے جدا ہو کر دو پہر کے وقت شہر منف میں وارد ہوئے۔ منف مصر سے دو کوس کے فاصلہ پر تھا اس وقت ایک قبطی ایک اسرائیل کو مار رہا تھا۔ موسیٰؑ نے قبطی کو اس حرکت سے روکا لیکن جب اس نے آپ کا کچھ خیال نہ کیا تو آپ نے اس کے سینہ پر تھپکی سی دی۔ اتفاق سے اس کا اثر اس کے دل پر پہنچا اور وہ مر گیا۔ فرعون کو جب قبطی کے مارے جانے کی اطلاع ہوئی تو اس نے قاتل کی تفتیش کا حکم دیا۔ موسیٰؑ نے خوف و بیم میں یہ رات گزاری اور وہیں رہ گئے مصر نہ آئے اتفاق سے دوسرے روز پھر ایسا ہی قصہ پیش آیا کہ اس بنی اسرائیل کو دوسرا قبطی مار رہا تھا۔ آپ نے قبطی کو روکا قبطی نے کہا تو بڑا جابر معلوم ہوتا ہے کل ایک کو تو مار چکا ہے آج تو نے میرے مارنے کا ارادہ کیا ہے۔ موسیٰؑ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اس نے فرعون کو جا کر تمام واقعہ سے مطلع کر دیا۔

[2] اہلِ مدین، مدین ابنِ ابراہیمؑ کی اولاد سے تھے۔

موسیٰ کو ان کی بے کسی پر رحم آیا اور کنوئیں کے منہ سے وہ پتھر اٹھا کر ان کے مویشیوں کو پانی پلا دیا جسے کئی آدمی مل کر اٹھایا کرتے تھے لڑکیوں نے لوٹ کر اپنے باپ سے یہ واقعہ بیان کیا اور ان میں سے ایک اپنے باپ کے کہنے سے موسیٰ کو بلانے آئی اور موسیٰ کو کہا ''چلو تم کو ہمارا باپ اس پانی پلانے کی اُجرت دینے کو بلاتا ہے۔ موسیٰ یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے پیچھے پیچھے چلے۔ جب ہوا سے اس کا کپڑا اڑنے لگا تو آپ نے کہا تم میرے پیچھے سے رہبری کرو میں تمہارے آگے چلتا ہوں۔

الغرض موسیٰ شعیبؑ کے پاس پہنچے اور اپنا تمام ماجرا کہہ سنایا شعیبؑ نے کہا: ﴿لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (القصص: ۲۵) اس کے بعد اسی لڑکی نے اپنے باپ شعیب سے کہا ''کہ اے باپ اس کو اس کے کام کی اچھی مزدوری دینا یہ بڑا قوی اور امین ہے''۔ شعیبؑ نے کہا کہ تو نے اس کی قوت کا اندازہ تو اس کے پتھر اٹھا لینے سے کیا مگر اس کے امین ہونے کا تجھے کیسے یقین ہوا لڑکی نے اس کے جواب میں راستہ میں ہمراہ آنے کا قصہ بیان کیا۔ شعیبؑ نے موسیٰ سے کہا ''میرا یہ ارادہ ہے کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں اس مہر کے عوض آٹھ برس میری مزدوری کرو اور اگر دس برس پورے کر دو گے تو اور زیادہ مناسب ہو گا میں تم پر جبر نہیں کرنا چاہتا۔

موسیٰ اس شرط پر راضی ہو گئے جب شام ہوئی تو کھانا سامنے لایا گیا تو موسیٰ نے کھانے سے انکار کیا اور یہ کہا کہ ہم ایسے اہلِ بیت سے ہیں کہ اعمالِ آخرت پر اجرت نہیں لیتے۔ شعیب نے جواب دیا کہ وہ اس کی مزدوری نہیں ہے بلکہ یہ ہماری اور ہمارے آباؤ اجداد کی عادات میں داخل ہے موسیٰ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیا۔ شعیبؑ نے ان کا نکاح اپنی لڑکی صفورا سے کر دیا جس نے پانی پلانے کا ماجرا بیان کیا تھا اور موسیٰ کو اپنے ہمراہ لے گئی تھی۔

شعیبؑ نے صفورا سے کہا مویشیوں کو ہانکنے کے واسطے ایک لکڑی لا دو صفورا ایک لکڑی اٹھا لائی تھی جسے ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں آ کر رکھ گیا تھا۔ شعیبؑ نے اسے لوٹا دیا مگر صفورا جب لکڑی لاتی تھی وہی عصا لاتی تھیں آخر موسیٰ اور شعیبؑ میں اس عصا کے لینے میں بحث ہو گئی اور اس امر پر قضیہ ختم ہوا کہ پہلے جو شخص ملے اس کا فیصلہ قابلِ قبول ہو حکم الٰہی سے وہی فرشتہ دوبارہ بصورت آدمی آیا اور اس نے یہ فیصلہ کیا کہ اسے زمین پر ڈال دو اور جو شخص تم دونوں آدمیوں میں سے اسے اٹھا لے وہی اسے لے دونوں بزرگ اس فیصلہ پر راضی ہو گئے۔ پہلے شعیب نے لکڑی کو اٹھانا چاہا لیکن مجبور رہے اور موسیٰؑ نے جب اٹھانے کا قصد کیا تو اٹھا لیا۔

دس برس تک موسیٰ شعیبؑ کے یہاں مزدوری کرتے رہے۔ گیارہواں سال جاڑے کے موسم میں اپنی بی بی کو ہمراہ لے کر شعیبؑ سے رخصت ہو کر مصر روانہ ہوئے پانچ روز کا راستہ طے کر کے جب طور سینا کے قریب پہنچے تو شب تاریک ہونے کی وجہ سے راستہ بھول گئے۔ موسیٰ نے ہر چند چقماق سے آگ جلانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے پریشان ہو کر خاموش رہے جب ایک حصہ رات کا گذر گیا تو طور سینا پر کچھ روشنی ہوئی جسے یہ آگ سمجھ کر اپنی بی بی سے بولے تم یہیں بیٹھی رہو میں اس طرف جاتا ہوں شاید وہاں پر آگ مل جائے یا راستہ کا پتہ چل جائے۔

موسیٰ یہ کہہ کر طورِ سینا کی طرف بڑھے جس قدر جناب موصوف آگ کے قریب جاتے تھے اسی قدر آگ دور ہوتی جاتی تھی اور آسمان تک مشتعل ہوتی جاتی تھی۔ موسیٰ کو اس واقعہ سے سخت حیرت دامن گیر ہوئی کیونکہ آگ دھوئیں کے بغیر

جس قدر تیز اور روشن ہو رہی تھی اسی قدر درخت سرسبز اور ہرا بھرا نظر آ رہا تھا۔ موسیٰؑ کچھ سوچ سمجھ کر جھجکے اور جھجک کر لوٹے مگر ﴿اِنِّیٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (القصص: ۳۰) کی ندا سن کر ٹھہر گئے تھوڑی دیر تک بے ہوشی کے عالم میں رہے جب ہوش میں آئے تو جناب باری نے فرمایا: ﴿اِخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی﴾ (طٰہٰ: ۲۱) ''تو اپنے جوتے کو اتار ڈال بے شک تو زمینِ پاک میں ہے''۔

علماءِ تفسیر جوتے اتارنے کے حکم کی وجہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ جوتیاں مُردہ گدھے کے چمڑے کی تھیں لیکن وہ تاویل ہی تاویل ہے اصل یہ ہے کہ شرافت و تعظیم کے لحاظ سے یہ حکم ہوا تھا۔ بہرکیف موسیٰؑ نے بحکمِ باری جوتا اتار ڈالا جنابِ باری عزاسمہ نے ان کو پہلے اصولِ توحید[1] کی تعلیم دی پھر شریعت کی تعلیم کی اور شریعت[2] کے احکام بیان فرمائے اس کے بعد نبوت مرحمت فرمائی اور ثبوت نبوت کے لئے معجزے دینے کی ضرورت ہوئی تو یوں ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی﴾ (طٰہٰ: ۱۷) ''تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰؑ'' موسیٰ نے عرض کیا ﴿هِیَ عَصَایَ﴾ ''یہ میرا عصا ہے''۔ ﴿اَتَوَکَّؤُا عَلَیْهَا وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی﴾ (طٰہٰ: ۱۸) ''میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور بکریوں کے واسطے اس سے پتیاں درختوں کی توڑتا ہوں اور اس سے مجھ کو بہت سے کام اور بھی ہیں''۔

علماءِ تفسیر نے اس مقام پر ایک لطیفہ دلچسپ یہ تحریر فرماتے ہیں کہ موسیٰؑ نے صرف اس سوال پر کہ یہ کیا چیز ہے اتنا بڑا جواب کہ ''میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں' بکریوں کے واسطے پتے توڑتا ہوں اور جب اتنے کہنے سے تسکین نہ ہوئی تو یہ کہا اس سے مجھ کو اور بہت سے کام ہیں''۔ دو وجہ سے دیا ایک تو اس خیال سے کہ جناب باری عزاسمہ سے شرف تکلم دیر تک حاصل رہے اور دوسرے یہ کہ شاید بشریت کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ جوتا تو پہلے ہی اتروا دیا گیا ہے کہیں یہ لکڑی بھی ہاتھ سے پھینک دینے کا حکم نہ ہو جائے حالانکہ ایسا ہی ہوا کہ جناب باری نے یہ جواب سن کر بھی فرمایا: ﴿اَلْقِهَا یٰمُوْسٰی﴾ (طٰہٰ: ۱۹) ''اے موسیٰؑ اس کو چھوڑ دے''۔

موسیٰؑ نے جونہی بحکم باری عصا زمین پر پھینکا ویسے ہی وہ ایک اژدھے کی صورت میں پھنکاریاں مارتا نظر آیا۔ موسیٰ ڈرے اور پیچھے ہٹے' حکم ہوا'' کچھ خوف نہ کرو آگے بڑھو اسے ہاتھ تو لگاؤ ہم پھر اسے پہلی ہی حالت میں کر دیں گے''۔ موسیٰ نے یہ سن کر اژدھے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کی گردن پکڑ لی وہ پھر عصا ہو گیا اس کے بعد حکم ہوا کہ تم اپنے ہاتھ کو جیب میں چھپا کر نکالو وہ روشن و سفید ہو جائے گا کسی بیماری سے نہیں بلکہ کرامت و اعجاز سے۔ جب موسیٰ اس حکم کی تعمیل سے فارغ ہو چکے اور یہ دونوں معجزے (یعنی عصا کا اژدہا ہو جانا اور ید بیضا مرحمت ہو گئے تو ارشاد ہوا: ﴿فَذٰنِکَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّکَ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ مَلَاۡئِهٖ اِنَّهُمْ کَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ﴾ (القصص: ۳۲) ''پس یہ تیرے رب کی دو دلیلیں و علامتیں ہیں

---

[1] اصول توحید یہ ہیں کہ خدا کا کسی کو شریک نہ کرنا اس کی ذات میں اور نہ اس کی صفات میں۔ چنانچہ اس کو جناب باری نے ایک مقام پر ﴿اِنِّیٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا﴾ ''بے شک میں اللہ ہوں اور کوئی اللہ سوائے میرے نہیں ہے''۔ فرمایا ہے اور دوسرے مقام پر ﴿اِنِّیٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ ''بے شک میں اللہ ہوں سارے عالم کا پروردگار'' ارشاد کیا ہے۔

[2] شریعت کی تکمیل یوں فرمائی کہ پہلے عبودیت کا ذکر کیا اور اس کے بعد لازمہ عبودیت یعنی اطاعت کی تعلیم کی۔ پھر اعتقاد کو درست کیا جیسا کہ آیہ ﴿فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ﴾ ''میری عبادت کر اور نماز قائم کر میرے ذکر کے لئے''۔ اور ﴿اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ﴾ ''بے شک قیامت آنے والی ہے'' سے مستفاد و مفہوم ہوتا ہے۔

فرعون اور اس کے گروہ کی طرف بے شک وہ لوگ قوم فاسق ہیں''۔ موسیٰ نے گزارش کی ﴿ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ﴾ (القصص: ۳۳) ''اے خدا میں نے ان میں سے ایک شخص کو مار ڈالا ہے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھ کو مار نہ ڈالیں''۔ اس وجہ سے میرے بھائی ہارون کو بھی بھیج دے وہ مجھ سے زیادہ فصیح ہیں جناب باری نے آپ کی یہ التجا منظور فرمالی ان کو بھی نبوت مرحمت فرمائی اور بنظر تسلی وتسکین ارشاد فرمایا: ﴿ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا ﴾ (القصص: ۳۴) ''ہم تم دونوں کو غلبہ وقوت مرحمت کریں گے''۔ ﴿ فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْكُمَا بِاٰیٰتِنَا ﴾ (القصص: ۳۵) ''پس وہ لوگ یعنی فرعون اور اسکی قوم تم کو کچھ مضرت نہ پہنچا سکیں گے ساتھ نشانیوں ہماری کے''۔ ﴿ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴾ (القصص ۳۵) ''تم اور تمہارے اتباع کرنے والے ان پر غالب ہو جائیں گے''۔

موسیٰؑ نے جب اپنی ہر طرح سے تسکین کر لی اور ہر صورت سے آپ کو اطمینان ہو گیا تو آپ طور سینا سے لوٹے اور اپنے اہل کو لے کر روانہ ہوئے' منازل طے کرنے کے بعد رات کے وقت مصر پہنچے اور اپنے مکان میں جا کر فروکش ہوئے۔ مگر نہ گھر والے موسیٰ کو پہچان سکے اور نہ موسیٰ نے ان لوگوں کو پہچانا۔ صبح کے وقت کھانے پر ہارون نے آپ کا نام ونشان دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مدتوں کے بچھڑے ہوئے بھائی موسیٰؑ ہیں۔ دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے سے معانقہ کیا اور موسیٰؑ نے اپنی سرگزشت کہہ سنائی۔

بعض مؤرخین تحریر کرتے ہیں کہ موسیٰؑ طور سینا پر سات روز تک رہے ان کے زمانہ عدم موجودگی میں چند چرواہے مدین کے طور کی طرف آئے اور آپ کی بیوی کو ان کے باپ شعیبؑ کے پاس پہنچا دیا۔ اس کے بعد موسیٰؑ طور سے واپس ہو کر تنہا مصر کو روانہ ہوئے پھر فرعون کے غرق ہونے کے بعد شعیبؑ نے آپ کی بیوی کو آپ کے پاس پہنچایا۔ اکثر علماء تاریخ اپنی اپنی تصنیفات میں یہ بھی شہادت دے رہے ہیں کہ موسیٰؑ کے مصر پہنچنے سے پہلے ہارونؑ پر وحی نازل ہو چکی تھی اور انہیں حکم مل گیا تھا کہ موسیٰؑ مصر کی طرف آ رہے ہیں اور تم ان کے ہمراہ فرعون کے پاس ادائے رسالت کو جانا۔ چنانچہ ہارونؑ مصر سے باہر موسیٰؑ سے ملے اور جب موسیٰؑ نے کہا ہم کو خدا نے فرعون کی طرف رسول کر کے بھیجا ہے تم ہمارے ساتھ چلو تو ہارونؑ نے اس قول کی تصدیق کی اور اس حکم کی تعمیل پر آمادہ ہوئے اور رات ہی کو فرعون کے دروازہ پر جا کر دستک دی تھی۔ واللہ اعلم

موسیٰؑ کو اسی برس کی عمر میں اور ہارون کو تراسی برس کی عمر میں نبوت مرحمت ہوئی تھی پہلے ان دونوں بزرگوں نے بنی اسرائیل پر اپنی رسالت ونبوت کو ظاہر کیا جب وہ لوگ ایمان لے آئے اور آپ کے پیرو ہوئے تو فرعون کے پاس گئے۔

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ دو برس تک یہ دونوں بھائی فرعون کے مکان تک آتے جاتے رہے مگر اندر داخل نہ ہونے پاتے تھے اتفاق وقت سے ایک روز فرعون کے دربار میں ایک عجیب مسخرہ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اثناء کلام میں جب کہ فرعون اپنی بڑائی کا اظہار کر رہا تھا بول اٹھا کہ یہ عجیب بات ہے کہ تم خدائی کا دعویٰ کرتے ہو حالانکہ تم کو اس کی خبر بھی نہیں کہ تمہارے دروازے پر ایک مدت سے ایک شخص آیا ہوا ہے جو اپنے کو خدا کا رسول کہتا ہے فرعون یہ سن کر سخت برہم ہوا اور اس نے ان کو دربار میں بلوایا جس وقت یہ دونوں بھائی دربار میں پہنچے' مسخرے نے دیکھ کر کہا اے لو! ایں گل دیگر شگفت' میں تو ایک ہی شخص سمجھا تھا یہ تو دو نکلے''۔

الغرض موسیٰؑ وہارونؑ نے فرعون کے پاس پہنچ کر کہا: ﴿ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ ﴾

(الشعراء:۱۶، ۱۷)''ہم پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں یہ پیام ہے کہ ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے''۔فرعون نے موسیٰؑ کو زبان لکنت سے پہچان لیا اور بنظر حقارت سوالیہ لہجہ میں بولا:﴿ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا ﴾ (الشعراء:۱۸)''کیا تیری ''لڑکپن'' سے ہمارے یہاں پرورش نہیں ہوئی''۔﴿ وَ لَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ﴾ (الشعراء:۱۸)''اور کیا تو چند سال ہمارے یہاں نہیں رہا ہے؟''﴿ وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (الشعراء:۱۹)''اور کیا تو نے وہ کام جو کیا تو نے اور اب اس کے انکار کرنے والوں سے ہے؟''موسیٰ نے جواب دیا:﴿فَعَلْتُهَا اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ﴾ (الشعراء:۲۰)''ہاں میں نے اس وقت وہ کام کیا تھا اور میں ناواقفوں میں سے تھا''۔﴿ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴾ (الشعراء:۲۱)''لیکن تمہارے خوف سے بھاگ گیا تھا پس دی میرے رب نے مجھ کو سمجھ اور کیا مجھ کو پیغمبروں میں سے''۔فرعون یہ سن کر متعجب ہوا کیونکہ وہ اپنے آپ کو خدا سمجھ رہا تھا اسی وجہ سے اس نے پھر استفسار کیا: ﴿ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (الشعراء:۲۳)''رب العالمین کی ماہیت کیا ہے؟''موسیٰؑ نے فرمایا:﴿ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴾ (الشعراء:۲۴)''وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو چیز کہ ان کے درمیان میں ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو''۔فرعون کو اس کلام سے اور زیادہ تعجب ہوا اس نے اپنے ہم نشینوں سے مخاطب ہو کر کہا:﴿ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴾ (الشعراء:۲۵)''کیا نہیں سنتے تم''۔موسیٰؑ نے ان کے اس استعجاب کے رفع کرنے کی غرض سے یا یہ کہ فرعون کے مصاحبین کے اس استفسار کے جواب میں کہ اے موسیٰؑ جس کی طرف ہم کو تم بلاتے ہو وہ کون ہے؟ ارشاد فرمایا:﴿رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴾ (الشعراء:۲۶)''خدا تمہارا ہے اور تمہارے اگلے باپوں کا ہے خدا''۔فرعون نے اپنے جلیسوں سے کہا:﴿ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴾ (الشعراء:۲۷)''بے شک یہ پیغمبر جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے دیوانہ ہے''۔ موسیٰؑ ان کی ناسمجھی سے جھلا کر پھر بولے ﴿ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ مَا بَيْنَهُمَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴾ (الشعراء:۲۸)''پروردگار مشرق اور مغرب کا ہے اور اس چیز کا ہے جو ان کے درمیان میں ہے اگر تم کچھ سمجھتے ہو''۔

فرعون کو یہ سن کر غصہ آ گیا اور اس نے طیش سے کہا:﴿ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ﴾ (الشعراء:۲۹)''اگر میرے سوا کسی اور کو خدا بنائے گا تو بے شک میں تجھ کو قید کر دوں گا''۔موسیٰؑ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے اس دعویٰ کی شہادت میں کوئی ظاہر اور روشن معجزہ پیش کروں فرعون نے کہا:﴿ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴾ (الشعراء:۳۱)''اگر تجھ کو سچائی کا دعویٰ ہے تو اس کو دکھلا''۔موسیٰؑ نے عصا کو زمین پر ڈال دیا فوراً اسی[1] گز کا اژدھا بن گیا اور اپنے ہاتھ کو بغل میں سے کھینچ لیا معاً ید بیضا ظاہر ہو گیا۔

اس کے بعد فرعون کے کہنے سے موسیٰ نے اژدہے کو پکڑ لیا وہ پھر عصا ہو گیا اور ہاتھ کو بغل کی طرف لے گئے۔وہ بھی اصلی حالت میں آ گیا چونکہ موسیٰؑ کو مزاج میں سختی تھی اس خیال سے کہ جناب باری نے موسیٰؑ کی طرف یہ وحی نازل فرمائی کہ فرعون سے سختی ودرشتی سے باتیں نہ کرو بلکہ نرمی سے ہم کلام ہو شاید اس پر ہمارا کچھ خوف غالب ہو اور وہ راہِ راست پر آ جائے۔موسیٰؑ وہارونؑ فرعون کے پاس پھر گئے اور اس کو سمجھانے لگے''اگر تو یہ چاہے گا کہ تیرے شباب کا عہد لوٹ آئے تو

---

[1] بعض مؤرخین نے تحریر کیا ہے کہ اس اژدہے کا منہ اس قدر بڑا تھا کہ ایک کلہ اس کا زمین پر تھا اور دوسرا کلہ فرعون کے کنگرہ محل پر فرعون پر اس اژدہے کو دیکھنے سے ایسا خوف غالب ہوا کہ اس کا پاخانہ خطا ہو گیا۔تقریباً بیس روز تک اس کو دست آیا کئے۔

میں تجھ کواز سرِ نو نوجوان کردوں گا اور اگر تیری یہ خواہش ہے کہ ہمیشہ تو بادشاہت کرتا رہے تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ تجھ سے بادشاہت کبھی نہ چھینی جائے گی اور جب تو اس دنیا سے دارالبقا کی طرف جائے گا تو نہایت وسیع اور عمدہ جنت پائے گا لیکن ان سب کے ساتھ شرط یہ ہے کہ تو خدائے برحق ویکتا پر ایمان لا اور میرے رسول ہونے کی شہادت دے''۔

فرعون یہ سن کر کچھ راضی سا ہو گیا اور اس نے اپنے وزیر ہامان کو بلا بھیجا ہامان اس سے بھی زیادہ کفر و زندقہ میں بڑھا ہوا تھا۔ اس نے آتے ہی یہ باتیں سن کر کہہ دیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ''آج تک تو خدائی کررہا تھا لوگ تیری پرستش کرتے تھے اور آج تو موسیٰؑ کے کہنے سے اس کے خیالی خدا کی عبادت کرے گا بندگی کر کے بندوں میں شامل ہوگا''۔ فرعون اس گفتگو کو سن کر اپنے خیال پر نادم ہوا۔ ہامان نے خضاب ایجاد کر کے فرعون کے بال سیاہ کر دیئے اور ان طور سے اس کی خواہش جوانی پوری کر دی۔

فرعون پہلا شخص ہے کہ جس نے اپنے بالوں کو سیاہ وسمہ سے رنگا فرعون کو ہامان کی باتوں سے اطمینان ہو گیا۔ مگر ساتھ ہی اسے یہ خیال گزرا کہ کہیں میرے مصاحبین موسیٰؑ کی پٹی میں نہ آ جائیں اس وجہ سے اس نے اپنے جلیسوں کو خطاب کر کے کہا: ﴿ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴾ (الشعراء: ۳۴) ''بے شک یہ دانا جادوگر ہے''۔ ﴿ يُرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴾ (الشعراء: ۳۵) ''یہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہارے دین سے بزور اپنے جادو کے نکال دے پس کیا کہتے ہو''۔ درباریوں نے یہ رائے دی: ﴿ وَ ابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴾ (الشعراء: ۳۶) ''اس کو اس کے بھائی کو لیت ولعل میں ڈال دے اور جادوگروں کے شہروں میں آدمیوں کو بھیج دے ﴿ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴾ (الشعراء: ۳۷) ''تیرے پاس لائیں وہ ہر دانا جادوگر کو''۔ فرعون نے درباریوں کی یہ رائے پسند کی اور ایک معینہ و مقررہ مدت میں ستر یا بہتر بالتحقیق و بروایت دیگر پندرہ ہزار یا بیس ہزار ساحروں کو جمع کر کے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو بلوایا۔ موسیٰؑ نے ساحروں سے کہا ''حیف ہے تم لوگ خدا کا کچھ خوف نہیں کرتے اور یہ مصنوعی تماشہ لے کر آئے ہو''۔

ساحروں نے موسیٰؑ کو نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھ کر آپ کی باتوں کا جواب تک نہ دیا اور فرعون سے کہنے لگے ﴿ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴾ (الشعراء: ۴۱) ''ہم کو کیا اجرت ملے گی اگر ہم ان پر غالب آ گئے''۔ فرعون نے کہا: ﴿ نَعَمْ وَ اِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴾ (الشعراء: ۴۲) ''ہاں بے شک تم اس وقت مقربوں میں سے ہو گے یعنی میں تم کو اپنی مصاحبت کی عزت دوں گا''۔ ساحر یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور تیاریاں کرنے لگے موسیٰ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ جو کچھ کرتب دکھانے والے ہو دکھاؤ۔ ساحروں نے ﴿ بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴾ (الشعراء: ۴۴) ''فرعون کے اقبال سے بے شک ہم ہی غالب ہوں گے''۔ کہہ کر اپنی رسیاں اور لاٹھیاں زمین میں ڈال دیں جو عام آدمیوں کی نظر میں سانپ اور اژدہے نظر آنے لگیں۔ موسیٰؑ نے بالہام باری تعالیٰ اپنا عصا زمین پر ڈال دیا وہ ان سب سے اتنا بڑا اژدہا بن گیا کہ ان سب کو نگل گیا اس کے بعد موسیٰؑ نے اپنے مبارک ہاتھ میں لے لیا وہ پھر عصا ہو گیا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ فرعون کے ساحروں کا استاد ایک اندھا ساحر تھا۔ اس سے اس کے ہمراہیوں نے یہ ماجرا بیان کیا اس نے بے ساختہ یہ کہہ دیا کہ یہ سحر نہیں ہے اور بے اختیار سجدہ میں گر پڑا اور اس کے شاگردوں نے بھی اس کی اتباع کی اور سب یک زبان ہو کر کہنے لگے: ﴿ اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴾ (الشعراء: ۴۷، ۴۸) ''ایمان لائے ہم

پروردگار عالم پر جو پروردگار موسیٰ اور ہارونؑ کا ہے'' فرعون یہ واقعہ دیکھ کر جھلا اٹھا اور غصہ سے کہنے لگا کہ'' تم لوگ میری اجازت کے بغیر اس پر ایمان لائے وہ تمہارا بڑا استاد ہے اسی نے تم کو جادو سکھایا ہے تم اپنی اس خودرائی کا ذائقہ چکھو گے۔ میں پہلے تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا' اس کے بعد تم سب کو سولی دے دوں گا''۔ ساحروں نے کہا'' ہم کو اس کی پرواہ نہیں تیری اس دھمکی سے ہم اپنے اللہ سے نہ پھریں گے ہمیں امید ہے کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے گا اس وجہ سے کہ ہم سابق الایمان ہیں''۔ فرعون کو ان کی باتوں سے اور زیادہ غصہ آیا اور اس نے دوسرے وقت ان بیچاروں کو سولی دے دی۔

یہ خدائی کی شانِ کبریائی تھی کہ اوّل وقت تو وہ کفار تھے اور موسیٰ سے مقابلہ کرنے آئے تھے فرعون سے انعام و اکرام کے خواستگار ہوئے تھے اور دوسرے وقت شہداء میں داخل ہو گئے اور کوئی عمل کئے بغیر سیدھے جنت میں چلے گئے۔

عام مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ حزقیل بھی اسی دن ساحروں کے ساتھ قتل کیا گیا اس نے ان کو اعلانیہ ایمان لاتے ہوئے دیکھ کر ایمان ظاہر کر دیا تھا اور بعضے یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اس واقعہ سے پہلے اپنا ایمان ظاہر کر چکا تھا مگر سولی اس کو ان کے ساتھ دے دی۔ حزقیل کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ یہ بنی اسرائیل سے تھا اور کوئی اس کو فرعون کی قوم سے بتاتا ہے اور کوئی یہ ظاہر کر رہا ہے کہ یہ نجار تھا اسی نے تابوت بنایا تھا جس میں جناب موسیٰؑ بند کر کے نیل میں ڈالے گئے تھے۔

اس کے بعد دوسرا واقعہ جگر گداز یہ ہوا کہ پہلے ماشطہ نامی ایک عورت کو اس کے لڑکے کے ساتھ فرعون نے تنور میں ڈال دیا اس وجہ سے کہ اس نے بھی اپنا ایمان ظاہر کر دیا تھا اس کے بعد اپنی بی بی آسیہ پر بھی اس قدر تشدد کیا کہ ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ انہوں نے حالت تشدد میں جناب باری میں عرض کیا ﴿ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَ نَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهِ وَ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ (التحریم: ۱۱)'' اے پروردگار میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھ کو فرعون اور اس کے کاموں سے نجات دے اور نجات دے مجھ کو قوم ظالموں سے''۔ اللہ جل شانہ نے ان کی یہ دعا قبول کر لی اور ان کی آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا بی بی آسیہ جنت کو دیکھ کر مسکرائیں۔ فرعون نے کہا یہ ماجرا دیکھو کہ اس پر عذاب کیا جاتا ہے اور یہ ہنس رہی ہے۔ آسیہ نے کچھ جواب نہ دیا اور صبر وشکر کرتی ہوئیں اسی عذاب وتشدد کی حالت میں انتقال کر گئیں۔

ان واقعات کے بعد عام طور سے آدمیوں پر فرعون کا رعب غالب ہو گیا مگر تاہم حقانیت کی وجہ سے موسیٰ کی طرف مائل ہوتے جاتے تھے۔ فرعون نے عام لوگوں کا خیال منتشر کرنے کی غرض سے اپنے وزیر ہامان سے کہا'' مجھ کو یہ گمان ہو رہا ہے کہ موسیٰؑ (عیاذاً باللہ) جھوٹا ہے تم میرے لئے ایک بلند اور اونچا محل بنواؤ تاکہ اس پر چڑھ کر موسیٰؑ کے خدا کو دیکھوں''۔ ہامان نے سات برس کے عرصہ میں پکی اینٹوں اور چونے سے ایک مکان بنوایا۔ فرعون کو اس پر چڑھنے کی نوبت تک نہ آئی اللہ جل شانہ کے حکم سے اس کی دیواریں شق ہو گئیں اور وہ مکان گر پڑا۔ فرعون کو اس سے اور زیادہ غصہ آیا اور وہ بنی اسرائیل کو زیادہ ستانے لگا۔ بنی اسرائیل موسیٰ کے پاس آتے اور اس کے ظلم کی شکایتیں کرتے تھے اور جناب موسیٰ یہی فرماتے تھے ﴿ اِسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾ '' اللہ سے مدد مانگو اور برداشت کرو بے شک آخرت کی بھلائی پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

حضرت موسیٰ کو ہجرت کا حکم: ان واقعات کے بعد فرعون نے موسیٰؑ کو جھٹلانے اور بنی اسرائیل کی تکلیف دہی میں زیادہ توجہ کی۔ کوئی دقیقہ ان کو ستانے کا نہ چھوڑا۔ بحکم باری عزاسمہ' فرعون اور اس کی قوم کو دس[1] مشکلات یکے بعد دیگرے پیش آئیں۔ جو ہر ایک موسیٰؑ کی دعا سے رفع ہوتی گئیں یہاں تک کہ موسیٰؑ کو مع بنی اسرائیل کے مصر سے ہجرت کا حکم ہوا۔

بنی اسرائیل کو ہدایات: توریت میں لکھا ہے کہ روانگی کے وقت بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ہر خاندان والے بکرے یا دنبے کی قربانی کریں اگر کسی میں اس کی طاقت نہ ہو تو اپنے ہمسایہ کے ساتھ شریک ہو جائیں اطراف (ہاتھ پاؤں) اور سر کے سوا اور باقی گوشت کھائیں یعنی ان کی ہڈی نہ توڑیں علامت کی غرض سے چلتے وقت اس کا خون دروازوں پر لگا دیں گھر کے باہر کوئی چیز نہ چھوڑیں۔ روانگی کے روز اور اس کے بعد سات دن تک نان فطیر کھائیں اور فصل ربیع کے چودھویں روز مصر سے ارض مقدسہ کی طرف رات کے وقت لاٹھیاں ہاتھوں میں لئے ہوئے بوڑھے جوان لڑکے حسب ترتیب نکلیں اور جو کچھ رات کے کھانے سے بچ جائے اسے جلا دیں۔

عید الفصیح: یہ دن ان کے اور ان کی آئندہ نسلوں کے لئے عید کا مقرر کیا گیا اسی کو وہ لوگ عید الفصیح[2] کہتے ہیں توریت میں یہ بھی مذکور ہے کہ اسی شب میں بنی اسرائیل نے غصہ دلانے کی غرض سے قبطیوں کی دوشیزہ عورتوں کو قتل کر ڈالا اور ان کے مویشیوں کو اور چوپایوں کو ہلاک کر دیا۔

بنی اسرائیل کی ہجرت: بنی اسرائیل کو یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ قبطیوں سے قیمتی قیمتی زیورات ادھار لے لیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور شب کے وقت اپنے مال و اسباب اور مویشیوں کے ساتھ مصر سے نکلے اور بالہام یوسفؑ صدیق کا تابوت نکال کر ہمراہ لیا جیسا کہ انتقال کے وقت آپ نے وصیت کی تھی۔

فرعون کا تعاقب و غرقابی: بنی اسرائیل کی تعداد اس وقت چھ لاکھ[3] یا کچھ اس سے زیادہ بیان کی جاتی ہے دریا کے

---

۱ علامہ ابنِ اثیر نے اس میں سے چھ کا ذکر کیا ہے اول طوفان آیا مدتوں پانی برستا رہا۔ تمام چیزیں پانی میں غرق ہو گئیں جب فرعونی زیادہ پریشان ہوئے۔ تو موسیٰؑ کے پاس گئے اور کہا اگر یہ عذاب ہم سے اٹھا لیا جائے گا تو ہم ایمان لائیں گے۔ موسیٰؑ نے دعا کی اور وہ عذاب جاتا رہا مگر یہ ایمان نہ لائے دوسرے ٹڈیاں آئیں اس وقت بھی فرعونی یہی چال چلے۔ تیسرے جنگلی چوہے اس کثرت سے پیدا ہوئے کہ تمام کھیتوں اور غلے کے انباروں کو برباد کر دیا۔ موسیٰؑ سے پھر التجا کی گئی اور یہ عذاب ان کے سروں سے جاتا رہا اور وہ ایمان نہ لائے (چوتھے) مینڈکوں کا عذاب آیا۔ یہ اس کثرت سے پیدا ہوئے کہ فرعونیوں کے تمام برتن اور مکان اس سے بھر گئے۔ موسیٰؑ سے پھر عرض کرنے لگے اور یہ عذاب دفع ہو گیا مگر وہ اپنے کفر پر بدستور قائم رہے۔ (پانچویں) ان پر یہ عذاب نازل ہوا کہ فرعونیوں کا پانی خون ہو گیا ایک ہی گھڑے سے فرعونی اور بنی اسرائیلی پانی پیتے تھے۔ بنی اسرائیلی پانی پیتے تھے اور فرعونی خون پیتے تھے یہ عذاب سات دن تک رہا۔ آٹھویں دن موسیٰؑ کی دعا سے اس سے بھی نجات ملی۔ لیکن کافر کے کافر ہی رہے (چھٹے) ان واقعات کے بعد گھوڑے اور جواہرات اور غلہ کے علاوہ تمام چیزیں مسخ ہو گئیں جب اس مرتبہ بھی فرعونیوں نے آپؑ کو دھوکہ دیا تو آپ کو شاق گزرا تو حکم ہجرت نازل ہوا۔

علامہ طبری نے ان چھ کا ذکر کر کے عصا اور ید بیضا اور قحط کا ذکر کیا ہے اس حساب سے نو ہوئے۔ بایں ہمہ دسویں عذاب کا پتہ نہ چلا۔

۲ عید الفصیح نصرانیوں کی عید کا نام ہے صحیح یہ ہے کہ وہ اس کو عید الفطیر کہتے ہیں- كذا قاله العطار

۳ علامہ ابنِ اثیر بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تیس ہزار بیان کرتا ہے اور تحریر کرتا ہے کہ ہارونؑ مقدمہ میں سے تھے اور موسیٰؑ ساقہ کے ہمراہ تھے۔ مؤرخ طبری کہتا ہے کہ وقتِ خروج موسیٰؑ کے ساتھ چھ لاکھ تیس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادہ تھے۔ اس کے علاوہ بچے اور عورتیں تھیں جن کی تعداد کچھ ظاہر نہیں کی۔ نویں شب کو شنبہ کے دن مصر سے موسیٰؑ نکلے اور اس کی صبح کو فرعون کو ان کی روانگی کی اطلاع ہوئی۔

کنارے پہنچ گئے تھے کہ فرعون کو یہ خبر لگی۔ فوراً مصر کے گردونواح کے شہروں سے کچھ فوجیں جمع کر لیں اور ان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ جس وقت بنی اسرائیل دریائے نیل کے ساحل پر کوہ طور کے سامنے پہنچے۔ فرعون[1] بھی اپنا لشکر لئے ہوئے آ پہنچا۔ موسیٰؑ نے بحکم خدا اپنا عصا دریا پر مارا دریا پھٹ گیا اور سات راستے ظاہر ہو گئے۔ موسیٰؑ بنی اسرائیل کے ساتھ اس میں سے گزر گئے اور فرعون مع اپنے لشکریوں کے ان کے تعاقب میں آگے بڑھا۔ نصف دریا تک پہنچا ہو گا کہ موج کے تھپیڑوں نے اسے اس کی فوج کے ساتھ ہلاک کر دیا۔

بنی اسرائیل کا دامن کوہِ طور میں قیام: بنی اسرائیل دریا عبور کر کے دامن طور میں مقیم ہوئے اور موسیٰؑ کے ساتھ تسبیح میں مصروف ہوئے وہ تسبیح یہ تھی ((نسبح الرب البھی الذی فخر الجنود و بند فرسانھا فی البحر المنیع المحمود)) اور مریم ہمشیرہ موسیٰؑ وہارونؑ بھی دف لئے ہوئے بنی اسرائیل کی عورتوں میں ((سبحان الرب القھار الذی قھر الخیول و رکبانھا و القاھا فی البحر)) ترتیل سے پڑھ رہی تھیں۔

احکامِ عشرہ کا نزول: اس کے بعد موسیٰ کوہ طور پر مناجات کرنے کو گئے اللہ جل وعلیٰ ذکرہ نے آپ سے کلام کیا۔ معجزات مرحمت فرمائے الواح نازل کیں بنی اسرائیل کا یہ خیال ہے کہ وہ دو لوحیں تھیں جن میں کلمات عشرہ تھے (یعنی کلمہ توحید' محافظت علی السبت تبرک الاعمال فیہ (یعنی شنبہ کے دن کچھ کام نہ کرنا' والدین کے ساتھ نیکی کرنا' قتل' زنا' سرقہ' جھوٹی گواہی سے بچنا' اپنے پڑوسی کے گھر عورت اسباب کی طرف بُری نگاہوں سے نہ دیکھنا۔

احکامِ عشرہ کے نزول کے متعلق روایت: نزول الواح کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل جس وقت دریا کو عبور کر کے طور سینا کے قریب مقیم ہوئے اور موسیٰؑ طور پر چڑھ گئے۔ اللہ جل شانہ سے باتیں کیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل اس انعام کا کہ فرعون سے ان کو نجات ملی ہے اس طور سے شکریہ ادا کریں کہ تین روز تک برابر غسل کریں۔ کپڑے دھوئیں۔ تیسرے روز طور کے اردگرد جمع ہوں۔ بنی اسرائیل نے اس حکم کی تعمیل کی۔ طور پر دفعۃً ایک ابر محیط ہو گیا جس میں رعد و برق کی چمک وتڑپ تھی۔ بنی اسرائیل یہ دیکھ کر حیرت زدہ جہاں پر تھے وہیں کھڑے رہ گئے۔ اس کے بعد طور کو دھوئیں نے ڈھانپ لیا اس کے وسط میں ایک نور کا ستون تھا اس کے بعد ایک زلزلہ عظیم محسوس ہوا جس سے طور کا ہر پتھر کانپ

---

[1] مؤرخین اس واقعہ کو اس طرح پر روایت کرتے ہیں کہ جس وقت بنی اسرائیل دریا کے ساحل پر آ پہنچے اور فرعون ان کے قریب آ پہنچا تو بنی اسرائیل گھبرا گئے اور موسیٰؑ سے کہنے لگے کہ مصر میں ہم جس حالت میں تھے اچھے تھے اب تم ہم کو مصر سے نکال لائے۔ سامنے دریا ہے پیچھے دشمن۔ نہ آگے بڑھ سکتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔ موسیٰؑ نے کہا كَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ''یعنی بے شک میرا رب میرے ساتھ ہے اور وہ قریب ہے کہ میری ہدایت کرے گا''۔ موسیٰؑ کی زبان سے یہ کلمات ختم نہ ہوئے تھے کہ دریا پر عصا مارنے کی وحی نازل ہوئی۔ جناب موسیٰؑ نے دریا پر عصا مارا فوراً بارہ راستے ظاہر ہو گئے۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے ان راہوں سے چلے کچھ دور چل کر ہر ایک سبط سے کہنے لگے کہ شاید ہمارے ساتھی ڈوب گئے جب تک ہم ان کو نہ دیکھیں گے ہم کو یقین نہ آئے گا۔ موسیٰؑ نے دعا فرمائی اسی وقت پانی کی جو دیواریں بن گئیں تھیں ان میں روزن ہو گئے اور ہر ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے دریا عبور کر گئے۔ فرعون نے یہ ماجرا دیکھ کر اپنے لشکریوں سے کہا ''دیکھو دریا نے مجھے راستہ دے دیا لیکن بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہمارا دشمن تو نکل گیا اور تم باقی رہ گئے چلو آگے بڑھو''۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا گھوڑا آگے کیا جس وقت نصف دریا میں پہنچے دریا اپنی اصلی حالت پر آ گیا اور فرعون مع اپنے لشکریوں کے ڈوب کر ہلاک ہو گیا۔ ڈوبتے وقت فرعون نے کہا ﴿ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾ (یونس: ۹۰) ''یعنی میں ایمان لایا اس پر کہ کوئی خدا کے سوائے اس کے نہیں ہے جس پر کہ بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں''۔ مگر اس وقت کا ایمان کچھ سودمند نہ ہوا۔

اٹھا اور رعد کی تڑپ اور زیادہ سنی جانے لگی۔ موسیٰ کو حکم دیا گیا کہ بنی اسرائیل وصایا اور احکام شرعیہ سننے کے لئے قریب آ ئیں، مگر بنی اسرائیل خوف کے مارے آگے نہ بڑھ سکے۔ تب یہ حکم صادر ہوا کہ ہارونؑ حاضر ہوں اور علماءِ بنی اسرائیل ان کے قریب کھڑے رہیں۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اللہ جل شانہ نے ان پر الواح نازل فرمائیں[1]۔ چالیس راتوں کے گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا۔

حضرت موسیٰ کی بے ہوشی: اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا آپ نے دیکھنے کی تمنا ظاہر کی۔ حکم ہوا ''تم نہ دیکھ سکو گے البتہ پہاڑ کی طرف دیکھو اگر وہ اپنی اصلی حالت پر رہ جائے تو شاید تم دیکھ سکو'۔ موسیٰ پہاڑ کی طرف نظر اٹھانا تھا کہ تجلی باری کی تاب نہ لا سکے' بے ہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش آیا اپنی اس جسارت کی معافی چاہی اس کے بعد اللہ جل شانہ نے ان کو توریت کے بہت سے حلت و حرمت کے احکام بتائے۔

حضرت ہارونؑ کی قائم مقامی: موسیٰ جس وقت کوہِ طور پر جانے لگے تھے اپنے بھائی ہارون کو بنی اسرائیل میں قائم مقام کر گئے وہ انہیں ہر حکم کی بجا آوری اور ممنوع چیزوں سے احتراز کی تعلیم کرتے تھے۔ بنی اسرائیل نے ہارونؑ کے کہنے سے ایک گڑھا کھود کر اس میں آگ روشن کی اور ان زیورات کو جو روانگی کے وقت مصر میں قبطیوں سے ادھار لئے تھے آگ میں ڈال دیئے۔ اس وجہ سے کہ وہ زیورات ان پر حرام ہو چکے تھے۔

گئوسالہ کی پوجا: سامری[2] اپنے ہمراہیوں کو لئے ہوئے آیا اور اس پر کوئی چیز[3] ڈال دی جو اس کے پاس موجود تھی۔ جس سے وہ عجل[4] یعنی گئوسالہ بن گیا بنی اسرائیل نے اس کی پرستش شروع کر دی۔ ہارونؑ نے اس خیال سے کہ بنی اسرائیل میں اختلاف نہ پیدا ہو جائے خاموش[5] رہے۔

---

[1] موسیٰ نے بوقت خروجِ مصر بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ تم کو کتاب اللہ دی جائے گی جس میں تمام احکام درج ہوں گے۔ بعد فرعون کی ہلاکت کے جب بنی اسرائیل طور سینا کے قریب آ کر مقیم ہوئے موسیٰ سے کتاب اللہ طلب کی۔ موسیٰ نے اللہ جل شانہ سے عرض کیا اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ پہلے تیس روزے رکھو اور طہارت و صفائی سے رہو جب یہ مدت ختم ہو جائے گی تب تم کو کتاب مرحمت کی جائے گی۔ چنانچہ موسیٰ نے اوّل ذیقعدہ سے روزے رکھے ماہ مذکور ختم ہونے کے بعد جس وقت طور پر جانے لگے روزے کی وجہ سے منہ کی بو پسند نہ آئی آپ نے بیر یا کسی اور درخت کی ایک ٹہنی توڑ کر مسواک کر لی۔ اللہ جل شانہ نے اسی وقت یہ وحی نازل فرمائی کہ ''کیا تم یہ نہیں جانتے ہو کہ مجھ کو روزہ دار کے منہ کی بو مشک کی بو سے زیادہ پسند اور محبوب ہے؟ تم دس روزے اور رکھو اور اسکے بعد کتاب لینے اور ہمکلام ہونے کیلئے آؤ''۔ چنانچہ جناب موصوف نے پورے اوّل عشرہ ذوالحجہ کو روزے رکھے اور اسی دس دن میں بنی اسرائیل گوسالہ پرست ہو گئے۔ یہ اس وجہ سے کہ موسیٰ کی مدت مقررہ تیس دن کی ختم ہو گئی اور وہ واپس نہ آئے تھے۔

[2] سامری کو بعضے باجرمیوں سے شمار کرتے ہیں اور بعض اسے بنی اسرائیل سے کہتے ہیں۔

[3] وہ شے جس کو اثر رسول سے تعبیر کرتے ہیں جبرائیل کے گھوڑے کی مٹی تھی۔ سامری نے یہ مٹی اس دن اٹھائی تھی جبکہ بنی اسرائیل دریائے نیل عبور کر رہے تھے اور فرعون ان کے تعاقب میں تھا۔ جبرائیل حسب حکم باری تعالیٰ بنی اسرائیل کی مدد کو آئے تھے۔ جس طرف یہ جاتے تھے خشک گھاس سبز ہو جاتی تھی سامری نے یہ دیکھ کر ایک مٹھی خاک جبرائیل کے گھوڑے کے قدم کی اٹھالی تھی۔

[4] بعض مؤرخ لکھتے ہیں کہ سامری نے ان زیورات سے تین دن میں گوسالہ بنایا تھا اور بنی اسرائیل سے اس نے کہا تھا کہ ﴿ هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَ اِلٰهُ مُوْسٰى ﴾ (طٰہٰ: ۸۸) ''یہ تمہارا خدا اور موسیٰ کا خدا ہے''۔ اس وجہ سے بنی اسرائیل گمراہ ہو گئے تھے۔

[5] ہارونؑ نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ تم لوگ فتنہ میں پڑ گئے ہو تمہارا خدا رحمان ہے تم میری اطاعت کرو۔ چنانچہ بعضوں نے ان کی اطاعت کی اور اکثروں نے نافرمانی کی۔

حضرت موسیٰؑ کی خفگی: موسیٰ کوہِ طور سے مناجات کر کے واپس ہوئے تو بنی اسرائیل کو گئوسالہ پرست پایا اور اس کی اطلاع جناب موصوف کو کوہِ طور پر دی گئی تھی۔ آپ بہت برہم ہوئے اور لوحوں کو پھینک دیا۔ ہارونؑ کے بال پکڑ کے ہارونؑ نے معذرت کی: ﴿یَابْنَ اُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَأْسِیْ اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ﴾ (طٰہٰ:۹۴) ''یعنی اے میرے بھائی میرے داڑھی اور میرے سر کے بال پکڑ کر نہ کھینچو میں یہ ڈرا کہ مبادا تم یہ نہ کہو کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفریق پیدا کر دی اور میرے حکم کا انتظار نہ کیا''۔ موسیٰؑ نے یہ سن کر ہارون کے بال چھوڑ دیئے اور اس گئوسالہ کو جلا کر دریا میں پھینک دیا۔[1]

موسیٰ اور بنی اسرائیل کے نجات پانے کی خبر ان کے خسر شعیبؑ (یا یثر) کو ہوئی تو وہ مدین سے معہ اپنی لڑکی صفورا زوجہ موسیٰؑ حضرت شعیبؑ کی آمد اور اس کے دونوں لڑکوں جرشوں، ہمازر کو ہمراہ لے آئے۔ موسیٰؑ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آئے۔ بنی اسرائیل نے ان کی بہت عزت کی۔ اس کے بعد بنی اسرائیل میں جب آپس میں جھگڑے بڑھتے نظر آئے تو بحکمِ الٰہی آپ نے ہر سو یا پچاس یا دس آدمیوں میں ایک ایک افسر مقرر کیا جو ان کے قضایا اور آپس کے جھگڑوں کا فیصلہ کرتا تھا اور خود اہم و دشوار و پیچیدہ معاملات کو فیصل کرتے تھے۔

---

[1] گوسالہ کے جلانے کے بعد بنی اسرائیل خدا کی طرف رجوع ہوئے اور توبہ کے خواستگار ہوئے۔ اللہ جل شانہ نے ان کی توبہ قبول کرنے سے انکار کیا۔ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا: ﴿یَا قَوْمِ اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ﴾ (البقرہ: ۵۴) ''یعنی اے قوم بے شک تم نے اپنے نفسوں پر اس گوسالہ کے پرستش سے ظلم کیا ہے پس اپنے خدا کی طرف رجوع کرو اور اپنے آپ کو قتل کرو''۔ موسیٰؑ کے کہنے پر بنی اسرائیل اپنے آپ کو قتل کرنے لگے موسیٰؑ اور ہارونؑ کھڑے ہوئے خدا سے استغفار کر رہے تھے جب ستر ہزار آدمی قتل ہو چکے تو خدا تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ اور قتل کرنے سے منع کیا۔ موسیٰؑ نے سامری کے قتل کا ارادہ کیا مگر باری تعالیٰ کے حکم سے باز رہے اور لعنت بھیج کر خاموش رہے۔ اس کے بعد موسیٰؑ اپنی قوم کے نیک اور افضل ترین آدمیوں میں سے ستر آدمیوں کو منتخب کر کے طور سینا کی طرف چلے۔ اس غرض سے کہ وہاں ان کو لے جا کر گوسالہ پرستی سے توبہ کرائیں اور اللہ سے معافی کے خواستگار ہوں جب یہ لوگ طور سینا کے پاس پہنچے تو انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم خدا کا کلام سننا چاہتے ہیں۔ جناب موسیٰؑ نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کی اللہ جل شانہ نے ان کی یہ التجا قبول فرمالی اور قریب ہونے کی ہدایت فرمائی۔ موسیٰؑ تو اس ابر کے ٹکڑے میں چھپ گئے جو خاص طور پر نمایاں ہوا تھا اور یہ سب ابر کو دیکھ کر سجدہ میں گر پڑے۔ موسیٰؑ جب خدا سے ہمکلام ہو کر واپس آئے تو انہوں نے کہا ﴿لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَهْرَةً﴾ (البقرہ ۲۲) ''یعنی ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک بظاہر اللہ کو دیکھ نہ لیں گے''۔ خدا ان کی اس جسارت سے ناراض ہوا اور ایک ایسی بجلی چمکی کہ جس سے سب مر گئے اور پھر موسیٰؑ کی دعا سے وہ سب یکے بعد دیگرے زندہ ہوئے۔ بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ یہ واقعہ پہلے کا ہے بنی اسرائیل نے اس کے بعد بذریعہ خودکشی توبہ کی واللہ اعلم۔ بہرکیف جب موسیٰؑ توریت لیکر بنی اسرائیل کے پاس آئے اور انہوں نے اس پر عمل کرنے سے انکار کیا تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل فلسطین کے پہاڑ کا ایک ٹکڑا بقدر ایک مربع میل اٹھالائے اور ان کے سر پر ایک قد آدم کا فاصلہ پر معلق کر دیا اور انہیں اپنے روبرو آگ دکھادی اور پیچھے سے دریا آ گیا۔ موسیٰؑ نے ان سے کہا: ﴿خُذُوْا مَا اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اسْمَعُوْا﴾ ''یعنی جو چیز ہم تم کو دیتے ہیں اس کو زور سے پکڑ لو اور سنو''۔ ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائے گا اور تم اس دریا میں ڈبو دیئے جاؤ گے آگے بھاگ نہ سکو گے کیونکہ آگ تم کو جلا دے گی۔ بنی اسرائیل یہ دیکھ کر گھبرا گئے اور مجبور ہو کر راضی ہو گئے اور سجدے میں گر پڑے مگر کنکھیوں سے پہاڑ کو دیکھتے جاتے تھے۔ چنانچہ یہودیوں میں یہ رسم جاری ہوگئی کہ سال بھر میں ایک مرتبہ ایک رخ سے سجدہ کرتے تھے اس کے بعد رات کو بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے اپنے چچازاد بھائی کو قتل کر ڈالا۔ صبح کو قاتل کی تلاش ہونے لگی۔ قاتل کا پتہ نہ ملتا تھا اللہ جل شانہ نے گائے کی قربانی کا حکم دیا بنی اسرائیل سوال پر سوال کرنے لگے اللہ تعالیٰ ان پر سخت قید لگاتا گیا۔ یہاں تک کہ اس صفت کی گائے ایک ہی ملی اس قیمت پر کہ اس کی کھال بھر سونا دیا جائے مجبور ہو کر بنی اسرائیل نے اس گائے کو خرید کیا اور اس کو ذبح کر کے اس کی زبان یا کسی اور عضو سے مقتول کو مارا وہ حکم الٰہی سے زندہ ہو گیا اور وہ یہ بیان کر کے کہ مجھ کو فلاں شخص نے مارا ہے پھر مر گیا۔

قبہ عبادت و تابوت شہادت: اس کے بعد موسیٰؑ کو شمشاد دیا گیا سنوط کی لکڑی اور چوپایوں کی کھالوں اور بھیڑوں کی اون سے قبہ عبادت و وحی بنانے اور اسے حریر اور سونا اور چاندی سے مڈھنے کا حکم دیا گیا جیسا کہ اس کی تفصیلی کیفیت توریت میں مذکور ہے۔

''توریت مقدس میں لکھا ہے کہ موسیٰ کو کوہ طور سے واپسی کے بعد یہ حکم دیا گیا کہ وہ بنی اسرائیل سے کہیں کہ خدا کے لئے شمشاد یا سلوط (شیشم) کی لکڑی کا ایک صندوق بنائیں جس کا طول ڈھائی ہاتھ اور عرض و اونچائی ڈیڑھ ڈیڑھ ہاتھ ہو اور اندر و باہر سے اس پر سونے کے پترے چڑھائے جائیں اور اس کے گرد طلائی کلس ہوں اور چار حلقے ڈھلے ہوئے سونے کے دو ایک طرف دو ایک طرف لگائے جائیں اور شمشاد ہی کے لکڑی کی دو چوبیں بنا کر ان پر بھی سونا مڈھا جائے اور وہ چوبیں صندوق اٹھانے کی غرض سے ان حلقوں میں ڈال دی جائیں عہد نامہ اسی صندوق میں رکھا جائے (اسی صندوق کو تابوتِ شہادت کہتے ہیں)

اور ایک قبہ سونے کا ڈھائی ہاتھ لمبا ڈیڑھ ہاتھ چوڑا بنایا جائے اور دو کروبیوں (فرشتوں) کی صورت بنا کر اس کے دونوں طرف لگا دی جائے۔ اس صورت سے کہ یہ دونوں کروبی رو در رُو ہوں اور ان کے پروں سے وہ قبہ ڈھکا ہوا ہو اور یہ قبہ اس صندوق (تابوت شہادت) پر رکھا جائے قبہ کو کفارہ کا سرپوش کہتے ہیں۔ موسیٰؑ انہیں کروبیوں کے سامنے کھڑے ہو کر عرض معروض کرتے تھے۔

اور ایک میز اسی درخت کی لکڑی کی دو ہاتھ لمبی' ایک ہاتھ چوڑی ڈیڑھ ہاتھ اونچی بنائی جائے اور وہ سونے سے مڈھی جائے اور اس کے چاروں طرف طلائی کلس اور چار انگل اونچی کنگیاں (کٹہرے) لگائے جائیں اور اس کے چاروں پایوں کے مقابل چار حلقے طلائی لگا کر ان میں چار چوبیں جو سونے سے مڈھی ہوں پہنا دی جائیں اور اس کے متعلق ظروف چمچے' سرپوش' پیالے خالص سونے کے بنا کر اس پر رکھے جائیں اور اسی میز پر ہمیشہ نذر کی روٹیاں رکھی جائیں۔

اور ایک شمعدان طلائی تیار کیا جائے اور اس میں چھ شاخیں تین ایک طرف تین ایک طرف ہوں اور شاخوں میں بادامی صورت کے پیالے لگائے جائیں اور شمع دان میں خود چار پیالے ہوں اور اس کی گلگیر و لگن طلائی ہوں۔

اور ایک خیمہ دس باریک کتان کے آسمانی' قرمزی' سرخ رنگ کے پردوں کا تیار کیا جائے اور اس میں کروبیوں کی صورتیں بنائی جائیں ہر پردہ کا طول اٹھائیس ہاتھ اور عرض چار ہاتھ کا ہو۔ پانچ پانچ پردے ایک دوسرے سے اس طرح جوڑے جائیں کہ ایک ایک طرف ان کے حاشیہ میں آسمانی رنگ کے پچاس تکمے ریشمی اور اسی کے مقابل دوسری طرف پچاس گھنڈیاں طلائی لگائی جائیں تا کہ ان کے ملانے سے خیمہ کی صورت بن جائے اور خیمہ کے بالائی حصہ (چھت) کے لئے گیارہ پردے بکریوں کے بالوں کے بنائے جائیں جس کی لمبائی تیس ہاتھ' چوڑائی چار ہاتھ ہو پانچ پردے ایک میں اور چھ ایک میں ملا دیئے جائیں۔ چھٹا پردہ خیمہ کے منہ کی طرف رہے ان میں بھی پچاس تکمے اور پچاس گھنڈیاں لگائی جائیں مگر ان کی گھنڈیاں پیتل کی ہوں اور اس پورے خیمہ کے ڈھانکنے کیلئے سرخ رنگ کی بکریوں کی کھالوں کا بہت بڑا خیمہ بنایا جائے۔

اور شمشاد ہی کے تختوں سے مسکن کے لئے بیس بیس تختے دس دس ہاتھ لمبے ڈیڑھ ڈیڑھ ہاتھ چوڑے جن کے چالیس پائے نقرئی ہوں دکھن اور اُتر کی جانب اور جانب پچھم چھ تختے اور دونوں کونوں میں دو تختے

جن کے نیچے سولہ پائے نقرئی لگے ہوں رکھے جائیں اور یہ سب تختے سونے سے مڑھے جائیں اور یہ مسکن اسی طور سے کھڑا کیا جائے جیسا کہ طور سینا پر دکھایا گیا ہے۔

اور ایک پردہ اور باریک کتان کا تیار کر لیا جائے جو آسمانی' قرمزی' ارغوانی رنگ کا ہو اور اس پر ملائکہ کی تصویریں بنی ہوں اور شمشاد کے چار ستونوں پر لٹکایا جائے۔ جو سونے سے منڈھے ہوں اور ان ستونوں میں سونے کے حلقے ہوں تا کہ پردے کی گھنڈیاں ان میں پرو دی جائیں اور اس کے پیچھے تابوت شہادت اور اس پر قبہ شہادت (یعنی کفارہ کا سرپوش) رکھا جائے اور میز پردہ کے باہر اور شمعدان کے روبرو مسکن کے دکھن کی جانب رکھا جائے۔

اور ایک قربان گاہ (مذبح) شمشاد ہی کی لکڑی کا بنایا جائے جس کا طول وعرض پانچ پانچ ہاتھ اور بلندی تین ہاتھ اور اس کے چاروں کونوں پر سینگ بنا کر پیتل سے مڈھی جائیں اور ایک آتشدان پیتل کا جالی دار بنایا جائے اور اس کی راکھ کے لئے پیتل کی پھاوڑیاں پیالے سیخیں انگیٹھیاں بنائی جائیں اور جالی کے چاروں کونوں پر چار حلقے پیتل کے بنا کر قربان گاہ کے اندر لٹکایا جائے اور قربان گاہ کے اٹھانے کے لئے شمشاد کی چوبیں پیتل سے منڈھی ہوئی تیار کی جائیں اور قربان گاہ کے آگے ایک صحن ہو جس کا طول سو ہاتھ اور عرض پچاس ہاتھ اور بلند پانچ ہاتھ کی ہو یہ صحن باریک کتان کے پردوں سے بنایا جائے جس کے پائے اور میخیں پیتل کی ہوں اور مسکن کے تمام برتن پیتل ہی کے ہوں اس کے بعد بنی اسرائیل کو حکم دے کہ وہ زیتون کا خالص تیل شمعدان کے روشن کرنے کیلئے لائیں اور تابوتِ شہادت کے پردہ کے باہر ہارونؑ اور ان کے بیٹے صبح وشام تک قربان گاہ کو آراستہ کریں۔ یہی دستور العمل بنی اسرائیل میں نسلاً بعد نسل جاری وقائم رہے۔ (مترجم)

قبہ عبادت: یہ قبہ عبادت ووحی فصل ربیع کے اول دن نصب کیا گیا اور اس میں تابوتِ شہادت رکھا گیا توریت میں لکھا ہے کہ قبہ عبادت گوسالہ پرستی سے قبل موجود تھا اور وہ کعبہ کی حیثیت رکھتا تھا اسی کی طرف اور اسی میں بنی اسرائیل نمازیں پڑھتے تھے اور اسی سے تقریب کرتے تھے۔ قربان گاہ کی تمام خدمت حسب ہدایت باری تعالیٰ ہارونؑ کو سپرد کی گئی تھی جب موسیٰؑ اس میں داخل ہوتے تھے تو بنی اسرائیل اس کے ارد گرد کھڑے ہوتے تھے اور ایک ابر کا ٹکڑا اس کے دروازے پر نمودار ہوتا تھا۔ بنی اسرائیل یہ دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑتے تھے اور اللہ جل شانہ اسی ابر کے ٹکڑے سے ہم کلام ہوتا تھا اور موسیٰؑ کروبیوں کے روبرو خاموش کھڑے رہتے تھے جب کوئی حکم الٰہی صادر ہوتا تھا اس سے بنی اسرائیل کو آگاہ کرتے تھے اور جب کبھی بنی اسرائیل میں کسی امر پر جھگڑا ہوتا تھا اور موسیٰؑ کو حکم بناتے تھے اور یہ اس کا فیصلہ نہ کر سکتے تو وہ اسی قبہ وقربان گاہ کی طرف آتے اور تابوت کے پاس کروبیوں کے روبرو خاموش کھڑے ہو جاتے اور مناجات کرتے تھے۔ تب وحی نازل ہوتی اور مقدمات کا فیصلہ ہو جایا کرتا تھا۔

بنی اسرائیل کی روانگی شام: بنی اسرائیل شام سے نکل کر طور سینا کے میدان میں موسم گرما کے شروع میں آئے تھے اور تقریباً تین مہینہ تک مقیم رہے۔ اس کے بعد حکم باری سے جبال شام اور بلاد بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ جس کے دینے کا باری تعالیٰ نے حضرت ابراہیم واسحاق ویعقوب صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین سے وعدہ کیا تھا۔ موسیٰؑ نے روانگی کے وقت بنی اسرائیل کو شمار کیا۔ بیس برس کی عمر سے اس سن تک کے آدمی جو مسلح ہو سکتے تھے چھ لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ تھے۔ پھر جہاد کی غرض سے لشکر کو آراستہ کیا۔ میمنہ ومیسرہ مرتب کر کے ہر سبط کیلئے مقام مقرر فرمایا اور تابوت شہادت اور مذبح کو قلب میں رکھا

اور اس کی خدمت بنی لاوی کو سپرد کر کے انہیں جدال وقتال سے بری کر دیا اور بریہ فاران کی طرف بڑھے۔

بنی اسرائیل کی پریشانی: فاران کے قریب پہنچ کر بارہ اسباط سے بارہ[1] آدمیوں کو قوم جبارین کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا۔ یہ لوگ جس وقت کنعانین اور عمالقہ کے شہروں میں پہنچے ان کی عظمت[2] اور جلال دیکھ کر گھبرا گئے' ناامید وافسردہ دل ہو کر لوٹے اور بنی اسرائیل کو انکی قوت وسطوت سے آگاہ کیا۔ مگر یوشع بن نون بن الیشا بن عمیھون بن بارص بن لعدان بن تاحس بن ثالح بن اراشف ابن رافع بن بریعا بن افراہیم بن یوسفؑ اور کالب بن یوفنا بن حصرون بن بارص بن یہودا بن یعقوبؑ نے صرف موسیٰؑ و ہارونؑ سے انکی خبریں بیان کیں۔ یہ دونوں وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے اپنے انعام خاص سے سرفراز فرمایا تھا۔

بنی اسرائیل کا بیت المقدس جانے سے انکار[3]: بنی اسرائیل' کنعانیوں اور عمالقہ کی سطوت کی کیفیت سن کر ڈر

[1] بارہ اسباط سے بارہ اشخاص جن کو موسیٰؑ نے قوم جبارین کے ملک میں جاسوسی کے لئے بھیجا تھا۔ ان کے اسماء بقیہ اسباط یہ تھے از بنی روبن' سموع بن ذکور' از بنی شمعون صفت بن حوری' از بنی یہودا' کالب بن یوفنا' از بنی اسکاء' اجال بن یوسف از بنی دان' عمی ایل بن جملی' از بن اشر' سلور بن میکائیل' از ابنی افراہیم یوشع بن نون' از بنی بنیامین' فلتے بن رنو' از بنی زبون جدی ایل بن سودی' از بنی منسی' جدی بن سوی' از بنی نفتالی نخنی بن وفی' از بنی جد' جیوا ایل بن ماکی۔

[2] علامہ ابن اثیر لکھتا ہے کہ کنعانیوں کے شہر میں جب یہ لوگ پہنچے تو سب سے پہلے عوج بن عنق سے ملاقات ہوئی۔ یہ انہی میں سے تھا۔ وہ ان سب کو بغل میں دبا کر اپنی بیوی کے پاس لے گیا اور کہنے لگا "تو دیکھتی ہے کہ یہ لوگ ہم سے لڑائی کے خیال سے آئے ہیں حالانکہ اگر میں چاہوں تو ان کو اپنے پاؤں سے روند ڈالوں"۔ اس کی بیوی نے اسے اس فعل سے منع کیا اور یہ کہا کہ انہیں چھوڑ دے تاکہ یہ اپنی قوم میں جا کر یہ واقعہ بیان کریں چنانچہ عوج بن عنق نے انہیں چھوڑ دیا۔ اثناءِ راہ میں ان لوگوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ اگر یہ واقعہ بنی اسرائیل سے بیان کیا جائے گا تو وہ بددل ہو جائیں گے اس وجہ سے بنی اسرائیل سے یہ قصہ نہ بیان کیا جائے۔ صرف موسیٰ و ہارون سے کہا جائے مگر جس وقت یہ لوگ بنی اسرائیل میں پہنچے تو دس نے عہد کو توڑ ڈالا اور ہر فرد بشر سے تمام واقعہ بیان کیا۔ لیکن کالب اور یوشع اپنے عہد پر رہے صرف موسیٰ و ہارونؑ سے بیان کیا۔

[3] اس واقعہ کو جناب باری تعالیٰ یوں قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ جب موسیٰؑ نے کہا ﴿یَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰی اَدْبَارِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ﴾ (المائدہ:۲۱) "اے میری قوم داخل ہو زمین پاک میں جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے لکھا ہے اور نہ پھر جاؤ اپنی پیٹھ پھیر کر ورنہ لوٹو گے نقصان پذیر ہو کر"۔ ﴿قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ﴾ (المائدہ:۲۲) "ان لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰؑ اس میں قوم جبارین ہیں ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہوں گے جب تک کہ وہ اس سے نہ نکلیں گے پس جب وہ اس میں سے نکل جائیں گے تو ضرور ہم اس میں داخل ہوں گے"۔ ﴿قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَیْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّکُمْ غٰلِبُوْنَ﴾ (المائدہ:۲۳) "دو شخصوں نے یعنی (کالب اور یوشع) ان میں سے کہا جو اللہ سے ڈرتے تھے اور اللہ نے ان پر انعام کیا تھا کہ تم لوگ داخل ہو ان کے دروازوں میں اور جبکہ تم داخل ہو گئے تو بے شک تم ہی غالب ہو جاؤ گے"۔ ﴿وَ عَلَی اللّٰهِ فَتَوَکَّلُوْا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾ (المائدہ:۲۳) "اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم ایمان والے ہو"۔ ﴿قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّکَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ﴾ (المائدہ:۲۴) "ان لوگوں نے کہا اے موسیٰؑ ہم ہرگز اس میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ وہ اس میں رہیں گے پس تو جا اور تیرا رب جائے اور دونوں لڑیں ہم یہیں بیٹھے ہیں"۔ ﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ﴾ (المائدہ:۲۵) "موسیٰؑ نے کہا اے رب بے شک میں سوائے اپنی ذات اور بھائی کے کسی پر اختیار نہیں رکھتا ہوں پس جدائی ڈال دے ہم میں اور نافرمان قوم میں"۔ اللہ تعالیٰ نے جناب موصوف کی یہ دعا قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا: ﴿فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ﴾ (المائدہ:۲۶) "بے شک وہ زمین مقدس ان پر چالیس برس تک حرام کر دی گئی وہ سرگرداں زمین میں پھریں گے پس تو نافرمان قوم پر افسوس نہ کر"۔ (چھٹا پارہ سورۂ مائدہ)

گئے اور ان سے مڈبھیڑ ہونے اور ارضِ مقدسہ کی طرف جانے سے انکار کر دیا جب تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کو دوسروں کے ہاتھوں ہلاک نہ کر دے۔ اللہ جل شانہ نے ان کی اس نافرمانی پر سخت ناراضگی ظاہر کی اور ان لوگوں پر باستثناء کالب و یوشع ارضِ مقدسہ میں داخل ہونا حرام کر دیا۔

بنی اسرائیل پر عتابِ الٰہی: چنانچہ بنی اسرائیل چالیس برس تک سینا اور فاران کے میدان میں جبال شراۃ و سرزمین ساعیر و بلاد کرک و شوبک کے درمیان حیران و پریشان پھرتے رہے اور موسیٰؑ ان کے پیچھے پیچھے اللہ تعالیٰ سے اس کے الطاف و مرحمت کے سوال کرتے رہے اور ان کی سختیوں کو خدا سے دعا کر کے دور کرتے رہے۔ انہیں ایام نے بنی اسرائیل نے بھوک کی شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے من[1] (یہ سفید رنگ کے دانے دھنیے کے دانوں کی طرح زمین پر منتشر ملتے تھے) نازل فرمایا۔ بنی اسرائیل اس کو پیستے تھے اور اس کی روٹیاں پکا کر کھاتے تھے اس کے بعد ان کو گوشت کی خواہش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے سلویٰ (یہ ایک قسم کے پرند تھے جو دریا کی جانب سے آتے تھے) بھیجا۔ مدتوں یہ من کی روٹیاں اور سلویٰ کے کباب کھاتے رہے پھر بنی اسرائیل نے پانی طلب کیا۔ موسیٰ کو پتھر پر عصا مارنے کا حکم ہوا جس سے بارہ چشمہ نکلے۔

ان واقعات کے بعد قووح الصیہر[2] بن قاہث (موسیٰ بن عمران بن قاہث کے چچا زاد بھائی) نے موسیٰؑ کی مخالفت شروع کی اور ان کے خلافِ شان و رتبہ کلمات ناملائم کہنے لگا۔ بنی اسرائیل کا ایک گروہ اس کے ساتھ ہو گیا۔ اللہ جل شانہ کے حکم سے زمین پھٹ گئی اور تمام مخالفین موسیٰؑ اس میں دھنس گئے اس کے بعد بنی اسرائیل نے دشمنوں کی طرف بڑھنے کا قصد کیا۔ موسیٰؑ نے انہیں روکا مگر وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آئے۔ عمالقہ کے پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ فریقین میں لڑائی ہوئی انہوں نے ان کو قتل کیا۔ شکست دی۔ موسیٰؑ بنی اسرائیل کے لئے استغفار کرتے رہے۔

حضرت ہارونؑ کی وفات: پھر ملک اروم سے ارضِ مقدسہ میں جانے کی اسی کے ملک سے ہو کر اجازت طلب کی۔ اس نے راستہ دینے سے انکار کیا اور ارضِ مقدسہ تک نہ جانے دیا۔ اس کے بعد ہارونؑ کا ایک سو تیئس برس کی عمر میں یوم خروج مصر سے چالیسویں برس میں انتقال[3] ہوا۔ بنی اسرائیل کو ان کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا کیونکہ ہارونؑ ان پر کمال عنایت

---

[1] من وسلویٰ کے اترنے سے پہلے بنی اسرائیل نے دھوپ کی شکایت کی تھی کیونکہ ان کے خیمے پھٹ گئے تھے اور دھوپ سے ان کو بچا نہ سکتے تھے اللہ جل شانہ نے ان پر سایہ کرنے کے لئے ابر کا ایک ٹکڑا بھیج دیا جیسا کہ آیہ کریمہ: ﴿ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ﴾ (البقرہ: ۵۷) "یعنی ہم نے تم پر ابر کا سایہ کر دیا"۔ سے ظاہر ہوتا ہے۔

[2] قووح بن الصیہر کے ساتھ اس مخالفت میں واثن، ابیرام، اون بن قلت اور اڑھائی سو بنی اسرائیل کے نامی نامی سردار شریک تھے۔ انہوں نے موسیٰؑ سے کہا کہ تم کس وجہ سے اپنے کو بنی اسرائیل کے تمام سرداروں سے افضل کہتے ہو نہ تم نے ہمیں انگور کے باغ اور سرسبز کھیت میراث میں دیئے اور نہ ہم کو وہاں لائے کہ جہاں شہد اور دودھ کا دریا بہتا ہو۔ تم ہمیں اس زمین سے نکال لائے جہاں دودھ اور شہد کے دریا بہتے تھے (یعنی مصر سے) تا کہ اس بیابان میں ہم سب کو ہلاک کر ڈالو اور اس پر طرہ یہ کہ اپنے کو افضل ہی کہتے ہو۔ (توریت)

[3] ہارون کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل یہ رنگ لائے اور یہ کہنے لگے کہ موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ کو رشک کی وجہ سے مار ڈالا ہے۔ موسیٰؑ کو یہ سن کر سخت رنج و غصہ پیدا ہوا آپ نے جنابِ باری سے التجا کی خدا نے آپ کی دعا قبول فرمالی۔ ہارونؑ کا تابوت زمین و آسمان کے درمیان دکھائی دیا۔ ہارونؑ بحکمِ خدا گویا ہوئے کہ مجھ کو موسیٰؑ نے نہیں مارا میں اپنی موت سے مرا ہوں تب کہیں بنی اسرائیل نے موسیٰؑ کی جان چھوڑی اور ان کی تصدیق کی۔ (ابنِ اثیر)

کرتے تھے اور ان سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ہارون کے انتقال کے بعد ان کے لڑکے عیزار ان کے قائم مقام ہوئے۔

بنی اسرائیل کے معرکے: پھر بنی اسرائیل نے کنعانیوں کے بعض بادشاہوں سے جنگ کی اور انہیں شکست دی۔ ان کا مال واسباب اور جو کچھ ان کے ساتھ تھا لوٹ لیا اور سیحون بادشاہ عمور میں (کنعان) سے اس کے ملک سے ہو کر ارض مقدسہ جانے کی اجازت طلب کی۔ سیحون نے اس سے انکار کیا اور اپنی قوم کو جمع کر کے بنی اسرائیل سے لڑا۔ بنی اسرائیل نے اسے بھی شکست دی اور اس کے ملک پر حدود بنی عمون تک قبضہ کر لیا اور وہیں جا اترے۔ یہ شہر بنو موآب کے تھے ان پر کسی زمانہ میں سیحون قابض ہو گیا تھا اس کے بعد یہ لوگ کنعان کے ایک بااثر شخص عوج[1] بن عنق اور اس کی قوم سے لڑے۔ اس کے بعد اس کی اولاد کو قتل کر ڈالا اور اس کے ممالک کے اُردن کے اطراف اریحا تک آپ وارث و مالک بن گئے۔ بادشاہ بنی موآب ان واقعات کو سن کر بنی اسرائیل سے اس درجہ خائف ہوا کہ اس نے بنی مدین سے مدد طلب کی اور انہیں اپنا معین و حامی بنا کر بلعام[2] بن باعور سے دعا کا خواستگار ہوا۔ بلعام بن باعور ایک زاہد اور مستجاب الدعوات اور معبر احلام (خوابوں کی تعبیر بیان کرنے والا) تھا بلاد بنی عمون و بنی موآب کے درمیان رہتا تھا جس وقت اس نے موآب کے بادشاہ کی خواہش پر دعا کرنے کا قصد کیا اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام دعا کرنے سے منع کیا مگر بادشاہ بنی موآب کے اصرار سے مجبور ہو کر بادشاہ کے ساتھ بلند اور اونچے مقام پر چڑھ گیا۔ اس نے اس کو بنی اسرائیل کا لشکر گاہ دکھایا اس نے ان کے لئے دعا کی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے بول اٹھا۔ یہ لوگ موصل تک قابض ہو جائیں گے اس کے بعد ایک گروہ روم سے نکلے گا وہ ان پر غالب آئے گا بادشاہ کو بلعام کے ان کلمات پر غصہ آیا وہ اپنے شہر کو لوٹ کھڑا ہوا۔

بنی اسرائیل پر عذابِ الٰہی: بنی اسرائیل موآب اور مدین کی لڑکیوں کے ساتھ زنا کرنے لگے۔ اللہ جل شانہ نے ان پر غضب نازل فرمایا اور ان میں طاعون کی بیماری پیدا کر دی۔ جس سے چوبیس ہزار بنی اسرائیل مر گئے۔ ایک روز فنحاص بن عیزار بن ہارونؑ ایک بنی اسرائیلی کے خیمہ میں گئے۔ وہ بنی مدین کی ایک عورت کو لئے ہوئے سو رہا تھا۔ فنحاص کو اس قدر غصہ آیا کہ برداشت نہ کر سکے اور ایک ایسا نیزہ مارا کہ دونوں چھد گئے اسکے بعد بنی اسرائیل سے قہر اٹھ گیا اور طاعون رفع ہو گیا۔

بنی اسرائیل کی بنی مدین پر فوج کشی: اس کے بعد موسیٰؑ اور عیزار (عزیر) بن ہارون کو بنی اسرائیل کے شمار کرنے کا

---

[1] عوج بن عوق یا عنق اس قدر طویل القامت تھا کہ موسیٰؑ کا قد دس گز کا تھا اور اسی قدر ان کا عصا تھا اور اسی قدر آپ نے جست کیا تب کہیں جا کر عوج کی پنڈلیوں پر چوٹ آئی اور وہ گر پڑا اس کی عمر تین ہزار برس بتائی جاتی ہے۔ (ابن اثیر)

[2] بلعام بن باعور حضرت لوطؑ کی اولاد سے تھا اس نے پہلے دن بنی اسرائیل سے دعا کرنے کے بارے میں استخارہ کیا ممانعت آئی۔ دوسرے دن امراء بنی موآب کے کہنے سے استخارہ کیا کچھ جواب نہ آیا۔ اس نے بنی موآب کی التجا قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بنی موآب اس کی بی بی کے پاس گئے اور اس کو کچھ دے کر بلعام بن باعور کو مجبور کیا کہ یہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر چلا اس کا گدھا راستہ میں تین بار بیٹھ گیا۔ مجبور ہو کر اس نے گدھا چھوڑ دیا اور پیادہ ان کے ساتھ بنی اسرائیل کے لشکر گاہ دیکھنے کے لئے گیا۔ جب دعاء بد کرنے کا ارادہ کرتا تھا اس کی زبان میں لکنت آ گئی۔ دوبارہ ایسا ہی ہوا تیسری باری اس کی زبان سینہ تک لٹک آئی تب بلعام بن باعور نے کہا مجھ سے دنیا اور آخرت دونوں گئیں اب سوائے مکر اور حیلہ کے کچھ نہیں ہے اس کے بعد اس نے بنی موآب کو یہ رائے دی کہ وہ اپنی عورتوں کو بنی اسرائیل میں خرید و فروخت کے لئے بھیجیں اگر ان میں سے ایک نے بھی ان کے ساتھ زنا کر لیا تو کامیابی کی صورت نکل آئے گی۔ بلعام کی اس رائے کو بادشاہ بنی موآب نے پسند کر لیا اور اس پر عمل درآمد کیا اس وجہ سے بنی اسرائیل میں زنا پھیلا اور بلعام بن باعور مردود بارگاہِ ایزدی ہوا۔ (ابن اثیر)

حکم دیا گیا۔ چالیس سالہ مدت پوری ہو جانے اور بنی اسرائیل کے اس گروہ کے فنا ہونے کے بعد جس پر ارضِ مقدسہ میں داخل ہونا حرام کر دیا گیا تھا اور نیز بنی مدین پر جنہوں نے کہ بنی موآب کی مدد کی تھی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ موسیٰؑ نے بارہ ہزار بنی اسرائیل کو فنحاص بن عیزار کی ماتحتی میں بنی مدین کی طرف روانہ کیا۔ بنی مدین جی توڑ کر لڑے اور برابر بنی اسرائیل کے ہر حملے کا جواب دیتے رہے۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل فتح یاب ہوئے انہوں نے ان کے بادشاہ کو قتل کر ڈالا۔ ان کی عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ ان کے اموال کو باہم تقسیم کر لیا۔ پھر بنی مدین' عمورئین' بنی عمون' بنی موآب کے ممالک چھین لئے اور انہیں تقسیم کر کے اُردن کے کنارے جا اترے۔

حضرت موسیٰؑ[1] کی وفات: اللہ جل شانہ نے فرمایا ''میں نے تم کو اُردن سے فرات تک کا مالک کر دیا جیسا کہ تمہارے آباؤ اجداد سے وعدہ کیا تھا'' اور کسی مصلحت سے بنی اسرائیل کو عیصو کی لڑائی سے منع کر دیا اور ان کی شریعت اور احکام اور وصایا کی تکمیل کر کے موسیٰؑ[1] کو ایک سو بیس برس کی عمر میں اپنے جوارِ رحمت میں بلا لیا اور یوشع سے یہ عہد لیا گیا کہ وہ بنی

---

[1] موسیٰ کا حلیہ: موسیٰ کے بال گھنگریالے' طویل القامت' سریع الغضب تھے۔ ان کی زبان کے کنارے پر ایک داغ تھا جس کی وجہ سے وہ لکنت کرتے تھے۔ قارون بن یصہر بن قاہث آپ ہی کے زمانہ میں بلکہ آپ کا چچازاد بھائی تھا یہ بہت بڑا دولت مند تھا۔ اس کی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے خزائن کی کنجیاں چالیس خچروں پر لادی جاتی تھیں۔ اس نے کثرتِ مال و خزانہ کی وجہ سے بغاوت اختیار کی لوگوں نے اسے لاکھ سمجھایا مگر اس نے ایک نہ مانی۔ موسیٰؑ اس کے پاس گئے اور اسے زکوٰۃ دینے کی ہدایت کی اور یہ فرمایا کہ ہر ہزار دینار میں سے ایک دینار اور علیٰ ہذا ہر ہزار چیز سے اس چیز کی ایک چیز زکوٰۃ نکالنی چاہئے۔ قارون نے جب حساب کیا تو زکوٰۃ کا مال بے حساب ہو گیا اس کی مال کی محبت نے زکوٰۃ دینے سے روک دیا اور موسیٰؑ کو زنا کی تہمت لگانے پر آمادہ ہو کر ایک عورت کو تیار کر لیا۔ چنانچہ ایک روز جس وقت موسیٰؑ وعظ فرما رہے تھے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا مفتری پر درے پڑیں گے' زانی پر سو درے لگائے جائیں گے اور اگر شادی شدہ ہو گا تو سنگسار کیا جائے گا۔ قارون یہ سن کر بول اٹھا اگر تم نے ایسا کیا ہو۔ موسیٰؑ نے جواب دیا کہ میری بھی یہی سزا ہو گی۔ قارون نے یہ سنتے ہی ایک عورت کو بلا لیا جسے پہلے سے تیار کر رکھا تھا۔ موسیٰؑ نے اس عورت سے کہا کہ میں تجھ کو قسم دلاتا ہوں اس کی جس نے توریت نازل کی ہے کیا میں نے تیرے ساتھ وہی کام کیا ہے جو یہ سب کہہ رہے ہیں؟ اس عورت نے کہا ''نہیں''۔ بلکہ انہوں نے مجھے اس بات کے کہنے پر آمادہ کیا تھا۔ موسیٰؑ کو سخت غصہ آیا اور آپ نے زمین سے فرمایا خذیھم (یعنی ان کو لے) زمین پھٹ گئی اور قارون دھنسنے لگا اور بار بار یا موسیٰ ارحمنی یا موسیٰ ارحمنی ''اے موسیٰ مجھ پر رحم کر'' کہتا رہا مگر موسیٰؑ نے اس کے کہنے پر خیال نہ کیا اور وہ سب کے سب زمین میں دھنس گئے۔

ان عجائبات میں سے جو موسیٰؑ کے عہد میں واقع ہوئے تھے اور ان کو اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک میں یاد فرمایا یہ موسیٰ اور خضر علیہما السلام کی ملاقات تھی۔ مؤرخ ابن خلدون نے شاید شہرت کی وجہ سے اس کو ترک کر دیا ہے۔ بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ جس موسیٰؑ کی خضر سے ملاقات ہوئی تھی وہ یہ موسیٰ بن عمران نہ تھے بلکہ وہ منسا بن یوسف کی اولاد سے تھے۔ مگر عام طور سے علماء و فقہاء و مفسرین صحابہ اس کے خلاف بیان فرماتے ہیں اور صاف لفظوں میں لکھتے ہیں کہ موسیٰؑ بن عمران جن پر توریت نازل ہوئی تھی وہی خضرؑ سے ملے تھے۔

ان کا قصہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز موسیٰؑ بنی اسرائیل میں بیٹھے ہوئے وعظ کہہ رہے تھے اثناء وعظ میں ایک شخص نے کہا ''اے کلیم اللہ آپ روئے زمین میں سب سے زیادہ عالم ہیں؟'' موسیٰؑ نے فرمایا ''میرا بھی یہی خیال ہے''۔ خدا تعالیٰ نے اسی وقت وحی نازل فرمائی ''میرا ایک بندہ مجمع البحرین میں رہتا ہے وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے''۔ موسیٰؑ کو یہ سن کر ان سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا اور حسب ہدایت باری یوشع کو ہمراہ لے کر خضر سے تعلیم کی غرض سے ملنے کے لئے گئے اور ان کے ہمراہ براہِ دریا روانہ ہوئے۔ پہلا واقعہ یہ پیش آیا کہ خضرؑ نے کشتی سے اترنے کے وقت اس میں سوراخ کر دیا موسیٰ نے جھٹ اعتراض کر دیا۔ خضرؑ نے کہا ﴿ اَلَمْ اَقُلْ لَّکَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴾ (الکھف: ۷۵) ''یعنی کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا؟'' موسیٰ نے کہا ''مجھے معاف فرمایئے میں بھول گیا تھا اب ایسا نہ ہو گا'' اس کے تھوڑی دور چل کر چند لڑکے کھیلتے نظر آئے۔ خضرؑ نے ان میں سے ایک کو مار ڈالا۔ موسیٰ نے پھر اعتراض کر دیا۔ خضرؑ نے پھر اس قول کی یاددہانی کرائی اور موسیٰ نے عذر خواہی کی اور یہ کہا ''اب اللہ ...

اسرائیل کے ساتھ ارضِ مقدسہ جائیں اور وہیں قیام پذیر ہوں اور اس شریعت پر جو کہ ان پر فرض کی گئی ہے عمل کریں۔ موسیٰؑ تکفین کے بعد سرزمین موآب کی وادی میں دفن کر دیئے گئے ان کی قبر کو آج تک کوئی نہیں جانتا۔

بلعام بن باعور: طبری کہتا ہے کہ موسیٰ نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی۔ عہد افریدوں میں بیس برس اور زمانہ حکومت منوچہر میں ایک سو برس رہے اور انتقال موسیٰؑ یوشع اریحا کی طرف بڑھے اور قوم جبارین کو شکست دی۔ بلعام بن باعور جباریوں کے ساتھ تھا اس نے یوشع کے لئے بددعا کی مگر قبول نہ ہوئی الٹی قوم جبارین پر لوٹا دی گئی۔ سدی کہتا ہے کہ بلعام بن باعور بلقاء کا رہنے والا تھا۔ وہ اسم اعظم جانتا تھا کنعانیوں نے اس سے دعا کی خواہش کی پہلے تو اس نے انکار کیا مگر جب کنعانیوں نے زیادہ اصرار کیا تو اس نے ان کی التجا قبول کر لی اور بنی اسرائیلؑ کیلئے جبل حسان پر چڑھ کر دعائے بد کی۔ اللہ جل شانہ نے اس کی بددعا لوٹا دی۔ توریت سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ بلعام بن باعور زمانہ موسیٰؑ میں تھا اور انہی کے عہد میں مارا گیا۔

بنی اسرائیل کا شام پر قبضہ: سدی، اریحا کی فتح کی کیفیت اس طور سے کرتا ہے کہ یوشع کی وفات کے بعد موسیٰؑ تابوت شہادت ہمراہ لئے ہوئے بنی اسرائیل کے ساتھ نہر اردن عبور کر کے کنعانیوں کے مقابل ہوئے۔ لڑائی کے دن آفتاب غروب ہو گیا تھا۔ یوشع کی دعا سے آفتاب ٹھہر گیا تھا یہاں تک کہ کنعانیوں کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد وہ اریحا کا چھ مہینہ تک محاصرہ کئے رہے ساتویں مہینہ بنی اسرائیل نے ایسا ہلہ اور قوی حملہ کیا کہ شہر پناہ ٹوٹ گئی اور بنی اسرائیل شہر میں داخل ہو گئے اور اہلِ شہر کو گرفتار اور قتل کیا۔ بعض محلات کو جلا دیا اور آپس میں کنعانیوں کے ممالک کو تقسیم کر لیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔

حضرت یوشعؑ کی شامی عمالقہ سے جنگ: کتب اخبارین شہادت دے رہی ہیں کہ عمالقہ جو شام میں تھے جن سے یوشعؑ لڑے تھے اور ان کے سب سے پہلے پچھلے بادشاہ کو قتل کر ڈالا۔ اس کا نام سمیدع بن ہوبر بن مالک تھا۔ یوشعؑ اس سے اور بنی مدین سے انہیں کے ممالک میں لڑے تھے۔ اسی واقعہ کی طرف عوف بن سعید الجرہمی اشارہ کرتا ہے:

((الم تر ان العلقمی بن ہوبر بایلم امسی لحمد قد تواترت علیہ عن یہود حجافل ثمانون الفا حاسدین و ردعا))

☆ اگر میں پھر آپ سے کوئی بات پوچھوں تو آپ مجھ کو اپنے سے جدا کر دیجئے گا''۔ اس کے بعد آگے بڑھے بھوکے پیاسے ایک گاؤں میں پہنچے گاؤں والوں نے طلب کرنے کے باوجود اُن کو کھانا نہ دیا۔ گاؤں کے باہر نکلے تو سر راہ ایک ٹیڑھی دیوار نظر آئی۔ خضرؑ نے اس کو سیدھا کر دیا موسیٰؑ سے ضبط نہ ہو سکا پھر اعتراض کر دیا۔ خضرؑ نے حسبِ اقرار موسیٰ ﴿ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ﴾ (الکھف ۷۸) ''یعنی اس وقت مجھ سے اور تجھ سے جدائی ہے''۔ کہہ کر موسیٰ کو اپنی ہمراہی سے علیحدہ کر دیا اور علیحدگی کے وقت ان تینوں باتوں کا سبب یہ ظاہر کیا کہ کشتی کے توڑنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ غریب کی تھی وہ لوگ اس کے ذریعہ سے معاش پیدا کرتے تھے اگر وہ درست رہتی تو بادشاہ اس کو جبراً لے لیتا۔ کیونکہ وہ ہر کشتی کو ظلم و ستم سے گرفتار کر لیتا تھا اور لڑکے کے مارنے کی علت یہ تھی کہ اس کے ماں باپ مسلمان تھے اور یہ بت پرست اور بدمعاش ہوتا اس کے کفر سے ان کو صدمہ پہنچنے کا ہم کو خیال ہوا اس وجہ سے اسے ہم نے مار ڈالا اور دیوار سیدھی اس وجہ سے کر دی گئی کہ اس کے نیچے دو یتیموں کے خزانے تھے اور ان کے ماں باپ نیک کردار تھے خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ جوانی کے بعد اپنے خزینہ لے لیں اس وجہ سے اس کو سیدھا کر دیا اس کے بعد خضرؑ موسیٰؑ کی نظروں سے غائب ہو گئے اور موسیٰؑ مع یوشع کے مصر واپس آئے۔

"کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ابن ہو بر علقمی کا مقام ایلہ میں اس کا گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ لشکر ہائے یہود نے اس پر حملہ کیا جن کی تعداد اسی ہزار تھی ان میں بعض بے زرہ کے تھے اور بعض زرہ پہنے ہوئے تھے"۔

عمالقہ کا نسب: ان عمالقہ کے نسب میں جو کچھ علماء نسب کا اختلاف تھا اسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور بلاشبہ یہ لوگ عملیق بن لاوذ یا عمالق بن الیفاز بن عیصو ثانی کی نسل سے ہیں۔ بنی اسرائیل اور علماء عرب کا یہی خیال ہے۔

باقی رہے اور گروہ جو شام میں ان دنوں موجود تھے ان میں اکثر بنی کنعان سے تھے جن کا تذکرہ اس سے پیشتر ہو چکا ہے اور ان کے شعوب ہم بیان کر چکے ہیں۔ بنی ارم عمون کی اولاد اور بنی موآب لوطؑ کی نسل سے ہیں اور تیسرے ان میں سے اہل یسعیر اور جبال شرات ہیں اور وہ بلاد کرک وشوبک و بلقاء ہیں۔ پھر بنی فلسطین بنی حام سے حکمران ہوئے ان کے بادشاہ کا نام جالوت تھا اور وہ کنعانیوں میں سے تھا۔ پھر بنی مدین اور عمالقہ ہوئے۔

چونکہ بنی اسرائیل کو سوائے کنعانیوں کے ممالک کے دوسرے شہروں کی طرف بڑھنے کی اجازت نہ تھی لہٰذا انہیں کے ممالک پر انہوں نے قبضہ حاصل کیا اور اسی کو باہم تقسیم کیا اور اسی کو ان کی میراث ملی اور غیر کنعانیوں کے ملک میں ان کے سوائے معمولی تصرف کے اور کوئی بات حاصل نہ تھی۔

بنی اسرائیل کی حجاز پر فوج کشی: کتب اخبار ئین میں تحریر ہے کہ بنی اسرائیل نے ملک شام پر قبضہ کرنے کے بعد چند لوگوں کو حجاز پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ ان دنوں وہاں عمالقہ کا ایک گروہ رہتا تھا جو جاسم کے نام سے مشہور تھا اور ان کے بادشاہ کا نام ارم بن ارقم تھا۔ بنی اسرائیل نے اس کو اور اس کی قوم کو زیر کیا اور بعد فتح یابی کے شام کی طرف واپس ہوئے۔ لیکن شام کے بنی اسرائیل نے اس فاتح گروہ کو شام میں داخل نہ ہونے دیا اور مجبور کر کے حجاز اور یثرب (مدینہ) کے بلاد کی طرف جنہیں انہوں نے فتح کیا تھا' لوٹا دیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے شام سے واپس ہو کر فتح کی تکمیل کی اور وہیں قیام پذیر ہو گئے انہیں کی پچھلی نسلوں سے یہود خیبر و قریظہ ونضیر ہیں۔ لیکن بعض یہود اس واقعہ کا اعتراف نہیں کرتے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ طالوت کے زمانہ حکومت میں گزرا ہے۔ واللہ اعلم

باب ۱۳:

امارت بنی اسرائیل

بنی اسرائیل کی سیاسی حالت: یوشع کے انتقال اور تکمیل فتح کے بعد بنی اسرائیل نے شریعت کی پابندی چھوڑ دی اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے احتراز کرنے لگے اور دیگر قومیں جو سرزمین شام میں رہتی تھیں۔ وہ ہر طرف سے بنی اسرائیل پر حملے کرنے لگیں۔ بنی اسرائیل کا ان دنوں یہ دستور ہو گیا تھا کہ وہ شوریٰ سے تمام کام کرتے تھے اور ایک شخص کو اپنی جماعت سے منتخب کر لیتے تھے اور ان کو یہ اختیار ہوتا تھا کہ جب وہ چاہتے کسی دوسرے کو جسے وہ افضل سمجھتے تھے اسے قائم مقام کر دیتے تھے۔ کبھی کبھی کوئی نبی بھی مبعوث ہو جاتا تھا جو وحی اور الہام کے ذریعہ سے ان کے کاموں کو سرانجام دیتا تھا۔ اسی کیفیت اور حالت کے ساتھ بنی اسرائیل نے تین سو برس گزارے اور ان میں کوئی زبردست بادشاہ نہ ہوا اور اطراف و جوانب کے بادشاہ ان کو اپنے ہتھیاروں سے ڈراتے رہے یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے اپنے نبی شمویلؑ سے التجا کی کہ ان میں سے ایک بادشاہ پیدا کیا جائے چنانچہ پہلے طالوت اور اس کے بعد داؤدؑ ہوئے اس کے بعد پھر ان کی سلطنت مضبوط ہو گئی اور ان کے دشمن ذلیل و خوار ہو گئے جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

اس زمانہ کو جو یوشع اور طالوت کے درمیان گزرا ہے اس کو زمانۂ حکام اور زمانہ شیوخ کہتے ہیں۔ ہم ان تمام حکام کو جو اس زمانے میں گزرے ہیں بالترتیب نہایت صحیح طور سے بیان کیا چاہتے ہیں جیسا کہ طبری اور مسعودی نے لکھا ہے اور اس سے صاحبِ حماۃ نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے اور ہروشیوش مؤرخ روم نے اپنی کتاب میں اور اس کے مترجمین علماء قرطبہ اور قاسم ابنِ اصبغ نے تحریر کیا ہے۔

فتح اریحا: مؤرخین موصوفین باتفاق بیان کر رہے ہیں کہ یوشع اریحا کی فتح کے بعد ابلس کی طرف بڑھے اور اس پر قبضہ کر لیا۔ وہیں یوسفؑ کے تابوت کو دفن کیا جسے جناب یوسفؑ صدیق کی وصیت کے مطابق مصر سے روانگی کے وقت اپنے ہمراہ لائے تھے۔ طبری کہتا ہے کہ یوشع نے فتح اریحا کے بعد شہر عالی (یہ بھی ملوک کنعان کا تھا) پر چڑھائی کی تھی اس کے بعد بادشاہ کو قتل کر کے شہر جلا دیا تھا۔ اور جیقون بادشاہ عمان اور بارق بادشاہ یروشلم یوشع کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جزیہ دے کر صلح کر لی تھی۔

شاہان شام کی اطاعت: اطراف دمشق سے شاہ ارمن نے جیقون پر حملہ کیا۔ اس نے یوشع سے امداد مانگی۔ یوشع نے اس کی امداد کی اور شاہ ارمن کا حوران تک تعاقب کیا اور اس کو گرفتار کر کے وہیں سولی دے دی اس کے بعد شام کے تقریباً

اکتیس بادشاہوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔ اسی زمانہ میں انہوں نے قیساریہ پر بھی قبضہ حاصل کر لیا اور ملک کو بنی اسرائیل میں تقسیم کر دیا۔ جبل مقدس کالب بن یوقنا کو مرحمت کیا۔ چنانچہ یہ بنی یہودا کے ساتھ شہر یروشلم میں سکونت پزیر ہوئے اور قبہ عبادت جس میں تابوت شہادت تھا اور قربان گاہ اور میز اور شمعدان کو صحرا پر اور بیت المقدس میں رکھا اور بنی افرائیم کنعانیوں سے جزیہ لیتے تھے اس کے بعد یوشعؑ کا انتقال ہو گیا۔

حضرت یوشع کی وفات: سفر الحکام سے معلوم ہوتا ہے کہ یوشعؑ نے اپنی حکومت کے اٹھائیسویں سال ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال کیا۔ طبری کہتا ہے کہ جناب موصوف نے ایک سو چھبیس برس کی عمر پائی۔ مگر اول روایت زیادہ قابل وثوق اور صحیح ہے۔ پھر طبری کا یہ بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں یوشعؑ نے بیس برس زمانہ منوچہر (چہر) میں اور سات سال عہد افراسیاب میں حکومت کی اور شاہ یمن شمر بن شمر بن الملوک حمیری' زمانہ موسیٰؑ و بنی ظفار میں تھا اس نے عمالقہ کو یمن سے نکال کر باہر کیا تھا۔

کالب بن یوقنا: یوشع کے بعد کالب بن یوقنا بن حصرون بن بارص بن یہودا بنی اسرائیل کے مصلح اور مدبر اور فخاص بن عیزر بن ہارونؑ بنی اسرائیل کی نماز اور قربان گاہ کے متولی ہوئے۔ طبری کہتا ہے کہ کالب کے ساتھ خرقیل بن یوذی بھی اصلاح و تدبیر کر رہے تھے ان کو والد العجوز (بڑھیا زادہ) بھی کہتے تھے اس وجہ سے کہ یہ بطن مادر سے ماں کے بوڑھی اور بانجھ ہونے کے بعد پیدا ہوئے تھے اور وہب ابن منبہ سے روایت کی گئی کہ حزقیل نے کالب کے بعد بنی اسرائیل کی اصلاح کی تھی مگر اس کا ذکر سفر الحکام میں نہیں آیا۔

فتح غزہ و عسقلان: یوشعؑ کے بعد بنی یہودا اور بنی شمعون جمع ہو کر کنعانیوں سے جنگ کرنے کے لئے گئے اور انہوں نے ان کو قتل کیا' شہروں کو لوٹ لیا اور ان کے بادشاہ کو مار ڈالا۔ اس کے بعد غزہ اور عسقلان کو فتح کر کے تمام پہاڑیوں پر قبضہ حاصل کر لیا۔ مگر غور سے نہ لڑے اور نہ اس کو مارا۔

کوشان شقنائم کا بنی اسرائیل پر تسلط: سبط بنیامین کے حصہ میں یونانیوں کے ممالک تھے وہ ان سے خراج لیتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ ان میں مل جل گئے اور فرط اختلاط سے یونانیوں کے بتوں کی پرستش کرنے لگے۔ اللہ جل شانہ نے ان پر بادشاہ جزیرہ کو مسلط کر دیا۔ جس کا نام کوشان شقنائم (یعنی اظلم الظالمین) تھا۔ اس کی نسبت لوگوں کے مختلف خیال بیان کئے جاتے ہیں بعض اس کو شاہ ارمن و جزیرہ و دمشق و حوران و صید اتحریر کرتے ہیں اور بعضے اس کو بحرین کا حاکم بتاتے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ یہ اروم کی اولاد سے ہے اور طبری کہتا ہے کہ یہ لوطؑ کی نسل سے تھا۔ بہر کیف کالبؑ بن یوقنا کی وفات کے بعد بنی اسرائیل آٹھ برس تک کوشان شقنائم کی ماتحتی میں رہے۔

بنی اسرائیل کی کوشان سے جنگ: پھر عثنیال بن قناز بن یوقنا برادر زادہ کالب بنی اسرائیل کے پیشوا اور ان کے کاموں کے مدبر ہوئے اور وہ کوشان سے لڑے' اسے قتل کر کے بنی اسرائیل کو اس کی غلامی سے نکالا۔ عثنیال کا تمام زمانہ حکومت لڑائیوں میں صرف ہوا کبھی تو وہ بنی موآب سے لڑتے تھے اور گاہے بنی عمون (اسباط لوط) سے صف آراء ہوتے تھے اور کبھی عمالیق پر فوج کشی کرتے تھے غرض کہ وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ اپنی حکومت کے چالیسویں برس انہوں نے

انتقال کیا۔

بنی موآب کی تاراجی: اس کے بعد پھر بنی اسرائیل بت پرستی کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بادشاہ بنی موآب کو مسلط کر دیا (جس کا نام عغلون تھا) اٹھارہ برس تک اس کی غلامی میں رہے۔ اللہ پاک کو ان کی مسکنت پر رحم آیا اور ایہوذ بن کارا کو سبط افرائیم سے یا بروایت ابن حزم سبط بنیامین سے بنی اسرائیل کا مصلح اور ان کے کاموں کا مدبر بنایا۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو بنی موآب کی غلامی سے نکالا اور ان کے بادشاہ عغلون کے پاس ایک قاصد بنی اسرائیل کی طرف سے کچھ تحفے اور ہدیے دے کر روانہ کیا قاصد نے تنہائی میں موقع پا کر عغلون کو ایک نیزہ مارا جس سے وہ تڑپ کر مر گیا اور راس حیلہ سے عغلون کی زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد قاصد افرائیم کے پہاڑوں پر چلا آیا۔ بنی اسرائیل یہ سن کر ایک جا ہوئے اور بنی موآب کے شاہی محل پر چڑھ آئے تقریباً دس ہزار حراس (نگہبانوں) کو قتل کر ڈالا اور بنی موآب کے کاروبار کو زیروزبر کر دیا۔ ایہوذ اپنی دولت وحکمرانی کے اسی برس بعد انتقال کر گیا۔

بنی اسرائیل پر یافین کا غلبہ: اس کی جگہ شمکار بن عناث سبط کا دے بنی اسرائیل کا حاکم اور ان کے کاموں کا متولی ہوا اور ایک برس حکومت کر کے مر گیا۔ بنی اسرائیل بدستور سرکشی وخود رائی پر جمے رہے۔ اللہ جل وعلیٰ ذکرہ نے ان کا غرور توڑنے کے لئے بادشاہ کنعان کو ان پر غالب کر دیا جس کا نام یافین تھا۔ اس نے اپنے سپہ سالار سمیرا کو بنی اسرائیل کے زیر کرنے کے لئے بھیجا جس نے ان کے ملک پر قبضہ کر لیا اور بیس برس تک ان پر حکومت کرتا رہا۔

وافوارہ کاہنہ کا کارنامہ: تب وافوارہ کاہنہ[1] جو سبط نفتالی یا بروایت دیگر سبط افرائیم سے تھی اور بنی اسرائیل کو لے کر کنعانیوں پر چڑھ آئی اور کنعانیوں کو سر میدان سخت شکست دے کر ان کے سپہ سالار سمیرا کو قتل کر ڈالا اور بنی اسرائیل کو غلامی کی ذلت سے نکال لیا۔ چالیس برس تک اپنے شوہر بابرق بن ابی نوعم کی اعانت سے حکومت کرتی رہی۔

ہروشیوش مؤرخ لکھتا ہے کہ اسی زمانہ میں سب سے پہلا لاطینو ن کا رومی بادشاہ انطاکیہ میں بنقش بن شطونش گزرا ہے جو قیاصرہ روم کا جد اعلیٰ ہے۔

وافورا اپنی تولیت کے چالیسویں سال انتقال کر گئی اور بنی اسرائیل اس کے بعد پھر کفر والحاد کے مرکز کی طرف لوٹ آئے اللہ تعالیٰ نے ان پر اس مرتبہ اہل مدین اور عمالقہ کو غالب کر دیا۔

کدعون بن یواش: طبری کہتا ہے کہ ابناء لوطؑ جو حجاز میں رہتے تھے وہ ان کو سات برس تک اپنا محکوم بنائے رہے۔ اس کے بعد بنی اسرائیل نے سبط منسی بن یوسفؑ سے کدعون بن یواش کو منتخب کیا۔ کدعون بن یواش جس وقت بنی اسرائیل کی اصلاح اور درستی میں مصروف ہوا۔ اس وقت مدین میں دو بادشاہ تھے ایک کا نام رابح اور دوسرے کا نام صلمناع تھا۔ انہوں نے بنی اسرائیل پر اپنے سپہ سالاروں عودیف اور زدیف کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں۔ بنی اسرائیل کو پہلے ان کا مقابلہ کرنا بہت شاق اور دشوار معلوم ہوا۔ مگر کدعون کے استقلال سے بنی اسرائیل اس کے ساتھ نکلے اور بنی مدین کے لشکر کو مار بھگایا۔ بے انتہا مال غنیمت لوٹ لیا۔ کدعون نے چالیس برس کے اندر اپنے تمام دشمنوں کو زیر کر دیا اور بہت بڑے استقلال اور خوش

---

[1] وافورہ یاروق یا بیدوق بن ابونوعم کی بیوی تھی وافورہ نے اپنے شوہر کو کنعانیوں سے لڑنے کی ترغیب دی تھی۔ اس نے تنہا لڑنے سے انکار کر دیا۔ تب وافورہ نے بنی اسرائیل کو ایک جا کر کے اپنے شوہر کی حمیت میں کنعانیوں پر حملہ کیا اور کامیاب ہوئی۔ ۱۲۔

اعتقادی کے ساتھ توریت کے احکام کا پابند رہا۔ اس کے ستر لڑکے تھے۔ اسی کے زمانہ حکومت میں شہر طرسوس اور بروایت جرجیس ابن عمید ملطیہ بھی آباد کیا گیا۔

ابوملیخ بن کدعون: اس کے انتقال کے بعد ابوملیخ ابن کدعون اس کا قائم مقام ہوا۔ اس کی (یعنی ابوملیخ کی) ماں بنی شخام بن منسی بن یوسفؑ اہلِ نابلیس سے تھی۔ اس نے اس کو مال و اسباب سے مدد پہنچائی اور بنی ابیب کو نیست و نابود کر دیا۔ اس کے بعد بنی شخام سے مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں اور انہیں لڑائیوں میں جب کہ یہ کسی قلعہ کا محاصرہ کئے تھا شہر پناہ کی فصیل سے ایک عورت نے اس پر پتھر مارا جس سے یہ سخت زخمی ہو گیا اور اپنے خاص مصاحب سے یہ کہا مجھے راتوں رات یہاں سے لے چلو تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ اسے عورت نے مارا ہے چنانچہ یہ اسے لے کر روانہ ہوا اور اپنی حکومت کے تیسرے برس اسی زخم کے صدمہ سے مر گیا۔ اس کے بعد طولاع ابنِ فداسبط بساخر سے اس کا قائم مقام ہوا۔

طولاع ابنِ فواسبط: طبری لکھتا ہے کہ ابوملیخ کا چچازاد بھائی تھا مگر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ (یعنی طولاع) اس کا ماموں زاد بھائی تھا کیونکہ یہ اور سبط سے ہے اور وہ دوسرے سبط سے اس نے تیس برس تک بنی اسرائیل کی اصلاح کی۔ ہروشیوش مؤرخ روم بیان کرتا ہے کہ اسی کے عہد حکومت میں شہر طرونیہ میں ملوک روم لاطینی سے براشس بن بنقش تھا اور اس نے تیس سال حکومت کی تھی اور اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

بنی اسرائیل کی گمراہی: الغرض اس کے مرنے کے بعد یائیر بن کلعاد سبط منسی بن یوسفؑ سے بنی اسرائیل کا حاکم ہوا۔ یہ بائیس سال تک حکومت کی کرسی پر رہا۔ اس کے بعد اس کے تمام لڑکے جو تیس کے قریب تھے بنی اسرائیل کے حاکم رہے۔ یہ جب مر گیا تو بنی اسرائیل پھر گمراہ ہو گئے اور بتوں کی پرستش کرنے لگے۔ اللہ جل شانہ نے ان پر بنی فلسطین اور بنی عمون کو غالب کر دیا یہ ان کو اٹھارہ برس تک اپنا غلام بنائے رہے یہاں تک کہ یفتاح سبط منسی سے بنی اسرائیل کا مصلح پیدا ہوا اور اس نے بنی اسرائیل کو گمراہی سے پھیرا۔

یفتاح سبط منسی کی کارگزاری: اس نے بنی عمون سے کسی امر کی التجا کی جب انہوں نے اس کے دینے سے انکار کیا تو اس نے بنی اسرائیل کو لے کر بنو عمون پر حملہ کیا اور ان کے بائیس گاؤں چھین لئے۔ حالانکہ وہ تین سو برس سے بادشاہی کر رہے تھے۔ پھر سبط افرائیم نے بھی ان لڑائیوں میں کچھ حصہ لیا اور تمام بنی اسرائیل متفق ہو کر اپنے دشمنوں کو زیر کرنے لگے۔ چھ برس تک اس نے بنی اسرائیل میں ایک مصالحانہ زندگی بسر کی۔ اسی کے زمانہ میں یونان میں بہت بڑا قحط پڑا جس میں لاکھوں آدمی مر گئے۔

ایصان سلمون بنی نخشون: پھر جب یفتاح مر گیا تو بنی اسرائیل کی زمام تدبیر و اصلاح ایصان کے ہاتھوں میں رکھی گئی۔ جو سبط یہودا سے تھا اور بیت لحم میں رہتا تھا۔ اس کو مؤرخین حضرت داؤد علیہ السلام کا دادا بتاتے ہیں۔ ایصان سلمون بن نخشون بن عمینا ذاب بن رم بن حصرون بن جارص بن یہودا کا لڑکا تھا اور یہ حصرون اس کالب بن یوفنا کا دادا ہے جو یوشعؑ کے بعد بنی اسرائیل کا مصلح ہوا تھا اور نخشون بنی یہودا کا سردار تھا اسی زمانہ میں جب کہ بنی اسرائیل موسیٰؑ کے ساتھ مصر سے نکلے تھے اور نخشون کا انتقال انہیں میدانوں میں ہوا تھا۔ جہاں بنی اسرائیل حیران و سرگرداں پھر رہے تھے اس کا لڑکا سلمون یوشعؑ

کے ساتھ اریحا میں داخل ہوا اور بیت لحم میں بیت المقدس سے چار میل کے فاصلہ پر مقیم ہوا تھا۔ ہروشیوش مؤرخ روم کہتا ہے کہ ایصان ہی کے زمانہ میں سریانوں کا ملک جاتا رہا اور قوط بن نبط کے ساتھ لڑائیاں ہوئی تھیں۔ واللہ اعلم

بنی فلسطین کا بنی اسرائیل پر حملہ : ایصان نے بنی اسرائیل میں سات برس تک حکومت کی اس کے مرنے کے بعد سبط زبولوں سے ایلون نامی ان کے امور دینی اور دنیاوی کا متولی ہوا اور دس برس تک ان کی اصلاح و تدبیر کرتا رہا۔ جب یہ مر گیا تو عبدون بن ہلال افرائیم کی اولاد سے آٹھ برس تک حکومت کرتا رہا۔ ابن عمید روایت کرتا ہے کہ اس کا نام عکرون بن ہلیان تھا۔ اس کے چالیس لڑکے اور تیس پوتے تھے ہروشیوش کہتا ہے کہ اسی کے زمانہ میں شہر طرونہ شاہان روم لاطینی کا دارالسلطنت ویران و خراب کیا گیا تھا۔ عبدون کے مرنے کے بعد بنی اسرائیل میں پھر بے دینی پھیل گئی اور وہ بت پرستی کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ ان پر سخت ناراض ہوا اور اسی وجہ سے ان کی حکومت چھین لی اور انہیں بنی فلسطین کی رعایا بنا دیا۔

حضرت شمسون بن مانوح : بنی فلسطین چالیس برس تک ان کو اپنا محکوم بنائے رہے یہاں تک کہ ان کی اولاد سے شمسون بن مانوح نے انہیں چھڑایا۔ شمسون کو شمسون القوی بھی اس کی قوت و توانائی کی وجہ سے کہتے ہیں اور بعضے ان کو شمسون الجبار بھی کہہ دیتے ہیں یہ بہت بڑے رعب وداب کا آدمی تھا اس نے بنی اسرائیل میں حاکمانہ طرز سے دس بلکہ بیس برس تک زندگی بسر کی اور اس سے بنی فلسطین سے بے حد لڑائیاں ہوئی تھیں۔ اس نے ان کا علاقہ فتح کیا اور ان کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا تھا۔ ایک روز بنی فلسطین کے خانۂ خدا میں ان کے بتوں کو دیکھنے اور ان سے ہمکلام ہونے کو گیا اور ایک کھمبے پر تکیہ لگا کر کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اتفاق سے وہ کھمبا ٹوٹ گیا اور مکان گر پڑا اسی کے نیچے شمسون چند بنی اسرائیل کے ساتھ دب کر مر گیا اس کے مرنے کے بعد بنی اسرائیل میں وہ اتفاق باقی نہ رہا۔ ہر ایک سبط نے اپنے میں سے ایک ایک متولی اور حاکم منتخب کر لیا۔ مگر کہونت عیزار بن ہارون کی اولاد میں رہی کہونت قربان گاہ کے قائم رکھنے اور احکام شرعیہ کے نافذ کرنے اور ذبح و بخور کی شرائط پورا کرنے کو کہتے ہیں۔

میخائیل بن راعیل : ابن عمید کہتا ہے کہ شمسون کے بعد بنی اسرائیل میں ایک دوسرا حاکم میخائیل بن راعیل نامی ہوا اور اس نے آٹھ برس تک حکومت کی۔ مگر اس کی حکومت مستقل نہ تھی اس کے زمانہ میں بنی اسرائیل میں اکثر فتنے برپا ہوتے رہتے تھے انہیں فتنوں میں سبط بنیامین کا خاتمہ ہو گیا پھر فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔

عالی بیطات بن حاصاب : ان ایام میں ان کا کاہن عالی بیطات بن حاصاب بن الیان بن فخصاص بن عیزار بن ہارون تھا۔ فتنہ ہونے کے بعد بنی اسرائیل اپنے احکام اور لڑائیوں کی تدبیریں اسی سے پوچھتے تھے۔ اس کے دو لڑکے اور یہ دونوں کے دونوں نافرمان و سرکش تھے۔ اس کے عہد حکومت میں بھی بنی فلسطین سے اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں اور ان دونوں لڑکوں کی بدولت بہت سے بدافعالیاں پیدا ہوتی گئیں۔ انبیاء وقت ان کو بہت سمجھاتے رہے مگر وہ اپنی حالت موجودہ سے نہ پھرے آخر کار ان کی بدکرداریوں نے یہ برا دن دکھایا کہ بنی اسرائیل کو بنی فلسطین نے شکست دی۔ بنی اسرائیل تابوت شہادت لے کر بھاگے اور بنی فلسطین نے دوسرے راستہ سے پہنچ کر تابوت کو ان سے چھین لیا اور عالی بیطات کاہن کے دونوں لڑکوں کو قتل کر ڈالا۔

تابوت شہادت: عالی کاہن کو جس وقت ان کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تاسف وحسرت سے اسی سنہ میں اپنی حکومت کے چالیس سال پورے کر کے مر گیا۔ بنی فلسطین تابوت شہادت کے علاوہ بہت سا مال غنیمت لے گئے اور تابوت شہادت کو اپنے دارالحکومت عسقلان پہنچا دیا اور بنی اسرائیل پر جزیہ بھی قائم کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے تابوت شہادت کو اٹھوا کر بنی اسرائیل کی حدود میں رکھ دیا۔ جو بنی اسرائیلی اس کے قریب جاتا تھا وہ مر جاتا تھا یہاں تک کہ شمویلؑ کی اجازت سے دو شخص اسے اٹھا لائے اور اسے اپنی ماں ارملہ کے پاس رکھ دیا یہ تابوت طالوت کی حکومت وسلطنت شروع ہونے تک وہیں رکھا رہا۔

حضرت شمویلؑ بن کنا کی تولیت: بنی فلسطین نے اپنی کامیابی کے ساتویں مہینہ تابوت شہادت کو واپس کر دیا عالی کاہن نے اپنی حالت حیات ہی میں اپنے ابن عم (چچا کے لڑکے) شمویلؑ بن کنا بن یعام بن یاہد بن یاد بن سوف کو قربان گاہ وغیرہ کا کفیل اور متولی کر دیا۔ سوف حاصاب بن الیان کا بھائی تھا۔ بعضوں نے کہا کہ شمویلؑ فوج کی اولاد سے اور وہ قارن بن یصہر بن قاہث بن لاوی ہے اور اسے اس کی طرف اس طرح منسوب کیا ہے۔

حضرت شمویل بن القنا: شمویلؑ بن القنا ابن یرحام بن یہوذ بن یوحا بن صوب بن القانا بن یویل بن عزیز ابن صفنیا بن تاحت بن اسر بن انفا نا بن نشاسات بن قارون۔ شمویل بن القنا کی ماں نے جس وقت یہ حمل میں تھے یہ نذر کی تھی کہ انہیں مسجد کا خادم بنائے گی اس وجہ سے جب یہ پیدا ہوئے تو عالی بیطات کاہن کو دے آئیں۔ عالی کاہن نے ان کی پرورش کی اور اپنے بعد کہونت کی وصیت کی۔ اس کے بعد اللہ جل شانہ نے انہیں بنی اسرائیل کی نبوت اور ولایت سے سرفراز فرمایا جناب موصوف بنی اسرائیل میں دس برس تک وعظ واصلاح کرتے رہے۔ ابن عمید کہتا ہے کہ وہ بیس برس تک حکومت کرتے رہے، بنی اسرائیل پر ان کی تعلیم وپند کا بہت بڑا اثر پڑا بت پرستی چھوڑ کر حق پرستی کی طرف مائل ہو گئے اور نہایت کم مدت میں اپنی پریشان قوت جمع کر کے اہل فلسطین سے اپنے گئے ہوئے اور کھوئے ہوئے شہروں کو واپس لے لیا اور اپنی خرابی حالت کو از سر نو درست کیا اس کے بعد شمویلؑ نے حکومت وولایت کے کاروبار اپنے دونوں لڑکوں یوال اور ابیا کے سپرد کر دیئے۔ ان کی بدخصلتی، بدکرداری کی وجہ سے بنی اسرائیل یکجا ہو کر شمویلؑ کے پاس گئے اور خواہش کی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ خدا ان میں ایک بادشاہ پیدا کر دے۔ چنانچہ جب شمویلؑ کی دعا سے طالوت کی ولایت کی وحی نازل ہوئی اور اسی وقت سے بنی اسرائیل کے امراء وحکام ملوک کے نام سے موسوم ہونے لگے۔ واللہ معقب الامر بحکمۃ لا رب وغیرہ۔

شجرہ نسب بنی اسرائیل
یعقوب
یہودا
بارص
حصرون
یوسف
منسی
دان
لاوی
قاہث
عمران
ہارون
عیزار
فنحاس
یساخر
نفتالی
داؤد
کالب
ارم
سلمون
یہ داؤد علیہ السلام کا جد ہے

باب : ۱۴

ملوکِ بنی اسرائیل

بنی اسرائیل کی حضرت شمویل سے درخواست: جب یوان اور ابیا پسران شمویلؑ کی بد اطواریوں سے بنی اسرائیل نے ان کی سرداری سے انکار کیا اور سب کے سب یک جا ہو کر شمویل کی خدمت میں گئے اور یہ التجا کی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے ایک بادشاہ کو ان سے مبعوث کرائیں تا کہ اس کے ہمراہ ہو کر اپنے دشمنوں سے لڑیں اور وہ ان کے منتشر گروہ کو جمع اور متفق کر سکے اور ان سے ذلت ورسوائی کو دور کرے۔ تو جناب شمویلؑ کی دعا سے یہ وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ طالوت کو ان کے کاموں کا متولی اور حاکم کرتا ہے اور اسے وہ دہن قدس سے پاک و طاہر کرتا ہے۔ بنی اسرائیل نے اس سے پہلے جب کہ شمویلؑ نے طالوت کی سرداری کا اظہار کیا تھا اس کی سرداری سے انکار کیا۔ مگر جس وقت قرعہ ڈالا گیا تو طالوت کے نام پر قرعہ آیا تب مجبوراً بنی اسرائیل نے ان کی سرداری و حکومت کو تسلیم کیا اور ان کو اپنا حاکم اور ولی بنایا۔

طالوت: طالوت نہایت جسیم اور قد آور تھا۔ بنی اسرائیل اسے شاول کے نام سے یاد کرتے تھے قیس ابن افیل بن صاد و ابن نحورت ابنِ افیاج کا لڑکا تھا۔ اس نے افنین ابن نیرا ابنِ افیل اپنے چچازاد بھائی کو اپنی وزارت کا کام سپرد کیا۔ طالوت کے چار لڑکے یہونا تان' ملکیشوع' تشبہات' ابنیارات تھے۔

طالوت کی فتوحات: طالوت تخت حکومت پر بیٹھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور بنی اسرائیل کو اپنے ہمراہ لے کر ان کے دشمنوں بنی فلسطین' عمون' موآب' عمالقہ' مدین سے لڑا اور ان سب پر غالب آیا۔ بنی اسرائیل کو ان معرکوں میں بہت بڑی کامیابی ہوئی۔ سب سے پہلے جس نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا وہ بنی عمون کا بادشاہ تھا۔ وہ اپنے سرحدی بلاد سے گزر کر مقام بلقاء میں آیا۔ طالوت نے تین لاکھ بنی اسرائیل کو اپنے ہمراہ لے کر اس کے لشکر کا مقابلہ کیا اور اسے سخت شکست دی۔ پھر طالوت کے ایک لڑکے نے بنی اسرائیل کا لشکر لے کر فلسطین پر حملہ کیا اور نہایت نیک نامی اور کامیابی کے ساتھ انہیں پسپا کیا۔ اس کے بعد دشمنانِ بنی اسرائیل متفق اور جمع ہو کر بنی اسرائیل سے لڑنے کے لئے نکلے۔ طالوت اور شمویلؑ ان کے مقابلے پر آئے اور انہیں شکست فاش دی۔

حضرت شمویلؑ کی علیحدگی: اس کے بعد شمویلؑ نے طالوت کو عمالقہ کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ انہیں اور ان کے

مویشیوں کو بے دریغ تہ تیغ کر ڈالیں۔ چنانچہ طالوت نے ایسا ہی کیا۔ مگر عمالقہ کے بادشاہ اعاغ کو اس کے التجا کرنے پر چھوڑ دیا۔ اس وجہ سے شمویلؑ پر یہ وحی نازل ہوئی کہ ''طالوت کی اس حرکت پر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوا اور اس سے اس کی حکومت سلب کر لی''۔ شمویلؑ نے اس وحی سے طالوت کو مطلع کیا اور اس سے ایسی علیحدگی اختیار کر لی کہ اس کے بعد پھر اس سے نہ ملے۔

حضرت داؤد علیہ السلام: پھر شمویلؑ پر وحی نازل ہوئی کہ داؤدؑ کو قدس میں داخل کر کے اپنا نائب بنائیں اور ان کی علامت بتا دی۔ چنانچہ شمویلؑ بیت لحم میں بنی یہودا کے پاس گئے ایشا اپنے لڑکے داؤدؑ کو ان کی خدمت میں لے کر آیا۔ شمویلؑ نے انہیں چھوا اور انہیں پاک کیا۔ طالوت کی روحانی قوت جو اسے اللہ کی طرف سے مرحمت ہوئی تھی چھین لی گئی۔ اس کو اس کا سخت صدمہ گزرا۔ اس کے بعد شمویلؑ کا انتقال ہو گیا اور جالوت نے بنی فلسطین کو ابھار کر بنی اسرائیل پر حملہ کر دیا۔

حضرت داؤدؑ اور جالوت کی جنگ: طالوت بنی اسرائیل کا لشکر لے کر مقابلہ پر آیا جس میں داؤدؑ بن ایشا (یہوذا کے سبط سے) بھی تھے یہ اس زمانہ میں کمسن تھے۔ اپنے باپ کی بکریاں چراتے تھے انہیں جنگ کے لئے ہتھیار نہیں دیئے گئے تھے۔ لڑائی کے وقت گوپھن میں چھوٹے چھوٹے پتھر رکھ کر مار رہے تھے جو مطلقاً خطا نہ کرتے تھے۔ طبری لکھتا ہے کہ شمویلؑ نے طالوت کو داؤدؑ کے ہاتھ سے جالوت کے مارے جانے کی خبر دی تھی اور اس کے قاتل کی علامت بتلا دی تھی۔ بنی اسرائیل نے پہلے داؤدؑ کی کم سنی کی وجہ سے اعتراض کیا مگر جب وہ علامت جناب موصوف میں دیکھی تو انہیں مسلح کر دیا اور وہ لڑائی میں شریک ہوئے اور اس سے پہلے انہوں نے اپنے گوپھن میں پتھر رکھ لیا تھا۔ جس وقت انہوں نے جالوت کو دیکھا فوراً پتھر کھینچ مارا۔ جالوت اس پتھر سے زخمی ہو کر گرا اور مر گیا۔ بنی فلسطین کو شکست ہوئی اور بنی اسرائیل کی فتح یابی کا ڈنکا بج گیا۔

حضرت داؤدؑ: طالوت نے داؤد کو اپنے مخصوص مخلصین میں داخل کر لیا اور اپنی لڑکی سے ان کا نکاح کر کے انہیں اپنے سلاح خانہ کا داروغہ کر دیا اور اکثر لڑائیوں میں بنی اسرائیل کے لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کرتا رہا اس وقت داؤدؑ کی عمر بروایت تیس برس کی تھی۔

حضرت داؤدؑ کے قتل کا منصوبہ: داؤد کے طرز حکومت اور طریقہ عمل سے بنی اسرائیل محبت سے پیش آنے لگے اور ہر کام میں ان سے رجوع کرنے لگے۔ طالوت اور اس کے لڑکوں کو اس امر سے غیرت آئی۔ اس نے آپ کے قتل کا قصد کیا اور کئی مرتبہ اس ارادے سے نکلا مگر ناکام رہ جانے کی وجہ سے اپنے لڑکے یہوناتان کو داؤد کے قتل کرنے پر مامور کیا۔ لیکن یہوناتان نے باہمی محبت کے باعث یہ کام انجام نہ دیا۔

حضرت داؤدؑ کی روانگی فلسطین: داؤدؑ اس راز سے واقف ہو کر فلسطین کی طرف چلے گئے۔ چند روز وہاں ٹھہرے پھر بنی موآب کے شہروں کی سیر کرتے ہوئے اطراف بیت المقدس میں اپنے سبط یہودا میں آ ملے اور وہیں مقیم رہے۔ اور ان کے ہمراہ بنی فلسطین سے لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ طالوت کو ان کا حال معلوم ہو گیا۔ اس نے بنی یہودا سے ڈر کر داؤد کو نکال دیا۔ داؤد بنی فلسطین کی طرف چلے گئے۔

بنی اسرائیل کی شکست: اس اثناء میں طالوت کو بنی فلسطین سے لڑائی لڑنے کا اتفاق پیش آیا۔ بنی فلسطین نے اسے شکست دی۔ طالوت تو لڑائی کے میدان سے پیچھے ہٹ آیا۔ اس کے لڑکے لڑتے رہے یہاں تک کہ یہوناتان اور ملکیشوع اور تشبہات مارے گئے۔ بنی اسرائیل کا لشکر شکست پا کر بھاگا۔ بنی فلسطین نے ان کا تعاقب کیا جب اس نے اپنی جانبری کی

کوئی صورت نہ دیکھی تو اس نے خودکشی کر لی۔ یہ واقعہ اس کی حکومت کے چالیسویں برس واقع ہوا۔

حضرت داؤدؑ کی امارت: اس واقعہ کے بعد داؤد پھر بنی یہوذا کے پاس آئے انہوں نے ان کو اپنا حاکم اور ہر کام کا ولی بنالیا یہ یعنی (داؤد) ایشا بن عوفذ بن بوعز (اس کا نام افصان ہے اور اس کا ذکر حکام بنی اسرائیل میں ہو چکا ہے) بن مسلمون (جو اول زمانہ فتح میں بیت لحم میں مقیم ہوا تھا) بن نخشون (یہ مصر سے خروج کے وقت بنی یہوذا کا سردار تھا) ابن عمینا ذاب بن ارم بن حصرون بن بارص بن یہوذا کے لڑکے ہیں۔ یہود اور نصاریٰ کی کتابوں میں داؤدؑ کا نسب اسی طرح پر مذکور ہے لیکن ابن حزم اس سے انکار کرتا ہے۔ اس وجہ سے کہ نخشون کا انتقال تیہ (میدان) میں ہوا تھا اور بیت المقدس میں اس کا لڑکا سلمون داخل ہوا ہے اور بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے درمیان باتفاق چھ سو برس کا فاصلہ بیان کیا جاتا ہے اور نخشون و داؤد میں صرف چار پشتوں کا واسطہ ہے اور جب چھ سو سال چار پشتوں پر تقسیم کئے جائیں گے تو گویا ان میں سے ہر ایک کے ایک سو تیس تیس برس کے بعد لڑکا پیدا ہوا اور یہ دور از قیاس ہے۔

یشوشات بن طالوت کا قتل: الغرض جس وقت داؤد کو بنی یہودا کی حکومت حاصل ہو گئی۔ آپ ان کے شہر حفرون (قریہ خلیل) میں آ کر سکونت پذیر ہوئے اور بقیہ اسباط نے متفق ہو کر یشوشات بن طالوت کو یروشلم کی حکومت سپرد کی اور اس کے کاموں کا منتظم اس کے باپ کا وزیر افنین مقرر کیا گیا۔ اس سے اور جناب داؤد سے دو برس سے زائد دنوں تک لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار آپس میں صلح ہو گئی اور بنی اسرائیل کو داؤد کی سرداری کا یقین ہو گیا۔ انہوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ کچھ عرصہ بعد اسے اسی کے ایک ملازم نے مار ڈالا اور سر لے کر داؤد کے پاس آیا۔ آپ نے اسے ان کے قتل کرنے کی وجہ سے قتل کروا دیا اور یشوشات کے قتل پر سخت افسوس ظاہر فرما کر اس کے خاندان کی پورے طور سے تکفیل کی اس کی اولاد اور بھائیوں کو اپنی کفالت میں لے لیا اور بنی اسرائیل پر مستقل طور پر حکومت کرنے لگے۔

حضرت داؤدؑ کی فتوحات: پھر بحکم باری بنی کنعان سے لڑے اور ان پر غالب آئے اس کے بعد بنی فلسطین سے مدتوں معرکہ آرائیاں کرتے رہے۔ ان کے اکثر شہروں کو ان سے چھین لیا ان پر سالانہ خراج مقرر کیا۔ اس کے بعد موآب اور عمون اور اہل روم سے جنگ کی اور انہیں بھی زیر وزبر کر کے ان پر جزیہ قائم کیا۔ ان کے آباد شہروں کو ویران کر ڈالا' دمشق اور حلب میں آرمینوں پر جزیہ قائم کیا اور افسروں کو جزیہ وصول کرنے کی غرض سے چاروں طرف روانہ کیا۔ بادشاہ انطاکیہ نے ہدیے اور تحفے بھیج کر اطاعت قبول کر لی۔

حضرت داؤدؑ کا قبہ میں مسجد بنانے کا ارادہ: انہیں ایام میں شہر صیہون پر حملہ کر کے اس تاخت و تاراج کر دیا اور وہیں قیام پذیر ہوئے۔ مقام قبا میں ایک مسجد بنانے کا قصد کیا۔ بنی اسرائیل تابوت عہد (شہادت) رکھتے تھے اور جس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ اللہ جل شانہ نے دانیالؑ نبی کو بذریعہ وحی اس امر سے آگاہ فرمایا ''داؤد اس مسجد کو نہ بنائے گا بلکہ اس کا لڑکا اس مسجد کے بنانے کی عزت حاصل کرے گا اور اس کے ملک و حکومت کا قیام ہوگا''۔ داؤد یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور مسجد بنانے سے رک گئے۔

ایشلوم بن داؤد کی سرکشی: ان واقعات کے بعد لڑکے ایشلوم نے فتنہ برپا کیا اور اپنے بھائی امون کو مار کر بھاگ گیا۔ داؤدؑ نے اس کے قصاص میں اس کا خون مباح کر دیا اور اپنے آدمیوں میں اس کا اعلان کر دیا۔ وہ چار برس کے بعد

پھر واپس آیا اور اسباط کو ابھار کر ان کی معیت میں لڑائی کے لئے نکلا۔ داؤد ان دنوں سرزمین شام میں تھے۔ مگر اس واقعہ سے مطلع ہو کر اس سے لڑائی کے لئے لوٹے اور اس سے لڑ کر اسے شکست دی جنگ کے دوران میں ہزار کے قریب بنی اسرائیل مارے گئے۔

ایشلوم کا قتل: ایشلوم کو داؤدؑ کے وزیر نے ایک درخت کے نیچے چھپا دیکھ کر گرفتار کر لیا اور اس کا سر کاٹ کر داؤدؑ کے پاس لایا۔ آپ کو اس کے مارے جانے سے محبت پدری کی وجہ سے سخت رنج ہوا اور اس قدر خون ریزی کے بعد اسباطؑ داؤد سے اور داؤدؑ اسباط سے راضی ہو گئے۔ اس کے بعد داؤدؑ نے باری تعالیٰ کی اجازت کے بغیر بنی اسرائیل کو شمار کیا جو بعد میں دس لاکھ نکلے جن میں سے چار لاکھ صرف بنی یہودا تھے۔ اللہ پاک اس سے ناراض ہوا[1] جس سے اس وقت کے انبیاء علیہم السلام نے داؤد کو آگاہ کیا۔

زبور کا نزول: اس کے بعد داؤد باطمینان حکومت کرنے لگے اور ان پر برابر وحی نازل ہوتی رہی اور زبور کی سورتیں اترتی رہیں اور داؤدؑ[2] آتار اور مزامیر سے تسبیح کرتے رہے اکثر مزامیر جن کا ذکر تسبیح میں آیا ہے انہیں کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ تابوت شہادت کے روبرو مزامیر سے تسبیح کرنے کے لئے سبط لاوی سے بارہ کاہن مقرر کئے گئے۔ جو ہر ساعت اس کے روبرو تسبیح کرتے رہتے تھے۔

۱۔ طبری لکھتا ہے کہ داؤد کی اس خودرائی پر خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لئے سزائیں تجویز فرمائی تھیں (۱) تین برس کا قحط (۲) تین مہینے دشمنوں سے زیر رہنا (۳) تین روز تک ناگہان موت میں گرفتار رہنا اور داؤد کو اختیار دیا تھا کہ ان تینوں سزاؤں میں سے جسے چاہیں وہ اختیار کریں داؤد نے پچھلی سزا کو پسند کیا تھا جس سے ایک دن میں بے شمار بنی اسرائیل مر گئے۔ تب داؤد نے گھبرا کر جناب باری میں عرض کیا ''خودرائی اور گناہ تو مجھ سے سرزد ہوا ہے۔ بنی اسرائیل کیوں سزا کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں خدایا اگر اس عذاب کا مستحق ہوں تو میں ہوں''۔ خدا تعالیٰ کا دریائے رحمت داؤدؑ کے ان کلمات سے جوش میں آ گیا اور ناگہانی موت کی بلا بنی اسرائیل سے اٹھالی گئی۔

۲۔ داؤد علیہ السلام کا رنگ سرخ' آنکھیں گول' پست قد تھا اور داڑھی کم تھی۔ اللہ جل شانہ نے ان کو سلطنت و نبوت دونوں مرحمت فرمائی تھیں اور ایسی توانائی دی تھی کہ ان سے کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ موسیٰ اور یوشع علیہم السلام کے بعد بنی اسرائیل میں یہ دستور چلا آ رہا تھا کہ ایک خاندان میں نبوت ہوتی تھی تو دوسرے سبط میں حکومت۔ یہاں تک کہ داؤد علیہ السلام پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت اور حکومت دونوں مرحمت فرمائیں۔ یہ صاحب شریعت نہ تھے بلکہ موسوی شریعت کے پابند تھے' اسی کی خلق اللہ کو تعلیم دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر زبور نازل فرمائی اس میں خدا تعالیٰ کی ثنا و صفتیں اور نصیحتیں تھیں یہ نہایت خوش گلو تھے ان کے ساتھ پہاڑ' چرند پرند تسبیح کرتے تھے ان کا ذکر قرآن مجید میں مختلف مقامات پر آیا ہے ان کے ہاتھ میں ایسی قوت دی گئی تھی یا یہ کہ لوہے کو ان کے ہاتھ میں اس قدر نرم کر دیا تھا کہ وہ اس کی زرہیں بناتے تھے اور انہیں فروخت کر کے ان کی قیمت سے اپنی بسر کرتے تھے۔ جیسا کہ سورہ سبا میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے: ﴿ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴾ (السبا ۱۰'۱۱) ''ہم نے بے شک داؤد کو اپنی طرف سے بزرگی دی اے پہاڑ والے جانور اس کے ساتھ تسبیح کرو اور نرم کیا اس کے واسطے لوہا تا کہ پوری زرہیں بنا دے اور اندازہ رکھے ایک دوسرے کے پردوں میں اور اچھے عمل کرو بے شک میں جس چیز کو تم کرتے ہو میں اس کا دیکھنے والا ہوں''۔

داؤد کی ننانوے بیبیاں تھیں اور ہزار ہا دربان تھے آپ نے باری مقرر کر رکھی تھی ایک روز دربار کرتے تھے اور ایک روز عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور ایک روز خلوت خاص میں رہتے تھے۔ ان پچھلے دو دنوں میں کوئی ان کی خدمت میں نہ جا سکتا تھا ایک روز ان کے عبادت خانہ میں دیوار پھاند کر دو شخص اتر آئے۔ داؤد علیہ السلام ان کو دیکھ کر خائف ہوئے انہوں نے کہا آپ ڈریئے نہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے آپ اس کا فیصلہ کیجئے۔ ان میں سے ایک نے کہا یہ میرا بھائی ہے اس کی ننانوے مینڈیاں ہیں اور میرے ایک ہی ہے اس نے کہا ایک مجھے بھی دے لے

حضرت داؤد کی وفات: پھر داؤدؑ نے اپنی حکومت کے چالیسویں سال اپنے بیٹے سلیمانؑ کو اپنا ولی عہد بنایا اور مابان بنی اور صادق نے انہیں اصطباغ دیا۔ داؤد انہیں بیت المقدس بنانے کی وصیت کر کے انتقال کر گئے اور بیت لحم میں مدفون ہوئے۔ ان کے زمانہ میں نبیوں میں سے حابان (یا نامان) اور کادا و راصاف تھے اور کاہنوں میں سے افیثار بن احلیلخ کاہن تھا۔ جو عالی کاہن کی اولاد سے تھا جس کا ہم حکام بنی اسرائیل میں ذکر کر چکے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام: داؤدؑ کے انتقال کے بعد سلیمانؑ بن داؤد تخت حکومت پر بیٹھے ان کی اس وقت بائیس برس کی عمر تھی۔ ان کی حکومت نہایت مستقل طور سے شروع ہوئی تھی یہ تمام گروہوں پر غالب آئے تھے۔ شام کے تمام بادشاہوں فلسطین، عمون، کنعان، موآب، اروم، ارمن وغیرہ سے جزیہ لیا اور اطراف و جوانب کے بادشاہوں نے اپنی اپنی لڑکیاں جناب موصوف کے عقد میں دے کر اپنی دامادی میں لیا۔ جن لڑکیوں سے آپ نے نکاح کیا تھا ان میں فرعونِ مصر کی لڑکی سے بھی تھی، ابتداً آپ کا وزیر یوآب بن نیو اہمشیرۂ داؤد کا لڑکا تھا۔ جو صوریا کے نام سے مشہور ہے اس نے داؤدؑ کی وزارت کی تھی اور ابتدائی زمانہ میں سلیمانؑ کی بھی وزارت کی لیکن کچھ روز بعد اسے کسی وجہ سے قتل کر کے یشوح بن شیداح کو اپنا وزیر مقرر کیا۔

تعمیر بیت المقدس: اپنی حکومت کے چوتھے برس سے بیت المقدس کی تعمیر شروع کی۔ یہ تعمیر آپ کے آخر زمانہ حکومت تک برابر جاری رہی تھی۔ اپنے آخری زمانہ میں شہر انطاکیہ منہدم کر کے شہر تدمر آباد کیا۔ اثنائے تعمیر میں بادشاہ صور سے آپ نے کوہِ لبنان سے لکڑیوں کے کاٹنے میں مدد چاہی۔ کوہ لبنان پر لکڑی کاٹنے والوں کے لئے سالانہ بیس ہزار کُر (وزن ہے) کھانا اور اسی قدر شراب جاتی تھی۔ لکڑی کاٹنے والوں کی تعداد ستر ہزار تھی اور پتھر کے کھدان سے پتھر نکالنے والوں کی تعداد اسی ہزار اور اس کے درست کرنے والے ستر ہزار تھے اور ان سے کام لینے والے تین ہزار تین سو افسر تھے۔

اس کے بعد سلیمانؑ نے مسجد بنوائی اس کی بلندی ایک سو ہاتھ اور لمبائی ساٹھ ساٹھ ہاتھ، چوڑائی بیس ہاتھ تھی۔ اس کا اندرونی حصہ سونے اور چاندی کے پتروں سے منڈھا ہوا تھا اور مکان کے اندر لکڑی کے دو کروبی (ملائکہ) بنائے تھے اور اس کو سونے سے منڈھ دیا تھا اور مکان کے دروازے صنوبر کی لکڑی کے تھے اور ان پر پھول پتیوں کے نقش و نگار کے علاوہ کروبیوں (فرشتوں) کی صورتیں بھی بنائی گئی تھیں اور یہ سب سونے کے پتروں سے منڈھے ہوئے تھے۔ اس ہیکل کی تعمیر سات برس میں تکمیل کو پہنچی اور اس کا ایک دروازہ سونے کا بنایا گیا اس کے بعد ایک بیت السلاح صنوبر کے کھمبوں کی چار صفوں پر بنایا۔ ہر صف میں پندرہ پندرہ کھمبے تھے اور اس میں دو سو ترس (یعنی ڈھال) اور تین سو ورقہ (ٹکڑے) سونے کے رکھے۔ ہر ترس میں چھ چھ سو اعلیٰ درجے کے زمرد تھے اور ہر ٹکڑے میں تین تین سو یاقوت تھے۔

ﷺ دے اور باتوں باتوں میں اس نے مجھ پر سختی کی۔ داؤدؑ نے یہ سن کر کہہ دیا کہ اس نے بے شک تجھ پر ظلم کیا۔ اس کے بعد ان کو یہ خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں امتحاناً میرے پاس بھیجا ہے اس وجہ سے جناب موصوف نے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور سجدے میں گر پڑے اس واقعہ کا ذکر قرآن شریف کے پارہ تئیسویں سورہ ص میں آیا ہے اور وہ ﴿هَلْ اَتٰكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ﴾ (ص:۲۱) تا آخر ہے عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس آیت میں اوریا کے قصہ کی طرف اشارہ ہے مگر درحقیقت ایسا نہیں ہے اوریا کا قصہ جھوٹ اور افترا و بہتان ہے نبی اور وہ ایک عورت پر فریفتہ ہو کر اس کے شوہر کو لڑائی میں بھیج دے اس غرض سے کہ وہ مارا جائے اور اس کے بعد وہ اس سے شادی کر لے۔ یہ نہایت پست خیال کے آدمیوں کا کام ہے انبیاء کرام کی شان سے یہ نہایت بعید اور دور از قیاس ہے اسی وجہ سے جناب علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ((من حدث بحديث داؤد ما يرويه القصاص جلدته مائة وستين)) ''یعنی جو شخص داؤد کا وہ قصہ بیان کرے گا جس کو قصہ گو بیان کرتے ہیں تو میں اس کو ایک سو ساٹھ درے ماروں گا''۔

غیضۃ البنان: یہ مکان غیضۃ البنان کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور اپنے بیٹھنے کے لئے ایک منبر بنوایا اور بہت سی کرسیاں تیار کرائیں جو دندان فیل کی تھیں اور ان پر سونا منڈھا ہوا تھا۔ اس کے بعد اس بنا پر ایک مکان فرعون مصر کی لڑکی نے بنوایا جس سے سلیمانؑ نے نکاح کر لیا تھا اور شہر صور کے معروف ومشہور صناعوں سے اس گھر کے مصارف کے لئے تانبے کے برتن بنوائے اور مذبح (قربان گاہ) اور مائدہ (میز) بیت المقدس میں سونے کا تیار کرایا اور پانچ منبر ہیکل کے دائیں جانب کے لئے اور پانچ بائیں جانب کے لئے طلائی سامان اور انگیٹھیوں کے ساتھ بنوائے اور وہ نقرئی اور طلائی برتن جو اس مقدس مکان کے لئے جناب موصوف تک بذریعہ وراثت پہنچے تھے۔ اس پاک مکان میں لا کر رکھے اور آپ کے فرمانے سے رئیساء اسباط وکاہنین، تابوت عہد (شہادت) کو مقام صیہون (قریۂ داؤدؑ) سے اٹھا لائے اور اسے اس مکان میں کروبیوں کی تصویروں کے بازوؤں کے نیچے مسجدِ اقصیٰ میں رکھا۔ تابوت عہد میں دو لوحیں پتھر کی تھیں جنہیں جناب موسیٰؑ نے الواح منکسرہ (ٹوٹی ہوئی لوحوں) کے عوض بنوایا تھا۔ رؤسا اسباط وکہنان تابوت عہد کے ساتھ قبہ قربان (کفارہ کا سرپوش) اور اس کے ظروف بھی مسجد میں اٹھا لائے۔

قربانی: سلیمان علیہ السلام ایک متعینہ دن مذبح کے روبرو کھڑے ہوئے اور اس خوشی میں بنظر تقریب الی اللہ بائیس ہزار گائیوں کی قربانی کی۔ اس کے بعد ہر برس تین مرتبہ قربانی کرتے تھے اور بخور دیتے تھے۔ قربانی اور تحفوں کے علاوہ ہر سال چھ سو چھیاسٹھ قنطار سونا بیت المقدس پر چڑھاتے تھے۔

سلیمان علیہ السلام کی کشتیاں سونا، چاندی اور قیمتی اسباب، ہاتھی، مور وغیرہ لانے کی غرض سے ہمیشہ دریائے ہند میں سفر کرتی رہتی تھیں اور مصر سے اچھی نسل کے گھوڑے منگواتے تھے۔ ہر وقت دو ہزار چھ سو گھوڑے لڑائی کے لئے تیار رہتے تھے۔ آپ کی ایک ہزار بیبیاں تھیں جن میں سے تین سو حرم تھیں۔

ملکہ بلقیس: مؤرخین کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حج کو بھی گئے تھے اور وہاں کچھ روز ٹھہرے بھی تھے اور ہر روز پانچ ہزار دنبے، پانچ ہزار گائیں، بیس ہزار بکریاں قربان کرتے تھے۔ اس کے بعد ملک یمن کی طرف توجہ کی اور اسی دن سرزمین صنعا میں جا اترے۔ ہدہد کو طلب فرمایا۔ ہدہد اس وقت موجود نہ تھا تھوڑی دیر کے بعد وہ بلقیس کی خبر لے کر آیا جیسا کہ قرآن پاک میں اس کا بیان آ گیا ہے۔

(مترجم) سورہ نمل میں اس طرح مذکور ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو طلب فرمایا۔ جب وہ نہ ملا تو آپ نے غصہ میں فرمایا: ﴿لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ﴾ (النمل: ۲۱) "میں بے شک اس کو سخت عذاب دوں گا یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا اگر اس نے کوئی عذر معقول نہ بیان کیا"۔ تھوڑی دیر بعد ہدہد آیا اور اس نے عرض کیا کہ میں نے ایسے مقام کی سیر کی ہے جس کی آپ کو بھی خبر نہیں ہے۔ میں آپ کے پاس سبا سے ایک سچی خبر لایا ہوں یہ کہہ کر سبا کی تعریف کرنے کے بعد عرض کیا: ﴿إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ﴾ (النمل: ۲۳) "میں نے وہاں ایک عورت دیکھی جو اس سرزمین کی مالک ہے اور اس کو ہر چیز دی گئی ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے"۔ ﴿وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ﴾ (النمل: ۲۴) "میں نے اس کو اور اس کی قوم کو سوائے خدا کے آفتاب کا سجدہ کرتے ہوئے پایا ہے اور شیطان نے..... ☜

ملکہ بلقیس کی اطاعت بلقیس نے آپ کی خدمت میں بہت سے تحفے بھیجے تھے۔ آپ نے ان کو قبول نہ فرمایا۔ بلقیس نے آپ کی اطاعت قبول کر لی اور آپ کے دین پاک میں داخل ہوگئی اور اپنی حکومت وسلطنت کو جناب موصوف کے سپرد کر دیا

.... ان کے اعمال کو درست کر دیا ہے پس ان کو راہِ حق سے باز کر رکھا ہے وہ راہ نہیں پاتے ہیں''۔

سلیمانؑ کو یہ سن کر آتش آفتاب پرستی پر غصہ آیا۔ پھر یہ خیال ہوا کہ شاید ہُدہُد اپنی غیر حاضری کی وجہ سے یہ قصہ خلاف واقعہ بیان کرتا ہو۔ اس وجہ سے آپ نے فرمایا'' کہ دیکھیں گے کہ تُو سچ کہتا یا غلط بیان کر رہا ہے۔ لے یہ خط ان کے پاس لے جا اور دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں''۔ ہدہد یہ حکم پاتے ہی جناب سلیمان کا خط لے کر اڑا اور بلقیس کے پاس اس خط کو ڈال دیا۔ بلقیس نے اس خط کو لے کر پڑھا اور اپنے درباروالوں سے مخاطب ہو کر بولی: ﴿ يَآيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّىٓ اُلْقِيَ اِلَىَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴾ (النمل: ۲۹)''اے سردار میرے پاس ایک بزرگ کا خط بھیجا گیا ہے''۔ ﴿ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ ﴾ (النمل: ۳۰)''وہ خط بے شک سلیمانؑ کی جانب سے ہے''۔ ﴿ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَىَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴾ (النمل: ۳۰'۳۱)''وہ بے شک شروع ہے اللہ کے نام سے جو بخشش کرنے والا ہے مہربان ہے مضمون اس کا یہ ہے کہ تم مجھ سے سرکشی نہ کرو اور میرے پاس مسلمان ہو کر چلے آؤ''۔ بلقیس کے درباریوں نے یہ خط سن کر اپنی توانائی قوتِ جنگ کا اظہار کر کے فیصلہ اس کی رائے پر چھوڑ دیا۔

چونکہ بلقیس ایک ہوشیار اور انجام بین عورت تھی اولاً بادشاہوں کا یہ دستور بیان کیا کہ جب وہ کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اسے وہ ویران کر ڈالتے ہیں اور اس کا بااثر اور معزز آدمیوں کو ذلیل کرتے ہیں ایسا ہی یہ بادشاہ بھی کرے گا۔ اس کے بعد اس نے یہ رائے قائم کی کہ سلیمانؑ کے پاس کچھ تحائف بھیجے جائیں اس کی نیت اور طبیعت کا اندازہ معلوم ہو جائے گا۔ درباریوں نے اس کی رائے سے اتفاق کر کے سلیمانؑ کی خدمت میں تحائف روانہ کیے۔

سلیمانؑ نے ان کے تحائف کو واپس کر دیا اور اپنی سطوت اور جلالت کی ایک خوفناک دھمکی دی۔ اس کے بعد اس کو نمونۂ قدرت الٰہی دکھانے کی غرض سے آپ نے اہلِ دربار سے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اس کے تخت کو اٹھا لائے۔ اس سے پہلے کہ وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئے ایک جنّ نے جواب دیا: ﴿ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ﴾ (النمل: ۳۹) ''میں اس کو تمہارے پاس لائے دیتا ہوں اس سے پہلے کہ تم دربار سے اٹھو''۔ ﴿ وَ اِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴾ (النمل: ۳۹)''اور بے شک میں زور آور اور امانت دار ہوں''۔ سلیمانؑ اس کا جواب لا و نعم نہ دینے پائے تھے کہ: ﴿ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ﴾ (النمل: ۴۰)''اس شخص نے جس کے پاس کتابِ الٰہی کا علم تھا بولا یعنی (آصف بن برخیا از فرزندان شمویلؑ) میں اس کو تمہارے پاس چشم زدن میں لاتا ہوں۔ چنانچہ چشم زدن میں بلقیس کا تخت آ موجود ہوا۔ سلیمانؑ نے کسی مصلحت سے اس کی ہیئت موجودہ بدلوا دی۔ جب بلقیس آئیں تو ان سے کہا گیا: ﴿ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ﴾ (النمل: ۴۲)''کیا اسی طرح کا تیرا تخت ہے''۔ ﴿ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ﴾ (النمل: ۴۲)''بلقیس نے کہا گویا وہی ہے''۔ ﴿ وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَ كُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴾ (النمل: ۴۲)''ہم کو اس آزمائش سے پہلے علم دیا اور ہم آپ کی نبوت پر پہلے سے ایمان لائے ہوئے تھے''۔ اس کے بعد سلیمانؑ نے بلقیس کو توحید کی تعلیم دی اور بت پرستی سے روکا اور پھر وہ محل یا دربار خاص میں داخل کی گئیں۔ بلقیس نے فرش آبگینہ کو پانی تصور کر کے اپنے ازار کے پائنچے اٹھائے سلیمانؑ نے کہا یہ محل شیشے سے منڈھا ہوا بنایا گیا ہے۔ بلقیس کو اپنی اس نافہمی پر ندامت ہوئی۔ کلام مجید کی آیت سے بلقیس سے جناب سلیمان علیہ السلام کا نکاح کرنا ثابت نہیں ہوتا اور مؤرخین و مفسرین کے اقوال اس واقعہ نکاح میں مختلف ہیں۔ اس واقعہ کے علاوہ یہ ......

اور آپ کو ملک یمن لے گئی۔ سلیمانؑ نے اس کو نکاح کرنے کی ہدایت کی اس نے بادشاہت کی وجہ سے انکار کیا۔ سلیمانؑ نے فرمایا دین میں داخل ہو کر اس سے انکار نہیں کرنا چاہئے تب بلقیس نے سدو بن زرعہ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے بلقیس کا نکاح اس سے کر دیا اور اسے اپنی طرف سے ملک یمن پر گورنر مقرر کر کے بلقیس کو بدستور سبا کا حاکم اعلیٰ بنائے رکھا اور آپ شام کی طرف لوٹ آئے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے بلقیس سے نکاح کر لیا تھا اور اس کے دیکھنے کے لئے ہر ماہ ایک مرتبہ آپ تشریف لے جاتے تھے اور تین روز تک وہاں ٹھہرتے تھے۔ واللہ اعلم

یمن پر قبضہ کرنے کی دوسری روایت: علماء بنی اسرائیل سلیمانؑ کے حجاز و یمن جانے سے انکار کرتے ہیں اور ملک یمن پر قبضہ حاصل کرنے کی یہ صورت ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے یمن پر ملکہ سبا سے خط و کتابت کے ذریعہ سے قبضہ حاصل کیا تھا۔ وہ خود آپ کی خدمت میں یروشلم میں آئی تھی اور ایک سو بیس قنطار سونے اور مروارید و جواہرات اور مشک وغیرہ ہدیۃً ارسال کیا تھا۔ آپ نے اسے نہایت عمدہ خلعت مرحمت فرمایا تھا اور اس سے بحسن سلوک ملے تھے اور پھر وہ وہاں سے واپس آئی تھی۔ ((ھکذا فی کتاب الانساب من کتبھم)) ''ایسا ہی کتاب الانساب میں ہے جو ان کی کتابوں سے ہے''۔

یریعان بن نباط کا فرار: سلیمانؑ کے اخیر زمانہ حکومت میں ہدرور بادشاہ ارمن نے دمشق میں اور ہداد بادشاہ اروم نے بغاوت کی تھی اور آپ نے بیت المقدس کے تمام علاقوں پر سبط (افرائیم سے یریعان بن نباط کو حاکم مقرر کر دیا تھا وہ نہایت جابر و ظالم نکلا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اور اخیا نبی کے توسط سے اس کی تولیت و حکومت پر غصہ ظاہر فرمایا۔ سلیمانؑ نے اس سے مطلع ہو کر اس کے قتل کا قصد کیا۔ مگر وہ اس واقعہ سے آگاہ ہو کر مصر کی طرف بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر فرعون مصر کی لڑکی سے نکاح کر لیا جس سے اس کا لڑکا ناباط نامی پیدا ہوا اور یہ مصر ہی میں ٹھہرا رہا۔

حضرت سلیمان کی وفات: سلیمانؑ کا ان کی حکومت کے چالیسویں برس یا بروایت دیگر باون برس کے بعد انتقال ہو گیا۔ اپنے باپ داؤدؑ کے قریب دفن کئے گئے ان کے بعد بنی اسرائیل کی حکومت میں تفرقہ پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۞ ...... تین واقعے (ایک) گھوڑوں کی قربانی کرنے کا۔ دوسرے مور چہ کا قصہ تیسرے انگشتری کے گم ہونے اور دیو کا آپ کی جگہ پر متمکن ہونے کے بیان کئے جاتے ہیں جنہیں ہم طوالت کے خیال سے قلم انداز کرتے ہیں۔ کلام مجید میں یہ واقعات مذکور و موجود ہیں۔ انتھی کلام المترجم

شجرۂ نسب حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام

[۱] اس کا نام شادل ہے اور یہی بنی اسرائیل کا پہلا بادشاہ ہے۔

رجعم بن سلیمان: سلیمان علیہ السلام کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل نے ان کے لڑکے رجعم کو ان کا جانشین کیا۔ رجعم نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ بیت لحم وغزہ وصور وایلہ کی عمارت میں اضافہ کیا' بنی اسرائیل پر تشدد کرنے لگا۔ بنی اسرائیل نے ان سے ضرائب (ٹیکس) کی تخفیف چاہی۔ مگر اس نے یہ رعایت کرنے کے بجائے اور محاصل بڑھانے کا ارادہ کیا۔ بنی اسرائیل اس کی ان زیادتیوں سے دل برداشتہ ہو کر عہد شکنی پر مائل ہو گئے اسی زمانہ میں یربعم بن نباط مصر سے آ گیا۔ تمام بنی اسرائیل نے سبط یہودا اور بنیامین کے علاوہ اس کی حکومت تسلیم کر لی اور اس کے ہمراہ لڑائی کے لئے نکلے۔ فریقین نے صف آرائی کی۔ لیکن اس وقت کے کسی نبی کے کہنے سے فریقین معرکہ آرائی سے باز رہے اور باہم صلح کر لی۔

شاہِ مصر شیشاق کی بیت المقدس پر فوج کشی: رجعم کی حکومت کے پانچویں سال شیشاق بادشاہ مصر نے بیت المقدس پر چڑھائی کی۔ رجعم لڑائی کے میدان سے بھاگ نکلا۔ شیشاق نے اس کو لوٹا اور ان پر جزیہ مقرر کیا۔ کچھ عرصہ بعد بنی اسرائیل اس کے مقابلہ پر آئے اور اس کو بیت المقدس سے نکال باہر کیا۔ اس کے بعد بنی داؤد' بنی یہودا اور بنیامین پر بیت المقدس' عسقلان' غزہ' دمشق' حلب' حمص' حماۃ اور اس کے سرحدی مقامات سرزمین حجاز میں حکومت کرنے لگے اور اسباط عشرہ نے اطراف نابلس فلسطین پر قبضہ حاصل کر لیا اور شام کے شرق شمال متصل فرات وجزیرہ شہر شومرون (شمرہ یا سامرہ) میں جا ٹھہرے اور اس کو اپنا دارالسلطنت بنا لیا۔ بنی اسرائیل کی حکومت ختم ہونے تک ان میں یہ اختلاف برابر قائم رہا اور وہ اس پریشانی میں مبتلا ہو گئے جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے لکھ دیا تھا جیسا کہ ہم اسے آئندہ بیان کریں گے۔

افیاذ بن رجعم: ان واقعات کے بعد رجعم اپنی حکومت وسلطنت کے سترہویں برس مر گیا اس کے بعد سبط یہودا اور بنیامین پر بیت المقدس میں اس کا لڑکا افیاذ حکومت کرنے لگا یہ اپنے باپ سے سیرتاً بہت مشابہ تھا۔ نہایت درجہ کا عابد اور روزہ دار تھا اس کا پورا زمانہ حکومت یربعم ابن نباط اور بنی اسرائیل سے لڑائی لڑنے میں صرف ہوا ایک دن بھی فراغت سے نہیں بیٹھنے پایا یہاں تک کہ اپنی حکومت کے تین سال پورے کر کے مر گیا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا اسا ابنِ افیاذ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اس کا زمانہ حکومت کسی قدر دراز ہوا یہ نہایت نیک طبیعت اور اپنے دادا داؤد کی عادات واخلاق پر تھا اس کے زمانہ میں بنی اسرائیل میں متعدد انبیاء مبعوث ہوئے۔ اس کی حکومت کے دوسرے سال یربعم ابنِ نباط کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا لڑکا ناداب تخت نشین ہوا اور تھوڑے ہی دن بعد یعشا بن احیا اسے ختم کر کے آپ تخت حکومت پر بیٹھ گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

اسا بن افیاذ: اس کے بعد اس سے اور اسا ابنِ افیاذ سے لڑائی چھڑ گئی۔ اسا موقع پا کر شاہِ دمشق کو اپنے ہمراہ لے کر یعشا پر چڑھ آیا۔ یعشا ان دنوں یثرب کے آباد کرنے میں مصروف تھا۔ وہ اس ناگہانی حملہ کا مقابلہ نہ کر سکا اور نہایت بے سروسامانی سے آلاتِ بنا چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اسا ابنِ افیاذ بادشاہ قدس (بیت المقدس) اس اسباب کو اٹھا لائے اور اس سے قلعے بنوائے اس کے بعد بنی داؤد پر زاوج بادشاہ کوش نے ایک لاکھ فوج سے حملہ کیا۔ اسا نے نہایت جوانمردی اور مردانگی سے اس کا مقابلہ کیا اور نہایت سخت شکست دے کر اسے بھگا دیا۔ اسا اور اسباط میں سامرہ پر قبضہ کے لئے برابر لڑائیاں ہوتی رہیں۔ اسی کے زمانہ میں سامرہ لوٹا گیا تھا۔ کما تذکرہ۔

یہوشاط بن اسا: اسا نے اکتالیس برس حکومت کر کے انتقال کیا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا یہوشاط حکومت کی کرسی پر بیٹھا یہ

اپنے باپ سے سیرتاً بہت ملتا تھا۔ اس کے زمانہ میں اہلِ سامرہ اور اس کے حکمرانوں کے درمیان صلح رہی۔ اس کے زمانہ میں بادشاہ عمالقہ (یا بروایت دیگر اروم) نے اس پر حملہ کرنے کی کوشش کی اور کچھ فوجیں جمع کر کے اس کی طرف بڑھا۔ اس نے خبر پا کر اس کا مقابلہ کیا اور نہایت ناکامی سے انہیں پسپا کر کے ان کا مال واسباب لوٹ لیا۔

اروم کی بدعہدی: اس کے زمانہ حکومت میں انبیاء سے الیاس بن شویاق[1] اور الیسع[2] بن شویوات علیہما الصلوٰۃ تھے۔

ابن عمید کہتا ہے کہ ایلیا اور منحیا اور عبودیا کی کشتیاں ہند سے قیمتی قیمتی اسباب لایا کرتی تھیں ایک مرتبہ ہوائے مخالف سے کشتیاں ڈوب گئیں۔ اس نے پچیس برس تک حکومت کی۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا یہورام تخت نشین ہوا۔ اروم نے بدعہدی کی اور اپنی قوم میں سے ایک کو اپنا حاکم مقرر کر لیا۔ یہورام نے سن کر ان پر حملہ کیا اور انہیں پریشان اور قتل وقید کر کے لوٹ آیا۔ لیکن وہ لوگ بدستور اپنی بغاوت پر قائم رہے۔ اسی کے زمانہ میں بادشاہ موصل اور اسباط میں جو سامرہ میں تھے لڑائی شروع ہوئی اور ایک زمانہ تک وہ لڑائیاں جاری رہیں۔

بنی موآب پر فوج کشی: ابن عمید کہتا ہے کہ بنی موآب، بنی یہوذا کو دو سو بکریاں سالانہ جزیہ دیا کرتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے یہ جزیہ نہ پہنچایا۔ ملوک قدس اور سامرہ متفق ہو کر لڑائی کے لئے نکلے اور سات روز تک ان کا محاصرہ رکھا انہیں دنوں جب پانی مفقود ہونے کی وجہ سے الیسع نبیؑ نے دعا کی اور وادی جاری ہو گئی تو اہلِ موآب پانی کی طمع میں نکلے۔ بنی اسرائیل نے موقع مناسب پا کر ان پر حملہ کر دیا اور نہایت سختی سے قتل اور قید کیا۔ یہورام ہی کے زمانہ حکومت میں ایلیاؑ نبی اٹھا لئے گئے اور اس کے اسرار الیسعؑ نبی کی طرف منتقل ہوئے۔ اس کے زمانہ میں انبیاء سے عبودیا نبی بھی تھے پھر اس نے اپنی حکومت کے آٹھویں برس میں انتقال کیا اور اپنے دادا داؤدؑ کے قریب دفن کیا گیا۔

احزیاہو کی جزیرہ وموصل پر فوج کشی: اس کے بعد اس کے لڑکے احزیاہو نے زمامِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس کی ماں غشلیا[3] بنت عمری، احباب بن عمری کی بہن تھی احزیاہو نے تختِ حکومت پر بیٹھنے کے بعد اپنے ماموں اجاب کا چال چلن اختیار کیا اور ایک یا دو برس حکومت کی بادشاہ جزیرہ اور موصل پر چڑھائی کی۔ اس لڑائی میں اس کے ماموں اجاب کے لڑکے یہورام والی سامرہ نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ چنانچہ یہ دونوں والی جزیرہ اور موصل سے لڑ بھڑ کر واپس آئے۔ یہوشافاض بن الیشا نے جو منسی بن یوسف کی نسل سے تھا اور یورام بن اجاب کے قتل کی فکر میں تھا۔ موقع پا کر ایک ہی وقت میں دونوں کو قتل کر ڈالا۔

احزیاہو کا خاتمہ: ابن عمید کہتا ہے کہ یورام ابنِ اجاب والی سامرہ احزیاہو کے ساتھ ہو کر اروم اور بروایت دیگر کلعاد

---

[1] جناب الیاس بن شویاق علیہ السلام یوشع بن نون کی اولاد سے تھے۔ اللہ جل شانہ نے اہلِ بعلبک کی طرف مبعوث کیا تھا وہ لوگ بعل نامی بت کی پرستش کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ آیہ کریمہ: ﴿اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ﴾ (الصفت: ۲۵) ''کیا تم لوگ بعل کو پکارتے (یعنی پرستش کرتے) ہو اور چھوڑ دیتے ہو (احسن الخالقین کو) میں ارشاد فرمایا ہے جناب موصوف شریعت موسوی کے پابند تھے اور اسی کو تازہ اور لوگوں کو اسی کی تعلیم فرماتے تھے۔

[2] الیسعؑ بن شویوات الیاسؑ کے شاگرد تھے آپ ہی کی دعا سے ان کو نبوت مرحمت ہوئی تھی۔

[3] کتاب اسرائیلیات میں اس کا نام اضالیہ لکھا ہے بعضے کہتے ہیں کہ یہ سلیمان علیہ السلام کی لونڈیوں میں سے تھی۔

سے لڑنے کے لئے گیا تھا اور اسی لڑائی میں یہ دونوں مارے گئے تھے۔ اس کے زمانہ میں انبیاءِ علیہم السلام میں سے الیسعؑ اور عاموراور فخار نبی تھے۔

عتلیا بنت عمری کی حکومت: احزیاہو کے بعد اس کی ماں عتلیا بنت عمری حکومت کی کرسی پر بیٹھی اس کی حکومت قدس میں خوب ترقی پذیر اور پرزور ہوئی اس نے تمام بنی داؤدؑ کو مار ڈالا لیکن مشیت ایزدی سے یواش (احزیاہو کا رضاعی بھائی) اس کے پنجۂ ظلم سے بچ رہا۔ اسے اس کی پھوپھی یہوشبع بنت یہورام نے بیت المقدس کے کسی گوشہ میں چھپا رکھا تھا اور اس راز سے اپنے شوہر یہودیادوع کو آگاہ کر دیا جو ان دنوں کاہنِ اعظم تھا۔ جب یواش کا ساتواں سال پورا ہو گیا اور بنی یہودا عتلیا کے ناپسندیدہ کاموں سے بیزار ہو کر یہودیادوع کاہن کے پاس جمع ہوئے اور اس کی حکومت سے بیزاری ظاہر کی۔ یہودیادوع کاہن نے یواش بن احزیاہو کو ظاہر کیا اور ان لوگوں نے اس کی بیعت کی اور اس کے ساتھ ہو کر اس کی نانی عتلیا اور ان لوگوں سے جو اس کے ہمراہ لڑے تھے اور انہیں تباہ و پریشان کر دیا۔

یواش بن احزیاہو: یواش یہودیادوع کاہن کے مشوروں سے انتظام حکومت کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد یواش بت پرستی پر مائل ہوا۔ زکریا[1] نبی نے منع کیا۔ اس نے ان کو شہید کر ڈالا اس کے زمانہ حکومت میں الیسع اور عوفریا اور زکریا نبی تھے۔ یہودیادوع کاہن کا یواش کی حکومت کے تیسویں برس انتقال ہوا۔ یواش نے بیت المقدس میں کسی قدر تجدید کی تھی اور اس کی حکومت کے اڑتیسویں برس الیسعؑ نے وفات پائی۔ اسی کے زمانہ میں شریال جو بابل میں کسدانیوں کا بادشاہ تھا اور بیان کیا جاتا ہے کہ بادشاہ نینویٰ اور موصل نے اور ابنِ عمید کہتا ہے کہ بادشاہ شام نے بیت المقدس پر حملہ کیا۔ اس نے تمام مال و اسباب جو شاہی خزانہ اور بیت المقدس میں تھا دے دیا اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔ یہاں تک کہ اس کے اراکین دولت اور وزراء نے اسے مار ڈالا۔

بیت المقدس کی تاراجی: اور اس کی جگہ اس کے لڑکے امضیاہو کو تخت نشین کیا۔ تھوڑے دن بعد بنی اسرائیل نے اس سے سرکشی شروع کی اور وہ اپنی ماں کی اعانت سے ان پر غالب آیا اور باغیوں کو تہ تیغ کر کے ادوم کی طرف بڑھا اور ان پر بھی اسے فتح یابی حاصل ہوئی اور ان میں سے تقریباً بیس ہزار کو مار ڈالا۔ اس کے بعد بادشاہ اسباط نے (جو سامرہ میں تھا) اس پر فوج کشی کی اس نے اس کا مقابلہ کیا لیکن اسے شکست ہوئی اور یہ گرفتار کر لیا گیا۔ بادشاہ اسباط نے اس کی گرفتاری کے بعد بیت المقدس کا محاصرہ کیا اور تقریباً چار سو ہاتھ شہر پناہ منہدم کر ڈالی اور شاہی محل کے خزانہ اور ہیکل کے مکان کا مال و اسباب برتن اور جواہرات لوٹ کر سامرہ واپس آیا اور یہاں پہنچ کر امضیاہو بادشاہ بیت المقدس کو رہا کر دیا۔

---

[1] حضرت زکریا بن ارن سلیمانؑ بن داؤدؑ کی اولاد سے تھے۔ ایشاع بنت عمران بن ماثان سے آپ نے نکاح کیا اور بڑھاپے میں جب اولاد ہونے سے ناامید ہو گئے تھے۔ حضرت یحییٰ نبی آپ کی دعا سے پیدا ہوئے۔ ان دونوں بزرگوں کا تذکرہ کلام مجید میں آ گیا ہے۔ ایشاع بنت عمرانؑ مریم والدہ عیسیٰ علیہ السلام کی بہن تھیں۔ ہیرودس بادشاہ نے اپنی محبوبہ کی ترغیب سے یحییٰ نبی کو ذبح کر ڈالا۔ زکریا علیہ السلام یہ سن کر اس خوف سے بھاگ گئے اور بیت المقدس کے قریب پہنچ کر ایک باغ میں داخل ہوئے ایک درخت نے بحکم الٰہی آپ کو پکارا جب آپ اس کے قریب گئے تو وہ شق ہو گیا آپ اس میں چھپ گئے۔ قضا کار آپ کی چادر کا ایک کونہ باہر نکلا رہا۔ بادشاہ ہیرودس کے آدمی آپ کے تعاقب میں آئے ہوئے تھے اور آپ کو ڈھونڈ رہے تھے شیطان نے ان کو اس درخت تک پہنچا دیا۔ جس میں جناب زکریاؑ چھپے تھے اور چادر کا کونہ دیکھ کر اپنے قول کو یقین کے درجہ پر پہنچایا ان ناعاقبت اندیشوں نے آرہ سے اس درخت کو چیر ڈالا اور زکریاؑ شہید ہو گئے۔

عزیا کی امارت: امضیا جو بیت المقدس پہنچ کر شہر پناہ کی منہدم دیواروں کو درست کر کے حکومت کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد بنی داؤد اس کی طرزِ حکومت سے بیزار ہو گئے اور اس کی حکومت کے ستائیسویں سال اسے مار کر اس کے لڑکے عزیاہو کو حکومت کے لئے منتخب کیا۔ اس کے زمانہ میں یونانؑ اور ناحومؑ نبی تھے اور عاموس کو بھی اس کے عہد حکومت میں نبوت دی گئی تھی۔ عزیا نے ترپن سال تک حکومت کی۔ اس اثناء میں بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔

مختلف واقعات: ابن عمید کہتا ہے کہ اس کی حکومت کے پانچویں سال ابتدأ شمسی دورہ کے مطابق سنہ ایجاد کیا گیا اور چھٹے برس موصل سے آرمینوں کی حکومت جاتی رہی اور وہ ملوک بابل کے ماتحت ہو گئے اور بائیسویں برس بادشاہ بابل فول نامی نے شہر سامرہ پر حملہ کیا اور اس کے تیسویں سال جلوس میں یونانیوں پر سب سے پہلے ان کے بادشاہ نے شہر انقیاس میں حکومت کا رتبہ حاصل کیا اور اسی کے سلطنت کے اکیاون برس بعد بخت نصر اول بابل کا بادشاہ ہوا۔ اسی کے عہد حکومت میں روم کا اول بادشاہ فردوس نامی بھی تھا اس کے زمانہ میں یہوشع، غوریاؑ، اموصؑ، اشعیاؑ یونسؑ[1] بن متی انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام تھے۔ اس کے لشکر کی تعداد تین لاکھ بیان کی جاتی ہے۔

عزیاہو کی وفات: احکام توریت کی مخالفت کی وجہ سے اس کے کاہن نے بددعا دی۔ چنانچہ اعزیاہو عارضہ برص میں مبتلا ہو کر ایک برس تک خانہ نشین رہا اور اس کا لڑکا یوآب سلطنت کے کاروبار دیکھتا رہا۔ ہر دیوش مؤرخ روم کہتا ہے کہ اسی کے زمانہ میں کسدانیوں کا اخیر بادشاہ بابل شردیال اپنے سپہ سالار ارباط بن الماوس کے ہاتھ مارا گیا اور ارباط حکومت بابل پر متمکن ہوا اس کے بعد اس نے بہت سی جنگیں کیں۔ قوط اور عرب قضاعہ سے لڑا اور وہاں سے کامیاب ہو کر لوٹا اس کے بعد عزیاہو اپنی حکومت کے ترپن برس پورے کر کے مر گیا۔

یوآب بن عزیاہو: اور اس کی جگہ اس کا لڑکا یوآب تخت نشین ہوا۔ یہ نیک اور متقی تھا اس کے زمانہ حکومت میں ہوشیع،

---

[1] یونس بن متی بنی اسرائیل کے انبیاء مرسلین میں سے شمار کیے جاتے ہیں جیسا کہ: ﴿وَ اِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ﴾ (الصفت: ۱۳۹) ''اور بے شک یونس ہے مرسلین سے''۔ ثابت ہوتا ہے لیکن ان کے لئے کوئی مخصوص کتاب نازل نہیں کی گئی تھی۔ شریعت موسوی کے پابند تھے اور اہل نینویٰ (سرزمین موصل) کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ مدتوں یہ وعظ و پند کرتے رہے مگر ان میں سے جب کوئی شخص آپ پر ایمان نہ لایا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے ان پر عذاب نازل کرنے کی دعا کی۔ خدا تعالیٰ نے عذاب بھیجنے کا وعدہ کیا جب اس عذاب کے نزول کا وقت آیا۔ تو جناب موصوف شب کے وقت شہر سے باہر چلے آئے۔ صبح ہوتے ہی بمقدار شہر ایک ابر سرخ نمودار ہوا اور اس سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ اہل شہر نے یونسؑ کو اس غرض سے تلاش کرنا شروع کیا کہ اگر وہ ملتے تو اہل شہر ان پر ایمان لاتے، توبہ کرتے، لیکن وہ کہاں ملنے والے تھے۔ وہ اس شہر کی سرحد سے غصہ کی وجہ سے باہر جا چکے تھے۔ بادشاہ نے اہل شہر سے کہا کہ اگر یونسؑ نبی تمہارے درمیان سے چلے گئے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ تم سے نہیں گیا ہے۔ چلو شہر کو چھوڑ دو اور میدان میں چل کر توبہ کرو۔ چنانچہ اہل شہر بادشاہ کے کہنے سے شہر چھوڑ کر میدان میں آ گئے اور تین روز تک گریہ زاری کرتے رہے۔ چوتھے روز ان کی دعا قبول کر لی گئی اور یہ عذاب ان سے اٹھا لیا گیا۔ اہل شہر اپنے شہر میں واپس آ گئے۔ یونس اہل شہر سے بیزار ہو کر رفتہ رفتہ دریا کے کنارے پر پہنچے اور کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ جب کشتی نصف دریا میں پہنچی تو کشتی کو ہوائے مخالف سے نقصان پہنچتا نظر آیا۔ تب آپ کو اپنی خطا کا احساس ہوا۔ قصہ مختصر آپ نے اپنے کو دریا میں ڈال دیا تو کشتی روانہ ہو گئی اور آپ کو مچھلی نے نگل لیا۔ چالیس روز تک اس کے پیٹ میں رہے۔ اکتالیسویں روز بحکم الٰہی اس کے پیٹ سے نکلے آپ میں اس قدر توانائی باقی نہ رہی تھی کہ حس و حرکت کرتے یا باہر چلتے پھرتے چالیس روز دریا کے کنارے پڑے رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے آپ کو رزق پہنچاتا رہا۔ جب ان میں چلنے پھرنے کی توانائی آ گئی تو پھر وہ اسی شہر کی طرف بھیجے گئے۔ جہاں سے آپ غصہ ہو کر چلے گئے تھے۔ وہ لوگ تعداد میں ایک لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ تھے۔ اس کا ذکر قرآن شریف میں آ گیا ہے۔ نظیر کے لئے یہی ایک امت ہے کہ اس پر عذاب آیا اور وہ اس وقت ایمان لانے اور توبہ کرنے سے بچ گئے ورنہ جس گروہ پر جب کوئی عذاب آیا تو اس وقت ان کے ایمان لانے اور توبہ کرنے سے وہ عذاب اٹھایا نہیں گیا۔

اشعیا، یوبل، عوف، انبیاء کرام علیہم السلام تھے۔ اسی کے زمانہ میں بادشاہ جزیرہ نے ابتدأ یہود پر غلبہ حاصل کیا۔ جوسریا نیکن کے نام سے معروف تھے اور یواب اپنی حکومت کے سولھویں سال مر گیا تب۔

احاز بن یواب: اس کا لڑکا حکومت کی کرسی پر بیٹھا اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقے چھوڑ دیئے اور بنی اسرائیل بت پرستی کرنے لگے۔ ارمن بامداد بادشاہ موصل ان سے لڑا اور دمشق کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور جہاں تک اس سے بن پڑا وہ اسے لوٹ کر واپس ہوا۔ پھر احاز ان کے مقابلہ پر نکلا ایک لاکھ بیس ہزار یہودی مارے گئے اور احاز پسپا ہو کر بھاگا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ اسی کے زمانہ حکومت میں ماربس کی حکومت کیرش بادشاہ فارس کے ہاتھوں ختم ہوئی اور ان کی حکومت و سلطنت اس کی طرف منتقل ہو گئی۔ ابن عمید مسیحی سے روایت کرتا ہے کہ آغاز کے زمانہ حکومت میں فرنجہ یونان کے علاوہ تمام روم پر غالب آ گئے تھے اور شہر رومہ کو لوٹ لیا ہروشیوش یہ بیان کرتا ہے کہ اس کے زمانہ سلطنت میں لاطینین انطاکیہ رولس پر پھر مرکہ پر حاکم ہوا اور شہر رومہ آباد کیا۔

خرقیاہو بن احاز: اس کے بعد سولہ برس حکومت کر کے احاز مر گیا اور اس کا لڑکا خرقیاہو تخت حکومت پر بیٹھا اس نے بت پرستی یک قلم بند کر دی اور اپنے جداعلیٰ داؤد کے قدم بقدم چلنے لگا۔ ملوک بنی یہودا میں اس کا ہم مثل کوئی بادشاہ نہیں ہوا ہے۔ ملوک موصل و بابل و کوریش سے مخالفت کی اور بنی فلسطین کو فاش شکست دے کر ان کے قصبات کو اجاڑ ڈالا۔ اس کے اور اس کے باپ کے عہد حکومت میں شلیشار بادشاہ جزیرہ وموصل نے سامرہ میں اسباط پر حملہ کر کے ان پر جزیہ قائم کیا۔ پھر اس کے زمانہ میں شلیشار ان کی طرف آیا اور ان کا ملک چھین لیا۔ پھر اس کی حکومت کے چوتھے برس رضین بادشاہ دمشق نے اس پر حملہ کیا اور بغیر کسی لڑائی کے لوٹ گیا۔

سنجاریف کا محاصرہ بیت المقدس: اور چودھویں سال میں سنجاریف بادشاہ موصل فتح سامرہ کے بعد اس پر حملہ آور ہوا اور اس نے بنی یہودا کے اکثر شہروں کو فتح کر لیا اور اسے بیت المقدس میں گھیر لیا۔ خرقیاہو نے تین سو قنطار چاندی اور تین قنطار سونے کے اور ہیکل اور شاہی محل کا تمام مال سنجاریف کو دے کر واپس کر دیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد وہ عہد ٹوٹ گیا اور سنجاریف نے دوبارہ بیت المقدس پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کیا اور اس نے رقم معینہ کے لینے سے انکار کر دیا اور کہلا بھیجا وہ کون شخص ہے کہ جس کا خدا اسے میرے ہاتھوں سے نجات دے جب تک میں اس کو نجات نہ دوں۔ بنی اسرائیل اس کے ان کلمات کو سن کر ڈرے اور شعیا نبی سے دعا کے خواستگار ہوئے۔

سنجاریف کا خاتمہ: شعیا نبی نے دعا کی سنجاریف کے لشکر میں طاعون پھوٹ نکلا۔ ایک ہی رات میں ایک لاکھ بیس ہزار سپاہی مر گئے۔ سنجاریف مجبور ہو کر نینویٰ اور موصل کی طرف لوٹا۔ اثناء راہ میں خود اس کے لڑکوں نے اسے مار ڈالا اور بیت المقدس کی طرف بھاگ آئے۔ تب اس کا لڑکا سرمعون تخت حکومت پر بیٹھا۔ طبری کہتا ہے کہ بادشاہ بنی اسرائیل نے سنجاریف کو قید کر لیا تھا لیکن اشعیا نبی کے بالہام خدا نے اسے چھوڑ دیا۔

منشا بن خرقیاہو: پھر خرقیاہو انتیس سال حکومت کر کے مر گیا اور اس کا لڑکا منشا تخت حکومت پر بیٹھا یہ نہایت ہی بدکار اور کج خلق تھا۔ اس کے حرکات و سکنات انتہائی ناپسندیدہ تھے دینی امور میں بھی یہ مذہب کا پابند نہ تھا۔ اشعیا نبی نے اسے اس کے افعال ناپسندیدہ سے روکنا چاہا۔ لیکن اسے آپ کی ہدایت و رہنمائی ناگوار گزری۔ اس نے جناب موصوف کو آرہ سے چروا

ڈالا اور انہیں کے ساتھ صلحاء کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ ابنِ عمید کہتا ہے کہ اس کی حکومت کے انتیسویں سال سنجاریف صغیر نے مملکت موصل پر قبضہ حاصل کیا اور ۴۵ھ جلوس میں بادشاہ یواش نے بورنطیہ آباد کیا۔ جس میں فلسطین نے ترمیم کر کے اسے اپنے نام سے موسوم کیا اور ۵۱ھ جلوس میں سنجاریف بادشاہ موصل نے قدس شریف پر فوج کشی کی۔ تین برس کے محاصرہ کے بعد ۵۴ھ جلوس میں اسے فتح کر لیا۔

یوشیا بن امون: منشا کے بعد اس کا لڑکا امون حکومت کی کرسی پر بٹھایا گیا۔ اس کی حالت بعینہ اس کے باپ کی سی تھی۔ اس نے دو برس تک حکومت کی تیسرے برس کے شروع میں اس کے غلاموں نے اسے مار ڈالا۔ اس کے بعد یہود انے متفق ہو کر ان غلاموں کو مار کر اس کی جگہ اس کے لڑکے یوشیا کو بادشاہ بنایا۔ اس نے نہایت سلامت روی کا طریقہ اختیار کیا۔ بتوں کو توڑ ڈالا' دینی معاملات میں مضبوطی سے کام لینے لگا۔ بتوں کے مجاوروں کو قتل کر ڈالا اور ان مکانات اور قربان گاہوں کو مسمار کرادیا جن کو یربعام ابنِ نباط نے بنوایا تھا۔ اس کے زمانہ حکومت میں صفونا اور کلدی اور ناحوم نبی تھے اس کے عہد میں بنی ہارون میں ارمیا بن الحیا کو نبوت دی گئی۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو جب بل کی طرف ستر برس کی جلا وطنی کی خبر دی تو یوشیا نے قبہ قربان اور تابوت عہد کو لے کر ایک گڑھے میں دفن کر دیا جس کا پتہ کسی کو معلوم نہ ہوا اسی کے عہد حکومت میں نجوس نے بابل لے لیا۔

فرعون اعرج: اس کی حکومت کے اکتیسویں برس میں فرعون اعرج نے مصر پر قبضہ حاصل کر لیا اور مسیح سے لڑنے کے لئے فرات کی طرف چلا۔ یوشیا بھی اس کے مقابلہ پر آیا اور لڑائی کے میدان میں بتیس برس حکومت کر کے ایک تیر کے صدمہ سے مر گیا۔ جب کہ وہ شکست پا کر بھاگا جا رہا تھا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا یواش (جس کو یہویا حاز بھی کہتے ہیں) حکومت کرنے لگا۔ اس نے توریت کے احکام کو بالکل معطل اور بے کار کر دیا اور بدکرداری شروع کر دی۔ فرعون اعرج نے اس پر فوج کشی کی اور اسے گرفتار کر کے مصر واپس آیا۔ مصر پہنچ کر یواش کا انتقال ہو گیا۔ فرعون الاعرج نے ممالک بنی اسرائیل پر سو قنطار چاندی اور بیس قنطار سونے کا خراج مقرر کیا۔ یواش کا زمانہ حکومت صرف تین مہینے رہا۔

بختِ نصر کا حملہ: یواش کے بعد بنی اسرائیل نے الیاقیم بن یوشا کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا یہ نہایت بدطینت اور کافر تھا اور فرعون اعرج کے لئے بنی یہودا سے علیٰ قدر حیثیت خراج وصول کرتا تھا۔ اس کی حکومت کے ساتویں برس بخت نصر بادشاہ بابل نے اس پر حملہ کیا اور جزیرہ کو اس سے چھین لیا اور بیت المقدس کی طرف بڑھا اور بنی اسرائیل پر اولاً جزیہ قائم کیا۔ الیاقیم نے اس کی حکومت تسلیم کر لی اور تین برس تک اس کا مطیع رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اروم' عمون' مواب' کسدانین کو مسلط کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے کچھ لشکر جمع کر کے بخت نصر سے سرتابی کی وہ اسے گرفتار کر کے بابل کی طرف لے چلا۔ اثناءِ راہ میں اپنی حکومت کے گیارہویں برس مر گیا۔

بنی اسرائیل کی غلامی: بختِ نصر نے اس کی جگہ نجیعو بن الیاقم کو اپنی طرف سے تختِ حکومت پر بٹھایا۔ اس نے تین مہینے بادشاہی کی پھر کسی وجہ سے بخت نصر نے اس پر فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر کے اس کی ماں اور ارکانِ مملکت اور روسا شہر اور تمام بنی اسرائیل کو جو دس ہزار کے قریب تھے قید کر کے بابل کی طرف روانہ کر دیا اور تمام وہ چیزیں جو ہیکل اور خزائن شاہی میں تھیں اور وہ برتن جو حضرت سلیمانؑ نے مسجدِ اقصیٰ کے لئے بنوائے تھے لوٹ لئے اور شہر قدس میں فقراء اور ناتوانوں کے

علاوہ کسی کو نہ چھوڑا۔ نحیتیو بن الیا قیم بادشاہ بنی اسرائیل بتیس برس تک اس کی قید میں رہا۔

ہیکل کی تاراجی: ابن عمید کہتا ہے کہ بخت نصر نے قدس شریف پر الیا قیم کی حکومت کے تیسرے سال حملہ کر کے ان میں سے ایک گروہ کو قید کر لیا اور ہیکل کا تمام اسباب لوٹ لیا تھا۔ ایک ہی سال میں دانیال اور خانیا اور عزازیاء اور میصائیل انبیاء تھے اور الیا قیم کی حکومت کے پانچویں سال بخت نصر اور فرعون اعرج بادشاہ مصر میں لڑائی ہوئی۔

بخت نصر کی قدس شریف پر فوج کشی: آٹھویں برس میں بخت نصر نے قدس شریف پر دوبارہ فوج کشی کی اور اہل قدس پر خراج قائم کر کے الیا قیم کو اپنی طرف سے حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ چنانچہ الیا قیم اس واقعہ کے تیسرے سال مر گیا اور اس کی جگہ اس کا لڑکا نحیتیو تخت نشین ہوا اس کے زمانہ میں ارمیا اور یا ابن شعیاء موری والدحز قیا انبیاء کرام علیہ السلام تھے اور دانیال کو بھی اسی عہد میں نبوت ملی تھی پھر نحیتیو کو بخت نصر بابل لے گیا۔

صدقیا ہو پر عتاب: طبری کہتا ہے کہ ہروشیوش بھی اس سے اتفاق کرتا ہے کہ بخت نصر نے نحیتیو ابن الیا قیم کی جگہ اس کے چچا متنیا معروف بہ صدقیا ہو کو تخت حکومت پر بٹھایا۔ یہ بد چلن اور قبیح السیرت تھا۔ اس نے اپنی حکومت کے نویں سال بخت نصر سے سرکشی کی۔ بخت نصر لشکر لے کر چڑھ آیا اور بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا اور حصار کی غرض سے اس کے چاروں طرف سے دمدمے باندھ دیئے۔ تین برس کے محاصرہ کے بعد بنی اسرائیل بیت المقدس سے نکل کر صحرا کی طرف بھاگے کسدانیوں کے لشکر نے ان کا تعاقب کیا۔ مقام اریحا میں انہوں نے انہیں جا گھیرا اور ان کے بادشاہ صدقیا ہو کو گرفتار کر لائے اور اس کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دیں اور اس کے روبرو اس کے لڑکے کو ذبح کر ڈالا۔ اس کے بعد اس کو بابل لا کر چھوڑ دیا اور بابل ہی میں اس کا انتقال ہوا اور بعض بنی اسرائیل اس واقعہ سے جان بچا کر حجاز چلے گئے اور عرب کے ساتھ وہیں مقیم ہو گئے اس کے زمانہ میں ارمیا اور حقون اور باروح نبی تھے۔

تباہی یروشلم کی دوسری روایت: اس کامیابی کے بعد بخت نصر نے اپنے سپہ سالار نیوزرادون کو شہر قدس میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ جسے (یہود) یروشلم کہتے ہیں اس نے اس شہر کو اجاڑ ڈالا اور ہیکل کو ویران کر دیا اور ان عمود (ستونوں) کو توڑ ڈالا جو سلیمان علیہ السلام نے مسجد میں نصب کرائے تھے ان میں سے ہر ایک ستون اٹھارہ ہاتھ اونچا تھا۔ شیش محل اور تمام آثار اور شاہی مکانات توڑ ڈالے اور مال و اسباب جو کچھ پایا گیا اٹھا لے گیا اور کاہن سار یہ اور حبر منشاء کو قیدیوں میں داخل کر کے ہیکل کو بابل کا ماتحت بنا لیا۔ ہیروشیوش کہتا ہے کہ صدقیا ایک زمانہ تک بابل کے قید خانہ میں رہا۔ جب یزداق سپہ سالار بہمن شاہ فارس بابل پر غالب آیا تو اس نے صدقیا ہو کو قید سے آزاد کر کے کچھ جاگیر بھی دی۔

فرعون اعرج کا زوال: مؤرخ حماۃ لکھتا ہے کہ مسعودی اس کے قول سے موافقت ظاہر کرتا ہے کہ بخت نصر کی کامیابی اور بیت المقدس کی ویرانی کے بعد بنی اسرائیل کے بعض بادشاہ مصر جا کر فرعون اعرج کے پاس پناہ گزین ہوئے۔ بخت نصر نے اس سے بنی اسرائیل کے بادشاہوں کو طلب کیا۔ اس نے ان کے دینے سے انکار کیا۔ بخت نصر نے ان پر حملہ کیا اور فرعون اعرج کو قتل کر ڈالا اور مصر پر قبضہ حاصل کر کے مغرب کے اکثر شہروں کو فتح کر لیا۔ ارمیا بنی سبط لادے سے جو بنی اسرائیل کے نبی تھے۔ انہیں بعض خلقیا کا لڑکا بتاتے ہیں صدقیا ہو کے عہد حکومت میں تھے ان کو بخت نصر نے ان کے قید خانہ میں پایا تھا اور اس نے انہیں آزاد کر کے اور قیدیوں کے ہمراہ بابل بھیج دیا تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ارمیا بنی اسرائیل

کی قید میں انتقال کر گئے۔ بخت نصر نے انہیں نہیں پایا اور اسی طرح بخت نصر دانیال بن خرقیل نبی کو بنی اسرائیل کے ساتھ بابل پکڑ کر لے گیا تھا' واللہ اعلم

جدلیا بن احان کی حکومت: ابن عمید کہتا ہے کہ قدس شریف میں ان واقعات کے بعد جدلیا بن احان بقیہ ضعفاء یہود پر حکومت کرنے لگا۔ اس کی حکومت کے ساتویں مہینے اسمٰعیل شاہی خاندان سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے جدلیا کو اور ان یہودیوں اور کسدانیوں کو مار ڈالا جو اس کے ساتھ تھے۔ پھر وہ مصر کی طرف بھاگ گیا اور اس کے ہمراہ ارمیا نبی بھی چلے گئے اور جفون حجاز کی جانب بھاگ گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ ارمیا نبی کو مصر' بابل' صور' صیدا' عمون کی نبوت دی گئی۔ اڑتیس برس کے بعد انہیں اہلِ حجاز نے سنگسار کیا۔

ان پیشین گوئیوں میں سے جو جناب موصوف نے کی تھیں کہ بخت نصر مصر کی طرف آئے گا اور ہیکل کو ویران اور خراب کرے گا اور اس کے رہنے والوں کو قتل کر ڈالے گا۔ جب بخت نصر مصر آیا۔ آپ کی لاش کو اسکندریہ لے جا کر دفن کیا اور بعضے بیان کرتے ہیں کہ ارمیا نبی حسبِ وصیت قدس شریف میں دفن کئے گئے اور خرقیا ہو کو یہود نے بحالتِ قید قتل کر ڈالا۔

بنی اسرائیل کی مراجعت بیت المقدس: طبری کہتا ہے کہ ان واقعات کے بعد جلاوطنان بنی اسرائیل اطراف عراق میں پھیل گئے۔ یہاں تک کہ انہیں ملوک فارس نے پھر بیت المقدس کی طرف لوٹایا۔ تب انہوں نے اسے دوبارہ آباد کیا مسجد بنائی اور اس میں ان کی دو سلطنتیں قائم ہوئیں۔ یہاں تک کہ طیطش ملوک قیاصرہ کے ہاتھوں اس کی ویرانی کا دوبارہ دور آیا اور جلوۂ کبریٰ کا زمانہ آیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

اس مقام پر مناسبت کلام کے لحاظ سے بخت نصر کا نسب اور جو کچھ اس میں اختلاف ہوا ہے ہم بیان کرنا چاہتے ہیں۔

بخت نصر کا نسب: بعضے کہتے ہیں کہ بخت نصر سنجاریف کی نسل سے ہے۔ جو بنی اسرائیل سے سامرہ اور قدس شریف میں لڑا تھا۔ ہشام بن محمد کلبی بروایت طبری کہتا ہے کہ بخت نصر نیوزرادون بن سنجاریف کا لڑکا تھا۔ پھر سنجاریف کو نمرود بن کوش بن حام کی طرف نسبتاً منسوب کرتا ہے۔ جس کا ذکر توریت میں اولاد کوش کے ذیل میں آ چکا ہے اور سنجاریف و نمرود کے درمیاں سولہ پشتوں کو شمار کرتا ہے ان میں سے پہلا دارپوش بن فالغ اور عصا ابنِ نمرود سے ظنِ غالب ہے کہ یہ نام صحیح نہیں اور عقلاً و رایتاً ان میں تبدیلی کا قوی شبہ ہے اور ان کے صحیح ہونے کا نہایت کم یقین ہو سکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بخت نصر آشوذ بن سام کی نسل سے ہے۔ اگرچہ اس نسب کا ثبوت ہمیں نہیں ملا اور شاید یہ اوّل سے صحیح تر ہو کیونکہ سنجاریف کا نسب جرامقہ میں اس کے بعد موصل میں بیان کر دیا گیا ہے اور وہ باتفاق اہلِ فارس اشوذ کی اولاد سے ہے۔ طبری نے ابنِ کلبی سے روایت کیا ہے کہ اس کا اصلی نام بختر سہ تھا۔ جیسے بخت نصر کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ہراسپ اور بشتاسپ' اور بہمن شاہان فارس کے زمانہ میں اہواز اور روم کے درمیان دجلہ کی غربی جانب کا حاکم تھا۔ اس نے ان شہروں کو جو بلادِ بابل اور شام سے متصل تھے۔ فتح کیا اس کے بعد قدس شریف کی طرف گیا اور اسے بھی فتح کیا اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ بہمن شاہ فارس نے قدس شریف کی طرف اپنا سفیر بطلب اطاعت روانہ کیا۔ اہلِ قدس نے جب اسے مار ڈالا تو بہمن نے ایک لشکر ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جس میں ملوک یاری بن ثابت سے وارڈش اور ملوک بنی غلیم بن سام سے کیرش بن کیکوس تھے اور احشوارش بن کیرش بن جاماہن کو اپنے عزیزوں میں سے روانہ کیا اور انہیں کے ہمراہ بخت نصر بن بنوراذون بن سنجاریف والی موصل بھی تھا ان لوگوں نے بیت

المقدس پہنچ کر اسے فتح کر لیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے بخت نصر والی موصل اس لشکر کے مقدمہ الجیش کا افسر تھا اور اسی کے ہاتھوں قدس شریف فتح ہوا۔

بخت نصر کے متعلق بنی اسرائیل کی روایت: بنی اسرائیل کا یہ خیال ہے کہ بخت نصر کسدانیوں میں سے ہے اور وہ ناحور بن آزر (تارح) پدر ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہے ان کی حکومت بابل میں تھی اور یہ بخت نصر انہیں کی نسل سے ہے۔ اس نے پینتالیس برس حکومت کی اور بیت المقدس کو اپنی حکومت کے اٹھارہویں سال فتح کیا۔ اس کے بعد اویل مرومارخ نے تیئیس برس حکومت کی اس کے بعد اس کا لڑکا قیلسنصر بن اویل تین برس حکومت کرتا رہا۔ پھر اس پر کورش غالب آیا اور اس کی حکومت چھین لی۔ یہ وہی کورش ہے جس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف لوٹایا اور بنی اسرائیل نے اس کی حمایت سے بیت المقدس کو آباد کیا اور از سر نو وہاں اپنی حکومت کی بنا ڈالی۔

کورش کے متعلق مختلف روایات: کورش کی بابت جس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف بھیجا تھا۔ علماء تاریخ نے اختلاف کیا ہے اور اس امر پر ان کا اتفاق ہے کہ یہ کورش فارس سے ہے۔ پس بعضوں نے کہا ہے کہ یہ بستاسپ ہے اور خوزستان وغیرہ کا کیقوس (کیکاؤس) اور بخیون بن سیادس اور لہراسپ وغیرہ شاہان فارس کی طرف سے ایک عظیم الشان عالی حوصلہ گورنر تھا۔ لیکن بادشاہ نہ تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ کورش' اخشوارش بن جاماسپ بن لہراسپ کا لڑکا ہے اور اس کا باپ خشوارش وہ ہے جسے بہمن نے بیت المقدس کی طرف روانہ کیا تھا اور جب وہ اس فتح سے واپس ہوا۔ تو اسے اطراف ہند اور سندھ کی طرف بھیجا اور جب وہ پھر کر حسین اُبر کی طرف آیا تو اسے بابل کی حکومت دے دی۔ اس نے بنی اسرائیل کے قیدیوں میں سے ابوحاذیل الرحا کی لڑکی مردغائی کی رضاعی بہن سے اپنا عقد کر لیا۔ نصاریٰ کا یہ خیال ہے کہ اس کے بطن سے بابل یا کسی اور مقام میں اس کا لڑکا کیرش پیدا ہوا۔ مردغائی نے اسے دین یہودیت کی تعلیم دی اور انبیاء وقت مثل مثینا اور عازریا اور میثانیل اور عزیر علیہم السلام کی اس نے صحبت پائی۔

بیت المقدس کی دوبارہ تعمیر: دانیالؑ اس کی حکومت کے کارپرداز و منتظم ہوئے اس کے تمام امور یہی سرانجام دیتے تھے اور اس کو اس امر کی ہدایت کی کہ جو کچھ شاہی خزائن میں برتن اور اسباب ہوں۔ انہیں ان کے مقامات پر واپس لے جائے اور قدس شریف کی تعمیر میں مستعدی ظاہر کرے۔ چنانچہ اس نے بیت المقدس کی از سر نو تعمیر شروع کی اور بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف بھیج دیا اور جب ان انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس کی طرف جانے کی خواہش ظاہر کی تو اس نے کسی مصلحت سے منع کر دیا۔

کیرش بن کیکو کا بنی اسرائیل سے حسن سلوک: اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کیرش کیکو بن غلیم بن سام کا لڑکا ہے جسے بہمن نے اپنے سپہ سالار بخت نصر کے ہمراہ فتح بیت المقدس کے لئے روانہ کیا تھا اور بخت مرس کو بہمن نے بابل کا حاکم بنایا تھا۔ اسے بخت مرسی کے نام سے مشہور کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا اس کے بعد اس کے لڑکے نے تیئیس سال تک حکومت کی۔ اس کے بعد اس کے لڑکے بلتنصر نے ایک برس بادشاہت کی۔ پھر بہمن کو اس کے ظلم وستم کی اطلاع ہوئی تو اس نے اسے معزول کر دیا اور بابل کی حکومت داریوش الماذۃ بن باذائے کو دی پھر کچھ عرصہ بعد اسے بھی معزول کیا اور کیرش بن

کیکو کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور بنی اسرائیل کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے اور ان کے رؤسا کو عزت کی نگاہوں سے دیکھنے اور انہیں ان کے مالک کی طرف لوٹا دینے اور ان پر اس کو حاکم بنانے کی ہدایت کی جسے وہ پسند کریں۔

حضرت دانیالؑ کی امارت: چنانچہ بنی اسرائیل نے دانیالؑ نبی کو سرداری کے لئے منتخب کیا بعض علماء بنی اسرائیل کی طرف منسوب کر کے بیان کیا جاتا ہے کہ بلتصر بخت نصر کی نسل سے بابل اور کسدانیوں کا بادشاہ تھا اور دارا بادشاہ مازی (جسے داریوش بھی کہتے ہیں) اور کورش (یعنی کیرش) شاہ فارس اس کے مطیع تھے۔ لیکن انہوں نے اس سے سرکشی کی وہ ان پر اپنا لشکر لے کر چڑھ آیا۔ پہلے تو اسے شکست ہوئی پھر جب اس نے اپنے لشکر کے نامی سرداروں کو لڑائی کے میدان میں روانہ کیا تو اس نے انہیں شکست دی۔ اس کے بعد اس کا خادم اسے سوتے میں مار کر داریوش اور کوریوش کے پاس چلا گیا۔ پھر ان دونوں نے بابل پر چڑھائی کی اور کسدانیوں کو مغلوب کیا۔ دارا اور اس کی قوم نے ماذی کو اپنی سکونت کے لئے مخصوص کیا اور میں یہ گمان کرتا ہوں کہ یہ ویلم ہیں جو بابل اور اس کے اطراف میں آئے تھے اور کورش اور اس کی قوم نے فارس اور اس کے تمام علاقہ اپنے لئے خاص کر لیا اور کورش نے اس سے پہلے بیت المقدس کے بنانے اور مسجد کے برتن واپس کرنے اور جلا وطنان بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف لوٹا دینے کی نذر کی تھی۔ دارا کے مر جانے پر کورش فارس اور ماذی کا بادشاہ ہوا اور نہایت عمدگی سے اپنی نذر پوری کی۔ هذا محصل الخلاف فی بخت نصر و کیرش واللہ اعلم

یربعام کی بیعت: ہم اس سے پہلے سلیمانؑ کی دولت وحکومت کے تذکرہ میں لکھ آئے ہیں کہ اولاد افرائیم سے یربعام بن نباط سلیمانؑ کی جانب سے یروشلم کے تمام افسروں پر حاکم تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ نابلیس میں بنی یوسف کے افسروں کا گورنر تھا۔ چونکہ یہ ظالم اور سرکش تھا اس کی حکومت وسرداری سے اللہ جل شانہ نے سلیمانؑ پر ناراضگی ظاہر فرمائی۔ اسی وجہ سے یربعام بھاگ کر مصر چلا گیا اور جب سلیمان کا انتقال ہو گیا اور آپ کا لڑکا رحبعم تخت حکومت پر بیٹھا۔ بنی اسرائیل اس کی ناپسندیدہ عادتوں اور ٹیکسوں کی زیادتی سے برہم ہو کر اس سے علیحدگی اختیار کرنے پر آمادہ ہوئے اور بنی یہودا اور بنیامین کے علاوہ بقیہ اسباط عشرہ ایک مقام پر جمع ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ انہوں نے یربعام کی بیعت کی اور اسے اپنا حاکم بنایا اور اس کے ساتھ ہو کر رحبعم اور ان سے جو اس کے ہمراہ تھے (بنی یہودا اور بنیامین سے) لڑے اور انہیں یروشلم میں گھیر لیا۔ پھر فلسطین (بنی یوسف) کی حکومت کا رخ کیا اور شہر نابلس میں اسباط عشرہ پر قابض ہو گئے اور ان کو قدس شریف اور قربان گاہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔

یوناذاب بن یربعام: (یربعام) نااہل، فاسق، کج خلق تھا اس سے اور رحبعم بن سلیمانؑ اور اس کے لڑکے ابیا اور اسا بن ابیا سے برابر لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ابیا ان تمام لڑائیوں میں اس پر اکثر غالب ہوتا رہا۔ ابیا کی حکومت کے دوسرے سال اور اپنی حکومت کے تیئیسویں برس یربعام مر گیا۔ اس کے بعد اس کی جگہ اسباط عشرہ نے اس کے لڑکے یوناذاب کو تخت حکومت پر بٹھایا یہ بھی ظلم اور بت پرستی اور تمام عادتوں میں اپنے باپ کی طرح تھا۔

عنشا بن احیا: اللہ تعالیٰ نے اس پر یعنشا بن احیا کو مسلط کر دیا۔ وہ اسے اور اس کے تمام خاندان والوں کو اس کی حکومت کے دوسرے سال مار کر خود اسباط عشرہ پر حکومت کرنے لگا اور اسا بن ابیا اہلِ قدس سے اپنے تمام زمانہ حکومت میں لڑتا رہا۔ اسا اکثر شاہ دمشق یعنشا کی امداد سے لڑا اور ایک مرتبہ شاہِ دمشق کو لے کر اس پر چڑھ آیا۔ یعنشا ان دنوں یثرب کو آباد کر رہا تھا اور

اس کی تعمیر میں مصروف تھا یعشا اس کا مقابلہ نہ کر سکا اور تمام اسباب و سامان اور عمارت چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اسانے اسے لوٹ لیا اور اس سے قلعہ بنوائے۔ پھر اعشا (یعشا) بن احیا چوبیس برس حکومت کر کے مر گیا اور شہر برصا میں دفن کیا گیا۔

ایلیا بن یعشا کا قتل: اس سے پیشتر ان کے نبی نے اسے ہلاکت سے ڈرایا تھا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا ایلیا اور بروایت دیگر ایلہوا' اسا کی حکومت کے چھبیسویں برس تخت حکومت پر بیٹھا اور دو برس تک حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد اس نے فلسطین کے بعض شہروں کی تسخیر کی غرض سے بنی اسرائیل کا لشکر روانہ کیا۔ زمری صاحب المرکب یا ابنِ الیا نے قا جو انہیں اسباط میں سے تھا۔ ایلیا پر دفعتۃً حملہ کر کے اسے اور اس کے تمام خاندان کو قتل کر ڈالا اور خود تختِ حکومت پر بیٹھ گیا۔

صی بن کسات کا قتل: چند دن تک یہی حالت رہی یہاں تک کہ بنی اسرائیل کو جو فلسطین کے محاصرہ پر گئے تھے۔ اس واقعہ سے آگاہی ہوئی وہ اس کی حکومت و سرداری سے راضی نہ ہوئے اور انہوں نے صی بن کسات کو اسی کے سبط سے حکومت کے لئے منتخب کیا اور زمری کی طرف لوٹ آئے۔ جس نے ان کے بادشاہ ایلیا کو مار ڈالا تھا اور اسے چاروں طرف سے گھیر کر شاہی دربار میں گرفتار کر لائے اور اس کے جلانے کے لئے آگ مشتعل کی اور اس واقعہ کے ساتویں دن اسے جلا دیا۔ پھر عمری بن ناذاب ملقب بہ صاحب الحرب بہ سبط افرائیم سے حکومت کا دعویدار ہوا اور صی بن کسات کو موقع پا کر قتل کر کے خود حکومت کی کرسی پر خوب استقلال سے قابض ہو گیا۔ یہ واقعات حکومت کے اکتیسویں سال واقع ہوئے۔

بنی اسرائیل میں اختلاف: پھر بنی اسرائیل میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ان میں سے بعض نے بنیامین بن قتال کو سبط یساخر سے اپنا حاکم بنایا اور عمری سے لڑائی لڑے۔ یہ ان پر غالب آیا۔ یہ شہر برصا میں رہتا تھا اس نے اپنی حکومت کے چھٹے برس سامریا[1] کو لوٹا اور بارہ برس حکومت کر کے مر گیا نابلس میں مدفون ہوا۔ اس کے بعد اسباط عشرہ کا حاکم اس کا لڑکا احاب مقرر کیا گیا یہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح کفر و عصیان اور بت پرستی کا مذہب رکھتا تھا۔ اس نے شاہ صیدا کی لڑکی سے اپنا عقد کیا اور سامرہ میں ایک ہیکل بنوائی اور اس میں ایک بت رکھ کر اسے سجدہ کرتا تھا۔ اس نے انبیاء علیہم السلام کے قتل میں سب سے زیادہ حصہ لیا۔

حضرت ایلیا کی علیحدگی: قریہ اریحا کو آباد کیا' ایلیا نبی علیہ السلام کی بددعا سے تین برس کا قحط پڑا۔ ایلیا نبی ان سے جدا ہو کر بریہ چلے گئے اور وہیں مقیم رہے۔ پھر وہاں سے لوٹے اور دعا کی اللہ تعالیٰ نے پانی برسایا پھر انہوں نے ان لوگوں کو قتل کر ڈالا جو احاب کے ساتھ بت پرستی کرتے تھے۔ ((هكذا قال ابن عميد)) ''ابنِ عمید نے ایسا ہی کہا ہے''۔

اسباط عشرہ پر عذاب: طبری کا یہ خیال ہے کہ جس نبی نے ان کے حق میں بددعا کی تھی وہ الیاس بن سین (یا یاثین) انخاص بن عیزار کی نسل سے تھے اور وہ اہلِ بعلبک اور احاب اور اس کی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے انہوں نے اس کو جھٹلایا۔ اس وجہ سے تین برس تک بلائے قحط میں مبتلا رہے۔ پہلے انہوں نے اپنے بتوں سے رجوع کیا' جب ان سے کام نہ نکلا تو جناب موصوف کی طرف رخ کیا اور ان سے دعا کے خواستگار ہوئے۔ الیاس نبی نے دعا کی پانی برسا لیکن یہ بدستور

---

[1] سامرہ جبل سمران میں سے ہے اسے ایک شخص سامر نامی نے قنطار چاندی کے عوض خریدا تھا اور اس نے اپنا محل بنوایا اور اس کا نام سبسطیہ رکھا اور یہ شہر خریدنے والے کی طرف منسوب ہو گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اس کا نام سومران تھا۔ جسے معرب کر کے اب سامرہ کہتے ہیں۔ یہ شہر حکومت ختم ہونے تک ان کے بادشاہوں کا دارالسلطنت رہا۔

اپنے کفر اور نافرمانی پر قائم رہے' احاب ان پر سختی کرتا رہا۔ الیاس نبیؑ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی وفات کی دعا کی اور لوگوں کو ہلاکی وتباہی سے آگاہ کیا۔

احاب بن عمری: الیاسؑ نبی کے بعد الیسع بن اخطوب کو سبط افرائیم سے نبوت دی گئی۔ ابن عساکر کہتا ہے کہ آپ کا نام اسباط بن عدی بن شویلم بن افرائیم ہے۔ ابن عمید کہتا ہے کہ احاب کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے الیا نبی پر الیاس بن یفسا کو پاک کر کے وحی نازل فرمائی تھی اور نیز اروم کو دمشق میں اور باہو بادشاہ بنی اسرائیل کو قدس شریف میں پاک کرنے پر مامور کیا تھا۔ اس کے بعد سنداب بادشاہ سوریہ' احاب بن عمری اور اسباط عشرہ پر چڑھ آیا۔ اس نے سامرہ سے نکل کر اس کا مقابلہ کیا اور دو مرتبہ سخت شکست دے کر پسپا کر دیا۔ سنداب لڑائی کے میدان سے بھاگ کر ایک قلعہ میں جا چھپا۔ جب وہ بھی اسے محاصرین کے ہاتھوں سے پناہ نہ دے سکا تو وہ ایک روز تنہا احاب کے پاس چلا آیا۔ احاب نے اس کا قصور معاف کر دیا اور اس کے ملک کی طرف لوٹا دیا۔ نبی موصوف نے اس کے اس فعل سے اپنی ناراضگی ظاہر کی اور اسے اس عذاب سے ڈرایا جو اس کی اولاد پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونے والا تھا۔ اس کے بعد احاب بادشاہ اسباط یہوشافط بادشاہ بنی یہودا کے ہمراہ بادشاہ سوریہ سے لڑنے کے لئے نکلا اور اثنا لڑائی میں ایک پتھر کے صدمہ سے مر گیا اور سامرہ لا کر دفن کیا گیا۔

حضرت عاموص کی شہادت: اس نے بائیس برس اور بروایت ابن عمید اٹھارہ برس حکومت کی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا اخریاد (یا اسیا) تختِ حکومت پر بیٹھایا گیا۔ یہ نہایت بداطوار اور سرکش تھا اس نے عاموصؑ نبی کو شہید کیا اور بعل نامی بت کی پرستش شروع کی دو برس حکومت کر کے مر گیا۔

متفرق واقعات: اس کے بعد اس کا بھائی یوام بادشاہ ہوا اس نے اسباط عشرہ پر بارہ برس تک بادشاہت کی۔ اس نے پہلے بنی موآب پر جزیہ نہ دینے کی وجہ سے حملہ کیا۔ سات روز تک بنی موآب محاصرہ میں رہے۔ جب پانی ختم ہو گیا تو الیسع کی دعا سے وادی جاری ہو گئی۔ بنی موآب پانی کے خیال سے باہر نکل آئے۔ بنی اسرائیل نے ان میں سے بے شمار آدمیوں کو مار ڈالا۔ اس کے بعد ہداد بادشاہ اروم نے سامرہ کے محاصرہ کے لئے لشکر جمع کیا اور اس کا تین برس محاصرہ کئے رہا۔ یہاں تک کہ الیسع نبی کی دعا سے ناکام لوٹا۔

احزیا بن یہورام کی قتل: ۱۲ جلوس میں جب کہ ملوک جزیرہ اور اروم کی لڑائی سے اخریا بن یہورام بادشاہ بیت المقدس کے ہمراہ لوٹ کر آ رہا تھا۔ یہوشافط بن یشیاء سبط منشی بن یوسف نے موقع پا کر اسے اور اخریا بادشاہ قدس کو مار ڈالا اور آپ خود اسباط پر حکومت کرنے لگا۔

بنی احاب کا قتل عام: ابن عمید کہتا ہے کہ یوام بن احاب بادشاہ اسباط اخریا بادشاہ بیت المقدس کے ہمراہ اروم سے لڑنے کے لئے گیا تھا اور وہیں دونوں لڑائی میں مارے گئے۔ یہوشافط تختِ حکومت پر بیٹھتے ہی بنی احاب کے قتل میں مصروف ہو گیا اور تقریباً تمام بنی احاب کو مار ڈالا جیسا کہ اسے الیسع نے حکم دیا تھا۔ یہ پینتیس ۳۵ سال حکومت کر کے مر گیا۔

یواش کا بیت المقدس پر حملہ: اس کے بعد اس کا لڑکا یواص اسباط عشرہ کا بادشاہ ہوا اور سترہ برس تک بادشاہت کرتا رہا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا یواش تخت نشین ہوا اس نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور اسے امصیا بادشاہ قدس کے ہاتھ سے چھین

لیا اور اس کی چار سو ہاتھ شہر پناہ منہدم کر دی اور اہلِ قدس کو گرفتار کر لیا اور عزریا کاہن کی اولاد کو پکڑ لایا اور جو کچھ مسجد میں تھا اسے لوٹ کر سامرہ واپس آیا۔ کچھ روز بعد الیسع بیمار ہوئے یواش ان کی عیادت کے لئے گیا۔ انہوں نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ ارُوم کو ہلاک کرے گا اور اس پر تین بار فتحیابی حاصل کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ تیرہ برس حکومت کر کے مر گیا۔

یربعام بن یواش اور امصیا کی جنگ: اس کے بعد اس کا لڑکا یربعام بادشاہت کرنے لگا یہ نہایت درجہ بد خصلت اور بد اطوار تھا۔ اس نے امصیا بادشاہ یہودا پر حملہ کیا اور بعض مورخ یہ کہتے ہیں کہ اس کے باپ یواش نے بیت المقدس پر حملہ کیا تھا اور اس نے اس کے بادشاہ امصیا کو شکست دی تھی اور اسے گرفتار کر لایا تھا اور جو کچھ خزائن شاہی میں تھا اسے لوٹ لیا تھا اور عزریا کاہن کو سامرہ میں قید کر دیا تھا۔ پھر اپنی حکومت کے اکتالیسویں برس اور عزیاہو بن امصیا کے ستائیسویں سال اس کو آزاد کر دیا تھا۔

زکریا بن یربعام کا قتل: ابنِ عمید کہتا ہے کہ بنی اسرائیل سامرہ میں گیارہ برس رہے اس کے بعد یربعام کے لڑکے زکریا کو عزیاہو کی حکومت کے اڑتیسویں سال تختِ حکومت پر بٹھایا۔ اس نے صرف چھ مہینے حکومت کی اس پر سبط زبلون سے متاخیم بن کادنامی ایک شخص نے جو اہلِ برصا میں تھا حملہ کیا اور اسے قتل کر کے آپ تختِ حکومت پر بیٹھ گیا۔ اس نے بارہ برس تک حکومت کی۔

فتح برصا: اور بروایت ابنِ عمید اس کی حکومت کا زمانہ زیادہ سے زیادہ دس برس ہے وہ بیان کرتا ہے کہ عزیاہو بادشاہ قدس کی حکومت کے انتالیسویں برس اس نے شہر برصا کو بزور تیغ فتح کیا۔

فول کی موصل پر فوج کشی: اور انہیں ایام میں اس پر فول بادشاہ موصل چڑھ آیا اور اس پر ایک ہزار قنطار چاندی جزیہ مقرر کر کے واپس ہوا۔ یہ نہایت بد عادت اور نہایت ظالم تھا اس کے مرنے کے بعد فقحیا بن مناخیم، عزیاہو بادشاہ قدس کی حکومت کے چالیسویں سال تخت و حکومت پر متمکن ہوا اور بارہ برس تک بادشاہانہ زندگی بسر کی۔

باقح بن آصلیا کا قتل: اس کے بعد اس کے عمال میں سے باقح بن آصلیا اس پر غالب آیا۔ یہ بھی اپنے اگلے بادشاہوں کی طرح گمراہ اور بے دین تھا۔ یہ اسباط پر سامرہ میں دس سال تک حکومت کرتا رہا۔ اسی کے زمانہ حکومت میں عزیاہو بن امصیا بادشاہ قدس مر گیا اور باقح بن آصلیا اپنی بدچلنی اور بت پرستی پر قائم رہا۔ یہاں تک کہ یوشیع بن ایلیا (سبط کاد) نے یواب بادشاہ کی حکومت کے تیسرے سال اسے قتل کر ڈالا اور اسباط نے اس کی جگہ اسے بادشاہت و حکومت کے تخت پر بٹھایا۔ اس کی حکومت سات برس تک رہی۔ اس کے زمانہ میں اس پر بادشاہ اثور اور موصل چڑھ آئے تھے اور اسباط نے خراج دینا قبول کیا تھا۔

ہوشیع کی اسیری: کچھ عرصہ بعد ہوشیع نے بادشاہ مصر سے اعانت طلب کی اور اس کی اطاعت قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ جب اس امر کی اطلاع بادشاہ موصل کو ہوئی تو اس نے اس پر حملہ کیا اور تین برس کے محاصرے کے بعد چوتھے سال سامرہ کو فتح کر لیا اور اپنی حکومت کے نویں برس ہوشیع کو قید کر لیا اور اسباط کے ہمراہ اسے موصل لے آیا۔ پھر اصبہان (اصفہان) کے قصبات میں لا کر ان کو آباد کیا۔

متفرق واقعات: اسی وقت سے بنی اسرائیل کی حکومت سامرہ سے ختم ہو گئی اور بادشاہ یہوذا اور بنیامین قدس شریف میں حکومت کرتے رہے۔ یہ واقعہ احزیا بن احاز کے ۱ سنہ جلوس میں واقع ہوا۔ قدس شریف میں برابر ان کے بادشاہ یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کی حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا اور بادشاہ موصل نے کورا عازاء حماۃ' صفر آرام سے لوگوں کو جمع کر کے سامرہ میں آباد کیا۔

اہلِ سامرہ پر عذاب: ابن عمید کہتا ہے کہ مؤرخین یہ بیان کرتے ہیں کہ اہلِ سامرہ پر اللہ تعالیٰ نے درندوں کو مسلط کیا تھا وہ انہیں تنگ کرتے رہتے تھے۔ اہلِ سامرہ نے بادشاہ موصل کے پاس چند آدمیوں کو سامرہ کے ستاروں کی چال معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ان سے بیان کیا گیا کہ اہلِ سامرہ دین یہودیت قبول کر لیں گے تو درندے نہ ستا سکیں گے۔ چنانچہ یہودیوں کے بڑے بڑے کاہنین سامرہ روانہ کئے گئے۔ تا کہ انہیں دین یہودیت کی تعلیم و تلقین کریں سامرہ کی یہی اصلیت ہے یہ ان کے اہلِ ملت کے نزدیک نہ تو ان کے نسب میں ہیں اور نہ ان کے دین میں ہیں۔ ((واللہ مالک الامور لارب غیرہ ولا معبود سواہ))

شجرۂ ملوک اسباط عشرہ

باب: ۱۵

امارت بنی حسمنائی

یوسف بن کریون: یہود کے وہ حالات جو بخت نصر کی جلاوطنی کے بعد بیت المقدس اور اس کے اطراف میں واقع ہوئے اور ان کے ان دونوں حکومتوں کے حالات جو اس مدت میں قائم تھیں۔ کسی مؤرخ نے تحریر نہیں کیئے اور نہ میں نے فن تاریخ کی مہارت اور تلاش کے باوجود تاریخ کی کسی کتاب میں یہ حالات دیکھے ہیں جن دنوں میں مصر میں تھا اتفاقاً بنی اسرائیل کے ایک فاضل کی تالیف مل گئی جس میں بیت المقدس کے حالات اور بنی اسرائیل کی ان دونوں حکومتوں کا بیان لکھا ہوا تھا جو بخت نصر اول کی ویرانی سے طیطش ثانی کی ویرانی کے درمیان زمانہ جلوۂ کبریٰ میں قائم ہوئی تھیں۔ مؤلف نے اپنے خیال میں اس زمانہ کے پورے حالات لکھے ہیں اس کا نام یوسف بن کریون ہے۔

ابیانوس کی گرفتاری ورہائی: یہ یہود کے نامی سپہ سالاروں اور رئیسوں میں سے تھا۔ صولت[1] کی حکومت اس کے قبضہ میں اس زمانہ میں تھی جس وقت روم نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا تھا اور اسبیانوس پدر طیطش نے اس کا اور بیت المقدس کا محاصرہ کیا تھا اور صولت کو بزور تیغ فتح کیا تھا۔ یوسف بھاگ کر پہاڑ کی کسی گھاٹی میں چھپ رہا۔ قضا کار اسبیانوس ایک روز تن تنہا اس طرف آنکلا اس نے اس کو گرفتار کرلیا اور پھر اس کو اس نے احساناً چھوڑ دیا۔ اسی ذریعہ سے اس کے لڑکے طیطش نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس سے جلاء وطن کیا تو اس نے یوسف کو عبادت کی غرض سے بیت المقدس ہی میں رہنے دیا۔

بنی حسمنائی و بنی ہیرودس: یہ تو مؤلف کا ترجمہ تھا اب باقی رہی کتاب۔ میں اس سے بیت المقدس اور یہود کے اس مدت کے حالات اور ان کی ان دونوں حکومتوں بنی حسمنائی اور بنی ہیرودس کے تذکرے اور اس زمانہ کے نئے امور جیسا کہ میں نے اس تالیف میں پایا ہے۔ اس مقام پر خلاصہ کر کے لکھتا ہوں کیونکہ میں نے سوائے اس تالیف کے ان حالات کو اور کسی کتاب میں نہیں پایا اور ہر قوم اپنے سلف کے حالات دوسروں کی بہ نسبت زیادہ جانتی ہے۔ جب کہ ان واقعات کی مخالفت وہ نہ کرتا ہو جو اس سے پہلے گزرا ہو۔ جیسا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((لا تصدقوا اھل الکتاب)) اور پھر ارشاد کیا ((و لا تکذبوھم)) باوجودیکہ یہاں یہود کے حالات اور قصص انبیاء کی طرف اشارہ ہے جن کے بارے میں ﴿مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ آیات نازل ہوئی ہیں اس دلیل سے کہ اس کے بعد فرمایا ہے: ﴿قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ﴾ (العنکبوت: ۴۶) اور ان واقعات کی خبروں میں جو کسی کی طرف مستند ہوں اس میں سے ایک شخص کی روایت

---

[1] بیت المقدس کے قریب ایک شہر کا نام ہے۔ کمافی التوراۃ اور شاید اس کو اب صفد کہتے ہیں۔

بھی کافی ہوگی جب کہ اس کی صحت کا گمان غالب ہو۔ لہٰذا ہم اس نظر سے مناسب سمجھتے ہیں کہ ان حالات کو بنی اسرائیل کے حالات کے ساتھ شامل کر دیں جو پہلے لکھے جا چکے ہیں تا کہ ان کے ابتدائے زمانہ سے اخیر زمانہ تک کے حالات کی تکمیل ہو جائے اور میں نے ان کی صداقت اور جھوٹ کا زیادہ التزام نہیں کیا۔ و اللّٰہ المستعان

حضرت ارمیاؑ کی پیش گوئی: طبری اور ائمہ تاریخ لکھتے ہیں کہ یرمیاؑ (یا ارمیا) بن خلقیاء بنی لاوی سے اور انبیاء اسرائیل کی طرح صدقیاہو بیت المقدس کے اخیر بادشاہ بنی یہودا کے زمانہ حکومت میں تھے۔ جب ان لوگوں میں کفر و الحاد پھیلا تو جناب موصوف نے انہیں بخت نصر کے ہاتھوں ہلاک ہونے سے ڈرایا۔ بنی اسرائیل نے ارمیاؑ نبی کو قید کر دیا۔ جب بخت نصر نے بیت المقدس پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ حاصل کر کے انہیں اور قیدیانِ بنی اسرائیل کے ہمراہ بابل روانہ کیا۔ ارمیاؑ نبی کے ان اقوال میں سے جو انہوں نے بنی اسرائیل سے کہے تھے ایک قول یہ بھی تھا کہ بنی اسرائیل ستر برس کے بعد پھر بیت المقدس واپس کر دیئے جائیں گے اور اس زمانہ میں وہاں بخت نصر اور اس کا لڑکا اور پوتا حکومت کرے گا اور وہ انہیں ہلاک کر ڈالے گا اور کسدانیوں کی حکومت جاتی رہے گی۔ ارمیاؑ نبی نے بنی اسرائیل کو دوسرے الفاظ میں یہ سمجھایا تھا کہ تم لوگ بیت المقدس کے ویران ہونے کے ستر برس بعد پھر اسی کی طرف واپس کئے جاؤ گے۔

حضرت یشعیا بن امصیا کی بشارت: اور یشعیا بن امصیا نے جو ان کے انبیاء کرام میں سے تھے یہ خبر دی تھی کہ بنی اسرائیل کورش شاہ فارس کے زمانہ میں بیت المقدس کی طرف واپس کئے جائیں گے۔ چنانچہ کورش نے جب بابل پر قبضہ حاصل کیا اور کسدانیوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تو اس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس واپس آنے اور مسجد بنانے کی اجازت دی اور لوگوں میں یہ منادی کرا دی کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک مکان بنانے کی ہدایت کی ہے پس اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کام کرنا چاہئے وہ اس کے بنانے کے لئے جائے گا۔

بنی اسرائیل کی مراجعت بیت المقدس: چنانچہ بیالیس ہزار بنی اسرائیل اس کام کے لئے روانہ ہوئے اور ان میں زیریافیل بن سالتھیل بن یوخنیا اخیر بادشاہ قدس بھی تھا۔ جسے بخت نصر نے قید کیا تھا اور عزیر نبی بھی ان کے ہمراہ تھے۔ عزیر اور اشیوع میں چھ پشتوں کا فرق بتایا جاتا ہے میں نے ان کے ناموں کی نقل پر اعتبار نہیں کیا۔ اس وجہ سے کہ ان میں ردوبدل کا گمان غالب تھا۔ بہر کیف کورش نے مسجد اقصیٰ کے برتن بھی لوٹا دیئے جو کثرت کی وجہ سے نہیں بیان کئے جا سکتے۔ ابنِ عمید کہتا ہے کہ مسجد اقصیٰ کے پانچ ہزار چار سو طلائی اور نقرئی برتن تھے۔

بیت المقدس کی از سر نو تعمیر: بنی اسرائیل نے بیت المقدس پہنچ کر کورش کی امداد سے بیت المقدس کی تعمیر شروع کی۔ ان کے قدیمی دشمن سامرہ کے رہنے والے ان سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے اور ستر برس کی مدت بھی پوری نہ ہوئی تھی کیونکہ بیت المقدس کی ویرانی بخت نصر کی حکومت کے اٹھارہویں برس ہوئی ہے اور اس کی حکومت پینتالیس برس رہی اور اس کے لڑکے اور پوتے کا عہد حکومت پچیس برس رہا۔ اس حساب سے ستر برس میں اٹھارہ برس کم ہوئے، جو بیت المقدس کی ویرانی سے قبل کی حکومت کے گزر چکے تھے۔

اہل سامرہ کی تعمیر بیت المقدس میں مزاحمت: اہل سامرہ بنی اسرائیل کو تعمیر قدس سے برابر روکتے رہے۔ یہاں تک کہ اٹھارہ برس کی بقیہ مدت ختم ہو گئی اور دارا شاہ فارس کی حکومت کا زمانہ آ گیا۔ اہل سامرہ اس کی تعمیر رکوانے کی غرض

سے دارا کے پاس گئے دارا کے ارکان دولت نے عرض کیا کہ کورش نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی تعمیر کی اجازت دی تھی۔ دارا نے بنی اسرائیل سے کوئی مزاحمت نہ کی اور بنی اسرائیل نے دارا اوّل کی حکومت کے دوسرے برس اس کی تعمیر پوری کر لی ان دنوں ان کے کاہن عزیر تھے۔ انہوں نے بیت المقدس واپس آنے کے دوسرے برس توریت کی تجدید کی۔ پھر زیریا فیل مر گیا اس کی جگہ یہشمیاس کو بٹھایا اور عزیر کے انتقال کے بعد شمعون الصفا (بنی ہارون) کو ان کا نائب مقرر کیا۔

بلتنصر بن بخت نصر: یوسف بن کریون کہتا ہے کہ بخت نصر جب بابل کی طرف واپس ہو کر گیا تو اس نے ستائیس برس اور حکومت کی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا بلتنصر تین برس تک حکومت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ داریوش بادشاہ ماذی (جس کو میں ویلم سمجھتا ہوں) اور کیرش بادشاہ فارس نے اس سے بدعہدی کی اور باہم لڑائی ہوئی۔ بالآخر بخت نصر کے لشکر نے ان کو شکست دی۔ اس نے اس کامیابی کی خوشی میں ایک جشن شاہی منعقد کیا اور اپنے سرداران لشکر کو جمع کر کے بیت المقدس کے ان برتنوں میں انہیں شراب پلائی جنہیں اس کا باپ ہیکل سے اٹھالایا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس فعل پر ناراض ہوا۔ اس نے اسی وقت بچشم خود یہ دیکھا کہ ایک غیبی ہاتھ نے دیوار سے نکل کر کسدانی خط میں دیوار پر چند کلمات لکھے وہ کلمات عبرانیہ ''احصیٰ' وزن' نقد'' تھے۔ بلتنصر اور حاضرین یہ دیکھ کر سخت پریشان ہوئے اور دانیال نبی سے انتہائی منت وساجت سے اس کا مطلب دریافت کیا۔

بلتنصر کا قتل: وہب ابن منبہ کہتا ہے کہ دانیالؑ' حزقیل' اصغر اور دانیالؑ اکبر کی اولاد سے ہیں اور انہوں نے ان کلمات کی تعبیر یہ فرمائی کہ یہ کلمات تجھے تیرے زوال ملک سے ڈراتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری حکومت کے زمانے کو محصور کر دیا اور اس نے تیرے اعمال کو تول لیا اور تیری قوم سے ملک چھین لینے کا حکم نافذ کیا۔ حکم الٰہی سے اسی رات کو بلتنصر مارا گیا۔

کورش کا بنی اسرائیل سے حسن سلوک: اور جیسا کہ ہم نے پہلے تحریر کیا ہے کورش اور اس کی قوم ملک پر مستقل حکمران ہو گئی۔ جلاوطنان بنی اسرائیل بیت المقدس واپس کر دیئے گئے اور انہیں کسدانیوں پر فتح یابی کے شکریہ میں اس کی عمارت کی تعمیر کے لئے مال ومتاع دیا گیا۔ بنی اسرائیل خوشی کے ساتھ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے ہمراہ عزیز کاہن اور نجمنا اور مردخائی اور بنی اسرائیل کے تمام جلاوطن رؤسا بھی تھے۔ بنی اسرائیل نے یروشلم پہنچ کر بیت المقدس اور مذبح کو گزشتہ حدود کے مطابق بنانا شروع کیا اور خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے قربانیاں کیں۔ اس کے بعد کورش ان کو گیہوں' زیت' گائے' بکری' شراب اور تمام وہ چیزیں جن کی انہیں ضرورت ہو بیت المقدس کی مجاورت کے لئے سالانہ دیتا رہا۔ اس کے علاوہ ان کے ساتھ اور بھی سلوک اور احسانات کرتا تھا۔ اس کے بعد اور ملوک فارس اس کی پیروی کرتے رہے۔

وزیر ہامان کی بنی اسرائیل سے مخاصمت: مگر اخشویروش کے زمانہ حکومت میں ان سب باتوں میں کمی واقع ہو گئی اس کا وزیر ہامان نامی عمالقہ میں سے تھے وہ در پردہ بنی اسرائیل کا مخالف اور دشمن تھا رفتہ رفتہ اس کی پوشیدہ کوششوں نے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ اخشویروش ان کے قتل پر تل گیا۔ لیکن مردخائی کی سفارش نے بنی اسرائیل کو قتل سے بچا لیا اور اس نے مردخائی کے کہنے سے بنی اسرائیل کو وہ جس حالت پر تھے اسی حالت پر رہنے دیا۔

سکندر اور کاہن اعظم: یہاں تک کہ دارا کے مرنے سے حکومت فارس کا خاتمہ ہو گیا اور ملک فارس پر بنی یونان قابض ہو گئے اور ان میں سے اسکندر بن فیلقوس حکومت کرنے لگا۔ اس نے اپنے فتح یاب لشکر سے زمین کو روند ڈالا' شاہی ساحل کو فتح

کر کے بیت المقدس کی طرف گیا کیونکہ وہ بھی دارا کے ممالک مقبوضہ میں داخل تھا' بنی اسرائیل کے کاہنین اس کے آنے کی خبر سن کر خائف ہو گئے۔ ایک مرتبہ سکندر نے عالم خواب میں یہ دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا اس سے کہہ رہا ہے کہ "میں تیری مدد کے لئے آیا ہوں اور اس نے اسے اہل قدس کو تکلیف دینے سے منع کیا اور اسے ان کی خواہشات پورا کرنے کی ہدایت کی"۔ جب سکندر بیت المقدس پہنچا اور کاہن اعظم نے اس سے ملاقات کی۔ اس نے کاہن کی تعظیم وتکریم کی اور اس کے ہمراہ ہیکل میں داخل ہوا۔ کاہن نے سکندر کے لئے دعاءِ برکت کی۔

سکندر کی خواہش: سکندر اس کی طرف مائل ہو گیا اور اس نے کاہن سے یہ خواہش ظاہر کی کہ اس مقدس مقام پر اس کی سونے کی تصویر رکھ دی جائے تا کہ اس کا ذکر خیر ہوتا رہا۔ کاہن نے کہا کہ یہ ہمارے مذہب میں ممنوع ہے۔ لیکن تُو اپنی ہمت اور فیاضی قربان گاہ اور نمازیوں پر خرچ کر کہ وہ تیرے لئے دعا کرتے رہیں گے اور تیری یادگار قائم کرنے کی غرض سے اس سال جس قدر بچے بنی اسرائیل میں پیدا ہوں گے وہ سب تیرے نام سے موسوم ہوں گے سکندر اس بات پر راضی ہو گیا۔

سکندر کی بنی اسرائیل پر نوازشات: بنی اسرائیل نے بے انتہا مال دیا اور کاہن کو نہایت معقول معاوضہ دے کر دارا کی لڑائی کے بارے میں استخارہ کرنے کے لئے کہا۔ کاہن نے کہا "جاؤ تمہارا اللہ مددگار ہو گا"۔ پھر سکندر نے دانیال سے اپنا خواب بیان کیا انہوں نے تعبیر کی کہ تُو دارا پر فتح پائے گا اس کے بعد سکندر بیت المقدس سے واپس ہوا اور اس کے اطراف و جوانب کو دیکھتا ہوا نابلس کی طرف گزرا اور سنبلاط سامری سے ملا۔ اہل قدس نے اسے نکال دیا تھا۔ سنبلاط نے سکندر کی دعوت کی اور تحفے ہدایا دیئے اور طویل برید میں ہیکل بنانے کی اجازت چاہی سکندر نے اسے ہیکل بنانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ سنبلاط نے ہیکل تیار کر کے اپنے داماد منشا کو اس کا کاہن مقرر کیا۔ یہودیوں کا یہ گمان ہے کہ توریت میں قول باری عز اسمہ ((اجعل البرکۃ علی جبل کریدم)) سے یہی ہیکل مراد ہے۔ یہودی اپنی عیدوں میں اس نئے ہیکل کی طرف جانے اور اس پر نذریں چڑھانے لگے' رفتہ رفتہ وہ عظیم الشان ہو گیا اور اہل بیت المقدس اس سے دب گئے یہاں تک کہ ہر مایوس بن شمعون بادشاہ اوّل بنی حسمنائی نے اسے ویران کیا۔

اموال ہیکل کی ضبطی کا منصوبہ: اس کے بعد سکندر اپنی حکومت کے بتیس سال پورے کر کے مر گیا اور اس کا ملک اس کے اراکین سلطنت میں تقسیم ہو گیا۔ سلیافوس سکندر کے بعد اس کے اراکین دولت میں سے ایک بارعب وجاہ شخص ہوا۔ وہ بھی فقراء اہل قدس کے لئے مال واسباب بھیجتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد اسے یہ خیال آیا کہ ہیکل میں اسباب نادرہ اور جواہرات کے بکثرت ذخیرے ہیں اس نے ایک اس کی طمع میں اپنے سپہ سالار کو جس کا نام اردوس تھا۔ بیت المقدس کے مال واسباب اور ذخیرے ضبط کرنے کے لئے روانہ کیا۔ کاہن حنینان نے اردوس کو اس فعل سے باز رکھنا چاہا اور یہ ظاہر کیا کہ اس میں فارس اور یونان کے بقیہ صدقات ہیں اور وہ چیزیں ہیں جو حال میں سلیاقوس نے مرحمت فرمائی ہیں۔ اردوس کاہن حنینان کے کہنے پر متوجہ نہ ہوا' ہیکل کے لوٹنے پر تیار ہو گیا۔ اہل قدس کی بددعا سے اردوس اثناء راہ میں جب کہ ہیکل کے لوٹنے کو آ رہا تھا دردِ سر میں مبتلا ہو گیا اس کے ہمراہی پریشان ہو کر کاہن حنینان کے پاس آئے معذرت کی اور دعائے نیک کے خواستگار ہوئے۔ چنانچہ کاہن حنینان کی دعا سے اردوس اس وقت اچھا ہو گیا اور اپنی دلیری پر نادم ہو کر لوٹ آیا اس واقعہ سے سیلاقوس بیت المقدس کی زیادہ عزت کرنے لگا اور مقررہ مال واسباب دوچند بھیجنے لگا۔

توریت کا یونانی ترجمہ: ابن کریون کہتا ہے کہ پھر توریت کا یونانیوں کے لئے ترجمہ کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تلمائے نے یونانیوں میں سے سکندر کے بعد مصر پر حکومت حاصل کی۔ یہ مقدونیہ کا رہنے والا' علم دوست' حکمت وکتب الٰہیہ کا ازحد شائق تھا۔ اس سے یہود کی کتب اسفار کا ذکر کیا گیا۔ اسے ان کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ قدس شریف کے کاہنوں کو اس کی بابت لکھا اور ان کو تحائف بھیجے' ستر علماء یہود اس کام کے لئے منتخب کئے گئے۔ جن میں کاہن عازر بھی تھے جب یہ لوگ ان کے پاس پہنچے تو اس نے ان کی بہت بڑی عزت کی اور نہایت احترام سے ٹھہرایا۔ ہر ایک کے لئے ایک کاتب مقرر کیا۔ جو کچھ وہ ترجمہ کر کے بتاتے تھے یہ کاتب لکھتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ اسفار کا عبرانی زبان سے یونانی زبان میں ترجمہ ہو گیا۔ علماء یہود نے اس کی تصحیح کی اور اس کی روایت کرنے کی اجازت دی۔ تلمائے نے اس صلہ میں تقریباً ایک لاکھ یہودیوں کو چھوڑ دیا۔ جو مصر میں قید تھے اور ایک سونے کا منبر بنوا کر اس پر سرزمین مصر اور نیل کا نقشہ بنوایا اور اسے جواہرات سے مرصع کر کے قدس شریف میں بطور نذر بھیج دیا جو ہیکل میں امانتاً رکھ دیا گیا۔

یہودیوں پر جبر و استبداد: پھر تلمائی والی مصر مر گیا اور الظیوخوش والی مقدونیہ' انطاکیہ پر قابض ہوا۔ اس کے بعد مصر کی حکومت لے لی اور ملوک طوائف نے ارض عراق میں اس کی اطاعت قبول کی۔ اس وجہ سے اس کی حکومت کی بناء مضبوط ہو گئی اور اس کا رعب و داب بڑھ گیا۔ اس نے لوگوں کو بت پرستی کا حکم دیا اور اپنی شکل کا ایک بت بنوایا۔ یہودیوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کیا۔ فتنہ پردازوں نے کہہ سن کر اسے یہودیوں کے خلاف ابھار دیا۔ چنانچہ الظیوخوش یہودیوں پر حملہ آور ہوا اور انہیں قتل اور گرفتار کرنے لگا۔ یہودی پہاڑوں اور بیابانوں کی جانب بھاگ گئے۔ الظیوخوش ان کی خونریزی کے بعد لوٹا اور بیت المقدس میں اپنا ایک نائب قیلیوقوس نامی مقرر کیا اور اسے یہ حکم دیا کہ وہ یہودیوں کو بتوں کے سجدہ کرنے اور خنزیر (سور) کھانے اور ترک اعمال سبت (سنیچر کے اعمال چھوڑنے) اور ختنہ ترک کرنے پر مجبور کرے اور جو شخص اس کی مخالفت کرے اسے سزائے موت دی جائے۔ اس نے ایسا ہی کیا بلکہ اس سے زیادہ سختی اختیار کی اور وہ غنڈے جو اس فتنہ کا باعث ہوئے تھے یہودیوں کے قتل و غارت پر دلیر ہو گئے۔ عازر کاہن کو قتل کر ڈالا جس نے توریت کا یونانی میں ترجمہ کیا تھا جبکہ اس نے بت کے سجدہ اور ان کے نام کی قربانی کھانے سے انکار کیا۔

فلیقوس کی جنگ: جو لوگ پہاڑوں اور صحراؤں کی طرف بھاگ گئے تھے ان میں متیتا بن یوحنا بن شمعون کاہن اعظم بھی تھا۔ جو حشمنائی بن حونیا بنی نوذاب نسل ہارون علیہ السلام سے معروف ہے یہ مرد صالح اور شجاع و دلیر تھا۔ اپنی قوم کی تباہی و بربادی سے غمزدہ سنسان بیابان میں مقیم تھا۔ جب الظیوخوش بیت المقدس سے کوچ کر گیا تو اس نے یہود کو اپنے جائے مقام سے مطلع کیا اور انہیں یونانیوں پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ یہود نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور مستعد ہو گئے۔ فلیقوس سپہ سالار الظیوخوش یہ خبر پا کر اپنا لشکر لئے ہوئے متیتا کی گرفتاری کے لئے چلا۔ یہودا اور فلیقوس سے مقابلہ ہوا۔ فریقین نے جی توڑ کر دادمردانگی دی۔ مگر اس سے پہلے یہود کی کامیابی اور فلیقوس کی شکست کاتب تقدیر نے لکھ دی تھی۔ لڑائی کا میدان یہود کے ہاتھ رہا اور فلیقوس کا لشکر بھاگ نکلا۔

یہوذ بن متیتیا اور نیقانور کی جنگ: اس اثناء میں متیتیا کا انتقال ہو گیا۔ یہوذ ابن متیتیا حکمران ہوا اس نے بھی فلیقوس کو دوبارہ شکست دی الظیوخوش ان دنوں اہل فارس سے لڑائی میں مصروف تھا اس نے اس شکست کا حال سن کر اپنے لڑکے

افظر کو اپنا قائم مقام کر کے اس کی کمک پر اپنی ہی قوم کے ایک سپہ سالار لیشاوش نامی کو مامور کیا اور انہیں یہودیوں پر فوج کشی کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے تین نامی جرنیلوں نیقانور' تلمیاس' صردوس کو یہودیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور ان سے یہودیوں کی پامالی اور قتل و غارت کا اقرار لے لیا۔ اطراف دمشق و حلب کے تمام ارمنی اور دشمنان یہود و فلسطین وغیرہ سے اس لشکر کے ہمراہ ہو گئے۔ یہوذا ابنِ متیتیا سردار یہود نے پہلے اللہ تعالیٰ سے اپنی فتح و نصرت کی دعا مانگی اور بیت المقدس کا طواف کیا اور تبرکاً اس پر ہاتھ پھیرے۔ اس کے بعد مقابلہ پر آیا' پہلے نیقانور کے لشکر سے مقابلہ ہوا اور پہلے ہی حملہ میں اسے شکست دی۔ اس کے بعد لشکریوں کو قتل کیا۔ اس کا مال واسباب لوٹ لیا۔

بنی اسرائیل کی فتح: پھر سپہ سالاران لشکر تلمیاس اور صردوس سے لڑا اور انہیں بھی شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا اور الظیوخوش کے اول سپہ سالار فلیقوس کو گرفتار کر کے آگ میں جلا دیا۔ نیقانور لڑائی کے میدان سے بھاگ کر مقدونیہ پہنچا اور لیشاوش و افظر کو اس سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد شاہ فارس سے الظیوخوش کے شکست پانے کی خبر آئی اس کے بعد ہی وہ خود بھی مقدونیہ آ پہنچا اور یہودیوں کی کامیابی سے برہم ہو کر ایک جرار لشکر مرتب کر کے بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں عارضہ طاعون میں مبتلا ہو کر مر گیا اور وہیں دفن کر دیا گیا۔ اس کے مرنے کے بعد افظر تخت نشین ہوا اور اس کا نام اس کے باپ الظیوخوش کے نام سے موسوم ہوا۔

بیت المقدس کی تطہیر: یہوذا ابنِ متیتیا ان لڑائیوں سے فارغ ہو کر قدس شریف واپس ہوا اور الظیوخوش کی بنوائی ہوئی قربان گاہیں اور بت تڑوا ڈالے مسجد کو بتوں کی نجاست سے پاک کیا اور ایک دوسرا نیا مذبح قربانی کے لئے بنوایا اور اس میں لکڑیاں جمع کر کے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اپنی نشانی دکھلانے کی غرض سے اسے بغیر آگ کے مشتعل کر دے چنانچہ وہ لکڑیاں بغیر آگ کے جلنے لگیں یہ آگ برابر زمانہ ویرانی ثانی تک مشتعل رہی۔

عید العساکر: اس دن کو یہودیوں نے عید کا دن قرار دیا اور اسے عید العساکر کے نام سے موسوم کیا۔ اس کے بعد افظر نے دوبارہ اپنے باپ کی تمنا پوری کرنے کے لئے لیشاوش کو یہودیوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ یہوذا ابن متیتیا نے اسے شکست دے کر پسپا کر دیا۔ لیشاوش بھاگ کر ایک قلعہ میں جا چھپا۔ یہوذا ابن متیتیا نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ بالآخر لیشاوش نے دب کر اس امر پر مصالحت کر لی کہ آئندہ لیشاوش ابنِ متیتیا سے لڑنے کے لئے نہ آئے گا اس معاہدہ میں حسبِ خواہش یہوذا افظر بھی شامل کیا گیا۔ لیشاوش محاصرہ سے نجات پا کر اپنے ملک واپس ہوا اور یہوذا ابن متیتیا اپنی قوم کی اصلاح میں مصروف ہوا۔

رومیوں کا ابتدائی دور: ابنِ کریون کہتا ہے کہ کتیم (روم) کی حکومت کا یہ ابتدائی زمانہ تھا۔ یہ رومیہ میں رہتے تھے ان کے تمام امور تین سو تیس رئیسوں کے شوریٰ پر منحصر تھے۔ ان میں سے ایک رئیس صدر نشین ہوتا تھا اسے وہ شیخ کے لقب سے موسوم کرتے تھے وہ ان کے تمام کام انجام دیتا تھا۔ جو غیر قومیں ان پر چڑھ آتی تھیں اسی کی رائے سے ان کا مقابلہ کرتے تھے اس پر انہیں بہت بڑا اطمینان تھا۔ اس وقت تک تو ان کی یہی حالت تھی اس سے پہلے وہ یونانیوں پر غالب آ چکے تھے ان کے ملک پر قابض ہو گئے تھے اور دریا عبور کر کے افریقہ تک اپنے قبضہ میں لے لیا تھا۔

الظیوخوش افظر کی یہوذا ابن متیتیا پر فوج کشی: غرض کہ یہ متفق ہو کر الظیوخوش افظر اور اس کے چچازاد لیشاوش

یادگار شاہان یونان پر حملہ کرنے کی غرض سے انطاکیہ کی طرف بڑھے اور یہوذا بادشاہ بیت المقدس کوالظیوخوش اور یونانیوں کی اطاعت سے علیحدہ ہونے کے لئے لکھا۔ یہوذا نے ان کے لکھنے پر عمل کیا جب اس کی اطلاع الظیوخوش افظر کو ہوئی تو یہوذا ابن متتیا کی عہد شکنی اور نئی سازش سے سخت برہم ہو کر فوج کشی کر دی۔

یہوذا ابن متتیا اور الظیوخوش میں مصالحت: یہوذا ابن متتیا نے نہایت ہوشیاری سے اس کا مقابلہ کیا۔ شکست پانے کے بعد الظیوخوش نے صلح کا پیام بھیجا۔ شرائط صلح یہ قرار پائے کہ یہوذ بن متتیا اپنے عہد قدیم پر قائم رہے اور الظیوخوش جو کچھ سالانہ بیت المقدس کو بطور نذر دیتا تھا دیتا رہے اور فتنہ پرواز جو لڑائی کے باعث ہوتے ہیں انہیں قتل کر ڈالے چنانچہ شملاؤش کو قتل کر ڈالا اور عہد واقرار از سر نو قائم ہوا۔

دمتریاس کا انطاکیہ پر حملہ: اس کے بعد اہل رومہ نے اپنے سپہ سالار دمتریاس بن سلیاقوس کو ایک جرار فوج کے ہمراہ انطاکیہ کی طرف روانہ کیا۔ الظیوخوش افظر نے ان کا مقابلہ کیا مگر اس کی جی توڑ کوششوں نے اسے کچھ فائدہ نہ پہنچایا یہ اور اس کا چچازاد بھائی لیشاوش لڑائی کے میدان میں مارے گئے۔ روم کامیابی کے ساتھ انطاکیہ میں داخل ہو گئے۔

یہوذا اور نیقانور: قیموس کاہن یہودی فتنہ پردازوں میں سے تھا جو الظیوخوش کے پاس رہتا تھا۔ اس نے دمتریاس سپہ سالار روم کو کامیابی کے بعد بیت المقدس کے مال واسباب کی ترغیب دلائی اور اس پر قبضہ حاصل کرنے کی تحریک کی۔ اس نے نیقانور کو اس کام کی انجام دہی کی غرض سے روانہ کیا۔ یہوذ بن متتیا بادشاہ بیت المقدس نہایت تپاک کے ساتھ اس سے ملنے کے لئے آیا۔ اور ہدایا وتحائف اندازہ سے زیادہ پیش کئے۔ نیقانور، یہوذا کی ان پسندیدہ کاروائیوں سے بے حد خوش ہوا۔ دونوں نے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی قسمیں کھائیں۔ قیموس کاہن نے نیقانور کے پہنچنے سے پہلے دمتریاس کو نیقانور اور یہوذا کی باہمی سازش کی اطلاع دے دی اور بیت المقدس پر قبضہ حاصل کرنے کی زیادہ ترغیب دی۔

نیقانور کی شکست وقتل: دمتریاس نے اپنے سپہ سالار کو ملامتانہ خط لکھا اور اپنے حکم کی بجا آوری کی سخت تاکید کی اور یہ بھی تحریر کیا کہ وہ یہوذا کو گرفتار کر لائے۔ یہوذا کو اس کے جاسوسوں نے اس واقعہ سے مطلع کر دیا۔ وہ بیت المقدس کو چھوڑ کر سامرہ (صبسطیہ) چلا گیا۔ نیقانور نے اس کا تعاقب کیا۔ یہوذا نے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ نیقانور کو شکست ہوئی۔ یہوذا نے لشکر روم کے اکثر حصہ کو قتل کر ڈالا اور نیقانور کو گرفتار کر کے بیت المقدس میں ہیکل پر سولی دے دی۔ یہودیوں نے اس دن کو بھی روز عید مقرر کیا۔

یہوذا کا خاتمہ: اس کے بعد دمتریاس سپہ سالار روم نے ایک دوسرے ہوشیار و ماہر افسر بقرؤس نامی کو تیس ہزار فوج کے ساتھ یہودیوں سے لڑنے کو بھیجا۔ یہوذا کا لشکر لڑائی کے میدان سے اپنے بادشاہ کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور مختلف گھاٹیوں میں جا چھپا۔ یہوذا معدودے چند آدمیوں کے ساتھ لڑتا ہوا بھاگا۔ بقرؤس نے تعاقب کیا اثناء جنگ میں یہوذا مارا گیا اور اپنے باپ متتیا کے قریب دفن کیا گیا۔

یوناثال اور یعتروس کی جنگ: اس کا بھائی یوناثال بقیہ یہودیوں کو لے کر مضافات اردن کی طرف چلا گیا۔ یعتروس نے اس کا مقام برسیع میں پہنچ کر محاصرہ کیا۔ ایک مدت تک کسی قتل وقتال کے بغیر یوناثال کو محاصرہ میں رکھا۔ یوناثال ایک آخری کوشش یا اپنی قسمت کا آخری فیصلہ کرنے کو یہودیوں کو لے کر برسیع سے نکلا لڑائی ہوئی۔ بالآخر یعتروس کو شکست فاش

دے کر گرفتار کر لیا اور اس شرط پر کہ یعتروس آئندہ یہودیوں سے لڑنے کے لئے نہ آئے گا' چھوڑ دیا اس کے بعد ہی یوناثال مر گیا اور یہودیوں پر اس کا تیسرا بھائی شمعون حکومت کرنے لگا۔

شمعون اور دمتریاس کی جنگ: شمعون کے حسن انتظام اور خوبی سلوک سے اطراف وجوانب کے یہود جمع ہو گئے جس سے اس موجودہ فوج کی قوت اس درجہ بڑھ گئی کہ اس نے اپنے تمام دشمنوں پر حملہ کر دیا۔ جس شخص نے اس پر حملہ کیا اسے پسپا کیا۔ دمتریاس سپہ سالار بھی انطاکیہ میں اس کے مقابلہ پر آیا۔ اس نے دمتریاس کو شکست دی اور فوج روم کی ایک کثیر تعداد کو مار ڈالا۔ اس کے بعد روم نے لڑائی کا پھر حوصلہ نہ کیا تا آنکہ شمعون پر تلمائی شوہر اخت شمعون نے دفعتاً حملہ کر دیا اور اسے قتل کر کے اس کے لڑکے' عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ لیکن شمعون کا بڑا لڑکا قانوس بن شمعون غزہ کی طرف بھاگ گیا۔ اس کا اصلی نام یوحان تھا یہ نہایت شجاع تھا۔ اس نے اس سے پہلے کسی لڑائی میں ایک شجاع ہرقانوس نامی کو مار ڈالا تھا۔ اس وجہ سے اس کے باپ نے مقتول کے نام سے اسے موسوم کیا۔ اطراف وجوانب کے یہودیوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے ہمراہ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔

محاصرہ قلعہ واخون: تلمائی بھاگ کر قلعہ واخون میں چھپا۔ ہرقانوس نے اس کا محاصرہ کر لیا ایک روز تلمائی شہر پناہ کی فصیل پر پھر رہا تھا اتفاق سے ہرقانوس کی بہن اور ماں کو تنہا پا کر گرفتار کر کے لے گیا اور ان کے قتل کی دھمکی ہرقانوس کو دی۔ ہرقانوس اس وجہ سے اور نیز عید مظال کے آ جانے سے لڑائی موقوف کر کے بیت المقدس واپس آیا۔ تلمائی ہرقانوس کی بہن اور ماں کو قتل کر کے قلعہ واخون سے بھاگ گیا۔

دمتریاس اور ہرقانوس میں مصالحت: ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد دمتریاس سپہ سالار روم نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور یہودیوں کا محاصرہ کر لیا۔ یہودیوں نے عید کا زمانہ گزر جانے تک جنگ کی مہلت چاہی۔ دمتریاس نے اس شرط سے مہلت دی کہ قربانی میں سے اسے بھی کچھ دیا جائے۔ اس کے بعد اس کے دل میں خدا جانے کیا خیال آیا کہ جس سے دمتریاس نے بیت المقدس کے لئے تصویریں بھیجیں اور یہ یہودیوں کو صلح کی درخواست پیش کرنے کا اچھا موقع ہاتھ آ گیا۔ دمتریاس نے یہودیوں کی درخواست صلح کو قبولیت کا خلعت عطا کیا۔ ہرقانوس اس سے ملنے کے لئے گیا۔ تین سونے کے حقے دمتریاس کو ہدیتہً دیئے۔ دمتریاس بیت المقدس سے واپس آ کر اپنے دارالحکومت کی درستی وانتظام میں مصروف ہو گیا۔ اسی اثناء میں فارس اور روم میں جنگ ہو گئی۔ دمتریاس تمام کاموں کو چھوڑ کر لشکر روم لے کر موقع جنگ پر پہنچ گیا اور ہرقانوس عید کی وجہ سے جنگ پر نہ جا سکا۔

ہرقانوس کا اہل رومہ پر حملہ: یہاں تک کہ ہرقانوس کو دمتریاس کی شکست کی خبر معلوم ہوئی۔ ہرقانوس نے موقع مناسب پا کر اپنے دشمنان اہل شام پر حملہ کر دیا۔ نابلس اور قلعات اروم کو جو کوہ شراۃ میں تھے فتح کر کے ان پر جزیہ قائم کیا اور ان کے ختنے کرا دیئے۔ انہیں احکام توریت کی پابندی پر مجبور کیا اور اس ہیکل کو جسے سنبلاط سامری نے اسکندر کی اجازت سے بنایا تھا ویران کر دیا اور اپنے سرحدی بادشاہوں کو بزور وجبر اپنا مطیع کر لیا۔

ہرقانوس کی سردارن رومہ سے مصالحت: اس کے بعد رؤسا داعیان یہود کو رومہ کے منتظمین اور ارا کین دولت کے پاس تجدید عہد کی غرض سے روانہ کیا اور تمام چیزوں کو واپس مانگا جنہیں انطیوخوش اور یونان بیت المقدس سے اٹھا لے

گئے تھے۔ رومہ کے سرداروں نے ہرقانوس کے اس فرمان کی تعمیل کی اور خوشی سے عہد کی تجدید کی اور اس کو ملک الیہود (بادشاہ یہود) کے مبارک لقب سے مخاطب کیا۔

بنی حشمنائی کا پہلا بادشاہ: اس سے پہلے اس کے آباؤ اجداد کاہن کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ اس نے اپنے آپ کو بادشاہ کے لقب سے ملقب کیا اور عہدہ کہونت کو شاہی اختیارات میں شامل کر لیا یہ ملوک بن حشمنائی کا پہلا بادشاہ ہے۔

سامرہ کی تسخیر: القصہ ہرقانوس‘ اروم کے قلعوں پر قبضہ حاصل کر کے شہر سامرہ (صبصطیہ) کی طرف گیا اور اسے بزور تیغ فتح کر کے اس کی شہر پناہ کو ویران اور اس کے رہنے والوں کو قتل کر ڈالا۔

اسرائیل کے فرقے: ابن کریون کہتا ہے کہ یہودیوں میں ان دنوں تین فرقے تھے۔ ایک فرقہ فقہا اور اہل قیاس کا تھا جنہیں وہ فروشیم (ربانیین) کہتے تھے۔ دوسرا فرقہ ظاہریہ جو کہ ظاہری الفاظ کتاب پر عمل کرتے تھے اور ان کو وہ صدوقیہ (قراء) سے تعبیر کرتے تھے اور تیسرا فرقہ عباد کا تھا جو دنیاوی تعلقات قطع کر کے عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور یہ جیسید کہلاتے تھے۔ ہرقانوس کے آباؤ اجداد فرقہ ربانیین میں سے تھے۔ لیکن اس نے بذاتہ اپنا مذہب ترک کر کے قراء کا مذہب اختیار کر لیا تھا۔

ہرقانوس کی فرقہ ربانیین سے برہمی: تبدیلی کی وجہ یہ ہے کہ اس نے ایک دن یہود کو ایک جلسہ خاص میں جمع کیا اور یہود سے مخاطب ہو کر بولا ”میں تم سے نصیحت کا خواستگار ہوں“۔ ربانیین کو یہ خیال‘ پیدا ہوا کہ شاید وہ حکومت وسلطنت سے دست کشی کرنا چاہتا ہے اس وجہ سے ان میں سے بعض بول اٹھے کہ ”تمہارے لئے یہی نصیحت ہے کہ تم اپنے کو درجہ کہونت سے علیحدہ کر کے صرف حکومت کے رتبہ پر اکتفا کرو کیونکہ کہونت کی شرط تم میں نہیں پائی جاتی۔ تمہاری ماں زمانہ انطیوخش سے قیدیوں (لونڈیوں) میں سے تھی“۔ ہرقانوس نے برہم ہو کر کہا ”تم لوگ اپنے حاکم اور والی پر حکومت کیا چاہتے ہو میں آج سے اس مذہب کو چھوڑتا ہوں“۔ ہرقانوس نے یہ کہہ کر مذہب قراء اختیار کر لیا اور فرقہ ربانیین میں سے ایک بڑے گروہ کو قتل کر ڈالا۔ اسی وجہ سے یہود کے ان دونوں فرقوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا اور ایک زمانہ دراز تک دونوں میں برابر لڑائی ہوتی رہی۔

ارستبلوس بن ہرقانوس: ہرقانوس اپنی حکومت وسلطنت کے اکتیس برس پورے کر کے مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بڑا لڑکا ارستبلوس تخت حکومت پر بیٹھا۔ ہرقانوس کے اس کے علاوہ دو لڑکے اور تھے ایک کا نام انطیقنوس تھا جسے ہرقانوس پیار کرتا تھا اور دوسرے کو اسکندر کہتے تھے۔ ہرقانوس نے ناراض ہو کر اسے جبل الخلیل کی طرف جلاوطن کر دیا تھا۔ جب ارستبلوس نے حکومت کے زینہ پر قدم رکھا تو اس نے اپنے بھائیوں کو اپنے باپ کا مذہب اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ اسکندر اور اس کی ماں کو گرفتار کر لیا۔ انطقنوس نے معافی چاہی ارستبلوس نے اسے اپنے لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے لڑائیوں میں اسی کے جانے پر اکتفا کیا اور تاج کہونت اتار کر شاہی تاج پہن لیا۔ اس کے بعد انطقنوس نے ان لوگوں پر فوج کشی کی جو سرحدی مقامات پر رہتے تھے اور ارستبلوس کی فرماں برداری سے نکل گئے تھے۔ چنانچہ ان سب کو بزور تیغ اطاعت وفرماں برداری کے دائرہ میں کھینچ لیا۔

انطقنوس بن ہرقانوس کے خلاف سازش: اسی اثناء میں چند فتنہ پردازوں نے اس کے بھائی ارستبلوس سے اس کی شکایت کی اور اس کے کانوں کو انطقنوس کی شکایتوں سے بھر دیا۔ جب انطقنوس لڑائی سے واپس آیا تو اتفاق سے وہ زمانہ

عید مظال کا تھا اور اس کا بھائی بیماری کی وجہ سے گھر سے باہر نہ آتا تھا' انطقنوس شاہی محل میں جانے سے کنارہ کر کے ثواب کی غرض سے ہیکل میں چلا گیا۔ فتنہ پردازوں نے ارستبلوس سے یہ جڑ دیا کہ انطقنوس ہیکل میں کھونت کا درجہ حاصل کرنے گیا ہے اور وہ تمہارے قتل کی فکر میں ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ تمہارے پاس مسلح آئے گا''۔ ارستبلوس نے یہ سنتے ہی اپنے جاں نثاروں اور ملازمین قصر سے یہ تاکید کر دی کہ اگر انطقنوس مسلح آئے تو فوراً بلا اجازت و اطلاع اس کی گردن بار سر سے سبکدوش کر دینا۔ چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا اور فتنہ پردازوں کو اپنی کوشش میں کامیابی ہوئی۔

ارستبلوس کی پشیمانی و انتقال: کچھ عرصہ بعد ارستبلوس کو فتنہ پردازوں کی سازش اور فریب سے آگاہی ہوئی۔ وہ اپنے کیے پر پشیمان ہوا اور فرطِ غم سے اس درجہ اپنا سینہ پیٹا کہ اسے قذف الدم کا عارضہ ہو گیا اور اسی عارضہ میں ایک برس بعد مر گیا۔

اسکندر بن ہرقانوس: یہودیوں نے اس کے بھائی اسکندر کو قید سے نکالا' اس کی بیعت کی اور حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ اس کے بعد اس سے عکا اور صیدا والوں نے بدعہدی کی۔ اہل غزہ قبرص کی طرف بڑھے۔ اسکندر نے عکا پر پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس عرصہ میں ملکہ قلوپطرہ (یادگار ملوک یونان) اور اس کے لڑکے طیرو میں مخالفت ہو گئی۔ طیرو جزیرہ قبرص کی طرف چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر لیا اہل عکا نے کہلا بھیجا کہ اس پر قبضہ لے لیں گے اگر اسکندر کے محاصرہ سے نجات حاصل ہو گئی۔ چنانچہ طیرو لوٹ کر اسکندر کے ممالک کی طرف بڑھا اور جبل الخلیل پر اتر کر ایک گروہ کثیر کو قتل کیا پھر وہاں سے کوچ کر کے اردن پر حملہ آور ہوا۔

سرحدی امراء کی اطاعت: ان واقعات کے دوران میں اسکندر نے صیدا پر حملہ کر دیا اور اسے بزور تیغ فتح کر کے قدس شریف کی طرف واپس آیا۔ سرحدی امراء نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اس سے بغاوت کرنے والوں کا مزاج درست ہو گیا۔

ربانیین کی شورش و سرکوبی: اس کے بعد یہود میں پھر از سرِ نو فتنہ اس طرح پر برپا ہو گیا کہ عید مظال میں تمام یہودی مسجد میں جمع ہو کر کھا پی رہے تھے اور اسکندر بھی ان میں موجود تھا۔ کچھ لوگ اس سے کسی قدر فاصلہ پر تیر اندازی کر رہے تھے اتفاق سے ربانیوں میں سے ایک کا تیر اسکندر کے قریب آ گرا ربانیین اور قراء میں بحث ہوتے ہوتے جھگڑا ہونے لگا اور یہ جھگڑا اس قدر بڑھا کہ چھ برس تک فتنہ و فساد ختم نہ ہوا۔ ان فتنہ و فساد میں تقریباً پچاس ہزار ربانیین مارے گئے اور اسکندر قراء کا معین و مددگار رہا۔

دمتریاس اور اسکندر کی جنگ: ربانیین نے دمتریاس معروف بہ الظیو خوش کے پاس وفد (ڈیپوٹیشن) روانہ کیا اور اسے مال و اسباب دینے کا وعدہ کیا۔ دمتریاس ان کے کہنے میں آ گیا اور ایک لشکر جرار لے کر نابلس کی طرف بڑھا۔ اسکندر نے اس کا مقابلہ کیا اور دمتریاس کو شکست دے کر اس کے بے شمار لشکریوں کو مار ڈالا۔ پھر واپس ہو کر ربانیوں کی طرف آیا اور ان پر بھی فتح حاصل کی۔ تقریباً تین سو ربانیین کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

دمتریاس کا قتل: اس کے بعد دمتریاس کے تعاقب میں روانہ ہوا اور ان کے اکثر بلاد مقبوضہ کو فتح کر لیا۔ دمتریاس یہ سن کر ایک آخری کوشش اور اپنی قسمت آزمائی کی غرض سے لڑائی کے میدان میں آیا۔ لیکن اس کی تازہ کوششوں نے اسے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچایا۔ بالآخر شکست کھا کر بھاگا۔ اسکندر نے اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ محاربہ ربانیین اور دمتریاس کے تین برس

بعد بیت المقدس کی طرف لوٹا۔

اسکندر کی وفات: ان کامیابیوں سے اس کا رعب وداب بڑھ گیا اور اسے ایک قوت حاصل ہوگئی۔ اس کے بعد وہ بیمار ہو گیا اور تین برس تک بیمار رہا۔ بیماری کے دوران اسے بعض قلعوں کے محاصرہ کی ضرورت پیش آئی اس وجہ سے کہ ان قلعوں کے حکام نے اس سے سرتابی شروع کر دی۔ لیکن اتفاق زمانہ سے اسکندر کو اس کی موت نے ان قلعوں کے فتح کرنے کی مہلت نہ دی۔ دورانِ محاصرہ میں وہ مر گیا اور مرتے وقت اپنی بیوی کو یہ وصیت کر گیا کہ تا زمان فتح موت کا حال چھپایا جائے اور لاش بیت المقدس لے جا کر دفن کی جائے۔

ہرقانوس وارستبلوس پسران سکندر: اسکندر کے مرنے کے بعد ربانیوں نے عام طور سے اس کے لڑکے طرف میلانِ خاطر ظاہر کیا اور جنہوں نے ابتداً اختلاف کیا انہیں ایک جلسہ خاص میں جمع کر کے کر کے اپنی رائے سے متفق کر لیا۔ اسکندر کے دو لڑکے تھے۔ بڑے کا نام ہرقانوس تھا اور چھوٹے کو ارستبلوس کہتے تھے۔ یہ دونوں اسکندر کے مرنے کے وقت چھوٹے چھوٹے تھے جب یہ بڑے ہوئے تو ہرقانوس کہونت کے لئے منتخب کیا گیا اور ارستبلوس کو لشکر کی سپہ سالاری دی گئی لڑائی کا انتظام سپرد کیا گیا۔

ہرقانوس اور ارستبلوس میں اختلاف ومصالحت: ربانیوں نے اس کا ساتھ دیا اس نے عظیم الشان بادشاہوں سے خراج لیا اور ان کو مطیع کیا اس اثناء میں ربانیوں اور قراء میں پھر کسی قدر جھگڑا پیدا ہو گیا۔ یہ فتنہ ختم کرنے کی غرض سے ارستبلوس کی ماں بیت المقدس سے روانہ ہوئی۔ لیکن اس کی موت نے اس کی تمناؤں کا خون کر کے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور اسی کے زمانہ میں ہوا۔ الغرض جب اس کے لڑکے ارستبلوس کو جو سپہ سالار لشکر تھا اس کے مرنے کی اطلاع ہوئی تو وہ قراء کو جمع کر کے ہرقانوس اور ربانیوں سے لڑنے کے لئے چلا اور ان کا بیت المقدس میں محاصرہ کر لیا۔ سرداران یہود اور بڑے بڑے کاہن باہم صلح کرانے کی سعی کرنے لگے انجام کار اس پر صلح ہوئی کہ حکومت وسلطنت کا ارستبلوس مالک رہے اور ہرقانوس بدستور کہونت پر قائم رہے۔ اس رائے کے قرار پاتے ہی فتنہ وفساد ختم ہو گیا اور ارستبلوس کی حکومت مستقل ہوگئی۔

انطفتر ابوہیرودس: کچھ عرصہ بعد ہرقانوس اور ارستبلوس میں انطفتر ابوہیرودس کی وجہ سے جھگڑا پیدا ہو گیا۔ انطفتر ابوہیرودس اردن رؤسائے بنی اسرائیل میں سے تھا جو عزیر کے ساتھ بابل سے جمع ہو کر آئے تھے۔ اس میں رعب وداب و دلیری کا قدرتی مادہ تھا اس کے پاس مال واسباب اور بکثرت مویشی تھے اسکندر نے اسے بلاداروم (جبال شرات) کا حاکم کر دیا تھا۔ برسوں بلاداروم کا حاکم رہا وہیں سے اس نے اپنا نکاح کیا۔ جس سے چار لڑکے فیلو، ہیرودس، فرودا، یوسف اور ایک لڑکی سلومت نامی پیدا ہوئی۔

انطفتر کی معزولی: بعضے کہتے ہیں کہ انطفتر بنی اسرائیل سے نہ تھا بلکہ وہ اہل روم سے تھا اور بنی حشمنائی کے خاندان میں پرورش پائی تھی۔ جب اسکندر مر گیا اور اس کی بیوی اسکندرہ حکومت کرنے لگی تو انطفتر جبال شرات کی حکومت سے معزول کر دیا گیا۔ انطفتر جبال شرات سے بیت المقدس چلا آیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عنان حکومت ارستبلوس کے ہاتھ میں آئی۔

انطفتر کی ریشہ دوانی: ہرقانوس اور انطفتر میں مراسم اتحاد پہلے سے قائم تھے کچھ زمانہ بعد ارستبلوس اپنے بھائی ہرقانوس سے کشیدہ خاطر ہو گیا اس وجہ سے کہ اسے انطفتر کی چالاکیوں اور فریب سے آگاہی ہو گئی تھی۔ اس نے اس کے قتل کی کوشش کی لیکن ناکام رہا اور در پردہ ارستبلوس کے کاموں میں رخنہ اندازی کی فکر کرنے لگا اور لوگوں میں یہ ظاہر کرنے لگا کہ ارستبلوس ہرقانوس اور اس کے ہمراہیوں سے کینہ رکھتا ہے۔ اسے حکومت نہیں دینی چاہیے۔ ہرقانوس اس سے بدرجہا زیادہ حکومت و سرداری کے لائق ہے۔ پھر انطفتر نے ہرقانوس کو یہ فقرہ دیا کہ ارستبلوس تیرے قتل کی فکر میں ہے جب ہرقانوس کے دماغ میں یہ خیال متمکن ہونے لگا تو انطفتر نے اس کے مصاحبوں سے سازش کر کے ارستبلوس کی طرف سے پورے طور سے بدظن کر دیا۔ پھر بادشاہ عرب ہرثمہ کے پاس جانے کی رائے دی۔ ہرثمہ اور ہرقانوس میں مراسم اتحاد پہلے سے تھا اس خیال سے ہرقانوس اس کے پاس جانے پر آمادہ ہو گیا۔

ہرقانوس کی ہرثمہ سے امداد طلبی: غرض دونوں عہد و پیمان کر کے ہرثمہ کے پاس جا پہنچے اور ہرثمہ کو ارستبلوس سے جنگ کرنے پر ابھار دیا۔ ارستبلوس اور ہرثمہ سے لڑائی ہوئی۔ اثناء لڑائی میں ارستبلوس کے لشکریوں کا زیادہ حصہ ہرقانوس سے مل گیا۔ ارستبلوس میدانِ جنگ سے بھاگ کر قدس شریف میں جا چھپا۔ ہرقانوس اور ہرثمہ نے اس کا محاصرہ کر کے لڑائی برابر جاری رکھی۔

ہرقانوس کی عہد شکنی: یہاں تک کہ عید الفطر کا زمانہ آ گیا۔ محصور یہودی لڑائی کی وجہ سے اپنے مذہبی رسوم کو ادا نہ کر سکتے تھے اس وجہ سے انہوں نے ہرقانوس کے مصاحبوں کے ذریعہ سے قیمتی تحائف پیش کرنا چاہے، جب اس نے اسے منظور کر لیا تو انہوں نے اس سے بدعہدی کی اور بعض ان لوگوں کو جو ارستبلوس اور اس کے ساتھیوں کے لئے دعا کر رہے تھے مار ڈالا۔ اس وجہ سے ان میں وبا پھیل گئی جس سے ایک عالم مر گیا۔

باغیوں کی سرکوبی و اطاعت: ابن کریون کہتا ہے کہ ارمن بلاد دمشق و حمص و حلب میں تھے یہ سب روم کے مطیع تھے۔ انہیں دنوں ان سب نے سرکشی کی۔ روم نے اپنے سپہ سالار فمقیوس کو ان کی بغوت رفع کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ فمقیوس نے اپنے مقدمۃ الجیش کا افسر سکانوس کو مقرر کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ ارمن نے گھبرا کر اطاعت قبول کر لی۔ پھر سکانوس اس کے بعد فمقیوس دمشق میں داخل ہوا۔ ارستبلوس نے قدس سے اور ہرقانوس نے مقام حصار سے اس پر لشکر کشی کی اور لڑائی چھیڑنے سے پہلے فمقیوس کے پاس مال اور تحائف روانہ کئے لیکن اس نے لینے سے انکار کیا اور ہرثمہ کو بیت المقدس میں داخل ہونے سے روک دیا اور بیت المقدس سے کوچ کر گیا اس کے ہمراہ ہرنا قانوس و انطفتر بھی چلے گئے اور ارستبلوس اور اس کے تحائف بیت المقدس واپس آئے۔

فمقیوس اور انطفتر کے مابین سازش: اس کے بعد انطفتر پھر فمقیوس کے پاس مال و تحائف لے کر گیا اس نے اس سے بدعہدی کی مجبور ہو کر انطفتر نے یہ چال اختیار کی اور اس سے یہ ظاہر کیا کہ "میں ہرقانوس کا ہن اعظم کا بظاہر مطیع رہوں گا تاکہ ارستبلوس کی طاقت کم ہو جائے"۔ فمقیوس نے انطفتر کی رائے پسند کی اور کہا کہ میں بظاہر ارستبلوس کی موافقت کروں گا لیکن درحقیقت میں موقع اور وقت کا منتظر رہوں گا اور کامیابی کے بعد ہرقانوس کو بیت المقدس کی حکومت دوں گا۔ اس مشورے کے اگلے دن ہرقانوس اور ارستبلوس سپہ سالار فمقیوس کے پاس آئے اور ایک دوسرے کی شکایت کرنے لگے۔

انطفتر عام لوگوں کو جمع کر کے فمقیوس کے پاس لایا وہ لوگ ارستبلوس کی شکایت کرنے لگے۔ فمقیوس نے ان لوگوں کی شکایتیں انصاف کے کانوں سے سنیں اور ایک منصفانہ حکم صادر کیا۔

ارستبلوس کی مصالحت کی پیش کش: ارستبلوس کو اس کا حکم شاق گزرا وہ اس کے لشکر گاہ سے اٹھ کر چلا آیا اور بیت المقدس پہنچ کر قلعہ بندی کر لی۔ فمقیوس نے اس کا تعاقب کیا۔ پہلے وہ اریحا میں اترا اس کے بعد قدس شریف کی طرف بڑھا۔ ارستبلوس نے فمقیوس سے اس شرط پر صلح کر لی کہ فمقیوس اس کے بھائی ہرقانوس کی مدد نہ کرے اور ارستبلوس ہیکل کے تمام جواہرات اور اسباب فمقیوس کو دے دے۔

فمقیوس کے افسر کا قتل: فمقیوس نے اس شرط کو مان لیا اور اس شرط کی تعمیل و تکمیل کی غرض سے اپنے ایک جنگی افسر کو اس کے ساتھ بیت المقدس کی طرف روانہ کیا۔ کاہنوں نے ارستبلوس کو اس فعل سے روکا۔ عام لوگ اس سے برہم ہو گئے اور فمقیوس کے جنگی افسر اور اس کے بعض ہمراہیوں کو مار ڈالا اور باقی ماندہ کو بیت المقدس سے باہر نکال دیا۔

فمقیوس کا ہیکل پر قبضہ: فمقیوس کو یہودیوں کی اس حرکت سے ناراضگی پیدا ہو گئی۔ اس وقت اس نے دھاوے کا حکم دیا لیکن شہر پناہ کے دروازے بند ہونے کی وجہ سے اندر نہ داخل ہو سکا۔ باہر سے لڑتا رہا اور شہر کے اندر ارستبلوس اور ہرقانوس کے گروہوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔ اثناء جنگ میں ایک یہودی نے شہر کا دروازہ کھول دیا۔ فمقیوس بے خوف و خطر شہر میں داخل ہو گیا اور شاہی محل پر قبضہ کر کے ہیکل کا محاصرہ کر لیا اور آلات حصار کے ذریعے ہیکل کے بعض برجوں کو منہدم کر کے بزور تیغ اس پر بھی قبضہ کر لیا۔

فمقیوس کی مراجعت: جس وقت فمقیوس ہیکل میں داخل ہوا۔ لڑائی جاری رہنے کے باوجود کاہنوں کو عبادت کرتے ہوئے پایا۔ اس کے دل پر ایک ہیبت سی طاری ہو گئی۔ ہیکل کے روبرو پہنچ کا کھڑا رہ گیا۔ اس کے مال و اسباب اور ذخائر کی طرف ہاتھ تک نہ بڑھایا۔ اور ان پر ہرقانوس کو حاکم اور سالانہ خراج مقرر کر کے رومہ کی جانب واپس ہوا اور وقت روانگی بہ نظر مزید احتیاط ہرقانوس اور انطفتر کی نگرانی کے لئے اپنے سپہ سالار سکانوس کو بیت المقدس چھوڑ آیا۔ جس نے اس سے پیشتر دمشق اور بلاد ارمن کو فتح کیا تھا۔ ارستبلوس اور اس کے دولڑکے پابہ زنجیر رومہ کو فمقیوس کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ باقی رہا تیسرا لڑکا اسکندر نامی وہ روپوش ہو گیا۔

سکندر کا بیت المقدس پر قبضہ: فمقیوس جس وقت سرزمین شام طے کرتا ہوا اپنے وطن جا رہا تھا۔ اس وقت ہرقانوس اور انطفتر نے عرب پر روم کے مطیع کرنے کی غرض سے حملہ کر دیا۔ اسکندر نے میدان خالی دیکھ کر بیت المقدس کا رخ کیا اہل قدس نے اس کا کمال خوشی سے خیر مقدم کیا اور اسے اپنا حاکم بنا لیا۔ اسکندر نے حکومت کی کرسی پر بیٹھتے ہی ہیکل کے ان برجوں کو درست کرایا جنہیں فمقیوس نے منہدم کر دیا تھا۔ اس کی حکومت کچھ ایسی دل پسند ہوئی کہ ایک مخلوق اس کی مطیع ہو گئی اس اثناء میں ہرقانوس اور انطفتر واپس ہوئے اور اسکندر نے ان کو قدس شریف سے نکل کر چمکتی ہوئی تلواروں اور نوکدار نیزوں سے استقبال کیا۔ ہرقانوس اور انطفتر کو اس واقعہ سے ناکامی ہوئی۔ اسکندر نے ان کے لشکر پر بہت سختی سے حملہ کر کے انہیں پسپا کر دیا۔

اسکندر کی امان طلبی: ہرقانوس اور انطفتر نے کینانوس سپہ سالار روم سے مدد چاہی جو فمقیوس کے بعد بلاد ارمن کا ناظم ہو کر

آیا تھا وہ ان دونوں کی امداد کے لئے بلادارمن سے قدس شریف کی طرف آیا۔ اسکندر نے کمال مردانگی سے اس کا مقابلہ کیا لیکن مقابلہ سے پہلے اس کے حصہ میں شکست لکھی جا چکی تھی۔ اس کی تازہ کوششوں نے اسے کچھ فائدہ نہ پہنچایا وہ میدانِ جنگ سے شکست اٹھا کر قلعہ اسکندرونہ میں پناہ گزین ہوا۔ ہرقانوس نے قدس شریف پہنچ کر اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ کینانوس سپہ سالار روم نے اسکندر کا تعاقب کیا اور قلعہ اسکندرونہ پر پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ اسکندر نے مجبور ہو کر امن کی درخواست کی۔ جسے کینانوس نے فوراً قبول کر لیا۔

ارستبلوس کا فرار و گرفتاری: انہیں لڑائیوں کے دوران ارستبلوس اپنے لڑکے انطقنوس کے ہمراہ قید خانہ رومہ سے بھاگا اور ایک گروہ کثیر جمع کر کے کینانوس کے مقابلہ پر آیا۔ لیکن اس کی قسمت نے مدد نہ کی پہلی ہی لڑائی میں گرفتار ہو گیا۔ کینانوس نے اسے دوبارہ رومہ کے قید خانہ میں بھیج دیا۔ چنانچہ وہ اسی قید خانہ میں اس زمانہ تک رہا جب تک کہ رومیہ پر قیصر کو غلبہ حاصل نہ ہوا۔ پھر کچھ عرصہ بعد جن دنوں روم کو قیصر کے مقابلہ کی ضرورت درپیش تھی اور فمقیوس رومہ کے باہر قیصر کی لڑائی کے لئے لشکر جمع کر رہا تھا۔

ارستبلوس کا خاتمہ: ارستبلوس دوبارہ قید خانہ سے نکل کھڑا ہوا۔ اس مرتبہ اس کے ہمراہ چند سردارانِ لشکر بھی قید خانہ سے نکل آئے تھے۔ اس نے دوبارہ بارہ ہزار کی جمعیت سے ارمن اور یہود پر فمقیوس کی اطاعت سے روکنے کی غرض سے حملہ کیا۔ فمقیوس نے انطفتر کو اس کے مقابلہ اور گرفتاری کے بابت خطوط لکھے۔ اس نے یہود کے چند آدمیوں کو ارستبلوس کی طرف روانہ کیا جنہوں نے بلادارمن میں چند دن بعد موقع پا کر ارستبلوس کو زہر دے دیا۔ اس کے بعد کینانوس کی تحریک و تحریر سے شیخ (والی رومہ) نے ارستبلوس کے بقیہ لڑکیوں کو آزاد کر دیا۔

تلمائی شاہ مصر کی معزولی و بحالی: ابنِ کریون کہتا ہے کہ انہیں ایام میں اہل مصر نے اپنے بادشاہ تلمائی سے باغی ہو کر اسے تخت سے اتار دیا اور روم کا خراج بند کر دیا تھا۔ جس سے روم نے مصر پر فوج کشی کی اور انطفتر نے بزورِ تیغ ان پر فتحیابی حاصل کر کے تلمائی کو دوبارہ حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ اس کی سلطنت کے کاروبار کو درست کیا۔ پھر کینانوس بیت المقدس کی طرف واپس ہوا اور ہرقانوس کو قدس کی حکومت اور انطفتر کو اس کی وزارت کا عہدہ دے کر رومہ واپس آیا۔

اموالِ ہیکل پر عربنوس کا قبضہ: ابنِ کریون کہتا ہے کہ ان واقعات کے بعد فارس اور روم میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ روم نے فارس کی لڑائی کی غرض سے سپہ سالار عربنوس نامی کو روانہ کیا۔ وہ جس وقت قدس شریف سے ہو کر گزرا اور ہیکل میں داخل ہوا۔ کاہنوں سے ہیکل کا مال و اسباب طلب کیا۔ عازر کاہن اعظم نے کہا'' کینانوس اور فمقیوس نے ہیکل کے ساتھ کبھی ایسا کام نہیں کیا''۔ عربنوس نے پہلے یہودیوں سے ہیکل کا مال نہ لینے کا اقرار کیا مگر جس وقت قابو پا گیا۔ فوراً ہیکل کے تمام تحائف اور اسباب اور بادشاہوں کی نذریں اور جمیع آلات و ظروف جو ابتداء زمانہ عمارت سے اس وقت تک وقتاً فوقتاً آتے رہتے تھے لے لئے۔

رومی سپہ سالار کسنا کی کارگزاری: اس کے بعد عربنوس جنگ فارس پر چلا گیا۔ فارس نے اسے شکست دے کر تمام وہ چیزیں جو اس نے ہیکل سے لی تھیں چھین لیں اور بلادارمن دمشق، حلب اور ان کے اطراف و جوانب پر قابض ہو گئے۔ اس واقعہ کی خبر جس وقت شاہ روم کو ہوئی کسنا نامی سپہ سالار کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ کسنا ارمن کے بلاد مغلوبہ سے

گزر کر قدس شریف کی طرف گیا۔ وہاں یہودیوں اور ہرقانوس اور انطفتر سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی۔ کسناء نے ہرقانوس اور انطفتر کی مدد کی۔ جب ہرقانوس کو یہودیوں پر غلبہ حاصل ہو گیا تو لشکر فارس سے لڑنے کے لئے بڑھا اور ان کو پہلے ہی جنگ میں شکست دے کر روم کا مطیع بنا دیا اور ان بائیس بادشاہوں کو جو روم سے باغی ہو گئے تھے پھر روم کا مطیع اور باجگزار بنایا۔ مگر جب کسناء ان کے ملک سے واپس ہوا تو انہوں نے دوبارہ بدعہدی کی۔

یولیاس قیصر (جولیس سیزر): ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد قیاصرہ کا زمانہ شروع ہوا اور یولیاس روم کا حاکم ہوا۔ چونکہ اس کی ماں حالت حمل میں مر گئی تھی اور یہ اس کا پیٹ پھاڑ کر نکالا گیا تھا اس وجہ سے اسے لوگوں نے قیصر کا لقب دیا اور قیصر ان کی زبان میں کاٹنے والے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور یولیاس اسے اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ ماہ یولیہ میں پیدا ہوا تھا۔ جو ان کا پانچواں مہینہ تھا اور یولیہ کا معنی پانچویں کے بھی ہیں اس سے پہلے ہم لکھ چکے ہیں کہ روم کی حکومت جمہوری تھی جس میں تین سو بیس ممبر اور ایک شیخ (صدر نشین) کے ذریعہ سے حکومت قائم تھی۔ جب قیصر بڑا ہوا اور شیخ (صدر نشین) نے اس کی شجاعت و مردانگی کو اوروں سے بدر جہا زیادہ دیکھا تو وہ اس کو بھی بدستور قدیم لشکروں کا سپہ سالار کر کے ممالک غیر پر بھیجنے لگا۔ ایک مرتبہ اسے بلاد مغرب کی طرف روانہ کیا اس نے بلاد مغرب کو نہایت سہولت اور مردانگی سے فتح کیا اور جب وہاں سے واپس آیا تو اس نے اپنے کو بادشاہ کے لقب سے مشہور کیا۔

قیصر کی فتوحات: روم کے ممبروں نے قیصر کو اس خطاب کے لینے سے منع کیا اور یہ وجہ بیان کی کہ شروع زمانہ حکومت سے روم کی حکومت جمہوری ہے۔ اس کے خلاف کرنا مناسب نہیں ہے اس سے پہلے فمقیوس نے بلاد شرق کو فتح کیا اور یہودیوں کو مطیع کیا تھا لیکن اس نے اس کی خواہش نہیں کی۔ قیصر یہ سن کر خاموش ہو گیا اور ایک روز موقع پا کر ممبران روم پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر کے تن تنہا روم کا بادشاہ بن بیٹھا اور اپنے کو قیصر کے لقب سے مشہور کر کے فمقیوس پر بھی حملہ کر دیا یہ ان دنوں مصر میں تھا۔ قیصر نے اس پر فتح پائی اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور مصر سے واپسی کے وقت اس کے اطراف و جوانب میں فمقیوس کے جنگی افسروں کو پھیلا دیکھ کر ان پر بھی حملہ کر دیا اور بلاد ارمن کی طرف ہو کر گزرا۔

شاہ ارمن متر واث کی اطاعت: ارمن میں ان دنوں متر واث بادشاہ حکومت کر رہا تھا اس نے قیصر کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے حکم سے ارمینوں کو لے کر ہرقانوس سے لڑنے کو چلا۔ ہرقانوس بادشاہ یہود نے اس کا عسقلان میں مقابلہ کیا۔ ارمینوں کو شکست ہوئی۔ انطفتر اور یہودیوں کے لشکر نے فتح یابی کے ساتھ مصر پر قبضہ کر لیا۔ جب اس کی خبر قیصر کو ہوئی تو اس نے انطفتر کو بلا بھیجا۔ انطفتر متر واث کے ہمراہ قیصر کے دربار میں حاضر ہوا۔ قیصر نے اس کے عذر سن کر اسے عہدہ ہائے جلیلہ دینے کا وعدہ کیا۔

انطقنوس بن ارستبلوس کا خاتمہ: اس سے پہلے انطقنوس بن ارستبلوس نے قیصر سے مل کر ہرقانوس کی شکایتیں کی تھیں اور یہ ظاہر کیا تھا کہ ہرقانوس نے اس کے باپ کو اس وقت قتل کیا ہے کہ اہل رومہ نے فمقیوس کو اس کی لڑائی پر روانہ کیا تھا۔ مگر انطقنوس کی شکایت سے کوئی برہمی پیدا نہ ہوئی۔ ایک روز ہرقانوس اور انطفتر نے مل کر انطقنوس کو زہر دے دیا۔ کچھ عرصہ بعد قیصر نے انطفتر کو اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر کر کے فارس کی لڑائی پر بھیج دیا۔

ہرقانوس اور انطفتر کی بحالی: اس لڑائی میں انطفتر مختلف حالتوں میں مختلف مقامات پر طرح طرح کی مصیبتوں میں

گرفتار ہوتا رہا۔ مگر تمام مصائب سے بچتا ہوا جب بلادِ فارس سے واپس ہوا تو قیصر نے ہرقانوس اور انطفتر کو بیت المقدس کی حکومت پر بحال کر کے واپس کر دیا۔ ہرقانوس ضعیفی کی وجہ سے لڑائیوں کے کام کا نہ رہا۔ اس وجہ سے انطفتر امور سلطنت میں پیش پیش ہو گیا اور اپنے ایک لڑکے قیسلو کو بیت المقدس کا ناظم اور دوسرے لڑکے ہیرودس کو جبل الخلیل کا عامل مقرر کر دیا اور اسی طرح جب کوئی لڑکا انطفتر کے خاندان کا بڑا ہوتا تھا تو اسے شام کے کسی صوبے کی حکومت دے دیتا تھا رفتہ رفتہ ہرقانوس کے تمام مقبوضہ علاقوں میں انطفتر کے لڑکے پھیل گئے۔

خرقیا کا قتل: انہیں دنوں ایک سرحدی پہاڑی پر خرقیا نامی ایک شخص یہودیوں کا ایک گروہ لئے ہوئے سکونت پذیر تھا جو وقتاً فوقتاً موقع پا کر ارمن پر حملہ کر کے ان کا مال ومتاع کو لوٹ لے جاتا تھا۔ جب اس کا ظلم وستم حد سے بڑھ گیا تو ناظم بلاد ارمن سفیوس (قیصر کے چچازاد بھائی) نے ہیرودس والی جبل خلیل سے خرقیا کی شکایت کی۔ ہیرودس نے ایک سریہ[1] خرقیا کی گوشمالی کے لئے بھیج دیا۔ اتفاق سے اس شبخون میں خرقیا گرفتار ہو کر قتل کر ڈالا گیا۔ ہیرودس نے سفیوس کو اس واقعہ سے مطلع کیا اس نے ہیرودس کا شکریہ ادا کیا اور تحائف بھیجے مگر بیت المقدس کے یہودیوں کو ہیرودس کا یہ فعل شاق گزرا اور وہ لوگ جمع ہو کر ہرقانوس کے پاس آئے اور ہیرودس کے ظلم کی شکایت کی اور اسے قصاص کے لئے مجلس حکام میں طلب کیا۔ چنانچہ اس قضیہ کے فیصلہ کرنے کے لئے ایک مجلس منعقد کی گئی۔ جس میں یہودیوں کے ستر شیخ مقدمہ کی سماعت کے لئے جمع کئے گئے۔ ہیرودس مسلح تیور چڑھائے ہوئے آیا۔ ہرقانوس ہیرودس کے چڑھے ہوئے تیور دیکھ کر گھبرا اٹھا اور مقدمہ کی سماعت اور اس فیصلہ ہونے سے قبل ہی مجلس برخواست کر دی۔ یہودی اس سے کشیدہ خاطر ہو گئے اور ہیرودس بلاد ارمن کی طرف چلا گیا۔ سفیوس نے اسے اپنا مدار المہام بنا لیا۔

ہرقانوس کا قیصر سے تجدید معاہدہ: ان واقعات کے بعد ہرقانوس نے قیصر سے تجدید عہد کی درخواست کی۔ قیصر نے اس کی درخواست کو قبولیت کا خلعت مرحمت کیا اور یہ حکم صادر کیا کہ اہل ساحل مابین صیدا وغزہ اپنا خراج بیت المقدس روانہ کیا کریں اور یہودیوں کو تمام وہ بلاد واپس دے دیئے جائیں جو اس سے پہلے ان کے قبضہ میں فرات اور اطراف لاذقیہ تک تھے اور جنہیں بنی حشمنائی نے بزور تیغ دبا لیا تھا وہ بھی انہیں واپس کر دیئے جائیں کیونکہ فمقیوس نے اس معاملہ میں ان پر سخت ظلم کئے تھے۔ یہ عہد نامہ تانبے کے پتروں پر زبان روم اور یونان میں لکھا گیا اور صور صیدا کی شہر پناہ کے دروازوں پر لٹکا دیا گیا اور ہرقانوس کی حکومت از سرِ نو قائم کر دی گئی۔

قیصر کا قتل: ابنِ کریون کہتا ہے کہ کچھ عرصہ بعد قیصر بادشاہ روم اور انطفتر وزیر ہرقانوس قتل کر ڈالے گئے۔ قیصر کے قتل کا یہ واقعہ پیش آیا کہ کیساوس نامی ایک سپہ سالاران فمقیوس سے ایک شخص نے بحالتِ غفلت اس پر حملہ کر کے ایک ہی وار سے اسے قتل کر ڈالا اور زمامِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر لشکر جمع کر کے دریا عبور کیا اور بلاد اشیت کو فتح کرتا ہوا قدس شریف کی طرف گیا۔ اہل قدس سے ستر سونے کے حقے طلب کئے۔ چنانچہ انطفتر اور اس کے لڑکوں نے یہود سے لے کر پیش کئے۔ پھر کیساوس بیت المقدس سے واپس ہو کر مقدونیہ کی طرف آیا اور وہیں مقیم رہا۔

---

[1] سریہ اس لشکر کو کہتے ہیں جو شب کو مخالف کے لشکر پر شب خون مارتا ہے۔

انطفتر کا قتل: انطفتر کے قتل کا یہ ماجرا گزرا کہ یہود کی خواہش کے مطابق کیساوس واپسی کے وقت اپنا ایک سپہ سالار ملیکا نامی بیت المقدس میں چھوڑ گیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس سے اور انطفتر کو اس سے نا چاقی پیدا ہوگئی۔ ملیکا نے موقع پا کر چند یہودیوں کی سازش سے انطفتر کو زہر دے دیا۔ ہیرودس یہ واقعہ سن کر ہرقانوس کو قتل کرنے بیت المقدس آیا لیکن فیسلو نے اس قصد سے باز رکھا۔

ملیکا اور کیساوس کا قتل: اس اثناء میں کیساوس مقدونیہ سے صور کی طرف چلا۔ ہرقانوس اور ہیرودس اس سے ملنے کے لئے گئے۔ اس کے سپہ سالار ملیکا نے شکایت کی اور انطفتر کے قتل کے واقعات بیان کئے۔ کیساوس نے ملیکا کے قتل کا حکم دے دیا۔ ملیکا قتل کر ڈالا گیا۔ اس کے بعد کینانوس برادر زادہ قیصر اور اس کا سپہ سالار انطیوس لشکر لے کر کیساوس سے لڑنے کے لئے نکلے۔ مقدونیہ کے قریب صف آرائی ہوئی کیساوس ناکامی کے ساتھ گرفتار کر کے قتل کر ڈالا گیا اور کینانوس نے اپنے چچا کی جگہ پر متمکن ہو کر اپنے کو اپنے چچا اور عشطش قیصر کے نام سے موسوم کیا۔

ہرقانوس کی اوغشطش سے تجدید معاہدہ کی درخواست: اس فتح یابی کے بعد ہرقانوس بادشاہ یہود نے کینانوس کی خدمت میں کچھ تحائف روانہ کئے۔ جس میں ایک تاج طلائی مرصع تھا اور تجدید عہد کی درخواست کی اور ان قیدیوں کی آزادی کا خواستگار ہوا جو زمانہ کینانوس سے قید تھے اور ان رعایتوں کا طالب ہوا جو اس سے پہلے کینانوس کے چچا قیصر نے یہود کو دے رکھی تھیں اور عشطش قیصر نے ہرقانوس کی درخواستیں منظور کر لیں۔ اس کے بعد انطیانوس کو ہمراہ لئے ہوئے بلاد ارمن دمشق اور حلب کی طرف گیا۔

کلبطرہ (قلوپطرہ): کلبطرہ ملکۂ مصر نے (یہ ایک ساحرہ عورت تھی) قیصر سے ملاقات کی اور امن کی خواستگار ہوئی۔ قیصر نے اسے امن دے کر اسے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ اسی مقام پر چند لوگوں نے ہیرودس اور اس کے بھائی فسیلو کی شکایتیں کیں۔ ہرقانوس نے ان کی تردید کی' انطیانوس نے شکایت کرنے والوں کی گرفتاری کا حکم دیا۔ چنانچہ ان لوگوں میں سے اکثر گرفتار ہو کر قتل کر ڈالے گئے۔ ہیرودس اور اس کا بھائی فسیلو اپنے دارالحکومت واپس آیا اور اپنے باپ کے بدلے ہرقانوس کی سلطنت کا انتظام کرنے لگا۔ اس کے بعد انطیانوس نے بلاد فارس پر حملہ کر کے ان کے سرسبز میدانوں کو اپنے فتح مند گھوڑوں سے روندوایا' ان کے ملوک کو زیروزبر کیا اور رومہ تک بزورِ تیغ فتح کر لیا۔

انطقنوس کا بیت المقدس پر حملہ: ابن کریون کہتا ہے کہ انہی واقعات کے اثناء میں انطقنوس یہودیوں کی ایک جماعت کے ساتھ گیا اور یہ درخواست پیش کی کہ اگر اس کے چچا ہرقانوس کی حکومت چھین کر مجھے دے دی جائے اور ہیرودس اور اس کا بھائی فسیلو قتل کر ڈالے جائیں تو اس کے معاوضہ میں کئی سونے کے حقے اور آٹھ سو لڑکیاں رؤسا یہود کی خدمت کے لئے پیش کی جائیں گی۔ بادشاہ فارس' انطقنوس کی اس درخواست پر ایک جرار لشکر لے کر روانہ ہوا اور بلاد ارمن کو فتح کر لیا۔ جو سپہ سالاران روم ملے انہیں قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد اپنے سپہ سالار کو اہل قدس کے لشکر کے ساتھ انطقنوس کی ہمراہی میں بیت المقدس میں نماز ادا کرنے اور ہیکل میں نذر و نیاز پہنچانے کے حیلہ سے روانہ کیا۔ وسط شہر میں پہنچ کر ان لوگوں نے شہر کو لوٹنا اور لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ ہیرودس اس ناگہانی حملہ سے گھبرا کر ہرقانوس میں حفاظت کی غرض سے گھس گیا اور فسیلو

قلعہ کو ان کے حملہ سے بچاتا رہا۔ اگرچہ اس لڑائی کی صورت میں انطقنوس کے حق میں نتیجہ خیز دکھائی دیتی تھی لیکن یہودیوں کے تیار ہو جانے سے انطقنوس اور سپہ سالار فارس کو جان کے لالے پڑ گئے۔

ہرقانوس کا انجام: مگر اس موقع پر انطقنوس کا ایک فقرہ چل گیا اور وہ یہ تھا کہ وہ لڑائی سے دست کش ہو کر شاہی محل کے قریب گیا اور ہرقانوس و ہیرودس کو فریب دینا شروع کیا۔ ہرقانوس اور فسیلو تو اس کے فقرے میں آ گئے اور اس کے ہمراہ شاہ فارس کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلے۔ لیکن ہیرودس نے اس کی ایک بھی نہ سنی برابر لڑتا رہا۔ سپہ سالار فارس اور انطقنوس نے مصلحتاً لڑائی موقوف کر دی اور فسیلو اور ہرقانوس کو لے کر شاہ فارس کی طرف روانہ ہوئے جس وقت بلاد ارمن میں شاہ فارس کے پاس پہنچے۔ ہرقانوس اور فسیلو فوراً قید کر لئے گئے۔ فسیلو تو اسی شب کو مر گیا اور ہرقانوس پا بہ زنجیر فارس کی طرف روانہ ہو گیا۔ انطقنوس کو ہرقانوس کی اس بے چارگی پر بھی رحم نہ آیا۔ اثناء راہ میں اس کے کان کٹوا ڈالے تا کہ کہونت کے قابل نہ رہے۔ پھر شاہ فارس نے اپنے دارالحکومت پہنچ کر ہرقانوس کو آزاد کر دیا۔ یہاں تک کہ ہیرودس نے اسے بلا لیا۔ کما یاتی بعد۔

ہیرودس کی قیصر روم سے امداد طلبی: اس کے بعد شاہ فارس نے اپنا ایک سپہ سالار انطقنوس کے ہمراہ بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ہیرودس اس حال سے مطلع ہو کر اپنے اہل و عیال کو قلعہ میں اپنے بھائی یوسف کے پاس چھوڑ کر قدس شریف سے جبال شرات کی طرف چلا گیا اور وہاں سے پھرتا ہوا قیصر کے پاس جانے کی غرض سے مصر پہنچا۔ کلبطرہ ملکۂ مصر نے اس کی بڑی عزت کی اور اسے کشتی پر سوار کرا کے رومہ کی طرف روانہ کیا۔ ہیرودس رومہ پہنچ کر انطیانوس کے ہمراہ اوغشطش قیصر کے دربار میں حاضر ہوا۔ شاہ فارس کے حملے اور بیت المقدس کے ناگہانی واقعات سے اسے مطلع کیا۔ اوغشطش نے اپنے دامان رحمت سے اس کے آنسو پونچھے' تاج شاہی پہنایا اور رومہ میں بڑے تجمل و احتشام سے چاروں طرف پھرایا آگے آگے نقیب کہتے جاتے تھے اوغشطش قیصر نے اسے بادشاہ بنایا ہے۔ اس کے بعد اوغشطش قیصر نے ایک دربار خاص منعقد کیا اور شیوخ رومہ کے روبرو تانبے کے پتروں پر شاہی فرمان ہیرودس کی بادشاہت کا لکھوایا۔ ہیرودس کی بادشاہت کا یہی پہلا دن تھا۔

انطیانوس کی پیش قدمی: اس کے بعد انطیانوس لشکر لے کر شاہ فارس کی طرف بڑھا۔ انطاکیہ کے قریب پہنچ کر ہیرودس اس سے علیحدہ ہو کر براہ دریا قدس شریف کی طرف انطقنوس سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ انطقنوس اس کی آمد کی خبر سن کر بیت المقدس سے نکل کر جبال شرات کی طرف ہیرودس کے اہل و عیال کو گرفتار کرنے کے لئے بڑھا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس اثناء میں ہیرودس نے پہنچ کر انطقنوس سے لڑائی چھیڑ دی۔ یوسف موقع پا کر قلعہ کا دروازہ کھول کر نکل آیا اور انطقنوس پر دوسری طرف سے حملہ کر دیا۔ انطقنوس اس غیر متوقع حملہ کا جواب نہ دے سکا۔ مجبور ہو کر لڑائی کے میدان سے پسپا ہو کر قدس شریف کی طرف بھاگا۔ اثناء راہ میں لشکر کا زیادہ حصہ کام آ گیا۔

ہیرودس کا محاصرہ بیت المقدس: ہیرودس نے بیت المقدس پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ انطقنوس نے سپہ سالاران لشکر روم سے سازش کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ کچھ عرصہ بعد انطیانوس سپہ سالار قیصر کی فارس پر فتح یابی کی خبر آئی اور یہ بھی

معلوم ہوا کہ وہ کامیابی کے ساتھ واپس آ رہا ہے اور فرات عبور کر آیا ہے۔ ہیرودس یہ سن کر اپنے بھائی یوسف کو سیسا سپہ سالار روم کے ساتھ بیت المقدس کے حصار پر چھوڑ کر انطیانوس کے استقبال کو روانہ ہوا۔

انطقنوس کی شکست: جس وقت ہیرودس دمشق پہنچا یہ خبر مشہور ہوئی کہ اس کا بھائی یوسف حصار بیت المقدس میں انطقنوس کے سپہ سالار کے ہاتھوں مارا گیا اور سیسا سپہ سالار انطیانوس اور لشکر روم پسپا ہو کر دمشق آ رہا ہے۔ ہیردوس اس متوحش خبر سن کر لوٹ کھڑا ہوا اور انطقنوس کو پہلی ہی لڑائی میں شکست دے کر میدانِ جنگ سے بھگا دیا اور بیت المقدس تک اس کا تعاقب کرتا گیا۔

سیسا کا بیت المقدس پر قبضہ: ان سب واقعات میں سیسا بھی ہیرودس کے ہمراہ تھا۔ یہ لوگ ایک مدت تک بیت المقدس کا محاصرہ کیے رہے۔ بالآخر ایک روز چند لشکری شہر پناہ کی دیوار پر کمند ڈال کر چڑھ گئے نگہبانوں کو قتل کر کے دروازہ کھول دیا۔ ہیرودس اور سیسا نے شہر پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ سیسا نے یہودیوں کے قتل پر ہاتھ بڑھانا چاہا مگر ہیرودس نے اس فعل سے یہ کہہ کر باز رکھا کہ ''اگر تم میری قوم کو قتل کر ڈالو گے تو مجھے کس پر حاکم بناؤ گے''۔ غرض سیسا یہودیوں کے قتل سے باز رہا اور تمام مال غنیمت یہودیوں کو واپس کر دیا۔ ہیرودس نے بیت المقدس میں تقریب کی نیت سے سونے کا ایک تاج رکھ دیا اور بہت سال مال نذر میں دیا۔

بنی حشمنائی کا زوال: کامیابی کے بعد سپہ سالار سیساء انطقنوس کو قید کر کے انطیانوس کی طرف روانہ ہوا۔ انطیانوس ان دنوں شام سے مصر آ گیا تھا۔ چنانچہ سیسا انطیانوس سے مصر میں ملا۔ اس کے بعد ہی ہیرودس بھی آ گیا اور باجازت انطیانوس انطقنوس کو قتل کر کے مملکت یہود پر مستقل حکمران ہو گیا۔ انطقنوس کے مارے جانے سے بنی حشمنائی کی حکومت ختم ہو گئی۔

والبقاء للّٰہ وحدہ

باب : ۱۶

امارت ہیرودس

درحقیقت ہیرودس کی اقبال مندی کا ستارہ اسی وقت سے اوج پذیر ہو چلا تھا جس وقت سے ہرقانوس پر شاہِ فارس نے حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور اسے اہل فارس گرفتار کر کے لئے گئے تھے اور اس کے کان کاٹ ڈالے تھے۔ اس غرض سے کہ وہ کہونت سے محروم کر دیا جائے۔ چنانچہ یہود نے اسی وجہ سے اسے معزول کر دیا۔ لیکن جس وقت ہیرودس بیت المقدس کا حکمران ہوا ہرقانوس کو فارس بلا کر نہایت تعظیم وتکریم سے عزت کی کرسی پر بٹھایا۔ ہرقانوس کی لڑکی اسکندرہ اسکندر کے عقد میں اور اس کی نواسی مریم نامی ہیرودس کے نکاح میں تھی۔

ہرقانوس کی شاہِ عرب سے امداد طلبی: کچھ عرصہ بعد ان دونوں کو ہیرودس کی طرف سے بدگمانی پیدا ہوگئی جب رفتہ رفتہ یہ خیال مستحکم ہو گیا کہ ہیرودس ہرقانوس کے قتل کی فکر میں ہے تو اسکندرہ و مریم نے ہرقانوس کو اس سے آگاہ کر کے بادشاہ عرب کے پاس چلے جانے اور اس کے سایۂ امن میں جا کر پناہ گزیں ہونے کا مشورہ دیا۔ ہرقانوس نے اس رائے سے اتفاق کرنے کے بعد ایک شخص کو خط لکھ کر شاہِ عرب کی طرف روانہ کیا۔ اس شخص نے اس عداوت سے کہ ہرقانوس نے اس کے بھائی کو قتل کیا تھا۔ ہرقانوس کے خط کو ہیرودس کے روبرو لے جا کر رکھ دیا۔ ہیرودس نے خط پڑھ کر واپس کر دیا اور یہ کہا کہ تم اس خط کو شاہِ عرب کے پاس لے جاؤ اور جو کچھ وہ جواب دے اسے میرے پاس لاؤ اس شخص نے ہیرودس کے حکم کی تعمیل کی۔ شاہِ عرب کا جواب اسے لا کر دے دیا۔ شاہِ عرب نے خط میں آدمیوں کے روانہ کرنے کا وعدہ کیا تھا اور مقام قیام متعین کر دیا تھا۔

بنی حشمنائی کا آخری تاجدار: ہیرودس نے شاہِ عرب کے آدمیوں کو اپنے ملازمین کے ذریعہ سے گرفتار کرا لیا اور یہود کے ستر شیوخ کو ایک جلسہ میں جمع کر کے ہرقانوس کو طلب کیا اور اس کے روبرو اس کا خط اور شاہِ عرب کا جواب پڑھا اور دکھلایا۔ ہرقانوس سے اس کا جواب کچھ نہ بن پڑا۔ اس پر جرم ثابت ہو گیا جس کی پاداش میں ہیرودس نے ہرقانوس کو اسی وقت مار ڈالا جب کہ وہ اپنی عمر کے اسی مرحلے طے کر چکا تھا اور اس کی حکومت کو چالیس سال گزر چکے تھے۔ یہی ملوک بنی حشمنائی کا آخری بادشاہ تھا۔

اسکندر ابنِ ارستبلوس: اسکندر ابن ارستبلوس کا ایک لڑکا ارستبلوس نہایت حسین اور خوبصورت اپنی ماں اسکندرہ کی

کفالت میں پرورش پا رہا تھا اور اس کی بہن ہیرودس کے عقد میں تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اسکندر کی ماں اور بہن کا ولی مقصود یہ تھا کہ اسکندر اپنے (نانا) ہرقانوس کی جگہ بیت المقدس کا کاہن مقرر کیا جائے۔ لیکن ہیرودس نے کہونت کو بنی حشمنائی سے منتقل کرنے کے خیال سے عام کاہنوں میں سے ایک شخص کو کاہن اعظم مقرر کر دیا یہ امر اسکندرہ بنت ہرقانوس اور اس کی لڑکی مریم زوجہ ہیرودس کو ناگوار گزرا۔ چونکہ اسکندریہ اور ملکہ مصر کلبطرہ میں مراسم اتحاد تھے اس وجہ سے اسکندرہ کلبطرہ کے توسط سے اس کے شوہر انطیانوس کی سفارش ہیرودس کے پس لائی۔ ہیرودس نے یہ عذر پیش کیا کہ ''کاہنین معزول نہیں کیے جاتے بفرض تقدیر اگر ہم کاہنوں کو معزول کرنے کا خیال کریں گے تو ہمارے مذہب والے ہماری مخالفت کریں گے''۔ اس کے بعد اسکندرہ نے انطیانوس کے سفیر سے سازش کر لی اور اسے تحائف و ہدایا دے کر اس امر کا اقرار لے لیا کہ ''وہ انطیانوس کو ہیرودس کے خلاف برانگیختہ کرے گا اور ارستبلوس کو اپنے پاس طلب کر لے گا''۔

کاہن اعظم اسکندر بن ارستبلوس: چنانچہ جب انطیانوس کا سفیر بیت المقدس سے واپس آیا تو اس نے انطیانوس کے کان بھرنے شروع کر دیئے اور اسے ارستبلوس کے حسن و جمال کا ایسا گرویدہ کر دیا کہ اس نے ہیرودس سے ارستبلوس کو طلب کیا اور نہ بھیجنے کی صورت میں ہیرودس کو اپنی ناراضی کی دھمکی دی۔ ہیرودس اس سے پہلے یہ انتظام کر چکا تھا کہ کاہن اول کو معزول کر کے ارستبلوس کو کاہن اعظم بنایا تھا' اس وجہ سے پہلے یہ معذرت پیش کی کہ کاہن بیت المقدس چھوڑ کر سفر نہیں کر سکتا اور اگر میں اس امر پر راضی بھی ہو جاؤں گا تو یہود اس کی سخت مخالفت کریں گے اس کے بعد انطیانوس کو ارستبلوس کا خیال جاتا رہا پھر اس نے کوئی تحریک نہ کی۔

اسکندرہ کی گرفتاری و رہائی: ان واقعات سے ہیرودس در پردہ اسکندرہ بنت ہرقانوس کی نگرانی کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد اسکندرہ کا ایک خط ہیرودس کے ہاتھ آ گیا جو اس نے ملکہ کلبطرہ کے نام روانہ کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ ''آپ دو کشتیاں چند آدمیوں کے ہمراہ ساحل یافا پر بھیج دیجئے میں اپنی لڑکی کے ہمراہ دو تابوتوں میں بہ شکل میت نکل آؤں گی''۔ ہیرودس یہ خط پا کر قبرستان میں ان تابوتوں کا منتظر رہا۔ جب وہ تابوت اس کی طرف ہو کر گزرے۔ اس نے ان کو گرفتار کر لیا اور پھر اسے معاف کر دیا۔

ارستبلوس کا خاتمہ: اس کے بعد اسے یہ معلوم ہوا کہ ارستبلوس نے عید مظال میں مذبح میں جا کر لباس قدس پہنا تھا اس سے عام لوگوں کا میل جول اس کی طرف زیادہ ہوا۔ ہیرودس کو اس سے کشیدگی پیدا ہوگئی در پردہ وہ ارستبلوس کے قتل کی فکر کرنے لگا۔ جب ہیرودس ماہ نیساں میں اریحا گیا تو اپنے ہمراہیوں اور مصاحبوں کو وہیں طلب کیا اور ان میں ارستبلوس بھی تھا۔ ارستبلوس کو اس وقت تک شاید یہ خیال بھی پیدا نہیں ہوا تھا کہ ہیرودس میرے قتل کی فکر میں ہے ورنہ وہ نہ ہیرودس کے ساتھ دریا میں نہانے کو اترتا اور نہ اسے ہیرودس کے غلام دریا میں ڈبو دیتے۔ ہیرودس بظاہر ارستبلوس کے غرق ہو کر مرنے سے سخت رنجیدہ ہوا۔ بڑے تجسس سے لاش نکلوائی معقول طور سے تجہیز و تکفین کی غرض سے ارستبلوس کی موت اس صورت نے سترہ برس کی عمر میں واقع ہوئی اور اسی وقت سے اسکندرہ اور اس کی لڑکی مریم زوجہ ہیرودس اور ہیرودس کی ماں بہنوں

میں ناچاقی پیدا ہوگئی۔ باہم شکوہ وشکایت کے دروازے کھل گئے۔

انطیانوس اور اوشطش میں کشیدگی: ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد انطیانوس نے اوشطش قیصر سے بدعہدی کی۔ اس وجہ سے کہ انطیانوس نے کلبطرہ سے عقد کر کے مصر پر قبضہ کرلیا اور چونکہ یہ عورت ساحرہ تھی اس نے بزور سحر انطیانوس کو ان بادشاہوں کے قتل وقید اور ان کے ملک لینے پر آمادہ کیا۔ جو روم کے مطیع اور باج گزار تھے ان میں ہیرودس بھی تھا لیکن انطیانوس ہیرودس کے خلاف اوشطش قیصر کے خوف سے کوئی کارروائی نہیں کرسکتا تھا کیونکہ اوشطش قیصر، ہیرودس کی بے حد عزت کرتا تھا۔

ہیرودس کے خلاف سازش: کچھ عرصہ بعد انطیانوس نے ہیرودس کو اوشطش قیصر کے خلاف ابھار کر عہد شکنی پر آمادہ کر دیا اور اسے طلب کر کے عرب سے لڑنے کو بھیج دیا اور اس کے ہمراہ اتمیادن سپہ سالار قلوبطرہ کو روانہ کیا اور اسے یہ ہدایت کر دی کہ میدانِ جنگ سے جس وقت تیزی کے ساتھ ہو رہی ہو۔ ہیرودس کو تنہا میدانِ جنگ میں چھوڑ کر بھاگ آنا تاکہ ہیرودس کو اس کے مخالفین مار ڈالیں اور اگر یہ بھی بھاگ کھڑا ہوگا تو اس پر شکست کا الزام قائم کر کے تختِ حکومت سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔ چنانچہ اتمیادن سپہ سالار نے ایسا ہی کیا مگر ہیرودس نے ایک سخت اور خون ریز لڑائی کے بعد کامیاب ہو کر بیت المقدس کی طرف واپس ہوا۔ اس کامیابی سے اطراف و جوانب کے سرحدی بادشاہوں نے مصالحت کر لی مگر عرب نے اطاعت قبول نہ کی۔ کچھ عرصہ بعد ہیرودس پھر عرب سے لڑنے کے لئے گیا اور ان پر برائے نام خراج مقرر کر کے واپس آیا۔

انطیانوس کا قتل: انطیانوس نے جن دنوں میں ہیرودس کو عرب سے لڑنے کے لئے روانہ کیا تھا انہیں دنوں خود رومہ کی جانب چلا گیا تھا اور قیصر سے لڑائی چھیڑ دی تھی۔ بالآخر پچھلی لڑائی میں اوشطش قیصر نے انطیانوس کو گرفتار کر کے مار ڈالا اور اس کے بعد مصر کی طرف بڑھا۔

ہیرودس کی قیصر سے معذرت خواہی: ہیرودس کو اس کی پیش قدمی سے سخت اندیشہ پیدا ہوا کیونکہ یہ انطیانوس کا مطیع تھا مگر اس کے باوجود اوغشطش قیصر کی ملازمت حاصل کرنے کی غرض سے پہلے اپنی ماں اور بہن کو قلعہ شرات میں اپنے بھائی کے پاس اور اپنی بی بی مریم اور اس کی ماں اسکندرہ کو قلعہ اسکندرونہ میں اپنے بہنوئی یوسف کے پاس بھیج دیا اور اہل صور میں سے ایک شخص کو جس کا نام سوما تھا اپنی بیوی کے ہمراہ کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ اگر قیصر مجھے قتل کر ڈالے تو تم میری بیوی اور ساس کو قتل کرنے میں تاخیر نہ کرنا اس کے بعد کچھ تحائف اور ہدایا لے کر قیصر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اوشطش اس سے انطیانوس کا ساتھ دینے کی وجہ سے کشیدہ خاطر تھا چنانچہ جب یہ قیصری دربار میں حاضر ہوا تو قیصر اسے تیز نگاہوں سے دیکھ کر طیش میں آ گیا اور لپک کر اس کے سر سے تاج اتار لیا مگر ہیرودس نے کہا اے قیصر میں انطیانوس کا مطیع ومحب آپ کی عداوت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ عرب کی لڑائی کی وجہ سے میں نے اس سے مراسم پیدا کر لئے تھے۔ اگر آپ میرا تاج اتار لیں گے تو کوئی شخص مجھے سرفراز نہیں کرسکتا اگر مجھے بحال رکھیں گے تو میں مشکور ہوں گا۔

کلبطرہ (قلوبطرہ) کا قتل: قیصر اس تقریر سے خوش ہوگیا اور اسے نہایت عزت سے مہم مصر پر اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر

کر کے روانہ کیا اور جب ہیرودس نے مصر پر قبضہ حاصل کر کے کلبطرہ کو قتل کر ڈالا تو قیصر نے ہیرودس کو وہ تمام ممالک دے دیئے جو انطیانوس کے قبضہ میں تھے ان واقعات کے بعد ہیرودس اپنے دارالسلطنت بیت المقدس کی طرف واپس آیا اور قیصر رومہ کی جانب چلا گیا۔

سوماصوری اور یوسف کی سازش کا انکشاف ابن کریون کا بیان ہے کہ ہیرودس کے بیت المقدس میں آنے کے بعد اس کے متعلقین قلعہ اسکندونہ سے اپنے بہنوئی یوسف اور صوماصوری کے ہمراہ بیت المقدس آئے چونکہ انہوں نے ہیرودس کا راز اور ہرقانوس اور ارستبلوس کے واقعات قتل' ہیرودس کی بیوی اور ساس سے کہہ دیئے تھے۔ اس وجہ سے وہ دونوں صوماصوری کے بے حد ممنون اور اس سے مانوس ہو رہی تھیں۔ پھر ہیرودس کی بہن نے اس کی بیوی مریم کو سوماصوری کے ساتھ متہم کیا لیکن ہیرودس کو اس امر کا یقین نہ ہوا کیونکہ اولاً ان دونوں میں پہلے سے جھگڑا چلا آ رہا تھا اور ثانیاً ہیرودس کو اپنی بیوی کی پاک دامنی پر پورا پورا بھروسہ تھا۔

یوسف اور سوماصوری کا قتل کچھ عرصہ بعد ہیرودس کو سوماصوری اور اس کے بہنوئی کی سازش سے آگاہی ہوئی تو اس کا وہ شبہ قوی ہو گیا جو اس کی بیوی کی طرف سے اس کی بہن نے پیدا کرنا چاہا تھا مگر تاہم تامل اور غور سے کام لیتا رہا یہاں تک کہ بعض عورتوں نے اس کی بہن کے اشارے سے یہ بیان کیا کہ ''مریم تیرے کھانے میں سوما اور یوسف کی سازش سے زہر ملانا چاہتی ہے''۔ ہیرودس نے اس کی خفیہ تحقیقات کی اور اس واقعہ کو صحیح پا کر اپنے بہنوئی یوسف اور سوماصوری کو اسی دن قتل کر ڈالا۔

مریم اور اسکندرہ کا خاتمہ اپنی بیوی کو پہلے تو چھوڑ دیا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر اسے بھی مار ڈالا اور پھر اپنے کیئے پر پشیمان ہوا اس کے بعد اسی قسم کی افواہی خبریں اس کی ساس اسکندرہ کی نسبت بھی سنی گئیں اس نے اسے بھی قید حیات سے آزاد کر کے دوسرے عالم میں پہنچا دیا اور اروم میں اپنے بہنوئی کی جگہ ایک دوسرے شخص کو مقرر کیا گیا جس کا نام کرسوس تھا اور اسی کے ساتھ اپنی بہن کا عقد کر دیا۔

کرسوس کا قتل کرسوس اروم پہنچ کر دین موسوی سے منحرف ہو گیا اور اس طریقہ کو ترک کر دیا جس کی تعلیم اسے ہرقانوس نے کی تھی اور اہل روم کو بت پرستی کی طرف مائل کر دیا اور ہیرودس کی بہن کو طلاق دے دی۔ ہیرودس کی بہن اپنے بھائی کے پاس چلی آئی اور ان تمام واقعات سے اسے مطلع کیا اور یہ بھی ظاہر کیا کہ کرسوس کے پاس بنی حشمنائی کے وہ لوگ جمع ہو رہے ہیں جو بارہ برس سے سلطنت وحکومت کی خواہش کر رہے ہیں۔ ہیرودس یہ سن کر سخت برہم ہوا اور اسی وقت اروم کی طرف بڑھا اور وہاں پہنچ کر کرسوس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

بنی حشمنائی کے سازشیوں کا قتل بنی حشمنائی کے ان لوگوں کو سردربار طلب کر کے ان کے لئے سزائے موت تجویز کی جو کرسوس کے پاس ملک وسلطنت کی طمع میں جمع ہو رہے تھے ان کے علاوہ یہودیوں کے اور بھی چند نامی سرداروں اور رئیسوں کو قتل کیا جو اس کے خلاف کرسوس سے سازش رکھتے تھے اس واقعہ کے بعد ہیرودس کی حکومت مستحکم ہو گئی اور لوگوں پر اس کا

رعب چھا گیا۔

ہیرودس کے خلاف عوام میں ناراضگی: اس کے بعد اس میں بھی بے دینی آ گئی وصایا توریت پرستی سے عمل کرنے لگا۔ بیت المقدس کی شہر پناہ درست کرائی اور ایک مکان بنوا کر اس میں مختلف قسم کے صحرائی جانور چھوڑ دیئے کبھی کبھی ان جانوروں سے لڑنے کے لئے آدمی چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ عوام الناس کو اس کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ اہل دولت نے اس کے قتل کی فکر کی لیکن ناکام رہے۔ ہیرودس چونکہ لوگوں کے حالات معلوم کرتا اور ان کا نگران رہتا تھا اس وجہ سے اس کی ہیبت عوام الناس کی نظروں میں دو چند بڑھ گئی۔ اس کے عہد حکومت میں یہود میں سے ربانیوں کا بہت بڑا دور دورہ تھا اور گروہ عباد معروف بہ حیید کو بھی اس کے کاموں میں دخل تھا اور ان کی مناجیم نامی پیشوائی کر رہا تھا۔ جس نے اس کے لڑکپن میں ہی حکومت وسلطنت کی پیش گوئی کی تھی اور اس کی قوم کے حق میں دعا کی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بیت المقدس میں قحط: اتفاق وقت سے جب ہیرودس کے زمانۂ حکومت میں قحط پیدا ہوا اور خلق اللہ گرانی وغلہ دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے بھوکوں مرنے لگی تو اس نے غلے کے ذخیرہ کھول دیئے اور تمام اطراف وجوانب میں غلہ پھیلا دیا قیصر نے بھی قحط کا حال سن کر مصر اور رومہ کے اطراف سے بیت المقدس کی طرف غلہ بھیجنے کی منادی کرا دی اور براہ دریا کشتیاں غلے بھری ہوئیں بیت المقدس بھیجنے لگا۔ ہیرودس کو اس سے بہت تقویت مل گئی اور اس نے قحط کا نہایت معقول انتظام اور بندوبست کیا۔ بوڑھے، یتیم بچے، بیوہ عورتوں، مساکین، فقراء، محتاجین کے لئے روزانہ غلہ پہنچاتا رہا۔ اپنی قوم کے علاوہ دوسرے مذہب کے پچاس ہزار آدمیوں کو یومیہ کھانا دیتا تھا۔ یہاں تک کہ قحط بالکل ختم ہو گیا اور تمام عالم میں اس کا ذکر نیک نامی سے ہونے لگا۔

بیت المقدس کی دوبارہ تعمیر: ابن کریون کہتا ہے کہ جب اس کی حکومت مستقل ہو گئی اور اس کے غلبہ کو لوگوں نے تسلیم کر لیا تو اس نے بیت المقدس کو اس ہیئت وشکل پر بنانے کا ارادہ کیا جس صورت پر سلیمانؑ ابن داؤدؑ نے بنوایا تھا۔ کیونکہ جس وقت یہود کورش کی اجازت سے بیت المقدس واپس آئے تھے تو بیت المقدس بنانے کے لئے ایک مقدار معین کر دی گئی تھی جو کہ سلیمان علیہ السلام کی حدود تک نہ پہنچی تھی۔ ہیرودس نے تعمیر کرانے سے پہلے آلات واسباب اور صناعین کو چھ برس کی مدت میں جمع کیا اور ایک ہزار کاہنوں کو قدس شریف کے گرد بٹھا دیا تاکہ کوئی اس میں نہ آنے پائے۔ اس کے بعد اس نے بیت المقدس کو منہدم کرا کے جناب سلیمان علیہ السلام کی تعمیر کے مطابق آٹھ برس کے عرصہ میں از سر نو بنوایا اور بعض مقامات پر جیسا کہ اس کے دل نے چاہا کسی قدر اضافہ بھی کیا۔ جب بیت المقدس بن کر تیار ہو گیا تو اس نے قربانیاں کیں اور مدتوں فقراء ومساکین کو کھانے کھلواتا رہا۔ یہ زمانہ اس کی حکومت کے بہترین زمانوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

اسکندر اور ارستبلوس کی ہیرودس سے ناراضگی: ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہیرودس کو اس کی اولاد کے قتل میں مبتلا کیا اس طرح پر کہ مریم بنت اسکندرہ کے بطن سے اس کے دو لڑکے تھے ایک کا نام اسکندر اور دوسرے کا ارستبلوس تھا۔ یہ دونوں بھائی اپنی ماں کے قتل کے وقت رومہ میں رومی زبان سیکھ رہے تھے۔ جب یہ دونوں رومہ

سے واپس آئے اور اپنی ماں کے مارے جانے کا حال سنا تو انہیں اپنے باپ ہیرودس سے کینہ پیدا ہو گیا۔ ہیرودس کا لڑکا ایک اور بھی تھا جو اپنے دادا انطفتر کے نام سے موسوم تھا اس کو اس کی ماں ارسیس نے مریم کی وجہ سے ایک دوسرے شہر میں ٹھہرا رکھا تھا۔ جب مریم قتل کر دی گئی اور ارسیس، ہیرودس کی آنکھوں میں زیادہ عزیز ہوئی تو اس کا لڑکا انطفتر قدس شریف آیا۔ ہیرودس نے اسے اپنا ولی عہد بنا لیا۔ اس نے مصلحتاً اپنے دونوں بھائی سے آمد و رفت اور مراسم برابر جاری رکھے اس خیال سے کہ یہ دونوں اپنے باپ کے قتل کرنے کی فکر میں تھے۔

اسکندر اور ہیرودس میں مصالحت: کچھ عرصہ بعد ہیرودس ان دونوں سے ناراض ہو کر اوغسطس قیصر کی طرف چلا اور اس کے ہمراہ اس کا لڑکا اسکندر بھی تھا۔ دونوں نے اوغسطس قیصر سے ایک دوسرے کی شکایت کی مگر اس نے باہم صلح کرا دی۔ اس وجہ سے ہیرودس بیت المقدس واپس آیا اور اسے اپنے تینوں لڑکوں پر تقسیم کر دیا اور ان کو عام آدمیوں کی وصیت کی اور ان سے میل جول نہ رکھنے کا عہد لیا اس خوف سے کہ ان کے باہمی میل وجول سے کوئی بات نہ پیدا ہو۔

انطفتر کی ریشہ دوانی: انطفتر اس کے باوجود بظاہر اپنے دونوں بھائیوں سے ملتا رہا اور در پردہ ان کے مخالف کارروائی کرتا رہا۔ اس معاملہ میں اس کا چچا قدودا اور اس کی پھوپھی سلومنت بھی شریک تھی اور اس کے باپ سے اس کے دونوں بھائیوں کی اس قدر شکایت کی کہ اس نے انہیں آزاد کر دیا۔

قدودا اور سلومنت کی سازش کا انکشاف: جب اس خبر کی اطلاع ارسلاوش بادشاہ کفتور کو پہنچی جس کی لڑکی اسکندر کے عقد میں تھی تو وہ ہیرودس کے پاس آیا اور اس کو اس کے بھائی قدودا اور بہن سلومنت کی سازش سے مطلع کیا۔ ہیرودس پر جب یہ واقعات ظاہر ہوئے تو وہ اپنے بھائی سے ناراض اور اپنے دونوں لڑکوں اسکندر اور ارستبلوس سے راضی ہو گیا اور سلاوش کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد ارسلاوش اپنے شہر کو واپس آیا۔

اسکندر اور ارستبلوس کا قتل: لیکن انطفتر اپنی کوششوں اور در پردہ ان کی مخالفت میں مصروف رہا اور برابر اپنے باپ کو ان کی طرف سے برانگیختہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہیرودس نے دوبارہ اسکندر اور ارستبلوس سے ناراض ہو کر انہیں قید کر دیا۔ انطفتر اپنے ہمراہ روپیہ لے گیا۔ اراکین دولت کو انطفتر کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ انطفتر نے ان کی بھی شکایت اپنے باپ ہیرودس سے کر دی اور یہ ثابت کر دیا کہ ان بعض اراکین دولت نے اسکندر کی سازش کے ذریعہ حجام سے تیری موت کی فکر کی ہے اور اس کے عوض اسے بہت سا مال و اسباب دینے کے لئے کہا ہے۔ ہیرودس نے اراکین دولت کو اور ان کے خاندان والوں اور حجام کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد اپنے دونوں لڑکوں اسکندر اور ارستبلوس کو قید کر کے مصطبہ پر پھانسی دے دی۔

اسکندر اور ارستبلوس کی اولاد سے حسن سلوک: اسکندر کے دو لڑکے ارسلاوش کے بطن سے تھے ایک کا نام کوجان اور دوسرے کا نام اسکندر تھا اور ارستبلوس کے تین لڑکے اعرباس، ہیرودس، استرویلوس تھے۔ ہیرودس اپنے لڑکوں کے قتل کے بعد بہت پشیمان ہوا اور ان کی اولاد پر حد سے زیادہ مہربان ہوا۔ کوجان بن اسکندر کا عقد اپنے بھائی قدودا کی لڑکی سے ارستبلوس کی لڑکی کا عقد انطفتر کے لڑکے سے کر دیا اور اپنے بھائی قدودا اور لڑکے انطفتر کو ان کی کفالت اور ان کے ساتھ

باسلوک پیش آنے کا تاکیدی حکم دیا۔لیکن ان دونوں کو ہیرودس کا یہ حکم ناگوار گزرا۔ چنانچہ انہوں نے اس حکم کی پابندی نہ کی اور موقعہ پا کر ہیرودس کو قتل کر ڈالنے کا باہم عہد و پیماں کر لیا۔

قدودا کی اسیری وخاتمہ کچھ عرصہ بعد ہیرودس نے انطفتر کو اوشطش قیصر کے پاس کسی ضرورت سے بھیج دیا۔اس کے چلے جانے پر قدودا کی سازش وارادے سے آگاہی ہوگئی اس نے قدودا کو اس کے مکان میں قید کر دیا قدودا قید میں بیمار ہو کر مر گیا۔

انطفتر کی سازش کا انکشاف: ہیرودس کو اس کے مرنے پر یہ معلوم ہوا کہ انطفتر اور قدودا نے اریسں' انطفتر کی ماں کے روبرو باہم عہد و پیماں کیا تھا اور انطفتر کے خزانچی کے ذریعہ سے اس کے قتل کی فکر کی تھی۔ ہیرودس نے خزانچی کو طلب کر کے استفسار کیا خزانچی نے تمام حال کہہ دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ تیرے قتل کے لئے مصر سے زہر منگوایا گیا تھا اور وہ اس وقت تک قدودا کی بیوی کے پاس موجود ہے۔قدودا کی بیوی بھی شہادت کی غرض سے بلائی گئی اس نے بھی اس امر کا اقرار کیا اور یہ کہا کہ قدودا نے انتقال کے وقت اسے ضائع کرنے کی ہدایت کی تھی میں نے تمام زہر ضائع کر دیا ہے۔ البتہ اس میں سے کسی قدر باقی ہے۔ ہیرودس نے اس سے وہ زہر لے لیا اور انطفتر کو دوبارہ قیصر سے طلب کیا اثناء راہ میں انطفتر نے بھاگنا چاہا۔ مگر ہیرودس کے ملازمین نے اسے بھاگنے نہ دیا۔

انطفتر کا قتل: انطفتر جس وقت بیت المقدس پہنچا۔ ہیرودس نے ایک مجمع عام میں اسے بلایا اس جلسہ میں اوشطش کا سفیر اور اس کا کاتب نیقانوس بھی موجود تھا یہ انطفتر کی نسبت ہیرودس کے ان دولڑکوں سے زیادہ محبت رکھتے تھے۔ جو اس سے پہلے قتل ہو چکے تھے انطفتر پر ہیرودس کے قتل کی سازش کا الزام قائم کیا گیا اور شہادت دلائل سے وہ الزام پایہ تصدیق و ثبوت کو پہنچایا گیا اور بقیہ زہر کا بعض جانوروں کو کھلا کر تجربہ کیا چنانچہ اس جرم میں انطفتر کو قید کر دیا گیا۔ ہیرودس بیمار ہوا اور اپنے کو قریب المرگ سمجھ کر اپنے کئے پر پشیمان اور نادم ہوا اور خودکشی پر آمادہ ہوا۔ مگر اس کے ہم نشینوں اور بیوی نے اس فعل سے باز رکھا اس واقعہ سے محل سرائے شاہی سے ایک ایسا شور برپا ہوا جس کی آواز انطفتر کے کانوں تک پہنچی۔ انطفتر قید خانہ سے نکلنا چاہتا تھا مگر مخالفین نے اسے نکلنے نہ دیا اور اس کی اطلاع ہیرودس کو کر دی ہیرودس نے اسی وقت اس کے قتل کا حکم دے دیا۔اس کے قتل کے پانچویں روز ستر برس کی عمر میں پینتیس سال حکومت کر کے خود بھی مر گیا انتقال کے وقت اپنے لڑکے ارکلاوش کو اپنا ولی عہد کر گیا۔

ارکلاوش کی جانشینی: ہیرودس کے مرنے کے بعد اس کا کاتب نیقانوس باہر آیا اور مجمع عام میں وہ عہد نامہ پڑھا جو ہیرودس نے ارکلاوش کی ولی عہدی کے بارے میں لکھا تھا اور ان لوگوں کو ہیرودس کی انگوٹھی دکھائی۔لوگوں نے ارکلاوش کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر ہیرودس کا جنازہ بڑی دھوم سے اٹھایا گیا اور نہایت اہتمام سے دفن کر دیا گیا۔

ارکلاوش کی روم میں طلبی ومراجعت: ارکلاوش نے تخت پر بیٹھتے ہی قیدیوں کو آزاد کر دیا جس سے اس کی حکومت مستقل ہوگئی۔عوام الناس ہیرودس پر طعن و تشنیع کرنے لگے کچھ عرصہ بعد جب ارکلاوش انہیں قتل و تباہ کرنے لگا تو انہوں نے اس کی بھی مخالفت شروع کی قیصر کے پاس اس کی شکایت لے کر گئے۔ قیصر نے ارکلاوش اور اس کے کاتب نیقانوس کو طلب کر

کے ان کی شکایتیں پیش کیں اس نے ان کے دعوے مسترد کر دیئے۔ رؤسا روم نے ارکلاوش کے بحال رکھنے کی رائے دی اس وجہ سے قیصر نے اسے حکومت پر بحال رکھا اور قدس شریف واپس کر دیا۔

ارکلاوش کی معزولی واسیری: ارکلاوش واپسی کے بعد یہودیوں پر بہت سختی سے پیش آنے لگا اور اپنے بھائی اسکندر کی بی بی سے عقد کر لیا حالانکہ اس کے بطن سے اس کی اولاد تھی۔ اسکندر کی بی بی عقد کرتے ہی مر گئی اور یہودیوں نے اس کی شکایت قیصر تک پہنچا دی قیصر نے اپنا ایک سپہ سالار روم سے بیت المقدس روانہ کیا۔ اس سپہ سالار نے قیصر کے حکم کے مطابق ارکلاوش کو اس کی حکومت کے ساتویں برس قید کر کے رومہ بھیج دیا۔

انطیفس کے خلاف علماءِ یہود کا احتجاج: یہودیوں پر اس کے بھائی انطیفس کو حاکم بنایا۔ یہ ارکلاوش سے زیادہ بدخصلت اور شریر تھا اس نے بھی اپنے بھائی فیلقوس کی بی بی سے عقد کر لیا۔ حالانکہ اس کے دولڑکے اس کے بطن سے تھے۔ علماء یہود اور کاہنوں نے اس کی مخالفت کی جن میں یوحنا (یحییٰ) بن زکریا علیہ السلام بھی تھے۔ جن کو اس نے ایک گروہ کے ساتھ قتل کر ڈالا۔ یہی نصرانیوں کے یہاں معتمد کہلاتے ہیں کیونکہ انہوں نے بزعم نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اصطباغ (بپتسمہ) دیا تھا۔

طبریانوس کا یہودیوں پر ظلم وتشدد: اس کے زمانہ حکومت میں اوغسطش قیصر کا انتقال ہوا اس کی جگہ طبریانوس تخت حکومت پر بیٹھا۔ یہ نہایت بدمزاج' کمینہ خصلت تھا اس نے اپنے سپہ سالار بعبلاس کو سونے کا ایک بت دے کر قدس شریف بھیجا تا کہ یہود اس کی پرستش کریں۔ یہودیوں نے اس بت کی پرستش سے انکار کیا اس پر بعبلاس نے ان میں سے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ یہودی جمع ہو کر اس کے مقابلے پر آئے اور اسے مار بھگایا۔

انطیفس کی جلاوطنی: طبریانوس نے ایک ہزار لشکر دوسرے سپہ سالار کے ساتھ روانہ کیا انطیفس کو گرفتار کر کے طبریانوس کے پاس بھیج دیا اور اس نے انطیفس کو اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا اور وہاں جا کر مر گیا۔ اس کے بعد یہودیوں پر اغریاس بن ارستبلوس مقتول حکومت کرنے لگا۔

بیت المقدس میں قربان گاہ اور بت خانہ کی تعمیر: اسی کے زمانہ حکومت میں طبریانوس قیصر مر گیا اور نیروش حکومت کی کرسی پر بیٹھا۔ یہ ان سب سے زیادہ شریر تھا جو اس سے پیشتر گزر چکے تھے اس نے ایک مذبح (قربان گاہ) اور بت خانہ بنوایا۔ یہودیوں کے علاوہ باقی سب نے اس کے مذبح اور بت خانہ کی پرستش کی۔ نیروش نے یہود کو زیروزبر کرنے کے لئے افیلوحکیم کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ اس نے یہود کو تنگ اور بے حد مجبور کیا۔ اسی اثناء میں اس کی بدافعالی اور بدکرداری سے اہل دولت نے دفعتاً نیروش پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور اس کی لاش کو جنگل میں سرراہ پھینک دیا جسے جنگلی کتوں نے کھا لیا۔

قربان گاہ اور بت خانہ کا انہدام: نیروش کے بعد قلدیوش قیصر رومہ کے تخت حکومت پر بیٹھا اس نے افیلوحکیم اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ بیت المقدس گئے تھے واپس بلا لیا اور نیروش کے بنائے ہوئے مذبح کو منہدم کرا دیا اور اغریاس

اپنی حکومت کے تیسویں سال مر گیا۔

بلادِ یہود اور ارمن میں طوائف الملوکی: اس کے بعد اس کا لڑکا اغریاس یہود پر بیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے زمانہ میں بلاد یہود اور ارمن میں طرح طرح کے فتنے وفسادات برپا ہوتے رہے۔ رہزنی سرقہ علانیہ ہونے لگا۔ وہاں دن دہاڑے شہر میں چلنے والے لوٹ لئے جانے لگے ایک دوسرے کو ذرا ذرا سی باتوں پر قتل کر ڈالتے تھے۔ شہر کے اکثر باشندے اس خوف سے شہر چھوڑ کر چلے گئے۔ انہیں دنوں میں قلدیوس مر گیا اور اس کی جگہ فیلقوس حکومت کرنے لگا۔ فتنہ پردازوں نے ان یہودیوں کی جو قدس شریف سے نکل آئے تھے۔ شکایت کی کہ یہ رومیوں کی مذمت اور برائی کرتے ہیں اس نے ان آوارہ وطنوں کے قتل وغارت کے لئے ایک لشکر روانہ کیا جس نے ان کو نہایت ذلیل وخوار کیا اس زمانہ میں ان کا سب سے بڑا کاہن حنائی تھا۔ جس کا نام عازار تھا یہ بھی ان ہی لوگوں میں شامل تھا۔ جو قدس شریف سے نکل آئے تھے اشرار کا ایک گروہ اس سے سازش کر کے بلاد یہود اور ارمن پر شب خون مارنے لگا اور ان کو لوٹ لیتا اور گرفتار کر کے قتل کرنا شروع کیا۔

فیلقوس کے سپہ سالار کا بیت المقدس سے اخراج: ارمن نے اس کی شکایت فیلقوس قیصر سے کی۔ فیلقوس نے ایک سپہ سالار کو ان کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا اس نے بجائے ان کے بیت المقدس پہنچ کر یہودیوں پر ظلم وستم کرنا شروع کر دیا۔ یہودیوں نے فیلقوس کے سپہ سالار کو بیت المقدس سے نکال دیا اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ کو مار ڈالا۔

فیلقوس کے سپہ سالار کی اغریاس سے ملاقات: فیلقوس کا سپہ سالار بھاگ کر مصر پہنچا اور یہاں اس نے اغریاس بادشاہ یہود سے ملاقات کی جب کہ وہ رومہ سے واپس آ رہا تھا۔ فیلقوس کے سپہ سالار نے اس سے یہودیوں کی شکایت کی اور جب یہ بیت المقدس پہنچا تو یہودیوں نے فیلقوس کے سپہ سالار کے ظلم وجور کی شکایت کی اور اس کی مخالفت کا ارادہ ظاہر کیا۔ اغریاس نے انہیں نرمی کے ساتھ اس فعل سے باز رکھنا چاہا یہاں تک کہ اس کی خبر قیصر کے کانوں تک پہنچی۔ پھر عازار عنائی نے موقع مناسب دیکھ کر ان رومیوں پر حملہ کر دیا جو اغریاس کے ہمراہ آئے تھے اور ان کو چن چن کر ان کے سپہ سالاروں کے ساتھ مار ڈالا۔

دمشق وقیساریہ کے یہودیوں کا قتل عام: یہ امر یہود کے سرکردہ لوگوں کو ناگوار گزرا۔ اس وجہ سے وہ سب کے سب جمع ہو کر عازار کی لڑائی کے خیال سے اغریاس کے پاس آئے یہ ان دنوں قدس شریف کے باہر پڑا ہوا تھا۔ اس نے ان سے تین ہزار جنگ آور سپاہی لڑائی کرنے کے لئے بھیجے۔ عازار اور یہودیوں سے لڑائی چھڑ گئی۔ عازار نے ان کو شکست دے کر شہر سے باہر نکال دیا اور شاہی محل کو ویران کر کے اس کا سامان واسباب اور خزانہ لوٹ لیا۔ اغریاس اور کاہنین اور علماء اور شیوخ یہود قدس شریف کے باہر پڑے رہ گئے اور جب انہیں یہ خبر پہنچی کہ ارمن نے دمشق اور اس کے اطراف اور قیساریہ میں یہود کو چن چن کر قتل کیا ہے تو یہ ان کے بلاد کی طرف بڑھے اور اطراف دمشق میں جو ارمنی ہاتھ آئے انہیں قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد اغریاس قیصر کے پاس گیا اور اس کو اس واقعہ سے مطلع کیا اس نے اپنے اس سپہ سالار کو ارمن کی طرف جانے کو لکھا جو فارس سے لڑائی کرنے گیا تھا۔

رومی سپہ سالار اور عازار کی جنگ: چنانچہ سپہ سالار روم فارس پر فتح یابی حاصل کرنے کے بعد ارمن کے بلاد کی طرف بڑھا۔ اس اثنا میں دوسرا فرمان اس مضمون کا صادر ہوا کہ ارمن سے اعراض کر کے اغریاس کے ہمراہ قدس شریف کی جانب روانہ ہوا جن شہروں پر ہو کر گزرا ان کو ویران کرتا گیا یہاں تک کہ وہ عازار سے بھڑ گیا۔ عازار کو پہلی لڑائی میں ناکامی ہوئی اس وجہ سے وہ شکست اٹھا کر قدس شریف چلا آیا اور سپہ سالار روم اور کیتا والی قیساریہ بیت المقدس کے باہر ٹھہرے رہے پھر عازار نے یہودیوں کو جمع کر کے ان پر حملہ کیا۔ کیتا اور اغریاس لڑائی کے میدان سے ایسے بھاگے کہ انہوں نے قیصر کے پاس پہنچ کر دم لیا۔

قیصر کا بلاد یہود کی تاراجی کا حکم: اتفاق سے اسی وقت اس کا سپہ سالار اعظم اسفبانوس نامی بلاد مغرب سے اندلس فتح کر کے آیا تھا۔ قیصر نے اسے بلاد یہود پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا اور اسے یہودیوں کو نیست و نابود کرنے اور ان کے قلعوں کو مسمار اور ویران کرنے کا تاکیدی حکم دیا۔ اسبنانوس اور اس کا لڑکا طیطوش اور اغریاس بادشاہ یہود رومہ سے روانہ ہوئے اور انطاکیہ پہنچ کر اپنے لشکر کی ترتیب میں مصروف ہو گئے۔

یہودیوں کی دفاعی تیاریاں: یہود بھی ان کی آمد کی خبر سن کر تیار ہو گئے اور تین گروہ ہو کر تین طرف پھیل گئے۔ ان کے ہر گروہ کے ساتھ ساتھ ایک کاہن تھا۔ عنائی کاہن اعظم دمشق اور اس کے اطراف میں رہا اور اس کا لڑکا عازار کاہن بلاد روم میں رملہ تک اور یوسف ابن کریون کاہن طبریہ اور جبل الخلیل اور اس کے اطراف میں متعین کیا گیا۔ اس کے علاوہ جو بلاد حدود مصر تک باقی رہے ان کی حفاظت کے لئے کاہنوں کو مقرر کر دیا۔ ہر ایک کاہن نے اپنے اپنے قلعوں کی فصیلیں درست کر کے لشکر مرتب کر لئے۔

یوسف بن کریون کی کارگزاری: سپہ سالار اسفبانوس انطاکیہ سے نکل کر بلاد ارمن کی طرف بڑھا اور اس طرف سے یوسف بن کریون نے طبریہ سے نکل کر اس کا مقابلہ کیا۔ اہل طبریہ نے اس کی غیر موجودگی میں روم کی اطاعت قبول کر لی۔ یوسف یہ سن کر سخت برہم ہوا اور لڑائی کے میدان سے طبریہ کی جانب چلا جس قدر رومیوں کو پایا قتل کر ڈالا۔ اہل طبریہ نے ڈر کر اس سے معافی چاہی اس کے بعد اہل جبل الخلیل سے بھی یہی حرکت سرزد ہوئی اور اس کی خبر یوسف کو ہو گئی۔ یوسف نے ان کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کئے جو اہل طبریہ کے ساتھ کئے گئے۔ پھر اسبنانوس چالیس ہزار رومیوں کو لے کر عکا سے یوسف بن کریون سے لڑنے کے لئے چلا۔ اغریاس بادشاہ یہود اور اروم کے سوا تمام ارمنی اس کے ہمراہ تھے کیونکہ اروم زمانہ ارقانوس سے یہود کے دوستوں میں تھے۔ غرض اسبنانوس نے یوسف بن کریون پر طبریہ پہنچ کر حملہ کیا لیکن پہلے ہی حملہ میں خود اس کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مجبور ہو کر صلح کا خواستگار ہوا۔ یوسف ابن کریون نے اہل قدس کے مشورہ پر اس کی درخواست کی مقبولیت کو موقوف رکھا۔

یوسف بن کریون کی گرفتاری و جاں بخشی: اس اثناء میں اسبنانوس کو ایک خارجی مدد پہنچ گئی اور اسے اپنی کامیابی کا یقین ہو گیا اور دوبارہ قلعہ کے باہر سے لڑائی چھیڑ دی۔ جب یوسف بن کریون کے سپاہیوں کی تعداد کم ہو گئی مجبور ہو کر یوسف نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا۔ پچاس دن تک پانی نہ ملا آخر الامر ایک قلیل جماعت کے ساتھ یوسف قلعہ سے نکلا رومیوں نے

اس کو کا آ گارد کا اور اسبنا نوس نے امان دے دی۔ چنانچہ یوسف اس کی طرف مائل ہوا چاہتا تھا اور اسبنا نوس کی قوم یوسف کے قتل کی کوشش میں تھی یوسف نے یہ دیکھ کر ان کی رائے سے اتفاق کر لیا جب وہ سب کے سب قتل ہو گئے اور ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ تب یوسف اسبنا نوس کی خدمت میں حاضر ہو گیا یہود نے اسے یوسف کے قتل پر ابھارا لیکن اسبنا نوس نے اس سے انکار کیا اور اسے آزاد کر دیا اور اعمال طبریہ کو ویران اور اس کے رہنے والوں کو قتل کر کے قیساریہ واپس آیا۔

یوحنان یہودی کی غارت گری: ابن کریون کہتا ہے کہ انہیں واقعات کے اثناء میں یہودیان قدس میں اس وجہ سے فتنہ وفساد برپا ہو گیا کہ جبل الخلیل کے شہر کوشالہ میں ایک یہودی یوحنان نامی رہتا تھا اس کے پاس چند اوباش طبیعت یہودی جمع ہو گئے۔ جن کی وجہ سے اس کی رہزنی اور قتل وغارت کی قوت بڑھ گئی۔ جس وقت روم نے کوشالہ پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا اس وقت یوحنا قدس شریف چلا آیا اس سے ان شہروں کے اوباش طبیعت یہودیوں نے رسم دوستی پیدا کر لی جس کو روم نے فتح کر لیا تھا۔ اس وجہ سے اس نے اہل قدس پر بے جا حکومت شروع کر دی۔ عنائی کاہن اعظم نے اس کی مخالفت کی اور اس کی جگہ دوسرے شخص کو مقرر کرنا چاہا مگر شیوخ یہود نے عنائی کاہن کی رائے کی مخالفت کی اور یوحنان کو اس کی مخالفت سے یہودیوں کے قتل کرنے کا موقع مل گیا۔

یوحنان کی اروم سے امداد طلبی: یہودی جب اس کے ہاتھوں مارے جانے لگے تو وہ جمع ہو کر عنائی کاہن کے پاس گئے اور اس کے ساتھ ہو کر یوحنان سے لڑنے کے لئے نکلے۔ یوحنان نے قدس شریف میں قلعہ بندی کر لی۔ عنائی نے صلح کی درخواست کی مگر یوحنان انکار کر کے روم سے امداد کا خواستگار ہوا۔ اروم نے بیس ہزار جنگ آور سپاہیوں کو اس کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ عنائی شہر پناہ کی فصیلوں سے حملہ کرنے لگا ایک روز حالت غفلت میں باہر سے اروم کے سپاہی ایک ناگہانی حملہ کر کے شہر میں گھس پڑے اور اندر سے یوحنان جدوجہد کر کے نکل آیا اور اروم کے ساتھ ہو کر پانچ ہزار کو قتل کر ڈالا۔ امراء اور اہل دولت کا مال واسباب لوٹ لیا اور ان شہروں پر بھی حملہ کر دیا جو رومیوں کے سایہ امن وعاطفت میں تھے۔

عنائی کاہن کی اسبنا نوس سے اعانت طلبی: عنائی نے مجبور ہو کر اسبنا نوس اور اس کے لشکر سے اعانت طلب کی۔ چنانچہ اس نے قیساریہ سے یوحنان پر حملہ کیا جب نصف راہ پر پہنچا یوحنان بیت المقدس سے نکل کر پہاڑی گھاٹیوں میں جا چھپا۔ اسبنا نوس نے تعاقب کر کے اس کے ہمراہیوں میں سے اکثر کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

بیت المقدس کی تاراجی: اس کے بعد بلاد اروم کی طرف گیا اور اسے فتح کر کے سبطیہ (بلاد سامرہ) پر کامیابی کا پھریرا اڑاتا ہوا اپنے مقبوضہ شہروں کو آباد کرتا ہوا قیساریہ کی جانب واپس ہوا تاکہ کچھ روز وہاں آرام کر کے بیت المقدس کی سیر کو آئے۔ اس اثناء میں یوحنان نے پہاڑی گھاٹیوں سے نکل کر شہر پر ایک عام خون ریزی کے بعد قبضہ کر لیا اور شہر کو جی بھر کر لوٹا۔

شمعون کا یہودیوں سے ناروا سلوک: ابن کریون کہتا ہے کہ یوحنان کے زمانہ عدم موجودگی میں شمعون نامی ایک شخص نے بھی چند روز کے لئے شہر پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ اس کے پاس چور، اوباش طبیعت، آوارہ گرد بیس ہزار کے قریب جمع ہو گئے۔ اہل روم نے ایک لشکر ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا مگر وہ شکست اٹھا کر واپس آیا اور اس نے شہر پر خاطر خواہ قبضہ کر لیا اور

لوگوں کے مال واسباب لوٹ لئے اور اس کے بعد جوش مردانگی میں آ کر اروم سے لڑنے گیا اس اثناء میں یوحنان نے پہنچ کر شہر پر قبضہ کر لیا جب وہاں سے واپس ہو کر آیا تو یوحنان کو شہر میں موجود پایا تو اس نے اس کا محاصرہ کر کے لگا تار حملے شروع کر دیئے۔ یوحنان کو ان لڑائیوں میں کامیابی ہوئی ایک بڑی مخلوق کو اس نے قتل کر ڈالا۔ عوام الناس نے شمعون سے پھر مدد چاہی یہ ان کی خواہش کے موافق مدد کرنے کیلئے گیا مگر انکے ساتھ اس نے بدعہدی کی اور بدکرداری میں یوحنان سے بھی بڑھ گیا۔

اسبنانوس اور نطاؤس کی جنگ ابن کریون روایت کرتا ہے کہ اس کے بعد اسبنانوس کے کانوں تک یہ خبر پہنچی جب کہ وہ مضافات قیساریہ میں تھا کہ قیصر روم مر گیا ہے اور اس کی جگہ اہل رومہ نے ایک کمزور شخص نطاؤس نامی کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا ہے بطارقہ یہ سن کر سخت برہم ہوئے اور انہوں نے اسبنانوس کی حکومت پر اتفاق کر لیا۔ اسبنانوس اپنا نصف لشکر اپنے لڑکے طیطوش کے پاس چھوڑ کر رومہ کی طرف نطاؤس سے لڑنے کی غرض سے گیا اور اسے شکست دے کر قتل کر ڈالا پھر اسبنانوس اسکندریہ کی جانب گیا اور وہاں سے کشتی پر سوار ہوا اور طیطوش قیساریہ میں آ گیا۔

بیت المقدس میں بدامنی یہاں تک کہ جاڑے کی فصل تمام ہونے پر آ گئی اور یہودیان قدس میں فتنہ فساد اور قتل اس درجہ بڑھ گیا کہ گلی کوچوں میں خون بہہ رہا تھا پھر کاہنوں کو مذبح میں قتل کیا بقیہ جو لوگ تھے وہ مسجد میں جا کر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے کیونکہ تمام راستوں میں خون جاری تھا اور چھت پر سے لوگ راہ چلتوں کو پتھروں سے مارتے تھے یہ وہ زمانہ تھا کہ یوحنان کو شمعون پر فتح یابی ہوگئی تھی اور یہ خبیث لوگوں کو تنگ کر رہا تھا۔

طیطوش کا محاصرہ بیت المقدس یہاں تک کہ جاڑے کی فصل گزر گئی تو طیطوش لشکر روم لے کر حملہ کے خیال سے بیت المقدس پہنچ کر شہر پناہ کے دروازہ پر اپنا خیمہ نصب کرا کے اپنے لشکر کے لئے قیام گاہ تجویز کرنے لگا اور اہل شہر کو صلح کا پیام دیا۔ مگر اہل شہر اس طرف متوجہ ہوئے اس سے لڑنے کی غرض سے کمین گاہوں میں چھپ کر مقابلہ کیا۔ جس سے طیطوش کا غصہ بے حد بڑھ گیا اس کے دوسرے روز شہر کے شرقی جانب جبل زیتون پر جا کر قیام کیا اور لشکر کی ترتیب اور آلات حصار فراہم کرنے میں مصروف ہوا۔

یہودیوں کی شدید مدافعت: یہودیوں نے آپس میں اتفاق کر لیا اور باہمی جھگڑے دور کر کے اس سے لڑنے کے لئے نکلے مگر پسپا ہو کر بھاگے اور پھر لوٹ کر لڑے اور کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد آپس میں پھر ایک دوسرے کے مخالف ہو گئے اور باہم لڑنے لگے اس اثناء میں یوحنان نے قدس شریف میں عید الفطر کے روز داخل ہو کر کاہنوں کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا اور ایک گروہ کو مسجد کے باہر مارا طیطوش نے موقع مناسب دیکھ کر حملہ کر دیا۔ یہودیوں نے نہایت سختی سے اسے پسپا کر دیا اور اس کے لشکر گاہ تک تعاقب کرتے چلے آئے طیطوش نے صلح کی غرض سے اپنے سپہ سالار نیقانور کو یہود کے پاس بھیجا۔ اتفاق سے اس کو ایک ایسا تیر لگا کہ یہ اپنے مقام ہی پر رہ گیا طیطوش اس کے مارے جانے سے سخت برہم ہوا اور اس نے چند لوہے کے ایسے برج بنوائے جو شہر پناہ کی فصیلوں کے مقابلہ میں تھے اور اس میں جنگ آور سپاہیوں کو ایک معقول تعداد مقرر کر کے لڑائی کے لئے نکلا۔ قضائے کار یہود نے ان برجوں پر قبضہ کر کے ان کو توڑ کر جلا دیا اور پھر لڑائی کے میدان میں اس سے لڑنے کے لئے آ موجود ہوئے۔ یوحنان نے قدس شریف پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کے ساتھ چھ ہزار کی جمعیت تھی اور شمعون

کے ہمراہ دس ہزار یہود اور پانچ ہزار ادوم اور باقی یہود عازر کی رکاب میں تھے۔

طیطوش کا بیت المقدس پر دوسرا حملہ: طیطوش نے دوبارہ حملہ کیا اور اس حملہ میں اس نے شہر پناہ کے ایک برج کو توڑ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ لیکن یہود نے پھر اسے درست کر لیا لڑائی کا بازار بے حد گرم ہو گیا طیطوش بذاتہ لڑتا رہا پھر اس کی تازہ کوششوں نے آلات کے ذریعے سے دوسرے برج کو منہدم کر دیا۔ یہود نے پھر اسے بنا لیا اور اس کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ اسی حالت میں چار روز گزر گئے اس عرصہ میں طیطوش کی مدد کے لئے اطراف و جوانب سے لشکر آ گئے یہود نے شہر پناہ کے دروازے بند کر دیئے۔ طیطوش نے لڑائی موقوف کر کے ان کو مصالحت کے لئے طلب کیا یہود نے اس سے انکار کیا۔

بیت المقدس کی ناکہ بندی: پانچویں روز خود طیطوش آیا اور اس نے یہود کو مخاطب کر کے صلح کی دعوت دی۔ مگر اس کے کہنے کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اتنے میں یوسف بن کریون آ گیا اور اس نے لوگوں کو سمجھایا اور ان کو رومیوں کے امن میں رہنے کی رغبت دلائی اور حسن سلوک کا وعدہ کیا۔ طیطوش نے ان کے قیدیوں کو آزاد کر دیا اس سے اکثر یہود صلح کی طرف مائل ہو گئے۔ لیکن ان کو ان رؤسا یہود نے روکا جو شہر سے خارج تھے اور ان یہودیوں کو قتل کرنے لگے جو رومیوں سے ملنے کو نکلتے تھے۔ یہاں تک کہ شہر میں کوئی ان کا مخالف نہ رہا۔ طیطوش نے یہود کی اس سخت مزاجی سے تنگ آ کر بلا جدال وقتال محاصرہ جاری رکھا غلہ کی آمد و رفت روک دی جو لوگ اپنے مویشیوں کو لے کر چرانے کے لئے نکلتے تھے ان کو رومی قتل کر ڈالتے اور سولی دے دیتے تھے۔ آخر کار طیطوش کو ان کی بے کسی پر رحم آیا اور اس نے ان کے قتل سے اپنے سپاہیوں کو منع کر دیا۔ اس کے بعد اس نے بقیہ یہود پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا یہود نے نہایت استقلال سے جواب دینا شروع کیا۔

کاہنوں کا قتل: جب یہ لڑائی خوفناک اور سخت نظر آنے لگی اور بھوک حد سے بڑھ گئی تو شنائی کاہن ادوم سے امن کا خواستگار ہوا (یہ وہی شخص ہے جس نے شمعون کو یوحنان کے مقابلہ پر قائم کیا تھا) شمعون نے اسے اور اس کے لڑکوں کو اور کاہنوں کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ ان کے علاوہ اور ان علماء اور ائمہ کو تہ تیغ کیا جو روم سے امن کے خواستگار ہوئے تھے۔ عازار بن عنائی بھی اس رائے کا مخالف تھا لیکن وہ بیت المقدس سے نکل نہ سکا۔

محصورین کی دردناک حالت: اس محاصرہ اور کمیابی غلہ سے یہ نوبت پہنچی کہ اکثر یہود بھوک کی شدت سے مر گئے اور جانوروں کی کھالیں اور درختوں کے پتے اور مردہ کھانے لگے اس پر بھی جب پیٹ کی خواہش ختم نہ ہوئی تو بعضوں نے دوسرے کمزور آدمیوں کو کھانا شروع کر دیا اسی زمانہ میں ایک عورت نے اپنے لڑکے کو کھا لیا تھا جب اس کی اطلاع رؤسا یہود کو ہوئی تو ان کو اس کی حالت پر رحم آیا اور انہوں نے شہر سے یہود کو نکلنے کی اجازت دے دی۔ اجازت کا ہونا تھا کہ ایک گروہ شہر سے نکل کھڑا ہوا۔ ان میں سے اکثر کھانا کھاتے ہی مر گئے اور بعضوں نے چونکہ نکلتے وقت جواہرات اور سونا نگل لیا تھا اس وجہ سے رومی انہیں قتل کر کے ان کا پیٹ پھاڑ کر جواہرات اور سونا نکال رہے تھے۔

طیطوش کا بیت المقدس پر قبضہ: طیطوش کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے سپاہیوں کو منع کر دیا اور شہر پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے حملہ کر دیا۔ یہود میں تو یہ قوت ہی باقی نہ رہی تھی کہ اس کا مقابلہ کرتے اس نے شہر پناہ کے اس برج کو منہدم کر دیا جس میں یہود جمع ہو رہے تھے تب یہود وہاں سے مسجد کی طرف بھاگے قلعہ والوں نے تھوڑی دیر تک مقابلہ کیا۔

لیکن طیطوش کی قسمت میں اس سے پہلے ہی کامیابی لکھی جا چکی تھی ان یہودیوں کو بھی شکست ہوئی اور اس نے شہر پناہ کی دیواروں سے مسجد تک کی عمارتیں منہدم کرا دیں۔ ابن کریون اسی حالت میں ایک اونچے مقام پر کھڑا ہوا یہود کو روم کی اطاعت کی ترغیب دے رہا تھا۔ کاہنوں کی ایک جماعت طیطوش کے پاس آئی اس نے انہیں امان دے دی۔

ہیکل کی تاراجی: چنانچہ بقیہ رؤسا یہود نے عوام الناس کو امان لینے سے روکا۔ اس وجہ سے طیطوش نے اسی خون ریزی میں صبح کی اور شام ہوتے ہوتے رومیوں نے مسجد پر قبضہ کر لیا یہ لڑائی کچھ دنوں تک جاری رہنے سے شہر پناہ منہدم ہو گئی۔ ہیکل کی دیواریں ٹوٹ گئیں۔ رومی لشکر کے محاصرہ سے اکثر یہود مر گئے اور بہتیرے بھاگ گئے۔ ہیکل میں رومیوں نے بتوں کو رکھا اس کے دروازوں پر آگ روشن کر دی۔ کاہنوں نے اپنے دین کو یوں خراب ہوتے دیکھ کر آگ میں جل کر اپنی اپنی جانیں دے دیں شمعون اور یوحنان سیہون کی پہاڑیوں میں جا چھپے۔

طیطوش کی مراجعت: طیطوش نے انہیں امان دینی چاہی لیکن انہوں نے اس رعایت کو منظور نہ کیا کچھ روز بعد راستہ کاٹ کر رات کے وقت بیت المقدس چلے آئے۔ اور طیطوش کے ایک سپہ سالار کو قتل کر کے اپنے ٹھکانے پر چلے گئے اس کے بعد اس کے متبعین اس سے علیحدہ ہو گئے۔ یوحنان مجبوراً طیطوش کے دربار میں حاضر ہوا۔ طیطوش نے اسے قید کر لیا۔ یوشع کاہن مسجد کا اسباب (جس میں دو شمعدان اور ایک سونے کی میز تھی) لے کر اس کے پاس آیا۔ فنحاص حازن ہیکل گرفتار کر لیا گیا اس نے بیت المقدس کے خزانہ کی کنجیاں طیطوش کو دے دیں۔ طیطوش تمام مال و اسباب اور خزانہ لے کر قیدیوں کے ہمراہ بیت المقدس سے کوچ کر گیا۔

مقتولین کی تعداد: ابن کریون کہتا ہے کہ بروایت مناحیم (جو مقتولوں کے دفن کرانے پر متعین تھا) اس واقعہ میں ان مقتولوں کی تعداد جو دفن کی غرض سے شہر کے دروازے پر لائے گئے تھے ایک لاکھ پچیس ہزار آٹھ سو تھی۔ مناحیم کے علاوہ دوسروں کا یہ بیان ہے کہ ان لاشوں کے علاوہ جو گڑھوں میں ڈال دی گئی تھیں یا قلعہ کے باہر پھینکی گئی تھیں مقتولوں کی تعداد چھ لاکھ تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں ایک کروڑ ایک لاکھ قتل کئے گئے اور ایک لاکھ قید کر لئے گئے۔ جنہیں طیطوش منزل بہ منزل درندوں کو کھلاتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ سب قیدی تمام ہو گئے اس واقعہ میں شمعون بھی مارا گیا۔ مگر غرار بن عفان اس عام خون ریزی سے بچ گیا۔ کیونکہ جس وقت شمعون نے متنیا کاہن کو قتل کیا تھا اسی وقت یہ بیت المقدس سے نکل گیا تھا۔

امارت یہود کا خاتمہ: بقیہ یہود کا یہ حال ہوا کہ جب طیطوش بیت المقدس سے نکل کر اس کے کسی گاؤں پر پہنچا اور اس کا محاصرہ کیا تو اسے یہود کے جمع ہونے کی خبر پہنچی اس نے ایک لشکر اپنے سپہ سالار ملیاس کے ہمراہ انہیں منتشر کرنے کی غرض سے بھیج دیا۔ اس نے ایک مدت تک انہیں محاصرہ میں رکھا اس کے بعد وہ رومیوں کی طرف نکلا۔ لڑائی ہوئی ان میں سے اکثر مارے گئے باقی رہا یوسف ابن کریون اس کے اہل و عیال اس واقعہ میں مفقود ہو گئے۔ جن کے حالات سے بعد میں کچھ آگاہی نہ ہوئی۔ طیطوش نے اسے اپنے پاس رومہ میں رکھنا چاہا لیکن اس نے عاجزی سے ارضِ مقدسہ پر رہنے کی خواہش کی۔ طیطوش نے اسکی التجا قبول کی چنانچہ اسے روانگی کے وقت چھوڑ گیا۔ اسی وقت سے یہود کی حکومت کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔

شجرہ ملوک بنی حشمنائی

یہ ملوک حشمنائی کا مورث اعلیٰ اور نسل ہارون علیہ السلام سے تھا

یوحنا کاہن اعظم

یونانال — متیا — شمعون

یہودا — ہرقانوس

انطنوس — اسکندرہ — ارستبلوس

اسکندرہ — ارستبلوس — انطنوس

اسکندرہ — ارستبلوس

شجرہ ملوک بنی ہیرودس

یہ ملوک بنی ہیرودس کا مورث اعلیٰ اور ہرقانوس اخیری بادشاہ حشمنائی پر قابض ہو گیا تھا

انطفر

ہیرودس

انطفر — انطیفس — ارستبلوس — ارکلاوش — اسکندرہ

ہیرودس — عریاس — ارستبلوس

اغریاس

فہرست

باب: ۱۷

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اناجیل[1]

حضرت عیسیٰؑ کا نسب: بنی ماثان جو داؤد علیہ السلام کی اولاد سے تھے وہ بیت المقدس میں کہونت (مجاورت) کر رہے تھے اور (ماثان) عاذر بن یہود بن اخس (اکھیم) بن رادوق (صاروق) بن یوعازور (عزور) بن الیاقیم بن ایود (ایبہو) بن زرقابل (ررِبابل) بن سالات (شیلٹیل) بن یوحنانیا (یکہنیاہ) ابنِ یوشیاہ (ملوک بن اسرائیل کا سولہواں بادشاہ) بن امون بن عمون ابنِ منشا ابنِ حزقیاہ بن احاز (احز) بن یواش (یوتم) اخریاہ (عزیاہ) بن یورام بن یہودشافاظ (یہوشافظ) بن اساہ بن رحبعم بن سلیمان ابنِ داؤد صلوٰت اللہ علیہما کی نسل سے ہے اور یوحنا یوحنانیا بن یوشیا (سولہواں بادشاہ بنی اسرائیل) ایام جلاوطنی بابل میں پیدا ہوا تھا۔ یہ نسب میں نے انجیل[2] متی[3] سے نقل کیا ہے۔ بنی حشمنائی کے بعد

[1] اناجیل لفظ انجیل کی جمع ہے اور انجیل لفظ آ دین جل لغت یونانی کا معرب ہے دراصل یہ لفظ ابنِ جبل لاطینی زبان کا تھا اور اس کے معنی پیغامبر کے ہیں اس کے اوّل میں یونانیوں نے ای یو کا لفظ بڑھا دیا جو ''دس'' انگریزی کا مقابل ہے۔ جس کے معنی اچھا یا خوش کے ہیں۔ قدیم قاعدہ انگریزی میں حرف یو اور حرف وی ایک شمار کیا جاتا تھا اس وجہ سے یہ تمام لفظ آ دین جل پڑھا جائے گا اور اس کے معرب انجیل ہوا جس کے معنی خوشخبری کے ہوئے چونکہ جناب مسیح نے نجات کی خوشخبری سنائی اور اس کی راہ دکھائی اس لئے اس کتاب کا انجیل یعنی خوشخبری نام ہوا۔ اب جہاں کہیں یہ لفظ بولا جاتا ہے اس سے جناب عیسیٰ کی کتاب مراد ہوتی ہے۔

[2] مقدس متی نے اس مقام پر تین شخصوں کے نام نسب سے چھوڑ دیئے ہیں کیونکہ اخریاہ (غریاہ) امصیاہ کا لڑکا ہے اور وہ یواش کا بیٹا ہے اور وہ احزیاہ کا اور احزیاہ یورام کی پشت سے ہے جیسا کہ پہلی کتاب اخبار الایام میں ہے۔ علماء مسیح اس اعتراض کا جواب یہ دیتے ہیں کہ مقدس متی کو یہی ہدایت ہوئی تھی کہ وہ اس نسب نامہ سے تین ناموں کو چھوڑ دے لیکن امر واقعی یہ ہے کہ یہود کا یہ دستور تھا کہ وہ اپنے نسب ناموں اور دفتروں سے اکثر نام کو برائی یا بت پرستی کی وجہ سے چھوڑ دیتے تھے اور چونکہ یہ تین شخص احاب کے خاندان سے تھے جن کی نسل کو دو مرتبہ بد دعا دی گئی تھی جن کا اثر تین پشتوں تک رہتا تھا۔ لہٰذا یہود نے ان ناموں کو اپنے دفتروں سے نکال ڈالا اور مقدس متی نے بھی یہود کی تقلید میں ان ناموں کو نہ لکھا کیونکہ انہوں نے یہود کی کتابوں سے یہ نسب نامہ لیا ہے۔

[3] متی جناب مسیح کے حواریوں میں ہیں آپ کا نام انگریزی میں میتھو لکھا جاتا ہے آپ کا عرف لیوی ہے اور باپ نام الفی ہے جلیل کے رہنے والے ہیں جو صوبہ کنعان کے شمال میں ہے۔ قبل بعثت مسیح یہودیہ کے ملک میں خراج وصول کرنے پر مامور تھے اور رفعت مسیح کے بعد انجیل کے پھیلانے اور لکھنے میں مصروف ہوئے اس امر کا کچھ پتہ نہیں چلتا کہ آپ کب پیدا ہوئے اور کہاں اور کیوں کر انتقال ہوا۔

کاہنوں کی سرداری بنی ماثان کر رہے تھے۔

کاہن اعظم عمران پدر حضرت مریمؑ: چنانچہ ہیرودس کے زمانہ سے قبل عمران پدر مریم کاہن اعظم تھا ابن اسحاق اسے اموں بن منشا کی طرف منسوب کر کے اس کا نسب یوں بیان کرتا ہے۔ عمران بن ہاشم بن امون بن منشا' حالانکہ عمون اور عمران میں ایک بڑی مدت ہونے کی وجہ سے صرف ایک پشت کا فرق ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ امون بیت المقدس کی ویرانی اوّل سے کچھ دن پہلے تھا اور عمران عہد حکومت ہیرودس میں ویرانی ثانی سے چند دن بعد گزرا ہے اور ان دونوں میں چارسو برس کا فرق ہوتا ہے۔ ابن عساکر نقل کرتا ہے کہ عمران زریا قیل کی اولاد سے ہے۔ جو بنی اسرائیل کی بیت المقدس کی جانب واپسی کے وقت ان کا حاکم تھا اور زریا قیل یخنیا (بنی اسرائیل کے آخری بادشاہ) کا لڑکا ہے جسے بخت نصر نے قید کر لیا تھا اور اس کے بعد اس کے چچا صدقیا ہو کو حاکم مقرر کیا تھا۔ ابن عساکر نے عمران ابن ماثان سے زریا قیل تک آٹھ شخصوں کو عبرانی الفاظ میں نسب نامہ لکھا ہے۔ غالباً یہ نسب نامہ پہلے سے زیادہ صحیح ہو جسے ابن اسحاق نے تحریر کیا ہے۔ بہرکیف عمران پدر مریم اپنے زمانہ کے کاہن تھے اور حنہ بنت فاقود بن فیل ان کے عقد میں تھیں جو اس زمانہ میں عابدات سے مشہور تھیں اور ان کی بہن ایشاع زکریاؑ بن یوحنا کی زوجیت میں تھیں جن کے بطن سے یحیٰی پیدا ہوئے۔

زکریاؑ بن یوحنا: ابن عساکر نے زکریاؑ کو یہوشافاط (پندرہویں بادشاہ بنی اسرائیل) کی طرف منسوب کیا ہے اور زکریاؑ بن یوحنا اور یہوشافاط کے درمیان بارہ پشتیں عبرانی الفاظ میں لکھی ہیں اس کے بعد یہ کہا ہے کہ یہی پدر یحیٰی نبی علیہ السلام ہیں جو بنی اسرائیل سے ایک نبی تھے۔

یوسف بن یعقوب بن ماثان: یعقوب بن یوسف نجار کی کتاب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مثان یعنی ماثان داؤد علیہ السلام کی نسل سے تھا اور اس کے دو لڑکے تھے ایک کا نام یعقوب تھا اور دوسرے کو یواقیم کہتے تھے۔ یعقوب بن ماثان سے یوسف پیدا ہوا۔ مریم کا خطیب (نسبتی شوہر اور چچازاد بھائی تھا) اس کے چار لڑکے یعقوب' یوشا' بیلوت' یہوذا اور ایک لڑکی مریم تھی یہ سب پہلے بیت اللحم میں رہتے تھے پھر وہاں سے ناصرہ چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی تھی کیونکہ نجاری سیکھ لی تھی اور اسی سے بسر اوقات کرتے تھے اس وجہ سے نجار کے لقب سے مشہور و معروف ہو گئے۔

حضرت مریم کی پیدائش: یواقیم نے حنہ ہمشیرہ ایشاع زوجہ زکریاؑ بن یوحنا سے عقد کر لیا جب تیس برس تک حنہ سے کوئی اولاد نہ ہوئی تو یواقیم نے جناب باری میں دعا کی' مریم پیدا ہوئیں اس طرح مریم یواقیم کی لڑکی ہیں اور یواقیم ماثان کا لڑکا ہے اور ماثان سبط سلیمان ابن داؤد بن اسحاق ابن ابراہیم علیہ السلام سے ہے اس صورت میں اس کا اعتراض کہ قرآن پاک میں مریم ابنۃ عمران (یعنی مریم بیٹی ہیں عمران کی) لکھا ہے یہ جواب کافی ہو سکتا ہے کہ عمران ہی کو عبرانی زبان میں یواقیم کہتے ہیں اور یہ کثیر الوقوع ہے کہ ایک شخص کے دو نام ہوا کرتے ہیں۔

حضرت مریم کی کفالت: طبری روایت کرتا ہے کہ حنہ مادر مریم حاملہ نہ ہوتی تھیں اس وجہ سے انہوں نے جناب باری میں یہ نذر کی کہ "اگر میں حاملہ ہوئی تو اپنے لڑکے کو محرر کر دوں گی' یعنی اسے دنیاوی امور سے آزاد کر کے محض تیری عبادت کے لئے مخصوص کر دوں گی"۔ چنانچہ حنہ کا وضع حمل ہوا اور جناب مریم پیدا ہوئیں۔ حنہ انہیں ایک کپڑے میں

لپیٹ کر مسجد لائیں اور عباد کو دے دیا۔ کاہنوں نے مریم کے لینے میں اختلاف کیا اور یہ کہا کہ بیت المقدس کی مجاورت عورت نہیں کر سکتی۔ تب زکریاؑ نے انہیں جواب شافی دے کر رد کا اس کے بعد ان کی کفالت اور پرورش میں جھگڑا شروع ہوا جس کا فیصلہ قرعہ کے ذریعہ کیا گیا۔ قرعہ میں حضرت زکریاؑ کا نام نکلا' انہوں نے مریم کی تکفیل کی اور انہیں مسجد کے ایک گوشہ میں ٹھہرایا جس میں سوائے زکریاؑ کے اور کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ مریم مسجد میں بہ تعلیم زکریاؑ عبادت میں مصروف ہو گئیں اور اس قدر عبادت میں مستغرق ہوئیں کہ لوگ تمثیلاً ان کا ذکر کرنے لگے۔ اثناءِ عبادت میں مریم پر عجائبات اور کرامات بھی ظاہر ہوئے جن کا ذکر کلام پاک میں آ گیا ہے۔

حضرت یحییٰ کی پیدائش: ایشاع زوجہ زکریاؑ بانجھ تھیں دونوں میاں بی بی ضعیف ہو گئے تھے اور کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا تھا۔ زکریاؑ نے جناب باری میں لڑکے کے ہونے کی دعا کی اور یہ گزارش کی کہ'' وہ لڑکا ایسا ہو جو میرا اور آلِ یعقوب کا وارث ہو سکے' یعنی نبی ہو''۔ اللہ جل شانہ نے ان کی دعا قبول فرمالی۔ چنانچہ یحییٰؑ[1] پیدا ہوئے۔ جناب موصوف زمانہ حکومت ہیرودس میں پیدا ہوئے جنگل و بیابان میں رہتے تھے ٹڈی اور شہد ان کی خوراک تھی۔ اونٹ کے بالوں کا آپ کپڑا پہنتے تھے اور چمڑے کا کمر بند ہوتا تھا۔ یہود نے بیت المقدس کے کاہنوں کا آپ کو سردار مقرر کیا۔

حضرت یحییٰؑ کی شہادت: اس کے بعد اللہ جل وعلیٰ ذکرہ نے نبوت مرحمت فرمائی آپ کے زمانہ میں یہود پر قدس شریف میں اطیفس بن ہیرودس حکومت کر رہا تھا۔ جو اپنے باپ ہیرودس کے نام سے مشہور اور معروف تھا۔ یہ نہایت شریر اور فاسق تھا۔ اس نے اپنی بھاوج کو گھر میں ڈال لیا اور اسے اپنی بی بی بنا لیا۔ حالانکہ اس کی بھاوج صاحب اولاد تھی چونکہ یہ امر یہودیوں کی شریعت میں جائز نہ تھا۔ اس وجہ سے علماءِ یہود اور کاہنوں نے جن میں یحییٰ بھی تھے۔ اس کے اس فعل سے بیزاری اور نفرت ظاہر کی۔ ہیرودس نے ان سب کو مع یحییٰؑ کے قتل کر ڈالا۔

حضرت زکریاؑ کے متعلق مختلف روایات: اس کے علاوہ لوگوں نے یحییٰ کے قتل کے اور بہت سے اسباب ظاہر کئے ہیں لیکن زیادہ صحیح یہی معلوم ہوتا ہے۔ علماءِ تاریخ کا اس میں اختلاف ہے کہ وقت شہادت یحییٰ زکریا زندہ تھے یا نہیں۔ بعضے یہ کہتے ہیں کہ جب یحییٰ قتل کر دیئے گئے تو بنی اسرائیل نے زکریاؑ کو ڈھونڈنا شروع کیا۔ لیکن آپ جان کے خوف سے بھاگ کر ایک باغ میں پہنچے اور ایک درخت میں چھپ گئے لیکن چادر کا ایک گوشہ باہر رہ گیا۔ جس سے لوگوں کو اس حال سے آگاہی ہوئی۔ انہوں نے آرے سے اس درخت کو مع زکریاؑ کے دو ٹکڑے کر ڈالا اور بعضوں کا یہ بیان ہے کہ زکریاؑ شہادت یحییٰؑ سے قبل انتقال فرما چکے تھے اور جو درخت میں جا چھپے تھے اور جنہیں یہود نے دو ٹکڑے کر دیا تھا۔ وہ شعیا نبی ہیں اور ان کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ علماء نے ان کے مدفن میں بھی اختلاف کیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ بیت المقدس میں دفن کئے گئے اور یہی صحیح ہے۔ ابوعبید بسند سعید ابنِ مسیّب بیان کرتا ہے کہ بخت نصر جب دمشق سے آیا اور اس نے یحییٰ بن زکریا کے خون کو جوش زن پایا تو اس نے اس خون پر ستر ہزار آدمیوں کو قتل کیا جس سے اس خون کا جوش رک گیا۔ لیکن یہ روایت نہایت مشکوک معلوم ہوتی ہے کیونکہ یحییٰ اور مسیح علیہما السلام ایک ہی زمانہ میں تھے اور یہ امر باتفاق ثابت ہو چکا

---

[1] یحییٰ کو یوحنان بھی کہتے ہیں یہ نہایت سادگی سے زندگی بسر کرتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ دنیا اور سامان دنیا ان کی نظروں میں بالکل ہیچ تھا۔ مذہب محقق یہ ہے کہ انہیں لڑکپن ہی میں نبوت مل گئی تھی جیسا کہ یہ آیت کریمہ ((یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ و آتیناہ الحکم)) جیسا ظاہر ہوتا ہے۔

ہے کہ یہ بخت نصر کے بہت زمانہ بعد میں ہوئے ہیں۔

حضرت زکریاؑ کی شہادت : اسرائیلیات میں یعقوب بن یوسف نجار کی تالیف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہیرودس نے زکریاؑ کو اس وقت قتل کیا ہے جب کہ مجوس جناب ایشوع (عیسیٰؑ) کو ڈھونڈنے آئے تھے۔ ہیرودس نے زکریا علیہ السلام سے ان کے لڑکے یوحنا (یحییٰؑ) کو ان لڑکوں کے ساتھ قتل کئے جانے کے لئے طلب کیا۔ جو بیت اللحم میں قتل ہو رہے تھے۔ لیکن اس سے پہلے اُن کی ماں اُن کو لے کر سفراء کی طرف بھاگ گئی تھیں اور اس کے خوف سے وہیں روپوش تھیں۔ زکریاؑ نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور یہ کہا کہ وہ اپنی ماں کے ہمراہ ہیں۔ ہیرودس نے آپ کے اس جواب کو کافی نہ سمجھ کر پہلے سختی کی۔ اس کے بعد جناب موصوف کو شہید کر ڈالا اور کچھ روز بعد خود بھی مر گیا۔ واللہ اعلم

حضرت مریم کو بشارت : مریم سلام اللہ علیہا کی یہ حالت ہے کہ وہ مسجد میں عبادت کرتی تھیں اللہ جل شانہ نے انہیں ولایت سے مشرف فرمایا۔ لوگوں نے ان کی نبوت میں اختلاف کیا ہے۔ اہلِ سنت کا مذہب یہ ہے کہ نبوت مردوں کے لئے مخصوص ہے ((کما قال ابو الحسن الاشعری)) اور دلائل فریقین اپنے مواقع پر موجود ہیں۔ ان کے ذکر کرنے کا یہ موقع نہیں ہے۔ بہر کیف ملائکہ نے مریم کو برگزیدگی کی بشارت دی کہ بغیر واسطہ عادت انسانی کے تجھ سے لڑکا پیدا ہوگا اور وہ نبی ہوگا۔ مریم کو اس سے تعجب ہوا ملائکہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس کے کرنے پر قادر ہے۔ مریم یہ سن کر خاموش ہو رہیں اور انہوں نے سمجھ لیا کہ خدائے پاک کا یہ ایک معجزہ ہے۔

یعقوب بن یوسف نجار کی روایت : یعقوب بن یوسف نجار اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ مریم کی عمر ابھی آٹھ برس کی بھی نہ ہوئی تھی کہ اس سے پہلے حنہ انتقال کر چکی تھیں اور یہ بنی اسرائیل کے مذہب میں داخل تھا کہ جب کوئی عورت طریقۂ ازواج کو ناپسند کرتی تھیں تو اس پر ہیکل کی مجاورت فرض ہو جاتی تھی۔ اللہ جل شانہ نے یہ الہام کیا کہ ''اولادِ ہارون جمع کی جائے اور مریم ان کی طرف رجوع کی جائیں جس کے عصا سے کوئی علامت ظاہر ہو اس کے سپرد کی جائیں اور یہ اس کی زوجہ کے مشابہ (منگیتی بیوی) ہوں گی۔ لیکن وہ ان سے حسبِ عادت انسانی تعلق نہیں پیدا کر سکے گا۔ یوسف نجار بھی اس مجمع میں تھا۔ اس کے عصا سے ایک کبوتر سفید رنگ کا نکل کر اس کے سر پر بیٹھ گیا۔ زکریاؑ نے یوسف سے کہا کہ ''یہ تیری منگیتی بیوی ہے لیکن تو اس کے ساتھ زن شوئی کا تعلق پیدا نہیں کر سکے گا''۔ یوسف یہ سن کر بکراہت تمام مریم کو اپنے ہمراہ لے کر ناصرہ کی طرف چلا گیا۔ مریم کی عمر اس وقت بارہ برس کی تھی یہ اپنے منگیتی شوہر کے ساتھ ناصرہ میں رہنے لگیں۔ ایک روز پانی لانے کے لئے چشمہ پر گئیں اس مقام پر ایک فرشتہ ظاہر ہو کر آپ سے ہمکلام ہوا اور ولادت عیسیٰؑ کی بشارت دی۔ جیسا کہ قرآن پاک سے بنص صریح ظاہر ہوتا ہے اس کے بعد آپ بلا تعلق بشری حاملہ ہوئیں اور زکریاؑ کے پاس بیت المقدس گئیں لیکن وہ ان کے پہنچنے سے پہلے انتقال کر چکے تھے۔ اس وجہ سے مریم پھر ناصرہ واپس آئیں۔ یوسف یہ حمل دیکھ کر سخت متعجب ہوا اس نے اپنے منہ کو طمانچوں سے لال کر لیا۔ کیونکہ انہوں نے اس سے تعلق بشری پیدا نہ کرنے کی شرط لی تھی[1]۔

[1] مقدس متی نے حضرت مریم سے بلا واسطہ عادت انسانی حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے کو اپنی انجیل میں یوں تحریر کیا ہے ''یسوع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم یوسف سے منسوب ہوئی اس سے پہلے کہ وہ ہم بستر ہوں وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی'' (پہلا باب آیت ۱۸) اس الخ۔

فرشتہ کی بشارت: مریمؑ نے یوسف کو اس واقعہ سے آگاہ کیا مگر اس کو ان کے کہنے پر یقین نہ ہوا۔ تب فرشتہ نے خواب میں آ کر کہا" یہ حمل روح القدس سے ہے تو اسے اپنے میں لے لے۔ یوسف خواب سے بیدار ہو کر مریم کے پاس آیا اور تعظیماً اسے سجدہ کیا اور اپنے گھر لے گیا"۔ انجیل متی میں یہ واقعہ یوں لکھا ہے کہ جب یوسف[1] نے مریم سے اپنی منگنی کی تو اس نے مریم کو حاملہ پایا اس سے پہلے کہ وہ اس سے ہم بستر ہو۔ یوسف نے بدنامی اور رسوائی کے خوف سے اس کو چھوڑ دینے کا قصد کر لیا تھا۔ مگر خداوند کریم کے فرشتہ نے خواب میں اس پر ظاہر ہو کر کہا کہ تو اسے قبول کر لے اور اسے اپنے پاس رکھنے سے مت ڈر کیونکہ جو اس سے پیدا ہونے والا ہے وہ روح القدس سے ہے۔ کیونکہ یوسف نیک نہاد اور سچا تھا اس نے اس خواب کو سچا باور کر لیا اور یسوع اس کے یہاں پیدا ہوئے۔ انتھی

طبری کی روایت: طبری کہتا ہے کہ مریم اور یوسف ابن یعقوب چچا زاد بہن بھائی تھے اور یہ دونوں بیت المقدس کی مجاورت کرتے تھے اور شبانہ روز وہیں رہتے تھے۔ سوائے قضائے حاجت کے اور کسی وقت بیت المقدس سے باہر نہ آتے تھے۔ جس وقت ان کا پانی ختم ہو جاتا تھا اس وقت قریب ترین مقامات سے پانی لے جاتے تھے اور ایک روز اتفاق سے مریم پانی لینے کے لئے آئیں اور یوسف ان سے پیچھے رہ گیا۔ مریم پانی لینے کے لئے ایک گڑھے کے اندر گئیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے اسی وقت ظاہر ہو کر کہا:

اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَهَبَ لَکِ غُلَامًا زَکِیًّا

"میں بے شک تیرے خدا کا فرستادہ ہوں تاکہ تجھ کو ایک لڑکا ہونہار دوں"

ولادت مسیح: وہب ابن منبہ سے مروی ہے کہ جبرائیلؑ نے مریم کے پیراہن میں پھونک دیا جس کا اثر رحم تک پہنچ گیا اور عیسیٰؑ کا حمل رہ گیا۔ یوسف نجار جو مریم کا قرابت دار تھا اور ان کے ساتھ جبل صیہون کی مسجد میں عبادت کر رہا تھا۔ یہ حمل عجوبہ دیکھ کر گھبرایا اور اسے اس حمل کا سخت تعجب ہوا۔ کیونکہ مریم اس کی نظروں سے کسی وقت غائب نہ ہوتی تھیں۔ اس نے اس عجوبہ حمل کا سبب دریافت کیا۔ مریم نے قدرت باری کا حوالہ دیا۔ یوسف یہ سن کر خاموش ہو گیا اور اسی سرگرمی سے مسجد کی خدمت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس عجوبہ حمل کی اطلاع ایشاع مریم کی خالہ کو ہوئی اتفاق سے وہ بھی حاملہ تھیں اور یحییٰ ان کے بطن مبارک میں تھے۔ ایشاع نے کہا کہ میں یہ دیکھتی ہوں کہ جو میرے حمل میں ہے وہ اپنے سجدہ کرتا ہے جو مریم کے پیٹ میں ہے۔ اس کے بعد یہودیوں کے خوف سے مریم کو بیت المقدس سے جانے کا حکم ہوا چنانچہ یوسف انہیں اپنے ہمراہ لے کر مصر کی طرف چلا۔ اثناء راہ میں درد زہ اٹھا اور وضع حمل ہوا۔ یوسف انہیں گدھے پر سوار کر کے لایا اور لوگوں سے اس راز کو پوشیدہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح[2] بارہ برس کے ہوئے اور ان پر کرامت ظاہر ہونے لگیں اور لوگوں

٭ آیت میں جو لکھا ہے کہ (اس سے پہلے وہ ہم بستر ہو) اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعد اس کا اعجازی حمل کے شاید حضرت مریم یوسف سے ہم بستر ہوئی ہوں حالانکہ منگنی کے بعد حضرت مریم کا بیاہ ہونا کہیں سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ یوسف نے بعد تقدس اور اس بزرگی بہ سبب جو اللہ تعالیٰ نے اس اعجازی حمل سے مریم کو مرحمت فرمائی تھی ان کا ادب کیا اور بیاہ سے باز رہا۔ چنانچہ اسی خیال سے بعض علماء مسیحی نے اس آیت سے اس فقرہ کو (قبل اس کے کہ وہ ہم بستر ہوں) بعض نسخوں سے قصداً نکال ڈالا ہے تاکہ مریم کی دوشیزگی ثابت رہے۔

[1] چونکہ مؤرخ نے مضامین انجیل سے لئے ہیں اس وجہ سے اس کا اردو ترجمہ انجیل مورجہ اردو سے نہیں ملتا اگرچہ مضمون موجود ہے۔

[2] ایشوع معرب یسوع کا ہے جس کے معنی نجات دینے والے کے ہیں جو حضرت مسیح کا علم ہے اور بمنزلہ ذاتی نام کے شمار کیا جاتا ہے اس لئے...

میں یہ واقعات مشہور ہو چلے۔ تب مریم کو یہ حکم ہوا کہ وہ عیسیٰؑ کو لے کر ایلیا (بیت المقدس) واپس جائیں۔ چنانچہ مریم حضرت عیسیٰؑ کو لے کر بیت المقدس آئیں اور یہاں ان سے معجزات ظاہر ہونے لگے۔ بیمار ان کے پاس آتے تھے اور اچھے ہو جاتے تھے۔ لوگ غیب کے حالات پوچھتے تھے۔

بیت اللحم کے لڑکوں کا قتل عام: طبری بروایت سدی لکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ بیت المقدس کے قریب شرقی بیت اللحم[۱] میں پیدا ہوئے تھے۔ ابن عمید مؤرخ نصاریٰ کہتا ہے کہ ولادت یحییٰ بن زکریاؑ کے تین مہینے بعد اور حکومت ہیرودس کے اکتیسویں سال اور اغسطش قیصر کے ۴۲ جلوس میں حضرت مسیح پیدا ہوئے۔ انجیل میں لکھا ہے کہ جب مریم یوسف سے منسوب ہوئیں تو وہ بغرض اخفاءِ حمل انہیں اپنے ہمراہ لے کر بیت اللحم چلی گئیں۔ وہیں آپ نے وضع حمل کیا۔ ایک جماعت مجوس[۲] (جن کو بادشاہ فارس نے بھیجا تھا) دریافت کرتے ہوئی ہیرودس کے پاس آئی کہ بڑا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے ہم اسے سجدہ کرنے کے لئے آئے ہیں'' اور ہیرودس سے وہ سب باتیں ظاہر کر دیں جو کاہنیں اور علوم نجوم نے ولادتِ عیسیٰؑ کی علامتیں بتلائی تھیں اور یہ بھی کہہ دیا کہ کچھ کم یا زیادہ دو برس ہوئے وہ بیت اللحم میں پیدا ہو گیا ہے۔

اغسطش قیصر نے جب یہ واقعہ مجوسیوں سے سنا تو اس نے ہیرودس سے دریافت کیا۔ ہیرودس نے اس واقعہ کی تصدیق کی اور بیت اللحم کے لڑکوں کو قتل کرانا شروع کیا۔ یوسف نجار بحکم الٰہی اس سے پہلے عیسیٰؑ اور ان کی ماں مریم کو لے کر مصر چلا گیا تھا اور وہیں بارہ برس تک ٹھہرا رہا۔ اسی اثناء میں حضرت مسیحؑ سے کرامات ظاہر ہوئیں۔ پھر جب ہیرودس مر گیا جو مسیحؑ کے قتل کی فکر میں تھا تو بالہام خدا یوسف عیسیٰؑ اور مریم کو ایلیا واپس لے آیا۔ غرض اس طرح خداوند کی یہ پیشین گوئی کہ جو اشعیا نبی کے معرفت ہوئی تھی کہ میں نے تجھے مصر سے بلایا ہے پوری ہوئی۔

حضرت مریم اور عیسیٰؑ کی روانگی مصر و مراجعت: یعقوب بن یوسف نجار کی کتاب میں لکھا ہے کہ جب یوسف نجار بخیالِ اخفاءِ راز یروشلم سے نکل کر چلا تو اثناءِ راہ میں درد اٹھا۔ قریہ بیت اللحم میں پہنچ کر ایک غار میں وضع حمل کیا اور لڑکے کا نام ایشوع رکھا۔ جب یہ دو برس کے ہوئے تو پورب سے مجوسی آئے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ہیرودس نے جناب مسیحؑ کے خوف سے بیت اللحم کے لڑکوں کو قتل کرانا شروع کر دیا لیکن اس سے پہلے یوسف عیسیٰؑ اور اس کی ماں کو بالہام الٰہی سے مصر لے کر چلا گیا تھا۔

☆ مقام پر بعضے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اشعیا نبی نے خبر دی تھی کہ کنواری جو بیٹا جنے گی اس کا نام عمانوئیل رکھا جائے گا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے ساتھ خدا۔ لیکن مسیح کا نام یہ نہیں رکھا گیا بلکہ یوسف نے بالہام فرشتہ یسوع نام رکھا اس صورت میں یسوع مسیح پر یہ پیشین گوئی صادق نہ آئی لیکن یہ اعتراض معترض کے ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ یسوع حضرت مسیح کا اسم ذاتی ہے اور عمانوئیل اسماء صفات سے ہے۔

[۱] بیت اللحم یہودیا کے شہروں میں بہت چھوٹا اور کم حیثیت کا شہر ہے بیت المقدس سے جنوب کی طرف چھ میل کے فاصلہ پر ہے مگر بوجہ ولادت مسیح یہودیا کے تمام شہروں سے زیادہ محترم ہے۔ عیسائی اس شہر میں حج کے لئے جاتے ہیں اور وہاں کے مجاور مسیح کی پیدائش کی جگہ اور ایک مہد دکھلاتے ہیں کہ جب حضرت مسیح پیدا ہوئے تھے تو اسی مہد میں رکھے گئے تھے واللہ اعلم۔

[۲] جس لفظ کا ترجمہ اس مقام پر مجوس کیا ہے انگریزی ترجمہ میں وہاں ویزمن کا لفظ ہے جس کے معنی دانا آدمی کے ہیں اور رومی لفظ جی ہے جس سے مجیش نکلا ہے مگر درحقیقت وہ لوگ جو آئے تھے مجوسی نہ تھے بلکہ قدیم حکماء کے فرقہ سے تھے جو حکمت و نجوم ہیئت میں کامل اور اپنے مذہب میں مقتدا اور پیشوا سمجھے جاتے تھے۔

حضرت عیسیٰؑ کے معجزے: دو برس تک مصر میں رہا۔ جب ہیرودس مر گیا تو فرشتہ نے خواب میں ظاہر ہو کر واپسی کا حکم دیا۔ چنانچہ یوسف مصر سے واپس آ کر ناصرہ میں آ ٹھہرا اور یہیں جناب مسیحؑ سے خوارق عادات مثل اجیاء موتی (مردوں کا زندہ کرنا) اور کوڑھیوں کا اچھا کرنا اور چڑیوں کو پیدا کرنا ظاہر ہونے لگیں۔ اس کے بعد یوحناؑ معتمد (یعنی یحییٰ بن زکریا علیہ السلام) بیابان سے آئے تو توبہ کرنے کی منادی کی لوگوں کو دین کی طرف بلایا۔ مسیح ناصرہ سے آئے اور یوحناؑ سے اردن کے کنارے ملاقات کی یوحناؑ نے انہیں اصطباغ (بپتسمہ) دیا اور وہ اس وقت تیس برس کے تھے۔ اس کے بعد وہ بیابان کی طرف چلے گئے اور عبادت اور نماز و رہبانیت میں مصروف ہوئے اور اپنے ان بارہ تلامذہ کو منتخب کیا۔ سمعان پطرس (شمعون بیٹر) اندراوس (اندریاہ) یعقوب بن زیدی۔ یوحنا بن زیدی، فیلیس (فلپ) برتوتو ماوس (برتہلمی)، توما (تہوماہ) متی باجدار۔ یعقوب ابنِ حلفاء (الفی) تداوس (لبی عرف تہدی) سمعان القنانی (شمعون الکعنانی، یہوذا الاسخر یوطی (یہودا اسکر یولی)

حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات: کچھ عرصہ بعد ہیرودس ثانی نے یوحناؑ (یعنی یحییٰ بن زکریا) کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور وہ نابلس میں دفن کر دیئے گئے اور مسیحؑ نماز، روزہ اور تمام قربانیوں کی تعلیم دینے لگے۔ بعض اشیاء کو حلال اور بعض کو حرام کیا۔ جب ان پر انجیل نازل ہوئی اور ان سے خوارق عادات اور معجزات ظاہر ہو چلے تب ان کا ذکر اطراف و جوانب میں پھیل گیا اور اکثر بنی اسرائیل ان کی پیروی کرنے لگے۔

روسائے یہود کی مخالفت: روساءِ یہود جو دنیاوی کثافتوں میں مبتلا ہو کر دینی امور کو چھوڑ بیٹھے تھے۔ مسیحؑ کے قتل کرنے کا باہم مشورہ کرنے لگے۔ مسیحؑ نے اپنے حواریوں کو جمع کر کے سب کو رات بھر اپنے پاس رکھا اور اثناءِ وعظ میں یہ فرمایا کہ بے شک تم میں سے بعض میرا انکار کریں گے۔ اس سے قبل کہ مرغ تین آوازیں دے اور تم میں سے ایک شخص مجھے معمولی قیمت پر فروخت کر کے اس قیمت کو کھائے گا اس کے بعد تم مجھ سے جدا ہو جاؤ گے۔ یہودی چونکہ آپ کی تلاش میں تھے۔

حضرت عیسیٰؑ کی گرفتاری: اتفاق سے شمعون حواری راہ میں مل گئے یہودیوں نے انہیں گرفتار کر لیا۔ انہوں نے مسیحؑ کی پیروی سے انکار کیا یہودیوں نے انہیں چھوڑ دیا۔ اس کے بعد یہودا الاسخر یوطی نے تیس درہم لے کر مسیحؑ کا پتہ بتا کر اس مکان تک پہنچا دیا جہاں جناب موصوف شب کو رہتے تھے۔ یہودی انہیں گرفتار کر کے فلاطش نبطی سپہ سالار قیصر کے پاس لے گئے اور ایک گروہ کاہنوں (مجاوروں) کا بلایا گیا۔ اس نے کہا کہ "یہ ہمارے دین کو برباد کرتا ہے اور ہمارے اسلاف کو برا کہتا ہے اور حکومت وسلطنت کا مدعی ہے تم اس کو قتل کر ڈالو"۔

حضرت عیسیٰؑ کے قتل کا حکم: فلاطش نے یہ سن کر خاموشی اختیار کی۔ روساء یہود چلا کر کہنے لگے کہ "اگر تو ہماری خواہش کے مطابق یسوعؑ کو نہ قتل کرے گا تو ہم اس کی اطلاع دربار قیصری میں کر دیں گے فلاطش یہ سن کر گھبرا گیا اور اس نے ان کے قتل کا حکم دے دیا عیسیٰؑ نے اس سے پہلے حواریوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ یہود کو میرے بارے میں شبہ واقع ہو گا۔

مصلوب حضرت عیسیٰؑ: چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یہود نے انہیں اپنی دانست میں قتل کر ڈالا اور سولی دے دی اور سات

روز تک سولی پر رکھا۔ جنابہ مریم روتی ہوئیں صلیب کے پاس آئیں۔ عیسیٰ بھی وہاں آئے اور رونے کا سبب دریافت کیا۔ مریم نے کہا کہ مجھے تمہاری حالت پر رونا آتا ہے۔ عیسیٰ نے جواب دیا کہ اللہ جل شانہ نے مجھے اٹھا لیا ہے اور مجھے مطلقاً کوئی تکلیف نہیں پہنچی اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ جس میں انہیں شبہ واقع ہوگیا ہے آپ میرے حواریوں سے فلاں مقام پر ملنے کو فرما دیجئے۔

حضرت عیسیٰؑ کی حواریوں کو ہدایت چنانچہ حواریانِ مسیح مسیحؑ سے مقامِ معینہ پر ملنے کے لئے گئے۔ آپ نے ان سب کو اطراف و جوانب میں تبلیغ احکامِ الٰہی کے لئے مقرر فرمایا[1]۔ جیسا کہ پہلے مقرر کر چکے تھے علماء نصاریٰ کا یہ خیال ہے کہ حواریوں میں سے رومہ کی طرف پطرس کو روانہ کیا اور تابعین میں سے پولیس (پولوس) کو ان کے ہمراہ کر دیا اور ارض سودان و حبشہ اور اس کے مضافات میں متی باجدار کو اور اندراوس کو بابل میں اور مشرق میں توما کو اور ملک افریقہ کی طرف قیلیس کو اور افسوس قریہ اصحاب کہف اور یروشلم میں یوحنا کو اور ممالک عرب و حجاز میں برتوماوس کو اور سرزمین برقہ و بربر میں شمعون انقانی کو مقرر کیا۔

حواریانِ مسیح: ابنِ اسحاق کہتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد یہودیوں نے بقیہ حواریوں کو ستانا شروع کیا اور انہیں ایذا پہنچانے لگے۔ رفتہ رفتہ یہ خبر قیصر کے کانوں تک پہنچی۔ سپہ سالار فلاطش نے بھی حضرت عیسیٰؑ کے معجزات اور حالات ان کے ساتھ یہودیوں کی شرارت اور کینہ اور یوحنا کے قتل کے واقعات لکھ بھیجے۔ قیصر نے فلاطش کو اس فعل سے یہود کو باز رکھنے کی سخت تاکید کی۔ غرض حوارئین مسیح ان ممالک کی طرف چلے گئے۔ جن کی جانب مسیحؑ نے انہیں بھیجا تھا۔ پس بعض قوموں نے ان کی تصدیق کی اور دین عیسوی میں داخل ہوئیں اور بعض نے انہیں جھٹلایا۔ یعقوب بن زبدی رومہ گئے ان کو غالیوس قیصر نے قتل کر ڈالا اور شمعون کو قید کر ڈالا پھر کچھ عرصہ بعد چھوڑ دیا تب وہ انطاکیہ چلے گئے۔ اس کے بعد زمانہ فلودلیش قیصر میں پھر رومہ آئے۔ اکثر رومیوں نے انکی اتباع کی، بعض بیگمات قیاصرہ ان پر ایمان لائیں۔ شمعون کے کہنے سے قدس شریف آئیں اور لصیب کی لکڑی کو جس پر مسیحؑ کو صلیب دی گئی تھی مزبلہ سے نکالا اور حریر وغیرہ میں لپیٹ کر روم لے گئیں۔

کتابت انجیل: پطرس اور پولس جنہیں مسیح نے رومہ کی طرف بھیجا تھا وہ دونوں رومہ جا کر ٹھہرے اور دین عیسوی کی تعلیم دیتے رہے۔ وہیں پطرس[2] نے زبان رومہ میں انجیل لکھی اور اسے اپنے شاگرد مرقس کی طرف منسوب کیا اور بیت

---

[1] میرا خیال یہ ہے کہ حضرت مسیح نے صرف یہودیوں کو نصیحت کی اور یہودیوں کے سوا اور کسی کو نہیں سمجھایا اور بحالت حیات اپنے شاگردوں کو سوائے یہودیوں کے اور کسی کو نصیحت کرنے کو نہیں فرمایا جیسا کہ آیت ۱۹، ۲۶ باب ۱۵ اعمال اور آیت ۲۴ باب ۱۵ متی سے ثابت ہوتا ہے لیکن بعد کو آپ کے حواری اطراف و جوانب میں گئے اور اکثر قومیں حضرت پر ایمان لائیں۔

[2] پطرس حواری جن کو انگریزی میں سائمین کہتے ہیں۔ ٹیسڈا کے رہنے والے تھے سب سے پہلے یہی مسیح پر ایمان لائے تھے اور پھر انہوں ہی نے سب سے پہلے مسیح کا انکار کیا۔ مسیح نے اخیر وقت یروشلم جاتے ہوئے پطرس سے کہا تھا اے شیطان مجھ سے دور ہو تو میرے لئے ٹھوکر ہے کیونکہ تو خدا کی نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کی فکر کرتا ہے اور پھر فرمایا جو میرا انکار کرے گا میں اپنے باپ کے سامنے انکار کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے وقت صلیب جان کے خوف سے یہود کے روبرو مسیح کی شاگردی سے تین بار انکار کیا۔ حق یہ ہے کہ بحالتِ موجودگی مسیحؑ پطرس نے زیادتی کی اور مسیح کے اٹھائے جانے کے بعد سخت مخالفت کی ان کے حکم کے برخلاف غیر بنی اسرائیل کو ملت مسیح کی دعوت دی اور یہ بات بتائی کہ مجھے مکاشفہ ہوا ہے اور روح القدس للہ...

المقدس میں متی[1] نے اپنی انجیل زبان عبرانی میں لکھی۔ لوقا[2] نے انجیل رومہ میں لکھ کر اکابر روم کے پاس بھیجی اور یوحنا[3] بن زبدی نے رومہ میں تحریر کی۔

تدوین شریعت عیسوی: اس کے بعد حواریوں اور ان کے رسولوں کا ایک جلسہ ۱۰۰ء میں ہوا اور انہوں نے باجماع و اتفاق اپنے دین کے لئے قوانین شرعیہ بنائے اور اسے اقلیمطس شاگرد پطرس کی رائے سے مرتب کیا۔ ان کی کتب قدیمہ یہ کتابیں ہیں۔ توریت پانچ اسفار' کتاب یوشع بن نون' کتاب القضاۃ' کتاب راعوث' کتاب یہوذا' اسفار الملوک (چار کتابیں) سفر بنیامین' سفر المقباسین (تین کتابیں) کتاب عزیر الامام' کتاب اشیر۔ کتاب حصہ ہامان' کتاب ایوب صدیق' مزامیر داؤد النبی' کتاب سلیمان ابن داؤد (پانچ) نبوات الانبیاء الصغار والکبار (سولہ کتابیں) کتاب یشوع بن شارخ اور کتب جدیدہ یہ ہیں چاروں انجیلیں۔ کتاب القتالیقون (سات رسائل) کتاب بولس (چودہ رسائل) ابرکسیس (یعنی رسولوں کے قصص جسے اقلیمد کہتے ہیں) آٹھ کتابیں جس میں رسولوں کے اوامر و نواہی کا ذکر ہے کتاب النصاری الکبار بنام بطارقہ جو بلاد معینہ میں دین مسیحی کی تعلیم دے رہے تھے۔ جیسا کہ رومہ میں پطرس حواری تھے۔ جنہیں مسیح نے اس طرف روانہ کیا تھا اور بیت المقدس میں یعقوب نجار اور اسکندریہ میں مرقس شاگرد پطرس اور بزنطیہ (قسطنطیہ) میں

ہم نے ہدایت کی ہے چنانچہ اسی بناء پر اولاً کرنیلیا والوں کو عیسائی کیا (آیت ۷' باب دہم اعمال) اور یہ ایسی مخالفت تھی کہ اس سے مختونوں کو حیرت ہوئی کہ غیر مختون پر بھی روح القدس کی بخشش ہوئی۔ اسی روز سے غیر قومیں بھی عیسائی ہونے لگیں اور اب تک یہی عمل خلاف انجیل عیسائیوں میں جاری ہے اور ان کے بانی یہی پطرس ہیں جب ان کا یہ حال ہے تو ان کی انجیل کا کیا اعتبار رہا۔

[1] متی کی انجیل میں اختلاف ہے اکثر علماء متقدمین مسیحی کا یہ قول ہے کہ یہ انجیل عبرانی میں لکھی گئی جو اب موجود نہیں ہے اور یونانی میں اس کا ترجمہ ہوا ہے اور علماء متاخرین مسیحی کا مختار قول یہ ہے کہ یہ انجیل عبرانی اور یونانی دونوں میں لکھی گئی مگر ہم لوگ یقین کرتے ہیں کہ یہ انجیل دراصل عبرانی میں لکھی گئی اور یہ یونانی انجیل اصل عبرانی کا ترجمہ ہے۔ مگر مترجم کا حال معلوم نہیں کہ کون تھا اور کب اور کہاں اس کا ترجمہ ہوا۔ اس انجیل کے وقت تالیف میں بہت بڑا اختلاف ہے اس کی تالیف کا کوئی وقت معین نہیں معلوم ہوتا بہرکیف یہ سن ۳۷ یا ۳۸ یا ۴۱ یا ۴۳ یا ۴۸ یا ۶۱ یا ۶۲ یا ۶۳ یا ۶۴ عیسوی میں تالیف ہوئی۔ فاسٹس جو چوتھی صدی کے آخر میں تھا اور پروفیسر بائر جرمنی کہتا ہے کہ یہ انجیل متی کی تصنیف نہیں اس کے علاوہ باب ۹ آیت ۹) یسوع نے وہاں آگے بڑھ کر متی نامی ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اس سے کہا کہ میرے پیچھے ہو لے اور وہ اس کے پیچھے ہولیا خود گواہی دیتی ہے کہ یہ متی کی تصنیف نہیں ہے)۔

[2] لوقا مصنف انجیل ثالث پولوس کا شاگرد ہے پولوس مقدس کا حال یہ ہے کہ وہ عروج و رفع مسیح تک حضرت سے بڑی دشمنی رکھتا تھا اور لوگوں کو ان کے برخلاف برانگیختہ کرتا تھا مگر عروج و رفع مسیح کے بعد وہ اپنے پر نزول روح القدس کا دعویٰ کر کے اور عیسائی بن کر حواریوں سے جا ملا ان بیچاروں نے ان کے شر سے بچنے کی غرض سے اسے قبول کر لیا یہ شخص اسرائیلی نہ تھا اس نے شریعت موسوی کو کلیتہً مٹا دیا اور صاف حکم دے دیا کہ اگلا قانون چونکہ کمزور اور بے فائدہ تھا اٹھ گیا (آیت ۱۸ باب ۷ خط عبرانیاں) اور پاکوں کے لئے سب کچھ پاک ہے (آیت ۱۴ باب چہاردہم خط رومیاں) اور جو ناپاک جانتا ہے اس کے لئے ناپاک ہے پس جس کے استاد کا یہ حال ہو اس کے شاگردوں کا کیا پوچھنا ہے۔

[3] یوحنا بن زبدی حواری کا زمانہ تصنیف انجیل بھی نہایت مجہول ہے۔ بلکہ آیت ۲۴ باب ۲۱ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یوحنا کی تصنیف نہیں ہے اسٹاڈلن اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ بے شک انجیل یوحنا درسہ اسکندریہ کے کسی طالب علم نے لکھی ہے اور ہارن صاحب اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ فرقہ الوجین نے جو دوسری صدی میں تھا اس انجیل اور تصانیف یوحنا سے انکار کیا ہے۔ ان کے علاوہ عیسائیوں کے جو فرقے الوہیت مسیح کے منکر ہیں وہ سب ان کے منکر ہوں گے اور اس کے محرف بتائیں گے کیونکہ اسی میں مسئلہ تثلیث ہے اور جناب موسیٰ کو چور اور ڈاکو کہا ہے (آیت ۱۰ انجیل یوحنا) حالانکہ حواریان مسیح میں سے کوئی شخص اس کا قائل نہ تھا۔

اندراس وغیرہ تھے۔

بطریق: اس دین و مذہب کے مالک کو جو ان کے مراسم مذہبی کا قائم رکھنے والا ہوتا ہے بطریق کہتے ہیں وہی ان کی ملت کا سردار مسیحؑ کا خلیفہ مانا جاتا ہے وہی اپنے نائبین اور خلفاء کو اطراف جوانب ممالک بعیدہ میں تعلیم دین مسیحی کے لئے روانہ کرتا اور یہ لوگ اسقف یعنی بطریق کے نائب کہلاتے ہیں اور واعظین کو قسیس اور متولی نماز کو جاثلیق اور مسجد کے منتظم کو شامشہ اور تارک الدنیا کو جو خلوت میں بیٹھا ہوا عبادت کیا کرتا ہے زاہب اور قاضی کو مطران کہتے ہیں۔ ایک زمانہ بعید تک مصر میں کوئی اسقف نہیں رہا۔ یہاں تک کہ وہدس نامی گیارھواں اسقف اساقفہ اسکندریہ سے مصر آیا۔

بطریق رومہ (پوپ): چونکہ اساقفہ بطریق کو آبا اور قسوس اساقفہ کو ابا کہتے ہیں اس وجہ سے اسم اب مشترک سمجھ کر تمیز کی غرض سے بطریق اسکندریہ کے لئے بابا (پوپ) کا اسم مختص کیا گیا اور وہ اسی نام سے مشہور ہوا کچھ عرصہ بعد یہ لقب بطریق رومہ کو دیا گیا کیونکہ وہ رسول مسیح اور بڑے حواری پطرس کا قائم مقام تھا۔ چنانچہ رومہ کا بطریق اس وقت تک اسی لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

پطرس کا قتل: پھر فلودیش مصر کے مرنے کے بعد نیرون قیصر تخت نشین ہوا۔ اس نے پطرس (حواریوں کے سردار) اور پولس کو قتل کر ڈالا اور پطرس کے بجائے رومہ میں ارنوس کو مقرر کیا اور مرقس انجیلی شاگرد پطرس جو اسکندریہ میں سات برس سے دعوتِ دین مسیحی کر رہا تھا' اسے بھی قتل کرا کے حنینا کو متعین کیا۔ یہی حواریوں کے بعد سب سے پہلے بطریق ہوا ہے۔ نیرون ہی کے عہد حکومت میں یہود نے یعقوب نجار اسقف بیت المقدس پر دفعتاً حملہ کر کے عہد شکنی کی تھی اور صلیب کو ایک مزبلہ میں دفن کر دیا تھا۔ ہیلانہ مادر قسطنطین نے اسے نکالا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ نیرون قیصر نے یعقوب نجار کی جگہ اس کے چچازاد بھائی شمعون بن کہافا کو بیت المقدس کا نائب بطریق مقرر کیا اس کے بعد قیاصرہ اس دین وملت کے اختیار کرنے اور چھوڑنے میں مختلف ہو گئے۔

قسطنطین کا قبولِ عیسائیت: یہاں تک کہ قسطنطین بانی شہر قسطنطینہ کا زمانہ آیا اور اس کی ماں ہیلانہ نے ۲۲ء میں جلوس قسطنطین میں دینِ مسیحی اختیار کیا اور صلیب کے مقام پر آئی اور اس لکڑی کو دریافت کیا جس پر بزعم یہود مسیح مصلوب ہوئے تھے۔ لوگوں نے بتایا کہ صلیب فلاں مقام پر دفن ہے جہاں پر ان دنوں شہر بھر کا کوڑا' میلا' نجس چیزیں اور مردار جانور پھینکے جاتے ہیں۔ ہیلانہ نے اس لکڑی کو نکلوا کر دھلوایا اور عطریات سے معطر کر کے ریشم اور زردوزی کپڑوں میں لپیٹ کر تبرکاً اسی مقام پر نصب کرا کے ایک کلیسہ بھی وہیں بنوا دیا۔

مسجد بنی اسرائیل کا انہدام: اس خیال سے کہ یہیں مسیحؑ کی قبر ہے اور وہی مقام اب قمامہ کے نام سے مشہور ہے اور اس نے مسجد بنی اسرائیل کو مسمار کر کے یہ حکم دے دیا کہ صحرا میں جس پر قبہ ہے اور جو یہود کا قبلہ ہے شہر کا کوڑا اور میلا اور مردار جانور پھینکے جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ سیدنا عمر ابنِ الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح بیت المقدس کے بعد اسے پاک وصاف کرایا۔ مؤرخین نے ولادتِ مسیحؑ سے صلیب کے نکالے جانے تک کے زمانہ کو تین سو اٹھائیس برس میں محدود کیا ہے' واللہ اعلم

عیسائیت میں تثلیث: ایک مدت تک عیسائی اور ان کے بطریق اور اساقفہ دین مسیحی کے قائم رکھنے پر اسی طرح قائم رہے جیسا کہ حواریوں نے قوانین وعقائد اور احکام مذہبی مقرر کئے تھے۔ اس کے بعد ان کے عقائد میں اختلاف ہو گیا اور شریعت و پابندی احکام شرعی سے بالکل علیحدہ ہو کر تثلیث کے قائل ہو گئے۔ حالانکہ حواریانِ مسیح عیاذاً باللہ ایسے نہ تھے اور اس غلطی کی وجہ سے مسیح کا ظاہری کلام ہے۔ کیونکہ عیسائیوں نے اس کی تاویل نہ کی اور نہ اس کے معانی سمجھ سکے۔ مثلاً بزعم عیسائی مسیح نے وقت صلیب کہا تھا کہ میں اپنے اور تمہارے باپ کے پاس جاتا ہوں یا یہ کہا تھا کہ تم ایسی ایسی نیکیاں کرو تاکہ اپنے آسمانی باپ کے بیٹے بنو یا یہ کہ انجیل میں بحق مسیح ابنِ الوحید (اکلوتا بیٹا) کہا گیا ہے۔ جس بنا پر شمعون نے مسیح کو ابن اللہ حقیقۃً مان لیا۔ پس جبکہ ظاہری الفاظ سے یہ بات مان لی گئی تو عیسائیوں نے یہ گمان کیا کہ عیسیٰ ابنِ مریم قدیمی باپ سے پیدا ہوئے اور اس کا اتصال مریم کے ساتھ ایک روح کے ذریعہ سے ہوا ہے جو کہ جسد مسیح میں حلول کر گئی تھی۔ پس جسم اور روح کے مجموعہ کا نام بیٹا ہوا اور وہ ناسوت کلی قدیم ازلی ہے اور مریم سے الٰہ ازلی پیدا ہوا۔ قتل اور صلیب جسم پر واقع ہوا ہے اور ان دونوں کو وہ ناسوت اور لاہوت سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایک مدت تک عیسائی اس عقیدہ کے معتقد رہے۔

بدعات[1] کا آغاز: کچھ عرصہ بعد ان میں اختلاف پیدا ہو گیا اور نصرانیت میں طرح طرح کے بدعات ظاہر ہونے لگیں اور ان کے اقوال کفریہ یوماً فیوماً بڑھتے گئے ان میں ابنِ ولقیان بہت ہی سخت اور تند مزاج تھا۔ اساقفہ اور بطارقہ اپنے مقلدین سے ان خیالات کو دفع کرتے رہے یہاں تک کہ یونس شمیصانی بطریق انطاکیہ زمانہ حکومت افلودیش قیصر کے بعد ظاہر ہو کر خدائے یکتا کی وحدانیت کا قائل ہوا اور اس نے کلمہ اور روح کا انکار کیا ایک گروہ نے اسکی متابعت کی جب وہ مر گیا تو اساقفہ نے پھر اپنے قول کی طرف رجوع کر لیا اور اسکے مذہب کو چھوڑ کر اسی تذبذب کی حالت میں زمانہ قسطنطین[2] بن

---

[1] عیسائی مؤرخ اس کے قائل ہیں کہ شروع سے عیسائی تثلیث کے قائل چلے آتے ہیں اور باپ اور بیٹے اور روح القدس تینوں کو خدا مانتے رہے ہیں اور اب تک اس فرقہ کو کیتھلک کہتے ہیں یعنی عام مذہب۔ لیکن مسلمان مؤرخ اس کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں قدماء عیسائی خدا کی وحدت کے قائل تھے۔ تثلیث کا مسئلہ تیسری یا چوتھی صدی میں رواج پذیر ہوا ہے۔ مگر میرے نزدیک پہلی ہی صدی سے حضرت مسیح کے بارے میں اختلاف شروع ہوا ہے گو اس کا اثر اس وقت کچھ نہ ہوا کیونکہ ان کی پیدائش اور خلقت ایسی ہی تھی جس سے اختلاف کا ہونا ضروری تھا جو شخص ان کی ظاہری صورت دیکھتا تھا وہ یہ یقین کرتا تھا کہ وہ انسان اور رسول اللہ اور ابنِ مریم ہیں اور جو یہ خیال کرتا تھا کہ یہ بلا سبب ظاہری پیدا ہوئے اور مردوں کو زندہ کرتے ہیں تو وہ یہ کہہ اٹھتا تھا کہ یہ اللہ اور ابنِ اللہ ہیں۔ اگرچہ عیسائی بھی اس کے قائل ہیں کہ پہلی صدی میں عیسائیوں کا ایک ایسا فرقہ تھا جو مسیح کو نہ حقیقۃً انسان جانتا تھا بلکہ خدا کا بیٹا یعنی روح اللہ اور پیغمبر یعنی رسول اللہ کہتا تھا۔ اسمٰعیل ابوالفدا نے اس فرقہ کا نام تاریخ میں عاناتھ لکھا ہے۔

[2] شہنشاہ قسطنطین (کانسٹین ٹین) چوتھی صدی عیسوی میں ہوا ہے اس سے قبل عیسائیت میں جھگڑے پھیل چکے تھے چنانچہ پہلی صدی میں عیسائیوں کا ایک فرقہ مسیح کی الوہیت کا قائل نہ تھا۔ بلکہ وہ انہیں خدا کا پیغمبر جانتا اور توریت کے اہم کام کی پابندی کرتا تھا اور فرقے عیسائی مؤرخ کے قول کے موافق تثلیث کے قائل تھے۔ مگر پہلے فرقہ والے اس صدی میں کیا بلکہ دوسری صدی تک گرجے سے علیحدہ نہیں کئے گئے۔ دوسری صدی میں ایک فرقہ قطنارین کے نام سے مشہور ہوا مگر درحقیقت یہ کسی فرقہ کا نام نہ تھا بلکہ جنہیں یونانی عیسائی کہتے تھے انہیں یہودی حقارت سے نظارین یعنی ناصری یا نصرانی کہتے تھے یہ فرقہ مسیح کو روح اللہ اور کنواری کے پیٹ سے پیدا ہونے کا یقین کرتا تھا اور شریعت موسوی کے احکام ایک اعتدالی حالت پر بجا لاتا تھا۔ اسی صدی میں ایک اور فرقہ نوائی اُس سمرناولا کا ایک اور سبلیس کا پیرو تھا۔ پہلا فرقہ اس بات کا قائل تھا کہ خدا واحد ہے جو پاک کہلاتا ہے وہ ایک آدمی میں جو عیسیٰ اور بیٹا پکارا جاتا ہے حلول کر گیا اور دوسرا فرقہ کہتا تھا کہ خدا کی الوہیت کا ایک حصہ جدا ہو کر انسان یعنی خدا کے بیٹے میں آملا اور روح القدس الٰہیت کا ایک ویسا ہی جزو ہے۔ تیسری صدی میں ایک جدید فرقہ پیدا ہوا جو بلمس کی پیروی کرتا تھا اس کا یہ اعتقاد تھا کہ عیسیٰ کے لئے ......

قسطنطین تک رہے۔ اس کے عہد حکومت میں اسکندروس (الیگزینڈر) اسکندریہ کا بطریق تھا اور اریوش (ایریس) اسی گرجے کا ایک عہدیدار (اسقف) تھا وہ اس بات کا قائل تھا کہ بیٹا باپ سے بالکلیہ جدا ہے بلکہ وہ خدا کی مخلوقات میں سے ہے اور حادث ہے اور اس نے ازلی باپ کی سپردگی سے خلق کو پیدا کیا ہے۔ اس لئے باپ ازلی علت اوّل اور ازلی ہے اور بیٹا اصلیت اور درجہ میں اس سے کمتر اور حادث ہے اور اسی کے ذریعہ سے بیٹے نے تمام دنیا کو پیدا کیا۔

عیسائی علماء کی پہلی کونسل: اسکندریہ دس نے اس رائے سے مخالفت کی اور ایک گشتی خط اطراف و جوانب کے اساقفہ کو لکھ بھیجا۔ ان لوگوں نے قیصر قسطنطین کو اس کا ذمہ دار مقرر کیا۔ چنانچہ اس کے حکم سے ۱۹ جلوس قیصری مطابق ۳۲۵ء میں ایک کونسل منعقد ہوئی دور دراز ممالک سے علماء مسیحی بحث ومناظرہ کے لئے آئے اس کونسل میں اریوش کی رائے رد کی گئی اور اسکندروس کی اس رائے کو کہ بیٹا (عیسٰی) باپ کی اصلیت کے برابر ہے۔ قیصر قسطنطین نے تسلیم کر کے اریوس کی تکفیر کی اجازت دے دی اور اسے گرجے میں داخل ہونے سے منع کر دیا۔ اسی مجمع میں اسکندروس کی خواہش کے مطابق دو ہزار تین سو چالیس گرجا کے عہدے داروں کی موجودگی میں ایک محضر لکھا گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ تمام عیسائی اس کونسل کے ٹھہرائے ہوئے اعتقاد کے معتقد ہوں۔

نیقیہ (نیس) میں کونسل کا انعقاد: یہ کونسل شہر نیقیہ (نیس) میں منعقد ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے اسے مجمع نیقیہ کہتے ہیں۔ اس کونسل کے صدر انجمن اسکندروس بطریق اسکندریہ اور اسطانس بطریق انطاکیہ اور فقاریوس اسقف بیت المقدس تھے۔ سلطوس بطریق رومہ خود نہیں آیا تھا اس نے اپنی طرف سے نیابتہً ایک قسیس بھیج دیا تھا۔ قیصر قسطنطین اسکندروس کی اس کارروائی سے بہت خوش ہوا اور اپنی خوشنودی اسطور سے ظاہر کی اور اسے اپنی ایک انگوٹھی اور ایک تلوار مرحمت کی۔

کونسل کا متفقہ عقیدہ: وہ عقیدہ متفقہ جو اس کونسل میں قرار پایا تھا جس کی بدولت اریوش گرجے سے نہیں بلکہ شہر سے بھی نکالا گیا تھا اور جس کا عبدالکریم شہرستانی نے اپنی کتاب ملل ونحل میں اور ابن عمید مؤرخ نصاریٰ نے نقل کیا ہے یہ ہے:

((نومن باللّٰہ الواحدہ الا حدالاب مالک کل شئی و صانع ما یوی و ما لا یری و بالا بن الوحید الیسوع المسیح ابن اللّٰہ زکر الخلائق کلھا ولیس بمصنوع الہ حق جوھر ابیہ الذی بیدہ اتقنت العوالم و کل شئی الذی من احلنا و من اجل خلامنا بعث العوالم و کل شئی الذی نزل من السماء و التحیل من روح القدس وولد صلب مریم البتول و صلب ایام فلاطوس و دفن ثم قام فی الیوم الثالث و صعد الی السماء و جلس علی یمین ابیہ و ھو مستعد للبحی قارۃ اخری بالقضاء بین الاحیا و الاموات و نومن بروح الحق الذی من ابیہ و بعمر دیۃ و احدۃ لا

☆ پیدا ہونے سے پہلے اس کا خدا کے سوا کچھ وجود نہ تھا مگر جب عیسٰی پیدا ہوئے تو ایک روح خود خدا سے نکل کر ان میں آ ملی پس وہ ایک جزو خدا کی ہوگئی۔ اسی صدی میں ایک اور فرقہ ہوا جو یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ بیٹا اور روح القدس خدا میں اس طرح تھے جیسے انسان میں عقل اور قوت محرکہ عیسٰی صرف آدمی پیدا ہوئے تھے مگر ان میں باپ کی دانائی اتر آئی تھی اس سبب سے ممکن ہے کہ عیسٰی کو خدا کہہ سکیں۔ غرض کہ ان تینوں صدیوں میں تثلیث کے باب میں کوئی تصفیہ نہیں ہوا تھا اس وجہ سے چوتھی صدی کے اوّل میں بہت جھگڑا اٹھا اور الیگزینڈر بشپ اسکندریہ اور ایرلس جو اس گرجے کا عہدہ دار تھا باہم ایک دوسرے کے مخالف ہو گئے اور اسی فیصلہ کے لئے ۳۲۵ء میں شہنشاہ کانسٹین ٹین نے مقام نیس میں واقع تہیا میں ایک کونسل منعقد ہونے کا حکم دیا۔

لغفران الخطایا و الجماعۃ قدسیۃ جاثلیقۃ و القیام ابداننا بالحیواۃ الدایمۃ ابدلابدین))

''ایمان لاتے ہیں ہم ایسے اللہ پر جو اکیلا یکتا باپ ہے مالک ہے ہر شے کا اور بنانے والا ہے ان چیزوں کا جو دیکھی جاتیں اور (ایمان لاتے ہیں ہم) اکلوتے بیٹے ایشوع مسیح خدا کے بیٹے پر جو تمام خلائق سے بہتر ہے اور مصنوع نہیں ہے سچا خدا ہے پیدا ہوا ہے اپنے باپ کے جوہر سے جس کے قبضہ میں سارا عالم ہے اور تمام چیزیں ہیں۔ یہ وہ ہے جس نے ہمارے لئے اور ہماری نجات کے لئے عالم اور ہر چیز کو پیدا کیا۔ وہ ایسا ہے کہ اس نے آسمان سے نزول فرمایا اور مجسم ہوا روح القدس سے اور پیدا ہوا مریم بتول کے بطن سے اور زمانہ فلاطوس میں صلیب پر چڑھایا گیا اور دفن کر دیا گیا۔ پھر تیسرے روز اٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا اور اپنے باپ کے دائیں جانب بیٹھا ہے اور وہ دوبارہ زندوں اور مردوں میں حکم کرنے کو آنے کے لئے مستعد ہے اور ایمان لاتے ہیں' ایک عمودیہ (صلیب) پر گناہوں کی بخشش کے لئے اور جماعت قدسیہ مسیحیہ جاثلیقہ اور (ایمان لاتے ہیں) اپنے بدوں کے ابدالآباد تک بذریعہ حیات دائمہ قائم رہنے پر''۔

یہ پہلی کونسل تھی اسے جلسہ نیقیہ کہتے ہیں۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حشر اجساد کے قائل تھے۔ حالانکہ اب نصاریٰ اس کے مخالف ہیں اور وہ لوگ بالاتفاق حشر ارواح کے معتقد ہیں اور اس کے عقیدہ کو وہ امانت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس عقیدہ کے ساتھ شرعی قوانین بھی وضع کیے گئے تھے اور وہ اسے ہمایوں کہتے تھے۔

اساقفہ کے اجتماع کا حکم: اسکندروس بطریق کونسل کے پانچ مہینہ بعد مر گیا اور جب ہلانہ مادرِ قسطنطین نے کلیسے بنوائے اور خود بادشاہ نے اس مذہب کو عزیز سمجھ کر دوبارہ اساقفہ کے جمع ہونے کا حکم دیا تو اشانیوش بطریق قسطنطنیہ نے صور میں ایک کونسل منعقد کی۔ اس کونسل میں اثناش بطریق اسکندریہ بھی شریک تھا اور شانیوش وہ شخص ہے جسے اسکندروس نے کلیسہ اسکندریہ سے اریوش کے ساتھ علیحدہ کیا تھا اور اس کی وجہ سے نیقیہ کی کونسل ہوئی تھی اور کتاب الامانت لکھی گئی تھی۔ اس وقت اریوش اپنے مخالفت کی وجہ سے اوشیانوش کے ہمراہ کلیسہ سے باہر کیا گیا تھا اور یہ دونوں ملعون ٹھہرائے گئے تھے۔ لیکن کچھ روز بعد اوشیانوس نے دربار قیصری میں حاضر ہو کر اریوش اور اس کے عقائد سے برأت و بیزاری ظاہر کی۔ قیصر قسطنطین نے اس کی معذرت قبول کر لی اور اسے قسطنطنیہ کے گرجے کا بطریق بنا دیا۔

عیسائی علماء کی دوسری کونسل: جب یہ دوسری کونسل صور میں ہوئی اور ان میں اومانیوش بھی تھا جو عقائد اریوش کی تائید کر رہا تھا۔ اوشانیوش بطریق قسطنطنیہ نے اثناش بطریق اسکندریہ کو عقائد اریوش پر بحث کرنے کی اجازت دی۔ ارمانیوش نے کہا کہ اریوش کا یہ خیال نہیں ہے کہ مسیح نے عالم کو پیدا کیا ہے بلکہ وہ اس امر کا قائل ہے کہ وہ کلمۃ اللہ ہیں جس سے وہ بغیر کسی ذریعہ سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ انجیل میں آیا ہے۔ اثناش بطریق اسکندریہ نے کہا کہ اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹا مخلوق ہے اور وہ بغیر باپ کے پیدا کیا گیا ہے اور جب وہ اس طرح پیدا کیا گیا ہے تو باپ نے گویا کسی کو پیدا نہیں کیا اور جب اس نے کسی کو پیدا نہیں کیا تو وہ اپنے کام میں دوسروں سے مدد کا خواہاں ہوا اور خود بخود کسی شے کا خالق نہ ہوا۔ حالانکہ وہ فی حد ذاتہ خالق ہے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ اس سے منزہ و بری ہے اور اگر اریوش نے یہ خیال کیا ہے کہ باپ اشیاء کی تکرین کا قصد کرتا ہے۔ لیکن تنہا اس کی تکرین نہیں کرتا ہے تو اس نے بیٹے کا فعل کامل اور مکمل ٹھہرایا کیونکہ باپ کی صرف مشیت اور خواہش ہوتی ہے اور بیٹا اسے وجود میں لاتا ہے اور پیدا کرتا ہے اس معنی سے بیٹے کا فعل کامل اور مکمل ٹھہرایا۔ اس

معنی سے بیٹے کا فعل کامل اور باپ کا ناقص ہوا اور اس کا بطلان یہی ہے۔ اس تقریر سے اریوش کا عقیدہ باطل ہو گیا لوگ ارمانیوش کو مارنے لگے۔ لیکن مسیح کے ہمشیر زادہ نے اسے بچالیا۔ تاہم وہ گرجے میں داخل ہونے سے روک دیا گیا۔

عیسائی علماء میں اختلاف[1]: اس واقعہ کے دو برس بعد جب اوشانیوش مر گیا اور ممانعت کے باوجود رفتہ رفتہ اریوش کے عقائد نے ترقی کی تو اس کے مقلدین قیصر قسطنطین کی خدمت میں جمع ہوئے۔ اریوش کے عقائد کی خوبیاں بیان کیں اور یہ ظاہر کیا کہ نیقیہ کی کونسل نے اریوش پر سخت ظلم کیا تھا اور اس پر بے حد زیادتیاں کیں اور راہِ حق سے اس کہنے میں علیحدہ ہو گئے کہ باپ جوہریت میں بیٹے کا مساوی ہے اس بحث و تقریر سے قیصر قسطنطین عقیدہ اریوش کا پابند ہوا چاہتا تھا لیکن کیراش (بیت المقدس) کے گرجے کے ایک عہدہ دار نے ایک طوفانی خط لکھا اور اریوش کے خیالات کی پابندی سے ڈرایا اور گرجے میں نہ داخل ہونے دینے کی دھمکی دی۔ جس سے قیصر نے مقلدین اریوش کے کہنے پر التفات نہ کیا۔ اس کے بعد ملوکِ قیاصرہ مختلف الحال رہے کبھی کوئی کونسل کی متفقہ ایجاد کی ہوئی رائے کا پابند ہوتا تھا اور کبھی کوئی اریوش کی رائے پر عمل کرتا ہے اور ان ہر دو گروہوں کا غلبہ ایک دوسرے پر قیصر کے میلان طبیعت سے ہوتا تھا۔ بعض قیصران میں ایسے بھی گزرے ہیں جو اپنے مخالفین کے سخت دشمن ہوتے تھے اور انہیں زبردستی اپنے عقائد پر لانا چاہتے تھے اور ایسے بہت کم قیصر ہوئے ہیں جو ان دونوں گروہوں سے تعلق نہ رکھتے تھے اور ان دونوں کو بحالہ اپنے اپنے مذہب پر چھوڑ دیتے تھے۔

کونسل قسطنطنیہ: اس کے بعد ۲۵۰ء میں ایک اور کونسل[1] مقام قسطنطنیہ میں اس غرض سے منعقد ہوئی کہ مقدنیوس اور سلیوس کے اس کلام پر غور کرے کہ مسیح کا جسم بغیر ناسوت کے ہے اور لاہوت نے اسے اس سے مستغنی کر دیا ہے۔ اس استدلال سے کہ انجیل میں واقعہ ہوا ہے کہ کلمہ گوشت ہو گیا ہے اور یہ نہیں کیا گیا کہ کلمہ انسان ہو گیا۔ ان دونوں نے باپ بیٹے کو ایک دوسرے سے افضل مان لیا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ باپ قوت اور جوہریت میں غیر محدود ہے اس کونسل نے اس عقیدہ کو بطلان کا اشتہار اور مقدونیوش اور سلیوس کی تکفیر کا فتویٰ دے دیا اور مجمع نیقیہ کے متفقہ عقیدہ میں ((نومن بروح القدس المنقی من الاب)) اور بڑھا کر یہ مشہور کر دیا کہ اب جو اس عقیدہ میں کچھ گھٹائے یا بڑھائے وہ ملعون سمجھا جائے گا اور گرجے میں داخل نہ ہونے پائے گا۔

مسیح ابن اللہ کا تصور: پھر اس کونسل کے چالیس برس بعد نسطوریوس بطریق قسطنطنیہ کے کلام پر غور کرنے کے لئے ایک اور جلسہ منعقد ہوا۔ نسطوریوس بطریق قسطنطنیہ کہتا تھا کہ مریم کے بطن سے خدا نہیں پیدا ہوا بلکہ انسان پیدا ہوا ہے ہاں وہ مشیت میں خدا کے ساتھ متحد ہو گیا ہے نہ کہ ذات میں اور وہ درحقیقت خدا نہیں ہے بلکہ خدا نے اسے اپنے جانب سے خدائی مرحمت فرمائی ہے یہ رائے جو نسطوریوس نے ظاہر کی وہ دراصل تاودوس اسقف اور دیودوس اسقف کا عقیدہ تھا ان کے عقائد میں سے یہ بھی تھا کہ مریم سے جو پیدا ہے وہ مسیح ہے اور باپ سے جو پیدا ہوا ہے وہ ابن ازلی ہے اور ابن ازلی مسیح محدث میں حلول کر گیا۔ پس عطا و کرامت کے ذریعہ مسیح ابن اللہ کہا گیا اور ان دونوں میں مشیت اور ارادہ کی وجہ سے اتحاد ہوا ہے اس عقیدہ والوں نے گویا اللہ تعالیٰ کے لئے دو بیٹے ٹھہرائے ایک جوہر ازلی اور دوسرا مسیح محدث۔

---

[1] میں یہ سمجھتا ہوں کہ مؤرخ علامہ نے عیسائیوں کے تفرق و تعدد فرق (فرقوں) کو بلا لحاظ ترتیب ذکر کیا ہے کیونکہ پہلی کونسل جسے نیقیہ سے تعبیر کرتا ہے وہ چوتھی صدی میں ہوئی تھی اور یہ واقعہ تیسری صدی کا ہے بہرکیف عیسائی مذہب میں جو کچھ تغیرات واقع ہوئے ہیں وہ قابل ملاحظہ ہیں۔

نسطوریوس بطریق کے عقیدہ کی مخالفت: نسطوریوس کے اس عقیدہ کی خبر کرلس بطریق اسکندریہ کو پہنچی اس نے اکلیمس بطریق رومہ اور یوحنا بطریق انطاکیہ اور یونالوس اسقف یروشلم کو لکھا۔ پھر ان سب نے متفق ہو کر نسطوریوس کو ایک مراسلہ بھیجا اور دلائل سے اسے معقول کرنا چاہا۔ نسطوریوس نے ان کے مراسلہ کا جواب دیا اور نہ اس نے اپنے قول سے رجوع کیا۔ اس وجہ سے انہوں نے شہر افسیس میں دوسو گرجوں کے عہدیداروں کو جمع کر کے اس عقیدہ کو باطل ٹھہرایا اور نسطوریوس کی تکفیر کا فتویٰ دیا۔ چونکہ یوحنا بطریق انطاکیہ کا انتظار اس کونسل نے نہیں کیا تھا اور اس کی غیوبت میں یہ رائے ٹھہرائی گئی تھی اس وجہ سے اس نے ان کی مخالفت اور نسطوریوس کے عقیدہ کی تائید کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد بادونوس نے ان سب میں صلح کرادی اور یہ سب نطسوریوس کی رائے سے متفق ہو گئے۔ لیکن پھر جب مشرقی گرجوں کے عہدہ داروں نے اپنے اپنے عقائد لکھ کر اس کے پاس بھیجے تو اس نے انہیں منظور و پسند کر لیا اور نسطوریوس کو صعید (مصر) کی طرف نکال دیا۔ وہ اخمیم میں جا کر ٹھہر گیا اور وہیں سات برس بعد مر گیا۔ اس کے عقائد عیسائیوں مشرق اور فارس، عراق، جزیرہ، موصل میں فرات تک پھیل گئے۔

ویسقورس بطریق اسکندریہ کا عقیدہ: گذشتہ کونسل کے بعد شہر خلقدونیہ میں ایک اور جلسہ منعقد ہوا جس میں چھ سو چونتیس عہدداران گرجا شامل تھے۔ یہ جلسہ اس غرض سے منعقد ہوا تھا کہ ویسقورس بطریق اسکندریہ کے عقائد پر غور کرے۔ ویسقورس بطریق اسکندریہ کہتا تھا کہ مسیح دو جوہروں سے ایک جوہر مرکب ہیں اور ایک اقنوم (اصل مادہ) ہیں جو دو اقنوموں سے بنائے گئے ہیں اور ایک طبیعت ہیں جو دو طبیعتوں سے وجود میں آئی ہے اور ایک روح ہیں جو دو روحوں سے ماخوذ ہے حالانکہ اس وقت کے روساءِ ملت عیسویہ دو جوہروں اور طبیعتوں اور دو روحوں اور ایک اقنوم (اصل، مادہ) کے قائل نہ تھے ویسقورس نے عام علماء کے عقائد سے اختلاف کیا اور بعض گرجوں کے عہدہ داروں کو اپنے خیالات سے آگاہ کر کے اس کے مخالفین پر لعنت کا فتویٰ دیا۔ مرقیان قیصر چونکہ عام علماء اور پچھلے جلسوں کے متفقہ عقیدہ کا پابند تھا اس نے ویسقورس کو قتل کر ڈالنے کا ارادہ کیا۔ مگر عہدہ داران گرجا کے کہنے سے رک گیا اور ان کے اشارہ سے ایک جلسہ منعقد کیا۔ جس میں ویسقورس بلایا گیا اور اس سے مناظرہ شروع ہوا۔ اثناءِ مناظرہ میں ملکہ قیصر نے ویسقورس کو اپنی طرف مخاطب کرنا چاہا چونکہ وہ مناظرہ میں بے حد مصروف تھا۔ اس لئے اس نے اس کا جواب بے التفاتی سے دیا۔ جس سے قیصر کی ملکہ نے برہم ہو کر اسے ایک طمانچہ مار کر نکال دیا۔ اس کے بعد مرقیانِ قیصر نے اپنے ممالک مقبوضہ میں ایک عام فرمان بھیج دیا کہ جلسہ خلقدونیہ کا متفقہ عقیدہ نہایت صحیح اور واجب العمل ہے جو اس کی مخالفت کرے گا وہ مستوجب قتل سمجھا جائے گا۔

فرقہ یعقوبیہ: ویسقورس بہزار ذلت و رسوائی جلسہ سے نکل کر قدس شریف اور سرزمین فلسطین کی طرف چلا گیا۔ جہاں جہاں یہ جاتا تھا لوگ اس سے نفرت کرتے تھے۔ لیکن چند دن بعد اس کی رائے نے شہرت پکڑی اور اس کے خیالات نے اس درجہ نشو ونما پایا کہ اس کا ایک جداگانہ مذہب ہو گیا۔ اہلِ مصر اور اسکندریہ کے لوگوں نے اکثر یہی مذہب اختیار کر لیا اس مذہب والے یعقوبیہ کہلاتے ہیں۔

یعقوبیہ کی وجہ تسمیہ: ابنِ عمید کہتا ہے کہ ویسقورس کے مقلدین کو یعقوبیہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ویسقورس کا نام یعقوب بھی تھا اور یہ اپنے (مقلدین کو) لکھا کرتا تھا۔ ((من المسکین المتقی یعقوب)) اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے

شاگرد کا نام یعقوب تھا جس کی طرف یہ فرقہ منسوب کیا گیا ہے اور بعض دوسرے یہ لکھتے ہیں کہ شادیرش یعقوب بطریق انطاکیہ ویسقورس کے ایجاد کئے ہوئے عقیدہ کے سکھانے کے لئے بھیجا تھا اس وجہ سے اس مذہب والے اس کی طرف منسوب کر دیئے گئے۔ واللہ اعلم

عیسائیت کے تین فرقے: ابن عمید کہتا ہے کہ اسی کونسل خلدونیہ کے بعد کلیسوں اور اس کے عہدہ داروں میں جدائی ہوگئی اور وہ سب ان تین فرقوں[1] یعقوبیہ ملکیہ نسطوریہ میں تقسیم ہوگئے۔

یعقوبیہ فرقہ وہ جو دیسقورس کے عقائد کا پابند ہے جسے ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔

ملکیہ وہ گروہ ہے جو کونسل نیقیہ اور خلدونیہ اور اس کے بعد کے جلسوں کے متفقہ خیالات اور عقائد کی تقلید کرتا ہے اور اسی کے عام عیسائی مقلد ہیں۔

نسطوریہ تیسری کونسل والے ہیں جو نسطوریوس کے تابع ہیں اور یہ لوگ اکثر مشرقی ممالک میں ہیں۔ یعقوبیہ اور ملکیہ فرقے اور بادشاہوں کے میلان طبع اور ان کے کسی مذہب کو اختیار کرنے یا چھوڑنے کے لحاظ سے ایک فرقہ نشوونما پاتا اور دوسرا فرقہ پستی میں پہنچ جاتا۔

مسئلہ تناسخ: اس جلسہ میں ایک سو تیں یا ایک سو پینتیس برس بعد مقام قسطنطنیہ زمانہ حکومت یوسطا توس قیصر میں اس امر کے فیصلہ کے لئے ایک جلسہ ہوا کہ تفسح (ایک گرجے کا عہدیدار) تناسخ کا قائل ہو گیا تھا اور حشر ونشر کا انکار کرتا تھا اور اس کے علاوہ انقرا الرہا کے گرجے کے اساقفہ اس کے قائل ہو گئے تھے کہ مسیح کا جسم مادی تھا۔ قیصر نے اس فیصلہ کو کرنے کے لئے قسطنطنیہ میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ بطریق قسطنطنیہ نے کہا کہ اگر مسیح کا جسم مادی تھا تو وہ قابل قبول فنا ہے اور جو شخص فنا ہونے کا قائل ہے تو اس کا قول وفعل بھی ایسا ہی ہے اور اقفسح اسقف نے کہا کہ مسیح مردوں میں سے اس غرض کے لئے اٹھے گا کہ وہ بعث اور قیامت کی تحقیق کرے اور جب یہ امر ثابت ہو گیا تو کوئی اس امر کا مخالف ہو سکتا ہے۔ اہل مجمع سے اس کا جواب کچھ بن نہ پڑا۔ مجبور ہو کر انہوں نے اس کی تکفیر کا فتویٰ دیا اور اسے مستوجب لعنت قرار دیا اور اسے بھی ملعون ٹھہرادیا جو اسکے عقائد کی پابندی کرے۔ غرض عیسائیوں کے فرقے اصول کے لحاظ سے ان تین گروہوں میں بٹ گئے واللہ اعلم۔

(مترجم) چونکہ عیسائی مذہب کے اختلافات جناب مسیح علیہ السلام کے رفعت کے بعد ہی سے کچھ ایسے بڑھ گئے تھے کہ جن سے کوئی اصلی اور سچی بات مفہوم نہ ہو سکتی تھی اور یہ وہ اختلافات تھے کہ جن کا اثر نجات ابدی اور روحانی زندگی پر پڑتا تھا اور ان اختلافات کا رفع ہونا منجانب اللہ ہدایت کے بغیر غیر ممکن تھا۔ اس لئے ۶۱۳ء میں وہ نبی آخر الزمان ظاہر ہوا جس کا ذکر موسیٰ نے کیا اور جس کی خبر عیسیٰ نے دی اور جس نے حضرت مریم کے تمام بہتانوں کو رفع اور یہود ونصاریٰ کے اختلافات دور کر کے تمام عالم کو منور کیا اور نہایت سچائی سے خدا تک پہنچنے کا سیدھا راستہ بتایا۔ ((رب صل وسلم علی النبی الامی سید المرسلین و اله و اصحابه اجمعین ط))

---

[1] علامہ مؤرخ کا یہ قول اور تقسیم ان کے اصول کا لحاظ ہے ورنہ ان تین فرقوں میں بہت اختلافات واقع ہوئے ہیں جس کے دیکھنے اور سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک علیحدہ فرقہ ہے۔ عیسائی مؤرخین کا قاعدہ ہے کہ جو لوگ الوہیت مسیح کے منکر ہیں انہیں ناستک کا لقب دیتے ہیں اور جو لوگ تثلیث کے منکر ہیں انہیں یونانی تیربن یعنی توحید کے قائل اور جو لوگ تثلیث کے قائل ہیں ان کو ٹیرینی ٹرین کہتے ہیں اور عام عیسائی انہیں لوگوں کو عیسائی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ دوسرا فرقہ سچا عیسائی ہے۔

باب : ۱۸

فارس

کیانیہ: اہلِ فارس دنیا کے قدیم ترین گروہ سے ہیں یہ اپنے معاصرین سے قوت وشوکت میں بڑھے ہوئے تھے ان کی دو حکومتیں نہایت عظیم الشان تھیں ایک کا نام کینانیہ ہے۔ تواریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا ابتدائی زمانہ اور آغاز زمانہ تابعہ اور بنی اسرائیل کا ایک زمانہ تھا اور یہ تینوں حکومتیں ایک دوسرے کی ہمعصر تھیں یہ دولت کیانیہ وہی ہے جس پر اسکندر غالب آیا تھا۔

ساسانیہ: اور دوسری سلطنت کو ساسانیہ کسرویہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ملوکِ ساسانہ حکومتِ روم کی (جو شام میں تھی) ہمعصر تھی اور اسی پر مسلمانوں نے قبضہ حاصل کیا تھا۔ ان دونوں حکومتوں کے پہلے اور جو حکومتیں تھیں ان کے حالات نہایت مختلف اور دوسرے کے متعارض ہیں لیکن ہم ان کے وہی حالات بیان کریں گے جو ان میں شہرت پذیر ہیں۔

اہلِ فارس کا نسب: بلا اختلاف محققین اہلِ انساب اسی امر کے قائل ہیں کہ اہلِ فارس سام بن نوح کی اولاد سے ہیں اور انکا جد اعلیٰ جس پر ان کا سلسلہ نسب منتہی ہوتا ہے وہ فرس ہے اور وہ ایران ابن اشوذ ابن سام بن نوح کے لڑکوں میں سے ہے اور زمین ایران کو عربی میں عراق کہتے ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں اہلِ فارس ایران بن ایران بن اشوذ اور بخیال بعض غنیم بن سام کی طرف نسبتاً منسوب ہیں اور توریت میں شاہ اہواز کا تزکرہ بنی غنیم کے ذکر میں آیا ہے اور اہواز بلاد فارس سے ہے۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ اہلِ فارس کا نسب لاوذ بن ارم بن سام اور بروایت بعض امیم بن لاوذ اور بخیال بعض یوسفؑ بن یعقوبؑ بن اسحاقؑ سے ملتا ہے۔ اس میں بھی بعض یہ تفریق کرتے ہیں کہ صرف ساسانیہ اسحاق کے لڑکوں میں سے ہیں اور وہ ترک کے نام سے مشہور کیئے جاتے ہیں اور ان کا جد اعلیٰ منوشہر بن منشخر بن فریس بن ترک ہے۔ ان اسماء کو مسعودی نے ایسا ہی نقل کیا ہے اور جیسا کہ دیکھے جاتے ہیں غیر محفوظ اور نا قابل الاعتبار ہیں۔

ایران بن افریدون: بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ اہلِ فارس ایران بن افریدون کی اولاد سے ہیں۔ جس کا ذکر آئندہ آئے گا اور اس سے پہلے فارس کے نام سے موسوم نہیں کیئے جاتے تھے اور پہلا وہ شخص جو بلادِ فارس کا بادشاہ ہوا ہے وہ ایران ہے اس کے بعد اس کی آئندہ نسلیں بادشاہت وراثتہً کرتی رہیں۔ اس کے بعد وہ خراسان کے مالک ہوئے اور حکومت نبط جرامقہ پر قبضہ کرلیا اور ان کی حکومت اسکندریہ تک غرباً اور باب الابواب تک شمالاً وسیع ہوگئی۔ کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ زمین ایران وہی ہے جو زمین ترک ہے اور اسرائیلین کا یہ خیال ہے کہ اہلِ فارس طیراس بن یافث کی اولاد

سے ہیں اوران کے نسبی بھائی بنی ماذی ابنِ یافث ہیں اور یہ سب ایک ہی حکومت تھی۔

علماء فارس کی روایت: علماءِ فارس اوران کے اہلِ انساب ان تمام روایتوں کے مخالف ہیں اور وہ اہلِ فارس کو کیومرث کی طرف نسباً منسوب کرتے ہیں اور وہ انہیں اپنا منتہاءِ نسب کہتے ہیں اور کیومرث کے معنی ابنِ الطین (مٹی کا لڑکا) بتاتے ہیں۔ ابتداً یہ ارض فارس میں رہتے تھے اور یہ زمین انہیں کے نام سے موسوم ہوئی اوران کے نسبی بھائی اشوذ بن سام ان کے ہمسایہ رہے اور وہ بروایت بیہقی کرد ٔ ویلم ٔ خزر ٔ نبط ٔ جرامقہ ہیں۔ اس کے بعد ان کی حکومت اسکندریہ تک بڑھ گئی۔

ملوکِ شاہ فارس کے طبقات: اس عظیم الشان گروہ کے چار طبقے باتفاق مؤرخین بیان کئے جاتے ہیں۔ پہلے طبقہ کو بیشدادیہ[1] (فیشدایہ) دوسرے کو کیانیہ تیسرے کو اشکانیہ (اشغانیہ) چوتھے کو ساسانیہ[2] کہتے ہیں۔ ان کا زمانہ حکومت کیومرث (بادشاہ اوّل فارس) سے عہدِ حکومت یزدجرد (آخری بادشاہ فارس) تک جو زمانہ خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مارا گیا چار ہزار دوسو اٹھاسی برس تک رہا۔ جیسا کہ ابنِ سعید نے کتاب تاریخ الامم تصنیف علی بن حمزہ اصفہانی سے نقل کیا ہے۔ اہلِ فارس کا یہ خیال ہے کہ کیومرث پہلا بادشاہ ہے جس نے ملکی انتظام کو مرتب کیا اور اس نے ہزار برس کی عمر پائی۔ مسعودی نے اس نام کو بکاف اوّل قبل یاءِ مثناۃ (یعنی کیومرث) لکھا ہے اور سہیلی نے کاف کے بجائے جیم تحریر کیا ہے۔

طبقہ اولیٰ ملوک فارس: تمام علماءِ فارس اس امر پر اتفاق کرتے ہیں کہ کیومرث[3] ہی آدم علیہ السلام ہیں اوران کا لڑکا منشا نامی تھا اور منشا کا سیامک اور سیامک سے افراوّل پیدا ہوا اور سیامک افراوّل کے علاوہ چار لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں لیکن کیومرث کا نسلی سلسلہ صرف افراوال سے چلا اور باقیوں کی اولاد ختم ہوگئی جن کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ افروال بن سیامک کی پشت سے اوشہنک پیشداد (ہوشنگ) پیدا ہوا۔ افراوال کیومرث کے ملک کا وارث ہوا اور اس نے ساتوں اقلیموں پر حکومت کی۔

اوشہنک بن عابر: طبری بروایت ابنِ کلبی کہتا ہے کہ اوشہنک بن عابر ابنِ شالخ ہے اور پھر وہی کہتا ہے کہ اہلِ فارس کا یہ دعویٰ اور خیال ہے کہ اوشہنک آدم علیہ السلام کے دوسو برس بعد پیدا ہوا اور نوح علیہ السلام آدم علیہ السلام کے دوسو برس بعد پیدا ہوئے۔ اسی بناء پر اہلِ فارس نے اوشہنک اور نوح کو ایک شخص قرار دیا ہے لیکن اس نے اس سے اختلاف اور اس سے انکار کیا ہے۔ کیونکہ اوشہنک کی شہرت اس غلط واقعہ کے مخالف ہے اور بعض علماء فارس یہ کہتے ہیں کہ اوشہنک پیشداد مہلائیل ہے اور اس کا باپ افروال قینان ہے اور سیامک انوش اور منشا شیث اور کیومرث آدم علیہ السلام ہیں۔

کیومرث کے متعلق دوسری روایت: اور بعض علماءِ فارس یہ بیان کرتے ہیں کہ کیومرث کومر بن یافث بن نوح کو کہتے ہیں یہ نہایت معمر اور بوڑھا تھا اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر جبل دماوند (ملک طبرستان) میں آ کر مقیم ہوا اور اس کا مالک بن بیٹھا۔ اس کے بعد فارس پر قبضہ حاصل کیا اور ایک عظیم الشان بادشاہ ہوا۔ اس نے بحالت حیات اپنے لڑکوں کو اطراف وجوانب کی طرف بھیجا اور انہوں نے بابل پر قبضہ کرلیا۔ کیومرث ہی نے سب سے پہلے شہر اور قلعے بنوائے اور گھوڑوں کو

---

1. یہ طبقہ قدیم ہے ہر بادشاہ فیشداد کہلاتا تھا اس کے معنی یہ ہیں کہ پہلے سیرت عدل ہے۔
2. ساسانیہ کو اکاسرہ بھی کہتے ہیں۔ اسلام اسی طبقہ پر غالب آیا تھا۔
3. امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے شیث علیہ السلام کو امور دین کا والی مقرر کیا تھا اور کیومرث کو دنیاوی حکومت کا افسر بنایا تھا۔ واللہ اعلم

سواری کے لئے پسند کیا۔ یہ آدم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس نے لوگوں کو اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ اسے اس نام سے پکاریں۔ اہلِ فارس اس کے لڑکے ماوائے کی اولاد سے ہیں ابتدائے زمانہ سے اسی کی اولاد کی کیانیہ اور کسرویہ میں حکومت رہی یہاں تک کہ حکومت فارس کا خاتمہ ہوا۔

طہمورث: اہلِ فارس یہ روایت کرتے ہیں کہ اوشہنک ہی مہلائیل ہے اور اس نے ہند پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ اس کے بعد طہمورث[1] بن انوجہان بن انکہد بن اسکہد بن اوشہنک بادشاہ ہوا۔ بعضوں نے اسکہد کے بدلے نیشداد لکھ دیا ہے اور درحقیقت یہ تمام عجمی نام ہیں اسی وجہ سے اور نیز اصولاً روایت منقطع ہونے کے سبب سے ہم اس کی صحت کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ ابنِ کلبی لکھتا ہے کہ طہمورث بابل کا پہلا بادشاہ ہے اور اس نے ہفت اقلیم پر حکومت کی اور یہ اپنی حکومت میں نہایت نیک اور منصف تھا اسی کے سنہ جلوس میں بیوراسپ ظاہر ہوا اور اس نے مذہب صابیہ کی بناڈالی۔

جمشید: علماء فارس کہتے ہیں کہ طہمورث کے بعد جمشید[2] تخت نشین ہوا اس کے معنی ہیں شجاع یا شعاع شمس۔ یہ طہمورث کا حقیقی بھائی تھا یہی ہفت اقلیم کا بادشاہ تھا اور نہایت نیک سیرت اور عادل تھا اور پھر کچھ عرصہ بعد ظالم اور جابر ہو گیا اس کی موت سے ایک برس پہلے بیوراسپ نے اس پر خروج کیا اور گرفتار کر کے آرہ سے چیر ڈالا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جمشید نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ اس وجہ سے اس پر پہلے اس کے بھائی استوبر نے خروج کیا لیکن ناکام رہا۔ تب بیوراسپ اٹھا اور اس نے جمشید کی حکومت کا قلع قمع کر دیا اور سات سو برس تک حکومت کرتا رہا۔ ابنِ کلبی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

ضحاک: طبری کہتا ہے کہ بیوراسپ[3] ہی کو ازدہاک کہتے ہیں جس کو عرب ضحاک کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہ وہی شخص ہے جس کا ذکر ابونواس شاعر کے اس شعر میں ہے:

و کان منا الضحاک[4] تعبده الجامل و الجن فی محاربها

اور پھر طبری ہی روایت کرتا ہے کہ عجم کا یہ خیال ہے کہ جمشید نے اپنی بہن کا عقد اپنے خاندان میں سے کسی کے ساتھ کر دیا تھا اور اسے یمن کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اس سے ضحاک پیدا ہوا چنانچہ اہلِ یمن ضحاک کا نسب یوں بیان کرتے ہیں۔ ضحاک بن علوان بن عبیدہ بن عوتج اس نے اپنے بھائی سنان بن علوان کو مصر کا بادشاہ کر کے بھیجا تھا جو ابراہیم علیہ السلام کا فرعون تھا اور اہلِ فارس ضحاک کا نسب اس طرح لکھتے ہیں "بیوراسپ (ضحاک) بن رتیکان بن ویدوشناک بن فارس بن افروال" اور بعض اس کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے ہفت اقلیم پر بادشاہت کی یہ ساحر اور کافر تھا۔ اس نے اپنے باپ کو مار ڈالا اور یہ اکثر بابل میں رہتا تھا۔ ہشام کی روایت ہے کہ ضحاک جمشید کے بعد بادشاہ ہوا یہی ابراہیم علیہ السلام کا نمرود ہے اور اہلِ فارس کا نواں بادشاہ ہے۔ جبل دماوند میں پیدا ہوا تھا۔

---

1. طہمورث نہایت نیک مزاج تھا اور یہ اپنے دادا کی چال چلا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ فارسی میں کتابت کی اوامر الٰہی کا پابند تھا چالیس برس بعد مر گیا۔
2. جمشید نے کیڑوں سے ریشم نکالا کاتب اور دربان مقرر کئے نوروز کو عید کا دن ٹھہرایا۔
3. بیوراسپ جمشید کا عامل تھا اس نے اپنے زمانہ حکومت میں ٹیکس، محصول، فعی، ملاہی، نکالی، سولی دینا، ہاتھ پاؤں کا کاٹنا اسی کی ایجاد ہے اس نے ہزار برس حکومت کی۔ اس کے زمانہ عہد میں ابراہیم علیہ السلام تھے۔ سواد بر غرود اس کا عامل تھا۔
4. ضحاک ہم میں تھا جس کی عبادت اونٹ والے (یعنی) رؤسا اور جن (یعنی بدوی) اپنی محرابوں میں کرتے تھے۔

افریدون: ضحاک نہایت مستعد اور بہادر تھا جب اس نے ہند پر فوج کشی کی اور خود لڑائی پر گیا تو افریدون نے زمانہ عدم موجودگی میں اس کے ملک پر قبضہ کر لیا اور واپسی کے وقت ضحاک اور افریدون میں لڑائی ہوئی ضحاک کا ادبار آ گیا تھا وہ ان لڑائیوں میں افریدون کے ہاتھ گرفتار ہو کر جبال دماوند میں قید کر دیا گیا اور اس کی گرفتاری اور اس پر فتح یابی کے دن کو عید کا دن مقرر کیا۔ لیکن اہلِ فارس یہ بیان کرتے ہیں کہ شاہی خاندان جس میں حکومت چلی آ رہی تھی وہ اوشہنک اور جمشید کا تھا اور ضحاک یعنی ہوراسپ نے ان پر خروج کیا اور فتح یاب ہوا۔ اس نے بابل آباد کیا اور نبطیوں سے اپنی فوج تیار کی اور اہلِ عالم پر بزور جادو غالب آیا۔

ضحاک کا قتل: اصفہان کا ایک شخص عالی (کابی حداد) نامی اس کی مخالفت پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا جس پر اس نے جراب لٹکا کر جھنڈا[1] بنایا اور لوگوں کو ضحاک کے خلاف ابھار کر اس سے لڑا جب ضحاک میدانِ جنگ سے بھاگا اس کی رائے سے بنی جمشید میں سے افریدون کو تخت نشین کیا۔ افریدون نے تخت پر بیٹھتے ہی ضحاک کا تعاقب کیا اور اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا افریدون زمانہ نوح علیہ السلام میں تھا شاید اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ افریدون ہی نوح علیہ السلام تھے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ جیسے ہشام بن کلبی نے فارس کے اہلِ انساب سے نقل کیا ہے کہ افریدون جمشید کی اولاد میں سے تھا ان دونوں میں نو پشتوں کا فرق ہے اس نے دو سو برس سلطنت کی اور ضحاک کی تمام چھینی اور غضب کی ہوئی چیزیں ان کے مالکوں کو واپس کر دیں۔

سلطنت کی تقسیم: افریدون نے حالت حیات ہی میں ملک کو اپنے تین لڑکوں میں تقسیم کر دیا بڑے لڑکے سرم (سلم) کو روم، شام، مغرب دیا۔ طوج (تور) کو ترک اور چین دیا۔ ایرج کو عراق، ہند، حجاز دیا۔ افریدون کے مرنے کے بعد سرم (سلم) اور طوج (تور) نے مل کر ایرج کو لڑ کر مار ڈالا اور اس کے ملک کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ اہلِ فارس یہ خیال کرتے ہیں کہ افریدون اور اس کی اوپر کی دس پشتیں اشکیاں کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایرج کے دو بیٹے دندان اور اسطوریہ اور ایک لڑکی خورک نامی تھی جو افریدون کے مرنے کے بعد اپنے باپ ایرج کے ساتھ مارے گئے۔

افریدون کا لقب ''کے'': اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ افریدون نے پانچ سو برس حکومت کی اور اسی نے ثمود اور نبط کے آثار سواد سے محو کئے اور ابتداءً اسی نے اپنے کو (کے) سے ملقب کیا اور کے افریدون کے نام سے مشہور ہوا۔ (کے) کے معنی ہیں تنزیہ (یعنی مخلص اور متصل روحانیت سے) اور بعضوں نے اس کے معنی اور بھی بہت کچھ بیان کئے ہیں۔

منوچہر اور افراسیاب: چند دن بعد منوشہر (منوچہر) بن منشخر بن ایرج نے زور پکڑا۔ یہ افریدون کی نسل سے تھا اس کی ماں اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے تھیں یہ سن شعور کو پہنچ کر اپنے چچاؤں سے لڑا اور انہیں مار کر بادشاہ بن بیٹھا اور بابل کو اپنا دارالحکومت بنایا فارس کو دین ابراہیم کی طرف مائل کیا۔ پھر افراسیاب بادشاہ ترک نے اس پر چڑھائی کی اور بابل ان سے چھین لیا اور طبرستان تک اس کا تعاقب کرتا چلا آیا۔ جب طبرستان بھی منوشہر (منوچہر) کو پناہ نہ دے سکا تو وہ طبرستان چھوڑ کر عراق کی طرف چلا گیا اور افراسیاب نے طبرستان پر بھی قبضہ کر لیا۔ افراسیاب کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ یہ طوج (تور) بن افریدون کی نسل سے ہے۔ جس وقت منوشہر نے طوج (تور) کو قتل کیا اور اس کے خاندان پر تباہی آئی اس وقت یہ چھپ

[1] اس جھنڈے کو درفش کاویان کہتے ہیں اہلِ فارس اس کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ جنگ قادسیہ میں یہ جھنڈا مسلمانوں نے چھین لیا تھا۔

کر بلادِ ترک میں چلا گیا اور وہیں اس نے نشو ونما پائی اور انہیں کے ملک سے نکلا۔ اسی وجہ سے افراسیاب ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ طبری کہتا ہے کہ جب منوشہر بن شحر مر گیا تو افراسیاب بن اشک بن رستم بن ترک نے بابل پر قبضہ کر لیا اور مملکت فارس کو تہ و بالا کر دیا۔

زومر کا خروج: اس کے بعد زومر (زوایازاب) بن طہمارست (طہماسپ) اور بروایت دیگر راسب بن طہمارست نے افراسیاب پر خروج کیا۔ زومر بن طہمارست نو واسطہ سے منوچہر کی طرف نسباً منسوب کیا جاتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ طہمارست اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر بلاد ترک میں چلا گیا اور وہیں اس نے عقد کر لیا تھا جس سے زومر پیدا ہوا اور سن شعور کو پہنچ کر افراسیاب کی مخالفت پر اٹھا اور لڑ کر اسے سلطنت فارس سے نکال دیا اور افراسیاب ترکستان چلا گیا۔

زومر کی بادشاہت: زومر نے اس فتحیابی کے دن کو عید مہرجان کے نام سے مشہور کیا۔ زومر کا فارس پر غلبہ اور قبضہ منوشہر کے مرنے کے بارہ برس بعد ہوا۔ یہ نہایت نیک سیرت اور صلح پسند' امن دوست تھا۔ اس نے بابل کو بگڑی ہوئی حالت اور افراسیاب کی تباہ کی ہوئی آبادی کو از سرِ نو رونق دی۔ اس نے سواد میں نہر زاب نکالی اور اس کے کنارے پر شہر بسایا اور نام زواہی رکھا۔ ہر طرح کے درخت' پھول' پھل دار درخت لگائے طرح طرح کے کھانے ایجاد کئے' غنیمت کو اہلِ لشکر پر تقسیم کیا۔

کرشاسب: کرشاسب[1] (گرشاپ) طوج بن افریدون کی اولاد سے اور بروایت دیگر اولاد منوشہر سے ہے اور اس کا نائب تھا۔ اہلِ فارس میں ایک عظیم الشان شخص گزرا ہے۔ لیکن بادشاہ نہیں ہوا اور بادشاہت زومر بن طہمارست کرتا تھا۔ زومر اپنی حکومت کے تیسرے سال مر گیا۔ اسی کے زمانہ میں بنی اسرائیل تیہ سے نکلے تھے اور یوشع نے اریحا کو فتح کیا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد ملوک فارس کے دوسرے طبقے کی حکومت کا سلسلہ چلا جن کا بادشاہ کیقباد ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس طبقہ کا زمانہ حکومت دو ہزار چار سو ستر برس رہا۔ جیسا کہ بیہقی اور اصفہانی نے تحریر کیا اور ان کے بادشاہوں میں سے صرف انہیں نو بادشاہوں کو ذکر کیا ہے۔ جن کو طبری نے لکھا ہے۔ واللہ وارث الارض و من علیھا

[1] کرشاسب کی نسبت مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ زوا کا نائب تھا اور بابل میں رہتا تھا اس نے بغاوت کر کے اسے ملک سے نکال دیا تھا اور بیس برس تک حاکم رہا۔

شجرۂ ملوک طبقہ اولیٰ فارس

کیومرث[1]
افراوال
رتیکان — اوشہنک
ویدوشک — طہمورث
فارس — جمشید
بیوراسپ[2]
افریدون[3]
سلم — ایرج — طوج
منشہر — افراسیاب — گرشاسپ
منوشہر
طہارست
راسب[4]
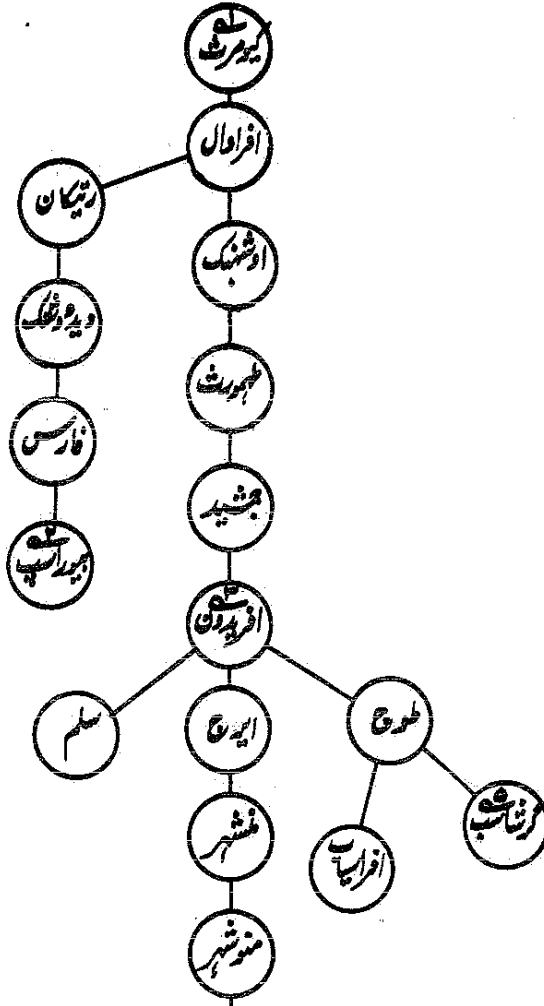
[1] اہل فارس کے نزدیک یہی آدم علیہ السلام ہیں۔
[2] بیوراسب کو ضحاک کہتے ہیں جس نے جمشید پر حملہ کیا تھا۔
[3] سب سے پہلے افریدون کے لقب سے ملقب ہوا۔
[4] راسب کو زومر بھی کہتے ہیں۔
[5] بعضوں نے اسے ملوک فارس سے شمار کرکے اسی پر طبقہ فیشدادیہ کو ختم کیا ہے لیکن درحقیقت یہ بادشاہ نہ تھا جیسا کہ علامہ مورخ نے بیان کیا ہے۔

طبقہ ثانیہ ملوکِ فارس

کیقباد: ملوک فارس کا دوسرا طبقہ کیانیہ کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے ہر بادشاہ کا نام کے کی طرف مضاف کیا جاتا ہے۔ ان کا پہلا بادشاہ کیقباد ہے جو منوشہر سے چار پشتوں کے واسطہ سے منسوب ہوتا ہے۔ اس نے روساء ترک میں اپنی شادی کی جس سے اس کے پانچ لڑکے پیدا ہوئے کے وافیا' کیکاؤس' کے ارش' کے نیہ' کے فاسمن' طبری کہتا ہے کہ ملوک کیانیہ اور ترک میں اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں ان کا پہلا بادشاہ کیقباد[1] نہر بلخ کے قریب جسے جیحون کہتے ہیں رہتا تھا۔ اس نے ترک کو زمین فارس پر آنے سے روکا سو برس حکومت کی۔

کیکاؤس: اس کے بعد کیکاؤس بن کنیہ بادشاہ ہوا۔ اس سے اور افراسیاب بادشاہ ترک سے بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ جس میں اس کا لڑکا سیاوخش مارا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ داؤد علیہ السلام کے زمانے میں تھا اور عمر ذوالاذعار بادشاہ تبابعہ سے لڑنے کے لئے اس کے ملک گیا۔ جب عمر ذوالاذعار نے اسے گرفتار کر لیا تو اس کا وزیر رستم بن دستان لشکر فارس لے کر یمن پر چڑھ گیا اور عمر ذوالاذعار کو قتل کر کے کیکاؤس کو چھڑا لایا۔ طبری کی تحریر یہ شہادت دیتی ہے کہ کیکاؤس نہایت عظیم الشان بادشاہ تھا۔ اس نے اپنے لڑکے سیاوخش (سیاوش) کو تعلیم و تربیت کے لئے رستم بن دستان کے سپرد کیا۔ رستم سجستان میں اس کا نائب تھا۔ اس نے سیاوخش کو گھوڑے کی سواری سکھائی اور لڑائی کی تعلیم دی۔ جب اس کی تعلیم و تربیت پوری ہو چکی تو باپ کے سامنے آیا اور امتحان میں پورا اترا۔

سیاوخش بن کیکاؤس کا قتل: کیکاؤس کی بی بی آبرخ نامی دختر افراسیاب بادشاہ ترک اس پر عاشق ہوگئی۔ جب سیاوخش نے ملنے سے انکار کیا تو آبرخ نے کیکاؤس سے سیاوخش کی چغلی کر دی۔ کیکاؤس نے اپنے ہاتھ سے بیٹے کا قتل نامناسب خیال کر کے تھوڑی سی فوج دے کر افراسیاب سے لڑنے کے لئے بھیج دیا تا کہ اس کے ہاتھ سے مارا جائے مگر لڑائی نہ ہوئی صلح ہوگئی کیکاؤس نے یہ خبر پا کر لڑنے کے لئے لکھا۔ سیاوخش بدعہدی کو برا سمجھ کر باپ کے خوف سے افراسیاب کے پاس چلا گیا اس نے اپنی بیٹی سے اس کا بیاہ کر دیا۔ جب اسے حمل ٹھہر گیا تو اس نے جان کے خوف یا ملک کی تقسیم سے اپنی بیٹی کے ذریعہ سیاوخش کو قتل کروا ڈالا اور اپنی بیٹی کا حمل گرانا چاہا لیکن نہ گرسکا[2] اس کے بطن سے خسرو پیدا ہوا' کیکاؤس نے یہ سن کر اپنی بہو اور پوتے کو چرا کر منگوالیا۔

کیکاؤس کی فوج کشی و گرفتاری: بعض یہ کہتے ہیں کہ جب کیکاؤس کو اپنے بیٹے کے مارے جانے کی خبر ہوئی تو اس

---

[1] اس کے زمانہ میں حزقیل' الیاس' الیسع' شموئیل پیغمبر تھے۔ اس نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی۔

[2] بعض مؤرخ لکھتے ہیں کہ جب حمل گرانے سے نہ گرا تو اس نے اپنی بیٹی کو فیروان نامی ایک امیر کے سپرد کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ جب بچہ پیدا ہو تو مار ڈالنا

نے نامی نامی سپہ سالاروں کے ساتھ فوجیں روانہ کیں جنہوں نے بلاد ترک کو خوب پامال کیا اور ابنائے افراسیاب کو قتل کیا۔ طبری کہتا ہے کہ کیکاؤس بلاد یمن پر چڑھ آیا تھا۔ عمر ذوالاذعار نے حمیر اور قحطان کو ساتھ لے کر اس کا مقابلہ کیا اور کیکاؤس کو شکست دے کر اسے گرفتار کر کے ایک کنوئیں میں قید کر دیا اور اس کے منہ پر ایک پتھر رکھ دیا۔

کیکاؤس کی رہائی: اس کے بعد بحستان سے رستم کیکاؤس کو چھڑانے کے لئے آیا اور ذوالاذعار کو شکست پر شکست دینے لگا۔ انجام کار رستم نے ذوالاذعار سے کیکاؤس کے واپس لینے پر صلح کر لی۔ چنانچہ رستم کیکاؤس کو یمن سے چھڑا کر بابل واپس آیا۔ کیکاؤس نے اس احسان کے بدلے رستم کو تمام قوانین اور اطاعت شاہی سے آزاد کر دیا اور اس کے بیٹھنے کے لئے چاندی اور سونے کا ایک تخت بنوا کر اپنے تخت کے برابر رکھوایا۔ بحستان اور ابابستان جاگیر میں دیئے۔ یہ ڈیڑھ سو برس حکومت کر کے مر گیا۔

کیخسرو بن سیاوخش: کیکاؤس کے بعد بروایت طبری و مسعودی و بیہقی و عامہ مؤرخین اس کا پوتا کیخسرو بن سیاوخش تخت پر بیٹھا۔ سہیلی لکھتا ہے کہ کیخسرو تین بادشاہوں کے بعد تخت حکومت پر بیٹھا تھا۔ پہلا کیکاؤس اس کے بعد اس کا بیٹا کے کینہ اس کے بعد اس کا لڑکا اجو ابن کے کینہ کے بعد اس کا چچا سیاوخش بن کیکاؤس بادشاہ ہوا۔ پھر ان تینوں بادشاہوں کے بعد کیخسرو بن سیاوخش تخت نشین ہوا۔ لیکن یہ بالکل خلاف قیاس ہے کیونکہ تمام مؤرخین نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ سیاوخش اپنے باپ کی زندگی میں ترکوں کی لڑائی میں مارا گیا ہے۔

افراسیاب کا قتل: طبری کہتا ہے کہ کیکاؤس بن کے کینہ بن کیقباد نے کیخسرو کو اسی وقت اپنے بجائے تخت نشین کر دیا تھا جب وہ اپنی ماں واسفاقدین بنت افراسیاب کے ہمراہ بلاد ترک سے آیا تھا اور کیخسرو نے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی ایک فوج سپہ سالار اجوا کی سرکردگی میں اصفہان کی طرف اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے کی غرض سے افراسیاب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی۔ افراسیاب نے لشکر فارس کو نہایت ناکامی سے پسپا کر دیا۔ کیخسرو یہ سن کر بذاتہ بلخ گیا اور وہاں سے لشکر اور نامی نامی سپہ سالاروں کو جمع کر کے دفعۃً افراسیاب پر حملہ کر دیا اس لڑائی میں افراسیاب کو شکست ہوئی اور اس کے بڑے بڑے سردار مارے گئے ان میں وہ شخص بھی مارا گیا جو کیکاؤس کا قاتل تھا۔ اس کے بعد افراسیاب نے صلح کی درخواست کی' کیخسرو نے اسے نامنظور کر کے لڑائی جاری رکھی۔ یہاں تک کہ افراسیاب میدان جنگ سے بھاگا۔ کیخسرو نے اس کا تعاقب کیا اور آذربائیجان میں اسے گرفتار کر کے ذبح کر ڈالا اور اس کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ اس فتح میں اس کے ہمراہ شاہ فارس کے اوجن بن حنیوش بن کیکاؤس ابن کے کینہ بن کیقباد بھی تھا اور یہ طبری کے نزدیک کیہراسف (بہراسف) کا باپ ہے جو کیخسرو کے بعد بادشاہ ہوا ہے۔ جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے اور افراسیاب کے بعد بلاد ترک میں جوراسف بن شراسف (برادر افراسیاب) تخت پر بیٹھا۔

کیہراسف: ان واقعات کے بعد کیخسرو نے ترک دنیا کر کے اپنی جگہ کیہراسف (بہراسف) بن کے اوجن کو تخت پر بٹھایا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے بعد کیخسرو بیابان کی طرف چلا گیا اور غائب ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ مر گیا بہر کیف یہ

...کر ڈالنا لیکن قیروان نے لڑکا پیدا ہونے پر اسے نہ مارا بلکہ چھپا رکھا جب کیکاؤس نے سنا تو اپنی بہو بچے کو چرا کر منگا لیا۔

ساٹھ برس حکمرانی کر کے غائب ہو گیا اور اس کی جگہ کیہراسف (بہراسف) تخت پر بیٹھا اس کے ابتدائی زمانہ حکومت میں ترک کا رعب اس درجہ بڑھا کہ اس نے اس سے لڑنے کے لئے اپنا دارالسلطنت چھوڑ دیا اور نہر جیحون کے کنارے شہر بلخ میں سکونت اختیار کر لی اور اکثر اوقات انہی لڑائیوں میں مصروف رہتا تھا۔ اس کے عہد حکومت میں بخترسی معروف بہ بخت نصر عراق، اہواز، روم پر اس کا گورنر تھا۔

کیہراسف کی فتوحات: کیہراسف نے بخت نصر کی حکومت کا دروازہ کسی قدر وسیع کر کے سرحدی ممالک فتح کرنے کی اجازت دے دی اور خود ملوک فارس اور بخت نصر بادشاہ موصل وسنجاریف کے ہمراہ شام کی طرف بڑھا اور بیت المقدس فتح کر لیا۔ یہود پر غالب آیا اور انہیں منتشر و پریشان کیا۔ یہ بخت نصر وہی ہے جو عرب سے لڑا تھا اور ایک مدت تک انہیں پریشان کرتا رہا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کے بہمن کے عہد حکومت میں تھا جو کیساب (کیساشب) بن کیہراسف (بہراسف) کا پوتا ہے۔

معد بن عدنان: ہشام ابن محمد کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے ارمیا نبی علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ سے مطلع کیا تھا کہ بخت نصر بڑا ظالم ہوگا۔ اس وجہ سے ان عرب کو منتشر کر دو جن کے گھروں میں دروازے نہیں ہیں اور انہیں اس کی ظالمانہ حرکات سے ڈرا دو اور یہ بتلا دو کہ یہ سب تمہارے کفر و عصیاں کی وجہ سے ہونے والا ہے۔ اسرائیلین کی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ وحی یرمیا بن خلقیا کی طرف آئی تھی جن کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تھا کہ گروہ عرب سے معد بن عدنان کو نکال لائیں اور حکم الٰہی پورا ہونے تک ان کی کفالت کریں۔ انتہی۔ ہشام کہتا ہے کہ بخت نصر نے بلاد عرب پر حملہ کیا اور انہیں رسد وغیرہ دینے پر مجبور کیا۔ چنانچہ عرب نے اسے تسلیم کر لیا اور اس نے انہیں انبار اور حیرہ میں ٹھہرایا۔ ہشام کے علاوہ اور مؤرخین لکھتے ہیں کہ بخت نصر نے عرب سے مقام جزیرہ لایلہ اور ل ایلہ کے درمیان لڑائی کی اور اس میدان کو سوار اور پیادوں سے بھر دیا۔ بنی عدنان نے پہلے اس کا مقابلہ کیا۔ اس نے انہیں مقام حضور تک نہایت نقصان کے ساتھ پسپا کر دیا۔

معد بن عدنان اور بنی اسرائیل: تب اللہ تعالیٰ نے ارمیا اور یوحنا علیہما السلام پر وحی نازل فرمائی کہ معد بن عدنان کو جس کی اولاد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہونے والے ہیں عرب کے گروہ سے نکال لائیں۔ معد بن عدنان اس وقت بارہ برس کے تھے۔ یوحنا انہیں اپنے ساتھ براق پر بٹھا کر حران لائے اور انہوں نے ابناء بنی اسرائیل میں پرورش پائی اور بخت نصر لوٹ کر بابل آیا اور قیدیان عرب کو ابناء میں ٹھہرایا۔ جب بخت نصر مر گیا تو معد ابن عدنان ابناء بنی اسرائیل کے ساتھ حج کعبہ کو آئے اور وہیں اپنی قوم میں رہ گئے۔ عانہ بنت الحارث ابن مفاض جرہمی سے بیاہ کر لیا جس سے نزار بن معد پیدا ہوئے۔

کیستاسب: کیہراسف نہایت نیک سیرت تھا۔ ملوک شرق اور غرب اسے نذرانہ بھیجتے تھے۔ اس نے اپنی حالت حیات میں ترک دنیا کر کے اپنی جگہ کیستاسب (کیساشب) اپنے لڑکے کو تخت پر بٹھا دیا۔ کیساسب نے بھی اپنی عمر کا زیادہ حصہ ترکوں کی لڑائی میں صرف کیا اور ان کی بغاوت و سرکشی فرو کرنے کی غرض سے اپنے لڑکے اسفندیار کو میدان جنگ میں بھیج دیا۔ جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

ژردست (زرتشت): اس کے زمانہ حکومت میں زرادشت (زرتشت) حکیم ظاہر ہوا۔ جس کی نبوت پر مجوسی ایمان لائے ہوئے ہیں۔ بعض اہلِ کتاب کا یہ بیان ہے کہ یہ اہلِ فلسطین سے ہے ارمیاہ نبی کی خدمت میں رہتا تھا اور انہیں سے پڑھتا تھا پھر ان کا مخالف ہو گیا۔ ان کی بددعا سے مجذوم ہو گیا اور ان سے علیحدہ ہو کر آذربائیجان چلا گیا۔ دین مجوسیت کی بنا ڈالی اور کیتاسب کو اپنی طرف مائل کر لیا۔ اس نے لوگوں کو دین مجوسی اختیار کرنے پر مجبور کیا اور اس کے مخالفین کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ علماء فارس کہتے ہیں کہ زردست شاہ منوشہر کی نسل سے ہے اور انبیاء بنی اسرائیل میں سے کسی نبی نے اسے کتاسب کی طرف مبعوث کیا تھا۔ جن دنوں وہ بلخ میں تھا۔ زردشت اور جاماسب عالم دونوں منوشہر کی اولاد سے ہیں۔ یہ دونوں زبان فارسی اس کام میں ترجمہ کیا کرتے تھے۔ جو وہ نبی عبرانی میں کہتا تھا۔ جاماسب عالم زبانِ عبرانی جانتا تھا اور زردشت کو ترجمہ کرا دیتا تھا یہ واقعہ ۳۰ھ جلوس کیہراسف کا ہے۔

اوستا: علماء فارس کہتے ہیں کہ زردشت ایک کتاب لایا تھا جس کے وحی ہونے کا وہ مدعی تھا یہ کتاب بارہ جلدوں میں تھی اور اس کے پاس ایک سونے کا نقش تھا۔ کیتاسب نے اس کتاب اور نقش کو اصطخر کے ہیکل میں رکھا اور اس پر لوگوں کو متعین کر کے عام لوگوں کو اس کی تعلیم کی ممانعت کر دی۔ مسعودی کہتا ہے کہ اس کتاب کا نام زندرکھا۔ پھر اس تفسیر کی دوبارہ تفسیر کی اور اسے زندیہ کے نام سے موسوم کیا۔ یہ وہی لفظ ہے جسے عرب معترب کر کے زندیق کہتے ہیں۔

زرتشت کی تعلیمات: مجوسیوں کے نزدیک یہ کتاب تین حصوں پر منقسم ہے ایک حصہ میں گزشتہ قوموں کے حالات ہیں دوسرے میں آئندہ باتوں کی پیشین گوئیاں لکھی ہیں تیسرے میں مذہبی اور شرعی[1] احکام ہیں۔ مثلاً مشرق قبلہ ہے اور نماز وقت طلوع اور زوال اور غروب کے وقت پڑھنی چاہئے اور آفتاب کو سجدہ کرنا اور اس سے دعا کرنی چاہئے۔ زردشت نے از سرنو آتش کدے بنوائے جنہیں منوشہر نے ٹھنڈا کر دیا تھا اور مجوسیوں کیلئے دو عیدیں مقرر کیں۔ ایک عید نوروز موسم ربیعی کے درمیان اور دوسری عید مہرجان موسم گرما میں ان کے علاوہ اور بھی احکام ہیں۔ غرض کہ جب فارس کی حکومت اولاً ختم ہوئی تو اسکندر نے ان کتابوں کو جلا دیا۔ پھر جب اردشیر کا زمانہ آیا تو اس نے اہلِ فارس کو جمع کر کے پھر از سرِ نو اس کتاب کو لکھوایا۔ مسعودی کہتا ہے کہ کیتاسب نے زردشت سے اس کی نبوت کے پینتیسویں برس دین مجوسی کی تعلیم لی اور کیتاسب نے زردشت کے بجائے اہلِ آذربائیجان میں سے جاماسب عالم کو مقرر کیا یہ فارس کا پہلا موبد (مغان) ہے۔ انتہیٰ

کیتاسب اور خزراسب کی جنگ: طبری لکھتا ہے کہ دین مجوسی اختیار کر لینے کی وجہ سے کیتاسب اور خزراسب بادشاہ ترک میں متعدد لڑائیاں ہوئیں ایک عالم اس لڑائی میں مارا گیا۔ زرین بن کیتاسب انہیں معرکوں میں کام آیا۔ ترکوں کو اخیر لڑائیوں میں شکست ہوئی شاہ فارس نے سختی شروع کی اور ترک کے ساحر قیدوشق کو مار ڈالا۔ کامیابی کے بعد کیتاسب بلخ کی طرف واپس آیا۔ یہاں اس کے لڑکے اسفندیار نے بادشاہ ترک کی سفارش کی جس سے کیتاسب نے برہم ہو کر اسفندیار کو قید کر دیا اور خود کرمان اور سجستان کے پہاڑوں پر ترک الدنیا ہو کر سکونت پذیر ہو گیا۔

---

[1] ان احکام کے علاوہ اس کتاب میں یہ بھی تھا کہ ماں بہن شراب حلال ہے۔ آگ کو پوجنا چاہئے۔ ایک نیکی کا خدا ہے جسے ایزد کہتے ہیں اور دوسرا بدی کا خدا ہے۔ جو اہرمن کہلاتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

کیہراسف کا قتل: بلخ میں اس کا باپ کیہراسف رہتا تھا۔ اسے اگر چہ پیری نے کسی کام کا نہ رکھا تھا لیکن اس کے پاس مال وخزانہ بے حد رہتا تھا بادشاہ ترک نے موقع پا کر بلخ پر حملہ کر دیا۔ مقدمۃ الجیش کا افسر اس کا بھائی جورا تھا اس نے نہایت تیزی سے ایک ہفتہ کی لڑائی کے بعد بلخ پر قبضہ کر لیا اور کیہراسف کو قتل کر کے اس کا مال واسباب لوٹ لیا۔ آتشکدوں کو منہدم کر دیا۔ خمال بنت گستاسف اور اس کی بہن کو گرفتار کر کے لونڈی بنا لیا۔

اہل فارس کی شکست: اس لڑائی میں خرزاسب بادشاہ ترک نے فارسیوں سے ان کے بڑے جھنڈے کو بھی چھین لیا۔ جسے وہ زرکش کا ویان کہتے تھے یہ وہی جھنڈا تھا جسے کاوی حداد نے کھڑا کیا تھا۔ جس نے ضحاک سے باغی ہو کر اسے قتل کیا تھا اور افریدون اس کی جگہ تخت نشین کیا تھا۔ شاہان فارس نے اسے اسی کے نام سے موسوم کیا اور اسے جواہرات سے مرصع کر کے اپنے خزانہ میں رکھتے تھے۔ لڑائیوں میں اسے تبرکاً نکالتے تھے اسی جھنڈے کو مسلمانوں نے جنگ قادسیہ میں اہل فارس سے چھین لیا تھا۔

اسفندیار اور خرزاسب کی جنگ: خرزاسب بادشاہ ترک مہم بلخ سے فارغ ہو کر بحستان کی طرف بڑھا جہاں کیتاسب تارک الدنیا ہو کر عبادت میں مصروف تھا۔ اس نے بادشاہ ترک کے آنے کی خبر سن کر اسفندیار کو قید سے رہا کر کے جاماسپ عالم کے ہمراہ ترکوں سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ اسفندیار نے خرزاسب کو نہایت سختی کے ساتھ پسپا کیا اور تمام چیزیں جنہیں ترک نے لوٹ لیا تھا پھر واپس لے لیں اور پھر زرکش کا ویان بھی چھین لیا۔

خرزاسب کا قتل: خرزاسب کو شکست کے بعد سنبھلنے کا موقع نہ ملا وہ شکست پر شکست کھاتا ہوا اپنے ملک جا پہنچا اور اسفندیار اس کا تعاقب کرتا گیا اور اس کے ملک کو بزور تیغ فتح کرتا گیا۔ سب سے آخری لڑائی میں خرزاسب اور اس کا بھائی مارے گئے اس کا مال واسباب اور خزانہ لوٹ لیا گیا عورتیں گرفتار کر لی گئیں۔ اس کامیابی کے بعد اسفندیار ترک پر خراج مقرر کر کے واپس ہو کر بلخ آیا۔ ہشام ابن محمد کہتا ہے کہ:

اسفندیار کی رستم پر فوج کشی: اس کے بعد کیتاسب نے اسفندیار کو رستم حکمران بحستان کی طرف روانہ کیا جس نے اس کے دادا کیقباد کو قید یمن سے چھڑایا تھا اور کیقباد نے اسے یہ ملک اس کے حسن خدمت کے بدلے دیا تھا۔ اسفندیار اور رستم میں لڑائیاں ہوئیں جن کے دوران میں کیتاسب ایک سوبیس برس کا ہو کر مر گیا اور یہ خود بھی انہیں لڑائیوں میں مارا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے بنی اسرائیل کو ان کے شہروں کی طرف لوٹا دیا تھا اور اس کی ماں بنی طالوت سے تھی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف واپس کیا ہے وہ کورش بادشاہ بابل زمانہ بہمن میں تھا اور اسی کے حکم سے اس نے بنی اسرائیل کو واپس کیا تھا۔ اس کے بعد کیتاسب بادشاہ ہوا جس کا لڑکا بہمن ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا لڑکا اردشیر بہمن ہے۔

اردشیر بہمن: کیتاسب اور بروایت دیگر اسفندیار کے بعد اردشیر بہمن تخت حکومت پر بیٹھا یہ بہت بڑے رعب وداب کا بادشاہ تھا اسی وجہ سے لوگ اسے طویل الباع (لمبے ہاتھ والا) مشہور کرتے ہیں۔ اس نے ہفت اقلیم پر حکومت کی۔ ہشام ابن محمد راوی ہے کہ بہمن تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے بحستان کی طرف گیا۔ رستم بن

دستان اس کے مقابلہ پر آیا اور خوب لڑا لیکن اس کے اقبال کے دن تمام ہو چکے تھے وہ اپنے بھائی اور بیٹوں کے ہمراہ ان لڑائیوں میں مارا گیا۔

اردشیر بہمن کی فتوحات: اس کے بعد بہمن نے روم پر حملہ کیا اور ان پر خراج مقرر کیا۔ یہ تمام ملوک فارس سے زیادہ عظیم الشان بادشاہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس نے سواد میں ایک شہر آباد کیا اس کی ماں طالوت کی نسل سے تھی اس میں اور طالوت میں چار پشتوں کا فرق تھا۔ اس کی اُم ولد راسف نامی سے ایک لڑکا ساسان تھا۔ راسف بنی اسرائیل کی قیدی عورتوں میں سے زربافیل کی بہن تھیں۔ جسے یہود نے بیت المقدس کا حاکم بنایا تھا۔ بہمن نے خمانی کو اس کی تیزی اور فراست کی وجہ سے اپنی جگہ فارس کا بادشاہ کر دیا اہلِ فارس اسے شہرزاد کہا کرتے تھے۔ بعض مؤرخ لکھتے ہیں کہ یہ بہمن کی لڑکی تھی اور اس نے اس سے بیاہ کر لیا تھا دین مجوسی میں یہ جائز تھا۔ جب خمانی اس سے حاملہ ہوئی تو اس نے کہا کہ تاج اسے دو حالانکہ حکومت وسلطنت کا مستحق ساسان تھا بہمن نے اس کے کہنے پر عمل کیا۔ ساسان رنجیدہ ہو کر اصطخر چلا گیا اور وہیں زہد وعبادت کرتا بکریاں چراتا تھا۔

دارا: بہمن کے مرنے کے بعد چونکہ دارا اکبر کمسن تھا خمانی خود حکمرانی کرنے لگی۔ یہ بڑی مدبر ہوشیار اور عاقل تھی اکثر لڑائیوں میں اپنے دشمنوں پر فتحیاب ہوئی جب اس کا لڑکا دارا اکبر جوان ہوا تو ملک اس کے سپرد کر دیا اور خود فارس ہوتی ہوئی روم سے لڑنے کے لئے گئی وہاں سے مظفر ومنصور ہو کر واپس ہوئی۔ اس کا لڑکا دارا تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد بابل گیا۔ اطراف وجوانب کے ملوک سے لڑا اور ان سے خراج لیا اور بارہ برس حکومت کر کے مر گیا اس کی جگہ اس کا لڑکا بیٹھا اس کا نام بھی دارا تھا اس نے باپ کے وزیروں کو قتل کر ڈالا رفتہ رفتہ تمام ارکان سلطنت اس سے رنجیدہ ہو گئے۔

دارا کا کردار: ہشام ابنِ محمد تحریر کرتا ہے کہ دارا ابنِ دارا نے چودہ برس حکمرانی کی۔ یہ نہایت بدسیرت کینہ پرور اور ستم گر تھا۔ اسی دارا ابن دارا کے عہد حکومت میں اسکندر بن فیلقوس بادشاہ یونان فارس پر چڑھ آیا دونوں میں لڑائیاں ہوئیں خود دارا کے بعض سپاہیوں نے اسے اثناءِ لڑائی میں قتل کر ڈالا اور اسکندر کے پاس چلے آئے اور اس کے قتل کے ذریعہ اسکندر سے تقرب کے خواستگار ہوئے۔ اسکندر نے انہیں قتل کر ڈالا اور یہ کہا کہ یہ اس کا بدلہ ہے جو اپنے بادشاہ کے ساتھ برائی یا نمک حرامی کرے۔ اسکندر نے فتح یابی کے بعد روشنک بنت دارا سے بیاہ کر لیا جیسا کہ ہم اسکندر کے حالات بیان کریں گے۔ طبری کہتا ہے کہ بعض علماء اخبار ماضیین کا یہ قول ہے کہ دارا کے قتل کے وقت اس کی چار اولادیں تھیں تین لڑکے اشک، بوذار، اردشیر اور ایک لڑکی روشنک تھی جس سے اسکندر نے فتح یابی کے بعد بیاہ کیا۔ دارا نے چودہ برس حکمرانی کی یہ وہی حالات ہیں جو اہلِ فارس میں زمانہ کیقباد سے دارا آخری بادشاہ تک مشہور ہیں۔

بابل کا انہدام: اہروشیوش مؤرخ روم ابتدائی حکومت فارس میں تحریر کرتا ہے کہ یہ لوگ بنی اسرائیل کے شام میں داخل ہونے کے بعد زمانہ عثنیال بن قناز بن یوقنا میں گزرے ہیں یہ عثنیال کالب بن یوقنا کا بھائی تھا۔ جو یوشع علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے مدبر اور مصلح ہوئے ہیں اسی زمانہ میں ابو الفرس بلاد آسیا سے جسے عربی میں فارس یونانی میں پرشو فارسی میں پرشیرش کہتے ہیں نکل کر اس کے اطراف وجوانب میں جا ٹھہرا اور وہاں کے رہنے والوں پر غالب آ گیا اسی وجہ سے یہ

گروہ اس کی طرف منسوب کر دیا گیا اور یہ لوگ برابر ترقی پذیر رہے۔ یہاں تک کہ کیرش کی حکمرانی کا زمانہ آیا جس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ یہ کسریٰ اوّل تھا۔ اس نے قضاعیوں کو مغلوب کیا پھر شہر بابل پر حملہ کیا اور دجلہ کے کنارے تک قبضہ کر لیا اس کے تھوڑے دن بعد شہر پر حملہ کر کے اسے منہدم کر دیا۔ سریانیوں سے جنگ کی اور انہیں لڑائیوں میں مر گیا۔

قنبیشاش کی مصر پر فوج کشی: اس کے بعد اس کا لڑکا قنبیشاش بن کیرش حکمران ہوا۔ اس نے مصر پر چڑھائی کی۔ مصریوں کے بتوں کو توڑ ڈالا۔ ان کے شرعی احکام اور ساحروں کو نیست نابود کر دیا۔ یہ واقعہ ابتداءِ دولت فارس سے ہزار برس بعد واقعہ ہوا۔ قنبیشاش کے بعد دارا نے زمامِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی اس نے بھی بقیہ ساحرین مصر کو قتل کیا اور سریانیوں کے افسروں کو واپس کر دیا اثناء جنگ میں خود دارا کے سپہ سالاروں میں سے ایک نے ۲۳ جلوس دارا میں دفعتہً حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔

ارتشخار بن دارا: اس کے بعد اس کا لڑکا ارتشخار چالیس برس تک اور اس کے بعد دارالفلوس ارتشخار تیرہ برس تک حکمران رہا۔ پھر ارتشخار بن دارا بادشاہ ہوا کیرش بن نُوطو اور اس سے لڑائی ہوئی کیرش مارا گیا اور یہ اس ملک پر بھی قابض ہو گیا۔ اس کے بعد اہلِ روم نے باعانت اہلِ مصر اس سے سرکشی کی اور ایک مدت تک باہم لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کار اہلِ روم اور ارتشخار میں صلح ہو گئی اور ارتشخار چھبیس برس حکومت کر کے مر گیا۔ یہ واقعات زمانہ حکومت اسکندر بادشاہ یونان میں ہوئے ہیں جو اسکندر اعظم کا ماموں تھا۔ اسکندر بادشاہ یونان کے مرنے کے بعد اسکندر اعظم بادشاہ کے باپ فیلقوس کو شہر مقدونیہ میں تخت نشین کیا اور ارتشخار کی جگہ اس کا لڑکا شخشار چار برس بادشاہت کرتا رہا۔

دارا اور اسکندر اعظم کی جنگ: اسی کے زمانہ حکومت میں اسکندر بن فیلقوس مقدونیہ اور تمام بلادِ روم غربی پر حکمران ہوا۔ اشخشار کے بعد شخشار دارا بادشاہ ہوا۔ اس کے زمانہ میں اسکندر بن فیلقوس نے یہود سے بیت المقدس چھین لیا اس کے بعد اس میں اور دارا میں لڑائی چھڑ گئی جس میں دارا کو ناکامی ہوئی اور اسکندر کامیابی کے بعد شام اور مصر کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اسکندریہ آباد کیا پھر وہاں سے واپس ہو کر دارا انطوس سے صف آرا ہوا۔ دارا میدان جنگ سے بھاگا اس نے اس کا تعاقب کیا۔ اثناء راہ میں اسے زخمی دیکھ کر گھوڑے سے اتر پڑا اور اس کی حالت پر افسوس ظاہر کیا۔ دارا کے مرنے کے بعد اسے شاہی مدفن میں دفن کرا دیا۔ یہ واقعہ حکومت فارس کی ابتداء کے ایک ہزار اسی برس کے بعد واقع ہوا جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے انتہیٰ کلام ھروشیوش (کلام ہروشیوش کا تمام ہوا)

دارا کی وصیت: سُہیلی کہتا ہے کہ اسکندر دارا کو معرکہ جنگ میں زخمی دیکھ کر گھوڑے سے اتر پڑا اور اس کے سر کو اپنے زانوں پر رکھ کر کہنے لگا۔ اے سید الناس لڑائی کرنے سے میرا مقصود تمہارا قتل کرنا نہ تھا اور نہ میں اس سے راضی ہوا ہوں تمہاری اگر کوئی حاجت ہو تو بیان کرو۔ دارا نے کہا میری لڑکی سے بیاہ کر لینا اور میرے قاتل کو قتل کرنا اسکندر نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک پہنچ کر ملوک فارس کے طبقہ ثانیہ کا زمانہ حکومت تمام ہو گیا۔ والبقاء اللّٰہ وحدہٗ سبحانہ و تعالیٰ
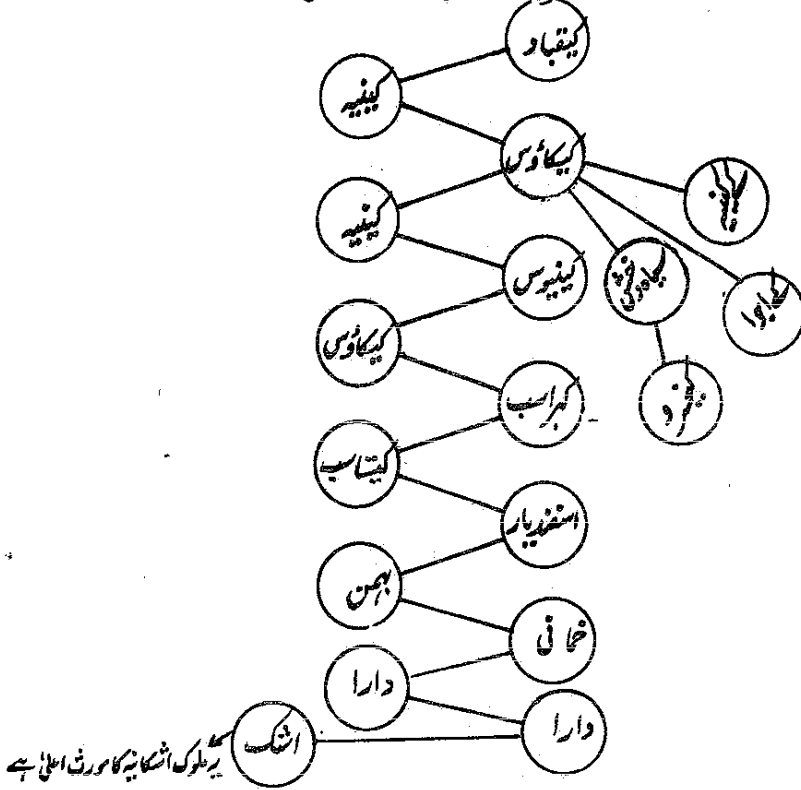
دارایوش بن کستاسب ابنِ عمید ان ملوک فارس کی ترتیب میں کیرش سے دارا تک یوں بیان کرتا ہے کہ کورش کے بعد اس کا لڑکا قمو سیوس آٹھ برس یا بروایت دیگر نو یا اٹھائیس برس حکمران رہا۔ سنا جاتا ہے کہ اس نے مصر پر حملہ کر کے اس پر قبضہ حاصل کر لیا یہ بخت نصر ثانی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس کے بعد دارایوش بن کستاسب نے پچیس برس تک حکومت کی یہ ان چار بادشاہوں کا پہلا بادشاہ ہے جس کی طرف دانیالؑ نے اپنے اس قول میں اشارہ کیا ہے تین بادشاہ فارس میں حکومت کریں گے۔ چوتھا اگلوں سے نہایت عظیم الشان ہوگا۔ پس اوّل یہ ہے دوسرا دارا ابنِ رہے جو مجسطی میں مذکور ہے۔ تیسرا دارا ابنِ الامۃ ہے چوتھا وہ ہے جسے اسکندر نے قتل کیا۔

دارایوش بن گستاب : دارایوش بن گستاب کی حکومت کے دوسرے سال بیت المقدس کو ویران ہوئے ستر برس ہو

چکے تھے اور تیسرے سال اس کی تعمیر تکمیل کو پہنچی۔ اس کے بعد اسمر دیوس مجوسی ایک بادشاہ رہا۔ یہ پہلا بادشاہ ہے جو مجوسی کے لقب سے مشہور ہوا کیونکہ زردشت کا دین مجوسی اسی کے عہد حکومت میں زیادہ پھیلا اسمر دیوس کے بعد اخشویرش بن دارا یوش بیس برس تک تخت آرائے حکومت رہا۔ اس کا وزیر ہامان عملیقی تھا۔ اس کے بعد ارطخشاشت بن اخشویرش بادشاہ ہوا یہ لمبے ہاتھ والے کے لقب سے مشہور تھا۔ اسی کے زمانے میں یہود نے فارس کے ہاتھ سے نجات پائی۔ اس نے اپنے حکومت کے بیسویں سال بیت المقدس کی شہر پناہ منہدم کرنے کا حکم دیا۔ لیکن عزیر علیہ السلام کے کہنے سے رک گیا اور از سرِ نو اس کی شہر پناہ درست کرادی۔

ابنِ عمید بجسطی سے روایت کرتا ہے کہ عزیر عزرا کے نام سے مشہور ہیں یہ زمانہ ہارون علیہ السلام کے بعد چودہویں کاہن تھے انہوں نے بنی اسرائیل کے لئے توریت اور ابناء سلف کی کتابیں اپنے یادداشت سے جلاوطنی اوّل سے واپسی کے بعد تک تحریر کیں کیونکہ بخت نصر نے تمام کتابوں کو جلا دیا تھا۔ بعض یہ بیان کرتے ہیں کہ توریت اور کتب انبیاء کے لکھنے والے یشوع بن الوصادوق ہیں۔ ارطخشاشت کے بعد پانچ برس تک ارطخشاشت ثانی بادشاہ ہوا اسی کے زمانے میں حکیم بقراط اور سقراط شہر اشیاش میں تھے اس کے بعد صغرتیوس تین برس حکومت کر کے مر گیا۔

دارا ابنِ الامہ: اس کے بعد دارا ابن الامہ ملقب بہ ناکیش اور بروایت دارا دیگر یوش الیایوش سترہ برس حکمران رہا۔ اس کے زمانہ میں سقراط فیثاغورث اقلیدس حکماء یونان تھے اس کی حکومت کے پانچویں برس اہلِ مصر یونان سے بغاوت کر کے ایک سو چوبیں برس کے بعد پھر بادشاہ بن بیٹھے۔ دارا ابن الامۃ کے بعد ارطخشاشت برادر زادہ کورش بن دارا یوش بادشاہ ہوا۔ اس نے گیارہ یا بائیس برس حکمرانی کی اس کے زمانہ میں الیاقیم کاہن تھے۔ پھر اس کے بعد ارشیش بن ارطخشاشت بادشاہ مسمیٰ بہ اخوش اخوش یا اوغش بیس برس تک بادشاہ رہا۔ اس نے مصر پر فوج کشی کی اور اس پر قابض ہو گیا اس کا فرعون سانا ق بھاگ کر مقدونیہ جا چھپا۔ ارطخشاشت نے مصر میں ایک محل اور ہیکل بنوائی جسے حضرت عمرو بن العاص نے محاصرہ کر کے چھین لیا تھا۔ اس کے بعد ارشیش بن ارطخشاشت بادشاہ ہوا اس نے چار برس حکومت کی۔ اس کے زمانہ میں بقراط افلاطون و مقراطس وغیرہ حکماء یونان موجود تھے۔ بقراط اسی کے عہد حکومت میں تناسخ کا قائل ہونے کی وجہ سے مارا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ بقراط کا یہ مذہب نہ تھا اس کے کسی شاگرد نے اسے مذہب سے متہم کر کے اس پر شہادت دی اسے حکام نے شہر اثینا میں زہر دے کر مار ڈالا۔

دارا ابنِ ارشیش: ارشیش کے بعد دارا ابن ارشیس بیس برس بادشاہی کرتا رہا۔ ابنِ عمید ابوراہب سے روایت کرتا ہے کہ یہ چوتھا دارا ہے جس کی طرف دانیال علیہ السلام نے اشارہ کیا ہے یہ نہایت عظیم الشان بادشاہ تھا اس نے یونان سے اپنا وہ خراج وصول کیا جو اس کے آباؤ اجداد یونان سے لیتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد جب اسکندر بن فیلقوس بادشاہ یونان ہوا اور اس وقت اس کی عمر سولہ برس کی تھی۔ دارا نے اس سے خراج طلب کیا۔ اسکندر نے سختی سے جواب دیا جس سے دارا برہم ہو کر حملہ آور ہوا اسکندر نے اس کا مقابلہ کیا اور شکست دے کر ملک فارس اور اس کے علاوہ اور بلاد پر قابض ہو گیا۔ انتہیٰ کلام ابنِ العمید۔

طبقہ ثالثہ ملوکِ فارس

ملوک الطّوائف: ملوکِ فارس کا یہ طبقہ اشکانیہ (اشغانیہ) کے نام سے مشہور ہے۔ یہ لوگ اشکان بن دارا اکبر کی اولاد سے ہیں جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ملوک الطّوائف میں بھی ایسے عظیم الشان بادشاہ گزرے ہیں جن کا حال تحریر کیا گیا ہے جب اسکندر ابن فیلقوس نے فارس لے لیا اور دارا اصغر اثناء لڑائی میں مارا گیا تو اس نے ان بادشاہوں کے بارے میں ارسطو سے مشورہ کیا۔ ارسطو نے کہا فارس کے خاندان شاہی میں سے چند آدمی مختلف مقامات پر حکمران کر دیئے جائیں وہ آپس میں لڑیں مریں گے اور یونان بچا رہے گا۔ اسکندر نے اس بنا پر علماء فارس کو ملک فارس پر حکمران کر دیا انہیں بادشاہوں کے نام ملوک الطّوائف ہے۔

سکندر کی سلطنت کی تقسیم: اور پھر جب اسکندر مر گیا تو اس کا ملک اس کے چار امراء میں تقسیم ہو گیا۔ مقدونیہ اور انطاکیہ اور اس کے سرحدی ممالک روم کا حکمران فیلیش سپہ سالار اسکندر ہوا۔ اسکندریہ مصر و مغرب پر فلاوفس ملقب بہ بطلیموس حکومت کرنے لگا۔ شام، بیت المقدس اور اس کے سرحدی ممالک دمسطوس کے قبضہ میں رہے سواد، اہواز فارس کو یلاقص سیلقس ملقب بہ انطیخس نے دبا لیا اور پینتالیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔

اشک بن دارا: طبری کہتا ہے کہ اشک بن دارا اکبر اپنے باپ کے بعد رے میں رہا اور وہیں اس نے نشو ونما پائی۔ جب یہ بڑا ہوا اور سکندر مر گیا تو اس نے لشکر جمع کر کے انطیخس پر حملہ کر دیا موصل میں دونوں میں لڑائی ہوئی۔ انطیخس لڑائی میں مارا گیا اور اشک سواد پر موصل سے رے اور اصفہان تک قابض ہو گیا۔ ملوک الطّوائف شرافت اور تعظیم کی وجہ سے اس کی تعظیم کرنے لگے اور اکثر ہدایا اور تحائف بھیجتے رہے۔ حالانکہ اسے ان کے معزول کرنے اور حکمران بنانے میں کچھ دخل نہ تھا وہ لوگ اس کی عزت کرتے اور اپنے خطوط میں اس کا نام تعظیماً لکھا کرتے اس کے ساتھ ہی وہ لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے اور صلح کرتے تھے۔

اشک بن دارا کے متعلق دوسری روایت: بعضے مؤرخ کہتے ہیں کہ ایک شخص ملوک فارس کی نسل کا اصفہان اور سواد پر اسکندر کے مرنے کے بعد قابض ہو گیا اس کے بعد اس کا لڑکا مالک ہوا کچھ عرصہ بعد لشکر جمع کر کے تمام ملوک الطّوائف کا سردار بن بیٹھا۔ اسی وجہ سے اس کے سوا اور ملوک الطّوائف کا ذکر ترک کر دیا گیا بعضے لکھتے ہیں کہ یہ شخص اشک بن دارا تھا جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے تحریر کیا ہے اور یہی اہل فارس کا قول ہے اور بروایت بعض اشک اسفندیار بن گستاسب کی اولاد سے ہے اس میں اور اسفندیار میں چھ پشتوں کا فرق ہے اور بخیال بعض اشک بن اشکان اکبر کیقبہ بن کیقباد کی نسل سے ہے اس نے ملوک الطّوائف پر حکمرانی کی۔ اصطخر اور بلاد فارس پر قابض رہا۔ بیس برس تک اس کی

حکومت رہی۔

جور بن اشک: اس کے بعد جور ابن اشک بادشاہ ہوا۔ اس نے بنی اسرائیل پر یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے قتل کی وجہ سے حملہ کیا۔ مسعودی کہتا ہے کہ اشک بن اشک بن دارا ابن اشکان اول نے دس برس کی پھر اس کے لڑکے سابور نے ساٹھ برس حکمرانی کی۔ اس نے بنی اسرائیل پر شام میں حملہ کیا ان کا مال واسباب لوٹ لیا اس کی حکومت کے اکتالیسویں سال فلسطین میں جناب یحییٰ علیہ السلام ظاہر ہوئے۔

ملوک اشکانیہ: پھر اس کا چچا جور دس برس پھر نیرو بن سابور اکیس برس تک بادشاہ رہا۔ اسی کے زمانہ حکومت میں طیطش قیصر نے بیت المقدس پر قبضہ کر کے اسے ویران اور یہود کو جلاوطن کر دیا جیسا کہ اس سے پہلے لکھا گیا۔ نیرو کے بعد جور بن نیرو انیس برس تک اس کے بعد جرس (ترسی) اس کا بھائی چالیس برس تک اس کے بعد ہرمز چالیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے بعد اردوان بن ہرمز پندرہ برس رہا۔ پھر اس کا لڑکا کسریٰ (خسرو) بن اردوان نے چالیس برس تک حکومت کی۔

یلاوش کی فتوحات: پھر اس کا لڑکا یلاوش ہوا اس نے چوبیس برس تک حکمرانی کی اس کے زمانہ میں روم نے قیصر کی اعانت سے خون اطیخس کے عوض یونان سے نکل کر یلاوش پر حملہ کیا۔ یلاوش نے فارس اور عراق سے لشکر جمع کر کے چار ہزار فوج سے اس کا مقابلہ کیا۔ اس فوج پر یلاوش کی طرف سے سواد کا بادشاہ حضر نامی افسری کرتا تھا اس نے قیصر پر شب خون مار کر اس کے لشکر کو منتشر کر دیا انطاکیہ کو لے لیا اور خلیج تک بڑھ گیا۔ اس واقعہ کے بعد یلاوش مر گیا اس کی جگہ اردوان ابن یلاوش تیرہ برس تک بادشاہت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اردشیر بن مالک بن ساسان نے خروج کیا اور ملکِ فارس کو ملوک الطّوائف سے چھین کر از سرِ نو حکومت کی بنا ڈالی جسے ساسانہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

زمانہ ملوک الطّوائف: طبری کہتا ہے کہ زمانہ ملوک الطّوائف میں جناب عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام پیدا ہوئے جب کہ بابل پر پینسٹھ برس اسکندر کے قبضہ کو ہو چکے تھے اور اشکانیہ کی حکومت پر اکیاون سال گزرے تھے اور نصاریٰ کا یہ گمان ہے کہ بابل پر اسکندر کے غلبہ کے تین سو تریسٹھ برس بعد جناب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم۔ طبری کہتا ہے کہ ملوک الطّوائف کا زمانہ اسکندر کے بعد سے اردشیر بن مالک کے ظہور تک دو سو ساٹھ برس رہا۔ بعضے کہتے ہیں کہ پانچ سو سترہ برس تک رہا۔ کہتے ہیں کہ اس مدت میں نوے بادشاہوں نے نوے گروہوں کی حکمرانی کی۔ لیکن ان میں سے ملوک اشکانیہ عظیم الشان اور نامور تھے۔

شجرہ طبقہ ثالثہ ملوکِ فارس
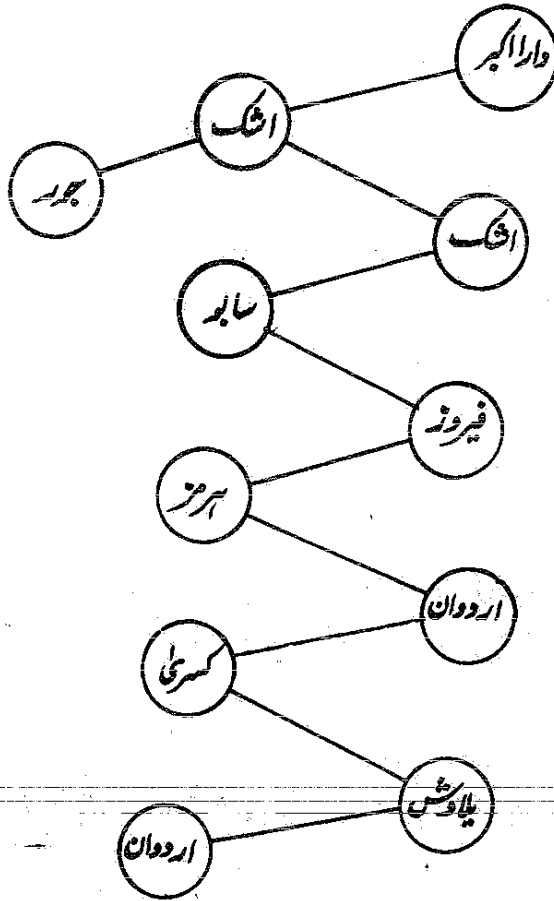
طبقۂ رابعہ ملوکِ فارس

دولتِ ساسانیہ: یہ خاندانِ سلطنت دنیا کی عظیم الشان سلطنتوں میں سے ہے۔ اسے مؤرخین دولتِ ساسانیہ یا اکاسرہ کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ یہ ان دو حکومتوں (یعنی دولت روم و دولت فارس) میں سے ایک حکومت ہے جو ابتداء اسلام میں موجود تھیں۔ اس کا زمانہ حکومت اردشیر[1] بن بابک بادشاہ ملک مرو سے شروع ہوتا ہے اور وہ ساسان بن بابک بن ہرمز بن ساسان اکبر ابن کے بہمن کا بیٹا ہے۔ اس سے پہلے ہم بہمن اور اس کے لڑکے ساسان کا حال تحریر کر چکے ہیں کہ جس وقت اس کا بھائی دارا اپنی ماں کے پیٹ میں تھا۔ اسی وقت بہمن نے ساسان کو نکال دیا تھا اور یہ جبال اصطخر میں جا کر مقیم ہوا تھا وہیں اس کے توالد و تناسل کا سلسلہ جاری ہوا۔

اردشیر: یہاں تک کہ ساسان اصغر پیدا ہوا اور آتش کدہ اصطخر کی تولیت کرنے لگا۔ یہ نہایت شجاع اور دلیر تھا اس کی بیوی شاہی خاندان سے تھی۔ اس سے اس کا لڑکا بابک اور بابک سے اردشیر پیدا ہوا۔ ان دنوں اصطخر میں ملوک الطوائف میں سے ایک بادشاہ حکومت کر رہا تھا۔ اس کا عامل مقام داراب جرد (داراب کرد) میں رہتا تھا۔ جب اردشیر سات برس کا ہوا تو اس کے دادا ساسان نے اسے بادشاہ اصطخر کی خدمت میں پیش کر کے یہ درخواست کی کہ یہ عامل درارب جرو کے پاس تعلیم و تربیت کے لئے بھیج دیا جائے۔ بادشاہ اصطخر نے اسے منظور کر کے اردشیر کو عامل داراب جرد کے پاس بھیج دیا کچھ عرصہ بعد عامل داراب جرد مر گیا تو اردشیر بادشاہ اصطخر کے حکم سے داراب جرد کا گورنر مقرر رہا۔ چونکہ نجومیوں نے اس سے کہہ رکھا تھا کہ عالم میں تیرے نام کا سکہ چلے گا۔ اس وجہ سے اس نے اپنے زمانہ گورنری میں اکثر ملوک الطوائف پر حملہ کیا اور زمین فارس کے زیادہ حصہ کا بادشاہ بن بیٹھا اس کے بعد اس نے اپنے باپ کو ان حالات سے آگاہ کیا اور اصطخر پر بھی بزور تیغ قبضہ حاصل کر لیا۔

اردشیر کی فتوحات: مؤرخین نے اردشیر کی لڑائیوں اور اس کے سلسلہ فتوحات کو اس طرح تحریر کیا ہے کہ اردشیر نے بادشاہ اروان سے جو اصطخر پر حکومت کر رہا تھا۔ امداد طلب کی جب اس نے سختی سے جواب دیا اور جنگ پر آمادہ ہو گیا تو اردشیر نے اصطخر پر حملہ کی تیاری کی اور اصطخر جاتے ہوئے کرمان پر قبضہ کر کے اپنے لڑکے کو وہاں کا حاکم بنا دیا اروان نے اس پیشقدمی پر اردشیر کو دھمکی دی اور بادشاہ اہواز کو اس کے مقابلہ پر بھیجا بادشاہ اہواز شکست کھا کر واپس ہوا۔ اس کے بعد پھر اردشیر نے اصفہان پر حملہ کیا اور اس کے بادشاہ کو قتل کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر وہ اہواز کی طرف بڑھا اس کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا۔ اس کے بعد اروان سے لڑا اور اسے شکست دے کر قتل کر ڈالا۔ ہمدان، جبل، آذربائیجان، آرمینیہ

[1] یہ اسکندر کے پانچ سو چودہ برس کے بعد ہوا اور بقول ترسا پانچ سو پچاس برس اور بقول معاون، ۵۰۰ سو چھاسٹھ سال کے بعد ہوا۔

موصل پر اپنی کامیابی کا جھنڈا اگاڑ دیا پھر ان سے فارغ ہو کر سودان کو لے لیا اور دجلہ کے شرقی شہروں کے پاس ایک شہر آباد کیا۔ پھر وہاں سے لوٹ کر اصطخر آیا اور سجستان، جرجان، مرو، بلخ، خوارزم کو حدود خراسان تک فتح کر لیا۔ اس کے بعد فارس کی طرف آیا بادشاہ کوشان اور مکران نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور ایک مدت کے محاصرہ کے بعد بحرین کو بھی لے لیا۔ بحرین کا بادشاہ اثناءِ لڑائی میں دریا میں ڈوب کر مر گیا اس کے بعد اردشیر لوٹ آیا اور اس کا لڑکا سابور اٹھا اس نے بھی بڑی بڑی کامیابی حاصل کیں اطراف و جوانب کے بادشاہوں کو زیر کیا اکثر نئے شہر آباد کئے۔ عمارتیں بکثرت بنوائیں، غرض کہ اردشیر چودہ برس حکومت کر کے مقام اصطخر میں مر گیا۔

سواد پر قبضہ: ہشام بن کلبی راوی ہے کہ اردشیر اپنے زمانہ حکومت میں اس امر کا خواستگار ہوا کہ جو ممالک ملوک الطوائف سے پہلے اس کے آباؤ اجداد کے قبضے میں تھے ان سب پر یہ اکیلا حکمران بنے۔ اردانیوں پر اروان اور ارمانیوں پر بابا بادشاہت کر رہا تھا ان دونوں نے باتفاق اردشیر کا مقابلہ کیا۔ اردشیر مصلحتاً بابا سے صلح کرنا چاہتا تھا اسی اثناء میں اردوان مارا گیا اور اردشیر نے سواد پر قبضہ کر لیا اس کے بعد بابا نے اطاعت قبول کر لی اور تمام سلاطین مغلوب ہو گئے۔

عرب پر فوج کشی: اس کے بعد اردشیر عرب کی طرف متوجہ ہوا اکثر اہل عرب عراق اور حیرہ میں رہتے تھے۔ ان کے تین گروہ تھے ایک متنوخ تھا۔ جن میں قضاعہ بھی شامل ہیں جو تبابعہ کے کسی بادشاہ کے ساتھ ہو کر ملوک فارس سے لڑے تھے۔ یہ لوگ غربی فرات پر انبار اور حیرہ کے درمیان خیموں پر گزر اوقات کرتے تھے۔ ان لوگوں نے اردشیر کی سلطنت اور مملکت میں قیام کرنا ناپسند کیا غربی فرات سے نکل کر بر عرب میں چلے آئے۔ دوسرا گروہ عباد کا تھا جو خاص حیرہ میں سکونت پذیر تھا تیسرے احلاف تھے جو ان میں بغیر انساب کے ملے جلے ہوئے تھے نہ تو وہ تنوخ میں شامل تھے جو فارس کی اطاعت و فرمانبرداری کے منکر ہوئے اور نہ ان عباد میں ہوئے تھے۔ لیکن اتفاق زمانہ سے یہی احلاف انبار اور حیرہ کے مالک تھے اور اسے انہوں نے خراب و ویران کر دیا۔ انہیں میں سے عمرو بن عدی اور اس کی قوم تھی جس نے حیرہ اور انبار کو پھر شروع سے آباد کیا ان دونوں کو عرب نے زمانہ بخت نصر میں بسایا تھا۔ اس کے بعد بنی عمرو بن عدی نے اسے آباد کیا جب وہ اس کے مالک اور حاکم ہوئے یہاں تک کہ مسلمان عرب نے شہر کو فہ لوٹ لیا اور حیرہ نیست و نابود ہو گیا۔

اشکانیوں کا قتل: اردشیر نے فتح یابی کے بعد اپنے دادا کی وصیت کے موافق اشکانیوں کو چن چن کر مار ڈالا۔ لیکن ایک عورت شاہ اروان کے محل میں اپنا نام و نسب چھپا کر بچ گئی جسے اردشیر نے خواص میں داخل کر لیا جب وہ اس سے حاملہ ہوئی تو اس نے اپنا نسب ظاہر کیا اردشیر کو یہ فعل ناگوار گزرا۔ اس نے عورت کو قتل کرنے کی غرض سے ایک مرزبان کے سپرد کیا۔ اس مرزبان نے اسے قتل نہ کیا جب اس سے لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام سابور رکھا اور در پردہ اس کی پرورش اور تعلیم کرتا رہا۔

سابور کی ولی عہدی: اردشیر نے اپنے آخری زمانہ میں لاولد ہونے اور نسل و حکومت ختم ہونے کی شکایت کی اور اس عورت کے قتل اور حمل ضائع کرنے پر پشیمان ہوا۔ مرزبان نے کہا میں نے اسے قتل نہیں کیا وہ عورت زندہ ہے۔ اس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا میں نے اس کا نام سابور رکھا ہے اور اب اس کی تعلیم و تربیت پوری ہو چکی ہے اردشیر یہ سن کر خوشی کے مارے اچھل پڑا اور اسی وقت سابور کو بلا کر اپنا ولی عہدی بنا لیا۔

سابور بن اردشیر: اردشیر کے مرنے کے بعد سابور بادشاہ ہوا اس نے داد و دہش سے لوگوں کو اپنا مطیع بنالیا اور اچھے اچھے افسر مقرر کیے خراسان گیا اور وہاں کا انتظام درست کیا۔ پھر لوٹ کر نصیبین پہنچا اور اس سے لڑ کر چھین لیا۔ اس کے بعد اس نے شام کے اکثر شہروں پر قبضہ کرلیا۔ انطاکیہ کا محاصرہ کر کے اس کے بادشاہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد بہت سامال واسباب لے کر اسے چھوڑ دیا بعضے کہتے ہیں کہ اسے قتل کر ڈالا۔

سابور اور نضیرہ: جبال تکریت میں وجلہ اور فرات کے درمیان ایک شہر حضر نامی تھا۔ اس میں جرامقہ کی حکومت تھی ساطرون نامی ایک شخص ملوک الطوائف میں سے وہاں حکومت کر رہا تھا۔ مسعودی کہتا ہے کہ ساطرون بن اسطرون ملوک سریانیین سے ہے۔ طبری کہتا ہے کہ اسے ضیزن کہتے ہیں۔ ہشام بن محمد کلبی لکھتا ہے کہ یہ قضاعہ سے تھا اور یہ ضیزن بن معاویہ بن العمید بن الاجدم بن عمرو بن النخع بن سلیم ہے۔ سلیم کا نسب ہم قضاعہ میں بیان کریں گے۔ یہ جزیرہ میں رہتا تھا۔ قبائل قضاعہ کے بہت سے لوگ اس کے ساتھ رہتے تھے اس کی حکومت شام تک پھیلی ہوئی تھی۔ سابور نے مہم خراسان کی وجہ سے اس سے تعارض نہیں کیا تھا۔ جب وہ ان بلاد سے فارغ ہوا تو اس کی طرف متوجہ ہوا۔ چار برس تک اس کا محاصرہ کیے رہا۔ ایک روز ساطرون کی لڑکی نضیرہ نامی سواد شہر میں سیر کو نکلی چونکہ یہ حسین اور شکیل تھی اور سابور بھی خوبصورت تھا۔ دونوں کی آنکھیں چار ہوتے ہی دلوں میں محبت نے جگہ کر لی۔ اسی خانہ خراب محبت کی وجہ سے نضیرہ نے سابور کو قلعہ کی پوشیدہ راہوں کا بتا دیا جس سے اگلے دن سابور قلعہ میں گھس گیا اور ضیزن کو قتل کر کے قلعہ پر قابض ہو گیا۔ بنی قضاعہ جو اس کے ساتھ قلعہ میں رہتے تھے بیابانوں کی طرف چلے گئے اور بنی حلوان تقریباً فنا ہو گئے اور قلعہ حضر ویران و مسمار ہو گیا۔

نضیرہ کا انجام: سابور نے فتح یابی کے بعد نضیرہ سے بیاہ کرلیا۔ شب عروسی کو اس کے ساتھ رہا نضیرہ کے بچھونے میں آس کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ سابور کو اس کی سختی سے تکلیف ہوئی باتوں باتوں میں پوچھ بیٹھا کہ تیرا باپ کیا کھاتا تھا نضیرہ نے جواب دیا مکھن، گوشت، شہد، کھجوریں، شراب یہ کہہ کر شامت اعمال سے بول اٹھی اور تیرا باپ! سابور کو یہ کلمہ ناگوار گزرا غصہ سے کہنے لگا کہ میں تیرے ساتھ زمانہ کی باتیں کرنے نہیں آیا۔ میں اس دوستی پر لعنت بھیجتا ہوں یہ کہہ کر سابور اٹھا اور ایک شخص کو یہ حکم دیا کہ تیز گھوڑے پر سوار ہو کر نضیرہ کے بال اس کے دم میں باندھ کر دوڑائے اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ نضیرہ کے بال اکھڑ گئے اور اسی ذلت و رسوائی کی حالت میں مر گئی۔ ابن اسحاق کا یہ خیال ہے کہ جس نے قلعہ حضر کو فتح کر کے ویران کیا اور ساطرون کو قتل کیا وہ سابور ذوالاکتاف ہے۔ لیکن سہیلی اس کا انکار کرتا ہے کیونکہ ساطرون ملوک الطوائف سے ہے اور جس نے اس کی حکومت وسلطنت لے لی تھی وہ اردشیر اور اس کا لڑکا سابور ہے اور سابور ذوالاکتاف اس کے بہت دن بعد ہوا ہے اور وہ ملوک بنی اردشیر کا نواں بادشاہ ہے اور پھر آگے چل کر۔

سابور کا عرب پر تسلط: سہیلی کہتا ہے کہ پہلے جس نے ملوک ساسانیہ سے حیرہ پر قبضہ کیا وہ سابور بن اردشیر ہے اس نے جب عرب کو اپنا مطیع کر لیا تو ان پر اس نے اپنی طرف سے عمرو بن عدی (جد آل منذر) کو وہاں کا حاکم بنایا۔ عمرو بن عدی نے نہایت خوبی سے وہاں کا انتظام کیا اور برابر سالانہ خراج دیتا رہا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا امراء القیس بن عمرو

---

[1] یہ پہلوان بہادر عظیم الخلقت شدید القوت تھا اس نے اہواز میں شہر ہرمز بسایا۔

بن عدی وہاں کا گورنر ہوا اس کے بعد یہ ملک آل منذر کی حکومت میں وراثۃً چلا آیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

بہرام بن ہرمز: سابور تیس برس تک حکومت کر کے مر گیا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا ہرمز تخت پر بیٹھا اس نے صرف ایک برس حکمرانی کی اس کے بعد بہرام بن ہرمز بادشاہ ہوا۔ یہ نہایت حلیم اور نیک سیرت تھا۔ اس نے اپنے اسلاف کی اقتدا کی۔ مانی مثنوی زندیق جو نور کا قائل ظلمت کا منکر تھا اور اس کے دادا (سابور) کے عہد حکومت میں ظاہر ہوا تھا۔ جس کی جندے سابور نے بھی اتباع کی تھی اس کے بعد پھر مجوسی ہو گیا تھا جب بہرام بن ہرمز نے اسے قتل کرا دیا۔

مسعودی کہتا ہے کہ اس کے معنی ہیں جو شخص ظاہر تفسیر کتاب زردشت سے جس کا ذکر پہلے اس سے ہو چکا ہے منحرف ہو کر اس کی تاویل کرے۔ چونکہ اس کتاب کا نام زند تھا اس وجہ سے اس کے تاویل کرنے والے کو زندیہ کہنے لگے۔ اس کے بعد عرب نے اسے معرب کر کے زندیق کہا اس میں تمام وہ لوگ شامل ہو گئے جو ظاہر کی مخالفت کریں اور درحقیقت باطن کے منکر ہوں اس کے بعد عرف شرع میں زندیق اسے کہنے لگے جو بظاہر اسلام کا قائل ہو اور درحقیقت کفر کا پابند ہو۔

بہرام بن بہرام: بہرام بن ہرمز تین برس تین مہینے حکومت کر کے مر گیا اس کے بعد اس کا لڑکا بہرام بادشاہ ہوا۔ یہ تخت پر بیٹھتے ہی آوارگی اور عیش و عشرت میں مبتلا ہو گیا اس کے افسر رعایا کو ظلم و ستم کر کے پریشان کرنے لگے۔ گاؤں کے گاؤں شہر کے شہر ویران ہو گئے۔ ایک روز یہ شکار سے لوٹا اتفاق سے دو الو ایک درخت پر ویرانے میں بیٹھے ہوئے بول رہے تھے بہرام نے کہا کاش میں پرندوں کی زبان سمجھتا ہوتا۔ دو مغوں نے جو اس وقت موجود تھے عرض کیا کہ ہم ان کی زبان سمجھتے ہیں یہ دونوں الو بیاہ کی باتیں کر رہے ہیں۔ مادہ کہتی ہے کہ میں بیس شہر لے کر ویران تیرے ساتھ نکاح کروں گی اور نر نے اسے قبول کر لیا ہے اور کہتا ہے کہ اگر بہرام کا زمانہ حکومت اور کچھ روز باقی رہ گیا تو میں تجھے بیس کے بجائے ہزار ویرانے دوں گا۔ بہرام یہ سن کر خواب غفلت سے چونک پڑا اور خود امور سلطنت کا انتظام کرنے لگا اس کا آخری زمانہ حکومت ابتدائی زمانہ سے عدل و انصاف انتظام و تدبیر میں بڑھ گیا۔

بہرام اور قرسین بن بہرام: اس کے مرنے کے بعد بہرام بن بہرام تخت نشین ہوا۔ اسے شہنشاہ کے لقب سے مخاطب کرتے تھے۔ سجستان اس کا دارالحکومت تھا صرف چار برس حکومت کر کے مر گیا اس کے بعد اس کا بھائی قرسین (ترسی) بن بہرام نو برس حکومت کرتا رہا یہ عادل اور نیک سیرت تھا۔ اس کے بعد ہرمز بن قرسین بادشاہ ہوا اس کا زمانہ حکومت سات برس تک رہا۔ یہ بادشاہ مقام جندیسا پور (مضافات خراسان) میں رہتے تھے۔

سابور ذوالاکتاف: ہرمز کے مرنے کے بعد اس کی کوئی اولاد نہ تھی اراکین دولت اس وجہ سے زیادہ پریشان ہو رہے تھے اتفاق سے اس کی ایک بیوی حاملہ پائی گئی اراکین دولت نے کسی اور شخص کو خاندان شاہی سے تخت نشین نہ کیا وضع حمل کا انتظار کرتے رہے جب وضع حمل ہوا تو اس کا نام سابور رکھا اور اسی وقت اسے تخت نشین کر دیا اور خود انتظام سلطنت کرنے لگے۔ بعضے کہتے ہیں کہ ہرمز نے یہ وصیت کی تھی کہ وضع حمل کے بعد جو لڑکا پیدا ہو وہی تخت نشین کیا جائے بہرکیف جب شیر خوار بچہ بادشاہ بنایا گیا اطراف و جوانب میں یہ خبر مشہور ہو گئی۔

[illegible]ائف الملوکی: ترک و روم نے ملک دبانا شروع کر دیا۔ بلادِ عرب ان کے سرحدی ممالک سے بہت ہی قریب تھے

وہاں کے رہنے والے قحط اور ناپیداری کی وجہ سے ہمیشہ فارس کے شہروں کے غلہ کے محتاج رہتے تھے۔ وہ بھی موقع مناسب سمجھ کر لوٹ مار کرنے لگے۔ بحرین' بلاد قیس وحاظہ کی صحرا نشین جماعتیں جوق در جوق ممالک فارس میں آنے لگیں۔ لوٹ مار فساد کا بازار گرم کر دیا اسی حالت میں ایک زمانہ گزر گیا۔ لیکن اہل فارس میں سے کسی نے بادشاہ کی کم سنی کی وجہ سے نہ تو ان سے تعارض کیا اور نہ ان کے دفع کرنے کی کوشش کی۔

عربوں کی سرکوبی: جب ان کا بادشاہ سنِ شعور کو پہنچا اور اس کی عمر کے سولہ مرحلے طے ہو چکے تب اراکین دولت نے اس سے ملک کا حال عرب کی لوٹ مار' ترک و روم کے واقعات بیان کئے۔ سابور نے سب سے پہلے عرب پر حملہ کرنا مناسب سمجھ کر لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور خود ان کی افسری کرتا اپنے دارالسلطنت سے روانہ ہوا۔ عرب کے لٹیرے اس وقت تک بلادِ فارس میں موجود تھے۔ انہیں اس کی خبر نہ تھی یہ یکا یک ان کے سروں پر پہنچ گیا اور ان کو مارتا نکالتا بحرین تک بڑھ گیا اور وہاں پہنچ کر قتل و غارت کا عام حکم دے دیا۔ اس کے بعد رؤساءِ عرب وتمیم بکرو عبد قیس پر چڑھائی کی اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کر دی۔ عبد قیس شہر چھوڑ کر ریگستانوں میں چلے گئے پھر وہ یمامہ میں آیا وہاں بھی قتل و قید و غارت گری کرنے لگا۔

شورشوں کا انسداد: پھر وہاں سے بلاد بکر وتغلب کی طرف متوجہ ہوا۔ جو مملکت فارس اور مناظر روم کے درمیان شام میں رہتے تھے۔ وہاں بھی عرب میں سے جسے پایا اسے قتل کر ڈالا ان کے گھروں کو لوٹ لیا اور ان کے پانی کو خراب کر ڈالا۔ اس کے بعد جس شخص نے اس سے پناہ چاہی اس نے ٹھہرایا چنانچہ بنی تغلب میں سے جو (بحرین اور خط سے آئے ہوئے تھے) دارین میں۔ بنی تمیم کے لوگوں کو ہجر میں' بکر بن وائل والوں کو کرمان میں' بنی حنظلہ کو اہواز میں رہنے کی جگہ دی۔ شہر انبار' کرخ' سوس کو آباد کیا۔ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ ایاد جزیرہ میں پہلے رہتے تھے۔ گرمیوں میں عراق آ جاتے لوٹ مار کرتے رہتے تھے سابور ان دنوں کمسن تھا۔ جب یہ بڑا ہوا اور کاروبار سلطنت کرنے لگے تو ان کے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ اس زمانہ میں ان کا سردار حرث بن اغرایادی ایاد بن لزار کی اولاد سے تھا۔ سابور کی روانگی سے پہلے ایک شخص[1] نے بنی ایاد میں سے جو دارالسلطنت فارس میں ملا جلا ہوا رہتا تھا حرث بن اغرایادی کو سابور کے ارادے سے مطلع کیا اور اسے اس کی لڑائی سے ڈرایا۔ حرث نے اس کے کہنے پر عمل نہ کیا انجام یہ ہوا کہ لشکر سابور نے پہنچ کر انہیں قتل کرنا شروع کر دیا وہ لوگ جلا وطن ہو کر سرزمین جزیرہ اور موصل کی طرف چلے گئے۔ پھر لوٹ کر عراق نہ آئے۔ جب مسلمانوں کے دلاور سرداروں نے ان شہروں کو فتح کیا اور ان سے جزیہ (خراج) طلب کیا تو انہوں نے جزیہ دینے سے انکار کیا اور روم چلے گئے۔

عمرو بن تمیم کا سابور کا مشورہ: سہیلی سابور بن ہرمز کے تذکرہ میں لکھتا ہے کہ یہ اکتاف[2] (بازو) عرب کے بدن سے کاٹ ڈالتا تھا اسی وجہ سے عرب اسے ذوالاکتاف کہتے ہیں بحرین میں اس نے اس کے سردار عمرو بن تمیم کو گرفتار کیا۔ اس وقت اس کی عمر تین سو برس کی ہو چکی تھی۔ اس سے سابور نے کہا ''میں تم سب کو قتل کر ڈالوں گا تم لوگ حکومت وسلطنت

[1] مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ سابور کا کاتب (سیکرٹری) تھا اس نے ایک قصیدہ حرث کے پاس بھیج دیا تھا جس میں سابور کی آزادی کی نظم تھی۔

[2] مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس نے عرب کے ستر ہزار آدمیوں کے بازو کاٹ ڈالے تھے۔

کے مدعی ہو تمہارا یہ خیال ہے کہ تمام جہان میں تمہاری حکومت پھیلی ہوئی ہے''۔ عمرو بن تمیم نے جواب دیا ''اے بادشاہ یہ عالی ہمتی سے بعید ہے اگر درحقیقت ان کا کوئی حق ہے اور وہ اس کے مستحق ہیں تو تمہارا قتل کرنا انہیں نہیں روک سکتا اور اگر کوئی حق واستحقاق نہیں ہے تو تجھے ان پر قبضہ مل گیا ہے ان کو یوں ہی رہنے دے تیری آئندہ اولاد ان سے نفع اٹھائے گی۔
بیان کیا جاتا ہے کہ سابور کو عمرو بن تمیم کے اس جواب پر رحم آ گیا اس نے ان کے قتل و غارت سے ہاتھ اٹھا لیا۔

قیصر روم کی سابور پر فوج کشی: اس کے بعد اس نے بلادِ روم پر حملہ کیا ان کے اکثر قلعوں کا محاصرہ کیا اس کے عہد حکومت میں رومیوں کا بادشاہ قسطنطین تھا۔ جس نے ملوکِ روم میں سب سے پہلے نصرانی مذہب اختیار کیا تھا۔ قسطنطین کے مرنے کے بعد اسی کے خاندان سے الیانوس نامی ایک شخص تختِ حکومت پر بیٹھا اور دین نصرانیت سے منحرف ہو گیا۔ رؤسا ملت کو قتل اور گرجوں کو مسمار کرا دیا اور سابور سے لڑنے کے لئے ایک کثیر التعداد فوج جمع کر لی۔ عرب کے قبائل بھی سابور سے انتقام لینے کے لئے قیصر روم کی فوج میں شامل تھے۔ اس لشکر کا سپہ سالار[1] یوسانوس تھا جسے الیانوس قیصر روم نے ایران کو ویران کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ اس رومی لشکر کی تعداد ایک لاکھ ستر ہزار بیان کی جاتی ہے۔ جس وقت یوسانوس رومی فوج لئے ہوئے سرزمین فارس پہنچا۔

سابور کی شکست و فرار: سابور نے بھی لشکر فراہم کر کے رومیوں کا مقابلہ کیا۔ رومیوں نے پہلے ہی حملہ میں سابور کو پسپا کر دیا عرب کے گروہ نے اس کا تعاقب کیا۔ لیکن وہ معدودے چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر جان بچا کر بھاگ نکلا۔ رومیوں نے اس کے خزانہ پر قبضہ کر لیا اور شہر طیسون پر اپنی کامیابی کا پھریرا اڑا دیا وہاں کے رہنے والے رومیوں سے متنفر ہو کر جلاوطن ہو گئے اور رومیوں نے وہاں سکونت اختیار کر لی اور نہایت عزت اقتدار سے رہنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد الیانوس ایک لڑائی میں مارا گیا۔ رومیوں نے یوسانوس کو اپنا سردار بنانا چاہا یوسانوس نے یہ شرط کی کہ رومی پھر نصرانی مذہب اختیار کر لیں۔ جیسا کہ حکومت زمانہ قسطنطین میں تھا۔ رومیوں نے اسے قبول کر لیا اور یوسانوس نے حکومت اختیار کر لی۔

سابور اور یوسانوس میں مصالحت: اس کے بعد سابور نے پھر فوج جمع کر کے حملہ کرنے کی یوسانوس کو دھمکی دی اور یہ کہلا بھیجا کہ میں اپنی رعایا کا انتقام لینے کے لئے آ رہا ہوں۔ تم خبردار ہو جاؤ یوسانوس یہ سن کر گھبرا گیا اور اسی رومی افسروں کو ہمراہ لے کر سابور کے پاس گیا سابور نے اس سے معانقہ کیا۔ نہایت عزت سے اسے ٹھہرایا اور اس امر پر صلح[2] کر لی کہ رومی تمام مال غنیمت واپس کر دیں اور خون بہا کے عوض نصیبین دے دیں۔ جسے رومیوں نے فارس سے لے لیا ہے۔ چنانچہ یوسانوس نصیبین واپس دے کر اپنے ملک کو لوٹا اور سابور اصطخر' اصبہان (اصفہان) کے آدمیوں کو وہاں دوبارہ آباد کر کے اپنے دارالسلطنت واپس آیا۔ اس واقعہ کے تھوڑے دنوں بعد یوسانوس مر گیا۔

سابور کی وفات: بعض مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ سابور تبدیل لباس روم گیا اور وہاں وہ گرفتار کر لیا گیا۔ قیصر نے اسے بیل کی کھال پہنائی اور اسے اپنے ساتھ لئے ہوئے جندیسابور کی طرف بڑھا تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے اپنے ملک کی

---

[1] انگریزی مؤرخ اس بڑی فوج کے حاکم کا نام جولین بتاتے ہیں۔ شاید عربی مؤرخ اس کو یوسانوس لکھتا ہے۔

[2] اس عہد نامہ میں جس کی رو سے صلح ہوئی تھی وہ پانچ صوبے بھی داخل تھے جو دجلہ کے شرق میں واقع تھے جنہیں نرسی کے عہد حکومت میں رومیوں نے ایرانیوں سے چھین لیا تھا۔

بربادی دیکھے لیکن اثناء راہ سے موقع پا کر بھاگ نکلا اور جندیسابور کے لشکر میں شامل ہو کر رومیوں کے مقابلہ پر آیا اسے شکست دے کر ان کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا اور اس سے مزدوروں کی طرح مدتوں کام لیتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد اس کی ناک کاٹ کر ایک گدھے پر سوار کر کے رومیوں کے پاس بھیج دیا۔ لیکن یہ ایسا قصہ ہے کہ جس کے جھوٹ ہونے کی عادت شہادت دے رہی ہے الغرض سابور اپنی حکومت اور عمر کا بہترواں سال پورا کر کے مر گیا۔ اس نے شہر نیساپور اور سجستان آباد کیا اور بادشاہوں کے رہنے کے لئے ایک محل بنوایا اور اس نے اپنی طول وطویل سلطنت میں رعایا کو بہت خوش رکھا۔

سابور بن سابور ذوالاکتاف: سابور انتقال کے وقت اپنے برادر زادہ اردشیر بن ہرمز کے حق میں حکومت کی وصیت کر گیا تھا جس سے اراکین دولت نے اسے تخت نشین کیا۔ لیکن چار برس کے بعد اس سے سلطنت لے لی گئی اور اس کی جگہ سابور بن سابور ذوالاکتاف تختِ حکومت پر بٹھایا گیا لوگوں نے اس کی بادشاہت کی خوشی منائی یہ نہایت نیک سیرت تھا۔ رعایا اور لشکری سے نرمی کا برتاؤ کرتا رہا تھا اس سے اور بنی ایاد سے اکثر لڑائیاں ہوئیں جس کی طرف بنی ایاد کا شاعر اس شعر میں اشارہ کرتا ہے۔ علی رغم سابور بن سابور اصبحت ۔ قباب ایاد حولها الخیل و النعم بعضے کہتے ہیں کہ یہ شعر سابور ذوالاکتاف کے بارے میں کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم

یزدجرد الاثیم: بہر کیف سابور پانچ برس حکومت کر کے مر گیا اس کی جگہ اس کا بھائی بہرام ملقب بہ کرمان شاہ تخت نشین ہوا۔ یہ نہایت مدبر اور نیک سیرت تھا یہ بھی گیارہ برس حکومت کر کے مر گیا اس کے مرنے کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ لڑائی میں یا فوج کے رفع فساد میں مصروف تھا ناگاہ اسے ایک تیر آ لگا جس سے وہ مر گیا اس کے بعد یزدجرد الاثیم بادشاہ ہوا اکثر اس کو بہرام کا بیٹا بتاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اس کا بھائی تھا۔ ہشام ابن محمد تحریر کرتا ہے کہ یہ نہایت غصہ ور، مکار، دغاباز، فریبی، جابر اور خود رائے تھا۔ تھوڑی سی لغزش پر اپنی رعایا اور ملازمین کو بہت بڑی سزا دیتا تھا۔ درگزر اور چشم پوشی کا بالکل عادی نہ تھا۔ اعلیٰ درجہ کا بدخصلت، بدطینت، سفلہ مزاج تھا۔ اس کے ابتدائی حکومت میں رسی حکیم معروف بہ مہر یرشی وزارت کرتا تھا لیکن کچھ روز بعد معزول کر دیا گیا۔ اہل دولت اس وجہ سے اور نیز بادشاہ وقت کے ظلم وتعدی سے پریشان ہو رہے تھے اتفاقِ وقت سے ایک روز اس کے اصطبل خاص کا ایک گھوڑا چھوٹ گیا۔ کوئی شخص اسے پکڑ نہ سکتا تھا یزدجرد یہ دیکھ کر چلا اٹھا اور خود اس کے پکڑنے کو بڑھا گھوڑے کے پاس پہنچ کر ایک نیزہ مارا گھوڑے نے بھی اس پر لات چلائی۔ دونوں زیادہ زخمی ہو گئے اور اسی زخم کے صدمے سے مر گئے۔ یہ واقعہ اس کی حکومت کے اکیسویں سال واقع ہوا۔

بہرام جور بن یزدجرد: اس کے بعد بہرام بن یزدجرد بادشاہ ہوا اس کا لقب بہرام جور تھا۔ اس نے بلاد حیرہ میں عرب کے ساتھ پرورش پائی اس کے باپ نے اسے نعمان بن امراء القیس کے سپرد کر دیا تھا اس نے اسے سواری، لڑائی، علم کی تعلیم دی۔ جب اس کا باپ مر گیا تو اہل فارس نے ایک شخص کو اردشیر کی نسل سے بادشاہ کر دیا۔ بہرام جور[1] یہ خبر سن کر نعمان

[1] بعض ایرانی مؤرخ یا قصہ گو اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ بہرام عربوں کو لے کر ایران پر چڑھ آیا۔ لیکن ایرانیوں کی خونریزی ناپسند کر کے اس امر کو اس بات پر چھوڑ دیا کہ تاج دو شیروں کے درمیان رکھ دیا جائے دونوں تاج خواہوں میں سے جو تاج اٹھالائے وہی تاجدار ایران سمجھا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ خسرو نے مارے خوف کے اپنی جگہ سے حرکت تک نہ کی لیکن بہرام دلیرانہ اٹھا اور شیروں کو مار کر تاج اٹھالایا۔ لوگوں نے خسرو کو تخت سے اتار کر بہرام کو اپنا بادشاہ بنالیا۔

بن منذر کی امداد سے فارس پر چڑھ آیا اور اس سے لڑ کر خود بادشاہ بن بیٹھا۔ جیسا کہ آل منذر کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔ اس کے زمانہ حکومت میں خاقان بادشاہ ترک نے بلا دصغد پر جو اس کے مقبوضات میں سے تھے فوج کشی کی۔ بہرام نے اس کا مقابلہ کیا اور نہایت جواں مردی سے اسے پسپا کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد ہندوستان پر حملہ کیا اور شاہ ہند کی لڑکی سے بیاہ کر لیا۔ ملوک روم اس سے ڈرتے تھے اور ہمیشہ سالانہ نذرانہ بھیجتے تھے انیس برس اس نے حکومت کی اس کے بعد یزدجرد بن بہرام جور حکمران بنایا گیا اس نے مہر نرسی حکیم کو اپنا وزیر مقرر کیا یہ نہایت نیک سیرت، عادل، سخی تھا۔ بیس برس حکومت کر کے مر گیا۔

فیروز بن ہرمز: اس کے بعد ہرمز بن یزدجرد بادشاہ ہوا اس کا بھائی فیروز ان دنوں یہاں موجود نہ تھا جب اسے اس واقعہ سے آگاہی ہوئی تو وہ ایک کثیر التعداد لشکر لے کر چڑھ آیا اور اپنے بھائی کو قید کر کے خود بادشاہ بن گیا۔ اسی کے زمانہ حکومت میں رومیوں نے خراج دینا بند کر دیا تھا اس نے ایک لشکر وزیر مہر نرسی کی ماتحتی میں ان کے زیر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ وزیر مہر نرسی نے انہیں مار پیٹ کر پھر مطیع کر لیا۔ سات سالوں کا قحط اسی کے عہد حکومت میں پڑا اس نے اس کا نہایت معقول انتظام کیا لوگوں میں علی العموم غلہ تقسیم کرتا تھا۔ محصول بالکل معاف کر دیا تھا اس زمانہ قحط میں کوئی شخص بھوکوں نہیں مرنے پایا۔

فیروز اور ہیاطلہ کی جنگ: ہیاطلہ نے اسی زمانہ میں اس کے ممالک پر دست درازی شروع کی۔ طغارستان اور بلاد خراسان کے اکثر حصہ پر قبضہ کر لیا۔ فیروز نے ان کی مدافعت کی غرض سے لشکر جمع کر کے حملہ کیا لیکن ناکام رہا۔ ہیاطلہ نے اسے شکست دے کر اس کے چار لڑکوں اور چار بھائیوں کو قتل کر ڈالا اخراسان پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد روسا فارس میں سے ایک شخص شیراز کا رہنے والا اٹھا اس نے ہیاطلہ کو مغلوب کر کے خراسان سے نکال دیا اور تمام مال واسباب چھین لیا اور ان قیدیوں کو چھوڑ دیا جنہیں انہوں نے فیروز کے لشکر سے لوٹ لیا تھا اور قید کر لیا تھا۔ فیروز اپنی حکومت کے ستائیسویں سال مر گیا۔ رے، جرجان، آذربائیجان میں متعدد شہر آباد کئے۔ بعضے کہتے ہیں کہ بادشاہ ہیاطلہ جس نے فیروز پر حملہ کیا تھا اس کا نام خشتوا تھا اور جس شخص نے خراسان کو اس سے چھینا ہے وہ خرسوس، منوشہر کی نسل سے ہے اسے فیروز نے جنگ خشتوا پر روانگی کے وقت اپنا نائب مقرر کیا تھا اس نے فیروز شکست کے بعد جو نمایاں کارگزاری کی وہ ظاہر ہے۔

قباد الملک: فیروز کے مرنے کے بعد یلاوش بن فیروز بادشاہ ہوا قباد الملک بن فیروز سے لڑائی ہوئی یلاوش اس پر غالب آیا وہ بھاگ کر خاقان بادشاہ ترک کے پاس چلا گیا۔ یلاوش نیک سیرتی اور انصاف سے چار برس حکومت کر کے مر گیا اس کے بعد قباد الملک خاقان کا لشکر آیا اور بجائے بھائی کے اس کی جگہ تخت نشین ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت قباد اپنے بھائی یلاوش سے شکست پا کر خاقان کے پاس بھاگا جا رہا تھا نیسابور ہو کر گزرا اور وہاں ایک شب کو ایک عورت سے ہم خواب ہوا اتفاق سے وہ اس سے حاملہ ہو گئی اور مدت حمل پوری ہونے کے بعد اس سے لڑکا[1] پیدا ہوا پھر جب قباد چار برس کے بعد خاقان کا لشکر لے کر یلاوش سے لڑنے کے لئے آ رہا تھا اور اس کا گزر نیسا پور میں ہوا تو اس نے اس عورت کو یاد کیا۔ وہ عورت اس لڑکے کے ساتھ قباد کے پاس آئی جو اس کے بطن اور اس کے نطفہ سے پیدا ہوا تھا۔ اسی اثناء میں

[1] بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام انوشیروان تھا یہی قباد کے بعد تخت پر بیٹھا۔

یلاوش کے مرنے کی خبر بھی آئی قباد اس لڑکے کو مسعود اور اقبال مند خیال کر کے اسی وقت روانہ ہو گیا اور دارالسلطنت پہنچ کر تخت پر بیٹھ گیا وزیر سرحد (سواخرامی) نے اسے بھی یلاوش کی طرح مومی پتلا بنانا چاہا اور وہی انداز اس نے اختیار کئے لیکن جب اس کے قدم حکومت وسلطنت پر جم گئے اور اپنے وزیر جنگ سابور مہران کو اپنے قابو کا بنا لیا تو اس نے وزیر سرحد کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

مردک زندیق کا ظہور: اسی زمانہ حکومت میں مردک زندیق (مرذق زندیق) ظاہر ہوا یہ ہر اس چیز کو مباح کہتا تھا اور کہتا تھا کہ مال واسباب اور عورتیں کسی خاص شخص کی مِلک نہیں ہیں۔ جس کا جی چاہے بے تامل اختیار کرے کیونکہ یہ تمام چیزیں اللہ کی ہیں اور سب ایک ماں باپ سے ہیں۔

قباد الملک کی معزولی: قباد نے اس کا دین قبول کر لیا جس سے ارکان دولت نے برہم ہو کر اسے تخت سے اتار کر قید کر لیا اور اس کی جگہ جاماسات (جاماسپ) بن فیروز کو تخت پر بٹھا دیا۔ اس کے بعد زرمہر نے جو اس کا ولی ورفیق تھا۔ لوگوں کو مزوکیہ (مروک زندیق کے مریدوں) کے قتل پر ابھار کر قباد کو دوبارہ تخت پر بٹھایا لیکن مروک زندیق کا فقرہ پھر چل گیا اور ارکان دولت نے قباد اور زرمہر کو مروک کا معتقد ومرید سمجھ کر قباد کو پھر تخت سے اتار کر قید میں بھیج دیا اور جاماسات کو بادشاہ بنا لیا۔ قباد کسی طرح قید خانہ سے بھاگ کر ہیاطلہ[1] کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں بوشہر ہو کر گزرا وہاں کے حکمران کی لڑکی سے بیاہ کر لیا جس سے انوشیرواں پیدا ہوا۔

قباد کا جاماسات پر حملہ: اس کے بعد بادشاہ ہیاطلہ کی مدد سے چھ برس کے بعد جاماسات پر حملہ کیا۔ جاماسات کو اس لڑائی میں شکست ہوئی اور قباد تخت حکومت پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد رومیوں سے لڑنے کے لئے نکلا آمد فتح کر لیا۔ اس کے رہنے والوں کو قیدی بنا لیا۔ اس نے بہت سے شہر آباد کئے جن میں ارجان بھی ہے جو اہواز اور فارس کے درمیان واقع ہے اس کا زمانہ حکومت پینتالیس برس تک رہا۔ اس کے بعد انوشیرواں بن قباد بن فیروز بن یزدجرد بادشاہ ہوا۔

انوشیرواں: انوشیرواں بن قباد نے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی اپنے ملک کو چار حصوں پر تقسیم کی۔ پہلی قسمت میں خراسان' سیستان' کرمان تھے اور اس کا دارالحکومت خراسان تھا۔ دوسری قسمت میں وہ زمینیں تھیں جو کدم اور اصفہان کے درمیان تھیں ان میں آرمینا اور آذربائیجان کے صوبے بھی شامل تھے۔ ان کا دارالحکومت آذربائیجان تھا۔ تیسرے میں اہواز' فارس اور چوتھے میں عراق تھا۔ جس کی وسعت قلمرو کی سرحد تک قائم تھی۔ ان صوبجات کے انتظام اور اہتمام کے لئے عمدہ عمدہ قوانین بنائے اور ہر ایک عہدے دار کو اس پر عملدرآمد کی ہدایت کی۔ اس کے بعد اس نے ان ممالک کے واپس لینے کی جن پر اطراف وجوانب کے سلاطین حکمرانی کر رہے تھے کوششیں کیں اور ان میں وہ کامیاب ہوا۔ آرمینہ کے باغیوں کو آذربائیجان میں اور یہاں کے سرکشوں کو آرمینہ میں لے جا کر آباد کیا' ظلم وستم کی بیخ وبنیاد اکھاڑ دی۔ باب الابواب کی شہر پناہ بنائی جس کے بنانے کی ابتداء اس کے دادا نے کی تھی۔ شہر پناہ دریا کے اندر ایک میل تک ہے یہ شہر پناہ لوہے اور شیشے کا ہے اور جو خشکی پر بنایا وہ جبل فتح پر چالیس فرسخ کا ہے بلاد طبرستان تک ہر تین میل پر اس شہر پناہ میں ایک لوہے کا

---

[1] قباد کے قید سے چھوٹنے اور ہیاطلہ کے پاس جانے کا قصہ بعض یوں بیان کرتے ہیں کہ قباد کی حقیقی بہن نے جوڑ توڑ لگا کر جاماسات سے تعلق جنسی پیدا کر کے قباد کو قید سے رہا کرایا۔ اس واقعہ کو محققین مورخ نے بیان نہیں کیا ممکن ہے کہ یہ بھی شاہنامہ کا قصہ ہو۔

دروازہ بنایا اور ایک گروہ کو اس میں آباد کیا تاکہ دشمن اس میں نہ آسکیں۔ مسعودی کہتا ہے کہ یہ ہمارے زمانے تک باقی تھی۔ لیکن ظن غالب یہ ہے کہ تاتاریوں نے اسے تباہ کر دیا جبکہ وہ ساتویں صدی میں ممالک اسلام پر غالب آئے تھے۔

انوشیروان کا نظم و نسق: الغرض انوشیروان نے اپنا ابتدائی زمانہ حکومت اصلاح حال رعایا انتظام ممالک درستی قلعات میں صرف کیا۔ اس کے بعد رومی بادشاہ پر چڑھائی کی اور حلب، قیرس، حمص انطاکیہ وغیرہ فتح کر کے اسکندریہ کو بھی لے لیا ملوک قبط پر خراج قائم کیا۔ رومی، چینی، تبتی بادشاہوں نے تحائف اور ہدایا بھیجے اس کے بعد اس نے بلاد خشر زپر حملہ کیا اور انہیں اس کے عوض میں کہ وہ اس کے ملک میں فتنہ وفساد کر چکے تھے قتل کیا لوٹ لیا پھر ابن یزن ملوک تبابعہ کی اولاد سے اس کے پاس یمن کے بادشاہ حبشی کے ظلم کی فریاد لے گیا۔ انوشیروان نے ویلمی لشکر کو اپنے ایک سپہ سالار کی ماتحتی میں اس کے ساتھ کر دیا۔ اس نے یمن پہنچ کر مسروق حبشی شاہ یمن کو قتل کر کے ابن ذی یزن کو وہاں کا حکمران کر دیا۔

انوشیروان کی فتوحات: اسی زمانہ میں انوشیروان نے سراندیپ پر فوج کشی کی اور اس کے بادشاہ کو قتل کر کے اس پر قابض ہو گیا۔ عرب میں شہر حیرہ کو لے لیا۔ پھر وہ ہیاطلہ کی طرف متوجہ ہوا اور اس کے بادشاہ کو قتل کر کے اس کے خاندان سلطنت کو بھی نیست و نابود کر دیا اس کی فتوحات کا سلسلہ بلخ، ماوراء النہر سے آگے بڑھ گیا تھا۔ اس کا لشکر فرغانہ میں اترا ہوا تھا۔ بلاد روم میں اس نے بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ علم اور اہل علم کو دوست رکھتا تھا۔ اسی کے زمانہ حکومت میں کتاب کلیلہ دمنہ کا زبان یہود سے ترجمہ کیا گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حکومت کے بیالیسویں برس عام الفیل میں اور آپ کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب چوبیسویں برس پیدا ہوئے۔

ہرمز: انوشیروان نے آل منذر کو دوبارہ حیرہ میں بسایا۔ طائف مزدقیہ کو قتل کر کے ملت مجوسیہ قدیم قائم کی اکثر شہر آباد کئے۔ اڑتالیس برس حکومت کر کے مر گیا۔ اس کے بعد ہرمز بن انوشیروان بادشاہ ہوا۔ ہشام لکھتا ہے کہ یہ بھی عادل، منصف اور نیک مزاج تھا۔ لیکن اس کے باوجود شرفاء و روساء اور علماء کو قتل کرتا تھا۔ بادشاہ ترک شابہ نے تین لاکھ فوج کے ساتھ ہرمز پر حملہ کیا۔ جب ہرمز اس سے لڑنے کے لئے ہرات اور باذغیس کی طرف گیا تو اس کی عدم موجودگی میں بادشاہ روم عراق پر اور خزر کا بادشاہ باب الابواب پر اور عرب کا ایک گروہ فرات ساحلی شہروں پر چڑھ آیا۔ غرض کہ چاروں طرف سے دشمنوں نے فتنہ وفساد برپا کر دیا۔

بہرام چوبیں کی فتوحات: ہرمز نے خراسان پہنچ کر بہرام چوبیں کو بادشاہ ترک کے مقابلہ پر بھیج دیا خود وہیں ٹھہرا رہا۔ بہرام نے بادشاہ ترک کو قتل کر کے اس کے لشکر کو پسپا کر دیا۔ اس کے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد یرمومہ بن شابہ ترک ترکوں کو اکٹھا کر کے پھر لڑنے کے لئے آیا اور بدقسمتی سے بہرام کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ بہرام نے اسے ہرمز کے پاس قید کر کے بھیج دیا اور اس کے ساتھ جواہرات، ظروف، آلات حرب جو غنیمت میں اسے ملے تھے روانہ کئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مال غنیمت دولاکھ پچاس ہزار اونٹوں پر لدا ہوا تھا، واللہ اعلم

ہرمز کی معزولی: ہرمز کو بہرام کی اس کامیابی سے اندیشہ ہوا یا یہ کہ اس وجہ سے کہ بہرام کی عزت ہرمز کی آنکھوں میں دو چند ہو گئی تھی اور اسی سبب سے ارکین دولت نے ہرمز کو بہرام کی طرف سے بدظن کر دیا اور ادھر ادھر کی لگانے والوں نے بہرام کے کان بھی بھر دیئے۔ بہرام نے جان کے خوف سے چند مرزبانوں کو ملا کر یہ رائے قائم کی کہ ہرمز کو تخت سے اتار کر

اس کے لڑکے پرویز (پرویز) کو بادشاہ بنانا چاہئے۔ اس صلاح ومشورے میں ہرمز کے اراکین سلطنت بھی شامل تھے۔

پرویز: پرویز ان دنوں آذربائیجان میں تھا وہیں فوجی اور ملکی افسروں نے جمع ہو کر اس کے سر پر شاہی تاج رکھ دیا اور ہرمز کو تخت سے اتار کر قید کر دیا۔ پرویز بادشاہ ہونے اور ملک پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد بہرام سے ملنے اور اسے اپنا مطیع بنانے کی غرض سے چلا دونوں سے شط نہروان پر ملاقات ہوئی۔ پرویز نے اطاعت کے لئے چند شرائط پیش کیں۔ جنہیں بہرام نے تسلیم نہ کیا اس وجہ سے دونوں میں لڑائی ہوگئی بہرام نے پرویز کو پسپا کر دیا۔ پرویز سنبھل کر پھر دوبارہ لڑائی کے میدان میں آیا۔ لیکن اس کی تازہ کوششوں نے بھی کچھ فائدہ نہ پہنچایا۔ اس کے نامی نامی سردار مارے گئے اور یہ جان بچا کر مدائن کی طرف بھاگ نکلا۔ پرویز کا باپ ہرمز طیسفون میں قید تھا اس سے یہ خبر بیان کی گئی اور اس بارے میں مشورہ لیا گیا اس نے موریق بادشاہ روم کے پاس جانے اور اس سے امداد طلب کرنے کی صلاح دی۔ چنانچہ پرویز اسکے پاس گیا اور اپنی حکومت کے بارہویں برس لوٹ کر آیا۔

پرویز اور بہرام کی جنگ: بعض نے اس واقعہ کو اس طرح بھی بیان کیا ہے کہ پرویز کو جب اپنے باپ سے بدگمانی پیدا ہوئی۔ تو وہ جان کے خوف سے آذربائیجان چلا آیا۔ وہاں اکثر امراء اور ملکی فوجی افسران جمع ہوئے مگر کوئی بات پیدا نہ ہوئی۔ اسی اثناء میں ہرمز نے ایک سپہ سالار کو بہرام سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ بہرام نے اس سپہ سالار کو قتل کر ڈالا۔ فوج بے سردار ہونے کی وجہ سے مدائن کی طرف بھاگی۔ بہرام نے اس کا تعاقب کیا۔ ہرمز یہ واقعہ سن کر پریشان ہو گیا۔ پرویز اپنے باپ کی پریشانی دیکھ کر نکل پڑا اور اسے گرفتار کر کے بہرام چوبیں کے مقابلے پر خود آیا یہ بھی بہرام سے شکست کھا کر بھاگا۔ اس کے باپ ہرمز نے بادشاہ روم کے پاس جانے کی اصلاح دی۔ لیکن پرویز کے ماموں نے یہ کہا کہ ہمیں اس امر کا خوف ہے کہ بہرام مبادا مدائن چلا نہ آئے اور تیرے باپ کو دوبارہ تخت پر نہ بٹھا دے اس وجہ سے بہتر یہ ہے کہ مدائن پہنچ کر ہرمز کو قتل کر کے بادشاہ روم کے پاس چلنا چاہئے۔ پرویز نے اس رائے کو پسند کیا اور فرات عبور کر کے مدائن کی طرف بڑھا مگر بہرام کے تعاقب سے مجبور ہو کر روم کی طرف بھاگا۔ اثناء جنگ فرار و تعاقب میں پرویز کے ماموں نفد ویہ کو بہرام نے گرفتار کر لیا اور سرحد روم تک اس کا تعاقب کر کے واپس آیا۔

پرویز کی قیصر روم سے امداد طلبی: پرویز ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے انطاکیہ پہنچا اور قیصر موریق سے مدد کا خواستگار ہوا۔ قیصر موریق نے اس کی تعظیم وتکریم کی اور اپنی لڑکی مریم سے اس کی شادی کر کے ساٹھ ہزار فوج اپنے ماموں ناطوس کی ماتحتی میں اس کے ساتھ کر دی۔ پرویز جس وقت لشکر روم لئے ہوئے آذربائیجان پہنچا اس کا ماموں بھی بہرام کی قید سے بھاگ کر اس سے آملا۔ پرویز نے نہایت اطمینان سے بہرام پر حملہ کیا بہرام شکست کھا کر ترک چلا گیا اور پرویز مدائن میں داخل ہوا۔ لشکر روم کو ہزار ہا روپیوں کا مال واسباب اور لاکھوں روپے دے کر رخصت کیا۔

بہرام کا خاتمہ: اس شکست کے بعد ظاہراً بہرام بادشاہ ترک ہی کے پاس رہتا نظر آ رہا تھا اور اپنے کسی خاص ارادے کے پورا کرنے میں مشغول تھا عجب نہ تھا کہ یہ ارادہ اس کا پورا ہو جاتا لیکن پرویز کی سازش سے خاقان ترک کی بیگم نے بہرام کو زہر دے کر مار ڈالا۔ خاقان ترک نے اسی وجہ سے اپنی بیگم کو طلاق دے دی اور بہرام کی بہن سے بیاہ کرنے کا خواستگار ہوا مگر بہرام کی بہن نے اس سے انکار کیا۔ پرویز نے قیصر روم کی حمایت میں اپنی بات بنا رکھی اور اس سلوک کے

معاوضہ میں جو قیصر نے اس کی کسمپرسی کی حالت میں اس کے ساتھ کیا تھا ہمیشہ تحائف اور ہدایا بھیجتا رہا لیکن جونہی قیصر کو رومیوں نے تخت سے اتار کر مار ڈالا اور اس کی جگہ قوقا (قوکس) کو تخت قیصری پر بٹھایا۔

پرویز کی فتوحات: پرویز رومیوں سے قیصر مقتول کے خون کا بدلہ لینے کے بہانہ سے کھڑا ہو گیا۔ بظاہرا سے قیصر کے بیٹے کے مل جانے سے یہ بہانہ مل گیا تھا۔ اس نے تین سپہ سالاروں کو تین طرف سے رومیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا ایک سپہ سالار سرزمین شام کی طرف روانہ کیا اس نے فلسطین، بیت المقدس تک فتح کر لیا۔ وہاں کے مذہبی پیشواؤں کو گرفتار کر لیا اصلی صلیب کو جو زرین صندوق میں مدفون تھی زمین سے نکلوالیا اور بڑی دھوم دھام سے کسرائے فارس (پرویز) کے پاس بھیج دیا۔ دوسرا سپہ سالار بلادِ مصر کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ اس نے مصر اسکندریہ بلانوبیہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ تیسرا سپہ سالار قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ اس نے خلیج قسطنطنیہ پر اپنا خیمہ نصب کیا اور رومی ممالک پر حملہ کرنے لگا۔ لیکن رومیوں میں سے کسی نے ابن موربق (سابق قیصر کے بیٹے) کی اطاعت قبول نہ کی۔ بلکہ انہوں نے اس کے فسق و فجور کی وجہ سے اپنے بنائے ہوئے قیصر قوقا کو مار کر ہرقل کو تخت قیصری پر بٹھا دیا۔

ہرقل کی بلاد فارس پر فوج کشی: ہرقل نے تخت پر بیٹھتے ہی بلادِ کسریٰ فارس (پرویز) پر فوج کشی کر دی اور نصیبین تک پہنچ گیا۔ پرویز نے اپنے سپہ سالار کو ہرقل کے مقابلہ پر بھیجا یہ موصل پہنچ کر رومیوں کی آمد کی روک تھام کر رہا تھا کہ ہرقل نے دوسری طرف سے فوج پر حملہ کیا۔ کسریٰ نے لڑائی کا حکم دیا اس لڑائی میں کسریٰ شکست کھا کر مع اپنی فوج کے میدانِ جنگ سے بھاگ نکلا۔ ہرقل تھوڑی دور تک تعاقب کر کے ٹھہر گیا۔ کسریٰ نے بھاگی ہوئی فوج کو بہت سخت سزا دی اور سحراب کو خراسان سے طلب کر کے ہرقل کی لڑائی پر اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا۔ کسریٰ اور ہرقل کے لشکروں سے مقام اذرعات اور بصریٰ میں مقابلہ ہوا۔ بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ لشکر فارس نے ہرقل کو شکست فاش دی سحراب روم میں داخل ہو گیا اور وہاں کے آباد گاؤں کو ویران اور وہاں کے باشندوں کو قتل کرتے ہوئے قسطنطنیہ تک پہنچ کر واپس ہوا۔ پرویز نے اسے خراسان کی گورنری سے معزول کر کے اس کے بھائی کو وہاں کا گورنر کیا۔ فارس اور روم کی اسی غالبیت اور مغلوبیت کے بارے میں سورہ روم کی اول آیات شریفہ نازل ہوئی ہیں۔ طبری کہتا ہے کہ آیہ کریمہ میں ((ادفی الارض)) سے اذرعات اور بصریٰ مراد ہیں۔ جہاں پر فارس اور روم کی باہم لڑائیاں ہوئی تھیں پھر روم نے اس واقعہ کے سات برس بعد فارس پر غلبہ حاصل کیا اور مسلمانوں نے جناب باری عزاسمہ کے اسی وعدہ پر لوگوں کو اس سے مطلع کیا۔ کیونکہ قریش بت پرستی کی وجہ سے فارس کی طرف داری کرتے تھے اور مسلمان اہل کتاب ہونے کے خیال سے روم کو سراہتے تھے۔ اسی کی طرف جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے وحیہ کلبی کو نامہ مبارک دے کر بھیجا تھا اور اسلام کی دعوت دی تھی۔ جیسا کہ ہم آئندہ حالات ہجرت میں بیان کریں گے۔

پرویز کا عروج: پرویز نے اپنے آخری زمانہ میں جب زیادہ دن تک بادشاہت کرتا رہا، بد خلقی، ظلم و تعدی کو اپنا شیوہ بنا لیا لوگوں کا مال و اسباب بظلم چھیننے لگا۔ کسی کی فریاد نہ سنتا تھا۔ فریادی کو دھکے دے کر نکلوا دیتا۔ رعایا اسی وجہ سے اس سے بددل ہو گئی۔ ہشام کہتا ہے کہ پرویز کا جس قدر خزانہ تھا اس قدر شاہان فارس میں کسی کا نہ تھا۔ اس کی فتح و نصرت کی موجیں خلیج قسطنطنیہ اور افریقہ تک پہنچ گئی تھیں۔ جاڑے کے موسم میں مدائن میں رہتا اور گرمیوں میں ہمدان چلا جاتا تھا۔ اس کی

بارہ ہزار بیگمات تھیں۔ایک ہزار جنگی ہاتھی' پچاس ہزار سوار ہر روز سلامی کے لئے آتے تھے۔صدہا آتش کدہ بنوائے اور ان میں ہزار ہا مغان مقرر کئے۔اس کے مصارف کے لئے اپنے ملک کا اٹھارہ برس کا خراج وقف کر دیا۔اس کے خزانہ کا کوئی حدوشمار نہ تھا۔یہ آخر زمانہ میں اس درجہ مغرور ہو گیا کہ شرفاء اور رؤسا کو حقیر سمجھنے لگا چھتیس ہزار قیدیوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا۔جس سے اراکین دولت نے اس کی مخالفت کی داروغہ قید خانے نے ان سب کو چھوڑ دیا اور انہی کے ساتھ اس کے لڑکے شیرویہ کو بھی چھوڑ دیا۔اس کا نام قباد تھا اسے بھی پرویز نے اور لڑکوں کے ساتھ قید کر دیا تھا۔کیونکہ نجومیوں نے اس سے کہہ رکھا تھا کہ تیرا ہی لڑکا تجھے قتل کرے گا۔

پرویز کا قتل: الغرض شیرویہ کے پاس جس وقت وہ تمام قیدی جن کے مارے جانے کا پرویز نے حکم دے دیا تھا جمع ہو گئے تو اس نے شاہی قصر پر حملہ کر دیا اور پرویز کو گرفتار کر لیا۔پرویز نے خط وکتابت کر کے اپنی مخلصی کی راہ نکالی۔لیکن اہل دولت کی مخالفت سے مجبور ہو کر شیرویہ نے اپنے باپ کو اس کی حکومت کے اڑتیں برس بعد قتل کر ڈالا۔جب اس کی خبر اس کی دونوں بہنوں بوران اور ازرمیدخت کو ہوئی تو وہ روتی ہوئی آئیں اور شیرویہ کو سخت لعنت و ملامت کرنے لگیں۔شیرویہ بھی رونے لگا۔سر سے تاج اتار کر پھینک دیا۔آٹھ مہینے حکومت کر کے بعارضہ طاعون مر گیا اس کا انتقال ہجرت کے ساتویں سال واقع ہوا۔جیسا کہ سہیلی نے لکھا ہے۔

اردشیر: شیرویہ کے مرنے کے بعد اردشیر بادشاہ بنایا گیا یہ اس وقت سات برس کا تھا اس کے سوا شاہی خاندان میں کوئی مرد باقی نہ رہا تھا۔کیونکہ پرویز نے چھوٹے بڑے لڑکے پوتے سبھوں کو قتل کر ڈالا تھا خشنش بہادر (خوانسالار) نے ملک کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔اس نے اچھی حکمرانی کی۔شہریران (شہریار) نامی ایک شخص انطاکیہ میں رہتا تھا اور وہ پرویز کی سلطنت کا رکن شمار کیا جاتا تھا۔شام اسے جاگیر میں دیا گیا تھا چونکہ اس سے اردشیر کی تخت نشینی کے وقت مشورہ نہ لیا گیا تھا۔اس وجہ سے یا اردشیر کی کم سنی کی وجہ سے بگڑ گیا۔لشکر لے کر چڑھ آیا۔خشنش بہادر کا شہر طبسوں میں محاصرہ کر لیا۔اثناء لڑائی میں کسی سپاہی نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔شہریران قلعہ میں داخل ہو گیا۔خشنش کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور اس کے ساتھ کئی امراء فارس کو مار ڈالا۔اس واقعہ کے بعد اردشیر اٹھا لیکن اٹھتے ہی مارا گیا۔ڈیڑھ برس اس کی حکومت رہی۔

بوران بنت پرویز: اردشیر کے قتل بعد شہریران تخت پر بیٹھا۔حالانکہ خاندان شاہی سے نہ تھا۔اراکین سلطنت کو شہریران کا یہ فعل ناگوار گزرا وہ لوگ اس کے قتل کی در پردہ فکر کرنے لگے۔ایک روز ایرانی فوج کا جائزہ لے رہا تھا کہ ایک سوار نے پہنچ کر نیزہ مار کر گھوڑے سے نیچے گرا دیا۔پھر کیا تھا جتنے سوار اس وقت موجود تھے۔سب نے مارنا شروع کر دیا۔جب شہریران کا کام تمام ہو گیا تو بادشاہ بنانے کی فکر ہوئی۔چونکہ شاہی خاندان میں کوئی لڑکا موجود نہ تھا اس وجہ سے بوران بنت پرویز تخت حکومت پر بٹھائی گئی۔اس نے انتظام ملک کے لئے فرخ بن ماجد شیراز کو جو اصطخر کا رہنے والا اور شہریران کا رشتہ دار تھا اپنا وزیر بنا لیا اس نے لوگوں سے خراج معاف کر دیا۔داد و دہش سے رعایا کو خوش رکھا۔صلیب کو یروشلم واپس بھیج[1] دیا۔یہ ایک برس چار مہینے حکومت کر کے مر گئی اس کے بعد خشنشدہ (اس کا چچازاد بھائی) بیس روز تک حکمران رہا۔

[1] انگریزی مؤرخ اس واقعہ کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہرقل جب ایران سے واپس گیا تھا تو وہ اپنے ساتھ صلیب کو لے کر گیا تھا جو اس کی کامیابی کی بہت بڑی یادگار سمجھی جاتی ہے۔

ارزمیدخت بنت پرویز: اس کے بعد ارزمیدخت بنت پرویز حکمرانی کے لئے منتخب کی گئی یہ نہایت حسین وجمیل عورت تھی۔ فرخ ہرمز خراسان کا گورنر اس پر عاشق ہو گیا۔ شادی کا پیغام بھیجا ارزمیدخت نے کہلا بھیجا کہ ''تم نے یہ پہلے کیوں نہ کہا اب چونکہ میں ملکہ ایران ہو گئی ہوں اور مجھ پر حرام ہے تم شب کو میرے پاس آؤ میں دربان سے کہہ رکھوں گی''۔ فرخ ہرمز یہ سن کر مارے خوشی کے پھولے نہ سمایا۔ خراسان میں اپنے لڑکے رستم کو اپنی جگہ چھوڑ کر ارزمیدخت کے پاس آ پہنچا اور شب کو شاہی محل میں داخل ہونے کے قصد سے چلا ارزمیدخت نے داروغہ محل سرا کو پہلے سے اس کے قتل کا حکم دے رکھا تھا۔ اس نے اسے پہنچتے ہی قتل کر ڈالا۔ جب اس واقعہ کی خبر رستم کو ہوئی تو وہ ایک کثیر التعداد فوج لے کر مدائن پر چڑھ آیا۔ ارزمیدخت مقابلہ نہ کر سکی بعض کہتے ہیں کہ گرفتار کر کے قتل کی گئی اور بعض کا یہ خیال ہے کہ زہر کے ذریعہ سے ماری گئی۔ بہر کیف چھ مہینے اس کی حکومت رہی۔

اردشیر بن بابک اور فرخ زاد بن خسرو: اس کے بعد اردشیر بن بابک کی نسل سے ایک شخص پرویز کی اولاد سے تھا۔ فرخ زاد بن خسرو اس کا نام تھا۔ خیر خواہان دولت نصیبین کے قریب حصن حجارہ سے اسے ڈھونڈ کر مدائن لائے تخت پر بٹھایا پھر اس کے مخالف ہو کر تخت سے اسے اتار کر مار ڈالا۔ بعض کہتے ہیں کہ کسریٰ ابن مہر خشنش مارا گیا تو اراکین سلطنت فارس کا بادشاہ بنانے کے لئے خاندان شاہی کی جستجو کرنے لگے۔ اتفاق سے یمسائی میں ایک شخص مل گیا جس کا نام فیروز بن مہر خشنش تھا۔ اسے بعض خشنشدہ بھی کہتے ہیں۔ اس کی ماں چہار بخت بنت یزادفرار بن انوشیرواں تھی۔ اسے لوگوں نے کراہتاً بادشاہ بنایا اور چند دن بعد اس کو تخت سے اتار کر مار ڈالا۔ اس کے بعد ایک شخص حصن حجارہ (قریب نصیبین) سے لایا گیا۔ تخت حکومت پر بٹھایا گیا۔ پھر چھ مہینہ بعد سلطنت کے ساتھ ساتھ اس کی روح بھی چھین لی گئی۔

یزدجرد: اس کے بعد یزدجرد بن شہریار بن پرویز جو اپنے دادا کے خوف سے بھاگ گیا تھا اور آتشکدہ اصطخر میں رہتا تھا۔ اسے اہل اصطخر نے بادشاہ بنا لیا۔ جب یہ سنا کہ اہل مدائن نے ابن خسرو فرخ زاد کو تخت سے اتار دیا ہے اور اسے اپنے ہمراہ لئے ہوئے مدائن میں آئے فرخ زاد کو اس کی حکومت کے ایک برس کے بعد مار کر یزدجرد کو بادشاہ بنا لیا۔ یہی فارس کا آخری بادشاہ ہے۔ اس نے بالاستقلال حکومت کی۔ اسی کے زمانہ میں حکومت فارس کمزور ہو گئی۔ چاروں طرف سے دشمنان دولت نکل پڑے اسی زمانہ میں اس کی حکومت کے دوسرے برس اور بروایت بعض چوتھے برس عرب کے مسلمانوں نے فارس پر حملہ کیا جن کی فتوحات اور کامیابیوں کے مفصل واقعات فتوحات اسلامی میں ہم لکھیں گے۔

شاہان فارس کا زمانہ حکومت: یزدجرد جو تقریباً بیس برس حکومت کر کے مرو میں مارا گیا۔ یہی سلاطین اکاسرہ ساسانیہ کے حالات تھے۔ طبری نے اس کے آخر میں لکھا ہے کہ جناب آدم علیہ السلام سے زمانہ ہجرت تک بزعم یہود چار ہزار چھ سو بیالیس برس ہوتے ہیں اور بخیال نصاریٰ جیسا کہ یونانیوں کی روایت میں ہے پانچ ہزار نو سو بانوے برس اور بقول اہل فارس زمانہ قتل یزدجرد تک چار ہزار ایک سو اسی برس ہوتے ہیں۔ یزدجرد ان کے نزدیک ۳۰ھ میں قتل کیا گیا اور اہل اسلام یہ روایت کرتے ہیں کہ آدم ونوح علیہما السلام کے درمیان دس قرن گزرے ہیں ایک قرن ایک سو برس کا ہوتا ہے اور نوح اور ابراہیم کے درمیان دس قرن اور ابراہیم اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان دس قرن گزرے ہیں۔ اسے طبری

نے ابن عباس اور محمد بن عمر بن واقدی نے اہل علم کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے۔طبری بروایت سلمان فارسی اور کعب احبار رضی اللہ عنہم کہتا ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ فترت کے درمیان چھ سو برس کا فاصلہ ہے۔ ((واللّٰہ اعلم بالحق فی ذالک و البقاء اللّٰہ الواحد القھار))

(مترجم) مجھے اس وقت تک کوئی ایسی کافی شہادت نہیں ملی کہ جس سے میں رستم گردیا شاہنامہ کے عجیب وغریب قصوں کو سچا باور کرتا۔ بعض واقعات اس کے صحیح ضرور ہیں مثلاً رستم کا اپنے بادشاہ کے خسرو کو چھڑوانے کے لئے جس وقت وہ یمن میں گرفتار ہو گیا تھا فوج لے کر جانا لیکن پھر بھی اس سے مشہور ہفت خواں کا پتہ نہیں چلتا جس میں رستم کو اپنی دلاوری شجاعت دکھانے کا موقع ملا تھا۔ گو یہ ممکن ہے کہ ان عجیب وغریب حکایات کا پتہ ایران کی پرانی تواریخ سے مل جائے مگر ان کی نسبت یہ اَمر مشہور ہو رہا ہے کہ ایرانی مؤرخ جو قبل از اسلام گزرے ہیں وہ عجائب وغریب حکایات لکھنے کے زیادہ شائق رہتے تھے۔ عجب نہیں فردوسی نے اپنے شاہنامہ کو انہی تواریخ کے تحقیق وتحریر پر مرتب کیا ہو یا یہ کہ اس نے فی نفسہ فارسی زبان میں بطرز جدید دلچسپی کے خیال سے تاریخی منظوم ناول لکھا ہو جس کی وجہ سے اسے خاطر خواہ اس کا صلہ نہیں ملا کیونکہ یمین الدولہ محمود شاہ غزنوی نے اسے فردوسی سے تاریخ لکھنے کی فرمائش کی تھی نہ کہ منظوم ناول کی۔

شجرہ طبقہ رابعہ ملوک فارس

ساسان اکبر
بابک
ساسان اصغر
بابک
سابور
اردشیر
ہرمز
بہرام
قرسین
بہرام
بہرام
ہرمز
اردشیر
سابور
سابجہ
یزدجرد الاثیم
بہرام
بہرام گور
یزدجرد
ہرمز
قباد
فیروز
جاماسب
بلاش
انوشیروان
ہرمز
پرویز
شیرویہ
اردشیر
بوران
شہریار
یزدجرد
ازرمیدخت
خسرو
مہرجشنش
فیروز
فرخزاد

باب: ۱۹

یونان

اہل یونان کا نسب: دنیا میں حکومت وسلطنت کے لحاظ سے عظیم الشان گروہوں میں سے ایک گروہ یہ بھی ہے۔ان کی دو بڑی حکومتیں تھیں۔ایک اسکندر کی دوسری قیاصرہ کی جن کا زمانہ اسلام نے پایا ہے۔یہ وہی لوگ ہیں جو شام میں حکومت کر رہے تھے۔باتفاق محققین یہ سب یافث بن نوح علیہ السلام کی طرف نسباً منسوب کئے جاتے ہیں۔کندی سے روایت کی جاتی ہے کہ یونان' عابر بن فالغ کی نسل سے ہے اور وہ اپنے بھائی قحطان سے رنجیدہ ہو کر اپنے اہل وعیال کے ساتھ یمن سے جلاوطن ہو کر افرنجہ (فرانس) اور روم کے درمیان آ ٹھہرا۔ان میں ان کا نسب مل جل گیا۔لیکن ابوالعباس نے اس کی مخالفت کی ہے جیسا کہ اس کے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے۔

آل یاقان (یونان): اسی وجہ سے اسکندر کو تبع میں شمار کرتے ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ وہ یافث کی نسل سے ہے اس کے علاوہ تمام محققین روم کو یونان افریقی لاطینوں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یونان کا ذکر توریت میں آیا ہے کہ وہ یافث کی صلبی اولاد سے ہے اس کا نام یاقان تھا۔عرب نے اسے معرب کر کے یونان کر دیا ہروشیوش نے غریقیون کے پانچ گروہ قائم کئے ہیں۔ان میں سے ہر ایک یونان کے پانچ لڑکوں کیتیم' جیلہ' ترشوش' دوانم' ایشائی کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور ایشائی کی نسل شاخوں میں سحینہ' اشاس' شمالاً طشال' لجد موں کو شمار کیا ہے اور روم اور لاطینیوں کو انہی کی طرف منسوب کیا ہے لیکن ان پانچوں میں سے کسی خاص کی طرف انہیں منسوب نہیں کیا اور افرنج کو غطر ما بن عومر بن یافث کی نسل سے لکھا ہے اور صقالبہ کو اس کا نسبی بھائی بتایا ہے۔

اشکان بن عومر: وہ تحریر کرتا ہے کہ اس گروہ میں حکومت بنی اشکان بن عومر کر رہے تھے اور قوط کو ماداٸی بن یافث کی طرف منسوب کیا ہے اور ارمن کو ان کا نسبی بھائی قرار دیا ہے پھر دوبارہ قوط کو ماغوغ بن یافث کی طرف منسوب کر کے لاطینیوں کو ان کا نسبی بھائی ٹھہرایا ہے اور ان میں سے قاللین کو رفا بن غومار کی طرف اور طوبال بن یافث کی طرف اندلس ایطالیہ' ارکادیوں کو اور طیراش بن یافث کی طرف اجناس ترک کو منسوب کیا۔اس کے نزدیک غریقیوں کا نام تمام اہل یونان کو شامل ہے اس نے روم کو غریقیوں پر تقسیم کیا ہے۔ابن سعید بروایت بیہقی تواریخ المشرق سے نقل کرتا ہے کہ یونان' علجان بن یافث کا لڑکا ہے۔اسی وجہ سے انہیں علوج کہتے ہیں۔اس نسب میں سوائے ترک کے تمام شمال والے شریک ہیں اور یقینی شعوب' ثلاثہ یونان کی اولاد سے ہیں۔اغریقی' اغریقش بن یونان کے روم رومی بن یونان کے لاطینی' لطین بن یونان کی نسل سے ہیں اور اسکندر رومیوں میں سے ہے' واللہ اعلم۔ان میں سے جہاں تک ہمیں معلوم ہے سردست ہم ان کی ان دو حکومتوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو زیادہ مشہور ومعروف ہیں۔ واللہ الموفق للصواب.

شجرہ نسب یونان و روم
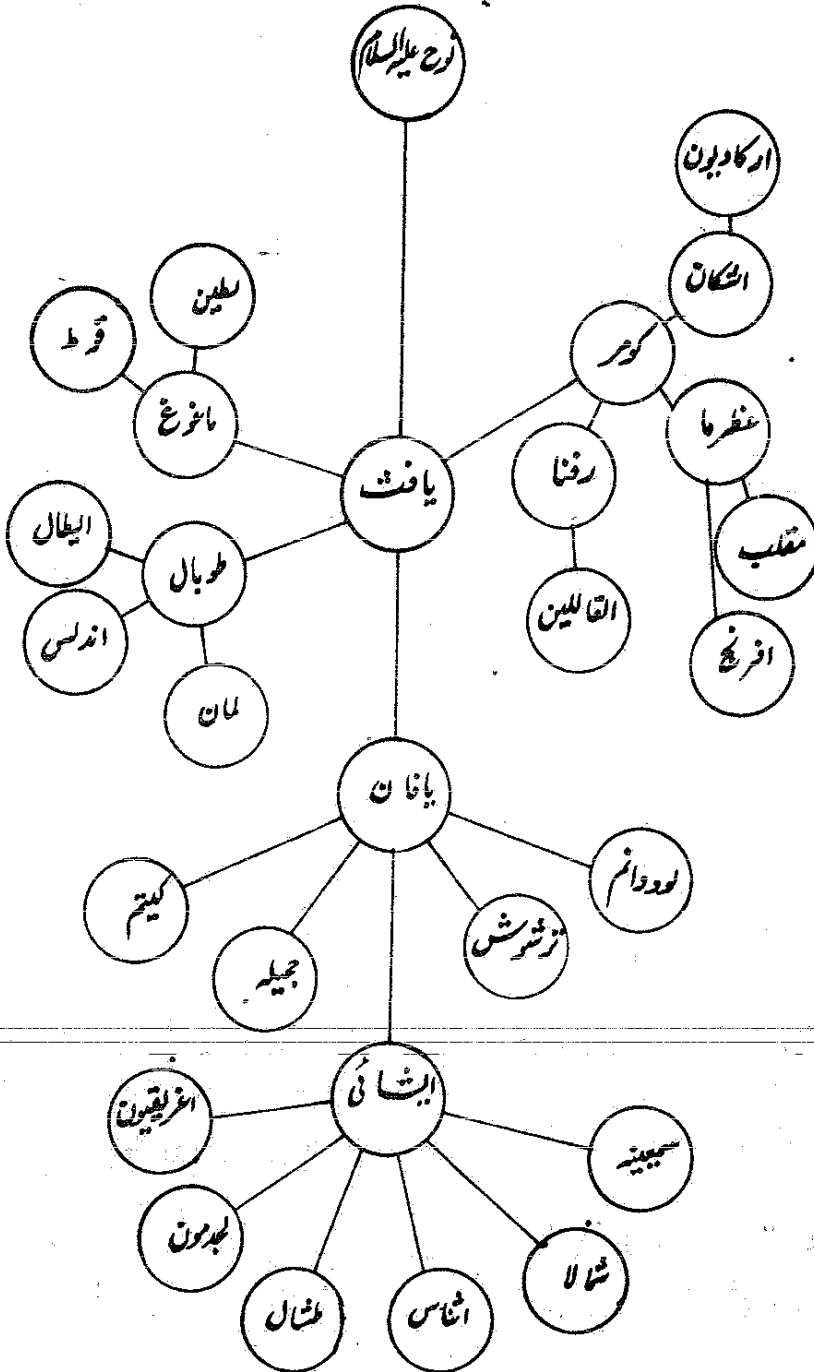
غریقی: یونانیوں کے دو شعبے ہیں ایک غریقی' دوسرے لاطینی۔ ان لوگوں نے اپنے رہنے کے لئے اپنے تمام برادران بنی یافث مثلاً صقالیہ' ترک' افرنجہ وغیرہ کے ساتھ معمورہ عالم میں شمالی جانب کو اختیار کر لیا اور اس کے وسط میں جزیرہ اندلس اور بلادِ ترک درمیان مشرق میں طولاً اور بحر محیط اور بحر رومی کے درمیان عرضاً قابض ہو گئے۔ لاطینیوں نے اس کی جانب غربی کو اور غریقیوں نے شرقی جانب کو اپنا مسکن بنا لیا۔ ان دونوں کے درمیان خلیج قسطنطنیہ واقع ہے۔ ان دونوں شعبوں میں دو بڑی مشہور سلطنتیں گزری ہیں۔ غریقیوں نے اپنے کو یونانیوں کے نام سے مخصوص اور موسوم کر لیا۔ انہی میں اسکندر بھی تھا۔ جو دنیا کے نامور بادشاہوں میں شمار کیا جاتا ہے یہ لوگ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے خلیج قسطنطنیہ کے مشرقی جانب بلاد ترک اور دردب شام کے درمیان رہتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے بلاد ترک' عراق' ہند اور آرمینیہ وغیرہ بلاد شام میں اور بلادِ مقدونیہ' مصر' اسکندریہ لے لیا۔ ان کے بادشاہ سلاطینِ مقدونیہ کے نام سے معروف ہیں۔ ہروشیوش مؤرخ روم انہیں غریقیوں میں بنولبجدمون اور بنواثناس کو شمار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ حکماء اثناشیوں انہیں کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ انہی میں سے بنولطمان ہیں اور تمام لبجدمون بنوشمالا ابن ایشا ہیں۔ لیکن پھر دوسرے مقام میں لکھتا ہے کہ لبجدمون شمالا کے بھائی ہیں۔ واللہ اعلم

اغریقیش بن یونان: اس گروہ کا یہ خاندانی تفرقہ فارس وقبط بنی اسرائیل کے پہلے گزر چکا ہے ان میں اور ان کے برادران نسبی لاطینیوں میں اکثر لڑائیاں اور فسادات ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ تختِ فارس پر شاہان کیںیہ کے بیٹھنے کا دور آیا انہوں نے انہیں اپنی اطاعت پر مجبور کرنا چاہا انہوں نے انکار کیا۔ تب فارس والوں نے ان کے خلاف قبط کو ابھار کر ان سے لڑا دیا یونانیوں کو اس لڑائی میں ناکامی ہوئی اور انہوں نے مجبوراً فارس کے خراج کو قبول کر لیا۔ فارس والوں نے صرف خراج لینے پر اکتفا نہ کر کے اپنی طرف سے ایک شخص کو اپنا گورنر مقرر کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ افریدون نے ان پر اپنے لڑکے کو حاکم مقرر کیا تھا اور اسکندر کی دادی اسی کی نسل سے تھی۔ ابن سعید کہتا ہے کہ یونان کے بعد اس کا لڑکا اغریقش خلیج قسطنطنیہ کی جانب شرقی کا حکمران ہوا۔ اس کے بعد اس کے لڑکے نسلاً بعد نسل حکمرانی کرتے رہے۔ انہوں نے لاطینیوں اور روم کو زیر کیا ان کے ملک کا دائرہ آرمینیہ تک بڑھ گیا۔

ہرقل جبار بن ملکان: ان میں سب سے بڑا بادشاہ ہرقل جبار بن ملکان بن سلقوس ابن اغریقش گزرا ہے۔ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ اس نے ہفت اقلیم کے بادشاہوں سے خراج لیا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا یلاق بادشاہ ہوا۔ اسی کی طرف بلاقیہ منسوب ہوتے ہیں جو اس وقت تک بحر سودان کے کنارے پر باقی ہیں۔ یہ ملک اسی کی اولاد کے قبضہ میں رہا۔ یہاں تک کہ اس کے نسبی بھائی روم کا غلبہ ظاہر ہوا ان کا پہلا بادشاہ ہردوس بن مسطرون بن رومی بن یونان ہوا۔ اس نے تینوں گروہوں (لاطینی' رومی' یونانی) پر حکومت کی۔ اس کے بعد کے تمام بادشاہ اسی کے نام سے ملقب ہوتے رہے اور یہودیان شام ہر اس شخص کو جو اس کا قائم مقام ہوتا تھا اسی نام سے موسوم کرتے رہے۔

ہرمس بن ہرقل: اس کے بعد اس کا لڑکا ہرمس بادشاہ ہوا اس سے اور اہل فارس سے اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ یہ فارس سے مغلوب ہو گیا اور انہوں نے اسے اپنا باج گزار بنا لیا۔ اسی کے زمانہ سے یونانیوں کی حکومت کمزور ہو

گئی اوران میں چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہوگئیں۔اغریقیوں نے اپنا ایک سردار علیحدہ بنالیا اوراسی طرح سے لاطینیوں نے بھی ایک جداگانہ رئیس مقرر کیا مگر یہ کہ شاہنشاہ کا لقب صرف بادشاہ روم ہی کے لئے مخصوص رہا۔ ہرمس کے بعد اس کا لڑکا مطریوس تخت حکومت پر بیٹھا۔اس کا سارا زمانہ لاطینیوں اوراغریقیوں کی لڑائی میں صرف ہوا۔

فیلقوس بن مطریوس: اس کے بعد فیلقوس ابن مطریوس تخت آرائے حکومت ہوا اس کی ماں سرم نسلِ افریدون سے تھی جسے افریدون نے اپنی طرف سے یونان کا حکمران مقرر کیا تھا۔ یہ جس وقت تخت حکومت پر بیٹھا اس نے شہر اغریقیہ کو ویران کر کے شہر مقدونیہ اپنے ممالک مقبوضہ کے وسط میں خلیج قسطنطنیہ کی غربی جانب آباد کیا۔علم دوست حکماء سے محبت رکھنے والا تھا اسی وجہ سے اس کے زمانۂ حکومت میں علم وحکمت کی بہت ترقی ہوئی اس کے بعد اس کا لڑکا اسکندر بادشاہ ہوا اس کا معلم حکیم ارسطو تھا۔

فیلقوس کا قتل: ہروشیوش تحریر کرتا ہے کہ اس کا باپ فیلقوس اسکندر بن تراوش کے بعد تخت حکومت پر بیٹھا اور فیلقوس بیبادہ بنتِ تراوش کا داماد تھا جس سے اسکندر اعظم پیدا ہوا۔اسکندر بن تراوش کی حکومت چار ہزار آٹھ سو سنہ دنیاوی میں بناء رومہ کے چار سو برس بعد ہوئی اور وہ اپنی حکومت کے ساتویں برس رومہ کے محاصرے کے وقت لاطینیوں کے ہاتھ سے مارا گیا اس کے مارے جانے کے بعد اغریقیوں اور روم کا حاکم اس کی ہمشیرہ کا داماد فیلقوس ابن آمنہ بن ہرکلش ہوا۔لوگوں نے اس کے ابتدائے زمانہ حکومت میں اکثر بغاوتیں کیں۔لیکن اس کے حسن تدبیر اور کوششوں اور خوفناک لڑائیوں نے انہیں اس کا مطیع کر دیا اور اس نے ان لوگوں پر پورا تسلط اور غلبہ حاصل کر لیا۔اس نے قسطنطنیہ بنانا چاہا۔لیکن جرمانیوں نے رکاوٹ ڈالی اس نے تمام روم اور غریقیوں کو جمع کر کے ان پر حملہ کر کے المانیہ سے جبال آرمینیہ تک اپنے قبضہ تصرف میں لے لیا۔اسی زمانہ میں اہل فارس' شام اور مصر پر مضبوطی کے ساتھ حکمرانی کر رہے تھے اس نے ان سے لڑنے کا ارادہ کیا لیکن اثناء راہ میں کسی لاطینی نے نامردی کے حملہ سے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

اسکندر اعظم: اس کے بعد اس کا لڑکا اسکندر تخت نشین ہوا۔بادشاہ فارس نے بدستور اس سے خراج طلب کیا۔جیسا کہ اس کے باپ فیلقوس کے زمانہ میں خراج جاتا تھا۔اسکندر نے یہ کہلا بھیجا کہ میں نے اس مرغی کو ذبح کر ڈالا جو سونے کا انڈا دیتی تھی۔اس کے بعد اسکندر نے بلاد شام پر حملہ کر کے بیت المقدس کو بخت نصر سے ڈھائی سو برس بعد فتح کر لیا اور نہایت نیک نیتی سے تقریباً قربانی کی۔اہل فارس کو اس کی یہ کامیابیاں ناگوار گزریں اس وجہ سے انہوں نے دارا کو اس کی لڑائی پر ابھارا۔

اسکندر اعظم اور دارا کی جنگ: چنانچہ دارا نے ساٹھ ہزار سواروں کو لے کر اسکندر پر حملہ کیا۔اسکندر نے بھی اپنے چھ سو ہم قوم لے کر مقام موصل میں دارا کا مقابلہ کیا۔دارا کو اس لڑائی میں شکست ہوئی اور اسکندر اکثر بلاد شام کو فتح کر کے ترسوس لوٹ آیا۔دارا نے اس کا ترسوس کا محاصرہ کیا لیکن پھر بھی ناکام رہا۔اسکندر نے دارا کی شکست کے بعد اسکندریہ آباد کیا۔اس کے بعد بدبختی سے دارا نے پھر اس پر حملہ کیا۔اثناء لڑائی میں دارا کو دو سپاہیوں نے جو اسی کے لشکر کے تھے مار ڈالا پھر کیا تھا۔اسکندر نے بلا مقابلہ فارس پر قبضہ کر لیا۔شاہی شہر کو منہدم کرا دیا۔اس کے معلم ارسطو نے یہ تدبیر سوجھائی کہ

ملک فارس پر چھوٹے چھوٹے بادشاہ انہیں میں سے مقرر کر دیئے جائیں یہ سب آپس میں لڑیں گے' بھڑیں گے اور یونان ان کی طرف سے بے فکر رہے گا۔ اسکندر نے یہی تدبیر کی فارس میں بہت سی چھوٹی چھوٹی سلطنتیں قائم کر کے چلتا ہوا۔ فارس میں اسی وقت سے طوائف الملوکی کا زمانہ شروع ہوا۔

ارسطو حکیم : معلم ارسطو[1] یونانیوں میں سے ہے اس کا مسکن شہر اشنیا تھا نامی اور بڑے حکماء عالم میں اس کا شمار ہے یہ حکمت میں افلاطون حکیم یونانی کا شاگرد ہے۔ اس کے میانہ (پالکی) کے ساتھ سینکڑوں شاگرد پڑھتے ہوئے چلتے تھے۔ اسی وجہ سے اس کا تلامذہ مشائین کے نام سے مشہور ہوئے۔ افلاطون حکیم سقراط کا شاگرد ہے اسے خود اس کی قوم نے زہر دے کر مار ڈالا۔ اس وجہ سے کہ اس نے انہیں بت پرستی سے منع کیا تھا اس نے علم و حکمت کی تعلیم حکیم فیثا غورث سے پائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فیثا غورث' تاسیس حکیم ملطیہ کا شاگرد ہے اور تالیس لقمان حکیم کا شاگرد حکماء یونان میں سے ومیقراطیس اور انکشا غورس بھی ہیں یہ لوگ علم و حکمت کے علاوہ علم طب میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے۔ اسی کے شاگردوں میں سے جالینوس بھی تھا جو زمانہ جناب عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام میں گزرا ہے اور اس کی قبر صقلیہ میں ہے۔

ارسطو کی تصانیف : ارسطو نے کتاب ہرمس کی شرح لکھی جس کا ترجمہ مصری زبان میں یونانی سے ہوا۔ اس میں اکثر علوم اور حکمت اور طلسمات کے اسرار اور ان کی شرح ہے اور اسکی کتاب الاسطماخیس میں اہل اقالیم سبعہ کی عبادات کا حال لکھا ہے کہ یہ لوگ کواکب سیارہ کی پرستش کرتے ہیں۔ فلاں اقلیم والے فلاں ستارہ کی پرستش کرتے ہیں۔ الی غیر ذالک اور کتاب الاستماطیس میں شہروں اور قلعوں کو فتح کرنے کی تدبیر بذریعہ طلسمات تحریر کی گئی ہیں اس میں پانی برسانے پانی کھینچنے کے طلسمات بھی مذکور ہیں اور کتاب شطرطاش میں منازل قمری کا بیان ہے۔ ان کے علاوہ ان کی تصانیف سے اور کتابیں بھی ہیں جن میں اس نے فرداً فرداً اعضاء' حیوانات' پتھر' درخت اور جڑی بوٹیوں کے منافع اور

---

[1] معلم ارسطو کا نام ارسطا طالیس فیلسوف ہے۔ یہ ننانوے اولمبیاو کے پہلے سنہ میں پیدا ہوا اور ایک سو چودہ اولمبیا کے ۳ میں انتقال کیا تریسٹھ برس کی عمر پائی۔ اس کے باپ کا نام نیقوماقوس حکیم تھا یہ بادشاہ مقدونیہ کا مصاحب تھا۔ ارسطو شہر استاجیر (مضافات مقدونیہ) میں پیدا ہوا۔ اس کے ماں باپ عالم طفلی میں ہی انتقال کر گئے اسی وجہ سے اس کا ابتدائی زمانہ عمر فسق و فجور میں گزرا۔ باپ کا جمع کیا ہوا سرمایہ عشرت میں اڑا دیا جب تنگدستی نے ستایا تو سپہ گری سیکھنے لگا۔ لیکن مخالف طبیعت ہونے کی وجہ سے گھبراتا تھا۔ ایک روز تنگ آ کر دنقیس کاہن کے پاس گیا اس نے اسے شہر اثنیاء جانے اور علم و حکمت سیکھنے کی ہدایت کی اس وقت اس کی عمر اٹھارہ برس کی تھی۔ یہ حسب ہدایت کاہن مذکورہ اثنیاء پہنچ کر مکتب افلاطون میں بیس برس تک پڑھتا رہا تنگدستی کی وجہ سے بعض خاص خاص دوائیں اپنے ہاتھ سے بنا کر فروخت کر کے اس کی قیمت سے گزر اوقات کرتا تھا۔ آواز اس کی باریک آنکھیں چھوٹی' پنڈلیاں پتلی' تیز فہم تھا۔ اکثر مسائل علمی میں اپنے استاد کا مخالف ہو جاتا تھا۔ جب یہ مدرسہ افلاطون سے فارغ التحصیل ہو کر نکلا تو اثنیاء والوں نے اسے بادشاہ فیلیپس (فیلقوس) پدر اسکندر کے پاس اپنا سفیر کر کے بھیجا۔ اس نے حق سفارت خوب ادا کیا۔ جب وہاں سے ایک مدت کے بعد واپس ہو کر شہر اثنیاء آیا تو مدرسہ افلاطون میں مسلم اکسنیو قراط کو درس دیتے ہوئے دیکھ کر خود درس و تدریس و تعلیم میں مشغول ہو گیا اور مذہب افلاطون کے خلاف ایک نیا مذہب ایجاد کیا جس سے تمام علوم اور بالخصوص علم فلسفہ اور سیاست میں اس کی بہت بڑی شہرت ہو گئی کچھ عرصہ بعد بادشاہ فیلیپس نے اسے شہر مقدونیہ میں اپنے لڑکے اسکندر کی تعلیم کی غرض سے طلب کر لیا۔ اسکندر کی عمر اس وقت چودہ برس کی تھی یہ آٹھ برس تک اسکندر کو تعلیم دے کر پھر شہر اثنیاء چلا آیا اور تیرہ برس تک لوگوں کو تعلیم دیتا رہا۔ سنبلہ کے کسی کاہن نے اسے کفر و الحاد سے متہم کیا یہ جان کر خوف سے اثنیاء چھوڑ کر جزیرہ اغر یبون جاتے ہوئے بالقصد یا اتفاقاً دریا میں ڈوب کر مر گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ارسطو عارضہ قولنج میں مرا' واللہ اعلم' تاریخ فلاسفہ۔

خواص لکھے ہیں۔

اسکندر اعظم کی فتوحات: الغرض اسکندر فارس پر قابض ہونے کے بعد بلاد ہند کی طرف بڑھا اور اس کے اکثر حصہ پر قبضہ کر لیا۔ اس نے بادشاہ فارس کو شکست دے کر متعدد لڑائیوں کے بعد گرفتار کر لیا۔ چین اور سندھ کے بادشاہ اس کے مطیع ہو گئے۔ افریقہ' مغرب افرنجہ (فرانس) صقالبہ' سودان' بلادِ خراسان' ترک کے بادشاہ اسے سالانہ خراج اور نذرانہ بھیجتے تھے۔ غالباً تمام ملوک عالم اس کے مطیع تھے۔ بابل میں اس کا انتقال ہوا جب کہ اس کی عمر کے بیالیس مرحلے گزر چکے تھے اور اس کی حکومت کا بارہواں سال تھا سات برس دارا کے قتل سے پہلے اور پانچ برس اس کے بعد۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ زہر سے مرا ہے اس کے عامل نے جو مقدونیہ میں رہتا تھا اسے زہر دے کر مار ڈالا وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کی ماں نے اسکندر سے اس کی کچھ شکایت کی تھی اور اسکندر نے اس کی سزا دہی کا وعدہ کیا تھا۔ واللہ اعلم

بطلیموس: طبری کہتا ہے کہ اسکندر کے بعد جب اس کے لڑکے اسکندروس کو تخت نشین کیا گیا تو اس نے سلطنت اور شاہی ترک کر کے فقیرانہ زندگی اختیار کر لی۔ اسی وجہ سے شاہی خاندان کا ایک دوسرا شخص نوغوش نامی تخت حکومت پر بٹھایا گیا اور وہ بطلیموس کے لقب سے ملقب ہوا۔ مسعودی کہتا ہے کہ اسکندر کے بعد ہر بادشاہ بطلیموس سے لقب سے ملقب ہوتا تھا۔ یہ لوگ مقدونیہ کے رہنے والے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنا دارالسلطنت اسکندریہ بنا رکھا تھا۔ ان میں تین سو برس کے اندر چودہ بادشاہوں نے حکومت کی۔ ابن عمید کہتا ہے کہ اسکندر کی حیات ہی میں اس کے چار امراء ممالک بعیدہ و قریبہ پر حکمرانی کر رہے تھے۔ چنانچہ بطلیموس فلیا' اسکندریہ مصر مغرب پر اور فیلقوس مقدونیہ اور جو اس سے ملے ہوئے ممالک روم تھے۔ ان پر (یہ وہی شخص ہے جس کی نسبت یہ مشہور ہے کہ اس نے اسکندر کو زہر دیا تھا) اور دمطرس شام پر اور سلقوس فارس ومشرق پر حکمرانی کر رہا تھا۔ جب اسکندر مر گیا تو انہیں چاروں نے اپنے مقبوضات اور مقبوضہ صوبوں کو اپنا بنا لیا۔

بطلیموس کی فتوحات: ہروشیوش کہتا ہے کہ اسکندر کے بعد اس کا سپہ سالار بطلیموس بن لا ذی حکمران ہوا اور اسکندریہ کو اس نے اپنا دارالسلطنت مقرر کیا۔ کلمش بن اسکندر اپنی ماں روشنک بنت دارا اور لیبادہ مادر اسکندر کے ہمراہ فمشاندر والی انطاکیہ کے پاس چلا گیا۔ والی انطاکیہ نے ان سب کو قتل کر ڈالا اور غریقیون نے بطلیموس کی حکومت کی مخالفت کی۔ بطلیموس نے سب سے لڑ کر انہیں اپنا مطیع بنا لیا۔ اس کے بعد فلسطین کی طرف بڑھا یہود کو شکست دے کر ان میں سے بعض کو قتل کیا۔ بعض کو قید کر لیا اور ان کے سرداروں کو فلسطین سے مصر جلاوطن کرا دیا۔ چالیس برس اس کی حکومت رہی اس کا نام شنوشن بن لاغوش ہے۔

فلدیفیش: اس کے بعد اس کا لڑکا فلدیفیش (فیلوقوس) حاکم ہوا۔ اس نے یہودی قیدیوں کو مصر سے آزاد کر دیا۔ بیت المقدس کے برتن واپس کر دیئے بلکہ اپنی طرف سے طلائی برتن دیئے۔ ستر احبار (علماء) یہود کو جمع کر کے توریت کا عبرانی زبان سے رومی اور لاطینی زبان میں ترجمہ کرایا۔ اس نے اڑتیس برس حکومت کی اس کے بعد انطریس (یا انطیس) حکمران ہوا یہ نہایت صلح پسند امن دوست تھا۔ اس نے اہل افریقہ سے صلح کر لی۔ اس کے زمانہ میں رومہ کے سپہ سالار نے غریقیون پر حملہ کیا اور وہ فائدہ میں رہے۔ چھبیس برس حکومت کر کے یہ ہلاک ہو گیا۔

فیلونطول اور رومیوں کی جنگ: پھر اس کا بھائی فلوذ باذی (فیلونطول) تخت آرائے حکومت ہوا۔ اس پر اور کے سپہ سالار نے چڑھائی کی اس نے سپہ سالار رومہ کو شکست دی اور نہایت بے رحمی سے اس کی فوج کو مارتا ہوا رومہ تک پہنچا دیا اس کے بعد اس نے یہود پر حملہ کیا اور ان سے شام چھین کر اپنی طرف سے شام کا حاکم مقرر کیا۔

یہودیوں پر تشدد: لڑائی کے دوران بھی اور اس کے بعد بھی یہودیوں پر نہایت سختی کرتا رہا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے تقریباً ساٹھ ہزار یہودیوں کو قتل کر ڈالا۔ سترہ برس اس کی حکومت رہی اس کے بعد اس کا لڑکا ایفانش (افنیقاس) بادشاہ ہوا۔ اسی کے عہد حکومت میں اہل رومہ اور اہل افریقہ میں جھگڑا پیدا ہوا۔ جو تقریباً بیس برس تک قائم رہا اور اہل رومہ نے صقلیہ فتح کر لیا۔ اس کا سپہ سالار افریقہ تک بڑھ گیا اور قرطاجنہ کو بھی فتح کر لیا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس نے چوبیس برس حکمرانی کی۔ یہ علم الافلاک اور نجوم خوب جانتا تھا۔ کتاب مجسطی اسی کی ہے' زاہد' روزہ دار تھا۔ سرسٹھ برس کی عمر پائی۔

قلوماطر کا خاتمہ: اس کے بعد اس کا لڑکا قلوماطر تخت حکومت پر بیٹھا اس کے زمانہ میں غریقیوں نے رومہ پر چڑھائی کی۔ غریقیوں کے ساتھ اس حملہ میں والی مقدونیہ' اہل آرمینیہ عراق والے اور بادشاہ نوبہ بھی شریک تھے۔ لیکن رومانیوں نے سب کو شکست دے کر والی مقدونیہ کو گرفتار کر لیا۔ قلوماطر بطلیموس اپنے ۳۵ جلوس میں ہلاک ہو گیا۔

رومیوں کی اندلس پر فوج کشی: اس کے بعد اریاطش تخت نشین ہوا۔ اس کے زمانہ میں اہل رومہ کی حکومت مضبوط ہو گئی انہوں نے اندلس پر چڑھائی کی۔ دریا عبور کر کے افریقہ پر چڑھ گئے اس کے بادشاہ اشدریال کو مار ڈالا۔ اس کے شہر کو ویران کر دیا جب کہ اس کی تعمیر کو نو سو برس ہو چکے تھے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ پھر اہل رومہ نے غریقیوں پر حملہ کر کے ان کی حکومت چھین لی۔ ان کے سب سے بڑے شہر قرنطہ کو لے لیا۔ اس بطلیموس کی ستائیس برس حکومت رہی اس کے بعد شوطار (سوطیرا) بن اریاطش سترہ برس حکمران رہا۔

رومانیوں کا بیت المقدس پر حملہ: اس کے بعد اس کا بھائی آسکندر دس برس پھر اس کا لڑکا دیونشیش ایک سو تین برس تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے زمانہ میں رومانیوں نے بیت المقدس پر حملہ کیا یہود پر خراج مقرر کیا اور قیصر بولش نے اپنے سپہ سالاران فوج کے ہمراہ فرنجہ پر اور اس کے لمیاش سپہ سالار نے فارس پر چڑھائی کی اور سب پر غالب رہے' انطاکیہ اور اس کے بلاد کو لے لیا۔

ملکہ کلابطرہ (قلوپطرہ): اس زمانہ میں ترکوں نے خروج کر کے مقدونیہ پر دھاوا کیا۔ لیکن رومانیوں کے سپہ سالار مشرق ہامس نے انہیں لوٹا دیا۔ اس کے بعد دیونشیش مر گیا اور اس کی جگہ اس کی لڑکی کلابطرہ (فیلونطورا) دو برس حکمران رہی۔ بروایت ہردشیوش تقریباً ابتدائے خلقت کے پانچ ہزار برس یا اس سے کچھ زائد اور بناء رومہ سے سات سو برس کے بعد اس کا زمانہ حکومت ہوا ہے۔ اسی کے عہد سلطنت میں قیصر بولش نے رومہ پر قبضہ کر کے رومانیوں کی حکومت کا خاتمہ کیا ہے اور یہ واقعہ اس وقت ہوا ہے جب کہ قیصر جنگ افرنج (فرانس) سے واپس آیا ہے اس کے بعد قیصر نے مشرق کا رخ کیا۔ بادشاہ آرمینیہ مبانش بر سر مقابلہ آیا۔ لیکن قیصر سے شکست کھا کر امداد کی غرض سے ملکہ مصر کے پاس بھاگ گیا۔ مصر کی

ملکہ ان دنوں کلا بطرہ تھی اس نے بادشاہ آرمینیہ کو مدد پہنچانے یا پناہ دینے کی بجائے اس کا سر کاٹ کر اپنا رسوخ بڑھانے کے لئے قیصر کے پاس بھیج دیا۔لیکن اس سے ملکہ کلا بطرہ کو کچھ بھی فائدہ حاصل نہ ہوا قیصر اس پر بھی حملہ کر کے مصر و اسکندریہ اور بیت المقدس کا حکمران ہو گیا۔

ملکہ کلا بطرہ کی مہمات: بیہقی نے تحریر کیا ہے کہ ملکہ کلا بطرہ نے لاطیبیوں پر حملہ کر کے انہیں مغلوب کیا تھا۔اس کا ارادہ اندلس تک جانے کا تھا۔لیکن راستہ میں پہاڑ حائل ہونے کی وجہ سے رک رہی کچھ عرصہ بعد حیلہ وفریب سے اندلس آ گئی اور اسے بھی فتح کر لیا۔اس کی ہلاکت اوشطش بولش ثانی قیصر کے ہاتھ سے واقع ہوئی اور ایسا ہی مسعودی نے ذکر کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس نے بائیس برس حکمرانی کی۔اس کا شوہر انطونیوش (مطرنیوس) حکومت مقدونیہ اور مصر میں اس کا شریک تھا۔

ملکہ کلا بطرہ کی خودکشی: جب اوشطش قیصر نے حملہ کیا اور اس کا شوہر انطونیوش لڑائی میں مارا گیا تو قیصر اوغشطش نے فتح یابی کے بعد بجبر اس سے عقد کرنا چاہا اس وجہ سے کہ یہ بقیہ حکماء یونان میں سے تھی۔لیکن ملکہ کلا بطرہ نے اسے ناپسند کر کے اپنے اور اس کے مارنے کی یہ تدبیر نکالی[1] کہ ایک آراستہ باغ میں ایک زہریلا سانپ پکڑ کر شہ نشین کے گلدستہ میں رکھ دیا اور جب قیصر کے آنے کا وقت ہوا تو اس نے خود گلدستہ کو اٹھا کر سونگھا جس سے وہ جوں کی توں بیٹھی رہی جب قیصر آیا تو وہ اس واقعہ عجیب سے آگاہ نہ تھا اس نے بھی گلدستہ کو اٹھا کر جیسے ہی سونگھنا چاہا سانپ نے اسے بھی کاٹ لیا اسی حیلہ سے ان دونوں کا خاتمہ ہو گیا اور ان کے علوم بھی ناپید ہو گئے لیکن تھوڑی سی کتابیں ان کے کتب خانوں میں باقی رہی گئیں تھیں[2] جنہیں خلیفہ مامون الرشید نے قبرص سے منگوا کر عربی میں ترجمہ کروایا۔

بطلیموس اول: ابن عمید نے اسکندر کے بعد مصر و اسکندریہ کے چودہ بادشاہ بتائے ہیں۔جن کی آخری حکمران کلا بطرہ ہے یہ سب بطلیموس کہلاتے تھے۔جیسا کہ مسعودی نے کہا ہے لیکن اس نے اسکندر کے بعد کے ملوک مشرق اور شام اور مقدونیہ کا کچھ ذکر نہیں کیا۔جنہوں نے اسکندر کے بعد ملک کو تقسیم کر لیا تھا۔ہاں یونانیوں میں سے بادشاہ انطاکیہ کا کچھ تذکرہ آ گیا ہے۔اس نے مصری بادشاہوں کے نام بھی لکھے ہیں اگر چہ ان کی تعداد میں سخت اختلاف ہے۔مگر اس امر پر سب نے اتفاق کیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک بطلیموس کہلاتا تھا۔بطلیموس اول اسکندر کا بھائی یا غلام تھا اس کا نام فلاذا افسد یا ارندواس یا لوغس یا فیلس تھا کسی نے اس کا زمانہ حکومت سات برس اور بعض نے چالیس برس تحریر کیا ہے۔

سلقیوس اور انطوخوس: ابن عمید کہتا ہے کہ اسی کے زمانہ میں سلقیوس (میرا خیال یہ ہے کہ یہی بادشاہ مشرق ہے) نے تمامہ، حلب، قنسرین، سلوقیہ لاذقیہ آباد کیا تھا اور قدس شریف میں شمعان بن جونیا اور اس کے بعد اس کا بھائی عاذر کاہن اعظم تھا۔اسی کی حکومت کے نویں سال انطوخوس بادشاہ انطاکیہ نے یہود پر حملہ کیا تھا اور گیارہویں سال روم سے لڑائی ہوئی۔جس میں اس کا لڑکا اقفاقش بطور ضمانت لے گیا تھا اور ۱۳ جلوس میں انطوخوس کا عقد ملکہ کلا بطرہ بنت لوغش سے ہوا اور لوغش نے بلاد مقدس کو اس کے مہر میں لے لیا۔انیسویں سال جلوس میں اہل فارس اور مشرق نے اپنے

---

[1] یہ واقعہ عجیب وغریب ہے شاید اسی وجہ سے علامہ مؤرخ نے اسے اپنی تحقیقات میں شامل نہیں کیا۔

[2] کاش یہ بقیہ علوم بھی مٹ جاتے تاکہ دین اسلام ان کی آمیزش سے پاک وصاف رہتا۔

بادشاہوں کو تخت سے اتار کر مار ڈالا اور ان کے لڑکوں کو تخت پر بٹھایا تھا اس کے بعد لوغش مر گیا۔

اسکندروس غالب اثور: پھر ابن عمید کہتا ہے کہ یونان کے ایک سو اکتیس برس بعد بطلیموس اسکندروس بادشاہ ہوا۔ اس کا لقب غالب اثور تھا۔ اس نے مصر اور اسکندریہ اور بلاد غربیہ پر اکیس برس حکمرانی کی۔ اسے فیلا دلفوس یعنی محبّ برادر بھی کہتے تھے۔ اسی نے بہتر (۷۲) علماء یہود کو جمع کر کے توریت اور کتب انبیاء علیہم السلام کا عبرانی سے یونانی میں ترجمہ کرایا ان علماء میں شمعان (جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) اور عاذر بھی تھے۔ جسے انطوخوس نے اس بناء پر قتل کیا کہ انہوں نے اسے بت پرستی سے منع کیا تھا۔

توریت کا ترجمہ: اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ تلمائی بطلیموس تھا اور یہ مقدونیہ کے بادشاہوں میں سے ہے جس نے مصر پر بھی حکمرانی کی ہے۔ کیونکہ ابن کریون نے لکھا ہے کہ اسی زمانہ میں تلمائی نے جو اہل مقدونیہ میں سے تھا۔ مصر پر قبضہ کیا یہ علم دوست تھا۔ اس نے یہود کے ستر (۷۰) علماء جمع کر کے توریت اور کتب انبیاء علیہم السلام کا ترجمہ عبرانی سے یونانی زبان میں کرایا اس کے زمانہ میں صادق کاہن تھے اور اس نے پینتالیس برس حکمرانی کی۔ اس کے بعد بطلیموس ارنبا حاکم ہوا بعض اس کا نام رغادی اور بعض راکب الانبر بتاتے ہیں اس نے چوبیس یا ستائیس برس حکومت کی۔ یہ وہی ہے جس نے اسکندریہ میں گھوڑ دوڑ کا میدان بنوایا تھا جو زینون قیصر کے زمانہ میں جلا دیا گیا۔

بطلیموس محبّ: اس کے بعد بطلیموس محبّ برادر حکمران ہوا بعض اس کا نام اوشطش اور بعض فیلا دلفس بتاتے ہیں۔ اس کا زمانہ حکومت سولہ برس رہا۔ اس کے زمانہ میں اخیم کاہن تھا۔ پھر بطلیموس الضائغ پانچ برس حکمران رہا۔ اس کے بعد بطلیموس محبّ پدر ہوا اس کا نام کلافاظر بتایا جاتا ہے اس نے سترہ (۱۷) برس حکومت کی۔ یہود سے جزیہ لیا اس کے بعد بطلیموس مظفر یا بطلیموس غالب یا محبّ مادر بیس برس بادشاہت کرتا رہا۔ اس کی حکومت کے انیسویں سال میتیا بن یوحنا بن شمعون کاہن اعظم نے بنی یوناذاب نسل ہارون علیہ السلام سے خروج کیا۔

انطیخوس کا بنی اسرائیل پر حملہ: انطیخوس بادشاہ انطاکیہ نے اپنے لڑکے غالیش کو فوج کے ہمراہ قدس شریف پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے اس پر قبضہ حاصل کرنے میں حیلہ سے کام لیا۔ عازر کاہن کو قتل اور بنی اسرائیل کو بت پرستی پر مجبور کیا تتیاہ بن یوحنا یہود کی ایک جماعت لے کر پہاڑوں میں چلا گیا اور جب لشکر یونان نکلا تو وہ قدس شریف واپس آیا جیسا کہ ہم نے بنی حشمنائی کے حالات میں تحریر کیا ہے۔ بطلیموس محبّ مادر کے بعد بطلیموس محبّ پدر پچیس برس حکمران رہا۔

بنی حشمنائی کا پہلا بادشاہ: اس کے زمانہ قدس میں یہودا ابن میتیا اور اس کے بعد یوناذاب اس کے بعد اس کا بھائی شمعون اس کے بعد ہرقانوس گزرا ہے۔ جس کا نام یوحنان ہے یہی وہ پہلا شخص ہے جو بنی حشمنائی میں بادشاہ کے لقب سے مشہور ہوا اس نے اپنے لڑکے یوحنا کو قیدوتوس سپہ سالار انطیخوس سے لڑنے کے لئے بھیجا یوحنا نے اسے شکست دی اور یہود کا جزیہ دینا موقوف کر دیا۔ جو وہ بادشاہ سوریہ کو زمانہ فیلقوس بادشاہ مشرق سے دیتے چلے آ رہے تھے۔

آخری شاہان بطالسہ: بطلیموس محبّ مادر کے بعد بطلیموس ارغادی ہوا اس نے بیس برس حکومت کی اس کے زمانہ میں انطیخوس نے از سر نو انطاکیہ آباد کیا اور اپنے نام سے اسے موسوم کیا۔ ہرقانوس اور اس کے تینوں لڑکے قدس میں حکمران ہوئے شہر سامرہ سبسطیہ ویران کیا گیا۔ انطیخوس نے قدس شریف پر حملہ کیا۔ اس کے بعد بطلیموس مخلص یا مقروطون حاکم ہوا

اس نے اٹھارہ یا بائیس برس بادشاہت کی اسی زمانہ میں اسکندروس تلمائی بن ہرقانوس بنی حشمنائی کا ساتواں بادشاہ قدس شریف میں تھا اور اس وقت یہود کے تین فرقے تھے۔ بطلیموس مخلص کے بعد بطلیموس محبّ مادر یا اسکندروس یا قیفش یا اسکندر یا ابن مخلص دس برس حکمران رہا اس کے زمانہ میں ملکہ اسکندرہ قدس شریف میں تھی اور مملکت سوریہ کا دوسوستر ہ برس بعد اسی کے ہاتھوں خاتمہ ہوا۔ اس کے بعد بطلیموس قیناس یا ابزلیس یا منفی آٹھ برس یا تیس برس یا اٹھارہ برس حاکم رہا۔ منفی اسے اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ملکہ کلوبطرہ نے اسے ملک سے نکال دیا تھا۔ بعض مؤرخ اسے بطالسہ میں شمار نہیں کرتے اس کے بعد بطلیموس یوناشیش اکیس برس یا اکتیس یا تیس برس حسبِ اختلاف تخت حکومت پر رونق افروز رہا۔ اس کے زمانہ میں ارستلبوس اور اس کا بھائی ہرقانوس قدس شریف میں تھا۔

ملکہ کلابطرہ اور اوغشطش: اس کے بعد ملکہ کلابطرہ بنت دیوناشیش تخت آراء ہوئی اس کا دور حکومت تیس یا تیئیس برس رہا۔ بڑی حکیمہ فلیسوفہ تھی اس کے ۳ ء جلوس میں خلیج اسکندریہ درست کی گئی اور اسکندریہ میں ہیکل زحل اور اخمیم میں ایک مقیاس اور دوسرا شہر الفناء میں بنایا گیا اور ۴ ء جلوس میں اغانیوس قیصر اور رومہ کے تخت حکومت پر بیٹھا۔ چار برس اس کی حکومت رہی اس کے بعد بولیوش تین برس تک حاکم رہا۔ پھر اوغشطش بن مولوجس تخت آراء ہوا۔ اس نے اطراف و جوانب کے ممالک پر قبضہ کر لیا جب اس کی ملک گیری کی خبر ملکہ کلابطرہ کو ہوئی تو اس نے اپنے بلاد کو بچانے کی فکر کی۔ نیل کے شرقی جانب غرماء سے نوبہ تک ایک دیوار اور دوسری دیوار اسکندریہ سے نوبہ تک نیل کے غربی جانب کھنچوائی یہ اس وقت حائط العجوز کے نام سے مشہور ہے۔ اوغشطش قیصر نے اپنے سپہ سالار انطریوس کو مصر پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ اس کے ہمراہ متراداب بادشاہ ارمن بھی تھا۔

ملکہ کلابطرہ کا خاتمہ: ملکہ کلابطرہ نے اس سے دغابازی کی چالاکی سے اس کے ساتھ عقد کرنے کا اقرار کیا جب اس کی اطلاع اس کے رفیق متراداب کو ہوئی تو اس نے انطریوس کو قتل کر کے ملکہ کلابطرہ سے خود عقد کر لیا اور اوغشطش قیصر سے باغی ہو گیا اوغشطش قیصر نے اس پر فوج کشی کی مصر کو فتح کر لیا۔ ملکہ مصر کلابطرہ اور اس کے لڑکے اور شوہر کو قتل کر ڈالا۔ بعض کہتے ہیں کہ ملکہ کلابطرہ نے اوغشطش کے لئے اپنی مجلس میں زہر رکھ چھوڑا تھا جس سے اوغشطش کی ہلاکت ہوئی تھی' واللہ اعلم۔

ملکہ کلابطرہ کے ہلاک ہوتے ہی مصر و اسکندریہ و مغرب سے یونان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور یہ ممالک فتوحات اسلامیہ کے زمانہ تک رومیوں کے قبضہ میں رہے۔ انتھی کلام ابن العمید. (ابن عمید کا کلام ختم ہوا) اس نے جو اختلافات نقل کئے ہیں وہ مؤرخین سعید بن بطریق' یوحنافم الذہب' مجی' ابن الراہب' الوقانیوس وغیرہم کی روایات ہیں۔ بظاہر یہ لوگ مؤرخین نصاریٰ سے ہیں۔

والبقاء للّٰہ الواحد القھار سبحانہ لا الہ غیرہ و لا معبود سواہ
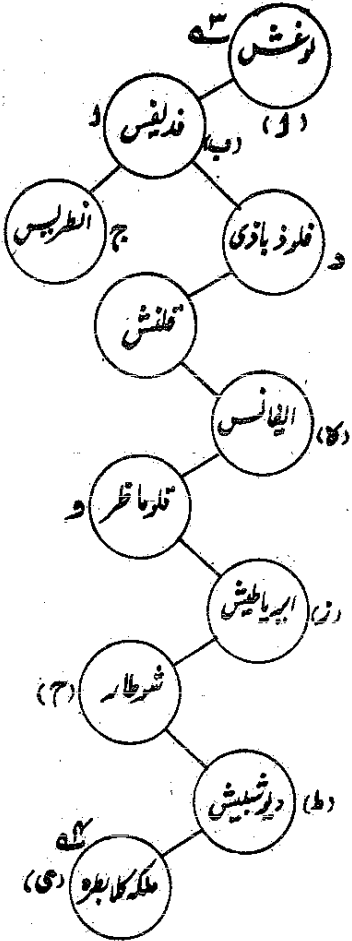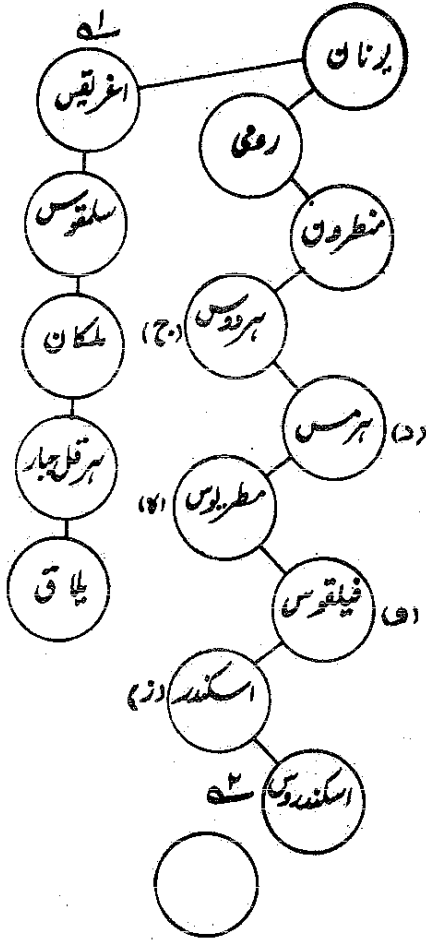
۱ اغریقش یونان کے بعد سب سے پہلے بادشاہ ہوا اس کے بعد ملوک یونان ہوئے ان پر بترتیب ابجد حروف لکھے ہوئے ہیں۔

۲ یہ اپنے باپ اسکندر کے بعد تخت نشین کیا گیا تھا لیکن اس نے سلطنت پسند نہ کی۔

۳ یہ یونان کے شاہی خاندان سے تھا۔ اس کا لقب بطلیموس تھا پھر اس کے بعد جو بادشاہ ہوئے وہ اسی لقب سے معروف ہوتے رہے اس کے عہدِ حکومت کو حکومت بطالسہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسکندر کے بعد یہی مصر و اسکندریہ کے بادشاہ ہوئے ان پر بھی حسب ترتیب حکومت حروفِ ابجد لکھے ہوئے ہیں۔

۴ یہی آخری حکمران یونان ہے اس کے بعد ممالک یونان رومیوں کے قبضہ میں فتوحاتِ اسلامیہ کے زمانے تک رہے۔

باب : ۲۰

روم

اہل رومہ کا نسب: یہ گروہ عالم کے مشہور ترین گروہوں سے ہے بخیال ہروشیوش غریقیوں کا دوسرا فرقہ ہے اور یہ دونوں نسباً یونان میں مجمع ہوتے ہیں اور بخیال بیہقی یہ غریقیوں کا تیسرا گروہ ہے اور یہ تینوں نسباً یونان بن علجان بن یافث میں شریک ہیں اور روم کے نام سے یہ تمام فرقے موسوم ہوتے ہیں کیونکہ ان میں رومیوں ہی کی بڑی سلطنت ہوئی ہے۔

فنش بن شطرنش: ان لاطینیوں کا ملک خلیج قسطنطنیہ کے غربی جانب بلاد افرنجہ تک بحر محیط اور بحر رومی کے درمیان پھیلا ہوا تھا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ لاطینیوں میں سب سے پہلے جس نے حکومت کی وہ فنش بن شطرنش بن ایوب تھا۔ یہ زمانہ بنی اسرائیل میں گزرا ہے اس کے بعد اس کا لڑکا بریامش اور اس کی آئندہ اولاد حکومت کرتی رہی۔ انہیں میں سے کرمنش بن مرشیہ بن سیمین بن مزکھ ہے جس نے زبان لاطینی کی بنیاد ڈالی اور اس کے حروف کے ترتیب وتالیف کی یہ یوائیر بن کلعاد (حکام بنی اسرائیل) کے زمانہ حکومت میں سنہ دنیاوی کے چار ہزار پچاس برس بعد ہوا۔

لاطینی اور اغریقی چشمک: لاطینی اور اغریقیوں میں ہمیشہ ان بن رہی دونوں ایک دوسرے کی تباہی کی کوشش کرتے رہے۔ غریقیوں ہی کے ہاتھوں طرویہ لاطینیوں کا دارالسلطنت چار ہزار ایک سوبیس برس سنہ دنیاوی کے بعد زمانہ عبدون (ملوک بنی اسرائیل) میں ویران ہوا۔ ان دنوں ان کا بادشاہ اناش (بریامش بن فنش بن شطرنش کی اولاد سے) تھا اس کے بعد اس کا لڑکا اشکانیش حاکم ہوا اس نے شہر البا آباد کیا اس کے بعد حکومت اسی کے خاندان میں رہی اس کی اولاد سے برقاش حکومت ختم ہونے کے زمانہ میں ملوک کسد انینیین میں سے تھا اس وقت ملوک بنی اسرائیل میں سے غریاہ بن امصیا حکومت کر رہا تھا۔ برقاش کو حکومت کی کرسی نازینوں اور سریانیوں کے باہمی اختلافات کی وجہ سے نصیب ہوئی تھی۔

روم کی تعمیر: اس کے بعد اس کا لڑکا رولس اور املش یکے بعد دیگرے حاکم ہوئے یہ وہی ہیں جنہوں نے ۴۵۰۰ دنیاوی زمانہ حکومت حزقیا بن احاز بادشاہ بنی اسرائیل میں شہر طرویہ کے چار سو برس ویران ہونے کے بعد رومہ کو آباد کیا۔ شہر رومہ دنیا بھر کے شہروں میں بڑا اور عظیم الشان اور مشہور سمجھا جاتا تھا اور شہر پناہ کی دیواریں اڑتالیس ذراع بلند دس ذراع چوڑی تھیں۔ یہی شہر لاطینیوں اور انہی میں سے قیاصرہ کا ظہور اسلام تک دارالسلطنت رہا اور یہی اس کے حاکم رہے۔

رولس اور املش کے جانشین: پھر ان میں رولس اور املش اور اس کے دو چار پشتوں کے بعد شخصی حکومت کا نام و

نشان اڑا دیا گیا۔ جمہوری حکومت کی بنا ڈالی گئی۔ ہروشیوش لکھتا ہے کہ ستر وزراء سلطنت کا کاروبار دیکھتے ہیں اور اسے وہ غشلش (یعنی جلسہ وزراء) کہتے تھے سات سو برس تک اسی طرح حکومت کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ قیصر یولش بن غالیش اول ملوک قیاصرہ ان پر غالب آیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

روم میں طوائف الملوکی: یہ گروہ اپنی ترقی کے دور میں ہمیشہ سرحدی بادشاہوں سے لڑتا بھڑتا رہا۔ چنانچہ پہلے یونانیوں سے لڑا بھڑا' فارس سے صف آراء ہوا اور شام و مصر پر غالب آیا پھر جزیرہ اُندلس اس کے بعد صقلیہ پر قبضہ حاصل کیا۔ اس کے بعد افریقہ کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قابض ہو کر شہر قرطاجنہ کو ویران کر ڈالا۔ اہلِ افریقہ نے دوسری طرف سے دریا عبور کر کے رومہ کا محاصرہ کیا تقریباً بیس برس تک فتنہ وفساد کی آگ مشتعل رہی۔

اہلِ رومہ کے نسب کے متعلق دوسری روایت: بعض علماء تاریخ کا یہ خیال ہے کہ روم عیصو بن اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ ابنِ کریون کہتا ہے کہ جس زمانے میں جناب یوسف صدیق علیہ السلام اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کا تابوت دفن کرنے کے لئے مقام حیلیس میں لئے جا رہے تھے عیصو کی اولاد نے ان سے لڑائی کی۔
جناب موصوف نے انہیں شکست دے کر ان میں سے صفوابن الیفاذ بن عیصو کو گرفتار کر کے افریقہ کی طرف جلا وطن کر دیا۔ صفوا ابنِ الیفاذ چندے شاہ افریقہ کے پاس رہا۔

اغنیاس اور کیتم میں مخالفت: جب شاہ افریقہ اغنیاس اور کیتم میں مخالفت پیدا ہوئی اور اغنیاس نے اہلِ افریقہ کو جمع کر کے کیتم پر حملہ کیا تو صفوابن الیفاذ کو اپنی شجاعت دکھانے کا بہت بڑا موقع مل گیا۔ اس نے کیتم کو متعدد بار شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا۔ اس کے بعد صفوان الیفاذ ہم قومیت کی وجہ سے کیتم سے آملا۔ اس کے مل جانے سے کیتم کا رعب وداب بڑھ گیا۔ سرحدی بادشاہ اس سے ڈرنے لگے۔ کیتم نے اس کی شادی اپنے میں کر لی اور اپنا حاکم بنا لیا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے بلاد اسبانیا میں سب سے پہلے حکومت کی' پچپن برس تک حاکم رہا۔ اس کے بعد ابنِ کریون نے سولہ بادشاہ اس کی اولاد سے شمار کئے ہیں جن کا آخری بادشاہ رولس بانی شہر رومہ ہے۔ یہ داؤد علیہ السلام کے زمانے میں تھا۔ جناب موصوف سے ڈر کر شہر رومہ آباد کیا اور اس میں ہیکل بنوایا۔

شخصی حکومت کا خاتمہ: اس کے بعد ابنِ کریون نے بادشاہوں کا ذکر کیا ہے پانچواں وہ ہے جس نے کسی شخص کی بیوی سے ناجائز تعلق پیدا کر لیا تھا۔ جب اس شخص نے دیکھ لیا تو اس کی بیوی نے خودکشی کر لی اور اس شخص نے اسے ہیکل میں مار ڈالا۔ اس کے بعد اہلِ رومہ نے شخصی حکومت سے انحراف کر کے جمہوری سلطنت کی بنیاد ڈالی اور تین سو بیس شیوخ کو ملک کا انتظام سپرد کیا۔ یہی لوگ کاروبار سلطنت دیکھتے رہے اور خوب ترقیاں کرتے رہے یہاں تک کہ قیصر کا زمانہ آیا اس نے اپنے آپ کو بادشاہ کے نام سے موسوم کیا۔ پھر اس کے بعد جو ہوا وہ بادشاہ کہلایا۔ انتھی کلام ابن کریون (ابنِ کریون کا کلام تمام ہوا)

ابنِ کریون کا یہ قول ہروشیوش کے خیال کی مخالفت کرتا ہے کیونکہ اس کا یہ بیان ہے کہ داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں رومہ آباد کیا گیا اور ہروشیوش کہتا ہے کہ حزقیا (چودھویں بادشاہ بنی یہودا) کے زمانے حکومت میں رومہ کی بنیاد پڑی۔ ان دونوں مدتوں میں بہت بڑا تفاوت ہے واللہ اعلم بحقیقه الامر

ملوک قیاصرہ (کیتم) رومہ میں تقریباً سات سو برس تک بناء رومہ کے زمانے یا اس سے تھوڑے دن پہلے سے جمہوری حکومت قائم ہوئی۔ ہر سال وزراء کا انتخاب ہوتا تھا اور جس سپہ سالار کا نام قرعہ میں نکلتا تھا وہی اطراف و جوانب کے بادشاہوں پر حملہ کرنے کے لئے جاتا۔ ممالک اجنبیہ کو فتح کرتا تھا یہ لوگ پہلے یونانی روم کے مطیع تھے جب اسکندر مر گیا اور یونانیوں کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا تو ان رومیوں (لاطینیوں) کو اہلِ افریقہ کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی اور انہوں نے شہر قرطاجنہ ویران کر کے پھر آباد کیا اور اندلس‘ شام اور حجاز لے لیا۔ بیت المقدس فتح کر کے اس کے بادشاہ کو قید کر لیا۔ ان دنوں یہود کا بادشاہ ارستبلوس بن اسکندر (آٹھواں بادشاہ بنی حشمنائی) بیت المقدس میں حکومت کر رہا تھا۔ اسے جلاوطن کر کے رومہ لے گئے اور اپنے ایک سپہ سالار کو شام کا حاکم مقرر کیا۔ پھر غملس نے اس سے لڑائی کی اس اثناء میں بولس بن غالیش ظاہر ہوا اور اپنے چچا زاد بھائی لوجیہ بن مدکہ کے ہمراہ اندلس کی طرف گیا۔ افرنج اور جلالقہ سے اس کی لڑائی ہوئی برطانیہ اور اشیونہ پر قبضہ کر کے رومہ واپس آیا اور اندلس میں اکتیبان اپنے بھائی کے لڑکے کو چھوڑ کر آیا۔ جب یہ رومہ آیا اور وزراء کو اس کی رائے سے آگاہی ہوئی تو انہوں نے اس کے قتل کی فکر کی۔ اکتیبان یہ سن کر اندلس سے ایک فوج کثیر لے کر آ پہنچا۔ بولش اس کی مدد سے رومہ‘ قسطنطنیہ‘ فارس‘ افریقہ اور اندلس پر قابض ہو گیا اور یہی قیصر کے لقب سے مشہور ہوا۔ پھر اس کے بعد جو بادشاہ ہوا وہ قیصر کہلایا گیا۔

قیصر کا لقب: لفظ قیصر معرب ہے لفظ جاشر کا۔ جاشر رومیوں کے لغت میں بال کو کہتے ہیں اور اسے بھی کہتے ہیں جو پھاڑا گیا ہو۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ قیصر کی ماں جس وقت یہ حمل میں تھی مر گئی تھی اور یہ اس کا پیٹ پھاڑ کر نکالا گیا لیکن روایت اول صحیح اور اقرب الی الصواب ہے یہ فخر کرتا تھا کہ مجھے کسی عورت نے نہیں جنا۔ یہ ملوک اسکندریہ اور مقدونیہ کے خزانے رومہ اٹھا لایا۔ مشرق وشمال کے بادشاہوں نے اس کی اطاعت قبول کی۔ شام میں اس کا عامل (گورنر) ہیرودس بن انطفتر تھا اور مصر میں اس کی طرف سے غائش حکومت کر رہا تھا۔ مسیح علیہ السلام اسی کے زمانہ حکومت میں ۴۲ھ جلوس میں پیدا ہوئے۔ قیصر مذکور چھپن برس حکومت کر کے بناء رومہ کے سات سو پچاس برس بعد ۵۴۰۰ھ دنیاوی میں مر گیا۔ انتہیٰ کلام ہروشیوش (ہروشیوش کا کلام ختم ہوا)

اغانیوس (جولیس) قیصر: ابن عمید مؤرخ نصاریٰ تحریر کرتا ہے کہ ان قیاصرہ سے پہلے رومہ کا انتظام شیوخ کے سپرد تھا وہی تمام کاروبار سلطنت دیکھتے تھے۔ ان لوگوں کی تعداد تین سو بیس تھی۔ ان سب نے قسمیں کھالی تھیں کہ شخصی حکومت کسی کو نہ دیں گے۔ اُن میں سے ایک شخص جس کا نام قرعہ نکلتا تھا میر مجلس ہوتا تھا اور اس کی رائے دوراندیوں کے قائم مقام سمجھی جاتی تھی۔ یہی انتظام ظہور اغانیوس تک جاری رہا۔ اس نے چار برس تک رومہ کا انتظام کیا یہی قیصر کے نام سے موسوم ہے۔ کیونکہ اس کی ماں اس وقت مری ہے جب کہ یہ حالت حمل میں تھا اور یہ اس کا پیٹ پھاڑ کر نکالا گیا اور سن شعور کو پہنچا تو شیوخ کی ریاست کا زمانہ ختم ہو گیا اس نے رومہ میں چار برس تک حکومت کی۔ پھر اس کے بعد بولیوس قیصر تین برس حاکم رہا اس کے بعد اوغشطش قیصر بن مرنوخش ہوا۔

قیصر اوغشطش: اوغشطش قیصر رومہ کے میر مجلس کا ایک سپہ سالار تھا۔ جو اس کی اجازت سے لشکر لے کر مغرب اور اندلس

فتح کرنے گیا تھا اور جب وہ وہاں سے کامیاب ہو کر واپس آیا تو اس نے میر مجلس کو معزول کر دیا اور بذاتہ حاکم ہو گیا۔ عوام الناس نے ردوبدل میں اس کی موافقت کی۔ میر مجلس رومہ کا ایک سپہ سالار فمقیوس نامی ممالک مشرقیہ میں تھا۔ اسے جب اس واقعہ سے آگاہی ہوئی تو وہ لشکر لے کر رومہ پر چڑھ آیا او غشطش قیصر نے اسے شکست دے کر قتل کر ڈالا اور ممالک مشرقیہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔

اوغشطش کی فتوحات: اس کے بعد ایک لشکر جرار اپنے دو سپہ سالاران انطونیوس اور متر داب بادشاہ ارمن کی ماتحتی میں فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ ان دنوں ملکہ کلا بطرہ یادگار بطالسہ ملوک یونان مصر و اسکندریہ میں حکومت کر رہی تھی اس نے نقل و حرکت کی اطلاع پا کر اپنے بلاد کو محفوظ رکھنے کی غرض سے نیل کے دونوں کناروں پر نوبہ سے اسکندریہ تک غرباً اور فرما تک شرقاً دو دیواریں کھنچوا دیں جب انطونیوس مصر کے میدان میں لڑائی کے لئے آیا تو اس نے اس سے فریباً عقد کر لیا۔ اس نے اپنے رفیق متر داب کو قتل کر ڈالا اور او غشطش قیصر سے باغی ہو گیا۔ او غشطش قیصر اس کی اس حرکت سے ناراض ہو کر خود ایک فوج لے کر مصر پر چڑھ آیا۔ انطونیوس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ ملکہ کلا بطرہ اور اس کے دونوں لڑکوں شمس و قمر کو بھی مار ڈالا۔ مصر و اسکندریہ پر قبضہ کر لیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت: یہ واقعہ اس کی حکومت کے بارہویں برس واقع ہوا اور اس کے ۴۲ھ جلوس میں مسیح علیہ السلام ولادت یحییٰ علیہ السلام کے تین مہینے بعد سنہ پانچ ہزار پانچ سو دنیاوی اور بیت المقدس پر ہیرودس کی حکومت کے بتیسویں سال پیدا ہوئے۔ لیکن پیشتر اسی امر پر متفق ہیں کہ او غشطش قیصر کی حکومت کے بیالیسویں برس مسیح علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور تاریخ کے انداز سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ولادت مسیح علیہ السلام سنہ پانچ ہزار پانچ سو شمسی مبدء عالم میں ہوئی کیونکہ آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک ایک ہزار چھ سو برس ہوتے ہیں اور نوح علیہ السلام سے طوفان تک چھ سو برس اور طوفان سے ابراہیم علیہ السلام تک ایک ہزار بہتر برس اور ابراہیم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام تک چار سو پچیس برس اور موسیٰ علیہ السلام سے داؤد علیہ السلام تک سات سو ساٹھ برس اور داؤد علیہ السلام سے اسکندر تک سات سو ساٹھ برس اور اسکندر سے ولادت مسیح علیہ السلام تک تین سو انیس برس ہوتے ہیں۔ ھکذا ذکر ابن العمید (ابن عمید نے ایسا ہی ذکر کیا ہے) و انھا تواریخ النصاریٰ و فیھا نظر (اور یہ بے شک نصاریٰ کی تواریخ ہے اور اس میں نظر ہے) اس کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیصر او غشطش کے زمانہ حکومت ۴۲ھ جلوس مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت بیت المقدس میں ہیرودس حکومت کر رہا تھا اور اس کے زمانہ انتقال کو سنہ پانچ ہزار دو سو دنیاوی لکھتا ہے۔ حالانکہ ابن عمید ہی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ قیصر او غشطش کی حکومت سنہ پانچ ہزار پانچ سو پندرہ دنیاوی میں رہی ہے۔ واللہ اعلم بالحق۔

یہودیوں کا عیسائیوں پر جبر و تشدد: بہر کیف اس کے بعد طباریش قیصر حکمران ہوا۔ اس کے زمانہ حکومت میں مسیح علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ یہود کی بغاوت شروع ہوئی اللہ جل جلالہ نے جناب موصوف کو زمین سے اٹھا لیا۔ حواریوں نے دین مسیحی پھیلانے کا بار اپنے سر لے لیا۔ یہود ان کی مخالفت کرنے لگے۔ ہدایت و ارشاد سے مانع ہوتے، قید کرتے اور مارتے تھے۔ بلاطس نبطی جو یہود کا بیت المقدس میں قیصر کی جانب سے سردار تھا۔ اس نے مسیح علیہ السلام کے حالات اور یہود کی بغاوت یوحنا معتمد سے مخالفت کے احوال طباریش قیصر سے بیان کئے اور اس کے بعد حواریوں کی بے چارگی یہود کی زیادتی

اور بے جاظلم کے واقعات بھی ظاہر کئے اور یہ بیان کیا کہ یہ لوگ حق پر ہیں۔ طباریش قیصر نے یہ سن کر ان لوگوں کو یہود کے پنجہ ظلم سے بچانے کا حکم دیا اور خود ان کے دین کو اختیار کرنے پر مائل ہوا لیکن اس کی قوم نے اس فعل سے روکا۔

ہیرودس کی معزولی: اس کے بعد ہیرودس گرفتار کر کے رومہ میں لایا گیا اور وہاں سے جلاوطن کر کے اندلس بھیج دیا گیا یہ وہیں مر گیا۔ اس کی جگہ اغریاس اس کے بھائی کا لڑکا تخت حکومت پر بٹھایا گیا اور حواریان مسیحؑ اشاعت دین کی غرض سے ممالک قریبہ و بعیدہ میں متفرق طور پر چلے گئے۔ لوگوں کو اللہ کی عبادت کی تعلیم دینے لگے۔

اغریاس کا قتل: اس کے بعد طباریش قیصر نے اغریاس کو قتل کر ڈالا۔ روم میں حواریوں کے متبعین قتل کئے گئے اور طباریس تئیس برس حکومت کر کے مر گیا۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت میں شہر طبریہ ملک وشام میں آباد کیا جو اسکے نام سے موسوم ہے۔

یعقوب و یوحنا حواری کا قتل: اس کے بعد غانیس قیصر حاکم ہوا۔ ہروشیوش لکھتا ہے کہ یہ طباریش کا بھائی اور قیاصرہ روم کا چوتھا قیصر تھا۔ یہ نہایت سخت تندمزاج تھا۔ یہود نے بیت المقدس میں کچھ بنانا چاہا تھا اس نے روک دیا۔ ابن عمید لکھتا ہے کہ اس زمانہ میں نصاریٰ پر بہت سختیاں ہوئیں۔ یعقوب اور اس کا بھائی یوحنا حواری مارے گئے۔ بطرس قید کیا گیا پھر قید خانہ سے نکل کر انطاکیہ کی طرف بھاگ گیا اور وہیں قیام پذیر رہا اس کی جگہ دوسرا بطریق مقرر ہوا۔

عیسائیت کی تبلیغ: اس کے بعد انطاکیہ سے ۲ جلوس غانیس قیصر میں وہ رومہ آیا اور نصرانیت کے پھیلانے کی کوشش کرتا رہا۔ کچھ زمانہ بعد اتفاق سے شاہی خاندان کی ایک عورت نصرانی ہو گئی جس سے نصرانیوں کو ایک گونہ قوت حاصل ہوئی اسی اثناء میں اکثر یہودیان شام نے نصرانیاں بیت المقدس کو تکالیف اور ایذائیں پہنچائیں۔ ان دنوں ان کا اسقف یعقوب بن یوسف خطیب تھا۔ ابن عمید مسیحی سے نقل کرتا ہے کہ یہ ۱ جلوس بادشاہ غانیس میں فیلقس بادشاہ مصر نے یہود پر حملہ کیا اور سات برس تک انہیں پریشان کرتا رہا اور پھر اپنی حکومت کے چوتھے برس اپنے عامل کو لکھ بھیجا جو مقام سوریہ (یعنی اورشالیم یا بیت المقدس) میں رہتا تھا کہ یہود کی عبادت گاہوں میں بت رکھ دیئے جائیں اس کے بعد اس کے کسی سپہ سالار نے ایک ناگہانی حملہ سے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا اس کے بعد فلودیش قیصر حکمران ہوا۔

انجیل کا ترجمہ: ہروشیوش کہتا ہے کہ یہ طبارش کا لڑکا ہے اس کے زمانہ حکومت میں تین انجیلیں لکھی گئیں۔ متی حواری نے اپنی انجیل بیت المقدس میں عبرانی زبان میں لکھی۔ ابن عمید کہتا ہے کہ یوحنا نے اس انجیل کا زبان رومہ میں ترجمہ کیا۔ بطرس سردار حواریین نے اپنی انجیل زبان رومہ میں لکھ کر اپنے شاگرد مرقس کی طرف اسے منسوب کر دیا۔ لوقا حواری نے بھی زبان رومہ میں انجیل لکھی اور اسے بعض اکابر روم کے پاس بھیجا۔

بیت المقدس کی تاراجی: اسی زمانے میں یہودیوں میں فتنہ وفساد شروع ہو گیا ان کا بادشاہ اغریاس رومہ چلا آیا۔ فلودیش نے اس کی مدد کے لئے اپنا لشکر اس کے ہمراہ کر دیا۔ جنہوں نے بیت المقدس پہنچ کر ایک بڑے گروہ کو قتل کر ڈالا اور بے شمار یہودیوں کو گرفتار کر کے انطاکیہ اور رومہ کی طرف بھیج دیا۔ بیت المقدس ویران کر دیا گیا اور اس کے رہنے والے جلاوطن کر دیئے گئے اسی وجہ سے ایک زمانہ تک قیاصرہ روم کی طرف سے بیت المقدس میں کوئی عامل مقرر نہیں کیا گیا۔ اسی زمانہ سے یہودیوں میں متعدد فرقے قائم ہو گئے مگر ان میں سب سے بڑے سات ہیں ۷ جلوس فلودیش میں روم کے ایک بطریق

نے شمعون صفا کے ہاتھوں بپتسمہ لیا اور بیت المقدس صلیب نکالنے کے لئے آیا۔ لیکن ناکامی کے ساتھ رومہ واپس آیا۔

عیسائیوں کا قتلِ عام: اسی زمانے میں چودہ برس حکومت کر کے قلودیش قیصر مر گیا اس کی جگہ اس کا لڑکا نیرون تخت نشین ہوا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ یہ چھٹا قیصر ہے اس کا فسق و فجور حد سے بڑھا ہوا تھا۔ جب اسے یہ معلوم ہوا کہ اکثر اہلِ رومہ مذہب عیسوی قبول کرتے ہیں تو اس نے غصے میں آ کر ان کے قتل عام کا حکم دے دیا۔ اسی زمانہ میں پطرس (حواریوں کا سردار) مارا گیا اور اس کی جگہ اریولیش بطریق رومہ مقرر ہوا۔ پطرس رومہ میں پچیس برس تک بطریق رہا۔ یہ حواریوں کا سردار اور رومہ کی طرف مسیح کا فرستادہ تھا۔ مرقس انجیلی اسکندریہ میں اس کی حکومت کے بارہویں برس مارا گیا۔ اس کے قتل کے سات برس پہلے سے اسکندریہ، مصر، برقہ ممالک مغرب والے نصرانیت کی جانب مائل ہو رہے تھے۔ اس کی جگہ حنانیا بطریق مقرر کیا گیا یہ مرقس انجیلی کے بعد اسکندریہ کا پہلا بطریق ہے اس نے اپنی قائم مقامی کے لئے بارہ قسیس منتخب کر رکھے تھے ابنِ عمید مسیحی سے ناقل ہے کہ نیرون کی حکومت کے دوسرے برس یہودیوں کا بلخس قاضی جو روم کی طرف سے تھا۔ معزول کیا گیا اور اس کے بدلے قسطس قاضی مقرر رہوا۔ بوثا (بیت المقدس کے مجاروں کا سردار) مارا گیا اور اسی زمانے میں قسطس قاضی بھی مر گیا۔

بیت المقدس سے نصرانیوں کا اخراج: یہود نے نصرانیان بیت المقدس پر دفعۃً حملہ کر کے ان کے اسقف یعقوب بن یوسف نجار کو مار ڈالا۔ ان کے عبادت خانہ کو گرا دیا صلیب کو چھین کر دفن کر دیا۔ یہاں تک کہ ہلانہ مادر قسطنطین نے اس کو نکالا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ یعقوب بن یوسف نجار کے قتل کے بعد اس کا چچا زاد بھائی شمعون بن کنابا عیسائیوں کا اسقف ہوا۔ پھر ۱۰ جلوس نیرون میں یہود نے لڑ بھڑ کر نصرانیوں کو بیت المقدس سے نکال دیا وہ بے چارے جلاوطن ہو کر اردن کے کنارے آ بسے۔

اسباشیانس کا یروشلم پر حملہ: نیرون نے یہودیوں کی سرکوبی اور بیت المقدس کو ویران کرنے کے لئے اپنے سپہ سالار اسباشیانس کو یروشلم کی طرف روانہ کیا۔ یہود نے بیت المقدس کی قلعہ بندی کر لی اور اسے بچانے کی غرض سے تین طرف نئے قلعے بنا لئے لیکن ان کوششوں نے کچھ فائدہ نہ پہنچایا ان کی قسمت میں اس سے پہلے ناکامی و ذلت لکھی جا چکی تھی۔ اسباشیانس نے یہود کا چاروں طرف سے محاصرہ کر کے ان کے قلعوں کو توڑ کر جلا دیا اور ایک برس تک وہیں ٹھہرا رہا۔

نیرون قیصر کا قتل: ہروشیوش کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد ممالک مقبوضہ نیرون قیصر میں بغاوت پھیل گئی چنانچہ اہلِ برطانیہ اس کی اطاعت سے نکل گئے۔ اہلِ آرمینیہ شام و فارس کے مطیع ہو گئے۔ نیرون نے اپنی بہن کے داماد یسبشیان بن لوجیہ کو لشکر دے کر باغیوں کو سر کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے ان کی بغاوت کی مشتعل آگ کو ختم کر کے یہودیان شام پر حملہ کیا۔ کیونکہ یہ بھی قیصری حکومت کے خلاف سر اٹھائے ہوئے تھے اثناءِ محاصرہ بیت المقدس میں نیرون قیصر اپنے لشکریوں کے ہاتھ سے مارا گیا جبکہ اس کی حکومت کا چودھواں سال پورا ہو چکا تھا۔

مسجدِ اقصیٰ کا انہدام: اس نے اسی زمانہ بغاوت میں ایک سپہ سالار راندلس اور سرزمین جوف کی طرف بھی بھیجا تھا۔ جو برطانیہ کو فتح کر کے نیرون قیصر کے قتل کے بعد رومہ آیا اور رومیوں نے اسے اپنا حاکم بنا لیا جب ان واقعات کی اطلاع یشبشان کو ہوئی اور اس کے مشیروں نے اسے رومہ کی طرف واپس ہونے کی رائے دی اور یہودیوں کے سردار نے اس کی

بادشاہت کی بشارت دی جو اس کے یہاں قید تھا (معلوم ہوتا ہے کہ یہ یوسف بن کریون ہے جس کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے) تب یشیشان اپنے لڑکے طیطش کو بیت المقدس کے محاصرہ پر چھوڑ کر رومہ چلا آیا۔ طیطش نے بیت المقدس فتح کر کے مسجد اقصیٰ کو مسمار اور اس کی عمارات کو منہدم کر دیا۔

یہودیوں کی تباہی و بربادی: ہروشیوش کہتا ہے کہ اس واقعہ میں لاکھوں یہودی مارے گئے اور اسی قدر بحالت محاصرہ بھوکوں مر گئے۔ نوے ہزار کے قریب غلام بنا کر فروخت کئے گئے اور تقریباً ایک لاکھ یہودی رومہ میں اس غرض سے لا کر باقی رکھے گئے کہ رومی بچے تعلیم وفنون جنگ کی حالت میں ان پر اپنا ہاتھ صاف کرتے تھے۔ یہود کا یہ جلوہ کبریٰ تھا۔ یہ واقعہ بنائے بیت المقدس سے ایک ہزار ایک سو ساٹھ برس بعد سنہ پانچ ہزار دو سو تیس دنیاوی میں اور بنائے رومہ کے آٹھ سو بیس برس بعد واقع ہوا۔

اسباشیانس کی حکومت: یشیشان نے رومہ پہنچ کر اس سپہ سالار کو تخت سلطنت سے اتار کر فرش مذلت پر بٹھا دیا جو اس کے آنے سے پہلے نیرون قیصر کے قتل کے بعد تخت حکومت پر بیٹھ گیا تھا۔ اسی وقت سے بولش قیصر کے خاندان سے ایک سو سالہ برس بعد حکومت وسلطنت کا سلسلہ جاتا رہا اور تمام ممالک روم کا یشیشان مستقل حکمران ہو گیا اور اپنے کو قیصر ہی کے لقب سے ملقب رکھا۔ انتہیٰ کلام ہروشیوش (ہروشیوش کا کلام ختم ہوا)

غلیان قیصر کا قتل: ابن عمید روایت کرتا ہے کہ اسباشیانش کو جبکہ وہ قدس شریف کا محاصرہ کئے ہوئے تھا نیرون کے قتل کی خبر پہنچی اور یوسف بن کریون کاہن طبریہ نے اسے قیصر ہونے کی بشارت دی تب اس نے اپنے لڑکے طیطش کو بیت المقدس کے محاصرہ پر چھوڑ کر کچھ لشکر ہمراہ لے کر رومہ کا قصد کیا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے اہل رومہ نے نیرون قیصر کے قتل کے بعد غلیان بن قیصر کو اپنا حکمران بنا لیا تھا۔ غلیان قیصر نہایت بدطینت اور ظالم تھا اس کی حکومت کے نویں مہینے کسی خادم نے حالت غفلت میں اسے قتل کر ڈالا۔ تب اس کی جگہ اتون کو تخت نشین کیا گیا تین مہینے بعد اسے تخت سے اتار کر ابطالس کے سر پر تاج قیصری رکھا گیا یہ آٹھ مہینے تک حکومت کرتا رہا اس کے بعد اسباشیانس نے (جس کو ہروشیوش یشیشان کہتا ہے) دو سپہ سالاروں کو رومہ کی طرف بھیجا انہوں نے ابطالس کو شکست دے کر مار ڈالا۔ اسباشیانس نے اس واقعہ کے بعد رومہ کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

اسیر یہودیوں کا انجام: اسی اثناء میں طیطش نے بیت المقدس فتح کر کے بے شمار مال غنیمت اور لاتعداد یہودی قیدیوں کو رومہ میں اپنے باپ کے پاس بھیجا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ اس واقعہ میں ایک لاکھ یہودی مارے گئے اور تقریباً نوے ہزار گرفتار کر لئے گئے۔ رومیوں نے ان قیدیوں کے ساتھ وحشیانہ برتاؤ کیا۔ بیت المقدس سے رومہ آتے ہوئے راہ میں یہودیوں کو جیتے جی درندوں کے سامنے ڈال دیتے تھے۔ بعض کو بورے میں باندھ کر شکاری کتوں کے روبرو پھینک دیتے تھے اور وہ انہیں پھاڑ ڈالتے تھے غرض کہ اسی طرح یہ تمام قیدی مار ڈالے گئے۔ واللہ اعلم

نصرانیوں کی مراجعت یروشلم: طیطش کی کامیابی سے جس قدر یہودیوں کو جانی اور مالی نقصان پہنچا اسی قدر عیسائیوں کا فائدہ ہوا وہ عیسائی جو جلاوطن ہو کر اردن کی طرف چلے گئے تھے پھر بیت المقدس واپس آئے اور کنیسہ (گرجا) بنایا۔ ان دنوں ان کا اسقف شمعان بن کلوپا یوسف نجار کا چچازاد بھائی تھا یہ بیت المقدس کا دوسرا اسقف ہے۔

طیطش اور قیصر بنی اسرائیل: اسپاشیانس (یعنی یشپشان) اپنی حکومت کے نویں برس مر گیا اس کے بعد اس کا لڑکا طیطش قیصر دویا تین برس بادشاہ رہا اور بروایت ابن عمید حکومت اسکندر کے چار سو برس بعد رونق افروز تخت قیصری ہوا۔ یہ علوم حکمیہ سے بخوبی واقف اور نہایت نیک مزاج اور سخی تھا۔ لاطینی اور غریقی زبان بھی جانتا تھا اس کے بعد اس کا بھائی دومریان پندرہ برس حکمران رہا۔ فرانس کی لڑائی میں مارا گیا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ یہ نیرون کا ہمشیرزاد' قاتل' سفاک' نصاریٰ کا دلی دشمن تھا۔ یوحنا حواری کو اسی نے قید اور یہود کو قتل کیا۔ ابن عمید نے اسے وانسطیانوس کے نام سے یاد کیا ہے اور اس کے زمانہ حکومت کو سولہ برس میں محدود کرتا ہے یہود کا سخت دشمن تھا ان کے خاندان سلطنت کے بچہ بچہ کو قتل کیا۔

آل یہوذا حواری کی گرفتاریاں: چونکہ اس زمانے کے بعض نصاریٰ کا یہ اعتقاد تھا کہ مسیحؑ کچھ عرصہ بعد پھر آئیں گے اور حکومت کریں گے اس وجہ سے اس نے ان کے قتل کا بھی حکم دے دیا اور یہوذا ابن یوسف حواری کی اولاد کو قید کر کے رومہ بھیج دیا۔ ان لوگوں سے مسیحؑ کے بارے میں سوال کیا گیا انہوں نے یہ جواب دیا کہ مسیحؑ دنیا ختم ہونے کے بعد آئیں گے۔ رومیوں نے یہ سن کر انہیں چھوڑ دیا۔ اس کے ۳ھ جلوس میں بطریق اسکندریہ ۸۷ مسیحی میں نکالا گیا اس کی جگہ تیرہ برس میں ملموا اور اس کے مرنے کے بعد کرما ہو مقرر ہوا۔

یوحنا حواری کی رہائی: ابن عمید بروایت مسیحی تحریر کرتا ہے کہ اس کے زمانے میں لیونیوس صاحب طلسمات کا واقعہ پیش آیا۔ ذوسطیانوس نے اسے اور تمام فلسفی اور نجومیوں کو رومہ سے نکلوا دیا اور یہ حکم دے دیا کہ انہیں کسی قسم کا انعام و اکرام نہ دیا جائے اس کے بعد دوسیطانوس جسے ہروشیوش دومریاں کہتا ہے مر گیا۔ اس کی جگہ برما برادر اور زادہ طیطش دو برس حکمران رہا۔ اس نے یوحنا حواری کو قید سے آزاد کر دیا' مذہبی آزادی دے دی۔ اس نے لاولد ہونے کی وجہ سے مرتے وقت طبریانس سپہ سالار کے حق میں بادشاہت کی وصیت کی ابن عمید اسے اندیانوس اور مسیحی طرنیوس کے نام سے یاد کرتا ہے اس نے باتفاق مؤرخین سترہ برس حکومت کی۔

عیسائیوں پر ظلم و تشدد: اس نے شمعان بن کلوپا اسقف بیت المقدس اور اغناطیوس بطریق انطاکیہ کو قتل کر ڈالا۔ نصرانیوں پر اس کے عہد حکومت میں بڑی بڑی سختیاں ہوئیں ان کے مذہبی پیشوا مارے گئے عوام الناس لونڈی غلام بنائے گئے یہ نیرون کے بعد تیسرا قیصر ہے یوحنا نے اس کے ۶ھ جلوس میں اپنی انجیل زبان رومہ میں لکھی۔

یہودیوں کی بدعہدی و سرکوبی: یہودی پھر بیت المقدس واپس آنے اور شامت اعمال سے بدعہدی پر آمادہ ہوئے اس نے ان کی سرکوبی کیلئے ایک خونخوار لشکر روانہ کیا جس نے ان میں سے بے شمار یہودیوں کو قتل کر ڈالا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ اس سے اور یہودیوں سے بہت لڑائیاں ہوئیں انہیں لڑائیوں میں عسقلان' مصر' اسکندریہ ویران ہوئے یہودیوں کو اس مقام پر شکست ہوئی۔ قیصری لشکر انہیں کوفہ تک مارتا بھگاتا چلا گیا اور ان کی عظمت و شوکت کو مٹا دیا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ اس کی حکومت کے نویں سال کوشیانو بطریق اسکندر گیارہ برس متولی رہ کر مر گیا۔ اس کی جگہ امرغو بطریق مقرر ہوا یہ بارہ برس تک بطریق رہا۔ بطلیموس مصنف کتاب کہتا ہے کہ شیوس حکیم نے اسی کے ۱ھ جلوس میں رومہ رصد گاہ بنائی۔

بیت المقدس کی تباہی: ابن عمید کہتا ہے کہ یہ بابل کی لڑائی میں مارا گیا اس کی جگہ اندریانوس اکیس برس تک حکمران

رہا۔ اس نے اپنے ابتداء زمانہ حکومت میں یہودیوں پر سختی کی لیکن کچھ عرصہ بعد ظلم وتشدد کے عوض شہر مقدس پھر آباد کیا اور اس کا نام ایلیا رکھا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ یہ نصاریٰ کا دشمن تھا۔ ان میں سے ایک بڑی جماعت کو مار ڈالا عوام بت پرستی کرنے لگے اس کے ۸ھ جلوس میں پھر بیت المقدس ویران کیا گیا۔ وہاں کے عوام الناس قتل کئے گئے اور شہر کے دروازے پر ایک مینار بنایا گیا جس پر ایک لوح تھی جس میں شہر ایلیا لکھا ہوا تھا اس کے بعد بابل سے ایک شخص نے اس پر خروج کیا۔ اس نے اسے مصر تک پسپا کر دیا پھر اس نے اہل مصر کی خواہش سے بحیرۂ قلزم تک ایک نہر کھدوائی جو اس کے بعد بند ہوگئی لیکن جب فتوحات اسلامیہ کی موجیں بڑھیں تو عمرو بن العاص نے اسے پھر کھدوایا۔

بیت المقدس کی از سر نو تعمیر و بربادی: اسی اندریانوس نے شہر قدس آباد کیا یہودی پھر آ کر وہاں سکونت پذیر ہوئے لیکن جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہودی عہد شکنی پر تلے ہوئے ہیں اور زکریا نامی ایک شخص کو اپنے شاہی خاندان سے اپنا حاکم بنا لیا ہے تو اس نے ایک خون خوار لشکر ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا جس نے انہیں انتہائی بری طرح قتل کیا اور شہر کو اجاڑ ڈالا۔ یہودی جلاوطن کر دیئے گئے اور یونانی بیت المقدس میں ٹھہرائے گئے۔ بیت المقدس کی یہ ویرانی طیطش کی ویرانی کے ترپن برس بعد ہوئی جو جلوہ کبریٰ تھا۔

ہیکل زہرہ کی تعمیر: نصاریٰ ان دنوں موضع قبر سے صلیب تک پھر رہے تھے اور وہیں نماز پڑھتے تھے اور یہود وہاں کوڑا پھینکتے تھے یونانیوں نے انہیں نماز پڑھنے سے منع کیا اور اسی مقام پر ایک ہیکل زہرہ کے نام پر بنوایا۔

بطارقہ اسکندریہ: ابن عمید مسیحی سے روایت کرتا ہے کہ ۴ھ جلوس بادشاہ اندریانوس میں عامل الرہا باغی ہو گیا اس وجہ سے رومیوں کی جانب سے الرہا میں مختلف اوقات میں متعدد حکام بھیجے گئے اور شہر اثیوس میں ایک دار الحکومت بنوایا۔ نامی نامی حکماء تعلیم کے لئے مقرر کئے اور ۵ھ جلوس میں نسطش بطریق اسکندریہ مقرر ہوا یہ حکیمانہ مزاج وعلم دوست تھا گیارہ برس تک اس عہدے پر مامور رہا اس کے مرنے کے بعد اس کی جگہ امانیق ۱۶ھ جلوس اندریانوس میں مقرر ہوا اس نے بھی گیارہ برس اسی عہدے پر گزارے یہ ساتواں بطریق تھا۔ اس کے بعد اندریانوس اپنی حکومت کے اکیسویں برس مر گیا اور اس کی جگہ اس کا لڑکا انطونیش حکمران ہوا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ اس کا نام قیصر الرحیم ہے۔ بروایت ابن عمید اس نے بائیس برس اور بخیال صعیدی اکیس برس حکومت کی۔ اس کی حکومت کے پانچ برس مرتیانوس بطریق اسکندریہ ہوا یہ آٹھواں بطریق تھا۔ اس نے نو برس تک اس عہدے پر کام انجام دیا۔ اس کے بعد کلوتیانو چودہ برس تک بطریق رہا اور حکومت کے ساتویں برس اور الیانوس حکیم مر گیا۔ بطلیموس صاحب مجسطی کہتا ہے کہ اور الیانوس حکیم نے موسم گرما کی رصدگاہ ۳ھ جلوس میں بادشاہ انطونیش میں بنائی گئی۔ واللہ اعلم

نصاریٰ پر ظلم وستم: انطونیش اسکندریہ کے چار سو تریسٹھ برس بعد ہوا اور بائیس برس حکومت کر کے مر گیا اس کی جگہ اور الیانوس برادر انطونیوس موسوم بہ اورالش حکمران بنایا گیا اسے انطونیش اصغر بھی کہتے تھے۔ یہ اہل فارس سے اکثر لڑتا رہا۔ پہلے انہوں نے آرمینیہ اور سوریہ کو اس کے ممالک مقبوضہ سے نکال لیا تھا۔ لیکن آخری لڑائیوں کا یہ نتیجہ ظاہر ہوا تھا کہ اس نے انہیں مغلوب کر کے اپنے ملک سے نکال دیا تھا۔ اس کے عہد حکومت میں وبا اور قحط کا بہت زور وشور ہوا۔ نصاریٰ کی دعا سے

پانی برسا و با اور قحط دور ہوا۔ جب کہ نصاریٰ پر بے حد سختیاں ہو چکی تھیں اور ان میں سے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا تھا۔ نیرون قیصر کے بعد یہ چوتھی سختی تھی۔

نصرانیوں میں بدعات کا آغاز: ابن عمید لکھتا ہے کہ اس کے ےے جلوس میں اغریوس اسکندریہ کا بطریق ہوا اور اس کے بارہ برس کے بعد ۱۹ھ جلوس میں مر گیا۔ اس کے بعد اسی کے زمانہ حکومت میں عیسائیوں میں طرح طرح کی بدعات ظاہر ہوئیں باہم وہ مختلف الاقوال ہو گئے۔ مذہب وملت سے کچھ سروکار نہ رہا۔ من مانی باتیں گھڑنے لگے ان میں ابن ویصان وغیرہ تھے جن سے اساقفہ اہل حق نے مناظرہ اور مجاہدہ کیا اور ان کی بدعات مٹانے کی کوششیں کیں اور اس کے ۱۰ھ جلوس میں اردشیر بن بابک اول بادشاہ ساسانیہ ظاہر ہوا اور مملکت فارس کو اپنے قبضے میں لے لیا۔

حکیم جالینوس: جالینوس طبیب بھی اسی کے زمانہ حکومت میں تھا بلکہ اس کے ساتھ اسکی بھی پرورش ہوئی تھی۔ جب اسے یہ خبر معلوم ہوئی کہ انطونیش، رومہ کا بادشاہ ہوا ہے تو وہ یونان سے روم اس کے پاس چلا آیا۔ ویمقراطس حکیم بھی اسی زمانے میں تھا۔ اس کے مرنے کے بعد کمودہ قیصر تیرہ برس تک اسکے بعد متیلوش تین مہینے تک رونق افزائے تخت قیصری رہا۔

نصاریٰ کا قتل عام: ابن عمید کہتا ہے کہ ابن بطریق اس کا نام فرطنوس ظاہر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اور لوگوں نے فرطیخوس اور صعید یوں نے برطالوس بتایا ہے یہ لوگ اس کے زمانہ حکومت کو بالاتفاق دو مہینے میں محدود کرتے ہیں اس کے مرنے کے بعد دو مہینے بولیانس قیصر اس کے بعد سوریانوس قیصر بادشاہ ہوا۔ جس طرح اس کے نام میں لوگوں نے اعتراض کیا ہے اسی طرح زمانہ حکومت میں بھی اتفاق نہیں کیا۔ بعض نے اسے سورس اور ہروشیوش نے طباریش بن ارنت بن انطونیش کے نام سے یاد کیا ہے۔ ابن عمید نے اس کے زمانہ حکومت کو بروایت ابن بطریق سترہ برس اور بروایت مسیحی اٹھارہ برس اور بروایت ابوقانیوس سولہ برس اور ابن الراہب تیرہ برس اور صعید بن صرف دو برس بتاتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے ۴ھ جلوس میں عیسائیوں پر بے حد سختیاں ہوئیں اسکندریہ اور مصر میں انہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کیا گیا ان کے گرجے منہدم کرا دیئے اور اسکندریہ میں ایک ہیکل موسوم بہ ہیکل الالہ بنوایا۔

لاطینیوں کی بغاوت: ہروشیوش کہتا ہے کہ نیرون کی سختی کے بعد یہ پانچواں ہلہ تھا۔ اس کے آخری زمانہ میں لاطینیوں نے بغاوت کی اور یہ اسی بغاوت میں مر گیا اس کے بعد اقطونیش بروایت ابن بطریق چھ برس اور بخیال مسیحی سات برس حکمران رہا۔ اس نے اسے انطونیش قسطس کے نام سے موسوم کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ اس کا ابتداء زمانہ حکومت اسکندر کے پانچ سو برس بعد ہوا ہے اسی کے زمانے میں اردشیر بادشاہ نے نصیبین کا محاصرہ کیا اور اس کے باہر ایک قلعہ بنوایا۔

محاصرۂ نصیبین: اس کے بعد اسے بغاوت خراسان کی خبر پہنچی تب وہ ان سے اس امر پر صلح کر کے واپس ہوا کہ اہل نصیبین اس کے قلعہ سے متعارض نہ ہوں لیکن جیسا ہی اس نے نصیبین سے کوچ کیا۔ اہل نصیبین نے فوراً قلعے کے باہر سے ایک دیوار کھینچ کر قلعے کو شہر کے اندر لے لیا۔ اردشیر خراسان سے لوٹ کر نصیبین پھر آ پہنچا اور بمشورہ بعض حکماء اہل اللہ کی دعا سے قلعے پر قبضہ حاصل کیا۔ اردشیر کا اس کامیابی سے دل بڑھ گیا اس نے اکثر بلاد شام اور اطراف آرمینیہ کو اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔ انطونیش انہی لڑائیوں میں ہلاک ہو گیا۔

نصاریٰ سے حسن سلوک: اس کے بعد مفربق بن مرکہ حاکم ہوا ایک برس بعد رومہ کے کسی سپہ سالار نے اس کو مار ڈالا۔ اس کے بعد اسکندروس سابور بن اردشیر کی حکومت کے تیسویں برس حکومت پر حکمران ہوا اس نے تیرہ برس حکومت کی اس کی ماں نصرانیوں سے محبت رکھتی تھی۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ اس نے بیس برس حکومت کی اس کی ماں عیسائی مذہب رکھتی تھی۔ نصرانیوں کو اس کے زمانے میں بہت آرام اور فراخی رہی ابن عمید کہتا ہے کہ اس کی حکومت کے ساتویں برس تادکلا بطریق اسکندریہ ہوا یہ تیرہواں بطریق تھا سولہ برس تک یہ اسی عہدے پر قائم رہا۔

اسکندروس اور سابور کی جنگ: ہروشیوش کہتا ہے کہ ۱۰ جلوس میں اس نے سابور بن اردشیر سے معرکہ آرائی کی اور جب اس پر فتح یابی حاصل کر کے واپس آیا تو اہل رومہ نے اس پر دفعتہً حملہ کر کے اسے مار ڈالا اس کے بعد مخشمیان بن لوجیہ تین برس حکمرانی کرتا رہا۔ یہ خاندان شاہی سے نہ تھا۔ اراکین دولت نے افرنجہ (فرانس) سے جنگ کی خاطر اسے اپنا بادشاہ بنالیا تھا۔ اس کے زمانے میں عیسائیوں پر ظلم وتشدد ہوا۔ نیرون کی یہ چھٹی سختی تھی۔

بطریق اسکندریہ کا قتل: ابن عمید نے اسے فقیموس کے نام سے یاد کیا ہے اور باقی ان سب باتوں میں اتفاق کیا ہے کہ اس نے نصرانیوں میں سے سرجیوس کو سلمیہ میں اور داحوس کو فرات کے کنارے اور بطریق اسکندریہ کو قتل کر ڈالا۔ بیت المقدس کا اسقف یہ سن کر اپنی کرسی چھوڑ کر جان کے خوف سے بھاگ نکلا اور اس کی حکومت کے تیسرے برس سابور بن اردشیر بادشاہ ہوا۔ ہروشیوش کے خیال کے برعکس کیونکہ وہ یہ بیان کرتا ہے کہ اس نے اسے مار ڈالا تھا۔

ابوفانیوس اور عزویانوس: الغرض فقیموس فخشمیاں کے مرنے کے بعد بونیوس تین مہینے تک بادشاہت کر کے مارا گیا۔ ابن عمید نے اسے ابوفانیوس لوکش قیصر اور ابن بطریق نے بلینا یوس کے نام سے یاد کیا ہے اور ہروشیوش نے اس کا کچھ تذکرہ نہیں کیا۔ اس کے بعد عزویانوس قیصر بروایت ابن عمید چار برس اور بخیال مسیحی اور صعیدین چھ برس تخت قیصری پر رہا۔ اسے ان مؤرخین نے ابوفانیوس اور ردنیوس کے نام سے یاد کیا ہے اور صعیدین اسے قرطانوس کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کا زمانہ اسکندریہ کے پانچ سو اکیاون برس بعد ہوا ہے۔

غرویار کی فارس پر فوج کشی: ہیروشویش کہتا ہے کہ غرویار بن بلیسان نے سات برس بادشاہت کی اس سے اور فارس سے بہت لڑائیاں ہوئیں۔ اس نے ان پر فتح یابی حاصل کی اراکین دولت فارس کو فرات کے کنارے موت کے گھاٹ اتارا۔

فلفش کا قبول عیسائیت: اس کے بعد فلفش بن اولیاق بن انطونیش سات برس بادشاہ رہا۔ سب سے پہلے ملوک روم میں سے اسی نے عیسائی مذہب اختیار کیا۔ ابن عمید صعیدین سے روایت کرتا ہے کہ اس نے چھ برس حکمرانی کی اس کی حکومت اسکندر کے پانچ سو پچپن برس بعد ہوئی یہ مسیح پر ایمان لایا اس کی حکومت کے پہلے سال ونوشیوش اسکندریہ کا بطریق مقرر ہوا اور انیس برس تک اس عہدے پر برقرار رہا۔ یہ چودھواں بطریق تھا اسی کے زمانے میں مرکیوش اسقف کے بھاگ جانے کے بعد غرویانوس بیت المقدس کا اسقف مقرر ہوا۔ پھر جب مرکیوش واپس آیا تو دونوں بالاشتراک اس عہدے کا کام سرانجام دیتے رہے یہاں تک کہ ایک برس بعد غرویانوس مرگیا اور مرکیوش تن تنہا دس برس تک بیت المقدس کا اسقف رہا۔

فلفش کا قتل: ابن عمید کہتا ہے کہ فلفش قیصر کو دافیس (دقیانوس) نامی ایک فوجی افسر نے مار ڈالا اور خود اسکی جگہ تخت قیصر

پر رونق افروز ہو گیا۔ پانچ برس اسکی حکومت رہی یہ شاہی خاندان سے تھا۔ اسکے زمانے میں نصرانیوں پر بہت سختیاں ہوئیں بطریق رومہ کو مار ڈالا۔ مذہب صابیہ کو ترقی دی بت پرستی پر نصرانیوں کو مجبور کیا۔ شہر افسس میں بہت بڑا بت خانہ بنوایا۔

اصحاب کہف: اسی کے زمانہ میں سات اشراف جو مؤمن تھے بھاگ نکلے اور پھر اس کے زمانہ تا ودوسیوس میں ظاہر ہوئے انہی کو اصحاب کہف کہتے تھے[1]۔

عیسائیت پر جبر وتشدد: ہروشیوش کہتا ہے کہ اس کا نام واجیہ بن قشمیان تھا۔ اس نے صرف ایک برس حکمرانی کی اس کے زمانے میں ساتویں بار پھر نصرانیوں پر بہت ظلم و تعدی ہوئی اس نے بطریق رومہ کو مار ڈالا اس کے بعد غالیس قیصر حکمران ہوا۔ دو برس تک اس کی حکومت رہی اس نے بھی نصرانیوں پر ظلم وستم کیا اس کے زمانہ میں بہت بڑی وبا آئی جس سے سینکڑوں شہر ویران ہو گئے۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ یہ غالش بولیاش کا لڑکا ہے اور ابن بطریق یہ بیان کرتا ہے کہ بولیاش غالش کا سلطنت وحکومت میں شریک تھا۔ لیکن یہ غالش سے پہلے ہی مرگیا۔ اس کی حکومت پندرہ برس رہی مسیحی اس تعداد سے اتفاق کرتا ہے۔ مگر اس کا نام واقیوس بتاتا ہے اور غالیوش کو اس کا لڑکا کہتا ہے اور بعضے کہتے ہیں اس کا نام لیوش تھا۔ پانچ برس اس کی حکومت رہی بہر کیف ابن عمید کہتا ہے کہ یہ بت پرست تھا اس کے زمانے میں عیسائیوں پر بے حد سختیاں ہوئیں۔ اس کے پہلے سال حکومت میں مکتیموس اسکندریہ کا پندرہواں بطریق مقرر ہوا بارہ برس تک یہ اس عہدہ پر مامور رہا۔

اسکندروس کا قتل: ۵ جلوس میں اس نے اسکندروس کو بیت المقدس کا اسقف مقرر کیا اور سات برس بعد قتل کر ڈالا۔ اپنے لڑکے کو لشکر روم کا سپہ سالار کر کے فارس بھیجا۔ سپہ سالار فارس نے میدان جنگ سے گرفتار کر کے کسریٰ بہرام کے پاس بھیج دیا۔ کسریٰ بہرام نے اسے قتل کر ڈالا۔

بطریق بیت المقدس کا قتل: ہروشیوش کہتا ہے کہ اس کے بعد غلینوس قیصر حکمران ہوا۔ پندرہ برس اس کی حکومت رہی۔ اس کے زمانہ میں بھی نصرانیوں پر ظلم ہوتا رہا جا بجا مارے جاتے تھے۔ بیت المقدس کا بطریق مار ڈالا گیا۔ فارس سے اور اس سے لڑائیاں ہوئیں جس میں اس نے اس کے بادشاہ سابور کو گرفتار کر لیا تھا۔ اس کے بعد احسان کے طور پر آزاد کر دیا اس کے عہد حکومت میں وبا آئی اور عیسائیوں کی دعا سے رفع ہوئی۔

---

[1] اصحاب کہف کا ذکر قرآن شریف میں بھی آیا ہے یہ لوگ شہر افسوس میں رہتے تھے (دقیانوس بادشاہ وقت کے جبر وتعدی اور بت پرستی پر مجبور کرنے کی وجہ سے شہر چھوڑ کر ایک وسیع غار میں جا کر چھپ گئے تھے۔ یہودی کہتے ہیں کہ وہ تین آدمی تھے چوتھا ان کا کتا تھا اور نصاریٰ کا یہ خیال ہے کہ وہ تعداد میں پانچ تھے چھٹا ان کا کتا تھا۔ مسلمانوں کا یہ قول ہے کہ اصحاب کہف سات آدمی تھے آٹھواں ان کا کتا تھا۔ سیاق وسباق کلام پاک سے یہی صحیح معلوم ہوتا ہے بہر کیف یہ لوگ ایک زمانہ دراز تک اسی غار میں پڑے سوتے رہے فرشتے بحکم الٰہی ان کو ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر کر دیتے تھے اور کتا ان کے روبرو اگلے پاؤں پر سر رکھے ہوئے لیٹا رہا یہاں تک بروایت طبری تین سو نو برس کے بعد اللہ جل شانہ نے بغرض اظہار قدرت کاملہ انہیں جگا دیا ان میں سے ایک شخص کھانا خریدنے بازار آیا اس کے پاس وہی پرانی اشرفی تھی اس وجہ سے وہ سکہ کی تبدیلی کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا جب بادشاہ وقت نے اس سے اس کی سرگزشت دریافت کی تب اسے اصحاب کہف کے قصہ کا خیال ہے جس کا ذکر آسمانی کتاب میں تھا۔ بادشاہ اور اس کے ارکین سلطنت اس کے ساتھ غار پر گئے۔ جب ان لوگوں نے مسیح کے پیدا ہونے اور دقیانوس کے مر جانے کا حال سنا تو بحکم الٰہی دفعتہً زمین پر گر پڑے اور مر گئے۔ بادشاہ نے اسی مقام پر ایک قبہ بنوا کر ایک پتھر پر ان کے نام لکھوا دیئے ان لوگوں کے اسماء جیسا کہ مفسرین نے تحریر کئے ہیں وہ یہ ہیں یملیخا' مکشیلیشیا' مشلینیا' یہ لوگ بادشاہ کے دائیں طرف کے اصحاب تھے۔ مرشوش' دبرنوس' شادنوس یہ لوگ بادشاہ کے بائیں جانب کے ہم نشین تھے۔ ساتواں وہ چرواہا جس نے ان کو غار کا راستہ بتایا تھا۔ آٹھواں کتا تھا جسے قطمیر کہتے ہیں۔

غلینوس قیصر کا قتل: قوط نے اپنے بلاد سے نکل کر غریقیوں اور مقدونیہ اور بلادِ نبط پر قبضہ کر لیا۔ غلینوس قیصر کو رومہ کے ایک سپہ سالار نے مار ڈالا۔ اس کے بعد اقاویدوش ایک برس حکمران رہا۔ ابنِ عمید بروایت مسیحی لکھتا ہے کہ اس نے ایک برس نو مہینے ۵۸۰ء اسکندری میں حکومت کی اس کی حکومت کے پہلے سال میں یونس سمیصائی انطاکیہ کا بطریق مقرر ہوا اور آٹھ برس تک اس عہدہ کو انجام دیتا رہا یہ بطریق وحدانیت کا قائل اور کلمہ اور خدا کی روح کے کسی میں حلول کرنے سے انکار کرتا تھا۔ جب یہ مر گیا تو تمام اساقفہ نے انطاکیہ میں جمع ہو کر اس کے اقوال کی تردید و تکذیب کی۔

فلودیش کی کارگزاری: ہروشیوش کہتا ہے کہ غلینوش قیصر کے بعد فلودیش ابنِ بلاریان بن موکلہ حکمران ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ نامی سپہ سالاروں میں سے تھا۔ خاندان شاہی سے اس کا نسباً کچھ تعلق نہ تھا۔ اس نے قوط کو جو کہ پندرہ برس سے مقدونیہ وغیرہ پر قبضہ کیے ہوئے تھے نکال باہر کیا لیکن دو برس حکومت کر کے مر گیا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ اس کے بعد اس کے بھائی نطیل نے سترہ یوم حکمرانی کی اسے کسی سپہ سالار نے مار ڈالا۔ ابنِ عمید نے اس کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ اس کے بعد اور یلیانش چھ برس تک بادشاہ رہا۔ ابنِ بطریق نے اسے اوراور الیوش اور مسیحی نے بلنیبان کے نام سے یاد کیا ہے اور اس نے اس کے زمانۂ حکومت کو صرف پانچ برس میں محدود کیا۔

نصاریٰ کو مذہبی آزادی: ابنِ عمید کہتا ہے کہ اس کے ۴ھ جلوس میں تاونا اسکندریہ کا سولہواں بطریق مقرر ہوا اور دس برس تک اس عہدہ پر رہا اس سے پہلے عیسائی قومیں رسوم مذہبی اور نماز پوشیدہ طور سے ادا کرتے تھے۔ لیکن جب یہ بطریق مقرر ہوا تو اس نے ہدایا و تحائف دے کر رومیوں سے ایک کنیسہ (کلسیہ) مریم بنانے کی اجازت لے لی اس وقت سے عیسائی علانیہ اس میں مذہبی رسوم اور نماز ادا کرنے لگے۔

قسطنطین کی پیدائش: ۶ھ جلوس میں قسطنطین پیدا ہوا ہروشیوش کہتا ہے کہ اسی اور لیان بن بلنسیان نے قوط سے مقابلہ اور مقاتلہ کیا اور ان پر فتح یاب ہوا۔ رومہ کو از سرِ نو آباد کیا۔

نصرانیوں کا قتل و بربادی: عیسائیوں پر نویں بار نیرون کے بعد اس کے زمانہ میں پھر سختی ہوئی اس کے مارے جانے کے بعد طانیش بن الیاس ایک برس تک اس کے بعد فرونش قیصر پانچ برس تک بادشاہت کرتا رہا۔ ابو فانیوس کہتا ہے کہ اس کا نام فروش تھا۔ ابنِ بطریق بروایت ابنِ لالراہب وصعیدین کہتا ہے کہ اسے بروش کہتے تھے۔ اس نے چھ برس حکومت کی تھی اور مسیحی کہتا ہے کہ اس کا نام اکیوس تھا۔ اس کا دورِ حکومت سات برس رہا۔ ابنِ عمید کہتا ہے کہ یہ ۷ھ جلوس سابور ذوالاکتاف میں اسکندر کے پانچ سو بانوے برس بعد گزرا ہے۔ نصرانیوں پر بے حد سختیاں کرتا تھا۔ اس نے ایک بڑے گروہ کو ناحق ذبح کر ڈالا کسی لڑائی میں یہ اپنے لڑکے کے ہمراہ مارا گیا ہیروشیوش کہتا ہے کہ اس کے مارے جانے کے بعد اس کا لڑکا منار بان بادشاہ ہوا اور وہ بھی چار روز بعد مارا گیا ابنِ عمید نے اس کا کچھ تذکرہ نہیں کیا۔

بقلا دیانوش: اس کے بعد بقلا دیانوش نے اکیس برس اور بروایت مسیحی بیس برس ۵۹۵ء اسکندری میں حکمرانی کی۔ اس کے سوا اور مؤرخین کہتے ہیں کہ اس کا نام عربیطا تھا یہ خدمت گزاری کے ذریعہ سے قیاصرہ کی نظروں میں اس قدر عزیز تھا کہ فاریوش نے اسے اپنا مشیر اور مصاحب خاص بنا لیا تھا۔ اسے مزامیر اور گانے میں بہت بڑا دخل تھا۔ فاریوش کی لڑکی اس پر

عاشق ہوگئی تھی۔ جب اس کا باپ فاریوش اور بھائی لڑائی میں مارے گئے تو رومیوں نے اس کے سر پر تاج شاہی رکھا۔ اس نے بقلا دیانوش (عربیطا) سے اپنا نکاح کر لیا اور حکومت اس کے سپرد کر دی۔ اس وجہ سے یہ تمام ممالک روم پر قابض ہو گیا۔ قسطنطش اس کا برادر زادہ اندنوس بلاد اشیا (ایشیاء) دبیزنطیہ میں تھا۔

اہل مصر کی بغاوت: ۱۰ھ جلوس عربیلا میں اہلِ مصر و اسکندریہ نے بغاوت کی عربیطا نے بزور تیغ اسے ختم کیا اس کے بعد وہ بت پرستی کی طرف مائل ہو گیا۔ گرجے بند کئے جانے کا حکم دیا۔ نصرانیوں پر بے حد سختیاں کیں۔ مارجوس تسیس (جو کہ اکابر ابنِ ائے بطارقہ سے تھا) اور ملقوس کو قتل کیا۔ ۱۰ھ جلوس میں مار پطرس اسکندریہ کا بطریق ہوا دس برس بعد مارا گیا۔ اس کی جگہ اس کا شاگرد اسکندروس بطریق اسکندریہ ہوا اسی کے ارشد تلامذہ سے اریوش ہے جو اس کا سخت مخالف تھا اور اس کے زمانہ بطریقی میں نکال دیا گیا تھا۔ لیکن مار پطرس کے مرنے کے بعد اریوس اپنے خیالات سے باز آیا۔ جس کی وجہ سے وہ پھر کنیسہ میں داخل کر کے قسیس بنا دیا گیا۔

قسطنطین کے متعلق پیشین گوئی: ابنِ عمید کہتا ہے کہ زمانہ دیقلا دیانوس میں قسطنطش (اس کا چچازاد بھائی) اور اس کا نائب جو بیزنطیہ اور ایشیاء میں تھا۔ اس نے خروج کیا مسماۃ ہلانہ (جو شاہی خاندان سے تھی اور اسقف الرہا کے ہاتھ سے اصطباغ حاصل کر چکی تھی اس نے اس سے شادی کر لی جس سے قسطنطین پیدا ہوا منجموں نے اس کے پیدا ہونے پر حکومت کی پیشین گوئی کی اور یہ کہا کہ یہ تیرے ملک و مال کا مالک ہوگا۔ دیقلا دیانوس نے یہ سن کر نہایت غصہ سے قسطنطین کے قتل کا حکم دے دیا ہلانہ اس حکم سے آگاہ ہو کر اپنے بیٹے کو لے کر الرہا کی طرف چلی گئی اور دیقلا دیانوس کے مرنے کے بعد واپس آئی جب کہ اس کا شوہر دیقلا دیانوس کی جگہ روم پر حکومت کر رہا تھا۔ قسطنطش نے ملک و حکومت قسطنطین کے سپرد کر دی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ دیقلا دیانوس نے بیس برس حکومت کی ۶۱۶ اسکندری میں اس کا آخری زمانہ ہوا۔

عیسائیوں پر سختی: اس کے بعد اس کا لڑکا مقیمانوس ابنِ بطریق اور مسیحی اور ابنِ الراہب وغیرہ کہتے ہیں کہ مقطوس دیقلا دیانوس کا حکومت و ملک میں شریک تھا یہ اس سے کفر و عصیاں میں بدرجہا بڑھا ہوا تھا۔ نصرانیوں کو ان دونوں کے ہاتھوں بہت بہت سختیاں اٹھانی پڑیں ایک گروہ کثیر ان کی تیغ ظلم کی نذر ہو گیا۔

سابور اور مقسیمانوس: اس کے ۱ھ جلوس میں اسکندروس شاگرد مار پطرس اسکندریہ کا مشہور بطریق ہوا اور تیس برس تک اس عہدہ پر رہا اور مقسیمانوس کے عہد حکومت میں یہ خرافات اور جھوٹے قصے بیان کرتے ہیں کہ سابور شاہ فارس بہ تبدیل لباس روم گیا اور مقسیمانوس کے دربار میں حاضر ہوا۔ مقسیمانوس نے اسے پہچان کر قید کر لیا اور گائے کی کھال اسے پہنا کر اپنے لشکر کے ہمراہ لئے ہوئے سلطنت فارس پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا اثنائے راہ میں سابور موقع پا کر قید سے بھاگ کھڑا ہوا اور فارس پہنچ کر اس نے لشکر جمع کر کے مقسیمانوس کو شکست دی۔ اسی طرح کی اور ناممکن روایات و حکایات جو عقل سے بعید ہیں۔ بیان کرتے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ سبور نے رومیوں پر چڑھائی کی مقسیمانوس نے اس کا مقابلہ کیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

دیوقاربان کی حکومت: ہیروشیوش نے منار بان قیصر بن قاریون کی نسبت یہ بیان کیا ہے کہ یہ اپنے باپ کے بعد تخت

نشین ہوا اور اسی وقت مارا گیا۔ اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ رومیوں کی زمام حکومت دیوقاربان نے اپنے ہاتھ میں لی اس نے قاریوس کے قاتل سے اس کے خون کا بدلہ لیا پھر اس پر افریز بن قاریوس نے خروج کیا۔ دیوقاربان نے اسے متعدد اور طویل لڑائیوں کے بعد گرفتار کر کے مار ڈالا۔

بغاوتوں کا خاتمہ: اس واقعہ کے بعد ایک طرف سے بلاد افرنجہ (فرانس) اندلس، افریقہ اور مصر میں بغاوت پھوٹ نکلی اور دوسری جانب سے سابور ذوالاکتاف نے حملہ کر دیا۔ دیوقاربان نے ان تمام لڑائیوں اور بغاوتوں کو خشمیاں ہرکولیش کی جان توڑ کوششوں سے رفع دفع کیا۔ بلاد افرنجہ کی بغاوت اور اندلس سے برطانیہ کی حکومت کا (جو سات برس سے قائم ہو گئی تھی) نہایت تھوڑی مدت میں قلع قمع کر کے برطانیہ کو دوبارہ دیوقاربان کی اطاعت پر مجبور کر دیا۔ اسی کے بعد خشمیان نے اپنے داماد قسطنطش اور اس کے بھائی خشمش پسران ولتیونس کو دیوقاربان کی قائم مقامی پر مقرر کیا۔ خشمش نے افریقہ کی بغاوت ختم کر دی اور اسے بدستور رومانیوں کی حکومت میں قائم رکھا اور دیوقاربان قیصر نے مصر و اسکندریہ کے باغیوں کو شکست دے کر ایک ایک کو چن چن کر مار ڈالا اور قسطنطش المانیون کی طرف گیا اور وہاں کی بغاوت کی مشتعل آگ کو بجھایا پھر خشمیان سابور بادشاہ فارس کے مقابلہ پر گیا ایک طویل اور خوفناک لڑائی کے بعد اس پر غالب آیا اس کے بعد شہر غورہ اور کوفہ کو ویران کر دیا۔ وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کر کے غلام بنا لیا۔

عیسائیوں پر ظلم وستم: اس کے بعد دیوقاربان قیصر نے اسے اہل عالش کو (جو کہ بلاد افرنجہ سے تھے) سر کرنے کے لئے بھیجا اس نے ان کی بھی سرکوبی اور معقول گوشمالی کی ان واقعات کے ختم ہونے پر دیوقاربان نے نصاریٰ پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔ قیصر نیرون کے بعد نصاریٰ کے مصائب کا یہ دسواں ہلہ تھا دس برس تک یہ قوم انہی مصیبتوں میں گرفتار رہی۔

دیوقاربان کی معزولی: پھر دیوقاربان اور اس کے نائب خشمیان کو اس کے اراکین دولت نے معزول کر کے حکومت و سلطنت قسطنطش ابن ولتیفوس اور اس کے بھائی خشمش کے سپرد کر دی۔ ان دونوں میں رومیوں کی سلطنت اس طرح تقسیم کر دی گئی کہ خشمش (جسے غلادیش بھی کہتے ہیں) شرقی ممالک کا مالک ہوا اور قسطنطش ممالک مغرب و افریقہ و بلاد اندلس و افرنجہ پر حکومت کرنے لگا۔ دیوقاربان اور خشمیان بحالت معزولی شام کے کسی شہر میں مر گئے اور قسطنطش کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا قسطنطین لاطینون کا بادشاہ ہوا۔ انتہیٰ کلام هیروشیوش (ہیروشیوش کا کلام تمام ہوا)

قرآئن خارجی سے معلوم ہوتا ہے کہ جس بادشاہ کا نام ابن عمید نے دیقلادیانوس ظاہر کیا ہے اسے ہیروشیوش دیوقاربان کے نام سے یاد کرتا ہے اس کے بعد پھر واقعات اور روایتیں نہایت مشتبہ اور نام بے حد مختلف ہیں اس امر کو ناظرین اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں ایک غیر زبان کے ناموں کو دوسری زبانوں میں لانا نہایت دشوار ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

(مترجم) مسعودی کہتا ہے کہ تمام ملوک رومیہ اتنالیس شخص ہوئے جنہوں نے چار سو ستاسی برس نو ماہ چھ روز سلطنت کی۔ سب سے آخری بادشاہ یہی تھا جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ یہ بت پرست تھا اور اس کے بعد ملوک روم نصرانی ہو گئے اور قیاصرہ متنصرہ کے لقب سے یاد کئے جانے لگے۔

باب:۲۱

ملوک قیاصرہ متنصرہ

ملوک قیاصرہ متنصرہ دنیا کے عظیم الشان اور مشہور ترین بادشاہوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کی حکومت ساحل بحر رومی پر اندلس سے رومہ' قسطنطنیہ' شام' مصر' اسکندریہ' افریقہ' مغرب تک پھیلی ہوئی تھی۔ انہوں نے مشرق اور سوڈان میں ترک اور فارس سے مغرب میں نوبہ وغیرہ سے مجادلہ ومقاتلہ کیا۔ پہلے یہ لوگ دین مجوسی کے پابند تھے۔ لیکن ظہور حواریین عیسیٰ اور اشاعت دین نصرانیت کے بعد انہوں نے دین مجوسی کو چھوڑ کر مذہب عیسائی اختیار کیا سب سے پہلے جس نے دین عیسائی اختیار کیا وہ قسطنطین بن قسطنطش بن ولیتوش اور اس کی ماں ہلانہ تھی۔

وجہ تسمیہ نصرانی: دین مسیحی کو دین نصرانی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام موضع ناصرہ میں رہتے تھے جبکہ وہ مصر سے اپنی ماں کے ساتھ واپس آئے تھے اور نصران مبالغہ کے صیغوں میں سے ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس دین میں تعصب نہیں ہے جس کی اعانت اور تائید اس کے متبعین نے کی ہے۔

نسب قیاصرہ: یہ قیاصرہ بنوالاصفر کے نام سے معروف ہیں۔ بعض مؤرخ ان کو عیصو بن اسحاق کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ محققین نے اس کا انکار کیا ہے ابو محمد بن حزم نے اسرائیل علیہ السلام کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ اسحاق کا یعقوب کے سوا ایک اور لڑکا تھا جس کا نام عیصاب تھا اس کی اولاد جبال سراۃ' سرزمین شام میں تا حجاز رہتی تھی اس کا تقریباً تمام حصہ معدوم ولا پتہ ہو گیا۔ لیکن بعض کا یہ خیال ہے کہ روم ان کی اولاد سے ہیں حالانکہ یہ سراسر غلطی ہے اس غلطی کی وجہ یہ ہے کہ جہاں یہ رہتے تھے اسے ادوم کہتے ہیں اس سے انہیں یہ خیال پیدا ہوا کہ روم اسی مقام کا ٹکڑا ہے حالانکہ معاملہ یہ نہیں ہے کیونکہ روم روملس بانی رومہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ میرے نزدیک ان بنوعیصو کا مسکن ایذوم میں تھا عرب نے اسے معرب کرتے ہوئے ذال معجمہ کو راء مہملہ سے بدل دیا اور یہیں سے غلطی واقع ہوئی واللہ اعلم۔

قسطنطین اور مقسیمانوس کی جنگ: ابن عمید کہتا ہے کہ قسطنطین نے مقسیمانوس پر حملہ کیا مقسیمانوس شکست کھا کر میدان جنگ سے رومہ کی طرف بھاگا پل پر دونوں لشکروں کا دوبارہ مقابلہ ہوا مقسیمانوس اور اسکے لشکر کا اکثر حصہ دریا میں ڈوب کر مر گیا۔

قسطنطین: قسطنطین مظفر ومنصور رومہ میں داخل ہوا اور اپنی کامیابی کا پھریرا اس کی بلند اور شاندار مینار پر اڑا دیا۔ اس

وقت جبکہ وہ اس سے قبل کہ وہ بیزنطیہ میں اپنے باپ کے بعد چھبیس برس حکومت کر چکا تھا۔ اس نے عدل وانصاف سے اپنی رعایا کو خوش کیا۔ اس کا ایک سپہ سالار جرنواح قسطنطنیہ کا رہنے والا تھا اور رومہ میں اس کی طرف سے عامل تھا اس نے تاکید و ممانعت کے باوجود بدعہدی کر کے نصرانیوں کو قتل کیا بت پرستی کی بناڈالی۔ ماریادس بطریق کو سولی دے دی قسطنطین نے یہ سن کر اسے گرفتار کرنے کو ایک لشکر رومہ کی جانب روانہ کیا وہ گرفتار ہو کر قسطنطین کے روبرو لایا گیا اور وہیں قتل کیا گیا۔

قسطنطین کا قبول عیسائیت: اس کے بعد قسطنطین شہر نیقیہ میں اپنی حکومت کے ۱۳ھ میں نصرانی ہو گیا۔ بت خانے گروا دیئے کنائس (گرجے) بنوائے۔ ۱۹ھ جلوس میں شہر نیقیہ میں اساقفہ کا مجمع ہوا اریوش گرجا سے نکالا گیا۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اس مجمع کا صدر انجمن اسکندروس بطریق اسکندریہ تھا یہ اس مجمع کے پانچ مہینے بعد اپنی ریاست مذہبی کے پندرہویں برس مر گیا۔ ابن الراہب کہتا ہے اسکندروس بطریق اجلوس قسطنطین میں بطریق بائیس برس تک اسی عہدہ پر رہا۔

مدفون صلیب کی بازیابی: اسی عہد میں ہلانہ مادر قسطنطین بیت المقدس کی زیارت کو آئی۔ کنائس (گرجے) بنوائے صلیب کو دریافت کیا مقاریوس اسقف بیت المقدس نے اس کا پتہ بتایا کہ یہود نے اسے فلاں زمین میں دفن کر دیا ہے اب اس پر کوڑا اور غلاظت پھینکتے ہیں۔ ہلانہ نے یہود کے کاہنوں کو جمع کر کے صلیب کا مدفن دریافت کر کے اس مقام کو خس و خاشاک سے پاک صاف کیا اور اس مقام سے تین لکڑیاں نکالیں۔ ہلانہ نے دریافت کیا کہ ان تینوں لکڑیوں میں صلیب مسیحؑ کون ہے؟ اسقف نے کہا جس لکڑی کے چھونے سے مردہ زندہ ہو جائے وہی اصلی صلیب ہے ہلانہ نے اس کے کہنے کے موافق تجربہ کیا اور اس دن کو صلیب کے ملنے کی وجہ سے عید کا دن مقرر کیا اور اس مقام پر کنیسہ (قمامہ) بنا دیا۔

کلیسا کی تعمیر: اور اسقف مقاریوس کو کنائس (گرجے) بنوانے کا حکم دیا یہ واقعہ ۳۲۸ میلادی مسیحی میں واقع ہوا۔ ۲۱ جلوس قسطنطین میں اسکندروس بطریق کی ہلاکت ہوئی اور اس کی جگہ اس کا شاگرد اثناشیوش مقرر ہوا۔ اس کی ماں اسکندروس کے ہاتھ پر عیسائی ہوئی تھی اس نے اس کی خدمت میں پرورش و تعلیم پائی تھی اور اسی کی جگہ پر بطریق ہوا۔ اریوش کے مقلدین نے اس کی دو مرتبہ کوشش کی لیکن ناکام رہے۔

قسطنطین اور یہودی: قسطنطین نے یہودیان قدس کو مذہب نصرانی اختیار کرنے پر مجبور کیا وہ لوگ بظاہر نصرانی ہوئے لیکن یہ راز خنزیر (سور) نہ کھانے سے ظاہر ہو گیا۔ قسطنطین نے برہم ہو کر ان میں سے اکثر کو قتل کر ڈالا اور بعض ان میں سے جان کے خوف سے عیسائی ہو گئے اس کے بعد قسطنطین نے شہر بیزنطیہ کو از سر نو آباد کر کے اسے اپنے نام پر قسطنطنیہ[1] کے

[1] قسطنطنیہ پہلے ایک جزیرہ خالی مثلثۃ الشکل تھا گزشتہ قومیں اسے ہفت کوہ کہتی تھیں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سلیمان علیہ السلام کی شکارگاہ تھی چھ سو ستر برس قبل از مسیح اس کا ظہور ہوا اور نزول آدمؑ پانچ ہزار آٹھ سو برس بعد اس کی بناء پڑی اس کی دولت اور زرخیزی اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ اس کی بندرگاہ کا نام گولڈن ہارن (شاخ زریں) ہے سب سے پہلے اس پر ایران نے حملہ کیا اور متعدد لڑائیوں کے بعد اسے فتح کر لیا۔ ایک مدت تک یہ ایران کے قبضہ میں رہا۔ پھر چار سو تریسٹھ برس قبل از مسیح لونیا کی خطرناک بغاوت نے حکومت ایران کا خاتمہ کر کے یونانیوں کو اس کا حاکم بنا دیا چوبیں بار اس پر حملہ کیا گیا اور چھ بار یورش سے فتح کر لیا گیا اور ہر بار اس کے باشندے قتل اور بازاروں میں فروخت کئے گئے۔ آخر کار قسطنطین اعظم نے اسے فتح کر کے رومۃ الکبریٰ کی جگہ اسے اپنا دارالسلطنت بنایا۔ گیارہ صدی تک یہ خوب ترقی پذیر رہا نئے نئے قلعے تعمیر ہوئے۔ شہر کے باہر پانچ پہاڑیاں نئی قلعہ بندیوں کے احاطہ میں داخل کی گئیں جس کا اس زمانہ میں بھی بحر مامور تک میلوں نشان ظاہر ہوتا ہے ۳۳۰ء سے ۱۴۵۳ء تک متفرق بادشاہوں کی حکومت پر ملکی لڑائیوں اور بغاوت سے اس کی عظمت و شان کو بہت نقصان پہنچا۔ اسی عرصہ میں ایرانیوں نے پھر کئی بار اس پر حملے کئے عربوں نے اس پر [illegible]

نام سے موسوم کیا پھر اس کا ملک اس کے تینوں بیٹوں میں اس طرح تقسیم ہوگیا کہ قسطنطین اول قسطنطنیہ اور اس کے متعلقات پر حکمران ہوا اور دوسرا قسطنطین بلادشام کا اقصائے مشرق تک اور قسطوس رومہ اور اس کے مضافات کا بادشاہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قسطنطین نے پچاس برس حکومت کی چھبیس برس بیزنطیہ میں مقسیمانوس پر غلبہ سے قبل اور چوبیس برس قیضہ روم کے بعد اور اپنی حکومت کے بارہویں برس نصرانی ہوا اور ۶۵۰ اسکندری میں مرگیا۔

قسطنطین کا قبول عیسائیت کا واقعہ: ہروشیوش کہتا ہے کہ پہلے قسطنطین بن قسطنطش دین مجوسی رکھتا تھا۔ عیسائیوں پر نہایت سختی اور ظلم کرتا تھا اس نے بطریق رومہ کو نکال دیا جس کی بددعا سے یہ مجذوم ہوگیا۔ اطباء نے اسے لڑکوں کے خون سے نہانے کو کہا چنانچہ اس علاج کے لئے متعدد لڑکے لئے گئے اتفاقاً اسے ان کی بے کسی پر رحم آ گیا اس نے ان سب کو چھوڑ دیا شب کو اس نے خواب میں دیکھا کہ ''بطریق رومہ کی اقتدا کرنے کی ہدایت ہوتی ہے''۔ صبح ہوتے ہی اس نے بطریق رومہ کو پھر رومہ میں اعزاز و تکریم سے بھیج دیا اور خود نصرانی ہوگیا۔ قوم کی مخالفت کے خیال سے اس نے رومہ چھوڑ کر قسطنطنیہ میں قیام کیا اور اس کی مضبوط فصلیں اور نئے قلعے بنوائے اور اپنی نصرانیت کا اعلانیہ اظہار کر دیا۔

اہل رومہ کی بغاوت: اہل رومہ نے اس کے تبدیل مذہب سے بغاوت شروع کر دی قسطنطین نے اپنے قوی بازوؤں سے اسے فرو کر کے انہیں مغلوب کر دیا اور نصرانیت کے پھیلانے میں پوری مدد کی۔ پھر فارس پر چڑھائی کی اور ان کے اکثر ممالک کو ان سے چھین لیا۔ اس کے ۲۰ھ جلوس میں قوط کا ایک گروہ باغیانہ طور پر اس کے ملک میں گھس آیا اس نے ان کی شورش کو بھی ختم کیا اور اپنے ملک سے انہیں نکال دیا۔

قسطنطین کا خواب: اس کے بعد اس نے خواب میں صلیب کو دیکھا اور کسی کہنے والے نے خواب میں کہا ''یہی تیرے لئے فتح یابی کی علامت ہے''۔ صبح ہوتے ہی اس نے اپنے خواب کو بیان کیا۔ اس کی ماں ہلانہ بیت المقدس گئی اور صلیب کو نکالا عطریات سے اسے معطر کر کے غلاف میں لپیٹ کر اپنے ہمراہ لائی مختلف شہروں میں گرجے بنوائے پھر ان واقعات کے بعد قسطنطین اکتیس برس حکومت کر کے مرگیا۔ انتھیٰ کلام ہیروشیوش۔

قسطنطین ثانی: قسطنطین کے بعد قسطنطین صغیر بن قسطنطین حکمران ہوا۔ ہیروشیوش اسے قسطنطش کے نام سے موسوم کرتا ہے ابن عمید لکھتا ہے کہ اس نے چوبیس برس حکمرانی کی اس کا بھائی قسطوس اپنے باپ کی جانب سے رومہ میں حکومت کر رہا تھا۔ ۵ھ جلوس قسطنطین میں ایک لشکر رومہ پر بھیجا گیا اس نے رومہ کو فتح کر لیا اریوش اس وقت یہیں موجود تھا اور ایک گونہ اس کا مذہب پھیل چلا تھا۔ اس کے خیالات اہل قسطنطنیہ انطاکیہ مصر اسکندریہ میں پورے طور سے اتر گئے تھے۔ اس کے مقلدین کا ایک خاص گروہ ہوگیا تھا بطریق اسکندریہ جان کے خوف سے اسکندریہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ قسطنطش کے بعد قسطنطین کے خاندان سے حکومت جاتی رہی۔

؎ چڑھائی کی آخر یہ ہوگیا تھا کہ شہنشاہان قسطنطنیہ خلفاء عباسیہ کو خراج دینے لگے۔ عیسائی مجاہدین بھی جو جنگ صلیبی میں ثواب کمانے آئے تھے اسے نقصان پہنچایا اور اس کے باشندوں کو ایذائیں دیں آخرالامر سلطان محمد ثانی بانی دولت عثمانیہ نے اس پر حملہ کیا اور سینٹ صوفیہ پر صلیب کی جگہ ہلالی پھریرا اڑایا۔ پھر اسی وقت سے آج تک سلاطین اسلامیہ کا یہ پایہ تخت ہے اور اسلام بول کے نام سے موسوم ہے گو ان دونوں میں جدت و قدامت کے اعتبار سے کچھ فرق ہے۔

بولیانش اور نصاریٰ: اس کا چچازاد بھائی بولیانش (المیالش) بادشاہ ہوا۔ اس نے نصرانیت چھوڑ کر پھر بت پرستی اختیار کر لی گرجے بند کروا دیئے عیسائیوں پر سختی کی اُن کی معافیاں ضبط کر لیں۔ فارس پر زمانہ حکومت سابور میں چڑھائی کی۔ اثناء لڑائی میں اس کے ایک تیر لگا یہ وہیں مر گیا۔ ہیروشیوش کہتا ہے کہ یہ فارس جاتے ہوئے راستہ بھول کر ایک بیابان میں پڑ گیا دشمنوں نے اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد بلیان بن قسطنطین نے ایک برس بادشاہت کی۔ اس نے بادشاہ فارس پر حملہ کیا لیکن بلا کسی لڑائی کے صلح کر کے جب واپس آ رہا تھا اثناء راہ میں اتفاقاً مر گیا۔

یوشانوش: ابن عمید نے اس کا کچھ ذکر نہیں کیا وہ کہتا ہے کہ بولیاس کے بعد یوشانوش نے بلا اتفاق سابور کی حکومت کے سولہویں برس حکمرانی کی یہ بولیانوس کے لشکر کا سپہ سالار تھا جب وہ مارا گیا تو اہل لشکر نے متفق ہو کر اس شرط پر اس کی بیعت کی کہ وہ عیسائی مذہب اختیار کر لے۔ یوسانوش نے یہ شرط قبول کر لی اور اپنے لشکر کا صلیبی پھریرا بنوایا۔ نصیبین سے (جو فارس کے قبضہ میں تھا) عیسائیوں کو لا کر آمد میں بسایا اور اپنے دار السلطنت پہنچا کر اساقفہ کو گرجوں کی طرف واپس کر دیا ان میں اثنا شیوش بطریق اسکندریہ بھی تھا اس سے اس نے کونسل نیقیہ کے عقیدہ متفقہ کے لکھنے کی خواہش ظاہر کی اس نے اساقفہ کو جمع کر کے دوبارہ اس عقیدہ کو لکھوایا اور اس کی پابندی کی ہدایت کی۔

بلنیسان بن قسطنطش: ہیروشیوش نے اس یوشانوش کا کچھ ذکر نہیں کیا بلکہ اس کی جگہ بلنسیان بن قسطنطش لکھا ہے اسی کے زمانہ میں قوط کے دو فرقے ہو گئے ایک تو مذہب اریوش کا پابند تھا اور دوسرا مجمع نیقیہ کے مقرر عقیدہ متفقہ کا معتقد ہوا اور داماش رومہ کا بطریق ہوا اس کے بعد وہ بعارضہ فالج مبتلا ہو کر مر گیا۔ اس کی جگہ والیش چار برس بادشاہ رہا یہ مذہب اریوش کا مقلد تھا اسی وجہ سے مجمع نیقیہ کے مقلدین کو اس نے ستایا ان پر سختیاں کیں اکثر کو قتل کر ڈالا۔ بعض عیسائی قومیں اہل افریقہ کی مدد سے اس سے باغی ہو گئیں۔ اس نے ان پر بزور تیغ فتح حاصل کی اور قرطاجنہ میں انہیں قتل کر کے قسطنطنیہ واپس آیا قوط اور دوسری قوموں سے جو اس سے باغی ہو گئی تھیں۔ ان سے لڑا اور انہی لڑائیوں میں مارا گیا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ جو قیصر مارا گیا وہ والطینوس تھا اس نے بارہ برس حکومت کی جیسا کہ ابن بطریق اور ابن الراہب سے روایت کی گئی۔ مسیحی سے روایت کی جاتی ہے کہ اس نے پندرہ برس حکمرانی کی اور اس کا بھائی والیاش اس کی حکومت میں شریک تھا۔

اثنا شیوش بطریق: ۶۷۰ اسکندری مطابق ۷ا۱ جلوس سابور کسریٰ میں یہ بادشاہ ہوا وہ کہتا ہے کہ اسی کے زمانہ میں اہل اسکندریہ نے اثنا شیوش بطریق اسکندریہ کو گرفتار کر کے مارنا چاہا لیکن وہ اس سے واقف ہو کر بھاگ گیا اہل اسکندریہ نے اس کی جگہ لوقیوس کو بطریق بنایا جو کہ اریوش کی رائے کا مقلد تھا۔ اس کے بعد ایک کونسل نیقیہ نے پانچ مہینہ بعد پھر جمع ہو کر اثنا شیوش کو بطریق بنایا اور لوقیوس کو نکال باہر کیا۔ اثنا شیوش کے مرنے کے بعد اس کا شاگرد پطرس دو برس تک بطریق رہا۔ لوقیوس کے ہوا خواہوں نے پھر سر اٹھایا اور لوقیوس کو دوبارہ بطریق بنایا تین برس تک یہ اسی عہدہ پر رہا پھر اہل کونسل نیقیہ نے یورش کر کے لوقیوس کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ پطرس کو مذہبی حکومت کی کرسی پر بٹھایا یہ ایک برس بعد مر گیا داریانوس قیصر اور اریوش کے مقلدین میں بہت نا چاقی رہی۔

پطرس بطریق: مسیحی کہتا ہے کہ والیطینوس اہل کونسل کے مقررہ عقیدہ کا معتقد اور اس کا بھائی والیش مذہب اریوش کا متبع تھا۔ اس نے اس مذہب کی تعلیم ثادوکسیس اسقف قسطنطنیہ سے پائی تھی اس نے اس سے اس مذہب کی پابندی اور اظہار کا قول

لیا تھا چنانچہ جب یہ بادشاہ ہوا تو اس نے تمام اساقفہ کو (جو کونسلی مذہب کے پابند تھے) نکال باہر کیا اور اریوش انطا کیہ سے اسکندریہ تک کے تمام گرجوں کا اسقف ہوا۔ پطرس بطریق قید کر لیا گیا پھر قید سے بھاگ کر رومہ میں جا ٹھہرا۔ والنیطیوس قیصر اور سابور کسریٰ میں اکثر لڑائیاں ہوئیں۔ اثنا لڑائی میں والنیطوس مر گیا اور اس کی جگہ والیش حاکم ہوا۔ ابن عمید بروایت ابن الراہب تحریر کرتا ہے کہ اس نے دو برس اور بوفانیوس کہتا ہے کہ تین برس حکومت کی اس کا نام والاش تھا۔ وہ کہتا ہے کہ یہ ان دونوں بادشاہوں کا باپ ہے جنہوں نے سلطنت چھوڑ کر رہبانیت اختیار کی تھی۔ یعنی مسکیموس اور دوقادیوش۔ اس کے ۲ھ جلوس میں طیمانوس برادر پطرس بطریق اسکندریہ کی طرف بھیجا گیا وہ سات برس بعد وہیں مر گیا۔

اساقفہ کی دوسری کونسل: اور ۶ھ جلوس میں دوسری کونسل قسطنطنیہ میں منعقد ہوئی جس کا ذکر پہلے ہو چکا اسی کے زمانہ حکومت میں بطریق قسطنطنیہ مر گیا اس کی جگہ اغریوس اسقف ہوا۔ جو چار برس بعد مر گیا اس کے بعد والیش پر کسی نے عرب سے خروج کیا اور یہ انہیں لڑائیوں میں مارا گیا اس کے بعد اغرادیانوس قیصر ہوا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ یہ والیش کا بھائی اور والنیطوس ابن والیش اس کا شریک تھا۔ ایک برس اس کی حکومت رہی۔ ابوفانیوس کہتا ہے کہ دو برس اور ابن بطریق کی روایت ہے کہ اس نے تین برس حکومت کی ابن مسیحی اور ابن الراہب سے روایت کی جاتی ہے کہ تاوراسیوس کبیر ان دونوں حکومت میں شریک تھا اسکندر کے چھ سو نوے برس بعد یہ لوگ بادشاہ ہوئے اس نے تمام ان اساقفہ کو واپس بلا لیا جنہیں والیش نے جلاوطن کر دیا تھا اور انہیں پھر ان کے عہدوں پر مقرر کیا ایک ہی برس میں اعزادیانوس اور اس کا بھتیجا مر گیا۔

تاوداسیوس: ابن عمید کہتا ہے کہ ان دونوں کے بعد تاوداسیوس بادشاہ ہوا۔ سترہ برس اس کی حکومت رہی بالاتفاق اسکندر کے چھ سو نوے برس بعد ۳۱ھ جلوس سابور کسریٰ میں یہ بادشاہ ہوا۔ اس کے ۶ھ جلوس میں اثناشیوش بطریق اسکندریہ مر گیا اس کی جگہ اس کا کاتب تاوفیلا مقرر ہوا۔ قسطنطنیہ کا بطریق یوحنا تم الذہب اور قبرش کا اسقف ابوفانیوس تھا یہ پہلے یہودی تھا۔ اس کے بعد نصرانی ہو گیا۔ تاوداسیوس کے دولڑکے ارقادیوس اور ریباریوس تھے۔ ۱۵ھ جلوس میں وہ ساتوں جوان ظاہر ہوئے جو اہل کہف کے نام سے مشہور ہیں اور زمانہ دقیانوس میں شہر چھوڑ کر چلے گئے تھے یہ لوگ تین سو نوے برس تک خواب میں پڑے رہے جیسا کہ قرآن میں اس کا ذکر آیا ہے ان کے ساتھ ایک تانبے کا صندوق اور ایک صحیفہ پایا گیا جس میں ان کا قصہ لکھا ہوا تھا۔ تاوداسیوس قیصر کو جب یہ خبر ہوئی تو اس نے تلاش کرایا۔ چنانچہ جستجو کے بعد وہ لوگ مردہ پائے گئے تاوداسیوس نے اس مقام پر ایک کنیسہ (گرجا) بنوایا اور اس دن کو ان کے ظاہر ہونے کی خوشی میں عید کا دن مقرر کیا۔ مسیحی کہتا ہے کہ اریوش کے مقلدین کنائش (گرجوں) میں چالیس برس سے حکومت کر رہے تھے اس نے ان سب کو گرجوں سے نکلوا دیا اور اپنے لشکریوں میں سے انہیں موقوف کر دیا۔ جو اس کے مذہب کے پابند تھے۔ کونسل نیقیہ کے دو سو پچاس برس بعد دوسرا جلسہ قسطنطنیہ میں منعقد ہوا اور یہ طے پایا کہ جلسہ اولیٰ کا مقررہ عقیدہ بہت صحیح اور درست ہے نہ اس سے کچھ کم کیا جائے اور نہ اس میں کوئی کچھ اضافہ کرے۔ اس کی حکومت کے پندرہویں برس سابور بن سابور شاہ بادشاہ فارس مر گیا اس کی جگہ بہرام بادشاہ ہوا۔ اس کے بعد سترہ برس حکومت کر کے تاوداسیوس بھی مر گیا۔

ولیطانش بن فلنسیان: ہیروشیوش والیش کے تذکرے کے بعد تحریر کرتا ہے کہ اس کے بعد ولیطانش ابن فلنسیان برادر والیش چھ برس بادشاہ رہا۔ یہ ملوک قیاصرہ کے چالیسویں عدد کو پورا کرتا ہے۔ طودوشیش بن انطونس بن لوخیان مشرقی ممالک

میں اس کا گورنر تھا اور اپنی حکومت کو فتوحات کے ذریعہ وسیع کرنے میں مشغول تھا۔ اسی اثنا میں اہلِ رومہ نے یورش کر کے اپنے سپہ سالار کو مار ڈالا اور ولیطانش کو بادشاہی سے معزول کر کے طودوشیش کو مشرق سے لا کر اپنا بادشاہ بنا لیا۔ طودوشیش نے تختِ حکومت پر بیٹھتے ہی بلوائیوں کو سزائیں دیں اور نہایت استقلال سے چودہ برس حکمرانی کر کے مر گیا اس کے بعد اس کا لڑکا ارکاویکش حکمران ہوا۔

ہیروشیوش کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ طودوشیش ہی تاودا سیوس ہے جس کا تذکرہ ابنِ عمید نے کیا ہے کیونکہ یہ دونوں اس امر میں متفق ہیں کہ اس کا لڑکا ارکاویکش ہے اور نیز یہ دونوں مؤرخ ان کی مدت حکومت میں بھی اتفاق کرتے ہیں عجب نہیں کہ ولیطانش جس کا ذکر ہیروشیوش نے کیا ہے اعزاویانوس ہو جس کا تذکرہ ابنِ عمید نے کیا ہے۔ واللہ اعلم

ارکاویکش: ابنِ عمید کہتا ہے کہ ارکاویکش (ارکادیوس) ابنِ تاودا سیوس اکبر نے بالاتفاق تیرہ برس حکومت کی ۳ جلوس بہرام بن سابور میں تخت نشین ہوا۔ یہ قسطنطنیہ میں رہتا تھا اور اس کا بھائی انوریش (اورنوریوش) رومہ کا حاکم تھا۔ اس کی صلب سے ایک لڑکا ہوا جس کا نام اس نے اپنے باپ کے نام پر طودوشیش رکھا جب یہ بڑا ہوا تو اس نے اپنے استاد داریانوس کو طودوشیش کی تعلیم کے لئے طلب کیا۔ اریانوس بھاگ کر مصر جا پہنچا اور ترک دنیا کر کے راہب ہو گیا۔ ارکاویکش نے مال و زر کی طمع سے اسے بلانا چاہا لیکن وہ نہ آیا۔ جبل مقطم کے ایک قریہ طراء میں تیس برس بعد مر گیا ارکادیکش اس کی قبر پر ایک کنیسہ اس کی یادگار میں بنوا دیا جو دیرالقصیر کے نام سے موسوم ہے اسی کے زمانۂ حکومت میں ابوفانیوس قبرص سے واپس ہوتے ہوئے دریا میں ڈوب کر مر گیا اور یوحنا فم الذہب بطریق قسطنطنیہ کا انتقال ہو گیا اس کے ۹ جلوس میں بہرام بن سابور مر گیا اس کی جگہ یزدجرد بادشاہ فارس ہوا۔

قوط کا روم پر حملہ: پھر ارکاویکش بھی ہلاک ہوا۔ اس کی جگہ طودوشیش اصغر بن ارکاویکش تیرہ برس کا بادشاہ رہا اس کے زمانہ میں لاطینیوں کا ملک تقسیم کر دیا گیا۔ اطراف و جوانب کے افسروں نے مخالفت کی۔ افریقہ میں بہت بڑا فتنہ و فساد برپا ہوا جو قومس اس کے بھائی نے ختم کیا۔ اس کے بعد افریقہ سے قبرص چلا آیا اور رہبانیت اختیار کر لی پھر قوط نے رومہ پر حملہ کیا انوریش شکست کھا کر رومہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ قوط نے بزورِ تیغ اسے فتح کر لیا اور وہاں کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ گرجوں کا مال و اسباب اٹھا لے گئے۔ پھر جب ارکادیکش قیصر مر گیا تو انوریش نے اس کی جگہ پانچ برس حکمرانی کی اور قوط کو رومہ سے نکال باہر کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ جب یہ مر گیا تو طودوشیش بن ارکاویکش بادشاہ ہوا۔

طودوشیش بن ارکادیکش: ابنِ عمید نے انوریش کا کچھ تذکرہ نہیں کیا بلکہ اس کا بیان یہ ہے کہ ارکادیکش کے بعد اس کا لڑکا طودوشیش اصغر بادشاہ ہوا۔ بیالیس برس اس کی حکومت رہی۔ یہ بالاتفاق یزدجرد کی حکومت کے پانچویں برس حکمران ہوا۔ اس سے اور اہلِ فارس سے اکثر لڑائیاں ہوئیں۔

نسطوریش بطریق کا اخراج: اس کے ۱ جلوس میں تاوفیلا بطریق اسکندریہ کا انتقال ہوا۔ اس کی جگہ اس کا بھتیجا کیریوش کنیسہ اسکندریہ کا افسر ہوا۔ ۱۷ جلوس میں نسطوریش قسطنطنیہ کا بطریق مقرر ہوا چار برس تک یہ اسی عہدہ پر رہا لوگوں میں اس کے عقائد مشہور اور پھیل چلے۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر کیریوس بطریق اسکندریہ کو پہنچی اس نے دوبارہ عقائد نسطوریش بطریق رومہ اور انطاکیہ اور بیت المقدس سے مشورہ کر کے شہر افسیس میں دوسو اساقفہ کو ایک کونسل میں جمع کیا اور

بالاتفاق تمام عہدہ داران گرجا نے نسطوریش کے کفر کا فتویٰ لکھا وہ گرجا سے نکال باہر کیا گیا۔ نسطوریش قسطنطنیہ سے نکل کر اخمیم (صعید مصر) میں آ کر مقیم ہوا سات برس تک یہیں ٹھہرا رہا۔ جزیرہ اور موصل میں فرات تک عراق اور فارس میں مشرقی بلاد تک اسی کا مذہب پھیل گیا۔ طودوشیش نے قسطنطنیہ کے گرجا میں نسطوریش کے بعد مقیموس کو مقرر کیا۔ تین برس تک یہ اس عہدہ پر رہا۔

بہرام جور کی روم پر فوج کشی: ۱۴ جلوس میں طودوشیش اصغر میں کیریوش بطریق اسکندریہ بھی مر گیا اس کی جگہ دیسقرس مقرر کیا گیا اور ۱۶ جلوس میں یزدجرد کسریٰ مر گیا۔ اس کے عوض بہرام جور بادشاہ ہوا اس سے اور خاقان بادشاہ ترک سے اکثر لڑائیاں ہوئیں۔ پھر بہرام جوران لڑائیوں سے اعراض کر کے روم پر حملہ آور ہوا طودوشیش نے اسے شکست دی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا یزدجرد بادشاہ ہوا۔ ہیروشیش کہتا ہے کہ زمانہ طودوشیش اصغر میں قوط نے رومہ پر تسلط حاصل کر لیا تھا۔ اسی زمانے میں ان کا بادشاہ بطریق مر گیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ پھر تھوڑے دنوں بعد روم نے قوط سے رومہ کی جگہ اندلس دے کر مصالحت کر لی۔

مرقیان قیصر: ابن عمید کہتا ہے کہ طودوشیش کے بعد مرقیان قیصر مسند حکومت پر بیٹھا اس نے باتفاق مؤرخین چھ برس حکمرانی کی طودوشیش کی بہن سے اس کا نکاح ہوا۔ ہیروشیوش اس قیصر کا نام مرکیان ابن ملکیہ بتلاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اس کے زمانہ حکومت میں چوتھی کونسل مقدونیہ میں ہوئی۔

عیسائی فرقے: اس کا ذکر اس سے پیشتر ہو چکا ہے یہ کہ کونسل دیسقرس بطریق اسکندریہ کی وجہ سے منعقد ہوئی تھی اس نے عقیدہ مقررہ جلسہ اولیٰ میں چند بدعات نکالی تھیں جس سے تمام گرجے کے عہدہ داروں نے متفق ہو کر دیسقرس کو گرجا سے نکال دیا اور اس کی جگہ برطارس کو مقرر کیا اسی وقت سے مذہباً عیسائیوں کے تین گروہ ہو گئے ایک ملکیہ ہے جو کہ عقیدہ مقررہ کونسل کے پابند ہیں جسے مرکیان قیصر نے باجتماع عہدہ داران گرجا مقرر کیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ خلقدونی کی کونسل کے مقررہ عقیدہ کی پابندی کی جائے۔ دوسرا یعقوبیہ ہے جو مذہب دیسقرس کا پابند ہے۔ یعقوبیہ کی وجہ تسمیہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں تیسرا نسطوریہ ہے یہ مذہب مشرق میں زیادہ ہے کیونکہ نسطوریش کی زمانہ جلاوطنی میں یہ فرقہ بہت پھیلا اسی مرکیان کے زمانہ میں سب سے پہلے نصرانیوں میں سے شمعون صومعہ انطاکیہ میں رہبان ہوا اور یزدجرد کسریٰ مر گیا اور یہ خود بھی چھ برس حکومت کر کے ہلاک ہوا اس کے بعد لاذن کبیر تخت نشین ہوا۔ بروایت ابن عمید کے اسکندری میں اس نے سولہ برس بادشاہت کی۔

برطارس بطریق کا قتل: ہیروشیوش اس مدت سے اتفاق کرتا ہے یہ مذہب ملکیہ کا پابند تھا جب اہل اسکندریہ نے مرکیان کے مرنے کی خبر پائی تو انہوں نے برطارس بطریق پر حملہ کر کے اسے اس کی تولیت کے چھٹے برس مار ڈالا اور اس کی جگہ طیماناؤس کو مقرر کیا یہ یعقوبی مذہب رکھتا تھا تین برس بعد قسطنطنیہ سے ایک سپہ سالار آیا اور اس نے اسے نکال کر سورس کو مقرر کیا جو کہ ملکیہ مذہب کا پابند تھا۔

لاون قیصر: پھر نو برس کے بعد بحکم لاون قیصر سورس معزول کیا گیا اور طیماناؤس بحال ہوا اس کے ۱۲ جلوس میں بادشاہ فارس نے شہر آمد پر حملہ کیا اور اسے ایک مدت تک محاصرہ میں رکھا۔ شمعون رہبان کا اسی کے زمانہ میں انتقال ہوا۔ پھر لاون قیصر سولہ برس حکومت کر کے مر گیا ابن عمید کہتا ہے کہ اس کے بعد لاون صغیر تخت حکومت پر بیٹھا یہ زینون بادشاہ کا باپ ہے۔ ابن بطریق کہتا ہے کہ یہ ابن سینون ہے۔ بہر کیف یہ یعقوبی تھا۔ ایک برس اس نے حکمرانی کی۔

زینون قیصر: ہیروشیوش نے اس کا کچھ ذکر نہیں کیا ہاں زینون کا تذکرہ کیا ہے جو اس کے بعد بادشاہ ہوا اور اس کا نام اس نے سین کے ساتھ تحریر کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ اس نے سترہ برس بادشاہی کی یعقوبی مذہب کا پابند تھا اس پر اس کے لڑکے اور ایک شخص نے جو اس کے قرابت داروں میں سے تھا خروج کیا۔ بیس مہینے تک لڑائی ہوتی ہی انجام کار وہ دونوں اپنے متبعین کے ہمراہ مارے گئے۔ بطریق قسطنطنیہ اسی اثناء میں کتب مذہبی کو ردوبدل کر کے اپنے عقائد فاسدہ کو ظاہر کر رہا تھا۔ اس وجہ سے زینون قیصر نے بطریق کو اس کے حال سے آگاہ کر کے تمام گرجوں کے عہدہ داروں کو جمع کر کے بطریق قسطنطنیہ کو گرجا سے نکلوا دیا۔ ۷ جلوس میں طیماناؤس بطریق اسکندریہ فوت ہوا اس کی جگہ پطرس بطریق مقرر ہوا جو آٹھ برس بعد مر گیا اور اس کے عوض اثناشیوش اسکندریہ کا بطریق ہوا سات برس بعد یہ بھی مر گیا اور زینون بھی اپنی حکومت کے سترہویں برس ہلاک ہوا۔

نشطاس قیصر: اس کے بعد نشطاس ستائیس برس بادشاہ رہا۔ یہ ۸۰۳ اسکندری میں تھا۔ یعقوبی مذہب کا پابند تھا' حماۃ کی اس نے دو برس میں فصیل بنوائی اور وہیں سکونت اختیار کی۔ پھر اپنی حکومت کے تیسرے برس مقتل دارا میں ایک شہر آباد کئے جانے کا حکم دیا اس کے بعد اس سے اور اکاسرہ سے لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ لشکر فارس اسکندریہ پر آ پہنچا اور اس کے اطراف و جوانب کے باغات اور قلعوں کو ویران کر دیا۔ ایک عالم اس لڑائی میں مارا گیا اس کے ۶ جلوس میں اثناشیوش بطریق اسکندریہ کا انتقال ہوا اس کی جگہ یوحنا یعقوبی مقرر کیا گیا۔ یہ نو برس تک اس عہدہ پر رہا اس کے مرنے کے بعد یوحنا ثانی بطریق ہوا۔ جو گیارہ برس بعد مرا اور اس کی جگہ دیلقرس جدید اڑھائی برس بطریق رہ کر فوت ہوا اور اسی کے زمانہ حکومت میں ساریوش انطاکیہ کا بطریق مقرر ہوا۔ یہ دونوں دیسقرس کے عقائد کے پابند تھے۔ سعید بن بطریق کہتا ہے کہ ایلیا بطریق بیت المقدس نے نشطاس قیصر کو مذہب ملکیہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے تھا اور اس پر اس مذہب کی حقانیت ظاہر کرنے کے لئے رہبانوں کو روانہ کیا تھا۔ نشطاس قیصر ان کی باتیں سن کر ان کے مذہب کی طرف مائل ہو چلا۔ اس نے تحسین عقیدہ تحائف اور صدقات کے لئے مال و اسباب روانہ کیا۔ اتفاق سے ایک شخص قسطنطنیہ میں دیسقرس کے مذہب کا پابند اور عالم تھا وہ نشطاس قیصر سے ان واقعات کے بعد ملا اور اس نے اپنے مذہب کی طرف اسے کھینچ لیا۔ نشطاس قیصر نے اس مذہب کے اختیار کرنے کا عام حکم دے دیا۔

بطریق رومہ کی معزولی: بطریق رومہ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے نشطاس قیصر کو لعنت ملامت کی۔ قیصر نے برہم ہو کر اسے نکال دیا اور اس کی جگہ انطاکیہ کا گرجا سولوس کے سپرد کر دیا۔ ایلیا بطریق بیت المقدس نے جب یہ سنا تو اس نے رہبانوں اور اطراف و جوانب کے رؤسا کو جمع کر کے سولوس کی تکفیر کا فتویٰ لکھا لیا۔ اگرچہ نشطاس قیصر نے یہ رنگ دیکھ کر سولوس کو نکال دیا۔ لیکن پھر بھی تمام بطارقہ اور اساقفہ نے جمع ہو کر اسے بھی مجرم ٹھہرایا۔ جس سے کچھ فائدہ نہ ہوا ستائیس برس حکومت کر کے مر گیا۔

یشطیانش قیصر: اس کی جگہ یشطیانش ۸۳۰ اسکندری میں قیصر ہوا۔ نو برس اس کی حکومت رہی۔ اس کی حکومت کے تیسرے برس شاہ فارس نے بلاد روم پر قبضہ کیا۔ رومیوں اور اہل فارس میں خوب لڑائیاں ہوئیں پھر اس کے آخری زمانہ میں یعنی ۸ جلوس میں شاہ فارس نے بلاد روم پر فوج کشی کی اس لڑائی میں منذر بادشاہ عرب بھی بادشاہ فارس کے ہمراہ تھا۔ شاہ فارس الرہا تک بڑھ آیا رومی مغلوب ہوئے فریقین کا ایک گروہ فرات میں ڈوب کر مرا۔ قیصر کے مرنے کے بعد اہل

فارس اور روم میں صلح ہوگئی۔

بربر کا روم پر حملہ: اسی قیصر کے نویں سال حکومت بربر نے رومہ پر حملہ کر کے اسے باجگزار بنایا۔ ابن بطریق کہتا ہے کہ یہ قیصر ملکیہ مذہب کا پابند تھا۔ اس نے ان تمام لوگوں کو واپس بلا لیا جنہیں نسطانش قیصر نے جلاوطن کر دیا تھا۔

بطریق انطاکیہ کی گرفتاری: ابن الراہب کہتا ہے کہ یہ مذہب مقررہ مجمع خلقدونیہ کا پابند تھا اس نے بمشورہ شاویرش بطریق انطاکیہ اساقفہ مشرق کو جمع کر کے لوگوں کو مذہب مقررہ مجمع خلقدونیہ کا پابند کرنا چاہا تھا لیکن انہوں نے جب انکار کیا تو بطریق انطاکیہ کو گرفتار کر لیا پھر دو برس بعد آزاد کر دیا۔ بطریق انطاکیہ قید سے رہا ہو کر مصر چلا گیا اس کے بعد ابولیناریوس اسکندریہ کا بطریق آیا اس کے پاس کونسل خلقدونیہ کے مقررہ عقائد کی کتاب تھی لوگوں نے اس سے انہی عقائد کی تعلیم حاصل کی اور اسی کی تقلید کی۔

یشطیانش قیصر: جب یشطیانش اپنی حکومت کے نویں برس مر گیا تو اس کی جگہ یشطیانش قیصر ۸۴۰ اسکندری میں تخت نشین ہوا۔ یہ مذہب ملکیہ کا پابند اور یشطیانش کے چچا کا لڑکا تھا جو کہ اس سے پہلے قیصر ہوا ہے اس نے چالیس برس حکمرانی کی۔ ابوفانیوس کہتا ہے کہ اس نے تینتیس برس حکومت کی۔

ایلیا کی تباہی: اس کے ۷ ھ جلوس میں کسریٰ نے بلادِ روم پر فوج کشی کی۔ ایلیا کو جلا دیا صلیب کو جو وہاں تھی اٹھا لے گیا اور ۱۱ ھ جلوس میں سامریہ نے بغاوت کی اس نے ان کے شہروں کو اجاڑ دیا اور ۱۶ ھ جلوس میں حارث بن جبلہ امیر غسان وعرب نے بریہ شام میں قیصر کی جانب سے صف آرائی کی اور شاہ فارس کو شکست دے کر قیدیوں کو چھڑا لیا اس کے بعد روم اور فارس میں مصالحت ہوگئی۔

کرسمس کے دن میں تبدیلی: اسی کے زمانہ حکومت میں عید میلاد چھ دسمبر کے بجائے چوبیس دسمبر میں مقرر کی گئی۔ مسیحی کہتا ہے کہ یشطیانش نے لوگوں میں مذہب ملکیہ کے پھیلانے کا قصد کیا تھا۔ طیماناوس بطریق اسکندریہ نے یعقوبی ہونے کی وجہ سے مخالفت کی اور یشطیانش نے قتل کرنے کے ارادے سے اسے گرفتار کر لیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ بطریق اسکندریہ رہائی کے بعد مصر چلا گیا۔ یشطیانش نے اس کی جگہ بولس کو مقرر کیا یہ مذہب ملکیہ کا مقلد تھا۔ اسے یعقوبی مذہب والوں نے نہیں مانا یہ دو برس تک اس عہدے پر رہا۔

بولیناریوس بطریق کا قتل: سعید ابن بطریق کہتا ہے کہ اس کے بعد قیصر نے بولیناریوس سپہ سالار کو بطریق اسکندریہ مقرر کر کے روانہ کیا۔ بولیناریوس لشکری لباس پہنے ہوئے کنیسہ میں داخل ہوا پھر اسے اتار کر مذہبی لباس زیب تن کیا اس نے لوگوں کو بجبر مذہب ملکیہ کی ہدایت کی جس نے کچھ بھی مخالفت کی اسے تہ تیغ کیا۔

سامرہ کی سرکشی وسرکوبی: اسی یشطیانش کے زمانہ حکومت میں سامرہ نے فلسطین میں بغاوت کی بے حد عیسائیوں کو قتل کیا۔ ان کے گرجاؤں کو منہدم کر دیا۔ قیصر نے یہ سن کر ان کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کیا جس نے سامرہ کے سر پر پہنچ کر معقول گوشمالی کی اور گرجاؤں کو از سر نو جیسا کہ اس سے پیشتر تھے بنوا دیا تھا۔ بیت اللحم کا گرجا پہلے چھوٹا تھا اسی زمانہ میں اسی قیصر کے حکم سے وسیع کیا جیسا کہ اب موجود ہے۔

اساقفہ کی پانچویں کونسل: پانچواں جلسہ مذہبی عیسائیوں کا جلسہ خلقدونیہ کے ایک سو تریسٹھ برس بعد ۲۹ جلوس قیصری میں منعقد ہوا جیسا کہ بیان کیا گیا ابولیناریوس سپہ سالار بطریق اسکندریہ سترہ برس مذہبی ولایت کر کے اسی کے زمانہ میں مر گیا وہی اس جلسہ کا صدر انجمن اور بانی تھا اس کی جگہ یوحنا مقرر کیا گیا یہ بھی مذہب ملکیہ کا مقلد تھا تین برس بعد یہ بھی ہلاک ہوا اس کے بعد مذہب یعقوبیہ کا اسکندریہ کے گرجا میں دور دورہ ہوا۔

طودوشیوش بطریق اور فرقہ ملکیہ: اسکندریہ میں ان دنوں اکثر قبطی رہتے تھے انہوں نے اپنی طرف سے طودوشیوش کو بطریق مقرر کیا۔ جو بتیس برس تک اسکندریہ کے گرجا میں رہا۔ ملکیہ والوں نے واقیانوس کو بطریق بنا کر چھٹے مہینے طودوشیوش کو گرجا سے نکال دیا۔ یشطینانش قیصر نے طودوشیوش کو بحال کرنے کا حکم صادر کیا اور یہ بھی لکھا کہ واقیانوس ملکیہ کا بطریق شمامشہ میں رہے۔ اسکندریہ والوں نے قیصر کے اس حکم کی تعمیل کی پھر قیصر نے طودوشیوش کو لکھا کہ وہ یا اجماع مجمع خلقدونیہ کا مقلد ہو یا عہدہ بطریق سے کنارہ کش ہو جائے۔ طودوشیوش نے پچھلی شق کو اختیار کر لیا قیصر کے حکم سے اس کی جگہ بولس مقرر کیا گیا۔ اہل اسکندریہ نے اسے منظور نہ کیا اور نہ وہ احکام جو یہ لایا تھا انہیں قبول کیا۔ اس کے بعد یہ مر گیا اور قبط کے گرجے بند کر دیئے گئے ان لوگوں نے اہل مذاہب ملکیہ سے بہت ایذائیں پائیں طودوشیوش کا یسطینانش قیصر کی حکومت کے سینتیسویں برس انتقال ہوا۔ اس کی جگہ اسکندریہ میں بطرس بطریق مقرر ہوا دو برس بعد یہ بھی فوت ہو گیا۔

یوشطونش قیصر: ابن عمید کہتا ہے کہ کسریٰ انوشیروان نے اسی کے زمانہ حکومت میں بلاد روم پر حملہ کر کے انطاکیہ لے لیا تھا۔ پھر اس کے بعد یشطینانش قیصر مر گیا اس کے بعد یوشطونش چھتیسویں سال جلوس انوشیرواں مطابق ۸۸۰ اسکندر میں تخت قیصری پر بیٹھا تیرہ برس اس کی حکومت رہی۔ اس کی حکومت کے دوسرے سال بطرس بطریق اسکندریہ مر گیا اس کی جگہ داسیانو مقرر کیا گیا۔ چھتیس برس تک یہ اس عہدے پر رہا اس کے ۱۲ جلوس میں لشکر ویلم سیف بن ذویزن کی ماتحتی میں روانہ کرنے کے بعد کسریٰ انوشیروان مر گیا اور لشکر ویلم نے یمن کو ملوک حبشہ سے لے لیا۔ اسی وقت سے یمن میں سلاطین اکاسرہ کی حکمرانی کا پرچم اڑنے لگا۔

طباریش قیصر: تیرہ برس بعد یوشطونش قیصر بھی مر گیا اس کے بعد طباریش قیصر ہوا۔ ہرمز بن انوشیروان کی حکومت کا تیسرا سال اور ۸۹۲ اسکندری تھا اس کی حکومت تین برس رہی اسی کے زمانے میں روم اور فارس کی مصالحت کا خاتمہ ہو کر لڑائیوں کا دوبارہ دروازہ کھلا۔ فارس کا لشکر خابور تک بڑھ آیا۔ موریق (بطریق روم) نے نکل کر لشکر فارس کو پسپا کیا اسکے بعد ہی طباریش قیصر بھی آ پہنچا جس سے فارس کو شکست فاش ہوئی اور لشکر فارس مارا گیا۔ چار ہزار کے قریب قید کر لئے گئے جو جنگ ختم ہونے کے بعد جزیرہ قبرص بھیج دیئے گئے۔ اسکے بعد بہرام مرزبان ہرمز کسریٰ کا مخالف ہو گیا اور اسے ملک سے نکال دیا۔

ہرمز کی طباریش سے امداد طلبی: ہرمز کسریٰ طباریش قیصر کے پاس چلا آیا اور اس نے اس کی چار ہزار لشکر سے مدد کی ہرمز کسریٰ نے لشکر روم کی مدد سے مدائن اور واسط کے درمیان بہرام کا مقابلہ کیا اور اسے شکست فاش دے کر دوبارہ تخت نشین ہوا اور طباریش قیصر کی خدمت میں بے شمار مال و اسباب اور تحائف اس سے بدر جہا زیادہ روانہ کیے جو کہ قیصر نے اسے دیئے تھے اور تمام وہ چیزیں اور علاقے جو کہ اس سے پہلے فارس نے رومیوں سے چھین لئے تھے واپس کر دیئے اور طباریش قیصر کے کہنے سے مدائن اور واسط میں دو ہیکلیں بنوا دیں اس کے بعد طباریش قیصر مر گیا۔

موریکش قیصر: اور موریکش قیصر ہرمز کی حکومت کے چھٹے برس ۸۹۵ اسکندری میں تخت نشین ہوا اس نے باتفاق رائے مؤرخین بیس برس حکمرانی کی نیک سیرت اور عادل تھا۔

انطاکیہ سے یہودیوں کا اخراج: اس کے ۱۱ جلوس میں کسی یہودی نے انطاکیہ میں مسیح کی تصویر کے ساتھ بے ادبی کی تھی جس کی پاداش میں اکثر یہودی قتل کر ڈالے گئے اور باقی جلاوطن کر دیئے گئے۔ اسی کا زمانہ حکومت تھا کہ ہرمز کسریٰ کو بہرام نے جو اس کے قرابت مندوں میں سے تھا تخت سے اتار دیا تھا اور خود تخت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگا تھا۔

پرویز کی موریکش قیصر سے امداد طلبی: ہرمز کے بیٹے پرویز نے موریکش قیصر کے دربار میں استغاثہ پیش کیا۔ موریکش قیصر نے اس کی امداد کی اور بہرام کو قتل کر کے ملک وتخت پرویز کو دے دیا۔ پرویز نے بھی اپنے باپ کی طرح تخت نشینی کے بعد قیصر کی خدمت میں تحائف اور بیش بہا اسباب روانہ کئے۔ پرویز نے موریکش قیصر کی لڑکی مریم سے خطبہ (منگنی) کی موریکش نے اپنی لڑکی کا عقد پرویز سے کر دیا طرح طرح کی قیمتی چیزیں اور بیش بہا اسباب جہیز میں دیا۔

موریکش قیصر کا قتل: کچھ عرصہ بعد کسی غلام نے موریکش کو بطریق قوقا کی سازش سے بحالت غفلت مار ڈالا اور خود تخت قیصری پر بیٹھ کر حکومت کرنے لگا۔ یہ واقعہ ۹۱۴ اسکندری مطابق ۱۵ جلوس پرویز میں واقع ہوا۔ اس غلام نے آٹھ برس حکمرانی کی موریکش کی اولاد کو چن چن کر قتل کیا اتفاق سے ایک لڑکا ان میں سے بچ کر طور سینا چلا گیا اور راہبانہ زندگی سے اپنی عمر کے بقیہ ایام پورے کئے۔

پرویز شاہ فارس کی پیش قدمی: اس واقعہ کی اطلاع جب پرویز شاہ فارس کو ہوئی تو اس نے اپنے خسر کا بدلہ لینے کے لئے لشکر جمع کیا اپنے لشکر کا ایک حصہ ایک سپہ سالار کی ماتحتی میں قدس شریف کی طرف روانہ کیا اور اس سے یہود کو قتل کرنے اور ان کے علاقوں کو ویران کرنے کا عہد لیا۔ دوسرا سپہ سالار مصر واسکندریہ کی جانب روانہ کیا گیا۔ تیسرے لشکر کا حصہ اپنے ہمراہ لے کر پرویز خود قسطنطنیہ کی طرف بڑھا۔

کلیساؤں کا انہدام: اس کا پہلا حصہ سپہ سالار جو شام کی طرف گیا تھا اس نے عہد کے برعکس شام پہنچ کر جس وقت یہود طبریہ وجلیل وناصر وصور اس کے پاس جمع ہو گئے عیسائیوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ ان کے کنائس (گرجے) منہدم کرا دیئے ان کا مال واسباب لوٹ لیا گیا صلیب اٹھا کر لے گئے۔ عیسائی قیدیوں میں ذخرما بطریق بھی تھا اسے صلیب کے ساتھ مریم بنت موریکش زوجہ پرویز نے اپنے شوہر سے مانگ لیا۔ الغرض شام جس وقت رومیوں سے خالی ہو گیا اور اہلِ فارس قسطنطنیہ پر چڑھے جا رہے تھے۔

پرویز کی صور میں آمد: یہودیان قدس وخلیل وطبریہ ودمشق وقبرص بیس ہزار کے قریب جمع ہو کر صور پر قبضہ کرنے کے لئے بڑھے صور میں ان دنوں چار ہزار یہودی موجود تھے جنہیں ان کے پہنچنے سے پہلے وہاں کے بطریق نے گرفتار کر لیا تھا۔ محاصر یہودیوں نے صور کے باہر کے گرجے منہدم کرنے شروع کر دیئے اور بطریق یہودی قیدیوں کو قتل کر کے ان کے سروں کو محاصرین کی طرف پھینکنے لگا۔ یہاں تک کہ تمام مقید یہودی فنا ہو گئے اور کسریٰ پرویز یہ سن کر قسطنطنیہ سے صور آ پہنچا یہودی باغی اس کے آتے ہی شکست کھا کر بھاگ گئے۔

یوحنا بطریق کا مصر سے فرار: ابن عمید کہتا ہے کہ قوقاص قیصر کی حکومت کے چوتھے برس یوحنا الرحوم[1] ملکیہ کا بطریق

---

[1] الرحوم اس کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ نہایت رحم دل اور رقیق القلب تھا۔

اسکندریہ و مصر میں مقرر ہوا جب اسے اہلِ فارس کے حملے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ معہ والی اسکندریہ قبرص بھاگ گیا۔ سات برس تک اسکندریہ میں اس کی جگہ خالی رہی فرقہ یعقوبیہ نے اسکندریہ میں زمانہ حکومت قوقاض قیصر میں انشطانیوس کو بطریق بنایا تھا۔ جو بارہ برس تک بطریق رہا۔ فرقہ ملکیہ نے مجبور ہو کر تبرکات کلیسہ فرقہ یعقوبیہ کو دے دیئے اور یعقوبیہ وہاں کے گرجاؤں پر قابض ہو گئے۔

اثنا شیوش بطریق: اثنا شیوش بطریق انطاکیہ تحائف و ہدایا لے کر اساقفہ اور راہبوں کے ہمراہ انشطانیوش سے ملنے کے لئے آیا اور عہدے پر پہنچنے کی اسے مبارک باد دی۔ وہ چالیس روز ٹھہر کر اپنے مقام پر چلا گیا اور انشطانیوش اپنی ولایت کے بارہویں برس تین سو بیس برس بعد دیلادیانوس کی حکومت کے مر گیا۔

ہرقل: پرویز مہم صور سے فارغ ہو کر پھر قسطنطنیہ پر جا پہنچا اور نہایت سختی سے حصار کر کے آمد و رفت رسد و غلہ بالکل بند کر دیا۔ بطریقوں نے علوقیا میں جمع ہو کر براہ دریا کھانے پینے کا کافی ذخیرہ ایک کشتی میں ہرقل (ایک بطریق تھا) کے ہمراہ قسطنطنیہ پہنچا دیا۔ محصور رومی اس کشتی کے پہنچنے سے بہت خوش ہوئے۔ ہرقل کو انتظام ملکی میں شامل کر لیا اور قوقاض کی طرف سے بدظن ہو کر اور اس فتنہ و فساد کا اسے باعث سمجھ کر قتل کر کے ۱۹۴۴ اسکندری میں ہرقل[1] کو تخت قیصری پر بٹھا دیا۔ ہرقل نے تخت پر بیٹھتے ہی پرویز کو حکمت عملی سے قسطنطنیہ سے ٹال دیا اور اس کے بعد بے فکری کے ساتھ اکتیس برس چھ مہینے حکومت کرتا رہا۔

ہرقل کی پرویز سے صلح کی درخواست: ابن الراہب کہتا ہے کہ اس نے بتیس برس حکمرانی کی اور بخیال ابن بطریق اس کی حکومت کا زمانہ اول سنہ ہجری سے شروع ہوتا ہے اور ہروشیوش کہتا ہے کہ یہ واقعہ ۹ھ ہجری کا ہے اور اس کو ہرقل بن ہرقل بن انطونیش کہتے ہیں۔ جب یہ حکمران ہوا تو اس نے پرویز کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ پرویز نے خراج قائم کرنا چاہا۔ ہرقل نے اس سے انکار کیا اور چھ برس تک اس کے محاصرے میں رہا۔

ہرقل کا فارس پر حملہ: پھر جب ہرقل نے اس کے محاصرے سے اپنی مخلصی نہ دیکھی تو فریب دینے کی غرض سے خراج دینا قبول کر لیا اور تاوان جنگ ادا کرنے کے لئے چھ مہینے کی مہلت مانگی پرویز وعدہ پورا ہونے کے انتظار میں ٹھہرا رہا اور ہرقل نے اپنے بھائی قسطنطین کو قسطنطنیہ میں چھوڑ کر پانچ ہزار رومیوں کو لے کر دوسری راہ سے فارس کی طرف چلا گیا ملک فارس اپنے معین اور مددگاروں سے خالی ہونے کے سبب ہرقل کے ہاتھوں خوب خراب اور ویران ہوا اور پرویز کسریٰ کے دونوں لڑکے قباد اور اردشیر و یہ جو بطن مریم بنت موریکش سے تھے ہرقل نے گرفتار کر لئے حلوان اور شہرزور ہوتے ہوئے مدائن کی طرف آیا اور دجلہ عبور کر کے آرمینیہ کی طرف بڑھا۔ جب ہرقل قسطنطنیہ کے قریب پہنچا تو پرویز یہ سن کر اپنی سلطنت کو واپس ہوا۔

منصور بن سرحون کی اطاعت: پھر ہرقل نے اپنے ۹ھ جلوس میں مال و اسباب فراہم کرنے اور ملک گیری کی غرض سے خروج کیا عامل دمشق منصور بن سرحون نے پہلے کسریٰ کا باجگذار اور مطیع ہونے کا عذر کیا۔ لیکن جب ہرقل اس کے سر پر پہنچ گیا تو ایک لاکھ دینار دے کر اپنی جان بچائی ہرقل نے مراحم خسروانہ کے لحاظ سے اسے اس کے عہدے پر بحال رکھا۔

---

[1] ہرقل کو رومی زبان میں ارقلیس کہتے تھے کہ ہرقلیہ درہم و دینار کا اسی کے عہد میں بنایا گیا۔

یہودیوں کا قتل عام: اس کے بعد وہ بیت المقدس کی طرف گیا یہودیوں نے تحائف پیش کیے۔ ہرقل نے انہیں اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا۔ اساقفہ اور رہبان نے یہودیوں کی حرکات اور ظلم کی شکایت کی۔ جلے ہوئے کلیساؤں کے کھنڈر اور اپنے مقتولوں کی ہڈیوں کے ڈھیر دکھائے ہرقل نے اس وجہ سے برہم ہو کر یہودیوں کے قتل کا حکم دے دیا۔ بے شمار یہودی آن واحد میں تلوار کے گھاٹ اتار دیے گئے۔ ان یہودیوں کے علاوہ جو مفرور یا روپوش ہو گئے تھے کوئی نہ بچا۔

کلیساؤں کی دوبارہ تعمیر: اس کے بعد ہرقل نے کنائس (کلیساؤں) کو از سرِ نو تعمیر کرایا اس کے ۱۰ھ جلوس میں اندراسکون فرقہ یعقوبیہ کا اسکندریہ میں بطریق مقرر ہوا۔ چھ برس تک اس عہدے پر رہا۔ اس کے مرنے کے بعد بنیامین سینتیس برس تک بطریق رہا۔ اس وقت تک مصر و اسکندریہ شاہِ فارس کے ماتحت تھا۔

مصر پر قبضہ: ہرقل مہم قدس شریف سے فارغ ہو کر مصر جا پہنچا اور اس پر بزور تیغ قبضہ حاصل کر لیا۔ اہلِ فارس کو قتل کیا۔ اسکندریہ میں قوس کو اپنا نائب مقرر کیا۔ یہ بطریق بھی تھا اور عامل بھی تھا۔

بنیامین کی روپوشی: بنیامین نے اس کے مقرر ہونے سے پہلے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ کوئی شخص اس سے کہہ رہا ہے کہ اٹھ اور روپوش ہو جا تا آنکہ خداوند کا غضب ختم ہو جائے۔ بنیامین خواب سے بیدار ہو کر روپوش ہو گیا۔ ہرقل نے اس کے بھائی میںیا کو گرفتار کر کے مذہب مقررہ کونسل خلقدونیہ کا متبع کرنا چاہا۔ مینیا نے انکار کیا ہرقل نے اسے زندہ آگ میں ڈال دیا۔ جب وہ جل کر خاک ہو گیا تو اس کی راکھ دریا میں بہا دی گئی۔

ہرقل کی مراجعت قسطنطنیہ: اس کے بعد ہرقل قسطنطنیہ کی طرف واپس آیا۔ اس کے بعد اس نے دمشق، حمص، حماۃ، حلب سے بے شمار مال و اسباب جمع کر لیا تھا۔ اس نے مصر کی آبادی بڑھائی اور وہ روز بروز آبادی اور صنعت و حرفت میں ترقی پذیر رہا۔ یہاں تک کہ اسے عمرو بن العاص نے بادشاہ دیقلادیانوس کے تین سو ستاون برس بعد مصر فتح کیا۔ ہرقل نے بنیامین کو چند روز بعد امان دی اور وہ تیرہ برس بعد اسکندریہ واپس آیا۔

تاریخی معلومات: ابنِ عمید کہتا ہے کہ حکومت ہرقل کے گیارہویں برس ۹۳۳ھ اسکندری ۶۱۴ء عیسوی میں تاریخ ہجری کی بنا پڑی۔ مسعودی کہتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت زمانہ حکومت نیشطیانش ثانی میں ہوئی ہے جسے اس نے نوسطیونوس لکھا ہے اسی نے الرہا کا کلیسا بنوایا بیس برس اس کی حکومت رہی۔ اس کے بعد ہرقل بن نسطیونس پندرہ برس حکمران رہا۔ اس نے سکہ ہرقلیہ کا رواج دیا۔ اس کے بعد مورق بن ہرقل تخت قیصری پر جلوہ افروز ہوا۔ مسعودی کا یہ بھی بیان ہے کہ لوگوں میں مشہور یہ ہے کہ واقعہ ہجرت اور زمانہ شیخین عہد حکومت ہرقل بادشار وم میں گزرا ہے پھر وہ کہتا ہے کہ کتب سیر میں یہ تحریر ہے کہ ہجرت زمانہ قیصر بن مورق میں ہوئی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا قیصر بن قیصر زمانہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میں اور ہرقل بن قیصر زمانہ عمر رضی اللہ عنہ میں تھا۔ اس کے زمانے میں اسلامی فتوحات نے اسے شام سے نکال باہر کیا تھا۔

باب ۲۲:

ہرقل کا دورِ زوال

پرویز کی بلادِ روم پر فوج کشی: ابنِ عمید کہتا ہے کہ ۲ھ میں پرویز (بادشاہ فارس) نے ایک لشکر ممالک شام اور جزیرہ کی طرف روانہ کیا اس نے ان ممالک پر قبضہ حاصل کرلیا۔ بلادِ روم کو خوب پامال کیا۔ عیسائیوں کے کنائس (گرجے) منہدم کردیئے اور ان میں جو اسباب اور ظروف طلائی ونقرئی ملے لوٹ لئے گئے۔ پرویز نے ایک عیسائی طبیب کے کہنے سے (جو کہ اس کے پاس رہتا تھا) الرہا کو یعقوبیہ مذہب کا مقلد بنایا اور اس سے پیشتر وہ ملکیہ مذہب رکھتے تھے۔ پھر ۷ہجری میں شاہ فارس نے بلادِ روم پر فوج کشی کی اور اس فوج کا سپہ سالار مرزبان شہر یار تھا۔ اس نے بلادِ روم کو برباد و ویران کیا۔ قسطنطنیہ کا مدتوں محاصرہ کئے رہا۔ اثناءِ محاصرہ میں شاہ فارس نے کسی وجہ سے اس سے بدظن و رنجیدہ ہوکر دوسرے فوجی افسروں کے نام ایک خط (جس میں اس کی گرفتاری کا حکم تھا) روانہ کیا۔

مرزبان شہر یار کی بغاوت: اتفاق سے یہ خط ہرقل کے ہاتھ پڑ گیا۔ ہرقل نے بجنسہ یہ خط مرزبان شہر یار کے پاس بھیج دیا۔ مرزبان شہر یار یہ خط دیکھتے ہی آگ بگولہ ہوگیا اپنے ولی نعمت قدیم سے باغی ہوکر ہرقل سے مدد کا خواستگار ہوا۔ ہرقل بنفسہٖ تین لاکھ رومی اور چالیس ہزار ترکمانوں کو لے کر اس کی مدد پر آیا اور اس کے ہمراہ بلاد شام اور جزیرہ کی طرف روانہ ہوا جن شہروں کو اس سے پہلے شاہِ فارس نے لے لیا تھا۔ اس نے انہیں فتح کرلیا ان میں آرمینیہ بھی داخل تھا اس کے بعد موصل کی طرف گیا۔ لشکر فارس سے مقابلہ ہوا۔ فارس کا بے شمار لشکر تہ تیغ ہوا جو بچ گیا وہ جان بچا کر میدانِ جنگ سے بھاگ نکلا۔

پرویز کی مراجعت مدائن: پرویز شاہ فارس چند ہمراہیوں کو لے کر مدائن سے بھاگ گیا۔ ہرقل نے اس کے خزانوں پر قبضہ کرلیا۔ شیرویہ بن کسریٰ کو جو کہ ایک مدت سے قید میں تھا۔ شہر یار مرزبان نے قید سے نکال کر تخت حکومت پر بٹھایا ہرقل سے اور اس سے دوستانہ تعلقات قائم ہوگئے اس کے بعد ہرقل مدائن سے واپس ہوکر آمد آیا۔ اس کے بعد کہ اس کا بھائی تداوس جزیرہ اور شام کا حکمران ہوگیا تھا۔ پھر وہ الرہا آیا اور ایک برس تک یہیں ٹھہرا رہا۔ اس نے عیسائیان یعقوبیہ کو پھر اسی مذہب کا پابند کردیا۔ جسے انہوں نے زبردستی ترک کیا تھا۔

ہرقل اور دعوت اسلام: ابنِ عمید کے سوا دوسروں کی یہ روایت ہے کہ آخری ۶ھ[1] ہجری میں جناب رسول اللہ صلی

---

[1] ابنِ حجر نے لکھا ہے کہ یہ خط ہرقل کے پاس ۷ھ ہجری میں پہنچا تھا۔ ان دونوں روایتوں میں اس طرح تطبیق ہوسکتی ہے کہ آخر ۶ھ ہجری میں خط روانہ کیا گیا اور اوائل ۷ھ میں یہ خط ہرقل کے پاس پہنچا' واللہ اعلم۔

اللہ علیہ وسلم نے وحیہ کلبیؓ کی معرفت ایک خط ہرقل کے پاس بھیجا تھا۔ جس میں جناب محتشم الیہ نے ہرقل کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ اس خط کی عبارت (جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے) اس طرح ہے:

((بسم اللہ الرحمن الرحیم ط من محمد رسول اللّٰہ ہرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الھدی۔ اما بعد فانی ادعوك بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یؤتك اللّٰہ اجرك مرتین فان تولیت فان علیك اثم الاریسین۔

﴿وَ یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ [ال عمران: ٦٤]

''شروع کرتا ہوں میں ایسے اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ از محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ ہرقل عظیم الروم۔ سلام اس شخص پر ہو جو کہ ہدایت کا تابع ہو۔ بعد اس کے میں بے شک تجھ کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں اسلام لا۔ سلامت رہے گا خدا تجھ کو دو چند اجر دے گا اور اگر تو نے اسلام لانے سے منہ پھیرا تو بے شک تجھ پر تیرے تبعین کا بھی گناہ ہوگا اور اے اہل کتاب ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو کہ ہم میں اور تم میں برابر ہے یہ کہ نہ پرستش کریں ہم کسی کی سوائے اللہ کے اور یہ کہ کسی کو اس کا شریک نہ کریں اور یہ کہ سوائے اللہ کے ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں۔ پس اگر اس سے وہ روگردانی کریں تو کہو تم کہ شہادت دیتے ہیں ہم اس امر کی کہ ہم مسلمان ہیں''۔

ہرقل اور ابوسفیان کی گفتگو: ہرقل کے پاس جس وقت یہ خط پہنچا۔ اس نے ان لوگوں کو ایک جلسہ میں ان شخصوں کے مواجہ میں جمع کیا جو قبیلہ قریش کے اس وقت وہاں موجود تھے اور ان سے دریافت کیا جو نسباً جناب سرور کائنات علیہ التحیات والصلوٰت سے قریب تھے۔ ان لوگوں نے ابوسفیانؓ بن حرب کی طرف اشارہ کیا۔ ہرقل نے ابوسفیانؓ کو دیکھ کر موجودین قریش سے کہا کہ ''میں اس سے (ابوسفیانؓ) اس شخص (جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال دریافت کیا چاہتا ہوں تم لوگ ذرا سنتے رہنا کہ یہ کیا کہتا ہے اس کے بعد ہرقل نے ابوسفیانؓ سے وہ حالات دریافت کئے جو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے واجبی یا کہ ان سے ان کا منزہ اور پاک ہونا ضروری ہوتا ہے اور ابوسفیانؓ نے ان کے تمام سوالات کے جوابات صحیح طور سے دے دیئے ہرقل ان امور سے خوب واقف تھا۔ آسمانی کتابوں پر اس کی نظر تھی اس نے آپ کی نبوت کی تصدیق جیسا کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔

ابوشمر غسانی کو دعوتِ اسلام: جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط بدست شجاعؓ بن وہب اسدی حرث ابن ابوشمر غسانی والی غسان (سرزمین بلقاء ملک شام) کے پاس بغرض دعوت اسلام روانہ کیا۔ شجاعؓ بن وہب روایت کرتے ہیں کہ جس وقت وہ یہ خط لے کر حرث کے پاس پہنچا اس وقت یہ غوطہ (دمشق) میں قیصر کے اتارنے کی تیاری کر رہا تھا چند دن تک وہ مجھ سے غافل رہا۔ ایک روز اس نے مجھے طلب کیا اور نامہ نامی پڑھ کر کہنے لگا'' وہ کون شخص ہے جو مجھ سے میرا ملک لے لے گا میں خود اس کی طرف بڑھتا ہوں' اگرچہ وہ یمن میں ہو''۔ اس کے بعد وہ تیاری میں مصروف ہوا اور قیصر کو اس حال سے آگاہ کیا قیصر نے اسے اس ارادے سے روک دیا تب اس نے مجھے واپس ہونے کا حکم دیا۔

غزوہ موتہ: ۸ھ ہجری میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کو شام کی طرف بڑھنے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ

لڑائی غزوہ موتہ[1] کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں تین ہزار مسلمان تھے اس لشکر کی سرداری زیدؓ بن حارثہ کو مرحمت ہوئی تھی۔ روانگی کے وقت آپ نے فرمایا تھا کہ اگر زیدؓ بن حارثہ لڑائی میں کام آ جائے تو جعفر بن ابو طالب پھر عبداللہ بن رواحہ یکے بعد دیگرے سردار بنائے جائیں۔ الغرض جس وقت یہ لشکر معان (سرزمین شام) میں پہنچا ہرقل بھی ایک لاکھ رومی اور چند فوجیں[2] جذام، غید، بہرام، بلقین کے لئے ہوئے مآب (سرزمین بلقاء[3]) میں ان کے مقابلے کے لئے آ پہنچا۔ بلقین کا سردار مالک بن رافلہ تھا۔ مسلمانوں کا لشکر دو شب تک معان میں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد حملے کے خیال سے بلقاء کی طرف بڑھا ہرقل نے مآب سے نکل کر مقام موتہ میں اس کا مقابلہ کیا لڑائی نہایت سخت اور خوفناک تھی پہلے زیدؓ پھر جعفرؓ پھر عبداللہؓ شہید ہوئے اور جب خالدؓ بن ولید سردار بنائے گئے تو انہوں نے لڑائی موقوف کر دی اور لشکر کو لے کر مدینہ واپس آئے۔

غزوہ تبوک: پھر ۹ ہجری میں فتح مکہ وحنین وطائف کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روم پر جہاد کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ لڑائی غزوہ تبوک کے نام سے مشہور ہے جس وقت جناب موصوف مقام تبوک میں پہنچے والیاں ایلہ وجرباء و اذرح خدمت مبارک میں آئے اور جزیہ دینا منظور کیا۔ والی ایلہ اندنوں یوحنا بن رویہ بن نقابیہ (از بطون جذام) تھا اس نے ایک سفید خچر بطور ہدیہ پیش کیا تھا اور خالدؓ بن ولید دومۃ الجندل کی طرف بھیجے گئے تھے وہاں کا حاکم اکیدر بن عبدالملک تھا اسے خالدؓ بن ولید نے ایک روز چاندنی شب میں گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی کو مار ڈالا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس وقت یہ حاضر کیا گیا آپ نے اس کا خون مباح کر دیا۔ لیکن اس نے جزیہ دینا منظور کر لیا جس سے اس کی جان بچ گئی اور اپنے شہر کو لوٹا دیا گیا تقریباً دس شب تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں مقیم رہے جب کوئی شخص نہ تو رومیوں میں سے اور نہ عرب متنصرہ سے مقابلہ پر آیا تو آپ مدینہ واپس آئے۔ اس کے بعد جب ہرقل کو یوحنا کے حالات سے آگاہی ہوئی تو اس نے بنظر تنبیہ اسی کے شہر میں اس کے قتل اور صلیب دیئے جانے کا حکم دیا۔ انتھیٰ الکلام من غیر ابن العمید (ابن عمید کے سوا دوسروں کا کلام تمام ہوا) خلدون۔

خالدؓ بن ولید کی دمشق پر فوج کشی: ابن عمید کہتا ہے کہ ۱۳ ہجری میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عساکر اسلامیہ عرب کو شام فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ عمروؓ بن العاص فلسطین اور یزید بن ابی سفیان حمص اور شرجیل بن حسنہ بلقاء بھیجے گئے ان سب کے افسر اعلیٰ ابو عبیدہؓ بن الجراح تھے اور خالدؓ بن سعید بن العاص کو سماوہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا گیا۔ ماہاب بطریق رومیوں کا ایک گروہ لئے ہوئے ان کا مقابل ہوا۔ خالدؓ نے دمشق کی طرف شکست دے کر مرج الصفراء میں قیام کیا پھر آگے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا اور اس پر دوبارہ حملہ کیا۔ ماہاب بطریق عساکر اسلامیہ کی طرف لوٹ پڑا اس لڑائی میں اس کا لڑکا مارا گیا۔ اسی اثناء میں حضرت ابو بکرؓ نے خالدؓ بن ولید کو عراق سے شام تک مسلمانوں پر افسر اعلیٰ مقرر کر

---

[1] اس غزوہ اور نیز دوسرے غزوات کے مفصل حالات آئندہ اسلامی تاریخ میں بیان کئے جائیں گے۔

[2] ابن اثیر لکھتا ہے کہ عرب متنصرہ لخم وجذام وبلقین کی تعداد بھی ایک لاکھ تھی۔

[3] ابن اثیر لکھتا ہے کہ پہلی لڑائی مشارف میں ہوئی پھر یہاں سے مسلمان ہٹ کر موتہ آئے تھے مسلمانوں کے میمنہ کے افسر قطبہؓ بن قتادہ عذری اور میسرہ کے سردار عبایہؓ بن مالک انصاری تھے۔ لڑائی نہایت سختی اور تیزی سے شروع ہوئی جب زیدؓ بن حارثہ اثناء لڑائی میں شہید ہو گئے تو حسب حکم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم اسلام جعفرؓ بن ابو طالب نے لے لیا جب یہ بھی شہید ہو گئے تو عبداللہ بن رواحہ نے سنبھالا جب یہ بھی شہید ہو گئے تو ثابت بن ارقم انصاری سردار ہوئے پھر سب نے مل کر خالدؓ بن ولید کو امیر مقرر کیا انہوں نے مصلحتاً لڑائی موقوف کر دی اور لوٹ آئے۔

کے روانہ کیا۔ چنانچہ لشکر اسلام خالدؓ بن ولید کی ماتحتی میں دمشق کی طرف بڑھا اور اسے فتح کر لیا جیسا کہ ہم فتوحات (اسلامیہ) میں بیان کریں گے۔

جنگ یرموک: عمروؓ بن العاص نے اطراف فلسطین پر حملہ کیا رومیوں نے نہایت مستعدی سے اس کا جواب دیا۔ لیکن ان کی قسمت میں ناکامی پہلے سے لکھی جا چکی تھی وہ شکست کھا کر میدانِ جنگ سے بھاگ کر بیت المقدس اور قیساریہ میں پناہ گزیں ہو گئے اس کے بعد عساکر روم نے ہر طرف سے دو لاکھ چالیس ہزار کی جمعیت سے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسلمانوں کی تعداد اس وقت تقریباً تیس ہزار تھی دونوں لشکروں کا مقابلہ مقام یرموک میں ہوا۔ رومیوں کو اس کثرت کے باوجود شکست ہوئی اور ان میں سے بے شمار رومی مارے گئے یہ واقعہ ۱۵ھ ہجری کا ہے اس لڑائی کے بعد رومیوں کو شکست پر شکست ہوتی رہی۔

فتح قنسرین: پھر ابوعبیدہ اور خالدؓ بن ولید نے حمص کا محاصرہ کیا اور جزیہ لے کر اہلِ حمص سے صلح کر لی۔ اس کے بعد خالدؓ بن ولید قنسرین جا پہنچے۔ میناس بطریق نے رومیوں کو جمع کر کے ان کا مقابلہ کیا۔ خالدؓ بن ولید نے نہایت تیزی سے اسے شکست دے کر قنسرین کو فتح کر لیا۔ اس لڑائی میں بھی رومیوں کی ایک کثیر تعداد ماری گئی۔ عمروؓ بن العاص اور شرجیل بن حسنہ نے شہر رملہ کا محاصرہ کیا۔

محاصرہ بیت المقدس: حضرت عمرؓ بن الخطاب شام آئے اور اہلِ رملہ پر جزیہ مقرر کر کے صلح کر لی۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے عمروؓ اور شرجیلؓ کو بیت المقدس کا محاصرہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جب اہلِ قدس طول محاصرہ اور کثرت جدال وقتال سے تنگ آ گئے تو انہوں نے صلح کا پیام اس شرط سے بھیجا کہ بذاتِ خود حضرت عمر فاروق آ کر انہیں امان دیں۔

فاروقی امان نامہ: چنانچہ جناب موصوف آئے اور انہیں امان نامہ اس طور پر لکھ دیا:

((بسم اللہ الرحمن الرحیم ط من عمر بن الخطاب لاھلِ ایلیا منھم امنون علی رمائھم و الادھم و نسائھم و جمیع کنائسھم لاتکن و لا تھوم))

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم از عمرؓ بن الخطاب اہلِ ایلیا (بیت المقدس) کے لئے یہ ہے کہ بے شک ان کو ان کی جانوں اور اولادوں اور عورتوں کو امان دی جاتی ہے اور کل کنائس (گرجے) (نہ تو آباد کئے جائیں گے اور نہ مسمار کئے جائیں گے)

حضرت عمر فاروقؓ کی رواداری: اس کے بعد خلیفہ ثانی عمر ابن الخطابؓ بیت المقدس میں داخل ہوئے اور کلیسہ قمامہ کے صحن میں بیٹھے رہے۔ نماز کا وقت آیا تو آپ نے بطریق سے فرمایا کہ ''میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں''۔ بطریق نے عرض کیا ''اسی مقام پر نماز پڑھ لیجئے''۔ جناب موصوف نے اس سے انکار کیا اور قمامہ کے باہر دروازے پر تنہا نماز ادا کی اور جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو بطریق سے مخاطب ہو کر فرمایا ''اگر میں کلیسہ کے اندر نماز پڑھتا تو میرے بعد مسلمان اس کلیسہ پر قبضہ کر لیتے اس حیلہ سے کہ عمرؓ نے یہیں نماز پڑھی تھی''۔ عمرؓ بن الخطاب نے اس امان نامہ کے علاوہ یہ بھی لکھ دیا کہ قمامہ کے کلیسے میں نہ تو نماز پڑھی جائے اور نہ اذان دی جائے۔

مسجد کی تعمیر: اس کے بعد بطریق سے مخاطب ہو کر کہا کہ ہمیں کوئی ایسا مقام بتاؤ جہاں ہم مسجد بنائیں۔ بطریق نے کہا کہ

صخرہ زیادہ مناسب ہوگا جس پر یعقوب علیہ السلام سے اللہ جل شانہ نے کلام کیا ہے۔ عمرؓ بن الخطاب نے صخرہ کو پسند فرمالیا اور بنفسہٖ اسے صاف کرنے لگے آپ کو صاف کرتے ہوئے دیکھ کر اور مسلمانوں نے بھی ہاتھ لگا دیا فوراً دم زدن میں صاف ہوگیا۔ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے مبارک ہاتھ سے مسجد کی بنا ڈالی اس کے بعد عمروؓ بن العاص کو مصر کا محاصرہ کرنے کے لئے روانہ کیا اور ان کی مدد پر زبیرؓ بن العوام کو چار ہزار مسلمانوں کا افسر مقرر کر کے روانہ کیا۔ مقوقس والی مصر نے جزیہ (خراج) دے کر صلح کر لی۔ پھر عمروؓ بن العاص نے اس مہم سے فارغ ہو کر اسکندریہ کا رخ کیا چند روز کے محاصرے کے بعد اسے بھی فتح کرلیا۔

منصور بن سرحون اور ماہاب بطریق کی جنگ: ۱۶ھ ہجری (مطابق ۶۵۰ء) میں بادشاہ روم (ہرقل) عیسائیان جزیرہ کے کہنے سے مسیحی لشکر لے کر حمص کی طرف بڑھا۔ حمص میں ان دنوں ابوعبیدہؓ بن الجراح موجود تھے۔ انہوں نے ہرقل کو شکست دی وہ میدانِ جنگ سے بھاگ کے انطاکیہ کی طرف آیا۔ اسی اثناء میں مسلمانوں کے نامی نامی سردار فلسطین، طبریہ اور تمام ساحل فتح کر چکے تھے۔ جس سے عرب متنصرہ، غسان، لخم، جذام میں ایک خاص قسم کا جوش پیدا ہوگیا تھا۔ ماہاب بطریق ان کا افسر ہو کر مسلمانانِ عرب سے لڑنے کے لئے چلا منصور بن سرحون نے اپنے عامل دمشق سے یالی مدد طلب کی۔ منصور بن سرحون نے چونکہ وہ اس سے پہلے اس سے کشیدہ خاطر تھا مدد دینے سے انکار کیا۔ ماہاب بطریق برہم ہو کر مسلمانانِ عرب سے اعراض کر کے دمشق کی جانب بڑھا لیکن اس کی روانگی سے پہلے عامل دمشق منصور کچھ سوچ سمجھ کر سامان رسد وغلہ لے کر دمشق سے نکلا۔ اتفاقات زمانہ سے جس وقت یہ مقام جابیہ خولان میں پہنچا اسی روز شب کو لشکر روم بھی آ گیا۔ عامل دمشق نے طبل اور بگل بجایا لشکر ماہاب نے یہ خیال کر کے یہ لشکر مسلمانانِ عرب کا ہے حملہ کر دیا دونوں میں خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی صدہا جانیں ضائع ہوگئیں ماہاب بطریق مارے شرم کے طور سینا چلا گیا اور وہیں راہبانہ زندگی سے اپنی بقیہ عمر تمام کردی۔

فتح دمشق: بقیہ لشکر روم نے منصور کے ہمراہ دمشق میں جا کر دم لیا۔ مسلمانوں نے مناسب موقع سمجھ کر دمشق کا محاصرہ کرلیا۔ دوسری طرف سے رومیوں نے بھی جمع ہو کر اسے گھیر لیا۔ چھ مہینہ بعد منصور عامل دمشق مجبور ہو کر خالدؓ بن ولید سے امان کا خواستگار ہوا۔ خالدؓ بن ولید نے اسے امان دی اور باب شرقی سے شہر میں داخل ہوئے رومی لشکر دوسرے دروازوں سے نکل کر بھاگ گیا۔ خالدؓ بن ولید کے علاوہ اور امراء اسلام جو دوسرے دروازوں پر بزور تیغ داخل ہوئے تھے انہیں اس امان دہی کی اطلاع نہ تھی اس وجہ سے کسی قدر دمشق لوٹا گیا اس کے بعد اہلِ دمشق کو وہی رعایتیں دی گئیں جو اہلِ اسکندریہ کو عمروؓ بن العاص نے دی تھیں۔

قسطنطین بن ہرقل: ان واقعات کے بعد ہرقل ۲۱ھ ہجری (مطابق ۶۵۵ عیسوی) میں اکتیس برس حکومت کر کے مر گیا۔ اس کی جگہ قسطنطنیہ میں رومیوں کا بادشاہ قسطنطین بن ہرقل ہوا اسے چھ مہینہ کے بعد اس کی سوتیلی ماں نے مار ڈالا۔ تب اس کی جگہ ہرقل بن ہرقل تخت نشین ہوا۔ کچھ عرصہ بعد رومیوں نے اسے تخت سے اتار کر مار ڈالا اور قسطنطوس بن قسطنطین کو تخت حکومت پر بٹھایا یہ چھ برس حکومت کر کے ۲۷ھ ہجری (مطابق ۶۷۰ عیسوی) میں ہلاک ہوگیا۔

امیر معاویہؓ کی بلادِ روم پر فوج کشی: اسی زمانہ میں امیر معاویہؓ نے ۲۴ھ ہجری میں بلادِ روم پر چڑھائی کی وہ ان دنوں شام کے امیر تھے انہوں نے اکثر شہروں کو فتح کیا اس کے بعد مسلمانوں نے براہ دریا قبرص پر فوج کشی کی اس کے اکثر

قلعوں کو فتح کر کے ۲۷ھ ہجری میں اہلِ قبرص پر جزیہ (خراج) قائم کیا۔

فتح اسکندریہ: عمرؓ بن العاص نے جس وقت اسکندریہ فتح کیا تھا تو بنیامین بطریق یعقوبیہ کو امان نامہ لکھ دیا تھا۔ چنانچہ وہ تیرہ برس بعد واپس آیا اسے ہرقل نے اول سنہ ہجری میں اسکندریہ کا متولی کیا تھا۔ لیکن جب شاہ فارس نے مصر و اسکندریہ پر زمانہ حصار قسطنطنیہ میں قبضہ کر لیا تھا اور دس برس تک اس کی وہاں حکومت رہی تو اسی زمانہ میں بنیامین روپوش ہو گیا تھا۔ دس برس یہ اور تین برس زمانہ حکومت اسلامیہ میں غائب رہا۔ پھر جب عمرؓ بن العاص نے اسے امان دی تو وہ اسکندریہ واپس آیا اور ۳۹ھ ہجری (مطابق ۶۵۹ عیسوی) میں مر گیا اس کی جگہ اغاثو اسکندریہ کے گرجا کا سترہ برس عہدہ دار رہا اور جب قسطیوس بن قسطنطین ۳۷ھ ہجری (مطابق ۶۵۷ عیسوی) میں ہلاک ہوا تو اس کی جگہ رومیوں کا بادشاہ اس کا لڑکا یوطیانوس بارہ برس تک رہا۔

یزید بن معاویہؒ کی قسطنطنیہ پر فوج کشی: ۵۰ھ ہجری میں اس کے مرنے کے بعد طیباریوس بادشاہ ہوا اس کی حکومت سات برس رہی اسی کے زمانہ میں یزید بن معاویہؓ نے عساکر اسلامیہ کے ہمراہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی ایک مدت تک اسے محاصرے میں رکھا۔ ابوایوب انصاریؓ اسی کے حصار میں شہید ہوئے اور وہیں دفن کر دیئے گئے چند روز محاصرے کے بعد یزید بن معاویہؒ اور طیباریوس قیصر کی اس امر پر صلح ہوئی کہ شام کے تمام کنائس (گرجے) معطل کر دیئے جائیں اور کوئی شخص ابوایوبؓ کی قبر سے کچھ تعرض نہ کرے۔

اوغشطش قیصر کا قتل: اس مصالحت ہو جانے سے اسلامی لشکر واپس آیا اور طیباریوس قیصر ۵۸ھ ہجری (مطابق ۶۷۷ء) میں مار ڈالا گیا اور تخت قیصری پر اوغشطش قیصر جانشین ہوا اس کے زمانہ حکومت میں اغاثو البطریق یعقوبیہ اسکندریہ میں مر گیا اور یوحنا بطریق مقرر کیا گیا تھوڑے دن بعد اوغشطش قیصر کو کسی خادم نے مار ڈالا۔

اصطفانیوس قیصر: اس کے بعد اس کا لڑکا اصطفانیوس قیصر ہوا یہ ۶۵ھ ہجری (مطابق ۶۸۴ عیسوی) زمانہ حکومت عبدالملک بن مروان میں تھا۔ عبدالملک بن مروان نے اپنے عہد حکومت میں مسجد اقصیٰ کو بڑھایا صخرہ کو حرم میں داخل کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد اطفانیوس سے سلطنت چھین لی گئی اور لاون کو تختِ حکومت پر بٹھایا گیا یہ ۷۸ھ ہجری (مطابق ۶۹۷ عیسوی) میں مر گیا اور طیباریوس ثانی قسطنطنیہ کا بادشاہ ہوا سات برس اس کی حکومت رہی۔ ۸۶ ہجری (مطابق ۷۰۵ عیسوی) میں یہ بھی ہلاک ہوا اور سطیانوس حکمران مقرر کیا گیا۔

جامع مسجد دمشق: یہ زمانہ حکومت ولید بن عبدالملک تھا یہ وہی شخص ہے جس نے دمشق میں جامع مسجد بنی امیہ بنوائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس مسجد کی تعمیر میں چار سو صندوق صرف کیے ہر صندوق میں چودہ چودہ لاکھ دینار تھے۔ مسجد میں چھ سو زنجیریں طلائی قندیلوں کے لٹکانے کے لئے تھیں زینت اور آرائش ایسی تھی کہ جس سے دیکھنے والوں کی آنکھیں چکا چوند ہو جاتی تھیں اور مسلمان فتنے میں پڑتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے زمانہ حکومت میں ان سب چیزوں کو اتار کر بیت المال میں داخل کر دیا ۱۰۱ھ ہجری مطابق ۷۱۹ عیسوی میں سطیانوس کے بعد ڈیڑھ برس تک تذاوس حکمران رہا۔ اس کے بعد لاون ثانی چوبیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔

قسطنطین کی گرفتاری و رہائی: اس کے بعد اس کا لڑکا قسطنطین تخت نشین ہوا ۱۱۴ھ ہجری میں ہشام بن عبدالملک

صائفہ یسریٰ اور اس کے بھائی سلیمان صائفہ یمنیٰ نے رومیوں پر چڑھائی کی قسطنطین نے اس کا مقابلہ کیا۔ میدانِ جنگ سے اس کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ نکلا اور یہ خود گرفتار کر لیا گیا لیکن کچھ روز بعد آزاد کر دیا گیا۔ زمانہ حکومت مروان بن محمد اور ولایت موسیٰ بن نصیر میں عیسائیانِ اسکندریہ اور مصر تباہی اور ذلت میں پڑ گئے صدقہ اور خیرات پر بطریق کا گزر ہونے لگا جب اس کی خبر بادشاہ نوبہ کو پہنچی تو وہ ایک لاکھ فوج لے کر مصر پر چڑھ آیا لیکن عامل مصر کی تیزی و ہوشیاری سے بلا قتل وقتال واپس ہو گیا اور زمانہ ہشام بن عبدالملک میں فرقہ ملکیہ کے کنائس (گرجے) گروہ یعقوبیہ کے ہاتھوں سے نکال لئے گئے اور ان کا انہی کے مذہب کا بطریق مقرر کیا گیا۔

قسطنطین ثانی بن لاون: ان واقعات کے تمام ہونے پر قسطنطنیہ میں ایک غیر شخص جو خاندان شاہی سے نہ تھا جرجس نامی بادشاہ ہوا اور نہایت ابتری اور سوء حالی سے زمانہ سفاح المنصور تک باقی رہا۔ اس کے مرنے کے بعد قسطنطین ثانی بن لاون بادشاہ ہوا اس نے متعدد شہر آباد کئے اہلِ آرمینیہ کو ان میں آباد کیا جب یہ مر گیا تو وہ لاون بن قسطنطین ثانی اور اس کے مرنے کے بعد نغفور بادشاہ ہوا۔

نغفور قیصر اور ہارون الرشید: ۱۸۷ھ (مطابق ۸۰۲ء) میں خلیفہ الرشید نے قلعہ ہرقلہ کا محاصرہ کیا۔ نغفور نے خراج دے کر صلح کر لی خلیفہ الرشید واپس ہو کر رقہ آیا اور موسم سرما ختم ہونے تک یہیں ٹھہرا رہا۔ نغفور نے یہ سمجھ کر کہ خلیفہ الرشید چلا گیا ہے۔ عہد شکنی کی خلیفہ الرشید یہ سن کر لوٹ پڑا اور نہایت سختی کے ساتھ اس معاہدہ کی اس سے پابندی کرائی اور خراج لیا اس کے بعد عساکر اسلامیہ درب ضعصاق سے داخل ہوئے سرزمین روم کو اپنے تیز گھوڑوں کی جولان گاہ بنایا۔ نغفور نے ہر چند ان کی مدافعت کی کوشش کی لیکن اس کی قسمت نے اس کا ساتھ نہ دیا۔ مقام صفاء میں نغفور کو شکست ہوئی چالیس ہزار رومی مارے گئے اور نغفور زخمی ہو کر میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگ نکلا۔

تسخیر قلعہ ہرقلہ: پھر ۱۹۰ھ ہجری (مطابق ۸۰۵ء) میں خلیفہ مامون الرشید نے اس پر چڑھائی کی اس کے ہمراہ ایک لاکھ تیس ہزار فوج تھی۔ قلعہ ہرقلہ میں سب سے پہلے اسی نے اسلامی جھنڈا گاڑا۔ سولہ ہزار رومی زخمیوں کے علاوہ قید کر لئے گئے۔ نغفور نے مجبور ہو کر جزیہ (خراج) دینا قبول کیا اور تاعمر اس کی پابندی کرتا رہا یہاں تک کہ زمانہ خلافت امین میں یہ مر گیا۔

استبراق قیصر: اور اس کی جگہ استبراق قیصر تخت نشین ہوا۔ ۲۱۵ھ (مطابق ۸۳۰ء) میں پھر خلیفہ ماموں الرشید نے بلادِ روم پر حملہ کیا۔ متعدد قلعے فتح کر کے بغداد واپس آیا پھر وہ یہ خبر سن کر کہ ''بادشاہ روم نے طرسوس اور مصیصہ پر حملہ کر کے تقریباً ایک ہزار چھ سو آدمیوں کو مار ڈالا ہے اٹھ کھڑا ہوا اور انطوغوا کا محاصرہ کر کے بصلح و امان فتح کر لیا اور معتصم نے حملہ کر کے تقریباً تیس قلعے رومیوں سے چھین لئے اور یحییٰ بن اکثم نے رومیوں کے بلاد کو خوب پامال کیا اس کے بعد خلیفہ مامون الرشید بغداد کی طرف لوٹا۔

تسخیر شہر لولوہ: اور پھر بعد چندے بغرض جہاد بلادِ روم میں داخل ہوا اپنے مولا (غلام آزاد) عجیف کو ایک دستہ فوج کا افسر مقرر کر کے شہر لولوہ کے محاصرے پر بھیجا۔ قیصر روم اس واقعہ سے مطلع ہو کر شہر لولوہ کی مدد کو آ پہنچا۔ مامون الرشید نے عجیف کی مدد پر ایک دوسری فوج بھیج دی۔ قیصر روم نے اپنے کو ان کے مقابلے سے عاجز دیکھ کر نا کام لوٹ گیا اور شہر بصلح فتح کر لیا گیا۔

بلادِ روم کی تاراجی: اس کے بعد مامون الرشید نے سلغوص اور بردہ کو فتح کیا اور اپنے لڑکے عباس کو عساکر اسلامیہ کا افسر بنا کر رومیوں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا اس نے بھی رومیوں کے شہروں کو لوٹا اور غارت کیا اور ایک شہر میل در میل آباد کیا۔ اس کی شہر پناہ کے چار دروازے بنوائے۔ بلادِ روم کو تاحیات پامال کرتا رہا یہاں تک کہ بحالت جہاد ۲۱۸ھ ہجری میں اس کا انتقال ہو گیا۔ ۲۲۳ء ہجری (مطابق ۸۳۷ ہجری) میں خلیفہ المعتصم نے عموریہ فتح کیا جس کا واقعہ اس کے حالات میں لکھا جائے گا' ان شاء اللہ۔

بطریق اعظم (پوپ) کی رومہ میں منتقلی: یہاں تک تو ابن عمید کا کلام تھا ہم نے اس کی باتوں میں بطارقہ کے حالات زمانہ فتح اسکندریہ سے نہیں لکھے تھے۔ کیونکہ ان کی کوئی خاص ضرورت نہ تھی ہاں اس سے کچھ دن پہلے فتح اسکندریہ کے بعد بطریق اعظم جو اسکندریہ میں رہتا تھا اس کی کرسی حکومت رومہ میں مقرر کی گئی تھی اور وہ مذہب ملکیہ کا امیر تھا۔ وہ لوگ اسے البابا (پوپ) کہتے تھے جس کے معنی ابوالآباء ہیں اور بلاد مصر میں ستائیں نصاریٰ کے مذہب یعقوبیہ کا بطریق رہنے لگا یہی ملوک نوبہ وحبشہ اور تمام اس اطراف و جوانب کا مذہبی پیشوا مانا گیا۔

مسعودی کا بیان: مسعودی نے زمانہ ہجرت اور فتح سے قیاصرہ روم کو اسی ترتیب سے ذکر کیا ہے جیسا کہ ابن عمید نے لکھا ہے لیکن پھر وہ کہتا ہے کہ لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ہجرت اور زمانہ شیخین میں روم کا بادشاہ ہرقل تھا۔ کتب سیر میں اس طرح ہے کہ ہجرت زمانہ قیصر بن مورق میں ہوئی ہے اس کے بعد قیصر بن قیصر زمانہ ابوبکر میں اس کے بعد ہرقا بن قیصر عہد خلافت عمر میں تھا۔ یہی قیصر زمانہ جنگ و جدال ابوعبیدہؓ اور خالدؓ بن ولید اور یزیدؓ بن ابی سفیان میں شام سے نکالا گیا۔ اس وقت صرف قسطنطنیہ کی حکومت اس کے قبضہ میں رہ گئی۔

مورق بن ہرقل اور امیر معاویہؓ: اس کے بعد مورق بن ہرقل زمانہ خلافت عثمانؓ میں اور اس کے بعد مورق بن مورق زمانہ علیؓ اور معاویہؓ میں حکمران ہوا ہے آخری زمانہ معاویہؓ اور یزید اور مروان بن الحکم میں قلفط بن مورق نے بادشاہت کی ہے اس قیصر کے باپ مورق اور معاویہؓ سے مراسم خط و کتابت قائم تھے' مورق نے معاویہؓ کی حکومت اور شہادت عثمانؓ کی پیشین گوئی کی تھی اور معاویہؓ کو اس کی اطلاع دے دی تھی جس وقت معاویہؓ علیؓ سے لڑنے کے لئے جا رہے تھے اس نے عرب پر حملہ کرنے کا قصد کیا تھا اور معاویہؓ نے اسے خط کے ذریعہ اپنے حملہ کرنے کی دھمکی دی تھی۔

آل ہرقل اور بنی امیہ: چنانچہ اختتام جنگ کے بعد (جنگِ صفین) معاویہؓ نے یزید کی ماتحتی میں ایک لشکر قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جس کے زمانہ حصار میں ابوایوبؓ انصاری شہید ہوئے۔ الغرض قلفط بن مورق کے بعد لاون بن قلفط زمانہ حکومت عبدالملک بن مروان میں اور اس کے بعد جیرون بن لاون زمانہ ولید اور سلیمان اور عمر ابن عبدالعزیز میں حکمران رہا ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے چاروں طرف سے ان کے علاقوں پر بری اور بحری جہاد شروع کر دیئے۔ قسطنطنیہ کے دروازے تک کو اپنے نوکدار نیزوں سے صدمہ پہنچایا رومی بادشاہ نہایت ابتر حالت پر پہنچ گئے تھے جرجیس بن مرعش نامی ایک غیر شخص (جو خاندان سلطنت سے نہ تھا) نو برس تک رومیوں پر حکمرانی کرتا رہا۔

نغفور قیصر کی عہد شکنی و اطاعت: قسطنطین بن الیون تخت حکومت پر بیٹھا اس کے بچپن کی وجہ سے اس کی ماں حکومت و انتظام سلطنت میں اس کی شریک رہی۔ اس کے بعد نغفور بن استبراق زمانہ حکومت الرشید میں تخت نشین ہوا۔ نغفور اور الرشید

میں باہم اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ رشید کی قوت و شوکت نے نغفور کو جزیہ دینے پر مجبور کیا اور اسی امر پر فریقین میں مصالحت ہوئی۔ پھر نغفور نے عہد شکنی کی اور الرشید اس کے زیر کرنے پر آمادہ ہوا۔ ۱۹۰ھ میں اس نے قلعہ ہرقلہ کو فتح کر لیا۔ تب نغفور نے دوبارہ خراج دینا قبول کیا اور تا حیات اپنے قول کی پابندی کرتا رہا اس کے بعد استبراق بن نغفور عہد حکومت امین میں حکمران ہوا کچھ عرصہ بعد قسطنطین بن قلفط نے اسے مغلوب کر دیا اور خود زمانہ مامون میں حکومت کرتا رہا۔

فتح عموریہ: اس کے بعد نوفیل زمانہ خلافت المعتصم میں گزرا ہے المعتصم نے اس سے عموریہ بزور تیغ فتح کیا اور اس میں جس قدر عیسائیوں کو پایا انہیں قتل کر ڈالا اس کے بعد میخائیل بن نوفیل زمانہ خلافت الواثق اور المتوکل اور المنتصر اور المستعین میں قیصر رہا۔ پھر رومیوں میں ملک کے بارے میں باہمی اختلاف ہو کر نوفیل بن میخائیل کو تخت پر بٹھایا گیا کچھ عرصہ بعد شبیل صقلی اس پر قابض ہو گیا یہ خاندان سلطنت سے نہ تھا اس کا زمانہ، زمانہ المعتز اور المہتدی اور کسی قدر المعتمد میں گزرا۔

قسطنطین اور ارمنو بطریق: اس کے بعد الیون بن شبیل بقیہ زمانہ المعتمد اور ابتدائی زمانہ حکومت المعتضد میں رہا۔ پھر اس کا بیٹا اسکندروس بادشاہ ہوا اس کی سیرت ناپسندیدہ تھی تھوڑے دن بعد معزول کر دیا گیا اس کی جگہ لاوی بن الیون اس کا بھائی قائم ہوا اس کا ملک بقیہ زمانہ المعتضد المکتفی اور شروع زمانہ المقتدر تک باقی رہا۔ اس کے مرنے کے وقت صرف ایک کمسن لڑکا قسطنطین نامی موجود تھا اس کی کمسنی کی وجہ سے ارمنوس بطریق ملک کا انتظام کرنے لگا اور اپنی لڑکی سے اس کا عقد کر دیا اس بطریق کو دمستق بھی کہتے تھے یہ وہی شخص ہے جو سیف الدولہ (بنی حمدون) والی شام سے لڑائی لڑا ہے۔ اس کی حکومت بقیہ زمانہ المقتدر اور القاہر اور الراضی اور المتقی تک باقی رہی۔ اس کے بعد روم کی حکومت نہایت ابتر ہو گئی۔ بادشاہی خطاب سے قسطنطینہ میں ارمنوس یاد کیا جانے لگا یہ سب بادشاہ خلفاء اسلام کے باجگزار اور مطیع تھے۔ پھر اس کے بعد مسعودی کہتا ہے کہ تمام ملوک روم زمانہ قسطنطین میں ہلانہ سے اس وقت (یعنی ۳۳۰ھ تک) اکتالیس شخص ہوئے پانچ سو سات برس ان کی حکومت رہی۔ اس حساب سے زمانہ ہجرت میں ان کی عمر ایک سو چھتر برس تھی۔

واللہ اعلم انتہیٰ کلام المسعودی (مسعودی کا کلام تمام ہوا)

دمستق قوقاش: تاریخ ابن اثیر میں یہ تحریر ہے کہ ارمانوس (ارمنوس بطریق) کے مرنے کے بعد اس کے دو لڑکے کمسن موجود تھے۔ دمستق[1] قوقاش نے اسی کے زمانہ میں ملطیہ ۳۲۲ ہجری (مطابق ۹۳۳ء) میں بامان لے لیا تھا۔ اسلامی سرحدوں کا ان دنوں سیف الدولہ بن حمدون مالک تھا جب قوقاش نے ملطیہ کے مقامات مرعش وعرزیہ اور اس کے قلعوں کو فتح کر لیا اور مکررسہ کررطوس پر حملہ کیا تو سیف الدولہ نے اس کے ملک پر فوج کشی کی خوشنہ، صارخہ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا ان کے اکثر شہروں کو پامال اور متعدد قلعے فتح کر کے واپس آیا۔ ارمانوس (ارمنوس) نے ان واقعات سے پریشان ہو کر نغفور

---

[1] دمستق قوقاش کے ہمراہ پچاس ہزار رومی لشکر تھا ایک مدت تک یہ ملطیہ کا محاصرہ کئے رہا طول محاصرے سے اکثر اہل ملطیہ بھوکوں مر گئے انجام کار غرہ جمادی الثانی ۳۲۲ ہجری میں اس طرح سامان ملطیہ پر قبضہ حاصل کیا کہ اس نے میدان میں دو خیمے نصب کرائے ایک پر صلیبی نشان تھا اور دوسرا بلا نشان کے ساتھ کھڑا یہ خود کہہ رہا تھا کہ جو شخص نصرانیت قبول کرے وہ صلیبی خیمہ کی طرف جائے تا کہ اس کے اہل و عیال اسے ملا دیئے جائیں اور اور جو شخص مسلمان رہنا چاہے وہ دوسرے خیمہ میں جائے اس کو بھی امان حاصل ہے انہیں ان کے اہل و عیال اور مال و اسباب نہ دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ اس نے اور افعال و حرکات ناپسندیدہ کئے تھے جن کا ذکر کتب تواریخ میں موجود ہے۔

کو دمستق[1] مقرر کیا۔ دمستق کے معنی خلیج ہیں خلیج شرقی کے مالک کے جس کے حکمران ان دنوں بنی عثمان (سلاطین عثمانیہ) ہیں۔

دمستق نغفور اور سیف الدولہ کی جنگ: پس نغفور دمستق ہونے کے بعد بلاد اسلام کی طرف چلا گیا اسی اثناء میں ارمانوس دو چھوٹے چھوٹے لڑکے چھوڑ کر مر گیا جب یہ واپس آیا تو امراء روم نے جمع ہو کر تاج شاہی اس کے سر پر رکھا اور ارمانوس کے لڑکے کے انتظام و تدبیر کے لئے اسے آگے کیا ۳۵۱ھ ہجری (مطابق ۹۶۲) میں اس نے حلب پر حملہ کر دیا۔ سیف الدولہ کو اس معرکہ میں شکست ہوئی شہر پر نغفور دمستق کا قبضہ ہو گیا۔ لیکن قلعہ پر بدستور مسلمانوں ہی کا قبضہ رہا۔ قلعہ کے اثناء محاصرہ میں اس کا ہمشیرہ زادہ مارا گیا جس سے اس نے برہم ہو کر تمام ان مسلمان قیدیوں کو شہید کر ڈالا جو اس کی قید میں تھے۔

نغفور دمستق کی فتوحات: اس کے بعد ۳۵۶ھ ہجری (مطابق ۹۶۶ء) میں اس نے قیساریہ کے قریب ایک جدید شہر (بغرض نقصان رسانی بلادِ اسلامیہ) آباد کیا اہلِ طرسوس نے ڈر کر اس سے امان طلب کی اس نے اس پر بہ امان قبضہ حاصل کر کے مصیصہ کو بزور تیغ فتح کر لیا اس کے بعد اس نے اپنے بھائی کو دوبارہ ۳۵۹ھ ہجری میں حلب کی طرف روانہ کیا ابوالمعالی بن سیف الدولہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ فرعویہ نے اس وجہ سے قلعہ پر قبضہ نہ ہونے پایا تھا کہ صلح کر لی۔

نغفور دمستق کا خاتمہ: جب یہ حلب سے واپس ہوا تو ارمنوس کی بی بی (جس کے دونوں لڑکے نغفور دمستق کی کفالت میں تھے) نغفور سے رنجیدہ ہو گئی ابن الشمیق نے اس کے اشارے سے ۳۶۰ھ ہجری (مطابق ۹۷۰ء) میں نغفور کو مار کر ارمانوس کے بڑے لڑکے شبیل کو تخت نشین کر دیا اور خود دمستق ہو کر انتظام سلطنت کرنے لگا۔ الرہا میافارقین اور اس کے اطراف و جوانب پر کئی بار حملے کئے ابوتغلب بن حمدان والی موصل نے کسی قدر مال دے کر اسے ٹال دیا پھر اس نے ۳۶۲ھ ہجری (مطابق ۹۷۲ء) میں بلاد اسلامیہ کی طرف خروج کیا ابوتغلب نے اپنے چچا ابوعبداللہ بن حمدان کے لڑکے کو اس کے مقابلے پر بھیجا اس نے اسے شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد آزاد کر دیا۔ شبیل کے ماموں نے (جو اس کی وزارت پر کام کر رہا تھا) ابن الشمیق کو زہر دے کر مار ڈالا۔

شبیل بن ارمانوس: اس کے بعد شبیل بن ارمانوس نے سقلاروس کو دمستق مقرر کیا۔ ۳۶۵ھ ہجری (مطابق ۹۷۵ء) میں اس نے بغاوت کی سلطنت کا مدعی ہوا۔ شبیل نے اسے زیر کیا پھر اس پر ابوتغلب بن حمدان کی امداد سے ورد بن منیر (نامی بطریق) نے خروج کیا شبیل کو پے در پے شکست ہوئی اکثر بلاد پر ورد بن منیر نے قبضہ کر لیا۔ شبیل نے بمجبوری وردیس لادن (یعنی برادر زادہ نغفور) کو قید سے نکال کر ورد بن منیر کے مقابلے پر بھیجا۔

وردیس کی گرفتاری و رہائی: ورد بن منیر کو اس معرکے میں شکست ہوئی میدان جنگ سے بھاگ کر میافارقین میں عضدالدولہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوا۔ شبیل نے عضدالدولہ سے اس کے بارے میں خط و کتابت کی عضدالدولہ نے وردیس کو حکمتِ عملی سے گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا پھر اس کے لڑکے صمصام الدولہ نے پانچ برس بعد اسے اس شرط سے آزاد کر دیا کہ مسلمان قیدیوں کو قید سے رہا کر دے اور بلاد روم کے چند قلعوں سے دست کش ہو جائے اور آئندہ بلاد اسلام پر کسی

[1] نغفور نصرانی الاصل نہ تھا بلکہ یہ ایک مسلمان کا لڑکا تھا لیکن نصرانی ہو گیا تھا اہلِ طرسوس اس کو ابن فقاس کہتے تھے اس نے قیصر روم کے قتل کے بعد اس کی بی بی سے عقد کر لیا تھا جب اس نے اس کے دونوں لڑکوں کو (جو نسل قیصر سے تھے) مارنا چاہا تو اس کی ماں نے بسازش اس کو قتل کرا دیا۔

قسم کی دست درازی نہ کرے درولیس آزاد ہونے کے بعد پہلے ملطیہ پر قابض ہوا پھر قسطنطنیہ کا جا کر محاصرہ کر لیا۔

منجوتکین اور شبیل کی جنگ: اسی اثناء میں درولیس مارا گیا شبیل اور دردمیں مصالحت ہوگئی کچھ عرصہ بعد دردمر گیا تو شبیل نے اس کے مقبوضات پر قابض ہو کر یلغار پر چڑھ گیا اور ان کے ملک پر قبضہ حاصل کر کے چالیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔ ۳۸۱ھ ہجری (مطابق ۹۹۱ء) میں منجوتکین والی دمشق نے خلیفہ مصر کی جانب سے اس پر حملہ کیا شبیل شکست پا کر ابوالفضائل بن سیف الدولہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوا منجوتکین لوٹ کر دمشق آیا۔

محاصرہ طرابلس: پھر وہاں سے حمص اور شیرز پہنچا اور ان پر بزور قبضہ حاصل کر لیا۔ پھر اس نے طرابلس کا محاصرہ کیا ابن مروان نے دیار بکر دے کر صلح کر لی۔ پھر دوقس دمستق نے خروج کیا والی مصر نے ابوعبداللہ بن ناصر الدولہ بن حمدان کو اس کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ دوقس دمستق کو شکست ہوئی اور دوران جنگ میں مارا گیا ان واقعات کے بعد شبیل ۴۱۰ھ ہجری (مطابق ۱۰۱۹ء) میں مر گیا۔

ملکہ ارمانوس اور میخائیل: اس کے بعد قسطنطین اس کا بھائی نو برس تک حکمران رہا۔ اس کے مرنے کے بعد تین لڑکیاں اس کے خاندان کی باقی رہیں سب سے بڑی لڑکی تخت نشین کی گئی اس نے اپنے ماموں زاد بھائی کو اپنے ملک کا منتظم مقرر کیا اور اس کے ساتھ شادی کر لی اس وجہ سے مملکت روم پر یہ قابض ہو گیا لیکن خود اس کے ماموں میخائیل کو اس کے مزاج میں بے حد رسوخ تھا بلکہ یہ اس کی طرف مائل ہوگئی اور میخائیل نے ملکہ ارمانوس کی سازش سے (اپنے ماموں) کو قتل کر کے اس کے مقبوضات پر قابض ہو گیا۔

سلطنت رومہ پر میخائیل کا قبضہ: پھر اس نے ۴۲۲ھ ہجری میں ابن مروان کو شکست دے کر الرہا اور سروج پر قبضہ کر لیا اور دربری نے خلافت علویہ کی طرف سے اس کا مقابلہ کر کے اسے پسپا کر دیا اس کے بعد رومیوں نے بلادِ اسلام کی طرف خروج کرنے سے ہاتھ کھینچ لیا اور میخائیل نے تقریباً تمام مدعیان سلطنت کو گرفتار کر لیا اور اپنی نیک سیرتی سے اہلِ ملک کو خوش کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد اپنی بی بی سے سلطنت چھین کر مستقل حکمرانی کا مدعی ہوا اس کی بی بی نے انکار کیا تب میخائیل نے اپنی بی بی کو جزیرے میں جلاوطن کر کے بھیج دیا اور خود رومی حکومت پر ۴۳۳ھ ہجری میں قابض ہو گیا۔ اس فعل سے بعض بطریق برہم ہوئے اور انہیں اس کی یہ حرکت ناگوار گزری میخائیل نے در پردہ اس کے قتل کی کوشش کی اتفاق سے اس کی خبر بطریق کو ہوگئی بطریق نے گرجا میں کھڑے ہو کر میخائیل سے سلطنت چھیننے کا حکم دیا اور اسے قلعہ میں گھیر کے اس کی جلاوطن ملکہ کو بلا لیا میخائیل اپنی حکمتِ عملی سے ان کے محاصرہ سے نکل آیا اور ملکہ (اپنی بی بی) کو بدستور جلاوطن کر دیا۔

تودرہ (تھیرڈورا) کی تخت نشینی: اس کے بعد تمام بطارقہ اور عوام الناس رومیوں نے متفق ہو کر ملکہ بنت قسطنطین (زوجہ میخائیل) کو تخت سے اتار کر اس کی دوسری بہن تودرہ کو تخت نشین کر کے میخائیل کے سپرد کر دیا پھر ہوا خواہان تودرہ اور میخائیل میں جھگڑا ہو گیا اور یہ فساد ایک مدت تک قائم رہا۔ رومیوں نے گھبرا کر اس پر اتفاق کر لیا کہ جو شخص اس فساد کو ختم کر دے وہی روم کا بادشاہ بنایا جائے۔

قسطنطین اور تودرہ کی شادی: چنانچہ مدعیان سلطنت کے نام قرعہ ڈالا گیا۔ قسطنطین کا نام قرعہ میں نکلا اور یہی اس کا حکمران بنایا گیا اور تودرہ سے اس کی شادی کر دی گئی یہ واقعہ ۴۳۴ھ ہجری (مطابق ۱۰۴۲ء) کا ہے ۴۴۶ھ ہجری (مطابق

۱۰۵۴ء) میں قسطنطین کے مرنے کے بعد ارمانوس حکمران ہوا۔

الپ ارسلان کی فتوحات: اس کا زمانہ خروج دولت سلجوقیہ اور اس زمانہ سے ملتا ہے جبکہ طغرلبک بغداد پر قابض ہوا تھا۔ ان دونوں حکمرانوں نے اس پر آذربائیجان کی طرف سے جہاد شروع کر دیا۔ اس کے لڑکے الپارسلان (الپ ارسلان) نے بلاد کرخ کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ رومیوں کے آباد شہروں کو پامال کیا رومیوں نے منبج پر چڑھائی کی ابن مرداس اور ابن حسان اور عرب کے لشکر کو شکست ہوئی۔

الپ ارسلان اور ارمانوس کی جنگ: الپ ارسلان یہ سن کر ۴۳۰ ہجری (مطابق ۱۰۷۰ء) میں رومیوں کی طرف بڑھا ارمانوس دو لاکھ فوج رومی اور عرب اور دوس اور کرخ کی لے کر نواح ارمینیہ سے نکل کر اس کے مقابلہ پر آیا اور ایک خون ریز لڑائی لڑا لیکن کھیت مسلمانوں ہی کے ہاتھ رہا اثناء لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا کچھ عرصہ بعد تاوان جنگ اور زرفدیہ دے کر اپنی رہائی کرائی اس کے زمانہ غیر حاضری میں دوبارہ میخائیل مملکت روم پر قابض ہو گیا جب یہ قید سے رہا ہو کر قسطنطنیہ میں پہنچا تو میخائیل نے اسے داخل نہ ہونے دیا اور خود ان شرائط صلح کا پابند ہو گیا جو ارمانوس اور الپ ارسلان سے طے پائے تھے ارمانوس غریب (جس نے بامجبوری ترک سلطنت کی تھی) راہب ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا۔

انتهى كلام ابن الاثير (ابن اثیر کا کلام تمام ہوا)

اہل فرانس کا نسب: ان واقعات کے بعد ملک الافرنج (شاہ فرانس) کے ظہور کا زمانہ آیا اور رومہ وغیرہ کی حکومت پر قابض ہونے کا مدعی ہوا۔ روم نے جس وقت نصرانیت اختیار کی تھی تو انہوں نے اور اقوام کو جو ان کے ہمسایہ میں تھیں زبردستی عیسائی بنایا جن میں اہل ارمن ہے (جن کا نسب اس سے پیشتر ناخور بردار حضرت ابراہیم علیہ السلام تک ہم تحریر کر چکے ہیں ان کا ملک آرمینیہ اور دارالسلطنت خلاط ہے اور اہل کرج بھی ہیں جو کہ روم کی ایک شاخ ہیں) یہ خزر میں آرمینیہ اور قسطنطنیہ کے درمیان شمالاً دشوار گزار پہاڑوں میں رہتے تھے اور چرکش بھی ہیں (جو کہ ترک کی شاخوں سے ہیں) یہ لوگ دریائے نیطش کے شرقی کنارے کی پہاڑوں میں مقیم تھے اور اہل روس بھی انہی میں سے ہیں جو جزائر دریائے نیطش اور شمالی کنارے میں آباد ہیں اور بلغاری (جو دریائے نیطش کے شمالی ساحل پر ہیں) اور برجان ہیں (جو جانب شمال آباد ہیں جن کا حال فاصلہ کے زیادتی کے باعث معلوم نہیں ہو سکا) یہ سب ترک کی شاخیں ہیں۔

اہل فرانس کا قبول عیسائیت: عیسائیوں کو سب سے زیادہ ترقی فرانسوی قوم سے ہوئی ان کا دارالسلطنت فرنجہ یا فرنسہ (یعنی پیرس) میں ہے جو بحر رومی کے شمالی جانب ہے جس کے مغرب میں جزیرہ اندلس ہے ان دونوں مقامات کو چند پہاڑ اور دشوار گزار گھاٹیاں ایک دوسرے سے جدا کرتی ہیں جسے وہ لوگ البون کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس میں جلالقہ آباد ہیں جو بذاتہ افرنج (فرانس) کی ایک شاخ ہیں۔ شاہ فرانس تمام ان بادشاہوں سے عظیم الشان مانا جاتا ہے جو دریائے رومی کے شمالی جانب حکمرانی کرتے ہیں یہ اکثر جزائر بحریہ مثلاً صقلیہ، قبرص، اقریطش، جنوا اور بلاد اندلس میں برشلونہ تک پر قابض ہیں۔

بنادقہ: حکومت قیاصرہ اول کے بعد انہیں کی حکومت کا سکہ چلا تھا انہیں کے گروہ سے بنادقہ ہیں یہ لوگ اس خلیج پر رہتے ہیں جو بحر روم سے سات سو میل کے فاصلہ پر شمال مغرب کی جانب سے نکلا ہے یہ خلیج، خلیج قسطنطنیہ کے مقابل بلاد جنوا سے آٹھ

منزل پر واقع ہے۔ اس کے بعد شہر رومہ ہے جو ان کے بادشاہ کا دارالحکومت اور بطریق اکبر کا (جسے یہ البابا کہتے ہیں) مرکز ہے۔

جلالقہ: افرنجہ ہی کے گروہ میں جلالقہ بھی داخل ہیں ان کا مسکن بلاد اندلس ہے یہ سب اور تمام سودان وحبشہ ونوبہ کی قومیں اور جو امراء وملوک حکومت روم کے ماتحت تھے مثلاً برابرہ مغرب میں اور نفرادہ وہوارہ افریقہ میں اور مصاعدہ مغرب اقصیٰ میں باتباع ملوک روم نصرانی ہو گئے لیکن جب اللہ جل شانہ نے اسلام کو ظاہر فرمایا اور اس کا دین تمام ادیان پر غالب ہوا تو اس نے پہلے تمام حدود جنوبیہ شام ومصر وافریقہ ومغرب سے ملوک روم کی حکومت چھین لی جن کی سلطنت کل بحر رومی پر پھیلی ہوئی تھی۔

قوط: اور نیز انہوں نے خلیج طنجہ عبور کر کے اندلس کو قوط (گاتھ) اور جلالقہ کے قبضہ سے نکال لیا اس وقت ملوک روم کی حکومت ایک اعلیٰ درجہ تک پہنچ کر کمزور ہو گئی اس کے بعد افرنجہ (فرانس) نے اندلس اور جزائر میں عرب سے زمانہ عبدالرحمٰن وابناء عبدالرحمٰن سے اندلس میں اور عبداللہ و پسران عبداللہ شیعی سے افریقہ میں معرکہ آرائیاں کیں اور ان جزائر بحر رومی کو (جن پر وہ حکمرانی کر رہے تھے) مثل صقلیہ ومیورقہ ودانیہ وغیرہ کو ان سے چھین لیا۔

فرانسیسیوں کی پیشقدمی: اسی زمانہ سے ملوک روم کی حکومت ضعیف ہو گئی اور افرنجہ کے قدم سلطنت پر جمتے گئے یہاں تک کہ تمام ان علاقوں اور جزیروں کو جن پر مسلمانوں نے ان سے قبضہ حاصل کر لیا تھا پھر لے لیا لیکن تقریباً چودہ منزل طولاً بحر رومی اسلامی پھر یرا اڑتا رہا اس کے بعد افرنجہ (فرانس) نے ملک شام اور بیت المقدس کی طرف رُخ کیا (جو ان کے دین کا مطلع اور ان کے انبیاء کی مسجد تھی) چنانچہ انہوں نے پانچویں صدی کے آخر میں اس پر قبضہ حاصل کر کے سواحل اور قلعات اور بلادِ اسلامیہ کی طرف بڑھے۔

المستنصر عبیدی کا فتنہ: بیان کیا جاتا ہے کہ المستنصر عبیدی نے انہیں اس امر پر جرأت دلائی تھی اور اسی نے ملوک سلجوقیہ کی حکومت وسلطنت کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر براہ رشک وحسد انہیں بلادِ اسلامیہ پر حملہ کرنے کے لئے بلایا تھا ان دنوں فرانس کا بادشاہ بردوبل تھا اور اس کا داماد زجار حکمران صقلیہ اس کا ماتحت ومطیع تھا۔ ان دونوں نے فوجیں آراستہ کر کے بلادِ اسلامیہ کے ارادے سے براہ قسطنطنیہ ۴۹۱ ہجری میں اپنے ممالک سے خروج کیا۔ رومی بادشاہ نے پہلے انہیں ملک سے گزر جانے کی اجازت نہ دی جب انہوں نے انہیں ملطیہ بشرط فتح دینے کے لئے کہا تو راستہ دے دیا۔

فرانسیسی ورومی مخالفت: چنانچہ یہ دونوں منازل طے کرتے کے بعد بلاد بن قلطمش کے قریب پہنچے۔ ابن قلطمش ان دنوں مرعش اور ارزن اور اقصر اور سیواس وغیرہ پر قابض ہو رہے تھے۔ اتفاق زمانہ سے ان دونوں کو بلادِ اسلامیہ تک پہنچنے کی نوبت نہ آئی درمیان ہی میں ان میں اور رومیوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا اور ان میں سے ہر ایک نے ملوک اسلام سے سازش پیدا کرنی شروع کر دی یہ فتنہ وفساد تقریباً ایک صدی تک قائم رہا ملوک روم کی حکومت کمزور اور اس کے قویٰ ضعیف ہو گئے۔

زجار کا قسطنطنیہ پر حملہ: زجار والی صقلیہ آئے دن قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کے لئے تلا رہتا تھا۔ بحر روم میں جو کشتیاں (خواہ وہ تجارتی ہوتیں یا شاہی ہوتیں) پاتا گرفتار کر کے لے جاتا تھا اس کا بحری جنگی سپہ سالار جرجی بن میخائیل نے ۵۴۴ ہجری میں قسطنطنیہ کے مینار تک پہنچ کر شاہی محل پر آتش بازی کی یہ زمانہ رومیوں کی ابتری اور تباہی کا تھا۔

شاہ فرانس کا قسطنطنیہ پر حملہ: اس کے بعد فرانس نے آخری چھٹی صدی میں پھر قسطنطنیہ پر قبضہ حاصل کیا اسی زمانہ

میں رومی بادشاہ قسطنطنیہ نے اپنی بہن شاہ فرانس سے بیاہ دی۔ ان واقعات کے چند دن بعد رومی بادشاہ کے بھائی نے سر اٹھایا اور دفعتہً حملہ کر کے اسے تخت سے اتار کر خود حکمران بن بیٹھا۔ رومی بادشاہ کا لڑکا شاہ فرانس سے مدد کا طالب ہو کر گیا اگر چہ اس کے پہنچنے سے اس نے جنگی کشتیاں دوبارہ بیت المقدس سے واپس لینے کے لئے روانہ کر دیں تھیں (اس معرکہ میں دوقس صاحب مراکب بحریہ اور مرکش سپہ سالار فرانس اور ان سب کا افسر اعلیٰ کید فلید شریک تھا) لیکن بادشاہ فرانس نے انہیں پہلے قسطنطنیہ کی طرف جانے کا حکم دیا اور باہم چچا اور بھتیجے میں مصالحت کرا دینے کی تاکید کی۔ جب یہ لوگ قسطنطنیہ کے قریب پہنچے تو موجودہ رومی بادشاہ نے ان سے معرکہ آرائی کی یہ لوگ نہایت مردانگی سے شہر میں داخل ہو گئے۔

قسطنطنیہ میں غارت گری: موجودہ رومی بادشاہ بھاگ گیا شہر کے بعض محلوں کو انہوں نے جلا دیا اور لڑکے کو تخت حکومت پر بٹھا دیا اس ردوبدل کا شہر اور اہلِ شہر پر بہت برا اثر پڑا اوباشوں نے گرجوں کے اسباب لوٹ لئے فرانسیسیوں کے چلے جانے کے بعد اہلِ شہر نے متفق ہو کر اس لڑکے کو تخت سے اتار دیا اور دوبارہ اس کے چچا کو تلاش کر کے تخت پر بٹھایا۔ فرانس کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے پھر ان کا محاصرہ کیا محصور بادشاہ رومی نے سلیمان بن قلیج ارسلان والی قونیہ و بلادِ روم شرقی خلیج کو اپنی امداد پر ابھارا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ان فرانسیسیوں نے حیلوں سے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا جو اس وقت شہر میں موجود تھے پھر کیا تھا لشکر فرانس نے شہر میں داخل ہو کر آٹھ روز تک قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا رومی کنیسہ عظمیٰ موسومہ بہ ”مموقیا“ میں جان کے خوف سے جا چھپے۔

اساقفوں اور راہبوں کا قتل عام: قسیسین اور اساقفہ اور رہبان کا ایک گروہ انجیل اور صلیب لئے ہوئے الامان الامان چلاتے ہوئے نکلا۔ لیکن اہلِ فرانس نے نہ تو ان کے ہم مذہب ہونے کا کچھ خیال کیا اور نہ ان کے عہد و پیمان پر نظر کی سب کو دم زدن میں قتل کر ڈالا اس کے بعد اہلِ فرانس نے قسطنطنیہ کی شاہی کے لئے قرعہ ڈالا کید فلید کا نام قرعہ میں نکلا۔ چنانچہ یہی قسطنطنیہ اور اس کے متعلقات کا بادشاہ ہوا اور دوقس بنادقہ جزائر مثل اقریطش و رودس وغیرہ کا اور مراکیش سپہ سالار ان بلاد کا حکمران ہوا جو خلیج کے شرقی جانب واقع ہیں۔

فرانسیسیوں کا روم سے اخراج: ان واقعات کے بعد روم کا ایک بطریق لشکر نامی شرقی خلیج پر غالب آیا اور فرانسیسیوں کو وہاں سے نکال دیا اس کے بعد قسطنطنیہ پر میخائیل نامی ایک شخص قابض ہوا۔ پھر اس نے از سرِ نو قسطنطنیہ کو آباد کیا اور فرانسیسی کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ گئے اس نے اس بادشاہ کو قتل کر ڈالا جو اس سے پہلے قسطنطنیہ پر حکمرانی کر رہا تھا اس نے منصور قلاوون والی مصر و شام سے صلح کر لی۔ ۶۸۱ہجری مطابق ۱۲۸۲ء میں اس کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا ماند تخت نشین ہوا اس کا لقب دوقس اور لشکری کے نام سے مشہور تھا۔

دولت بنی قلیج ارسلان کے ختم ہونے کے بعد ان کی سلطنت و ممالک کے مالک تتر ہوئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور بنو لشکری اسی زمانہ تک قسطنطنیہ پر حکمرانی کرتے رہے اور بلاد روم سے دولت تتر کے ختم ہونے کے بعد شرقی خلیج پر ابنِ عثمان جو امیر الترکمان حکمران ہوا اس کی اولاد اس وقت تک قسطنطنیہ اور اس کے جمیع اطراف و جوانب پر قابض ہے۔

هذا ما بلغنا من اخبار الروم من اول دولتهم منذ یونان و القیاصرة لهٰذا العهد و الله وارث الارض و من علیها و هو خیر الوارثین.

باب: ۲۳

قوط (گاتھ)

قوط قوم کی اصل: یہ گروہ بھی ان امتوں میں سے ہے جن کی عظیم الشان حکومتیں دول طبقہ ثانیہ عرب کے معاصر رہی ہیں ہم نے لاطینیوں کے بعد ان کا تذکرہ اس وجہ سے کیا ہے کہ انہیں حکومت وسلطنت انہی سے حاصل ہوئی تھی۔ زمانہ قدیم میں یہ گروہ سیبین کے نام سے معروف تھا اس نظر سے کہ فارس اور یونان کے درمیان مشرق میں اس نے اس سرزمین کو آباد کیا تھا نسباً ان کا صین (چین) سے تعلق ہے یہ ماغوغ بن یافث کی اولاد سے ہیں ملوک سریانین سے اوران سے اکثر محارب پیش آئے مؤمن مالی بادشاہ سریان نے زمانہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام میں ان پر حملہ کیا تھا اور انہوں نے ان کی مدافعت کی تھی پھر زمانہ تخریب بیت المقدس اور زمانہ بناء رومہ مین یہ فارس سے بھی لڑے تھے۔

قوط کا روم پر حملہ: پھر جب ان پر سکندر غالب آیا تو یہ اس کے محکوم ہو کر قبائل اور یونان میں شامل ہو گئے اسکندریہ کا زمانہ گزرنے کے بعد جب رومیوں کی حکومت کمزور ہوگئی تو انہوں نے غریقیوں کے بلاد اور مقدونیہ اور نبطہ پر غلیوس بن بار ایان قیصر کے زمانہ میں قبضہ کر لیا ایک مدت تک ان میں باہم لڑائی قائم رہی اس کے بعد پھر قیاصرہ نے انہیں مغلوب اور زیر کر لیا پھر جب قیاصرہ کا دارالحکومت قسطنطنیہ میں آ رہا اور ان کی قوتِ رومہ میں گھٹ گئی تو پھر قوطہ (گاتھ) نے رومہ پر حملہ کر دیا اور زبردستی اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔

قوط اور رومیوں کی شروطِ مصالحت: پھر زمانہ طودوشیش بن ارکاوش میں متعدد لڑائیوں کے بعد رومہ سے نکالے گئے اس زمانہ میں ان کا سردار انطرک تھا یہ طودوشیش ہی کے زمانہ میں مر گیا اس نے اپنے کو ملوک رومہ کے نام سے موسوم کرنا چاہا تھا لیکن کامیاب نہ ہوا۔ پھر رومانیوں سے اور اس سے اس امر پر صلح ہوئی کہ بلاد اندلس سے جس شہر کو یہ فتح کرے اس کا مستقل حکمران یہ خود رہے گا یہ مصالحت اس وجہ سے رومانیوں نے کر لی تھی کہ ان کی حکومت اندلس میں ضعیف ہوگئی تھی۔

قندلس: غریقیوں کے تین گروہ ابیون' شوانیون' قندلس نے پہنچ کر باہم اسے تقسیم کر لیا تھا قندلس ہی کے نام سے اندلس موسوم ہوا۔ اندلس میں ان سے پہلے اربار یوں حکمرانی کر رہے تھے جو طوال بن یافث کی اولاد سے ہیں یہ نسباً انطالیس کے بھائی ہیں طوفان کے بعد یہ اسی مقام پر آباد ہوئے اور ایک زمانہ تک رومہ کی حکومت کے مطیع رہے یہاں تک کہ ان غریقیوں نے اس پر قبضہ حاصل کیا جس زمانہ میں قوط (گاتھ) نے شہر رومہ پر حملہ کیا اور ان امتوں کو مغلوب کر دیا جو طوال کی اولاد سے تھیں بعضے یہ کہتے ہیں کہ اغریقی طوال بن یافث کی اولاد سے ہیں' واللہ اعلم۔

شاہ طشتر یک کا قتل: ان لوگوں نے اس ملک کو اس طرح تقسیم کیا تھا کہ قندلس نے جلیقیہ کو اور شبونہ نے ماردہ' طلیطلہ اور شوانش نے مرسیہ کو لے لیا اشبلیہ' قرطبہ' حیان' طالعہ پر ابیق نے قبضہ کر لیا ان کا سردار عندریقش برادر لشیقش تھا جس زمانہ میں رومہ پر قوط نے حملہ کیا تھا۔ اس کی حکومت چالیس برس تک رہی اس کے بعد طشتر یک بادشاہ ہوا۔ اسے رومانیوں نے قتل کر کے اس کی جگہ ماسنہ کو متعین کیا تین برس تک یہ بادشاہ رہا اس کی بہن کا عقد طودوشیش بادشاہ رومہ سے ہوا طودوشیش نے اس شرط پر صلح کر لی تھی کہ بلادِ اندلس سے جس شہر کو یہ فتح کرے اس کا حکمران یہ خود رہے۔

لرزیق کا اندلس پر حملہ اور قبضہ: پھر اس کے مرنے کے بعد لرزیق تیرہ برس تک حکمران رہا یہ وہی شخص ہے جس نے اندلس پر چڑھائی کی اور اس کے بادشاہ کو قتل کر کے تمام ان طوائف الملوک کو اندلس سے نکال باہر کیا جو اس سے پیشتر وہاں موجود تھے۔ لرزیق کے بعد طورویق سترہ برس تک بادشاہت کرتا رہا کچھ عرصہ بعد بستکس نامی ایک شخص نے بغاوت اختیار کی اس کی بغاوت کے ختم کرنے کے بعد طورویق مر گیا اس کے بعد دیک تیئیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔

دیک کی فرانس پر فوج کشی: اس کے زمانہ میں شاہ افرنج (فرانس) نے اندلس پر حملہ کرنے کی تیاری کی اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے ایک کثیر التعداد لشکر کو جمع کیا دیک کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے ان کے خروج سے پہلے قوط کو جمع کر کے فرانس پر حملہ کر دیا اور بلاخوف و خطر ان کے ملک پر گھستا چلا گیا اہلِ فرانس نے اسے اس کے شہروں سے دور پا کر گرفتار کر لیا اسے اور اس کے عام مصاحبین کو قتل کر ڈالا۔

اندلس سے فرانسیسیوں کا خراج: اس سے پیشتر اخبار دولت بلنسیان بن قسطنطین (قیاصرہ متنصرہ) میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ اندلس میں داخل ہونے سے پہلے قوط کے دو گروہ تھے ایک گروہ اندلس کی طرف چلا آیا اور دوسرا اطراف رومہ میں مقیم رہا۔ جب اس گروہ کو دیک والی اندلس کی حالت سے آگاہی ہوئی تو اس نے بمشورہ اپنے امیر طودریک فرانس پر حملہ کر دیا اور بلادِ اندلس میں جس قدر اس قوم کے لوگ آباد تھے انہوں نے اس کی موافقت کر کے فرانس کو زیر کر کے اندلس سے نکال دیا۔

اشترک کی تخت نشینی: اختتام جنگ کے بعد والی اندلس دیک کے لڑکے اشتریک کو تخت نشین کر کے اپنے ملک واپس آیا اس کے بعد پھر فرانس نے اشتریک پر چڑھائی کی اور مقام طلوسہ میں اسے شکست فاش دی پانچ برس حکومت کر کے اشتریک مر گیا۔

طودریق کا قتل: اس کی جگہ بشلیقش چار برس اس کے بعد طودریق اکٹھ برس حکمران رہا۔ طودریق کو خود اس کے کسی مصاحب نے اشبلیہ میں مار ڈالا تب اس کی جگہ ابریق پانچ برس اس کے بعد طودس تیرہ برس اور طودشکل دو برس اس کے بعد ایلہ پانچ برس یکے بعد دیگرے حکمران رہے اس کے زمانہ میں اہلِ قرطبہ باغی ہو گئے تھے اس سے اور ان سے لڑائیاں ہوئیں۔

بوبلیدہ کی حکومت: اس کے بعد طنیجا دپندرہ برس یہولہ ایک برس بوبلیدہ اٹھارہ برس بادشاہت کرتے رہے۔ اس کے زمانہ میں اطراف و جوانب میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ اس نے اسے نہایت خوبی سے ختم کیا پھر عیسائیوں سے اور اس سے مسئلہ

توحید و تثلیث پر جھگڑا ہوا جس کے اثناء میں یہ مارا گیا۔

زدریق کا قبول عیسائیت: اور اس کی جگہ اس کا لڑکا زدریق سولہ برس بادشاہ رہا یہ نصرانیوں کی توحید مثلث کا معتقد اور قائل ہو گیا اس نے قرطبہ میں اپنے نام سے دو ایک شہر آباد کئے جب اس کا بھی خاتمہ ہو گیا تو قوط (گاتھ) پر یہولہ نے دو برس تبدیقا عند مارنے دو برس شیشوط نے اسی برس یکے بعد دیگرے حسب ترتیب حکومت کی۔ اسی کے زمانہ میں قسطنطنیہ اور شام کا حکمران ہرقل تھا جس کے عہد حکومت میں ہجرت واقع ہوئی تھی۔ شیشوط کے مرنے پر زدریق ثانی تین مہینے، شتلہ تین برس، سنتشادس پانچ برس، خشوندسات برس، حنشو ندتیئس برس ترتیب کے مطابق بادشاہت و حکومت پر قائم رہے اسی کے زمانہ حکومت سے قوط قوائے حکمرانی ضعیف اور حکومت کمزور ہو گئی۔

زدریق ثالث (راڈرک): اس کے بعد مانیہ آٹھ برس، اس کے بعد لوری آٹھ برس، ریقہ سولہ برس، عطسہ چودہ برس حکمران رہا۔ ان کے بعد زدریق ثالث نے دو برس بادشاہت کی یہ وہی شخص ہے جس پر مسلمانوں نے حملہ کیا تھا اور اسی کے زمانہ میں اندلس میں قوط مغلوب ہوئے تھے اور اسلامی پھریرا اندلس کی پہاڑیوں پر اڑایا گیا تھا۔ جیسا کہ ہم وقت ذکر فتح اندلس بیان کریں گے، ان شاء اللہ۔

قوم قوط (گاتھ) کی یہ خبریں ہم نے ہیروشیوش کے کلام سے نقل کی ہیں اور وہی ہمارے نزدیک اور مؤرخین کے حالات سے زیادہ صحیح اور قابل اعتبار ہیں۔ واللہ اعلم سبحانہ و تعالیٰ اعلم

باب : ۲۷

بنو حمیر' بنو قضاعہ اور بنو کہلان

طبقۂ ثالثہ: عرب بادیہ کا یہ گروہ ان لوگوں میں سے ہے جو خیموں میں گزر اوقات کرتے تھے کسی مکان کے پابند نہ تھے یہ ہمیشہ اُمم عالم اور پرانی قوموں سے بڑھتے رہے کبھی ان کی ترقی کی یہ حالت ہو جاتی تھی کہ عزت و غلبہ اور قوت ان کے ہم کاب ہوتی ان کی فتوحات کی موجیں مضبوط ممالک کی دیواریں گرا دیتیں اور انہیں اُن پر عزت و سطوت کے ساتھ قبضہ دلا دیتی تھیں پھر کچھ زمانہ بعد عیش و عشرت پسندی کی وجہ سے انہیں ہلاک کر دیتیں۔ یہ اپنے معاصرین سے مغلوب ہو جاتے' بعضے قتل کئے جاتے اور بعضے بھاگ کر کھلے میدانوں میں چلے جاتے اور بدستور سابق زندگی بسر کرتے۔ ان میں سے وہ لوگ (جو ریاست و حکومت کے بانی ہوتے) عشرت پسندی اور آرام طلبی کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے اور ان کی حکومت و امارت ایک بڑا زمانہ گزرنے کی وجہ سے دوسروں کے قبضہ میں چلی جاتی۔ یہ لوگ اپنے معاصرین اور ہمسایہ امراء سے ہر زمانہ میں طلب معاش اور کسبِ رزق کے لئے اکثر لڑتے بھڑتے رہتے تھے۔ درحقیقت فطرت انسانی کا تقاضا یہی ہے کہ انسان اپنا فائدہ حاصل کرنے کے لئے (گو امید موہوم پر مبنی کیوں نہ ہو) غیروں سے لڑے اور مضرت و نقصان سے اپنے کو بچائے۔

عربوں کی حکومت: الغرض جب غلبہ کے باعث زمام حکومت عرب کے قبضہ میں آئی تو طبقہ اولیٰ میں عمالقہ اور طبقہ ثانیہ میں تابعہ عرب کے مالک ہوئے اور کثرت کی وجہ سے اس زمانہ میں یمن و حجاز اور عراق و شام میں پھیلے رہے جب ان کا ملک ان کے ہاتھوں سے جاتا رہا اور عراق میں ان میں سے کچھ لوگ باقی رہے تو وہ شاہ وقت کی ماتحتی میں وہیں مقیم رہے۔

عربوں کی عراق و شام میں آنے کی وجہ: اس مقام پر اہلِ عرب کے آنے کا سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت اہلِ وبر نے اطراف عدن و یمن میں اپنے نبی شعیبؑ بن ذی مہدم کو شہید کیا تو اللہ جل شانہ نے ان پر اور بنی اسرائیل پر سرکشی اور بغاوت کی وجہ سے بخت نصر کو مسلط کیا اللہ جل وعلا ذکرہ نے ارمیا بن حزقیاہ و برخیاہ علیہما السلام پر وحی نازل فرمائی کہ بخت نصر کو یہ ان عرب کی گوشمالی کے لئے روانہ کریں جن کے گھر کے دروازہ نہیں ہیں (یعنی جو لوگ بیابانوں میں بسر اوقات کرتے ہیں) یہ انہیں قتل کرے اُن کے گھروں کو اجاڑ دے لیکن ان کی عورتوں کو مباح نہ کرے۔

بخت نصر کی عرب پر فوج کشی: بخت نصر یہ سن کر بولا کہ میں نے بھی ایسا ہی دیکھا ہے اور سوار اور پیادوں سے لشکر مرتب کر کے عرب کی طرف بڑھا۔ عرب بھی اپنے جزیرہ نما کے رہنے والوں کو لے کر مقابلہ پر آئے سب سے پہلے عدنان کو شکست ہوئی باقی جس قدر رہے وہ گرفتار کر لئے گئے۔ بخت نصر نے بابل کی واپسی کے وقت تمام قیدیان عرب کو انبار میں

ٹھہرایا۔ ابن کلبی کہتا ہے کہ بخت نصر نے جب عرب پر حملہ کرنے کی تیاری کی تو اس نے ان اہل عرب کو رسد رسانی کے لئے گرفتار کرلیا جو اس کے ملک میں موجود تھے اور انہیں حیرہ لا کر ٹھہرایا۔ پھر جب وہ لشکر لے کر نکلا اور ان میں سے چند قبائل اس کے ہمراہ ہو گئے تو اس نے انہیں شط فرات پر جہاں اس کا لشکر تھا ٹھہرایا ان لوگوں نے اس مقام پر کو انبار کے نام سے موسوم کیا پھر کچھ عرصہ بعد اس نے انہیں وہاں سے منتقل کر کے حیرہ میں لا بسایا یہ لوگ زمانہ بخت نصر تک یہیں مقیم رہے پھر جب وہ مر گیا تو انبار چلے گئے۔

حیرہ کی وجہ تسمیہ: طبری کہتا ہے کہ تبع ابو کرب نے اردشیر بہمن کے زمانہ میں جب عراق پر چڑھائی کی اور جبل طے اور وہاں سے انبار ہوتے ہوئے رات کے وقت مقام حیرہ تک پہنچا تو راستہ نہ ملنے کی وجہ سے حیران ہو کر وہیں ٹھہر گیا اس وجہ سے اس مقام کا نام حیرہ رکھ دیا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوتے ہوئے اپنی قوم از دُلخم' جذام' عاملہ' قضاعہ میں سے چند لوگوں کو وہیں چھوڑ دیا یہ لوگ وہیں رہنے لگے پھر اُن میں سے چند لوگ طے' کلب' ایاد' حرث بن کعب وغیرہ کے آ کر شامل ہو گئے اور ان کے ساتھ وہیں رہنے لگے۔

حیرہ کے نام کی دوسری روایت: اسی روایت سے ملتی ہوئی یہ روایت ہے کہ جس وقت تبع یمن عرب کو لے کر عراق کی طرف بڑھا تو کوفہ کے باہر پہنچ کر حیرت زدہ ہو کر شب کو راستہ بھول گیا صبح کے وقت چند ضعفاء لشکر کو وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا اسی وجہ سے اس مقام کا نام حیرہ ہو گیا پھر جب وہ واپس ہو کر اس مقام پر پہنچا تو ان لوگوں کو آباد پایا جنہیں وہ چھوڑ گیا تھا تبع نے انہیں مصلحتاً وہیں رہنے دیا ان میں عرب کے اکثر قبائل ہذیل' لخم' جعفی' طے' کلب' بنولحیان (جرہم) کے آدمی موجود تھے۔

اہل عرب کی روانگی یمن و شام: ہشام بن محمد تحریر کرتا ہے کہ بخت نصر کے مرنے کے بعد جنہیں اس نے حیرہ میں آباد کیا تھا وہ انبار چلے آئے ان کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے جو بنو اسماعیلؑ اور بنو معد کے ان میں شامل ہو گئے تھے۔ پھر معد کی اولاد کی کثرت ہوئی پھر یہ لوگ بلاد یمن اور مشارف شام کی طرف طلب معاش کے لئے نکلے اور تہامہ عرب سے مالک و عمرو پسران فہم بن تیم اللہ بن اسد ابن وبرہ بن قضاعہ اور مالک بن زہیر ابن عمرو بن فہم اپنی قوم کی ایک جماعت لئے ہوئے اور خنفار بن الحیق بن عمرو بن معد بن عدنان اپنے گھر والوں کے ہمراہ بحرین چلے آئے کچھ عرصہ بعد غطفان بن عمرو بن لطمان بن عبد مناف بن یعدم بن دعمی بن ایاد بن ارقص بن صبیح بن حارث بن افصی بن دعمی اور زہیر بن الحرث ابن اللیل بن زہیر بن ایاد بھی آ کر ان میں شامل ہو گئے۔

عربوں کی بحرین میں آمد: بحرین میں ان دنوں قوم از دآباد تھی جو یمن سے زمانہ خروج مذیقیا میں یہاں چلی آئی تھی۔ عرب کا بحرین میں اجتماع زمانہ طوائف الملوکی میں ہوا ہے ملوک بحرین متفرق طور پر مختلف اور متعدد علاقوں کے مالک تھے ان میں سے ہر ایک دوسرے پر حملہ کر دیتا تھا اور ہمیشہ ایک دوسرے کی خرابی کی فکر میں رہتے تھے اسی زمانہ میں اہل عرب بحرین آئے اور اس خیال سے کہ مبادا عجمی بحرین پر غالب یا اس کی حکومت میں شریک نہ ہو جائیں عرب نے اس اختلاف کو رفع کر دیا جو وہاں کے حکمرانوں میں باہمی واقع ہو رہا تھا اور ان کے امراء و رؤساء کو جمع کر کے عراق کی طرف بڑھنے کی تحریک کی۔

عربوں کی عراق کی جانب پیش قدمی: سب سے پہلے ان میں سے خنفار بن الحیق اشلاء قنص بن معد چند آدمیوں

کے ہمراہ سوادعراق کی طرف بڑھے۔ بادشاہ جزیرہ میں موصل تک بنوارم بنشام (جو اس سے پہلے دمشق کے بادشاہ اور بقیہ عرب اولیٰ تھے) ملوک الطوائف سے قتل وقتال کر رہے تھے عرب نے انہیں سوادعراق سے نکال باہر کیا اس کے بعد مالک و عمرو پسران فہم اور مالک بن زہیر (بنی قضاعہ سے) غطفان بن عمرو اور صبح بن صبیح۔ زہیر بن الحرث نے (بنی ایاد سے) ان لوگوں کے ہمراہ جو بنوغسان اور ان کے خلفاء انبار میں موجود تھے عراق کی طرف خروج کیا۔ بنوارم کے قبضہ میں جو بقیہ بلاد تھے وہ بھی نکل گئے سوادعراق پر ان کی حکومت کا برائے نام بھی اثر باقی نہ رہا۔

ابن قیس اور ابن لخم کا حیرہ میں قیام: ان کے بعد نمارة بن قیس اور نمارہ بن لخم قبائل کندہ کی امداد سے حیرہ آ کر آباد ہو گئے یہاں تک کہ تبع ابوکرب کا اس طرف سے گزر ہوا اور اس نے اپنے کمزور لشکریوں کو یہاں چھوڑ دیا یہ لوگ وہیں آباد ہو گئے ان میں ہر قبیلہ کے آدمی تھے جیسا کہ اس سے پہلے ہم نے بیان کیا ہے اور تنوخ کا ایک گروہ خیموں میں حیرہ اور انبار کے درمیان میدانوں میں رہنے لگا نہ وہ شہروں میں آتا اور نہ اہل شہر سے میل جول پسند کرتا تھا یہ لوگ عرب ضاحیہ کے نام سے مشہور تھے سب سے پہلے ان میں سے زمانہ ملوک الطوائف میں مالک بن فہم اس کے بعد عمرو بن فہم اس کے بعد جذیمۃ الابرش بن فہم حکمران ہوئے جیسا کہ آئندہ اس کا ذکر آئے گا۔

بنوخزاعہ اور بنی جرہم کی جنگ: الغرض رفتہ رفتہ عرب کا یہ گروہ شام وعراق میں پھیل گیا اور چند لوگ (یعنی خزاعہ) ان سے علیحدہ ہو کر حجاز چلے آئے بنی جرہم سے مکہ میں لڑے اور انہیں مغلوب کیا نصر بن الازد عمان میں اور غسان جبال شراۃ میں جا کر ٹھہرے ان سے اور بنی معد سے معرکہ آرائیاں ہوئیں یہاں تک کہ انہوں نے حجاز وشام کے درمیان قیام کیا یہ حال عرب کے اس گروہ کا ہے جو عراق اور شام میں رہا تھا باقی ان میں سے چھ قبیلہ مذحج، کندہ، اشعری، حمیر، انمار (ابوخثعم) بجیلہ یمن میں رہے۔ یمن میں حکومت پہلے حمیر میں پھر تبابعہ میں آئی اس کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ مزیقیاء اور ازد کے خروج کی ابتداء زمانہ حکومت تبابعہ یا اس سے چند دن پہلے ہوئی ہے۔

معد بن عدنان: باقی رہے بنومعد بن عدنان، ان کا واقعہ یہ ہے کہ جب ارمیا اور برخیا علیہما السلام کو بذریعہ وحی عرب پر بخت نصر کے حملہ کرنے کی اطلاع دی گئی تو یہ بھی حکم دیا گیا کہ "وہ دونوں گروہ عرب سے معد بن عدنان کو نکال لائیں۔ کیونکہ معد بن عدنان ہی کی اولاد سے (حضرت) محمد نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں گے"۔ چنانچہ ارمیاء برخیا علیہما السلام عرب تشریف لے گئے اور معد بن عدنان کو اس گروہ سے نکال لائے۔ معد بن عدنان کی عمر اس وقت بارہ برس تھی مقام حران میں انہیں دونوں نبیوں کے سایۂ عاطفت میں انہوں نے پرورش پائی۔ بخت نصر نے عرب کو زیروزبر کیا اور عدنان کا انتقال ہو گیا ایک مدت تک بلاد عرب ویران پڑے رہے۔

معد بن عدنان کی حجاز میں آمد: پھر جب بخت نصر ہلاک ہو گیا تو معد بن عدنان انبیاء بنی اسرائیل کے ہمراہ حج کرنے کے لئے آئے تلاش کرنے سے معلوم ہوا کہ حرث بن مضاض جرہمی کی اولاد اور قبائل دوس کے کچھ لوگ باقی رہ گئے ہیں۔ معد بن عدنان نے جرہم بن جلہمہ کی لڑکی معانہ سے عقد کر لیا جس کے بطن سے نزار بن معد پیدا ہوا۔ سہیلی کہتا ہے کہ معد بن عدنان حجاز کیطرف اس وقت واپس گئے ہیں جب اللہ جل شانہ نے عرب سے تمام جھگڑے اور مصائب دور کر دیئے تھے اور بقایاء عرب جو اطراف وجوانب میں منتشر ہو گئے تھے حضور واہل الراس (جن کی سطوت سارے عرب پر چھائی ہوئی تھی)

کی تباہی بخت نصر کی بربادی کے بعد عرب واپس آئے ہیں) (انتھیٰ کلام السھیلی)

اس کے بعد معد کی اولاد کثرت اولاد ربیعہ ومضروایاد میں ہوئی اور یہ لوگ عراق وشام میں پھیل گئے سب سے پہلے ان میں سے اشلا قنعص نے قدم نکالا تھا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اوران کے بعد قدم بقدم اورعرب آئے جو احیاء یمنیہ کے ساتھ (جن کا ذکر اس سے پیشتر ہو چکا ہے) یمن میں ٹھہرے تبابعہ کے ساتھ اکثر جدال وقتال کرتے رہے۔

تابعہ العرب: پھر عراق وشام وحجاز میں زمانہ ملوک الطوائف اور تبابعہ کی حکومت کے بعد یمنیہ وعدنانیہ کی حکومتیں وسلطنتیں ہوئی جب کہ پہلی تمام مصیبتیں اور پہلے تمام حالات ختم ہو چکے تھے اس وجہ سے یہ گروہ اس امر کا ضرور مستحق ہے کہ اسے پہلے گروہ سے علیحدہ کیا جائے اور گزشتہ طبقوں سے جداگانہ سمجھا جائے اور جب تک کہ انشاء عروبیت میں ان کا کچھ اثر نہیں سمجھا گیا اور نہ لغت میں ان کا دخل پایا گیا اور یہ لوگ تمام حالات میں اپنے سلف کے تابع رہے ہیں تو مناسب یہ ہے کہ عرب تابعہ للعرب کے نام سے یہ گروہ موسوم کیا جائے اس طرح طبقہ یمانیہ میں ایک زمانہ تک ریاست وحکومت رہی اور مضرو ربیعہ کے قبیلے حکومت وسلطنت میں ان کے تابع رہے چنانچہ حیرہ میں لخم (بنی منذر) اور شام میں غسان (بنی جفنہ) اور یثرب میں اس و خزرج بنو قیلہ کی حکومت قائم ہوئی۔

بادیہ نشین عرب: ان کے علاوہ عرب کے رہنے والے اکثر بادیہ نشین تھے گو ان میں بھی کہیں کہیں ریاست کا وجود پایا جاتا تھا۔ لیکن درحقیقت وہ ریاستیں انہی میں سے کسی ریاست کی ماتحت ومطیع سمجھی جاتی ہیں کچھ عرصہ بعد تمام حکومت وسلطنت مضر کے ہاتھ آئی اور اطراف حجاز میں قریش کا ایک زمانہ تک ظہور رہا اطراف وجوانب کے حکمران ان کی تعظیم کرتے رہے پھر اسلام کے روشن آفتاب نے اس گروہ کو اپنے نورانی شعاعوں سے منور کیا۔ بنی مضر حکومت اور نبوت سے سرفراز کیے گئے اسلامی حکومتیں تقریباً تمام اسی قبیلہ سے ہوئیں لیکن یہ کہ بعض حکومتیں جو عجم میں اس قبیلہ کے علاوہ قائم ہوئی وہ اسی کی شاخ اور اسی حکومت کی تمہید سمجھی جاتی ہیں جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے سردست مناسب یہ ہے کہ اس طبقہ کے قبائل قحطان وعدنان وقضاعہ کا ہم جداگانہ ذکر کریں اوران کی حکومت وسلطنت قبل از اسلام اور بعد از اسلام کی مفصل کیفیات بیان کریں۔

عرب کا نسب: تمام عرب کا نسبی سلسلہ عدنان، قحطان، قضاعہ پر ختم ہوتا ہے۔ عدنان باتفاق علماء نسب اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے باقی رہا ان دونوں میں پشتوں کا شمار وہ ایسا امر ہے جس سے کوئی یقینی امر معلوم نہیں ہوسکتا۔ عدنان کے سوا اسماعیل کی اور اولاد سے کوئی سلسلہ نسلی نہیں چلا اور نہ ان میں سے کوئی شخص روئے زمین پر باقی رہا۔

قحطان: قحطان کے بارے میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ یہ اسماعیل کی اولاد سے ہے۔ امام بخاری کا ظاہری کلام اسی امر کی شہادت دے رہا ہے کیونکہ امام موصوف نے باب نسبۃ الیمن۔ الی اسماعیلؑ میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ((ارموا یا بنی اسماعیلؑ فان اباکم کان رامیا)) آپ نے اس قوم کے لئے فرمایا تھا جو یمن کی تھی۔ تحریر کیا ہے پھر آگے چل کر تحریر کیا ہے کہ ابن افضی بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن خزاعہ اسلام لایا یعنی خزاعہ سبا سے ہے اور اوس وخزرج انہی میں داخلہ میں اس قول کے قائل یہ کہتے ہیں کہ قحطان ہمیسع کا اور وہ ابین ابن قیذار بن بنت بن اسماعیل کا لڑکا ہے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ قحطان یقطن کو کہتے ہیں جسکا ذکر توریت میں بزمرہ اولاد عابر آیا ہے اور حضر موت قحطان کی شاخ سے ہے۔

قضاعہ: قضاعہ کی نسبت ابن اسحاق، کلبی اور گروہ مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ یہ حمیر سے ہے کبھی اس بیان کی تائید کے لئے وہ

حدیث پیش کی جاتی ہے جسے ابنِ لہیعہ نے عقبہ بن عامر الجہنی سے روایت کیا ہے:

((قلنا یا رسول اللّٰہ فمن نحن قال انتم من قضاعه ابن مالک))

''عقبہؓ بن عامر نے کہا یا رسول اللہ ہم کس قبیلہ سے ہیں فرمایا جناب موصوف نے تم لوگ قضاعہ ابنِ مالک کی نسل سے ہو''۔

عمروؓ بن مرہ صحابی کہتے ہیں:

نحن بنو الشیخ الحجاز الازهری قضاعة بن مالک بن حمیر

قضاعہ کا نسب: زہیر کا یہ خیال ہے کہ قضاعہ اور اس کے بھائی مضر یہ حمیر بن معد بن عدنان سے ہیں۔ سہیلی کہتا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ چونکہ مادر قضاعہ (عکبرہ) کا شوہر مالک بن حمیر اس وقت فوت ہوا ہے جبکہ اس کے حمل میں قضاعہ تھا اور عکبرہ نے بیوگی کے بعد معد بن عدنان سے عقد کر لیا۔ اس کے بعد قضاعیوں پیدا ہوا اسی وجہ سے قضاعہ معد بن عدنان کی طرف منسوب ہوتا ہے یہی قول زہیر کا بھی ہے۔ حکماء متقدمین یونان مثل بطلیموس ہرو شیوش وغیرہما کی کتابوں میں قضاعیوں اور ان کی لڑائیوں کا تذکرہ ہے لیکن اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ ان قضاعیوں کے اسلاف سے ہیں یا ان کے بعد کے لوگ ہیں۔ کبھی اس قول پر کہ قضاعہ نسل عدنان سے ہے یہ شہادت پیش کی جاتی ہے کہ بلاد قضاعہ بلادِ شام اور ممالک بنو عدنان سے ملے ہوئے ہیں اور اصل تو یہ ہے کہ دور کے انساب میں یقین کی بہ نسبت ظن کا احتمال غالب ہے' واللّٰہ اعلم

بنو حمیر قحطانیہ: چونکہ زمانہ قدیم میں عرب کی حکومت سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان میں تھی پھر اس کی حمیر بن سبا اور کہلان بن سبا میں شاخیں پھیلی تھیں اس کے بعد بنو حمیر نے حکومت ومملکت میں علیحدہ روش اختیار کر لی انہیں میں سے ملوک تبابعہ میں جن کی دولت وحکومت مشہور عالم ہے لہٰذا ہم پہلے قحطانیہ میں سے حمیر کے حالات لکھتے ہیں اس کے بعد قضاعہ کے حالات تحریر کریں گے اس وجہ سے کہ بلحاظ قول مشہور قضاعہ کا حمیر سے نسبی تعلق ہے۔ پھر اسی کے بعد ہی کہلان برادر حمیر (قضاعی) کا ذکر کر کے بنو عدنان کے حالات لکھیں گے۔

حمیر بن سبا: اس سے پیشتر ہم ان بنو حمیر کے تمام قبیلوں کا ذکر کر چکے ہیں جن کی دولت وحکومت ملوک تبابعہ سے پہلے تھی اور یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ حمیر بن سبا کے نو لڑکے تھے۔ ہمیسع' مالک' زید' عریب' وائل' مشروح' معدیکرب' اوس' مرہ' بنو مرہ حضر موت میں جا رہے تھے اور حمیر میں سے ابین بن زہیر بن الغوث بن ابین بن الہمیسع بن حمیر ہے انہیں کی طرف عدن ابین منسوب ہوتا ہے اور انہیں میں سے بنو املوک اور بنو عبد شمس ہیں جو وائل بن الغوث بن قطن بن عریب بن زہیر کے لڑکے ہیں۔ اعریب اور ابین دونوں بھائی ہیں اور بنو عبد شمس سے بنو شرعب بن قیس ابنِ معاویہ بن جشم بن عبد شمس ہیں جس شخص کا یہ خیال تھا کہ جشم اور عبد شمس دونوں بھائی اور وائل کے لڑکے ہیں اس کا قول اس سے پہلے ہم نے بیان کر دیا ہے اور صحیح وہی ہے جو ہم نے اس مقام پر بیان کیا ہے۔

بنو خیران وشعبان: اور بنو خیران اور شعبان پسران عمرو برادر شرعب بن قیس ہیں اور زید الجمہور بن سہل برادر خیران و شعبان ہے اور چوتھا ان کا حسان القیل بن عمرو ہے۔ جس کا اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے اور زید الجمہور سے ذورعین ہے جس کا نام بریم بن زید سہل ہے اس کی طرف عبد کلیل منسوب ہوتا ہے جس کا ذکر ملوک تبابعہ میں ہو چکا ہے۔ حارث اور عریب پسران

عبد کلال بن عریب بن یشرح بن مدان بن ذی رعین وہ ہیں جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لکھا تھا اور انہیں میں سے کعب بن زید الجمہور (ملقب بہ کعب الظلم) اور سبا الاصغر بن کعب کی اولاد ہے اسی کی طرف ملوک تبابعہ کا نسبی سلسلہ ختم ہوتا ہے اور زید الجمہور سے بنو حضور بن عدی بن مالک بن زید ہے۔ ان سب کا تذکرہ ہم اس سے پہلے لکھ چکے ہیں۔

شعیب بن ذی مہدم: اہل یمن کہتے ہیں کہ انہیں میں سے شعیب بن ذی مہدم نبی تھے جنہیں ان کی قوم نے شہید کر ڈالا تھا۔ بخت نصر نے ان پر چڑھائی کی اور انہیں قتل کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ جناب موصوف حضور بن قحطان سے ہیں جس کا نام توریت میں یقطن لکھا ہے۔

بنو میتم: انہیں میں سے بنو میتم اور بنو حوالہ پسران سعد بن عوف بن عدی بن مالک برادر ذو رعین ہیں اور یہ عوف حضور کا بھائی ہے اور اس کے بھائی احاظ اور میتم بنو حراز بن سعد ہیں۔ پس میتم سے کعب احبار ہے (یعنی کعب بن مانع بن ہلسوع بن ہجری بن میتم) اور حوالہ سے مرہط ذو الکلاع ہے (یعنی سمیقع بن ناکور) بن عمرو بن یعفر بن یزید اور وہی ذو الکلاع الاکبر بن النعمان بن احاظ ہے اور عمرو بن سعد الجنائز و سحول سے بنو سوادۃ ابن عمرو الغوث بن سعد یحصب اور ذو اصبح ابرہۃ بن الصباح ہے جو عہد اسلام میں یمن کا بادشاہ تھا اس کا نسب اور اس کے حالات ہم بیان کر چکے ہیں۔ انہی میں سے مالک[1] بن انس امام دار الہجرہ (مدینہ منورہ) ورئیس فقہا سلف ہیں ان کا لقب یوں ہے:

"مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر (نافع) بن عمرو بن الحرث بن عثمان[2] بن خثیل[3] ابن عمرو بن الحارث (ذو اصبح)"

اور ان کے دونوں لڑکے یحییٰ و محمد اور چچا اویس و ابو سہل و ربیع بنی میتم قرشی کے خلفاء سے تھے اور زید الجمہور سے مرثد بن علس بن ذی جدن بن الحرث بن زید ہے جس سے امرؤ القیس نے بنی اسد اپنے باپ کے قاتل کے خلاف مدد مانگی تھی اور بنو سبا اصغر سے اوزاع (یعنی بنو مرثد بن زید بن شدد بن زرعہ بن سبا اصغر) ہیں۔

بنو یعفر: انہیں کے بھائیوں میں سے بنو یعفر ہیں جنہوں نے حکومت یمن پر غلبہ حاصل کیا تھا۔ جیسا کہ تذکرہ ملوک یمن عہد حکومت عباسیہ میں ہم بیان کریں گے اس کا نسب اس طرح ہے:

"یعفر بن عبد الرحمٰن بن کریت بن عثمان بن ابوضاح بن ابراہیم بن مانع بن عون بن تدرص بن عامر بن ذی مغار البطین بن ذی مرالش بن مالک بن زید بن غوث ابن سعد بن عوف بن عدی بن مالک بن شدد بن زرعہ"۔

آخری بادشاہ بنو یعفر کا یمن میں ابو غسان اسعد بن ابی یعفر ابراہیم بن محمد بن یعفر ہوا ہے ابو ابراہیم نے صنعاء پر قبضہ حاصل کر کے یمن میں قلعہ طلان بنوایا اس کے بعد وراثتاً اس کے لڑکے حکومت کرتے رہے یہاں تک کہ ان پر ہمدان میں سے صلیحیوں نے دولت عبیدیہ شیعی کی دعوت حاصل کر لی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

---

[1] کنیت ان کی ابو عبد اللہ ہے ۹۵ھ ہجری مقام مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے قرأت نافع بن ابی نعیم سے سیکھی اور زہری و نافع مولی ابن عمر سے حدیث کی سماعت کی چوراسی برس کی عمر پائی۔ ۱۷۹ھ ماہ ربیع الاول میں انتقال کیا اور ان کے حالات آئندہ موقع پر لکھے جائیں گے۔

[2] بعضوں نے بجائے عثمان کے غیمان بغین معجمہ دیائے تحتانیہ لکھا ہے۔

[3] بجائے اس نام کے بعض مؤرخ جثیل بجیم وثائے شلثہ ولائے تحتانیہ ساکنہ لکھتے ہیں۔

تبابعہ کا نسب: زید الجمہور سے ملوک تبابعہ اور ملوک حمیر اور صیفی بن سبا اصغر بن کعب بن زید ہیں ابنِ حزم کہتا ہے کہ صیفی کی نسل سے تبع اسعد ابو کریب حسان ذو معاہر اور تبع زرعہ بھی ہے جو ذونواس کے نام سے معروف ہے اس نے خود یہودیت اختیار کر لی تھی اور اہل یمن کو یہودی بنا ڈالا تھا۔ بعضے اسے یوسف کے نام سے بھی مشہور کرتے ہیں اس نے نصرانیان نجران کو قتل کیا تھا انہی تبابعہ میں سے شمر یرعش بن یاسر ینعم بن عمرو ذی الاذعار اور افریقش بن قیس بن صیفی اور بلقیس بنت ایلی اشرح بن ذی جدن بن ایلی اشرح بن الحرث بن قیس بن صیفی ہے ابنِ حزم کا یہ بھی خیال ہے کہ تبابعہ کے انساب میں نہایت اختلاف ہے اور ان کے حالات میں ایسی بہت کم خبریں ہیں جو صحیح اور پایہ تصدیق کو پہنچتی ہوں۔

سیف بن ذی یزن: زید الجمہور سے ذو یزن بن عامر بن اسلم بن زید ہے بخیال ابنِ حزم۔ عامر ہی ذو یزن ہے اور اسی کی اولاد سے سیف بن النعمان بن عفیر بن زرعہ بن عفیر بن الحرث بن النعمان بن قیس بن عبید بن سیف بن ذی یزن ہے یہ سیف بن ذی یزن وہی ہے جو کسریٰ شاہ فارس کے پاس ملوک حبشہ کے ظلم و جور کی شکایت لے گیا تھا اور فارس کو یمن لایا تھا۔

بطون حمیر اور ان کے انساب یہی ہیں ان کا ملک یمن میں صنعا سے ظفار و عدن تک تھا ان کی حکومت کے حالات ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔ واللہ وارث الارض و من علیھا و ھو خیر الوارثین

قبائل حضر موت: چونکہ مؤرخین حمیر بن سبا کے انساب کے ساتھ حضر موت اور جرہم کے بھی انساب ذکر کر دیا کرتے ہیں لہٰذا ہم بھی حمیر بن سبا کے انساب کے ساتھ ہی حضر موت اور جرہم اور ان کی شاخوں کے انساب تحریر کرنا چاہتے ہیں کیونکہ حضر موت اور جرہم سبا کے بھائیوں میں سے ہے جیسا کہ توریت میں مذکور ہے اور ہم اسے بیان کر چکے ہیں اور ان دونوں کے علاوہ قحطان کی اولاد سے سبا کے بعد کوئی مشہور شخص نہیں رہا۔

حضر موت اور ان کے بادشاہوں کا تذکرہ عرب بائدہ کے ذیل میں ہم بیان کر چکے ہیں اور وہیں اشارۃً ہم نے لکھ دیا ہے کہ ان کے بعد کے طبقے غیروں میں شامل ہو گئے ہیں اسی وجہ سے ہم انہیں اس طبقہ ثالثہ میں ذکر کرنا چاہتے ہیں ابنِ حزم کہتا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضر موت یقطن برادر قحطان کا لڑکا ہے واللہ اعلم اس خاندان میں حکومت و ریاست عہد اسلام تک قائم رہی ہے۔

وائلؓ بن حجر: انہی میں سے وائلؓ بن حجر ہیں جنہیں صحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوئی تھی ان کا نسب اس طرح ہے:

> ''وائل بن حجر بن سعید بن مسروق بن وائل ابن النعمان بن ربیعہ بن الحارث بن عوف بن سعد بن عوف بن عدی بن شرجیل بن الحرث بن مالک بن مرۃ بن حمیر بن زید بن لابی بن مالک بن قدامۃ بن عجب ابن مالک بن لابی بن قحطان''۔

ان کا لڑکا علقمۃ بن وائل ہے ابنِ حزم کے نزدیک حجر بن سعید اور سعید بن مسروق میں ایک پشت چھوٹ گئی ہے جس کا نام سعد ہے اور وہ سعید کا لڑکا ہے۔

حضرت علاء بن الحضرمی: پھر ابنِ حزم تحریر کرتا ہے کہ بنو خلدون اشبیلیی بھی انہیں میں سے جبار بن علقمہ بن وائل کی اولاد سے ہیں اور انہیں میں سے علی المنذر بن محمد اور اس کے لڑکے قرمونہ اور اشبیلیہ میں ہیں جنہیں ابراہیم بن حجاج لخمی نے

بحیلہ قتل کیا۔ یہ دونوں عثمان ابوبکر ابنِ خالد بن عثمان ابوبکر بن مخلوف معروف بہ خلدون کے لڑکے ہیں (جو کہ مشرق میں داخل ہوا تھا) اور صدف بن اسلم بن زید بن مالک بن زید بن حضرت موت اکبر بھی حضر موت سے ہیں انہیں حضرمیوں میں سے علاؑ بن الحضرمی بھی ہیں جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین کا والی مقرر کیا تھا اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے حضور کے بعد انہیں اسی عہدہ پر قائم رکھا تھا۔ یہاں تک کہ ۲۱ھ میں ان کا انتقال ہوا اور یہ علاء عبداللہ بن عبدۃ بن حماد بن مالک حلیف بنوامیہ بن عبدشمس کے بیٹے ہیں اور ان کے بھائی میمون ابنِ الحضرمی بن الصدف ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ''عبداللہ بن حماد بن اکبر بن ربیعہ بن مالک بن اکبر بن عریب بن مالک بن الخزرج بن الصدف'' ابنِ حزم کہتا ہے کہ انہیں علاء بن حضرمی کی بہن صعبۃ بن الحضرمی طلحۃ بن عبیداللہ کی ماں ہیں انتہیٰ۔

بنو جرہم: جرہم کی نسبت لوگوں کے مختلف خیال ہیں ابنِ سعید کہتا ہے کہ یہ دو گروہ تھے ایک گروہ تو زمانہ عاد میں تھا اور ایک گروہ جرہم بن قحطان کی اولاد سے ہے یہ وہ جرہم ہے جو کہ حجاز کا مالک ہوا تھا۔ جبکہ اس کے بھائی یعرب بن قحطان نے یمن پر اپنی حکمرانی کا سکہ چلایا تھا اس کے بعد اُس کا لڑکا عبد یالیل بن جرہم پھر اس کا لڑکا جرشم بن عبد یالیل پھر اس کے بعد اس کا لڑکا عبدالمدان بن جرشم اس کے بعد نفیلہ بن عبدالمدان اس کے بعد عبدالمسیح بن نفیلہ پھر اس کا لڑکا مضاض بن عبدالمسیح پھر عمرو بن مضاض اس کے بعد اس کا بھائی حرث بن مضاض اس کے بعد عمرو بن الحرث پھر مضاض بن عمرو یکے بعد دیگرے حکمرانی کرتے رہے۔ یہ جرہم کی دوسری امت ہے جس کی طرف سیدنا ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اور جن میں آپ نے اپنی شادی کی تھی' واللہ اعلم۔

شجرہ انساب بنو حمیر قحطانیہ

۱ انہیں لوگوں نے ملوک حبشہ کو باعانت شاہ فارس یمن سے نکالا اور دوبارہ تخت حکومت یمن پر جلوہ افروز ہوئے۔

۲ اس خاندان سے بھی ملوک تبابعہ ہوئے ہیں۔

۳ یہ ذو اصبح بھی کہلاتے ہیں۔ عہد اسلام میں یہی لوگ ملوک یمن رہے۔

قضاعہ: ابھی یہ بیان ہو چکا ہے کہ قضاعہ بنوحمیر سے ہے یا کہ بنوعدنان سے اور اس مقام پر فریقین کے دلائل مختصر طور پر نقل کر دیئے گئے ہیں اور اس قول کو ترجیح دیتے ہوئے کہ قضاعہ حمیر کے خاندان سے ہے بنوحمیر کے بعد ہی قضاعہ کا نسب بھی لکھ دیا گیا ہے اسی بناء پر بعضے کہتے ہیں کہ قضاعہ مالک بن حمیر کا لڑکا ہے اور کلبی لکھتا ہے کہ قضاعہ مالک بن عمرو بن مرہ بن زید بن مالک بن حمیر کی نسل سے ہے بروایت ابن سعید قضاعہ بلاد شجر پر حکمران تھا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا الحاف پھر اس کا لڑکا مالک حاکم ہوا۔ قضاعہ اور وائل بن حمیر سے اکثر لڑائیاں ہوئیں پھر بلادِ شجر پر مہرہ بن حیدان بن الحاف بن قضاعہ مستقل طور پر حکمران ہوا کچھ عرصہ بعد بنوقضاعہ نے نجران پر بھی قبضہ کر لیا پھر ان میں بنوحرث بن کعب بن الازد غالب ہو گیا اور بنوقضاعہ حجاز چلے گئے اور قبائل معد میں مل جل گئے اسی وقت سے بنوقضاعہ غلطی سے معد کی طرف منسوب کر دیئے گئے۔

الحاف بن قضاعہ: علماء نسب نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ قضاعہ کا الحاف (الحافی) کے سوا اور کوئی لڑکا نہ تھا اس سے تمام قبائل قضاعہ پیدا ہوئے الحافی (الحاف) الحاف کے تین لڑکے عمرو، عمران، اسلم (بضم اللام) تھے۔

عمرو بن الحافی: عمرو بن الحافی سے حیدان و بلی و بہرا و حیدان سے مہرہ ہوا اور بلی کی نسل سے مشاہیر صحابہ (رضی اللہ عنہ) کی ایک جماعت ہے جن میں کعبؓ بن عجرہ، خدیج بن سلامہؓ سہلؓ بن رافعؓ، ابو بردہؓ بن نیار ہیں اور بہرا کی اولاد سے بھی صحابہ کی ایک جماعت ہے جن میں مقدادؓ بن عمرو ہیں۔ یہ اسود بن عبد یغوث بن وہب (کال یعنی ماموں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے انہیں اپنا متبنیٰ کیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خالد بن برمک (خاندانِ برامکہ کا مورث اعلیٰ) بنی بہرا کا مولیٰ (غلام آزاد) تھا۔

اسلم بن الحافی: اسلم بن الحافی سے سعد ہذیم، جہینہ، نہد، بنوزید بن لیث بن اسود بن اسلم ہوئے جہینہ اس وقت تک حجاز کے میدان میں ینبع اور مدینہ منورہ کے درمیان موجود ہیں اور ان کے شمال میں عسیر ایلہ تک بلی کے مساکن و مواطن ہیں اور یہ دونوں بحر قلزم کی شرقی سمت میں واقع ہیں ان میں سے ایک گروہ بحر قلزم کے غربی جانب نکل کر صعید و مصر و بلادِ حبشہ کے درمیان پھیل گیا وہیں ان کی کثرت ہوئی اور انہوں نے بلاد نوبہ پر قبضہ حاصل کیا اور ان کی جماعت کو منتشر کر کے ان کے قبضہ سے حکومت و سلطنت چھین لی۔ ملوک حبشہ سے بھی لڑے اور اس وقت تک ان کے خون سے اپنی تلوار کی پیاس بجھاتے ہیں۔

سعد ہذیم سے بنوعذرہ ہیں جو عرب میں محبت اور پیار میں مشہور ہیں انہی میں سے جمیلؓ بن عبداللہ بن عمر اور ان کی صاحبہ بثینہؓ بنت حبابا ہیں۔ ابنِ حزم کہتا ہے کہ بثینہ کے باپ کو صحبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوئی تھی اور عروہ بن خرام اور ان کی صاحبہ عفرا اور زراج بن ربیطہ (قصی بن کلاب کے برادر مادری) بھی انہی میں سے ہیں یہ زراج بن ربیعہ وہی شخص ہے جس کی اعانت سے قصی بن کلاب اور اس کی قوم نے بنوسعد بن زید بن مناۃ بن تمیم کو مغلوب کیا تھا اور اسی وقت سے قریش کی ریاست کی بنا پڑی تھی۔

عمران بن الحافی: عمران بن الحافی سے بنوسلیح (یعنی عمرو بن حلوان بن عمران) اور بنوضجعم بن سعید بن سلیح (جو شام میں روم کی طرف سے غسان کے پہلے حکمران تھے) اور قبیلہ بزرگ بنوجرم بن زبان بن حلوان بن عمران ہیں اس خاندان کے اکثر صحابی ہیں ان کا مسکن و موطن غزہ و جبال شرات (شام) کے درمیان ہے اور تغلب بن حلوان سے بنواسد، بنوالنمر، بنوکلب کے بڑے بڑے قبائل ہیں جو سب کے سب بنو وبرہ بن تغلب کی طرف منسوب ہوتے ہیں بنونمر سے بنوخشین بن النمر اور بنواسد

بن دبرہ سے تنوخ ہیں اور وہ فہم بن تیم اللات بن اسد ہے جن میں سے مالک بن زہیر بن عمرو بن عمرو بن فہم ہے یہ سب بنی حزم کے حلفاء تھے اور بنو تیم اللات وغیرہ سے بھی تین قبیلے ہیں جو قبائل عرب کندہ' لخم' جذام' عبدالقیس کے احلاف کہلاتے ہیں۔

بنو القین: بنو اسد بن دبرہ سے بنو القین ہیں اس کا نام نعمان بن جسر بن شیع اللات بن اسد تھا اور بنو کلب بن دبرہ بن تغلب بن حلوان سے بنو کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب کا بڑا قبیلہ ہے جس کی تین شاخیں ہیں۔ بنو عدی بنو زہیر' بنو علیم اور بنو جناب بن ہبل بن عبداللہ بن کنانہ انہی کا ایک بہت بڑا قبیلہ ہے۔ انہی میں سے عبیدہ بن ہیسل شاعر قدیم ہے جسے بعض لوگ ابن حرام کہتے ہیں۔

بنو عدی: اور بنو عدی سے بنو حصین بن ضمضم بن عدی ہے جن میں سے نائلہ بنت الفرافصہ بن الاحوص بن عمرو بن ثعلبۃ بن الحرث بن حصن زوجہ عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہما تھیں اور انہی میں سے ابوالخطار بن الحسام سلامان بن جشم بن ربیعہ بن حصن امیر اندلس اور منسبہ بن شحیم بن منجاش بن مزغور بن منجاش بن ہریم بن عدی بن زہیر اور اس کا ابن الابن حسان بن مالک بن بحدل ہے۔

بنو بحدل: زمانہ اسلام میں ریاست وحکومت بنو کلب میں بنی بحدل کے لئے مخصوص تھی انہی کی اولاد سے بنو منقد ملوک شیرز ہیں اور بنو زہیر بن خباب سے حنظلہ بن صفوان بن توبل بن بشر بن حنظلہ بن علقمہ بن شراحیل بن ہریر بن ابی جابر بن زہیر ہے جو ہشام کی طرف سے افریقہ کا والی ہوا تھا اور علیم بن خباب سے بنو معقل ہیں اور قبیلہ بنو کلب بن عوف بن بکر بن عوف بن کعب بن عوف بن عامر بن عوف سے دحیہ[1] رضی اللہ عنہ بن خلیفہ بن فروۃ بن فضالہ بن زید بن امراء القیس بن الخزرج بن عامر بن بکر بن عامر بن عوف (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے ان کی صورت پر کبھی کبھی جبرئیل علیہ السلام جناب موصوف کے پاس آئے ہیں) اور منصور بن جمہور بن حصر بن عمرو بن خالد بن حارثہ بن العبید بن عامر بن عوف (رضی اللہ عنہ) جسے یزید بن الولید نے کوفہ کا والی مقرر کیا تھا۔

حضرت زید بن حارثہؓ: اور اسامۃ بن زید (رضی اللہ عنہ) بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزی بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود بن عوف ہیں۔ (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین صحابہ میں سے تھے اسامہ کے باپ زید ایام جاہلیت میں گرفتار ہو کر حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے قبضہ میں آئے تھے اور انہیں حضرت خدیجہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا تھا اس کے بعد ان کے باپ حارثہ آئے۔ آپ نے زیدؓ کو باپ کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی لیکن زیدؓ اپنے باپ کے ساتھ نہ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا اور ان کے لڑکے اسامہؓ نے آپ ہی کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی) اور بنو کلب بنو کنانہ بن بکر بن عوف سے مشہور نساب ابن کلبی (ابوالمنذر ہشام بن محمد بن سائب بن بشر بن عمرو والحرث بن عبدالعزیٰ بن امراء القیس) ہے اور امراء القیس عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن عذرہ ہے اور اس کا بقیہ اس سے پہلے گزر چکا۔

ملوک قضاعہ: ان قضاعیوں کی حکومت شام وحجاز کے درمیان عراق تک ایلہ میں اور جبال کرک سے مشارف شام تک پھیلی

[1] انہی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ ہجری میں خط دے کر قیصر روم کے پاس بھیجا تھا۔

ہوئی تھی۔ روم نے انہیں بادیہ عرب پر حکمران کیا تھا۔ سب سے پہلے ان میں حکومت کا تاج تنوخ کے سر پر رکھا گیا بروایت مسعودی متواتر ان میں تین بادشاہ ہوئے نعمان بن عمرو پھر اس کا لڑکا عمرو بن النعمان پھر اس کا لڑکا حواری بن عمرو۔ اس کے بعد یہ بنو سلیح سے مغلوب ہو گئے۔ ان میں حکومت ضجعم بن معد میں تھی یہ اس زمانہ میں تھا جبکہ طیطش قیصر نے شام پر غلبہ حاصل کیا تھا اس نے انہیں اپنی طرف سے بادیہ عرب کا بادشاہ بنایا تھا یہ اس کے ہر حکم کی اطاعت کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں سے زیادہ بن ہبولہ بن عمرو بن عوف بن ضجعم حکمران ہوا اور غسان نے یمن سے خروج کیا۔ وہ اس سے مغلوب ہو گئے اور عرب کے زمام حکومت شام بنی جفنہ کے قبضہ میں آ گئی اور بنو ضجعم کی حکومت و سلطنت جاتی رہی۔

زیادہ بن ہبولہ: ابن سعید کہتا ہے کہ زیادہ بن ہبولہ غسان کے غلبہ کے بعد لوگوں کو لے کر حجاز کی طرف چلا گیا جسے حجر آکل المرار کندی نے مار ڈالا۔ جو تبابعہ کی جانب سے حجاز کا حکمران تھا۔ ان لوگوں میں سے جو زیادہ کے ہمراہ تھے نہایت کم آدمی جانبر ہوئے ابن سعید کا یہ بھی خیال ہے کہ بعض مؤرخ تنوخ کا اطلاق بنو ضجعم اور دوس پر کرتے ہیں جنہوں نے بحرین میں قیام اختیار کیا تھا۔ پھر آگے چل کر وہ تحریر کرتا ہے کہ بنو عبید بن الابرص بن عمرو بن اشجع بن سلیح کے قبضہ میں ایک ملک اور تھا جس کے آثار اس وقت تک بریہ سجار میں باقی ہیں جس کا آخری حکمران ضیزن بن معاویہ بن عبید تھا جسے جرامقہ ساطرون کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اس کا قصہ جو بادشاہ سابور ذوالجنود کے ساتھ پیش آیا تھا معروف ہے۔

بنو کلب بن وبرہ کی حکومت: قضاعیوں میں سے بنو کلب بن وبرہ نے حکمرانی کی ہے ان کے قبضہ میں دومۃ الجندل اور تبوک وغیرہ تھے اس خاندان نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ عہد اسلام میں اس کا حکمران اکیدر بن عبدالملک بن سکون تھا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کندی تھا اور ان حکمرانوں کی اولاد سے تھا جسے ملوک تبابعہ نے کلب کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اسے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گرفتار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تھے۔ بنو کلب کی یادگار نسلیں اس وقت خلیج قسطنطنیہ پر کثرت سے آباد ہیں۔ ان میں سے بعض مسلمان ہیں اور روحانی زندگی بسر کر رہے ہیں اور بعض عیسائی مذہب رکھتے ہیں۔

شجرہ انساب بنو قضاعہ

۱۔ ملوک حضر از بنی عبید

۲۔ قبل عامر کے بنو ضجعم ملوک شام تھے۔

۳۔ بنی عدی سے نائلہ بنت الفرافصہ ہیں۔

۴۔ بنو دجانہ دومۃ الجندل کے ملوک تھے۔

۵۔ اسی کے اعقاب سے بنو منقذ ہیں جو ملوک شیرز تھے۔

بنو کہلان: بنو کہلان[1] بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان بنو حمیر بن سبا کے نسبی بھائی ہیں۔ ابتداً یہ بنو حمیر کے ساتھ ملک و حکومت میں شریک تھے کچھ عرصہ بعد زمامِ حکومت صرف بنو حمیر کے قبضہ میں آ گئی اور بنو کہلان یمن میں ان کے ماتحت رہے پھر جب بنو حمیر کی حکومت ختم ہوگئی تو عرب بادیہ پر بنو کہلان حکمران ہوئے۔ بطون کہلان سے بنو کندہ ہیں جن کی حکومت یمن و حجاز میں تھی کچھ عرصہ بعد بنو کہلان ہی کی شاخ سے مزیقیا کے ہمراہ یمن سے بنو ازد نکل کر سرزمین شام میں پھیل گئے شام کی حکومت بنو جفنہ میں اور یثرب کی اوس وخزرج میں اور عراق کی بنو نہم میں رہی پھر لخم وطی انہی کی شاخ سے ظاہر ہوئے اور ان کی حکومت وسلطنت حیرہ میں آل منذر کی صورت میں نمودار ہوئی جیسا کہ آئندہ ذکر کریں گے۔

زید بن کہلان: کہلان کا تمام نسلی سلسلہ زید بن کہلان سے چلا ہے اور اس کی شاخیں مالک بن زید اور عریب بن زید اور ربیعہ بن زید سے پھیلی ہیں مالک بن زید سے بطون ہمدان کا تعلق ہے ان کا مسکن وموطن ہمیشہ شرقی یمن میں رہا۔ یہ خاندان بنو اوسلہ کے نام سے مشہور ہے اور یہ ہمدان کا لڑکا ہے مالک بن زید بن اوسلہ بن ربیعہ بن الجبار بن مالک بن زید بن نوف بن ہمدان کا اور شعوب حاشد سے بنو یام بن اصفی بن مانع بن مالک بن جشم بن حاشد ہیں اور انہی میں سے طلحہ بن مصرف شمار کیے جاتے ہیں لیکن جب اللہ جل شانہ نے نور اسلام سے عرب کی پہاڑیوں اور ریگستانوں کے دروں کو روشن کیا تو اکثر بنو ہمدان اطراف وجوانب میں منتشر ہو کر نکل گئے اور جو باقی رہ گئے وہ یمن میں باقی رہ گئے یہ لوگ جناب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے شیعیت (متابعت یا گروہ) میں شامل رہے جب کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف واقع ہو رہا تھا یہ اسی تشیع کی حالت میں تا زمانہ اسلام رہے۔

بنو یام: انہی میں سے علی بن محمد الصلیحی بنو یام کی اولاد سے تھا (جو کہ دعوت دولت عبیدیہ کا یمن میں قائم کرنے والا تھا) بنو یام کا نسبی تعلق حاشد سے ہے یہ اسی زمانہ میں حصن حرار پر قابض ہو گیا تھا جس کی حکومت اس کے بعد نسلاً بعد نسل اسی کے خاندان میں رہی ان سے پہلے اور بعد میں زیدیہ کے زمانہ میں بنو الرسی کی حکومت صعدہ میں تھی بیہقی کہتا ہے کہ منتشر ہونے کے بعد ان کے کسی قبیلہ کا نشان باقی نہ رہا اس کے علاوہ کہ کچھ لوگ یمن میں باقی رہے حالانکہ یہ عرب کے بڑے قبائل سے ہے۔

بنو ہمدان: ابن سعید کہتا ہے کہ بنو ہمدان سے بنو الزریع زیدیہ ہیں جو عدن وحیرہ میں ملک وحکومت کے مالک تھے ہمدان کا نسبی بھائی الہان بن مالک بن زید بن اوسلہ ہے اور مالک بن زید سے بنو ازد[2] (یعنی ازد بن الغوث بن بنت بن مالک بن زید) اور خثعم وبجیلہ پسران انمار بن اراش (برادر ازد بن الغوث) ہیں بعضے کہتے ہیں کہ انمار نزار بن معد کا لڑکا ہے لیکن یہ صحیح

---

[1] مؤرخین لکھتے ہیں کہ سبا بن یشجب نے اپنی حکومت اپنے دونوں لڑکوں حمیر وکہلان میں اس طرح تقسیم کی تھی کہ حمیر کو سیاست ملک وانتظام سلطنت سپرد کیا اور کہلان کو اطراف وجوانب کا افسر زیر نگرانی حمیر مقرر کیا چنانچہ حمیر اور کہلان نسلاً بعد نسل اس طریقہ پر بسر کرتے رہے یہاں تک کہ بنو حمیر کا زمانہ شباب وترقی ختم ہو گیا اور بنو کہلان ان کی جگہ تخت حکومت پر بیٹھتے گئے۔

[2] بعض مؤرخ اسے بنو الاسد بجائے زا کے سین مہملہ لکھتے ہیں لیکن جوہری نے لکھا ہے کہ ازد اسد سے زیادہ فصیح ہے یہ بہت بڑا قبیلہ تھا اسے جوہری نے تین قسموں پر تقسیم کیا ہے (۱) ازد شنوہ جو نصر بن الازد کی نسل سے ہیں (۲) ازد السراۃ یہ وہ ہیں جو بنو الازد کے مقام سراۃ مضافات یمن میں جا کر مقیم ہو گئے تھے اور اسی مناسبت سے یہ ازد سراۃ کی طرف مضاف کر دیئے گئے۔ (۳) ازد عمان یہ وہ ہیں جو بنو الازد میں سے عمان جا کر آباد ہوئے تھے اور یہ اسی مناسبت سے ازد عمان کے نام سے معروف ہوئے۔

نہیں ہے بہر کیف بنوالا زد کا بہت بڑا قبیلہ ہے جس سے بہت سی شاخیں نکلی ہیں از انجملہ بنو دوس' نصر بن الا زد کی نسل سے یعنی دوس بن عدثان (بالثاء المثلثہ) ابن عبداللہ بن زہران بن کعب بن الحرث بن کعب بن مالک بن نصر بن الا زد اور جذیمۃ بن مالک بن فہم بن غنم بن دوس ہیں جن کا ملک اطراف عمان میں تھا پھر حکومت دوس و جذیمہ ختم ہونے کے بعد عمان میں ان کے نسبی بھائی بنونصر بن زہران بن کعب حکمران ہوئے چنانچہ ان میں سے قبل از اسلام مستکبر بن مسعود بن الجرار بن عبداللہ بن مغولہ بن شمس بن عمرو بن غنم بن غالب بن عثمان بن نصر بن زہران تھا اور جس نے ان میں سے اسلام کا زمانہ پایا ہے۔

جیفر و عبداللہ پسران الجلندی: وہ جیفر بن الجلندی بن کرکر بن مستکبر اور اس کا بھائی عبداللہ والی عمان تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں صاحبوں کی طرف نامہ نامی ارسال فرمایا تھا اور ان کے اطراف و جوانب کا عمروؓ بن العاص کو متولی مقرر کیا تھا۔ بنوالا زد ہی میں سے بنو مازن بن الا زد کے نسل سے بنو عمرو مزیقیا بن عامر (ملقب بہ ماء السماء) ابن حارثہ الغطریف بن امراء القیس البہلول ابن ثعلبۃ بن مازن بن الا زد ہیں یہ عمرو اور اس کے آباء واجداد حمیر کے ساتھ بادیہ کہلان پر یمن میں حکمرانی کرتے تھے بعد میں ان کی حکومت قائم ہوگئی سرزمین سبا (بلاد یمن میں) سرسبز ترین بلاد سے تھی اور یہی ان سیلابوں کو روکتی تھی جو دو پہاڑوں سے گرتے تھے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان پانی روکنے کی غرض سے دیواریں (یا بند) قائم کر دیں تھیں جن میں جابجا کھڑکیاں بنی ہوئی تھیں جس سے حسب حاجت پانی لے لیا جاتا تھا یہ بند یا دیواریں زمانہ حمیر تک رہیں جب ان کی حکومت جاتی رہی اور ان کی سلطنت کا کارخانہ درہم برہم ہوگیا اور سبا پر بنو کہلان کا دور دورہ ہوا تو ردوبدل میں مرمت نہ ہونے کی وجہ سے وہ بند اور دیواریں خراب ہوگئیں اور اس کے نگہبان ادھر پریشان ہو کر چلے گئے۔

عمرو مزیقیا کی روانگی حجاز: عمرو مزیقیا (ان کے بادشاہ) نے بند کے خراب ہونے کی وجہ سے شہر کے ویران ہونے سے اہل شہر کو آگاہ کیا۔ ابن ہشام بروایت ابوزید انصاری تحریر کرتا ہے کہ عمرو مزیقیا نے خواب میں دیکھا تھا کہ گھوس بند کو کھود رہی ہے جس سے اس نے یہ تعبیر کیا کہ نہ تو اب اس شہر کو قیام ہوگا اور نہ بند باقی رہے گا اور اپنی قوم کو جمع کر کے شہر چھوڑ دینے پر آمادہ کیا اس کی قوم نے کہا جس وقت یہ حالت پیش آئے تو اپنے چھوٹے لڑکے کو اس سیلاب کی نذر کر دینا۔ عمرو مزیقیا نے کہا کہ میں ایسے شہر میں قیام کرنا نہیں چاہتا جہاں پر میرا چھوٹا لڑکا لقمہ موت کیا جائے۔ عمرو مزیقیا نے یہ کہہ کر اپنا مال واسباب فروخت کر ڈالا اور اپنے لڑکوں اور پوتوں کو ہمراہ لے کر نکل کھڑا ہوا۔ از دبھی عمرو مزیقیا کو نکلتے ہوئے دیکھ کر سفر پر آمادہ ہوگئے چنانچہ یہ دونوں بقایا بنی مازن کے ساتھ اپنے ملک یمن سے جدا ہو کر حجاز چلے گئے۔

بنو مزیقیا کا حجاز میں قیام: سہیلی کہتا ہے کہ ان کی علیحدگی یمن سے حسان بن تبان اسعد ملوک تبابعہ کے زمانہ میں ہوئی ہے الغرض جب یہ یمن سے جدا ہو کر چلے تو پہلے یہ بلاد عک زبید و زمع میں جا اترے۔ بادشاہ سے اور از د سے لڑائی ہوئی اس کے بعد وہ اطراف بلاد میں پھیل گئے چنانچہ بنونصر بن الا زد شرات و عمان میں اور بنو ثعلبہ بن عمرو مزیقیا یثرب (مدینہ منورہ) میں اور بنو حارثہ بن عمرو مر الظہران (مکہ) میں پہنچے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہی خزاعہ تھا یہ لوگ اثناء سفر میں زبید و زمع کے درمیان ایک چشمہ پر (جسے غسان کہتے ہیں) ہو کر گزرے۔ پس جس نے بنو مزیقیا میں سے اس چشمہ سے پانی لیا وہ اسی نام سے موسوم ہوا اس پانی کے پینے والے بنو مالک' بنو الحرث' بنو جفنہ' بنو کعب ہیں اور یہی غسان کے نام سے موسوم ہوتے

ہیں اور چونکہ بنوثعلبہ عنقاء نے نہیں پیا تھا اس وجہ سے وہ اس نام سے مشہور نہیں ہوئے۔ جفنہ کی اولاد سے ملوک شام ہیں جن کا ذکر آئندہ آئے گا اور ثعلبہ عنقاء کی نسل سے اوس وخزرج زمانہ جاہلیت میں یثرب کے بادشاہ گزرے ہیں جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور عمرو مزیقیا سے بنواقصیٰ ابن حارثہ بن عمرو ہیں۔

بجیلہ: بجیلہ کا ملک سروات بحرین وحجاز میں تبالہ تک تھا یہ لوگ زمانہ فتوحات اسلامی میں پریشان ہو کر نکل گئے چند محدود لوگ اپنے ملک میں باقی رہ گئے۔ جن میں سے زمانہ حج میں ہر سال مکہ آتے ہیں جن کے چہروں سے تنگی عیش کے آثار نمایاں رہتے ہیں۔ بطون بجیلہ سے قسر یعنی مالک بن عبقر بن انمار اور بنواحمس بن الغواث بن انمار ہیں۔

بنوعریب: بنوعریب بن زید بن کہلان سے طی۔ اشعریوں مذحج بنومرہ ہیں۔ اشعریوں اشعر یعنی بنت بن ازد کے لڑکے ہیں ان کا شہر زبید کے شمالی جانب تھا۔ ابتداء اسلام میں انہیں ایک گونہ سطوت وغلبہ حاصل تھا لیکن جب اسلامی فتوحات کی موجیں بڑھیں تو یہ لوگ پریشان ہو کر اپنے وطن سے نکل گئے جو کچھ یمن میں باقی رہ گئے وہ زمانہ مامون میں آئے دن کی لڑائیوں سے ضعیف ہو کر حکمرانی کے سلسلہ سے نکل کر رعایا میں شمار کر لئے گئے اور بنوطی بن اودیمن میں رہتے تھے۔ ازد کے نکلنے کے بعد یہ بھی یمن سے نکل کھڑے ہوئے اور بنی اسد کے جوار میں مقام سمیرو فید میں سکونت اختیار کر لی۔ یہ ایک زمانہ تک یہیں مقیم رہے لیکن شروع زمانہ فتوحات اسلامیہ میں یہ بھی منتشر ہو گئے۔

قبائل سنبس وثعالب: ابن سعید کہتا ہے کہ ان میں سے اس وقت تک اپنے ملک میں ایک بڑا گروہ موجود ہے جن سے حجاز وشام وعراق کی پہاڑیاں بھری ہوئی ہیں یعنی اس وقت تک قبائل طے عراق وشام ومصر میں حکومت کر رہے ہیں ان میں سے سنبس اور ثعالب دو قبیلہ بڑے مشہور ومعروف ہیں سنبس لڑکا ہے معاویہ کا اور وہ شیل بن عمرو بن الغواث بن طی کا اور ان کے ساتھ بحتر بن ثعل بھی ہے اور انہیں میں سے زبید بن معن بن عمرو بن عس بن سلامان بن ثعل (بر یہ نجار میں) اور ثعالب بنوثعلبۃ بن رومان بن جندب بن خارجہ بن سعد بن فطرہ بن طے اور ثعلبۃ بن جدعا بن ذہل بن رومان ہیں اور بنولام بن ثعلبۃ اسی گروہ سے ہیں ان کے مساکن مدینہ کے پہاڑوں میں ہیں اکثر اوقات یہ یثرب چلے آتے ہیں اور جو ثعالب صعید مصر میں ہیں وہ ثعلب بن عمرو بن الغواث بن طے کی نسل سے ہیں۔

بنو ہنی کی امارت: زمانہ جاہلیت میں بنوہنی بن عمرو بن الغواث ابن طی۔ طی پر حکومت کرتے تھے اسی کی اولاد سے ایاس بن قبیصہ ہے جسے کسریٰ پرویز نے نعمان بن منذر کے قتل کے بعد عرب کا حاکم مقرر کیا تھا اور طے کو مقام حیرہ میں لخم کی جگہ ٹھہرایا تھا۔ یہ ایاس قبیصہ بن ابی یعفر بن نعمان بن خبیب بن الحرث بن الحویرث بن ربیعہ بن مالک بن سعد بن ہنی کا لڑکا ہے اس کی ریاست و حکومت فارس کے ختم ہونے تک قائم رہی اسی ایاس کی اولاد سے بنوربیعہ بن علی بن مفرج بن بدر بن سالم بن قصہ بن بدر بن سمیع اور ربیعہ سے آل مرا اور آل فضل کی شاخیں اور آل فضل سے آل علی اور آل مہنا کی شاخیں منسوب ہیں علی اور مہنا فضل کے بیٹے ہیں اور فضل ومرا ربیعہ کے بیٹے ہیں اور سمیع جو اس کی طرف منسوب ہوتا ہے وہ درحقیقت قبیصہ بن ابی یعفر کی اولاد سے ہے۔

امارت بنومفرج: عہد حکومت دولت عبیدیہ میں طی پر بنومفرج حکومت کرتے تھے۔ پھر بنومراد بن ربیعہ حکمران ہوئے یہ سب کے سب شام میں غسان کے وارث تھے پھر کچھ عرصہ بعد بنوعلی اور بنومہنا پسران فضل ابن ربیعہ بالاشتراک حکمران رہے لیکن ان دنوں مشارف شام وعراق وبریہ نجد میں بنومہنا انفرادی طور پر حکمرانی کرتے رہے ان کا ظہور دولت ایوبیہ اور اس

کے بعد ملوک ترک وشام میں ہوا ہے جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

آلِ مذحج: مذحج کا نام مالک بن زید بن ادد بن زید بن کہلان ہے۔ اسی سے مراد (جس کا نام یخابر بن مذحج) اور سعد العشیرۃ بن مذحج ہے جو ایک بہت بڑا قبیلہ ہے جس سے بہت سی شاخیں نکلیں ہیں جن میں جعفر بن سعید العشیرہ اور زبید بن صعب بن سعد العشیرہ اور بطون مذحج سے نخع، رہا، مسیلہ، بنو حرث، بنو کعب ہیں۔ نخع جسر بن عمرو بن علۃ بن جلد بن مذحج اور مسیلہ ابنِ عامر بن عمرو بن علۃ اور رہا ابن منبہ بن حرب بن علۃ ہے اور بنو حرث کا باپ حرث بن کعب بن علۃ ہے یہ اطراف نجران میں رہتے تھے۔ بنو ذہل بن مزیقیا (از نسل ازد) اور بنو حارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الازد ان کے پڑوس میں آکر ٹھہرے۔

افعی کاہن: نجران میں ان سے پہلے جرہمی قبیلہ حکمران تھا ان دنوں ان کا بادشاہ افعی کاہن تھا۔ جو نزار بن معد کی اولاد کا حکم ہوا تھا جبکہ ان لوگوں میں نزار کی موت کے بعد آتش فتنہ وفساد مشتعل ہو رہی تھی اس کا نام غلس اور عمر ماء بن ہمدان بن مالک بن منتاب بن زید بن وائل بن حمیر کا بیٹا ہے۔ یہ ملکہ بلقیس کی طرف سے نجران کا حاکم تھا۔ اسی کو ملکہ بلقیس نے سلیمان علیہ السلام کے پاس سفیر کر کے بھیجا تھا اس نے جناب موصوفؑ کی رسالت کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لایا اور تاحیات اسی دین پر قائم رہا۔ پھر نجران میں بنو الحرث بن کعب بن علۃ بن جلد بن مذحج کا دور دورہ ہوا۔ بنو افعی مغلوب ہو گئے۔ پھر اس کے بعد یمن سے ازد نے خروج کیا اور ان کی طرف سے ہو کر گزرے آپس میں لڑائیاں ہوئیں آخر الامر ان کے جوار میں بنو نصر بن الازد اور بنو ذہل بن مزیقیا ٹھہر گئے اور ریاست وحکومت کو باہم تقسیم کر لیا۔

بنو زیاد کی حکومت: انہی مذحجیوں میں سے بنو حرث بن کعب سے بنو زیاد ہیں نام اس کا یزید بن قطن بن زیاد بن الحرث بن مالک بن کعب بن الحرث ہے یہ مذحج کا بہت بڑا خاندان اور نجران کا حکمران رہا ہے۔ آخر زمانہ میں ریاست عبدالمدان بن الدیان کے خاندان میں آ گئی تھی یہ حکومت بعثت سے چند روز پہلے یزید بن عبدالمدان تک ختم ہوتی تھی اس کا بھائی عبدالحجر بن عبدالمدان خالدؓ بن ولید کے ہمراہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد ہو کر آیا تھا اور اس کا بھتیجا زیاد بن عبداللہ بن عبدالمدان سفاح کا ماموں تھا۔ جسے اس نے نجران ویمامہ کا حاکم کیا تھا۔

نجران کے مختلف حکمران خاندان: ابنِ سعید لکھتا ہے کہ ایک مدت تک نجران کی حکومت بنو المدان میں رہی پھر ان میں سے بنو الجواد اور چھٹی صدی میں عبدالقیس بن ابی الجواد پھر اس زمانہ میں عجمی یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے۔ پھر بطون حرث بن کعب سے بنو معقل (یعنی ربیعۃ بن الحرث بن کعب) کا تعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت جو مغرب اقصیٰ میں بنو معقل ہیں وہ اسی کے بطن سے ہیں معقل بن کعب قضاعی کی نسل سے نہیں ہیں اور ربیعہ اس کی تائید میں یہ کہا جاتا ہے کہ تمام بنو معقل ربیعہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور ربیعہ نام ہے اسی معقل کا هذا كما رايت الله تعالىٰ اعلم۔

بنو مرہ: بنو مرہ بن ادد، طی ومذحج واشعریین کے بھائی ہیں یہ بہت بڑا قبیلہ ہے اس سے بہت سی شاخیں نکلی ہیں جو سب کے سب مثل خولان ومعافر ولخم وجذام وعاملہ وکندہ کے حرث ابنِ مرہ تک منتہی ہوتی ہیں۔ معافر بنو یعفر بن مالک بن الحرث بن مرہ ہیں زمانہ فتوحات اسلام میں یہ سب منتشر ہو گئے انہیں میں سے منصور بن ابی عامر ہشام والی اندلس کا مصاحب تھا۔ خولان کا نام افکل بن عمرو بن مالک اور عمرو کا بھائی یہ لوگ شرقی جبال میں رہتے تھے زمانہ فتوحات اسلام میں یہ بھی منتشر ہو

گئے تھے مگر یہ کہ ان میں سے کچھ لوگ یمن میں باقی رہ گئے۔ لیکن پھر بھی وہ اور ہمدان اس وقت عرب یمن کے بڑے قبیلوں سے شمار کئے جاتے ہیں اور اہلِ یمن اور اس کے اکثر قلعوں پر انہیں قبضہ حاصل ہے۔

بنو لخم: لخم کا نام مالک بن عدی بن الحرث بن مرہ ہے یہ بہت بڑا خاندان ہے جس سے بڑے بڑے قبائل نکلے ہیں جن میں بنو الدار بن ہانی بن حبیب بن نمارۃ بن لخم اور اس کے بڑے لڑکے سے بنو نصر بن ربیعہ بن عمرو بن الحرث بن مسعود بن مالک بن عمم بن نمارۃ بن لخم ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نمارۃ آل منذر کا قبیلہ ہے۔ انہیں میں بنو لخم سے بنو عبادہ[1] ہیں جو اشبیلہ کے حکمران رہے ہیں۔ جذام[2] کا نام عمرو بن عدی ہے یہ لخم بن عدی کا بھائی ہے اس قبیلے کی بھی بہت سی شاخیں ہیں غطفان و امصی و بنو حرام بن جذام و بنو حبیب و بنو مخزمہ و بنو بجہ و بنو نفایہ اسی قبیلہ کی شاخیں ہیں ان کا ملک اطراف ایلہ میں اول اعمال حجاز سے ینبع تک پھیلا ہوا تھا۔

بنو نافرہ: اس کے علاوہ معاون (ارض شام) میں بنو نافرہ (بطن نفایہ) کی ریاست تھی پھر ان ہی سے فردۃ بن عمرو بن النافرہ حکمران ہوا یہ روم کی طرف سے اپنی قوم اور ان عرب کا جو اطراف معان میں رہتے تھے حاکم تھا یہ وہی شخص ہے جس کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نامہ نامی بھیجا تھا اس نے خدمت اقدس میں ایک سپید خچر بطور ہدیہ ارسال کیا تھا۔ قیصر نے یہ سن کر حارث بن ابی شمر غسانی والی غسان کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا۔ حارث نے پہنچ کر اسے گرفتار کر کے مقام فلسطین میں سولی دے دی۔

بنو عابد اور بنو عقبہ: اس قبیلہ کی اولاد اپنے مسکن اولی میں دو شاخوں میں ظاہر ہوتی ہے ایک شاخ بنو عابد کے نام سے مشہور ہے جو کہ بلبیس (اعمال مصر) وعقبہ ایلہ اور جانب فلسطین سے کرک تک آباد ہیں اور دوسرا گروہ بنو عقبہ کہلاتے ہیں یہ بر یہ حجاز میں کرک سے ازلم تک اور مصر و مدینہ نبویہ کے درمیان حدود غزہ تک شام میں پھیلے ہوئے تھے۔ عاملہ اس کا نام حرث بن عدی ہے یہ بھی لخم و جذام کا بھائی ہے اسے عاملہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کی ماں عاملہ قضاعہ تھی یہ اپنی ماں کے نام سے مشہور ہوا یہ بھی بہت بڑا قبیلہ ہے اس کا وطن بر یہ شام میں تھا۔

کندۃ الملوک: کندہ[3] کو ثور بن عفیر بن عدی کے نام سے موسوم کرتے ہیں عفیر لخم و جذام کا بھائی ہے۔ ان کے خاندان میں حکومت و سلطنت رہی ہے اسی وجہ سے کندۃ الملوک کہلاتے ہیں ان کی حکومت بادیہ حجاز میں عدنان کی جانب سے تھی۔ جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے ان کا وطن جبال یمن (متصل حضر موت) میں تھا اس کے تین قبیلہ بزرگ مشہور ہیں ایک معاویہ بن کندہ جس سے ملوک بنو حرث بن معاویۃ الاصغر بن ثور بن مرتع بن معاویہ دوسرا سکون تیسرا سکسک ہے۔ سکون سے تجیب کا قبیلہ یعنی بنو عدی و بنو سعد بن اشرق بن شبیب ابن سکون ہے۔

---

[1] اول جس شخص نے بنو عبادۃ سے اشبیلہ پر حکمرانی کی وہ قاضی محمد بن اسماعیل بن قریش ابن عبادۃ تھا۔

[2] جذام لغت میں ایک خاص بیماری کو کہتے ہیں ممکن ہے کہ یہ ماخوذ جذم سے ہو جس کے معنی قطع کے ہیں۔ جوہری لکھتا ہے کہ نسابہ مضر کا یہ خیال ہے کہ یہ مصر کی اولاد سے ہے جو منتقل ہو کر یمن چلے گئے تھے جس سے لوگوں نے ان کو اہلِ یمن سے سمجھ لیا ہے۔

[3] صاحب حماۃ تحریر کرتا ہے کہ کندہ کو اس وجہ سے کندہ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے باپ کی کفران نعمت کی تھی اسی قبیلہ سے امراء القیس بن عبس کندی صحابی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

بنوسکون: بنوسکون کی حکومت دومۃ الجندل میں تھی اس کا والی عبدالمغیث بن اکیدر بن عبدالملک بن عبدالحق بن اعمی بن معاویہ بن حلاوۃ بن اثامہ بن شکامہ بن شبیب بن السکون تھا اس کی سرکوبی کے لئے غزوہ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالدؓ بن ولید کو روانہ کیا تھا۔ خالد بن ولید اسے گرفتار کر لائے تھے جناب موصوف نے پہلے اس کا خون مباح کر دیا پھر اس نے جزیہ دے کر صلح کر لی چنانچہ مصالحت کے بعد یہ اپنے دار القیام واپس کر دیا گیا اور معاویہ بن کندہ سے بنو حجرہ بن الحرث الاصفر بن معاویہ بن کندہ ہیں جس سے حجر آکل المرار بن عمرو بن معاویہ ہے اور یہ حجر للوک بنو کندہ کا باپ ہے جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ اسی قبیلہ سے اشعث بن قیس بن معدی کرب بن معاویہ اور جلیلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ بن الحرث اکبر جاہلی اسلامی ہیں۔

یہی قحطانیہ یمن کے قبائل ہیں ان کے وعراق اور انساب ہم نے حتی الامکان بالاستعیاب بیان کئے ہیں اب ہم ان میں سے ان کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو شام وحجاز میں حکمرانی کرتے تھے۔ واللّٰہ المعین بکرمہ و منہ لادب غیرہ و خیر الا خیرہ

شجرہ انساب بنو کہلان

سبا
کہلان
زید
عریب
یشجب
زید
اود
مرہ
حرث
عدی
عفیر
کندہ
اشرس
السکون
بنت
تجیب

مالک
بنت
غوث
ازد
نصر
ودس
مازن
ثعلبہ
امرؤ القیس
حارثہ
عطریف
عامر
جحفر
مزیقیا
حرث
عمرو
ثعلبہ
کعب
مالک
خزرج
عمران
حارثہ
ادس

ابجار
ربیعہ
اوسلہ
زید
مالک
اوسلہ
حاشد
یام

ثعلب
غریب
طی
زبید
خدرج
بنو الحارث
مراد
عنس
النخع
سعد العشیرہ
جعفر
زبید
مالک
یعفر
عمرو
خولان
معافر
نخم
ناملہ
جذام
معاویہ
ملک
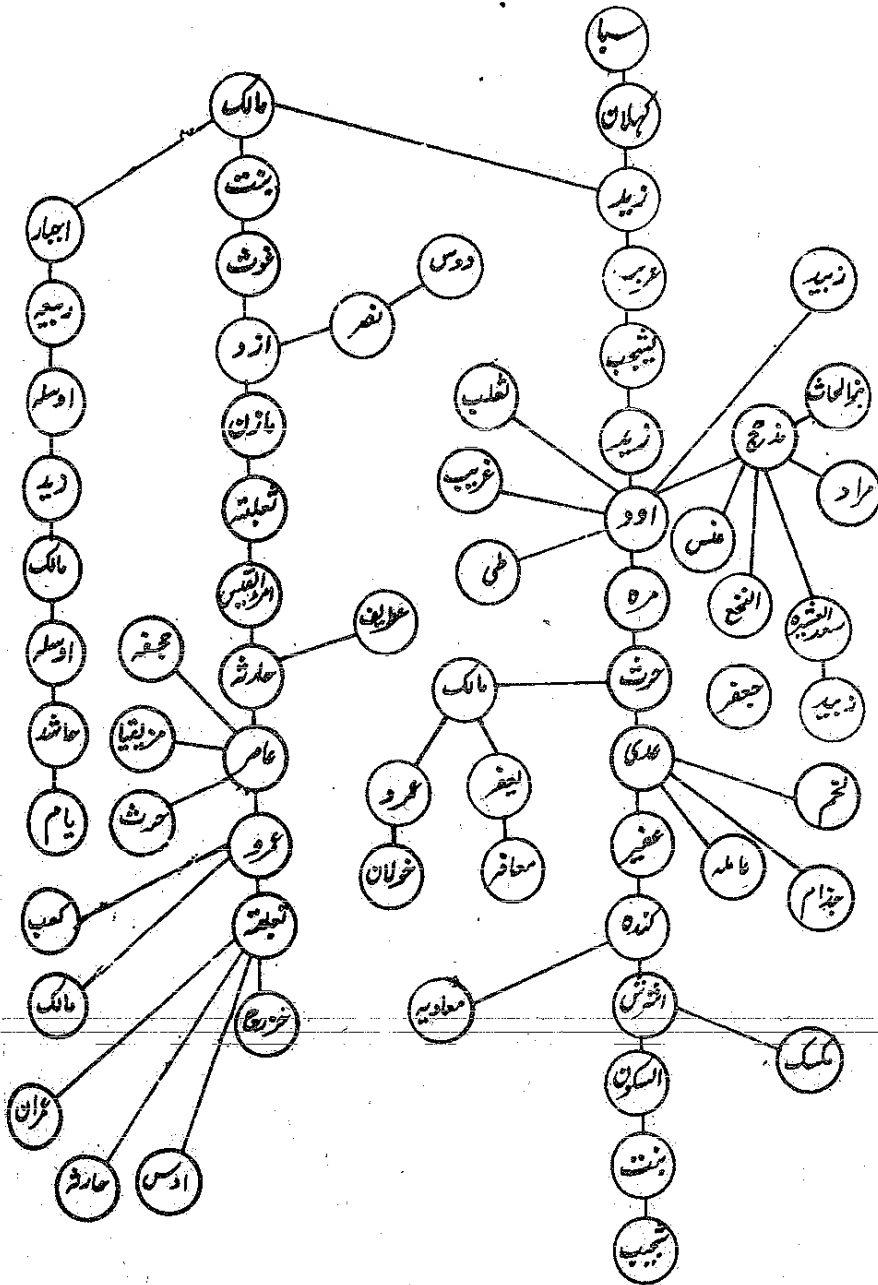
باب : ۲۵

ملوکِ حیرہ

عاد و عمالقہ کی حکومت: عرب کے گروہ اوّل (یعنی عرب بادیہ) کے عراق میں حکمرانی کے حالات بعد زمانہ کے سبب ایسی تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں کہ جن کی تفصیل اور تشریح ہمیں قابل اطمینان معلوم نہیں ہوتی ہاں اس قدر ہم کہہ سکتے ہیں کہ قوم عاد و عمالقہ نے عراق پر حکمرانی کی تھی اور بعض مؤرخین کا یہ قول ہے کہ ضحاک بن سنان انہی میں سے تھا جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا باقی رہا عرب کا دوسرا گروہ (یعنی عرب مستعربہ) پس ان کی حکومت کوئی جداگانہ حکومت نہ تھی بلکہ ان کا ملک بالکل غیر آباد اور ان کی حکومت بدوی تھی اور ان کی ریاست ان لوگوں پر تھی جن کا کسی ایک خاص مقام پر قیام نہ تھا دراصل عرب پر حکمرانی بتابعہ کر رہے تھے جو اہلِ یمن سے تھے ان سے اور فارس سے اکثر لڑائیاں ہوئیں کبھی یہ ان پر غالب آ جاتے تھے اور تمام عراق یا اس کے کسی حصہ پر قبضہ حاصل کر لیتے تھے اور کبھی یہ ان سے مغلوب ہو جاتے تھے۔ لیکن ہمارا یہ خیال ہے کہ اہلِ یمن قبضہ عراق کے بعد دوبارہ مغلوب نہیں ہوئے جیسا کہ بخت نصر کے عراق میں جانے اور وہاں اہلِ یمن کے تنگ کرنے کا حال بیان کیا گیا۔

آلِ ارم بن شام: سوادِ عراق اور اطراف شام و جزیرہ میں ارمانی (ارمنی) ارم بن شام کی اولاد اور وہ عرب کے لوگ سکونت پذیر تھے جو عساکر ابنِ تبع، جعفر طی و کلب و تمیم و جرہم وغیرہ کے وہاں باقی رہ گئے تھے اور اس کے بعد تنوخ و نمارہ بن لخم و قنص بن معدان میں آ ملے عرب کا یہ گروہ حیرہ و فرات کے درمیان اطراف انبار تک پھیلا ہوا تھا یہ لوگ عرب الضاحیہ کے نام سے موسوم ہوتے ہیں ان میں سے سب سے پہلے جس نے زمانہ ملوک الطوائف میں حکومت کی ہے وہ مالک بن فہم بن تیم بن اسد بن وبرہ بن ثعلبہ بن حلوان بن قضاعہ تھا اس کے بعد اس کا بھائی عمرو بن فہم پھر ان دونوں کے بعد جذیمہ الابرش بارہ برس تک حاکم رہا۔ مالک بن فہم بنو زہران ازد سے ہے یہ مزیقیا سے پہلے یمن سے نکل کر عراق چلا آیا تھا اور بعضے کہتے ہیں جفنہ بن مزیقیا کی اولاد کے ساتھ یہ یمن سے نکلے ہیں۔

مالک بن فہم: جب بنو ازد اطراف و جوانب ممالک میں متفرق ہو گئے تو یہ بنو زہران شرات و عمان میں ٹھہر گئے جس وقت طوائف الملوکی شروع ہوئی یہ بھی ایک قطعہ زمین دبا بیٹھے مالک بن فہم اسی خاندان کے بادشاہوں میں سے ہے ا رشافیات کے شرقی جانب عمرو بن الظرب بن حیان بن ادنیہ نسل سے سمیدع بن ہوثر یادگار نسل عمالقہ کی حکومت کی تھی اس کی حکومت کا سکہ درمیان شام و جزیرہ میں چل رہا تھا اور ان کا دارالحکومت خابور و قرقیسا کے درمیان ایک تنگ مقام پر تھا اس سے اور مالک

بن فہم سے اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں۔

ملکہ الزباء: اتفاق سے عمرو بن الظرب انہی لڑائیوں میں مرگیا اس کی جگہ اس کی لڑکی الزبا بنت عمرو تخت نشین ہوئی طبری کے نزدیک اس کا نام نائلہ تھا۔ سہیلی کہتا ہے کہ ملکہ الزباسمیدع بن ہوثر کی ذریت سے ہے جو کہ بنو قسطورا (اہل کلہ) سے تھا یہ سمیدع مرثد ابن لاوی بن قطور بن کرکی بن عملاق کا بیٹا ہے اور وہ عمرو بن ادنبہ بن الظرب بن حبان کی لڑکی ہے اس احسان اور سمیدع میں بہت سے پشتیں ہیں چونکہ الزباء اور سمیدع کا زمانہ ایک دوسرے سے بہت دراز گزرا ہے اس وجہ سے اس کی صحت پر اطمینان نہیں ہوسکتا (انتھیٰ کلام السھیلی)

مالک اور الزباء کی جنگیں: الغرض مالک بن فہم اور الزباء بنت عمرو میں بھی لڑائیوں کا برابر سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ مالک بن فہم اس پر اور دیگر ملوک الطوائف پر غالب ہوگیا۔ ابوعبیدہ کا یہ بیان ہے کہ یہ عرب کا عراق میں پہلا بادشاہ ہے سب سے پہلے اس نے منجنیق بنائی ساٹھ برس اس کی حکومت رہی جب یہ مرگیا تو جذیمہ ابو جناح (جسے جذیمہ الابرش بھی کہتے ہیں) تخت نشین ہوا اس کی کنیت ابو مالک تھی عیسیٰ علیہ السلام کے تیس برس بعد اس کا زمانہ ہوا ہے زمانہ ملوک الطوائف میں پچھتر برس اس کی حکومت رہی الزباء بنت عمرو سے اور اس سے کبھی صلح اور کبھی جنگ چھڑی رہتی۔

الزباء اور جذیمۃ الابرش: یہاں تک کہ الزباء نے شادی کے حیلے سے اسے بلا بھیجا قیصر بن سعد اس کا وزیر اس حیلہ سے آگاہ ہوگیا اور اس نے جذیمہ الابرش کو جانے سے منع کیا۔ لیکن اس نے قیصر کے کہنے پر عمل نہ کیا لشکر آراستہ کر کے الزباء کے دارالسلطنت روانہ ہوا۔ قیصر کو جبکہ وہ الزباء کے دارالسلطنت پہنچا الزباء کے مکر وفریب کا پورا یقین ہوگیا۔ اس وجہ سے وہ لوٹ کھڑا ہوا اور جذیمہ شادی کے اشتیاق میں الزباء کے محل سراء میں داخل ہوا غریب جذیمہ الابرش کی مشتاق آنکھیں الزباء کے حسن وجمال کے دیکھنے سے سیر نہ ہونے پائی تھیں کہ اس کے حکم سے جذیمہ الابرش کی رگ ہفت[1] اندام کاٹ دی گئی جس سے اس قدر خون بہا کہ جذیمہ مرگیا جیسا کہ کتب اخبار میں مذکور ہے۔

جذیمہ کے کارنامے: طبری کہتا ہے کہ جذیمہ تمام ملوک عرب سے زیادہ صائب الرائے تھا مکر وفریب سے دور وعدوں اور ارادوں کا سچا تھا سب سے پہلے اسی کو تمام عراق پر حکومت حاصل ہوئی اور اس نے لشکر کو مرتب کیا اسے برص ہوگیا تھا اسی وجہ سے تعظیماً اس کی کنیت وضاح رکھی گئی۔ اطراف وجوانب کے بادشاہ اسے ہدایا وتحائف بھیجتے تھے۔ مختلف ممالک سے اس کے پاس وفود آتے تھے اس نے اپنے زمانہ حکومت میں طسم وجدلیس ہے ان کے ملک ایمامہ میں جا کر لڑائی کی جب حسان بن تبع نے بھی ان پر حملہ کیا تو یہ واپس ہوگیا۔ واپسی کے دوران حسان بن تبع کا منہ پھیر دیا نفع کے بجائے اسے نقصان اٹھانا پڑا جذیمہ اکثر عرب عاربہ سے لڑتا رہا یہ کاہن بھی تھا اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا بنوایاد پر بھی اس نے حملہ کیا تھا جو عین اباغ میں رہتے تھے۔ بنوایاد اس کی لڑائی سے تنگ ہو کو صلح کے خواستگار ہوئے۔

عدی بن نصر: بنوایاد میں عدی بن نصر بن ربیعہ بن عمرو بن الحرث بن مسعود بن مالک بن عمرو بن نمارہ بن لخم نہایت حسین جوان تھا جو بنوایاد کی بہن کی اولاد سے تھا جذیمہ نے اسے بنوایاد سے طلب کیا جب بنوایاد نے اسے دینے سے انکار کیا تو

---

[1] رگ ہفت اندام کو ہزا البدان کہتے ہیں اس رگ کے کھول دینے سے تمام بدن کا خون آتا ہے اگر بند نہ کیا جائے تو زیادہ خون نکل جانے سے انسان مر جاتا ہے۔

جذیمہ نے نہایت سختی سے لڑائی کی دھمکی دی۔ بنوایاد نے جذیمہ کے ان دونوں بتوں کو چرا کر منگا لیا جس کی وہ پرستش کرتا تھا جذیمہ کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے بنوایاد سے ان بتوں کو طلب کیا۔ بنوایاد نے اس شرط سے ان بتوں کے واپس دینے کا وعدہ کیا کہ لڑائی موقوف کر دی جائے جذیمہ نے اس شرط کو قبول کر لیا لیکن اس کے ساتھ یہ شرط اور بڑھا دی کہ ان دونوں بتوں کے ساتھ عدی بن نصر بھی آئے۔

عدی اور رقاش کا نکاح: بنوایاد اور جذیمہ سے باہم اس شرط پر صلح ہوگئی جب عدی بن نصر جذیمہ کے پاس آیا تو جذیمہ نے عدی بن نصر کو اپنا شرابدار بنا لیا جذیمہ کی بہن (زرقاش) اس پر عاشق ہوگئی عدی نے ملنے سے انکار کیا تب رقاش نے عدی کو یہ ترکیب بتلائی کہ جس وقت جذیمہ شراب نوشی میں مشغول ہو تو اس سے میرے ساتھ منگنی کی درخواست کرنا پہلے تو عدی اس امر پر راضی نہ ہوا لیکن جب رقاش نے اصرار کیا اور لوگوں نے اسے ابھارا تو عدی نے عین شراب نوشی کے وقت جذیمہ سے کہا۔ جذیمہ نے منظور کر کے اسی شب کو رقاش کا عقد عدی سے کر دیا۔ جب دوسرا دن ہوا اور جذیمہ کا نشہ فرو ہوا اور لوگوں کی زبانی رقاش کے عقد کا حال سنا تو جذیمہ رنج اور غصہ سے اپنے ہونٹ چبانے لگا۔

عدی بن نصر کا فرار: عدی یہ سن کر جان کے خوف سے بھاگ کر بنوایاد میں جا پہنچا اور انہی میں اس کا انتقال ہوگیا۔ جذیمہ نے عدی کی بڑی تلاش کی لیکن وہ ہاتھ نہ آیا مجبور ہو کر رہ گیا اتفاق وقت سے رقاش اسی شب میں عدی سے حاملہ ہوگئی تھی۔ چنانچہ مدتِ حمل پوری ہونے کے بعد اس کے بطن سے عمرو پیدا ہوا عمرو نے اپنے ماموں جذیمہ کی آغوش شفقت میں پرورش پائی۔

عمرو بن عدی: جب یہ بڑا ہوا تو مجنوں ہو کر یا یہ کہ جس نے اسے بے ہوش کر دیا اس وجہ سے گھر سے غائب ہوگیا جذیمہ نے اطراف و جوانب میں اس کے غائب ہونے کی خبر کر دی اتفاق وقت سے مالک و عُقیل پسران فارج بن مالک بن العنس (از بنو عتقا قضاعہ) عمرو کو راستہ میں مل گئے مالک و عُقیل نے اس کا نام و نسب دریافت کیا جب انہیں اس کی حالت سے آگاہی ہوئی تو وہ دونوں عمرو کو جذیمہ کے پاس لے آئے۔ جذیمہ اور اس کی ماں اس کے آنے سے بہت خوش ہوئے جذیمہ نے ان دونوں کو اپنی مصاحبت میں رکھ لیا اور جس کام کو وہ آئے تھے ان کا وہ کام پورا کر دیا جیسا کہ کتب اخبار میں بالتفصیل لکھا ہوا ہے۔

ملکہ الزباء کی حکمتِ عملی: طبری کہتا ہے کہ حیرہ و مشارف شام میں عرب کا بادشاہ عمرو بن ظرب بن حسان بن اذنیہ بن السمید ع بن ہوثر عملاقی تھا اس سے اور جذیمہ سے لڑائی ہوئیں۔ اثنائے لڑائی میں عمرو ابن الظرب مارا گیا تب اس کی جگہ اس کی لڑکی الزباء جسے نائلہ کہتے تھے تخت نشین ہوئی اس کے لشکر میں بقایا عمالقہ (از عاد اولیٰ) اور نہند و سلیح پسران حلوان اور وہ لوگ جو قبائل قضاعہ کے ان کے ساتھ موجود تھے۔ ملکہ الزباء شط فرات پر رہتی تھی اور وہیں اس نے ایک محل بنوایا تھا جب اس کی حکومت کو ایک گونہ مضبوطی اور استقلال پیدا ہو گیا تو یہ اپنے باپ کا بدلہ جذیمہ سے لینے کے لئے تیار ہوئی۔ لیکن مصلحتاً لڑائی کے عوض حیلہ سے کام لینا زیادہ مناسب سمجھ کر حکمتِ عملی سے جذیمہ کو اس امر پر ابھارا کہ اس نے ملکہ الزباء سے شادی کا پیام بھیجا ملکہ الزباء نے اس پیام کو قبول کر کے اپنے ملک میں بلا بھیجا۔ اس امر میں جذیمہ کی قوم نے جذیمہ کے ساتھ موافقت کی مگر قصیر بن سعد بن عمرو بن جذیمہ بن قیس بن ازلی بن نمارہ بن لخم نے انجام پر غور کرتے ہوئے جذیمہ کو اس ارادے سے

روکنا چاہا لیکن جذیمہ نے اس کے کہنے پر کچھ خیال نہ کیا۔ پھر جذیمہ نے عمرو بن عدی (اپنے بھانجے) سے اس امر میں مشورہ کیا عمرو بن عدی نے جذیمہ کی رائے سے اتفاق کیا۔

قصیر کا جذیمہ کو مشورہ: اس وجہ سے جذیمہ نے اپنی جگہ عمرو بن عدی کو اپنی قوم میں اپنا قائم مقام کیا اور لشکر کی حکومت و سرداری عمرو بن عبدالجن کو دے کر خود براہ غربی فرات ملکہ الزباء کی طرف روانہ ہوا۔ جب یہ ملکہ الزباء کے ملک کے قریب پہنچا تو ملکہ کی طرف سے ہدایا اور تحائف آئے اس کے بعد خود ملکہ نے اپنے لشکر کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ قصیر نے اس وقت بھی جذیمہ کو سمجھایا اور یہ کہا کہ اگر ملکہ الزباء کی فوج تجھے گھیر لے تو یہ سمجھنا کہ ملکہ نے دغا دی ایسی حالت میں جس طرح ممکن ہو صفوف کو لشکر پھاڑ کر نکل آنا۔

جذیمہ الابرش کا خاتمہ: جذیمہ نے قصیر کے کہنے پر کچھ خیال نہ کیا اور بے تامل ملکہ کے پاس تن تنہا چلا گیا ملکہ نے اس کا نہایت احترام کیا۔ چند ساعت بعد اس کی رگ ہفت اندام کاٹ دی گئی جس سے خون بہتے بہتے جذیمہ مر گیا قصیر یہ واقعہ دیکھ کر لوٹ کھڑا ہوا جب اپنے ملک پہنچا تو اس کی قوم اس سے برگشتہ ہو کر عمرو بن عبدالجن کی طرف مائل ہو گئی۔ تب قصیر نے ایسی معقول چال اختیار کی کہ جس سے اس کی قوم عمرو بن عدی کے قابو میں آ گئی۔

سرنگ کی تعمیر: اس کے بعد عمرو بن عدی نے اپنے ماموں جذیمہ کے خون کا بدلہ لینے کی تیاری کی ملکہ الزباء سے کاہنوں نے یہ کہہ دیا کہ تیری ہلاکت فلاں شخص کے ہاتھ سے ہوگی اور اس کی علامات بتا دیں ملکہ الزباء کو سخت تشویش پیدا ہو گئی اور اس نے اسی وقت ایک مصور کو عمرو بن عدی کی تصویر کھینچ لانے پر متعین کیا۔ چنانچہ مصور عمرو بن عدی کی تصویر مع اس کے لشکریوں کے کھینچ لایا ملکہ الزباء نے عمرو بن عدی اور اس کے لشکریوں کی تصویریں دیکھ کر اس امر کا یقین کر لیا کہ میری ہلاکت اسی کے ہاتھ سے ہوگی اور ایک راستہ اپنے دربار سے قلعہ تک زمین کے اندر اندر بنوالیا۔

قصیر کی حکمتِ عملی: عمرو بن عدی نے قصیر کو سازش سے ملکہ کے پاس روانہ کیا۔ قصیر نے ملکہ کے پاس پہنچ کر عمرو بن عدی کی سخت شکایت کی اور یہ ظاہر کیا کہ مجھ پر یہ تمام مصائب اس وجہ سے ڈالے گئے ہیں کہ عمرو بن عدی کو یہ شبہ پیدا ہو گیا ہے کہ جذیمہ میری سازش سے مارا گیا ہے۔ میں اس کے پاس رہنے سے موت کو بہتر سمجھتا ہوں ملکہ نے یہ سن کر قصیر کی بے حد عزت کی اور اپنے دربار میں حاضر رہنے کا حکم دیا جب الزباء کو قصیر پر کامل اعتبار ہو گیا تو کئی اونٹوں پر اسباب تجارت بار کر کے عراق کی طرف روانہ کیا۔ قصیر اور عمرو بن عدی سے حیرہ میں ملاقات ہوئی عمرو بن عدی نے قصیر سے تمام مال و اسباب خرید کر قصیر کو پھر ملکہ الزباء کے پاس روانہ کر دیا۔ ملکہ الزباء کو قصیر کے واپس آنے سے اور زیادہ اعتبار اور زیادہ ہو گیا دوبارہ اور زیادہ مال و اسباب دے کر روانہ کیا۔ عمرو بن عدی نے پہلے سے اس مرتبہ اور بھروسہ معاوضہ دے کر واپس کیا۔ تیسری بار عمرو بن عدی کے لشکریوں نے قصیر کے قافلہ کو لوٹ لیا اور عمرو بن عدی بھی ان میں شامل تھا۔

ملکہ الزباء کا قتل: قصیر واپس ہو کر ملکہ الزباء کے پاس واپس آیا ملکہ الزباء اپنے محل سے قافلہ کو لینے کے لئے نکلی جس وقت یہ قافلہ میں پہنچی تو اسے معلوم ہوا کہ یہ وہ قافلہ تجارت نہیں ہے جسے اس نے روانہ کیا تھا بلکہ اس میں عمرو بن عدی کے لشکری ہیں ملکہ الزباء اسی شش و پنج میں تھی کہ عمرو بن عدی نے پہنچ کر اس راستہ کو روک لیا جو ملکہ الزباء کے دربار سے قلعہ کو نکالا گیا تھا اور اس کے لشکریوں نے تلواریں نیام سے نکال لیں ملکہ الزباء نے کسی نہ کسی طرح اپنے کو اس مجمع سے نکال کر اس راستہ تک

پہنچایا۔ جسے اس نے اپنی جانبری کا باعث سمجھ رکھا تھا۔ لیکن اس کی بد قسمتی سے عمرو بن عدی وہاں موجود تھا۔ اس نے ایک ضربِ شمشیر سے اس کا کام تمام کر دیا اس کے بعد اہلِ شہر پر جو کچھ گزرنا تھا گزرا اور عمرو بن عدی مظفر و منصور واپس آیا۔

عمرو بن عدی کا کردار: عمرو بن عدی نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی یہ ہمیشہ لڑائیوں میں منہمک رہا محل میں آرام سے بیٹھنے پر لڑائی کے خوفناک میدان کو اس نے ہمیشہ فضیلت دی ملوک عرب میں سب سے پہلے اسی نے حیرہ کو دار السلطنت بنایا اور اہلِ حیرہ نے اپنی کتابوں میں ملوک عرب سے اسی کو عراق پر حکمرانی کرتے ہوئے پایا ہے ملوک الطوائف اس سے دبتے تھے یہاں تک کہ اردشیر بن بابک کا اہلِ فارس میں دور حکومت آیا۔

آل نصر کا عراق میں قیام: ہشام بن کلبی بروایت ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ آل نصر کے عراق آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ربیعہ بن نصر نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر شق اور سطیح کاہنوں نے یہ کی کہ حبشہ ان سے حکومت یمن چھین لیں گے اس وجہ سے ربیعہ بن نصر نے اپنے اہلِ بیت (خاندان سے جسے مناسب سمجھا عراق کی طرف روانہ کر دیا اور ایک خط شاہ فارس سابور بن خرزاد) کو لکھ دیا بادشاہ فارس نے اس کے خاندان والوں کو حیرہ میں ٹھہرایا اور ربیعہ بن نصر کی نسل میں سے نعمان بن عمرو بن عدی بن ربیعہ بن نصر ہے۔

نعمان بن منذر کا نسب: بعضے کہتے ہیں کہ منذر بادشاہ ساطرون (تنوخ قضاعہ) کی اولاد سے ہے۔ ابنِ اسحاق نے علماء کوفہ سے اس کی روایت کی ہے اور جبیرؓ بن مطعم صحابی سے روایت کی جاتی ہے کہ جس وقت نعمان کی تلوار عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائی گئی تو آپ نے جبیرؓ بن مطعم کو طلب فرمایا جبیرؓ بن مطعم عرب اور قریش کا نسب خوب جانتے تھے انہوں نے اس کی تعلیم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پائی تھی۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے وہ تلوار جبیرؓ کو سپرد کر دی اور دریافت کیا کہ ((من کان النعمان یا جبیرؓ)) ''اے جبیر نعمان کن سے تھا''۔ جبیرؓ نے کہا ((نعمان من اسلاف قنص ابنِ معد)) ''وہ (نعمان) اقنص ابنِ معد کی اولاد سے تھا''۔

آلِ قنص بن معد: سُہیلی کہتا ہے کہ قنص بن معد کی اولاد حجاز میں منتشر ہوگئی اس وجہ سے کہ ان میں اور ان کے بکیجدی خاندان میں شہر تنگ ہونے کی وجہ سے لڑائیاں شروع ہوگئیں پس قنص بن معد کی اولاد سوادِ عراق کی طرف چلی آئی اور یہ زمانہ ملوک الطوائف کا تھا انہوں نے اردوانیوں سے معرکہ آرائی کی اور بعض ملوک الطوائف پر حملہ کر کے انہیں سوادِ عراق سے نکال دیا۔ اس کے بعد اشلاء نے انہیں زیر کیا اور قبائل عرب میں شامل ہو کر ان کے نسب میں داخل ہو گیا۔ طبری کہتا ہے کہ جس وقت عمر رضی اللہ عنہ نے جبیرؓ بن مطعم سے نعمان کا نسب دریافت کیا تھا اس وقت جبیرؓ نے کہا کہ عرب کا یہ خیال ہے کہ اشلاء قنص بن معد سے ہے اور وہ سب عجم ابنِ قنص کی نسل سے ہیں لیکن یہ کہ لوگوں نے عجم کی تصحیف کر دی اور اس کی جگہ لخم کہنے لگے۔ ابنِ اسحاق کہتا ہے کہ تمام عرب کا یہ خیال ہے کہ نعمان بن المنذر لخم کی اولاد سے ہے جس نے ربیعہ بن نصر میں پرورش پائی تھی' واللہ اعلم۔

امراء القیس: الغرض عمرو بن عدی کے ہلاک ہونے کے بعد عرب اور تمام عراق و حجاز و جزیرہ پر امرء القیس بن عمرو بن عدی حکمران ہوا۔ آل نصر اور عمال فارس میں سے سب سے پہلے اس نے عیسائی مذہب اختیار کیا۔ بروایت ہشام ایک سو پندرہ برس زندہ رہا۔ جس میں سے زمانہ سابور تیئس برس اور زمانہ ہرمز بن سابور میں ایک برس اور زمانہ بہرام بن ہرمز میں

تین برس اور زمانہ بہرام بن بہرام میں اٹھارہ برس اور زمانہ سابور میں ستر برس رہا۔ اسی کے زمانہ میں یہ ہلاک ہوا۔

عمرو بن امرء القیس: تب اس کی جگہ عمرو بن امرء القیس حکمران ہوا تیس برس اس کی حکومت رہی اس کے بعد اوس بن فلام عملقی حاکم ہوا۔ ہشام روایت کرتا ہے کہ یہ بنو عمرو بن عملاق سے ہے پانچ برس اس کی حکومت رہی۔ حجب بن عتیک بن لخم نے اسے مار کر حکومت لے لی۔ یہ زمانہ بہرام بن سابور میں مر گیا اس کی جگہ امرء القیس بن عمرو پچیس برس حکمرانی کرتا رہا۔ یہ زمانہ یزدجرد اثیم میں ہلاک ہوا۔

نعمان بن امرء القیس: اس کی جگہ نعمان بن امرء القیس حاکم ہوا اس کی ماں شقیقہ ربیعہ بن ذہل بن شیبان صاحب خوانق کی لڑکی ہے نعمان بن امرء القیس ملوک آل نصر میں سب سے زیادہ جری اور بہادر تھا۔ تیس برس اس نے حکومت کی پھر زاہد ہو گیا ترک سلطنت کر کے بیابان کی طرف چلا گیا۔

بہرام بن یزدجرد اثیم: بعضے مؤرخ کہتے ہیں کہ یزدجرد اثیم نے اپنے لڑکے بہرام کو تعلیم کے لئے اسی نعمان بن امرء القیس کے سپرد کیا تھا لیکن طبری باستثناء علماء فارس کہتا ہے کہ جس کے سپرد بہرام کی تربیت کی گئی تھی وہ منذر بن النعمان بن امرء القیس ہے۔ الغرض بہرام تکمیل و تعلیم فنون جنگ و آداب شاہی کے بعد اپنے باپ کے پاس آیا اور تھوڑے دن ٹھہر کر پھر منذر کے پاس چلا گیا اس اثناء میں یزدجرد اثیم مر گیا۔ اہل فارس نے ایک شخص کو اردشیر کی اولاد سے تخت نشین کر دیا اور بہرام سے اس وجہ سے اعراض کیا کہ اس نے عرب میں پرورش پائی تھی آداب عجم سے ناواقف تھا۔ جب اس کی اطلاع منذر کو ہوئی تو اس نے ایک لشکر مرتب کیا اور اپنے لڑکے نعمان کی افسری میں فارس کی طرف روانہ کیا۔ اس غرض سے کہ شاہ حال فارس کو تخت سے اتار کر بہرام کے سر پر شاہی تاج رکھا جائے۔ چنانچہ نعمان بن منذر نے فارس پہنچ کر شاہی شہر کا محاصرہ کر لیا اس کے بعد منذر لشکر عرب اور اس کے ساتھ بہرام بھی آ گیا۔ اہل فارس نے ڈر کر بہرام کی بادشاہت کو تسلیم کر لیا اور بہرام نے منذر کے کہنے سے اہل فارس کی خطائیں معاف کر دیں اور منذر اپنے ملک واپس آیا۔

حرث کی حیرہ پر فوج کشی: ہشام بن الکلبی کہتا ہے کہ پھر حرث بن عمرو بن حجر الکندی ایک بڑا لشکر لے کر بلاد معد اور حیرہ پر چڑھ آیا اس کو تبع بن حسان ابن تبع نے حکمران بنایا تھا نعمان بن امرء القیس نے نکل کر اس کا مقابلہ کیا۔ اثناء جنگ میں نعمان اور چند لوگ اس کے خاندان کے مارے گئے اس کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ نکلے اور منذر بن النعمان الاکبر اور اس کی ماں ماء السماء کو نجات مل گئی آل نعمان کی حکومت پریشان ہو گئی اور حرث بن نعمان ان تمام بلاد کا مالک ہو گیا جن کی حکمرانی آل نعمان کر رہے تھے ہشام کے سوا اور مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ جس نعمان کو حرث نے قتل کیا ہے وہ منذر بن نعمان کا لڑکا ہے اور اس کی ماں ہند بنت زید مناۃ بن زید اللہ بن ربیعہ بن ذہل بن شیبان ہے۔

حرث بن عمرو اور قباد کی مصالحت: پھر آگے چل کر ہشام تحریر کرتا ہے کہ جب حرث بن عمرو نے آل نعمان سے حکومت چھین لی تو قباد نے اس سے چھیڑ چھاڑ شروع کی حرث بن عمرو کی حکومت چونکہ کمزور تھی اس وجہ سے اس نے قباد سے اس شرط پر مصالحت کر لی کہ عرب فرات سے آگے نہ بڑھیں پھر جب حکومت فارس کمزور ہو چلی تو اس نے عرب کو اطراف سواد میں فرات کے پرلی طرف لوٹ مار کرنے کا اشارہ کر دیا جب شاہ فارس نے پھر اسے لڑائی سے دھمکایا تو اس نے کہلا بھیجا

کہ عرب کا گروہ ایک نہیں ہے جسے میں روک لوں بلکہ ان میں مختلف قبائل ہیں انہیں مال کے علاوہ کوئی چیز لوٹ مار کرنے سے نہیں روک سکے گی شاہ فارس نے یہ سن کر عرب کا سواد کا ایک حصہ دے دیا۔

شمر ذوالجناح کی فتوحات: اس کے بعد حرث نے ایک طرف سے شاہ یمن کو فارس پر حملہ کرنے کے لئے ابھارا اور اپنے برادر زادہ شمر ذوالجناح کو دوسری طرف سے قباد سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ شمر ذوالجناح نے قباد سے لڑائی کی اور رے تک اس کا تعاقب کر کے قتل کر ڈالا پھر شمر خراسان کی طرف بڑھا اور تبع نے اپنے لڑکے حسان کو صعد کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ سرزمین چین تک لڑتا ہوا چلا جائے اور اپنے برادر زادہ یعفر کو روم کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ اہلِ قسطنطنیہ نے خراج دینا اور اس کی اطاعت قبول کر لی اس کے بعد اس نے رومہ کی طرف قدم بڑھائے لیکن طاعون نے اس کے ایسے ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دیئے کہ ان سب کو رومیوں نے دفعتہً حملہ کر کے قتل کر ڈالا شمر ذوالجناح جو خراسان کی طرف گیا تھا اس نے حیلوں سے محاصرہ کر کے سمرقند پر قبضہ کر لیا اس کے بعد چین کی طرف بڑھا اور ترک کو شکست دی لیکن اس سے تین برس پہلے حسان یہاں پہنچ گیا تھا یہ دونوں اکیس برس تک وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ حسان وہیں مر گیا۔

شمر کی مراجعت: ہشام یہ واقعہ لکھ کر کہتا ہے کہ صحیح اور متفق علیہ یہ ہے کہ یہ دونوں اموال و ذخائر جواہرات لے کر اپنے ملک واپس آئے تھے اس کی وفات یمن میں ہوئی ہے اور اس نے ایک سو بیس برس حکومت کی ہے پھر اس کے بعد ملوک یمن سے کسی نے لڑائی کے لئے خروج نہیں کیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے دین یہودی اختیار کر لیا تھا۔ ابن اسحاق کہتا ہے کہ جو جو تبع تبابعہ سے مشرق کی طرف گیا ہے وہ تبع اخیر یعنی تبان اسعد ابو کرب ہے۔ واللہ اعلم

منذر بن نعمان: ہشام لکھتا ہے کہ انوشیروان نے حرث بن عمرو کے بعد منذر بن نعمان کو حیرہ کا حاکم بنایا جو اپنے باپ نعمان کے قتل کے وقت بچ گیا تھا پھر یہ فارس کی طرف سے اسود بن منذر کے بعد منذر عرب کا سات برس تک بادشاہ رہا اس کی ماں ماویہ بنت نعمان ہے اس کے بعد نعمان بن اسود بن منذر نے چار برس تک حکومت کی اس کی ماں ام الملک ہمشیرہ حرث بن عمرو تھی پھر ابو یعفر بن علقمہ بن مالک بن عدی بن الذمیل بن ثور بن اسد بن ازلی بن نمارہ بن لخم تین برس تک اس کا جانشین رہا پھر منذر بن امراء القیس بادشاہ ہوا اس کی ماں ماء السماء بنت عوف بن جشم بن ہلال بن ربیعہ بن مناۃ بن عامر بن خبیب بن سعد بن الخزرج بن تیم اللہ بن نمر بن قاسط ہے انچاس برس اس کی حکومت رہی۔

عمرو بن منذر: اس کے بعد اس کا لڑکا عمرو بن منذر بادشاہ ہوا اس کی ماں ہند بنت الحرث بن عمرو بن حجر آکل المرار ہے سولہ برس اس کی حکومت کا زمانہ رہا اس کی حکومت کے آٹھویں برس عام الفیل ہوا جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی ہے پھر عمرو بن ہند نے شقیقہ قابوس کو چار برس تک حاکم بنا رکھا اس کے بعد منذر چار برس پھر نعمان بن منذر بائیس برس تک آٹھ برس زمانہ ہرمز میں اور چودہ برس زمانہ پرویز میں حکمران رہا۔

آل نصر کا زوال: اسی نعمان کے عہد حکومت میں آل نصر کی حکومت جزیرے میں کمزور ہو گئی بلکہ اس کے بعد پھر کوئی آل نصر کا بادشاہ نہ ہوا یہ وہی ہے جس کو کسریٰ پرویز نے قتل کر کے اس کی جگہ حیرہ و عرب کی حکومت کا مالک ایاس بن قبیصہ طائی کو کیا تھا اس کے بعد حیرہ کی ریاست مرزبانان فارس کے قبضہ میں چلی گئی یہاں تک کہ اسلام کا نورانی آفتاب چمکا اور فارس کی

حکومت بھی جاتی رہی ایاس بن قبیصہ حیرہ میں مہرجان مرزبان فارس کی ماتحتی میں نو برس تک حکومت کرتا رہا اس کے بعد حیرہ میں دوسرا مرزبان آیا جس کا نام زاذویہ بن ماہانی ہمدانی تھا یہ سات برس تک تا زمانہ توران بنت کسریٰ حکمران رہا۔

خالد بن ولید کی عراق پر فوج کشی: پھر اس کے بعد منذر بن نعمان بن منذر حاکم ہوا۔ عرب اسے غرور کے نام سے موسوم کرتے ہیں جو کہ یوم اجداث بحرین میں مارا گیا اور مسلمانوں نے جس وقت عراق پر چڑھائی کی تھی اور خالدؓ بن ولید نے حیرہ کا محاصرہ کر لیا تھا اور اہلِ حیرہ کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ تب ایاس بن قبیصہ شرفاء حیرہ کو ہمراہ لے کر خالدؓ بن ولید کی خدمت میں آیا اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم دے کر مصالحت کر لی خالدؓ بن ولید نے عہد نامہ اور امان نامہ اسے لکھ دیا یہ پہلا جزیہ تھا جو عراق میں مسلمانوں نے وصول کیا۔

ایاس بن قبیصہ کی معزولی: الغرض ایاس بن قبیصہ نے جب مسلمانوں کو جزیہ دے کر صلح کر لی تو کسریٰ فارس کو ایاس کا یہ فعل سخت ناگوار گزرا اسی وجہ سے معزول کر دیا اس کی حکومت نو برس رہی اس کے ایک برس نو مہینے بعد مسلمانوں نے مختلف ممالک پر چڑھائی کی۔

یزدجرد کی قابوس کو پیشکش: انہی ایام میں عمر ابنِ الخطاب رضی اللہ عنہ تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے اور انہوں نے سعدؓ بن ابی وقاص کو جنگ فارس کے لئے روانہ کیا جب یزدجرد کو اس واقعہ سے آگاہی ہوئی تو اس نے مرزبان حیرہ کو لکھ بھیجا کہ قابوس بن قابوس بن منذر کو عرب کے مقابلہ پر بھیجے اور اس سے یہ وعدہ کرے کہ وہ عرب کے جس شہر کو فتح کرے گا اس کا وہی مالک ہوگا جیسا کہ اس سے پہلے اس کے آباؤ اجداد سے عہد و پیمان تھا ایسا ہی عہد و پیمان بکر بن وائل کے ساتھ کیا گیا۔

قابوس کا قتل: قابوس تو اس خبر کے سنتے ہی قادسیہ جا پہنچا اور بکر بن وائل کو ذی قار میں مثنیٰ ابنِ حارثہ نے گرفتار کر لیا اور قابوس پر قادسیہ میں یہ واقعہ گزرا کہ اثناء جنگ میں اس کا لشکر بے قابو ہو گیا اور خود یہ میدان جنگ میں مارا گیا یہ ان لوگوں کی یادگار تھا جو ملوک آل نصر بن ربیعہ سے باقی رہ گئے تھے اور ان کی حکومت فارس کی حکومت کے ساتھ جاتی رہی۔ مغیرہؓ بن شعبہ نے ہندہ بنت نعمان سے اور سعدؓ بن ابی وقاص نے صدقہ بنت نعمان سے عقد کر لیا تھا اس کا واقعہ نہایت مشہور ہے۔

آل نصر کی مدت حکومت: ہشام کے نزدیک پانچ سو بیس برس میں ملوک آل نصر میں سے بیس شخصوں نے حکومت کی اور بروایت مسعودی تئیس شخصوں کی چھ سو بیس برس حکومت رہی بیان کیا جاتا ہے کہ ابتداء آبادی حیرہ سے بناء کوفہ تک پانچ سو برس کی مدت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

آل نصر کے متعلق مختلف روایات: آل نصر بن ربیعہ بن کعب بن عمرو بن عدی اول کے ملوک کی یہ ترتیب وہی ہے جسے طبری نے ابنِ کلبی وغیرہ سے نقل کیا ہے لیکن اس کے سوا اور مؤرخین ملوک آلِ نصر کی ترتیب میں اختلاف کرتے ہیں باوجودیکہ انہوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ عمرو بن عدی کے بعد اس کا لڑکا امرءالقیس پھر اس کا لڑکا عمرو بن امرءالقیس تخت حکومت پر بیٹھا ہے اور یہ ان کا تیسرا بادشاہ ہے۔

آل نصر کا نسب: علی بن عبدالعزیز جرجانی اس کے انساب میں ذکر عمرو کے بعد تحریر کرتا ہے کہ پھر اس پر اوس بن قلام عملقی نے دفعتہً حملہ کر دیا اور خود حکمران بن گیا کچھ روز بعد جحجب بن عتیک لخمی نے اسے مار کر حکومت چھین لی پھر اس کے بعد امرء

القیس بن عمرو ثالث پھر اس کا لڑکا نعمان اکبر ابنِ امرءالقیس بن الشقیقہ (جس نے ترک سلطنت کر کے فقیری اختیار کر لی تھی) اس کے بعد اس کا لڑکا منذر اس کے بعد اس کا لڑکا اسود بن منذر پھر اس کا بھائی منذر بن منذر پھر نعمان بن اسود بن منذر پھر ابو یعفر بن علقمہ بن مالک بن عدی بن الذمیل بن ثور بن اسنش بن ربی بن نمارہ بن لخم پھر اس کے بعد امرءالقیس بن نعمان الاکبر پھر اس کا لڑکا امرءالقیس حکمران ہوا اس کے بعد حرث بن عدی کندی کا واقعہ پیش آیا یہاں تک کہ دونوں میں مصالحت ہوگئی اور منذر نے اس کی لڑکی ہند سے شادی کر لی جس کے بطن سے عمرو پیدا ہوا پھر منذر کے بعد عمرو بن ہند پھر قابوس بن منذر اس کا بھائی پھر منذر بن منذر اس کا دوسرا بھائی پھر اس کا لڑکا نعمان بن منذر حاکم ہوا۔

جرجانی کی روایت: جرجانی کا یہ بیان طبری کی تحریر کے بالکل موافق ہے سوائے حرث بن عمرو کندی کے کیونکہ طبری نے نعمان اکبر بن امرءالقیس اور اس کے لڑکے منذر کے بعد حرث بن عمرو کا واقعہ تحریر کیا ہے اور جرجانی نے منذر بن امرءالقیس بن نعمان کے بعد لکھا ہے اس منذر اور منذر بن نعمان اکبر کے درمیان پانچ بادشاہ گزرے ہیں جس میں ابو یعفر بن الذمیل بھی ہے۔ واللہ اعلم

مسعودی کا بیان: مسعودی اس ترتیب کی مخالفت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ نعمان اکبر کے بعد امرءالقیس نے (جس کو قائد الفارس کہتے ہیں) پینسٹھ برس حکمرانی کی اس کے بعد اس کا لڑکا منذر پچیس برس حاکم رہا یہاں تک تو طبری اور جرجانی کی ترتیب سے ملتا ہے پھر آگے چل کر ان دونوں کی مخالفت کرتا ہے اور تحریر کرتا ہے کہ نعمان بن منذر نے پینتیس برس حیرہ پر حکمرانی کی (یہ وہ ہے جس نے خورنق آباد کیا تھا) اور اسود بن نعمان نے بیس برس اور اس کے لڑکے منذر نے چالیس برس حکومت کی اس کی ماں ماء السماء نمر بن قاسط (بطن ربیعہ) سے ہے اور یہ اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے پھر اس کا لڑکا عمرو ابنِ المنذر چوبیس برس رہا۔ اس کے بعد اس کا بھائی نعمان بادشاہ ہوا اس کی ماں کا نام یامہ تھا اسی کو کسریٰ نے قتل کیا ہے اور یہی ملوک حیرہ کا آخری بادشاہ ہے۔

سہیلی کی روایت: سہیلی کہتا ہے کہ منذر بن ماء السماء کے دو لڑکے عمرو و نعمان تھے عمرو بنت الحرث آکل المرار کے بطن سے ہے یہ حیرہ کے بڑے بادشاہوں میں سے تھا اسے محرق کے لقب سے بھی یاد کرتے ہیں اس وجہ سے کہ اس نے شہر ملہم کو یمامہ کے قریب جلا دیا تھا یہ کسریٰ انوشیروان کی جانب سے حکومت کرتا تھا اس کے بعد اس کا بھائی نعمان بن منذر حاکم ہوا اس کی ماں یامہ تھی اسے کسریٰ پرویز بن ہرمز بن انوشیروان نے زید بن عدی بن زید عنادی کی سازش سے قتل کر ڈالا اس کے بعد اس نے اس کے بارے جانے کا قصہ اور ایاس بن قبیصہ طائی کی حکومت کا حال لکھا ہے اور اس کے بعد حرب ذی قار کا حال تحریر کیا ہے جس میں عرب عجم پر غالب آئے تھے۔

عمرو بن عدی کا انتقام: ابنِ سعید ان کی حکومت کی ابتداء یوں بیان کرتا ہے کہ بنو نمارہ عمالقہ کے لشکریوں میں سے تھے اور یہ شام و حیرہ میں ان کی طرف سے الزباء کے ساتھ حکمرانی کرتے تھے جب الزباء نے جذیمہ کو تہ تیغ کیا تو عمرو بن عدی جو جذیمہ کی بہن کا لڑکا تھا۔ اپنے ماموں کے خون کا بدلہ لینے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور الزباء کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور لب فرات عراق میں حیرہ آباد کیا۔

عمرو بن عدی کی حکومت: صاحب تواریخ الامم کا یہ بیان ہے کہ عمرو بن عدی نے زمانہ ملوک الطوائف میں ایک سو

اٹھائیس برس حکومت کی۔ اس کے بعد امراء القیس بن عمرو حاکم ہوا جب یہ مرگیا تو اردشیر بن سابور نے حیرہ پر اوس بن قلام عملقی کو حکمران مقرر کیا اس کے بعد امرء القیس بن عمرو بن امرء القیس معروف بہ محرق پھر اس کا لڑکا نعمان بن شقیقہ جس نے شبیان آباد کیا اور خورنق کی بنا ڈالی اور جو آخر عمر میں تارک الدنیا ہو گیا۔

نعمان بن اسود کی معزولی: تیس برس اس کے بعد اس کا لڑکا منذر (جس نے بہرام گور کی مدد کی تھی) چوالیس برس اس کے بعد اس کا لڑکا اسود پھر اس کا بھائی منذر بن منذر پھر نعمان بن اسود حاکم ہوا کسریٰ نے ناراض ہو کر اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ الذمیل بن لخم کو بادشاہ بنایا یہ شاہی خاندان سے نہ تھا اس کے بعد پھر اسی خاندان میں حکومت آ گئی۔

حرث کندی کا تقرر: چنانچہ امرء القیس بن نعمان اکبر (جو ابن شقیقہ کے نام سے معروف ہے) حکمران ہوا اس نے بکر بن وائل سے جنگ کی اس کے بعد اس کا لڑکا منذر بن ماء السماء حاکم ہوا۔ ماء السماء کلیب کی بہن ہے قباد نے ایک زندیق شخص کی اتباع پر اسے مجبور کرنا چاہا جب اس نے انکار کیا تو اسے معزول کر کے اس کی جگہ حرث بن عمرو بن حجر کندی کو حاکم بنایا پھر اسے انوشیروان نے حاکم بنایا یہاں تک کہ حرث اعرج غسانی نے یوم حلیمہ میں اسے قتل کیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائیگا۔

عمرو بن ہند کا عہد: اس کے بعد عمرو بن ہند بادشاہ ہوا ہند کا نام یامہ تھا یہ امرء القیس بن حجر کی پھوپھی تھی۔ عمرو بن ہند کو محرق ثانی بھی کہتے ہیں اس لحاظ سے کہ اس نے قبیلہ تمیم میں سے قبیلہ بطور دارم جلا دیا تھا کیونکہ انہوں نے اس کا بھائی قتل کر ڈالا تھا جب اس کی خبر عمرو بن ہند کو ہوئی تو اس نے قسم کھالی کہ ایک خون کے عوض میں ان میں سے سو آدمیوں کو جلا دوں گا چنانچہ ایسا ہی کیا سولہ برس اس نے زمانہ حکومت نوشیروان میں حکمرانی کی۔

حرث اعرج غسانی کا قتل: اس کے بعد اس کا بھائی قابوس بن ہند حاکم ہوا یہ اعرج تھا اسے بنو یشکر میں سے کسی نے مار ڈالا تھا۔ اس کی جگہ نوشیروان نے حیرہ پر اپنے کسی مرزبان کو مقرر کیا جب عرب نے اس کی اطاعت نہ کی تو مجبور ہو کر منذر بن ماء السماء کو حاکم بنایا منذر تخت حکومت پر بیٹھتے ہی شام کی طرف اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے بڑھا۔ حرث اعرج غسانی نے اسے بھی مار ڈالا۔

نعمان بن منذر کا قبول عیسائیت: اس کی جگہ اس کا لڑکا نعمان بن منذر حاکم ہوا یہ ملوک حیرہ میں سے زیادہ مشہور ہے عرب کے وفود اس کے پاس بکثرت آئے اس نے بنی جفنہ میں سے بہت سے آدمیوں کو گرفتار کر لیا یہ عدی بن زید کی تحریک سے نصرانی ہو گیا اور اپنے آبائی دین کو چھوڑ دیا پھر عدی بن زید کو کسی شبہ سے قید کر دیا جب کسریٰ نے عدی کے بھائی کی سفارش سے عدی کی سفارش کی تو نعمان نے اسے حالت قید ہی میں مار ڈالا۔ عدی کا لڑکا زید جب بڑا ہوا تو کسریٰ نے اسے اپنا ترجمان مقرر کیا اس نے کسریٰ پرویز کو نعمان سے بدظن کر دیا اور اس کے ساتھ جنگ فارس و روم میں شامل ہوا فارس کو شکست ہوئی اور نعمان ایک گھوڑے پر سوار ہو کر میدان جنگ سے بھاگا کسریٰ نے اس سے گھوڑا طلب کیا اس نے گھوڑا دینے سے انکار کیا اور ایاس بن قبیصہ نے اپنا گھوڑا دے دیا۔

نعمان کا قتل: اس واقعہ کے بعد نعمان وفد ہو کر کسریٰ کے پاس آیا کسریٰ نے اسے مار ڈالا اور اس کی جگہ حیرہ پر ایاس بن قبیصہ کو حاکم بنایا۔ لیکن عرب نے نعمان کے مارے جانے سے اس کی اطاعت نہ کی اور نہ اس کی حکومت مستقل طور پر رہی۔ پھر ایاس کے مرنے کے بعد حیرہ پر فارس کی طرف سے آلِ منذر زیر نگرانی مرزبانان فارس حکومت کرنے لگے یہاں تک کہ مسلمانوں کی عالمگیر فتوحات نے حیرہ کو اپنے جھنڈے کے نیچے لے لیا۔

بیہقی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بنونصر بتوں کی عبادت کرتے تھے سب سے پہلے نعمان بن شقیقہ نصرانی ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ نعمان ثانی عیسائی ہوا اس کے بعد عرب نے ان سب کو اطراف و جوانب کا اس کے لڑکے منذر کو حاکم بنایا تھا جسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لشکر نے مار ڈالا۔ تواریخ الامم میں لکھا ہے کہ بنونصر وغیرہ سے حیرہ کے پچیس (۲۵) بادشاہ چھ سو برس کی مدت میں ہوئے۔ واللہ اعلم۔ یہ ترتیب طبری و جرجانی کی ترتیب سے بہت ملتی ہے۔ والله وارث الارض و من علیها و هو خیر الوارثین

شجرہ ملوک حیرہ
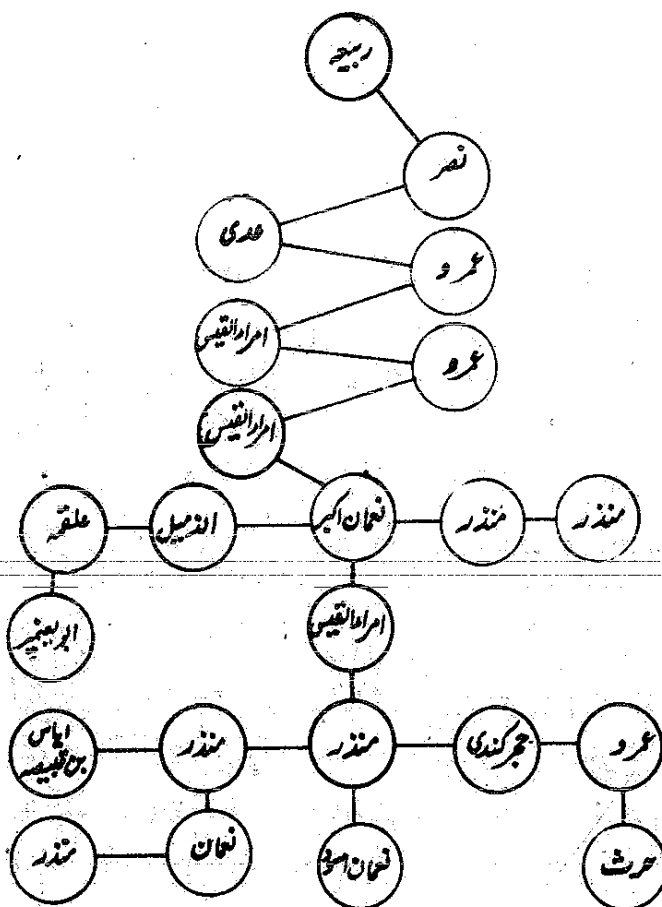
ملوک کندہ

حجر بن عمرو: طبری بروایت ہشام تحریر کرتا ہے کہ شرفاء کندہ ملوک حمیر کی کارپردازی کرتے تھے۔ حسان بن تبع کا کارپرداز عمرو بن حجر سردار کندہ تھا اس کا باپ حجر وہ ہے جسے عرب آکل المرار کہتے ہیں اور یہ حجر کا لڑکا ہے عمرو بن معاویہ بن حرث اصغر ابن معاویہ بن حرث اکبر ابن معاویہ بن کندہ کا اور حسان تبع کا مادری بھائی ہے جب حسان نے بلاد عرب پر چڑھائی کی اور حجاز کی طرف واپسی کے وقت معد ابن عدنان پر اپنے بھائی حجر بن عمرو کو والی مقرر کیا اس نے نہایت نیک سیرتی سے ان میں بسر کی اس کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا عمرو مقصور حاکم ہوا پھر آگے چل کر۔

عمرو بن تبع: ہشام سے روایت کرتا ہے کہ جب حسان نے جدیس پر فوج کشی کی تو حمیر میں اسے اپنا نائب کر گیا پس جبکہ وہ مارا گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی عمرو بن تبع حکمران ہوا تو اس نے اپنے بھائی حسان بن تبع کی لڑکی سے عمرو بن حجر کا عقد کر دیا۔ بنو حمیر نے اس عقد کرنے پر بہت شور وغل مچایا لیکن ان کی ایک نہ سنی گئی کچھ عرصہ بعد بطن بنت حسان اور صلب عمرو بن حجر سے حرث بن عمرو پیدا ہوا اور عمرو بن تبع کے بعد عبد کلال بن متون اصغر (حسان کی اولاد سے) حاکم بنایا گیا اس وجہ سے کہ تبع بن حسان کی عقل زائل ہو گئی تھی۔

امارت آل نعمان: عبد کلال نصرانی مذہب رکھتا تھا اور اپنی قوم کے ساتھ برائی سے پیش آتا تھا لوگ اس کی کج خلقی سے تنگ تھے غالباً اسی سبب سے بنو حمیر نے اسے حیلے سے کہ اس نے ایک غسانی کو اپنا مشیر بنا لیا تھا مار ڈالا اس کے بعد تبع بن حسان اچھا ہو گیا لوگوں نے اسے حاکم بنا لیا بنو حمیر اور عرب اس سے دب گئے اس نے اپنے ہمشیر زادہ حرث بن عمرو بن حجر کندی کو عظیم الشان لشکر دے کر بلاد معد و حیرہ کی طرف روانہ کیا نعمان بن امراء القیس بن شقیقہ سے لڑائی ہوئی اثناء لڑائی میں نعمان اپنے چند گھر والوں کے ساتھ مارا گیا اس کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ نکلے اور منذر بن نعمان اکبر اور اس کی ماں السماء بچ گئی اس وقت سے آل نعمان کی حکومت جاتی رہی اور حرث بن عمرو ان تمام علاقوں کا حکمران ہو گیا جن پر آل نعمان حکومت کرتے تھے۔

حرث بن عمرو: عام مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ جب حرث بن عمرو اپنے باپ کے بعد عرب کا حکمران ہوا اور اس کی سطوت و غلبہ نے ایک طرح کی شہرت حاصل کر لی اس وقت ملوک حیرہ سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی (حیرہ میں ان دنوں منذر بن امراء القیس حکومت کرتا تھا) اسی اثناء میں کسریٰ قباد اپنے باپ فیروز بن یزدجرد کے بعد تخت فارس پر بیٹھا یہ مانی زندیق کے مقلدین میں سے تھا اس نے منذر کو اپنے مذہب کی دعوت دی منذر نے انکار کیا اور حرث بن عمرو نے اس کا مذہب اختیار کر لیا اسی وجہ سے کسریٰ قباد نے اسے عرب کا حاکم بنا دیا اور حیرہ میں رہنے کا حکم دیا اس کے بعد قباد مر گیا۔

منذر حاکم حیرہ: اس کی جگہ اس کا لڑکا انوشیروان تخت نشین ہوا اس نے حیرہ کی حکومت پھر منذر کو دے دی اور حرث بن عمرو کو نہر سوار دے کر راضی کر دیا پھر حرث نے ملک عرب کو اپنے لڑکوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ حجر کو بنو اسد پر اور شرجیل کو بنو سعد و رباب پر اور سلمہ کو بکر و تغلب پر اور معد یکرب کو قیس و کنانہ پر حکمران کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ سلمہ حنظلہ و تغلب پر اور شرجیل بسعید و رباب و بکر پر حاکم بنایا گیا کچھ روز بعد قیس بن الحرث ان میں آ ملے تھے کتاب الاغانی میں لکھا ہے کہ اس کا لڑکا شرجیل بکر ابن وائل پر اور حنظلہ بنو اسد پر اور بنو عمرو بن تمیم کے ایک گروہ اور رباب پر اور غلفاء یعنی معد یکرب قیس پر، سلمہ بن الحرث بنو تغلب و نمر بن قاسط و نمر بن زید منات پر حکمران ہوا۔ انتہیٰ کلام الاغانی

شرجیل اور سلمہ کی جنگ: شرجیل اور اس کے بھائی سلمہ میں نا چاقی ہوگئی بصرہ و کوفہ کے درمیان یمامہ سے سات منزل پر کلاب سے لڑے کلاب کی طرف سفیان بن مجاشع بن دارم (سلمہ کا دوست) اپنے برادران مادری کو لے کر بڑھا اس کے بعد سلمہ اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ آ پہنچا بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی بنو حنظلہ عمرو بن تمیم رباب بکر بن وائل کو شکست ہوئی اور بنو سعد معہ اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ واپس ہوئے اس اثناء میں سلمہ کی طرف سے کسی نے بآواز بلند کہا ''جو شخص شرجیل کو مار ڈالے گا اسے سو اونٹ دیئے جائیں گے''۔ اس آواز کے سنتے ہی بنو سعد پھر لوٹ پڑے اور پہلے سے زیادہ مستعد ہو کر لڑے۔

شرجیل کا قتل: اس لڑائی میں عصیم بن نعمان بن مالک بن غیاث بن سعد بن زہیر بن بکر بن حبیب تغلبی نے شرجیل کو مار ڈالا۔ شرجیل کے مارے جانے سے لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ جب اس کی خبر اس کے بھائی معد یکرب کو پہنچی تو رنج والم سے مجنون ہوگیا اور اسی حالت جنون میں مر گیا بنو سعد نے کامیابی کے بعد شرجیل کے اہل و عیال کو قید کرنا چاہا تھا لیکن عوف بن شمعتہ بن الحرث بن عطارد بن عوف بن سعد بن کعب نے انہیں بحفاظت تمام ان کی قوم کے پاس بھیج دیا اس کے بعد سلمہ پر فالج گرا اور اسی صدمے سے وہ مر گیا۔

حجر بن الحرث کا بنو اسد پر حملہ: حجر بن الحرث ایک مدت تک بنو اسد پر حکمران رہا یہاں تک اس نے بنو اسد کے پاس رسد و غلہ طلب کرنے کے لئے اپنا سفیر روانہ کیا بنو اسد نے رسد و غلہ دینے کے عوض اس کے سفیر کو مارا اس کے خط کی اہانت کی۔ حجر ان دنوں تہامہ میں تھا جب اسے اس واقعے سے آگاہی ہوئی تو وہ ربیعہ و قیس و کنانہ کو لے کر ان پر چڑھ آیا ان کے خون کو مباح کر دیا ان کے رؤسا کو گرفتار کر لیا عبید بن الابرص کو ایک جماعت کے ساتھ گرفتار کیا گیا کچھ روز بعد عبید بن الابرص نے ایک شعر لکھ کر حجر کے پاس بھیجا جس سے خوش ہو کر حجر نے اسے آزاد کر دیا۔

حجر بن الحرث کا قتل: تھوڑے دن بعد بنو اسد نے وفود (ڈیپوٹیشن) حجر کے پاس روانہ کئے۔ جب یہ حجر کے پاس پہنچ گئے تو ایک موقع دیکھ کر دفعتہً حجر پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا اس قتل کا بانی مبانی علباء بن الحرث کا ہلی تھا جس کے باپ کو حجر نے مار ڈالا تھا۔

امراء القیس اور بنو اسد کی جنگ: جب اس کی خبر امراء القیس کو پہنچی تو اس نے یہ قسم کھالی کہ جب تک بنو اسد سے معاوضہ نہ لوں گا کوئی دنیاوی چیز استعمال نہ کروں گا امراء القیس چونکہ تنہا بنو اسد کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اس وجہ سے اس نے بنو بکر

وتغلب سے مدد چاہی چنانچہ بنو بکر وتغلب نے اس کا ساتھ دیا بنو اسد میدانِ جنگ سے بعجلت تمام بھاگ کر منذر بن امرء القیس والی حیرہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوئے اور امرءالقیس بنو کنانہ پر جا پڑا اور انہیں نہایت سختی سے قتل کیا اس کے بعد بنو اسد کے تعاقب کو چلا لیکن بلا کسی کامیابی کے ناکام ہو کر واپس آیا۔

امرءالقیس کا خاتمہ: اور بنو بکر وتغلب کے چلے جانے کے بعد موثر الخبر بن ذی جدن (بادشاہ حمیر) کے پاس گیا اور اس سے مدد کا خواستگار ہوا اس نے پانچ سو حمیری اور اس کے علاوہ عرب کا ایک گروہ اس کے ساتھ کر دیا منذر نے اپنی قوم کو جمع کر لیا اور کسریٰ نوشیروان نے ایک لشکر اس کی مدد پر روانہ کیا دونوں فریق میں سخت لڑائی ہوئی انجام امرءالقیس کو شکست ہوئی حمیری اور جو اس کے ہمراہ تھے وہ میدانِ جنگ سے جان بچا کر بھاگے۔ امرءالقیس ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ میں چھپتا پھرتا تھا اور منذر اس کی جستجو کر رہا تھا یہاں تک کہ امرءالقیس قیصر کے پاس گیا اور اس سے مدد کا خواستگار ہوا قیصر نے اس کی امداد کی لیکن طماح [1] نے اس کی ساری امیدوں کا خاتمہ کر دیا یعنی حکمت عملی سے اسے زہر دلا دیا۔ واللہ اعلم

کندہ ملوک: جرجانی کہتا ہے کہ ان بادشاہوں کے بعد یہ نہیں معلوم ہوا کہ پھر ملوک کندہ کو حکومت وسلطنت نصیب ہوئی یا نہیں بہرکیف عرب انہیں کندہ الملوک کہتے ہیں حسان بن عمرو بن جور تمیم پر اور معاویہ بن شرجیل بن حصن بنو عامر پر یوم جبلہ حکمران تھا اور جور معاویہ بن حجر آکل المرار پر اور ملک مقصور عمرو بن حجر کو کہتے ہیں۔ ابن سعید کہتا ہے کہ ثور بن عفیر بن حرث بن مرۃ بن ادو بن یشجب ابن عبید اللہ بن زید بن کہلان کا لقب کندہ تھا یمن کے بلاد شرقی میں رہتا تھا۔ اس کا دارالحکومت ومؤمن تھا ان میں سے حکومت بنو معاویہ بن غزہ کے خاندان میں تھی ملوک تبابعہ میں سے انہیں مصاہرت [2] کا تعلق تھا وہ بنو معد بن عدنان پر حجاز میں اپنی طرف سے حکمرانی کرتے رہتے تھے۔ ان میں سے اول جو شخص حکمران ہوا وہ حجر آکل المرار ابن عمرو بن معاویہ اکبر ہے اسے تبع بن کرب نے جس نے کعبہ پر غلاف چڑھایا حکومت کی کرسی پر بٹھایا اس کے بعد عمرو بن حجر پھر اس کا لڑکا حرث مقصور بادشاہ ہوا جس نے قباد بادشاہ فارس کے کہنے سے مانی زندیق کی اتباع نہ کی اور اسی وجہ سے بنو کلب میں مارا گیا اور اس کا مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ اس کے لڑکے جو بنو معد پر حکمرانی کرتے تھے وہ بھی اکثر مارے گئے جن میں حجر بن حرث بھی مارا گیا جو بنو اسد کا حاکم تھا پھر اس کا لڑکا امرءالقیس اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے اٹھا اور قیصر کے پاس گیا لیکن طماح اسدی کی سازش سے اسے زہر دے دیا گیا طماح اسدی نے اس کی نسبت یہ غلط مشہور کر دیا تھا کہ امرءالقیس قیصر کی لڑکی پر شفیقہ ہے اسی وجہ سے اسے زہر آلود کپڑا پہنا دیا گیا اور اس ذریعہ سے اس کی ساری امیدوں اور پُرارمان زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

بنو جبلہ: صاحب التواریخ تحریر کرتا ہے کہ اس کے بعد حکومت بنو جبلہ بن عدی بن ربیعہ معاویہ میں منتقل ہو آئی ان میں سے قیس بن معد یکرب بن جبلہ کی بڑی شہرت ہوئی انہیں میں سے اعشیٰ اور اس کی لڑکی عمرہ وہ ہے جس کی لڑائیوں اور دولت کے حالات مشہور ہیں اس کا بھائی اشعب مسلمان ہو گیا لیکن حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہو گیا تھا جسے ابوبکرؓ کا لشکر گرفتار کر لایا تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے اسی کی نسل سے بنو اشعب ہیں جن کا ذکر دولتِ امویہ میں آئے گا۔

---

[1] طماح بنو اسد میں سے ایک شخص کا نام ہے یہ قیصر کی خدمت میں رہتا تھا۔

[2] مصاہرت کے لئے اردو زبان میں کوئی لفظ نہیں پایا جاتا۔ سسرالی رشتہ دار کو خواہ وہ زوج کی طرف سے ہو یا زوجہ کی طرف سے صہر کہا کرتے ہیں۔

کندہ کے بطون سے سکون اور سکاسک ہیں سکاسک اس وقت تک شرقی یمن میں ایک ممتاز حالت سے سحر و کہانت میں مشہور ہیں انہیں میں سے تجیب کا بہت بڑا قبیلہ ہے جن میں سے اندلس میں بنو حماوج بنو ذی النون بنو الافطس ملوک الطوائف سے ہیں۔ واللہ تعالیٰ وارث الارض و من علیہا

ملوک غسان شام

اس سے پہلے ہم تحریر کر چکے ہیں کہ شام میں سب سے پہلے عرب میں سے جس نے حکمرانی کی ہے وہ عمالقہ ہیں اس کے بعد بنو ارم بن شام جو ارمانین کے نام سے مشہور ہیں اور ہم نے اس اختلاف کا ذکر کر دیا جو لوگوں نے عمالقہ شام میں کیا ہے کہ آیا وہ عملیق بن لاوذ بن ہشام سے ہیں یا عمالیق بن الیفاز بن عیصو سے۔ مشہور و متعارف یہ ہے کہ وہ عملیق ابن لاوذ سے ہیں۔ بنو ارم ان دنوں اطراف شام و عراق میں رہتے تھے۔ ملوک الطوائف سے اور ان سے اکثر معرکہ آرائیاں رہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے اس کا ذکر اشارۃً ہو چکا ہے۔

سمید ع بن ہوثر: ان عمالقہ کا آخری بادشاہ سمید ع بن ہوثر تھا جسے یوشع بن نون نے قتل کیا ہے جس زمانے میں بنی اسرائیل شام پر غالب آئے ہیں اس کے بعد بنو ظرب بن حسان (قبیلہ عاملہ عمالیق) میں حکومت چلی آئی ان کی آخری حکمران الزباء بنت عمرو بن سمید ع تھی قضاعہ دیار جزیرہ میں ان کی ہمسائیگی میں تھے اور جب ان کی ہوا بگڑی تو عمالقہ غالب آئے پھر الزباء کے مرنے کے بعد ہو الظرب بن حسان کی حکومت جاتی رہی۔

تنوخ بن مالک: اس وقت عرب کی زمام حکومت تنوخ (قبیلہ قضاعہ) نے اپنے ہاتھ میں لے لی اور وہ تنوخ مالک بن فہم بن تیم اللہ بن اسود بن دبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ کا لڑکا ہے ان کے حیرہ اور انبار میں جانے اور ٹھہرنے اور ارمانیوں کے پڑوس میں رہنے کا حال اس سے پیشتر ہم بیان کر چکے ہیں۔

مسعودی کی روایت: بروایت مسعودی تنوخ میں سے تین شخصوں نے حکومت کی (۱) نعمان بن عمرو (۲) اس کا لڑکا عمرو ابن نعمان (۳) اس کا بھائی حوار بن عمرو۔ یہ لوگ روم کی طرف سے حکمران تھے۔ اس کے بعد تنوخ کے قوائے حکومت کمزور ہو گئے ان پر سلیح (بطون قضاعہ سے) پھر ضجعم (ضجعم بن سعد بن سلیح کی اولاد سے) غالب آیا اس کا نام عمر بن حلوان بن عمران بن الحاف تھا۔ تھوڑے دن بعد یہ لوگ نصرانی ہو گئے روم نے ان کو عرب کی حکومت دے دی ایک مدت تک حکومت ان کے قبضہ میں رہی یہ بلاد مواب (ارض بلقاء) میں رہتے تھے بیان کیا جاتا ہے کہ جس نے سلیح کو اطراف شام کا حکمران بنایا تھا وہ قیصر طیطش ابن قیصر ماہان تھا۔

بنو سلیح: ابن سعید کہتا ہے کہ بنو سلیح کی دو حکومتیں تھیں ایک بنو ضجعم کی دوسری بنو عبید کی۔ بنو ضجعم کا دور حکومت ایک زمانے تک رہا یہاں تک کہ غسان کو ان پر غلبہ حاصل ہو گیا انہوں نے ان کے ملک کو ان سے چھین لیا ان کا آخری بادشاہ زیادہ بن ہبولہ تھا یہ اپنی بقیہ قوم کو لے کر حجاز کی طرف چلا گیا۔ جنہیں حجر آکل المرار والی حجاز نے قتل کر ڈالا بعض علماء نسب ان بنو ضجعم اور دوس پر تنوخ کا اطلاق کرتے ہیں جنہوں نے بحرین میں قیام کیا اس کے بعد ضجعم بریہ شام کی طرف اور دوس بریہ عراق کی طرف چلے گئے اور بنو عبید بن الابرص بن عمرو ابن اشجع بن سلیح حضر پر حکمرانی کرتے رہے جس کے آثار اس وقت تک بریہ سنجار میں باقی

ہیں انہی میں سے ضیرن بن معاویہ بن عبید مشہور حکمران گزرا ہے۔ جسے جرامقہ ساطرون کے نام سے مشہور کرتے ہیں اس کا قصہ جو سابور کے ساتھ گزرا ہے۔ مشہور و معروف ہے۔ انتھیٰ کلام ابن سعید

عرب پر بنو کہلان کی حکومت: پھر عرب کی ریاست حمیر سے منتقل ہو کر کہلان کے قبضہ میں آ گئی اور وہ بلادِ حجاز پر حکمران ہوئے اور از دیمن سے نکل کر بلا دعک میں زبید و زمع کے درمیان مقیم ہوئے اہلِ عک سے لڑے ان کے بادشاہ کو ثعلبہ بن عمرو مزیقیا نے قتل کر ڈالا بعض اہلِ یمن کہتے ہیں کہ عک عدنان میں عبداللہ بن اور کا لڑکا ہے اور دارقطنی کہتا ہے کہ یہ عبداللہ بن عدثان (بالثاء المثلثه و اضم العین) کی نسل سے ہے الغرض پھر وہ ظہران میں آئے اور بنو جرہم سے مکہ میں لڑے اور اس کے بعد وہ اطراف و جوانب بلاد میں منتشر ہو گئے پس بنو نصر بن الازد شرات و عمان میں اور بنو ثعلبہ بن عمرو مزیقیا یثرب میں بنو حارثہ بن عمرو مرالظہر ان (مکہ) میں قیام پذیر ہوئے انہیں خزاعہ بھی کہتے ہیں۔

غسان: مسعودی کہتا ہے کہ عمرو مزیقیا جس وقت اثناء سفر میں مقام مکہ پر وارد ہوا تو بنو نصر بن الازد اور عمران الکاہن اور عدی بن حارثہ بن عمرو وہیں ٹھہر گئے اور بقیہ لوگ اس کے ہمراہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ بلاد اشعرین و عک دو وادیوں زبید و زمع کے درمیان ایک نہر پر ٹھہرے جسے غسان کہتے ہیں ان لوگوں نے اس سے پانی پیا اور وہ اسی نام سے موسوم ہوئے پھر ان سے اور معد سے لڑائیاں ہوئیں جن میں معد کو کامیابی ہوئی اور اس نے انہیں شراۃ کی طرف نکال دیا شراۃ ہی کو جبل الازد کہتے ہیں یہ پہاڑ سرزمین شام میں ان پہاڑیوں سے ملا ہوا ہے جو مضافات دمشق اور اردن سے ملی ہوئی ہیں۔

بنو جفنہ: ابن کلبی کہتا ہے کہ عمرو بن عامر مزیقیا کی اولاد سے جفنہ (جن میں ملوک ہوئے ہیں) اور حرث محرق (جس نے سب سے پہلے لوگوں کو آگ میں جلایا تھا) اور ثعلبہ (یعنی عنقاء اور ابو حارثہ و ابو حارثہ و ملک و کعب و دوامہ و عوف و ذہل و وائل ہوتے ہیں۔ ذہل نجران کی طرف چلا گیا اسی سے اسقف و عبیدہ ہیں چونکہ یہ تین پچھلے اور عمران بن عمرو ابو حارثہ نے آبِ غسان سے پانی نہیں پیا اسی وجہ سے غسان نہیں کہے جاتے اور اولاد مزیقیا سے (۱) جفنہ (۲) حارثہ (۳) ثعلبہ (۴) مالک (۵) کعب (۶) عوف آبِ غسان استعمال کرنے سے غسان کہلائے گئے۔ بعض کہتے ہیں ثعلبہ اور عوف نے بھی آبِ غسان استعمال نہیں کیا تھا۔ الغرض غسان شام پہنچ کر ضجاعم اور ان کی قوم سلیح کے قریب مقیم ہوئے غسان کی سرداری ان دنوں ثعلبہ بن عمرو بن المجاہد بن حرث بن عمرو بن عدی بن عمرو بن مازن ابن الازد اور ضجاعم کی حکومت داود اللثق بن ہبولہ بن عمرو بن عوف بن ضجعم کے قبضے میں تھی یہ بنو ضجاعم روم کی طرف سے عرب کے حکمران تھے جیسا کہ ہم نے بیان کیا غسان نے جو کچھ عرب کی ریاست بنو ضجاعم کے قبضے میں تھی ان سے چھین لی یہ وہ زمانہ تھا کہ روم اور فارس میں کچھ چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی۔

ثعلبہ اور قیصر روم کا معاہدہ: روم نے اس خیال سے کہ مبادا یہ گروہ فارس سے نہ مل جائے ان کے سردار ثعلبہ بن عمر (برادر جذع بن عمرو) سے نامہ و پیام کر کے یہ معاہدہ کر لیا کہ ''اگر کسی وقت عرب بنو غسان سے سرکشی کرے گا تو روم چالیس ہزار رومیوں سے اس کی امداد کرے گا اور کسی وقت روم کو ضرورت پیش آئے گی تو غسان بیس ہزار جنگ آوروں سے مدد کرے گا تکمیل معاہدہ کے بعد روم نے انہیں اپنی طرف سے حکمران مقرر کیا اور ان کی حکومت تسلیم کر لی سب سے پہلے جس نے ان میں سے حکومت کی وہ ثعلبہ بن عمرو بن المجاہد ہے اس کے بعد ثعلبہ بن عمرو بن جفنہ حکمران ہوا۔

حرث بن ثعلبہ: جرجانی لکھتا ہے کہ ثعلبہ بن عمرو کے بعد اس کا لڑکا حرث بن ثعلبہ (جس کو ابنِ ماریہ بھی کہتے ہیں) اس

کے بعد منذر بن الحرث پھر نعمان بن منذر بن الحرث اس کے بعد ابو بشر (یا ابوشمر) بن الحرث بن جبلہ ابن الحرث بن ثعلبہ بن عمرو بن جفنہ حکمران ہوا۔ (بعض انسابین نے اس کا نسب ایسا ہی بیان کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ لڑکا ہے عوف بن الحرث بن عمرو بن عدی بن عمرو بن مازن کا) پھر ابو بشر کے بعد حرث الاعرج بن ابی شمر پھر عمرو بن الحرث الاعرج اس کے بعد منذر بن الحرث الاعرج اس کے بعد الایہم بن جبلہ بن الحرث بن ثعلبہ بن عمرو بن جفنہ پھر اس کے بعد اس کا لڑکا جبلہ تخت حکومت پر بیٹھا۔

حرث بن عمرو مزیقیا: مسعودی کہتا ہے کہ ان میں سے پہلے جس نے حکمرانی کی وہ حرث بن عمرو مزیقیا ہے اس کے بعد حرث بن ثعلبہ بن جفنہ (یعنی ابن ماریہ ذات القرطین) اس کے بعد نعمان بن الحرث بن جفنہ بن الحرث پھر ابوشمر بن حرث بن ثعلبہ بن جفنہ بن حرث پھر اس کا بھائی منذر بن حرث اس کے بعد اس کا بھائی جبلہ بن حرث اس کے بعد عوف بن ابی شمر اس کے بعد حرث بن ابی شمر حکمران ہوا۔ اسی کے عہد حکومت میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اس کی طرف شجاع رضی اللہ عنہ بن وہب اسدی کو نامہ نامی لے کر روانہ فرمایا تھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی تھی ایسا ہی ابن اسحاق نے بھی روایت کی ہے نعمان بن منذر اور حرث بن ابی شمر کا ایک زمانہ تھا دونوں ریاست وحکومت کی وجہ سے باہم لڑتے رہتے شعراء عرب مثل اعشی اور حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت وغیرہما ان کے پاس قصائد و مدحیہ لے کر جاتے تھے پھر حرث بن ابی شمر کے بعد اس کا لڑکا نعمان پھر اس کے بعد جبلہ بن الایہم بن جبلہ حکمران ہوا یہ جبلہ دادا ہے اس جبلہ کا جس نے اپنے دونوں بھائیوں شمرو منذر کے بعد حکومت کی۔

جفنہ بن مزیقیا: اور ابن سعید کہتا ہے کہ جس نے غسان میں سب سے پہلے شام پر حکمرانی کی اور بنو ضجاعم کی حکومت چھین لی وہ جفنہ بن مزیقیا ہے صاحب تواریخ الامم سے نقل کرتا ہے کہ جب جفنہ حکمرانی کی کرسی پر بیٹھا تو اس نے جلق (یعنی دمشق) کی بناء ڈالی پینتالیس برس اس کی حکومت رہی اس کے بعد حکومت نسلاً بعد نسل اس کے لڑکے کرتے رہے یہاں تک کہ حرث الاعرج ابن ابی شمر کا ظہور ہوا اس کی ماں ماریہ ذات القرطین (بنو جفنہ سے) تھی۔

یوم حلیمہ: ابن قتیبہ کہتا ہے کہ منذر ماء السماء بادشاہ حیرہ نے ایک لاکھ لشکر لے کر اسی حرث پر حملہ کیا تھا جس کا مقابلہ حرث نے ایک سو قبائل عرب سے کیا تھا جس میں لبید شاعر بھی تھا لبید نے منذر کے قلب پر حملہ کر کے ان میں سے اکثر کو قتل کر ڈالا بعض جو بچ گئے وہ بھاگ نکلے اس کے بعد غسان نے منذر کی بقیہ فوج پر حملہ کر کے میدان جنگ سے بھگا دیا چونکہ حلیمہ بنت الحرث لوگوں کو جدال وقتال پر ابھار رہی تھی جب کہ وہ لڑائی سے جی چراتے نظر آتے تھے اسی وجہ سے یہ لڑائی یوم حلیمہ کے نام سے موسوم ہوئی اس کے بعد حکومت حرث اعرج ہی کی اولاد میں رہی۔

جفنہ بن منذر محرق: یہاں تک کہ ان میں سے جفنہ بن المنذر حکمران ہوا اسے محرق اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس نے حیرہ دار السلطنت آل نعمان کو جلا دیا تھا تیس برس اس کی حکومت رہی پھر نعمان بن عمرو بن منذر حکمران ہوا جس نے قصر سویدا اور قصر حارث سیدا کے قریب بنوایا جس کا ذکر نابغہ کے شعر میں ہے اس کا باپ بادشاہ نہ تھا بلکہ فوج کا سپہ سالار تھا اس کے بعد جبلہ بن نعمان بادشاہ ہوا اس کا قیام صفین میں تھا اسے اولاً منذر بن منذر ابن ماء السماء نے شکست دی تھی لیکن انجام کار اسی روز منذر مارا گیا پھر اس کے بعد انہی میں نو حکمران یکے بعد دیگرے ہوئے دسواں ابوکرب نعمان بن حرث تھا جس کا مرثیہ

نابغہ نے لکھا ہے اس کا مقام دمشق کے جانب مقام جولان میں تھا۔

ایہم بن جبلہ: اس کے بعد ایہم بن جبلہ بن حارث بادشاہ ہوا اسے ایک قبیلے سے دوسرے کو لڑا دینے کا بہت بڑا ملکہ حاصل تھا چنانچہ اس کی انہی حرکات سے بعض قبائل عرب فنا ہو گئے یہی فعل اس نے جسر و عاملہ وغیرہ سے کیا یہ تدمر میں رہتا تھا اس کے بعد پھر پانچ بادشاہوں نے ان میں سے حکومت کی چھٹا ان میں کا جبلہ بن ایہم تھا جو اس کا آخری بادشاہ ہوا۔ انتھی کلام ابن سعید

جبلہ بن ایہم کا قبول اسلام: جبلہ بن ایہم ہی کے عہد حکومت میں اللہ جل شانہ نے اسلام کی روشنی سے دنیا کو منور فرمایا تھا۔ چنانچہ جب شام کی سرزمین بھی آفتاب اسلام سے منور ہوئی اور اسلامی حکومت نے اپنے سطوت کے پھریرے اڑائے تو جبلہ بن ایہم مسلمان ہو گیا اور اپنا آبائی ملک و وطن چھوڑ کر مدینہ منورہ چلا آیا اہل مدینہ نے اس کی سخاوت اور دریا دلی سے اس کے آنے پر خوشی اور مسرت ظاہر کی عمر فاروقؓ نے کمال عزت سے اسے ٹھہرایا مہاجرین اور انصار اسے عزت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔

حضرت عمرؓ اور جبلہ: کچھ روز بعد اس نے ایک مسلمان کو مارا اور اس کے پاؤں پکڑ کر زمین پر گھسیٹا۔ عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کے روبرو یہ مقدمہ پیش کیا گیا۔

عمرؓ: (جبلہ سے) تم نے اس شخص کو طمانچہ مارا ہے اور پاؤں پکڑ کر گھسیٹا ہے۔

جبلہ: ہاں میں نے ایسا ہی کیا ہے۔

عمرؓ: کیوں؟ اس نے کوئی تمہارا قصور کیا تھا؟

جبلہ: ایک بازاری معمولی آدمی کے مارنے کے لئے کسی قصور کی ضرورت نہیں ہے ان لوگوں کو گناہ اور بے گناہ مارنا چاہئے۔

عمرؓ: اولاً اسلام نے اسے جائز نہیں رکھا ثانیاً اگر اس نے کچھ قصور بھی کیا ہوتا تو اسے میرے روبرو پیش کرتے تمہیں خود سزا دینے کا حق نہ تھا۔

جبلہ: حق کیسا؟ جسے میں خود سزا دے سکوں اسے امیر المؤمنین کے روبرو کیوں پیش کروں۔

عمرؓ: یہ تقریر تمہاری قابل قبول نہیں ہے تمہیں یا کسی کو کسی مجرم کے سزا دینے کا اختیار نہیں ہے تم سے اس کے عوض میں قصاص لیا جائے گا۔

جبلہ: مجھ کو آپ اس امر کی اجازت دیجئے کہ میں ایسے دین کو چھوڑ دوں جس میں ایک بازاری کے مقابلہ میں بادشاہ سزا پاتے ہیں۔

عمرؓ: دیکھو ایسے کلمات زبان سے نہ نکالو یہ خیالات تمہاری بربادی کا باعث ہوں گے۔

جبلہ: مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے اور نہ ایسے دین کی حاجت ہے جس میں بازاری اور بادشاہ ایک درجہ میں شمار کیے جائیں۔

عمرؓ: دیکھو اس جرم کی سزا میں گردن ماری جائے گی اسلام میں مرتد ہونے کی یہی سزا ہے۔

جبلہ: تو کیا میری بھی گردن ماری جائے گی؟ مجھے حکم دیجئے کہ میں اس دین کی قیود سے آزاد ہو جاؤں میں آج سے اس دین کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھوں گا۔

عمرؓ: میں تجھ سے پہلے اس مسلمان کے مارنے کا قصاص لیتا ہوں اس کے بعد مرتد ہونے کی وجہ سے تیری گردن زنی کا حکم دیتا ہوں۔
جبلہ: مجھ کو ایک شب کی مہلت دیجئے تا کہ میں اپنے بارے میں غور کرلوں۔
عمرؓ: اچھا میں تجھے ایک شب کی مہلت دیتا ہوں۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر جبلہ کی حفاظت ونگرانی کا حکم دیا۔ جبلہ اٹھ کر اپنے مکان میں آیا اور نگہبانوں کی آنکھ بچا کر قسطنطنیہ چلا گیا اور وہیں تا بقاء حیات رہا یہاں تک کہ ۲۰ھ ہجری میں مر گیا۔

جبلہ کی پشیمانی: بروایت ثقات جبلہ اپنے اس فعل پر نادم ہوا اور تا عمر اپنے کئے پر پشیمان اور روتا رہا بیان کیا جاتا ہے کہ حسانؓ بن ثابت کے پاس اکثر تحائف بھیجتا تھا اس وجہ سے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں اس کی اور اس کی قوم کی مدح لکھی تھی بروایت ابن ہشام شجاع بن وہبؓ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبلہ کی طرف روانہ کیا۔

شاہان غسان: مسعودی کہتا ہے کہ شام میں تمام ملوک غسان گیارہ شخص ہوئے نعمان اور منذر جبلہ وابوشمر کے بھائی ہیں۔ آل جفنہ کے علاوہ شام پر اور لوگوں نے بھی حکومت کی تھی مثلاً حرث اعرج یعنی ابوشمر بن عمرو بن حرث بن عوف اور یہ عوف ثعلبہ بن عامر کا دادا اور داود اللثق کا قاتل ہے اور ان پر ابوجبیلہ بن عبداللہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج بن ثعلبہ بن مزیقیا نے بھی حکمرانی کی ہے یہ ابوجبیلہ وہ ہے جس سے مالک بن عجلان نے یہود و یثرب کی شکایت کی تھی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

بنوغسان کا زوال: ابن سعید بروایت صاحب تاریخ الامم تحریر کرتا ہے کہ چھ سو برس کے عرصہ میں تمام ملوک بنوجفنہ بتیس شخص ہوئے غسان کی حکومت شام سے جاتی رہی ان کے ممالک کے مالک بنو طے ہو گئے اور غسان حکومت شام ختم ہونے کے بعد قسطنطنیہ میں رہے پھر جب قیاصرہ کی حکومت بھی ختم ہوگئی تو بنوغسان جبل سرکش یعنی بحر طبرستان و بحر نیطش میں (جو خلیج قسطنطنیہ سے نکلا ہے) جا کر مقیم ہوئے اسی پہاڑ میں باب الابواب ہے یہیں ترک متصرہ شرکس وارکس ولاص وکسا کی شاخیں ہیں انہیں کے ساتھ فارس و یونان کی بعض نسلیں بھی رہتی ہیں لیکن ان تمام پر شرکس غالب ہیں۔ پس قبائل غسان حکومت قیاصرہ ختم ہونے کے بعد ان پہاڑوں میں چلے آئے اور ایک دوسرے سے مل جل کر اپنے انساب کو ضائع کر دیا اسی سے بعض کا یہ خیال ہے کہ شرکس غسان کی نسل سے ہیں۔ واللہ حکمتہ بالغتہ فی حکمتہ.

باب: ۲۶

اوس اور خزرج

یثرب: اس سے پیشتر کسی قدر اجمالی کیفیت یثرب[1] کی ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ (شہر یثرب) یثرب بن غانیۃ بن مہلہل بن ارم بن عبیل بن عوص کا آباد کیا ہوا ہے اور عبیل عاد کا بھائی ہے اور بروایت سہیلی یثرب قائد بن عبیل بن مہلائیل ابن عوص بن عملیق بن لاوذ بن ارم کا بیٹا ہے اور یہ روایت بہ نسبت اول کے صحیح تر ہے ہمارے بیان سے جاسم کے (گروہ عمالقہ سے) حکمران ہونے اور ان کے بادشاہ ارقم کی حکومت اور پھر بنی اسرائیل کا ان پر غالب آنے اور انہیں قتل کرنے اور حجاز کو عمالقہ کے قبضہ سے نکال لینے کا حال کسی قدر معلوم ہو چکا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حجاز اس زمانہ میں آباد اور قابل سکونت تھا۔ ہمارے اس بیان کی تائید یہ واقعہ کر رہا ہے کہ جس وقت بنی اسرائیل نے داؤد علیہ السلام کی اطاعت سے انحراف کیا اور ان

یثرب کی تحقیق [1] یثرب مدینہ منورہ کا قدیمی نام ہے جس کے کہنے کی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔ ((قال ابن لاثیر یثرب اسم مدینة النبی صلعم قدیمة فغیر ما طیبة و طابة کراهة التشریب و هو اللوم و التغیر)) ''ابن اثیر نے کہا ہے کہ یثرب مدینہ نبویہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قدیمی نام ہے پس جناب موصوف نے اس کو طیبہ اور طابہ سے بدل دیا بوجہ کراہت تثریب یعنی لوم اور تغیر کے' تاج العروس میں لکھا ہے (یثرب) مثل یضرب (واثوب) یا بدال الیاء همزة کذا فی معجم البلدان اسم للناحیة اللتی منها المدینة و قیل للناحیة منها و قیل هی (مدینه النبی ﷺ) سمیت بادل من سکانها من ولد سام بن نوحؑ و قیل باسم رجل من العمالقة و قیل هو اسم ارضها)) ''یثرب مثل یضرب (یعنی بر وزن یضرب) ہے اور اثرب یائے کو ہمزہ سے بدل کر بھی آیا ہے ایسا ہی معجم البلدان میں ہے۔ (یثرب) نام ہے اس سمت کا جس سمت میں مدینہ ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ اس طرف کی ایک سمت کا نام ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ یہی مدینۃ النبی ﷺ ہے جو کہ موسوم ہوا ہے ان کے نام سے جو اس میں پہلے اولاد سام بن نوح سے رہتے تھے اور کہا گیا ہے کہ ایک شخص کے نام سے موسوم ہوا ہے جو عمالقہ سے تھا اور کہا گیا تھا کہ یہ نام اس سرزمین کا ہے''۔ ((وردی عن النبی صلعم انه نهی ان یقال المدینة یثرب و سماها طیبة و طابة کانه کره الثرب لانه فساد فی کلام العرب)) ''اور روایت کی گئی ہے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے شک آپ نے منع فرمایا ہے کہ یہ مدینہ کو یثرب کہا جائے اور نام رکھا ہے آپ نے اس کا طیبہ اور طابہ گویا آپ نے مکروہ جانا یثرب کو کیونکہ وہ کلام عرب میں فساد ہے''۔ اس تقریر سے معلوم ہو گیا ہے کہ یثرب کو یثرب کہنا ناجائز ہے بلکہ اس کو طیبہ اور طابہ باعتبار حدیث نبوی کہنا چاہئے اور بایں ہمہ جو شخص یثرب کہے گا وہ بے شک مرتکب منہی عنہ کا ہو گا محبت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ محبوب جس نام کے لینے کی ممانعت کرے عاشق اسی کو پیار سے کہے یہ محبت نہیں ہے بلکہ مخالفت ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے باقی رہا یہ شبہ کہ یثرب کو بجائے طیبہ یا طابہ کے مدینہ کیوں کہتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ لوگ بنظر سہولیت یثرب کو مدینہ رسول کہنے لگے پھر رفتہ رفتہ بخیال تخفیف حسب قاعدہ عرب بجائے مدینۃ الرسول کے المدینہ زبان زد ہو گیا جب نجدیوں کے ہاتھ یہ نام پڑا تو انہوں نے الف ولام کو حذف کر دیا اور مدینہ کہنے لگے ان کو شاید اس کی اطلاع ہی نہ تھی کہ عرب نے اس الف ولام کو بعوض مضاف الیہ کے قائم کیا ہے میرے خیال میں یثرب کو مدینہ کہنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ برعکس یثرب کے کہنے کے کیونکہ اس کی ممانعت آ گئی ہے۔

کے لڑکے اشوشت کے ہمراہ خروج کیا۔ داؤد علیہ السلام معہ سبط یہود خیبر کی طرف چلے گئے اور ان کا لڑکا شام کا مالک بن بیٹھا سات برس تک معہ سبط یہودا خیبر میں رہے یہاں تک کہ ان کا لڑکا مارا گیا اور داؤد علیہ السلام شام کو واپس آئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی آبادی یثرب کی آبادی سے ملی ہوئی تھی بلکہ خیبر سے بھی متجاوز تھی ہم نے اسی مقام پر ان بنی اسرائیل کے ٹھہرنے کا حال جو کہ حجاز میں سکونت پذیر ہو گئے تھے اور یہود خیبر اور بنو قریظہ کی اتباع کی کیفیت تحریر کر دی ہے۔

حارثہ بن ثعلبہ کا یثرب میں قیام: مسعودی کہتا ہے کہ حجاز سیرابی اور تر و تازگی میں عمدہ ترین بلاد سے تھا چنانچہ وہ لوگ بلاد یثرب میں مقیم ہوئے وہیں انہوں نے اپنے ٹھہرنے اور قابل گزر مکانات بنا کر آپ ہی اپنی حکمرانی کرنے لگے کچھ عرصہ بعد قبائل عرب بھی آ کر ان میں شامل ہو گئے اور ان کے ساتھ رہنے لگے ان کی زمام حکومت ملوک بیت المقدس کے قبضہ میں تھی جو سلیمان علیہ السلام کے بعد یروشلم کے حکمران ہوئے ہیں جب مزیقیا ابتداً یمن سے نکلا اور غسان نے شام پر قبضہ کر لیا پھر وہ مر گیا اور اس کا لڑکا ثعلبہ عنقا حکمران ہوا اس کے مرنے کے بعد ثعلبہ بن جفنہ حاکم ہوا اس نے اپنے لڑکے حارثہ پر سختی کی تب حارثہ چند لوگوں کو ہمراہ لے کر یثرب کی طرف چلا آیا اور بنو جفنہ شام میں ٹھہرے رہے حارثہ نے یثرب پہنچ کر یہود خیبر سے عہد و پیماں لے کر وہیں سکونت اختیار کر لی ابن سعید کہتا ہے کہ ان دنوں یمن کا بادشاہ شریب بن کعب تھا یہی اس آبادی کا حکمران تھا یہاں تک کہ کثرت و غلبہ کی وجہ سے اُس کی حکومت تبدیل ہو گئی۔

یثرب کے قدیم باشندے: ابوالفرج اصفہانی کتاب الاغانی میں تحریر کرتا ہے کہ بنی قریظہ اور بنو نضیر کاہن اولاد کوہن بن ہارون علیہ السلام سے تھے یہ لوگ اس سے پیشتر کہ سیل عرم کی وجہ سے یمن سے جدا ہوں اور اوس وخزرج یثرب آئیں موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہی یثرب آ گئے تھے یثرب میں یہود کے آنے سے پہلے عمالیق کی نسل سکونت پذیر تھی اور وہی اس کے قدیم باشندے ہیں ان میں بغاوت و شرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اطراف یثرب میں یہی پھیلے ہوئے تھے چنانچہ مدینہ میں انہی میں سے بنو نعیف اور بنو سعد اور بنو الارزق اور بن نظرون رہتے تھے۔

بنی اسرائیل کا یثرب پر حملہ: حجاز کی حکومت ان میں سے ارقم کے ہاتھ میں تھی اس کی حکومت کا دائرہ تیما سے فدک تک پھیلا ہوا تھا مدینہ ایک سرسبز کھیتوں اور باغات کا مقام تھا۔ جس زمانہ میں موسیٰ نے بغرض جہاد بربرہ پر فوجیں بھیجی تھیں تو عمالقہ کی طرف بھی بنی اسرائیل کا ایک لشکر روانہ کیا اور یہ حکم دیا تھا کہ ان میں سے کوئی باقی زندہ نہ رکھا جائے لیکن بنی اسرائیل نے خلاف اس حکم کے ارقم کے لڑکوں کو قتل نہ کیا جب وہ موسیٰ کے بعد شام گئے اور بنی اسرائیل سے ارقم کے لڑکوں کو قتل نہ کرنے کا حال بیان کیا تو بنی اسرائیل نے انہیں شام میں داخل نہ ہونے دیا اور اس گناہ کی وجہ سے بلاد عمالقہ کی طرف انہیں واپس کر دیا۔

ثمر الروم: چنانچہ وہ واپس ہو کر مدینہ آ ٹھہرے یہ اولاً یہود کے یثرب میں ٹھہرنے کا ماجرا ہے اس کے بعد وہ لوگ اطراف مدینہ میں منتشر ہو گئے حسب ضرورت قلعے' باغات' مکانات بنائے غرض کہ ایک زمانے تک اسی حالت پر رہے۔ یہاں تک کہ شام میں روم بنی اسرائیل پر غالب آیا اور اس نے انہیں قتل و گرفتار کرنا شروع کیا بنو نضیر' بنو قریظہ بنو بہدل حجاز کی طرف بھاگے روم نے ان کا تعاقب کیا اثناء راہ میں روم شام وحجاز کے درمیان پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گئے اور یہ مقام ثمر الروم کے نام سے موسوم ہوا۔

یہودی قبائل کی یثرب میں آمد: جب یہ تینوں قبائل مدینہ پہنچے تو انہوں نے عالی مدینہ میں قیام اختیار کیا بنونضیر قریب پہنچان اور بنوقریظہ و بنویہدل نہر روز پر مقیم ہوئے اور جس زمانے میں اوس وخزرج مدینہ آئے ہیں اس وقت وہاں یہود کے ساتھ قبیلہ بنوشقمہ' بنوثعلبہ' بنوزرعہ' بنوقینقاع' بنویزید' بنونضیر' بنوقریظہ' بنو بہدل' بنوعوف' بنوعصص مقیم تھے۔ بنو یزید اور بنونعیف بلی سے اور بنوشقمہ غسان سے ہیں بنوقریظہ اور بنونضیر کی نسبت بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ کاہنوں (یعنی بیت المقدس کے مجاوروں) میں سے ہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا پس جبکہ سیل عرم ہوا اور از دیمن سے نکلے تو از دشنوہ شام (سراۃ) میں اور خزاعہ طوی میں اور غسان بصرئی وارض شام میں از دعمان طاقت میں اور اوس وخزرج یثرب میں ٹھہرے ان میں سے بعض کھلے میدانوں میں اور بعض دیہاتوں میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ مقیم ہوئے اوس وخزرج نہایت تنگی ومصیبت میں پڑ گئے اس وجہ سے کہ مدینہ میں نہ تو ان کے باغات تھے اور نہ ان کے قبضے میں کاشتکاری اور چراگاہیں تھیں حکومت یہود کے قبضہ میں تھی۔

مالک بن عجلان کی ابوجبیلہ سے امداد طلبی: ایک مدت بعد مالک بن عجلان وفود (ڈیپوٹیشن) لے کر ابوجبیلہ غسانی حکمران غسان کے پاس گیا اور اپنے ہم قوموں کی تنگی معیشت اور تنگدستی سے آگاہ کیا ابوجبیلہ نے کہا ''تم بھی عجیب آدمی ہو تم نے اس زمانے میں اپنے ہمسایوں پر کیوں نہ قبضہ کر لیا جس طرح ہم نے اپنے اہل شہر کو مغلوب کیا تھا خیر جو کچھ ہوا اچھا ہوا اب تم جاؤ ہم تمہاری امداد کو آئیں گے''۔ مالک بن عجلان یہ خوشخبری لے کر اپنی قوم میں آیا اور ابوجبیلہ کی آمد کا منتظر رہا۔

یہودیوں کا قتل: یہاں تک کہ ابوجبیلہ چند آزمودہ کار آدمیوں کو لے کر ذی حرض میں آ اترا اور اوس وخزرج کو اپنی آمد سے آگاہ کیا اور اس خیال سے کہ مبادا یہود اس کی آمد سے مطلع ہو کر قلعہ میں پناہ گزیں نہ ہو جائیں اس نے مدینہ کے باہر ایک حوض و پر تکلف اور ایک خوشنما مکان بنوایا اور یہودیوں کی وہیں دعوت کی جب یہود اس مکان میں داخل ہوئے تو انہیں چن چن کر قتل کر ڈالا اور اس کے بعد اس نے اوس وخزرج سے متوجہ ہو کر کہا کہ ان یہودیوں کے قتل کے بعد بھی اگر چہ شہر پر قبضہ نہ کر لیا تو میں تم لوگوں کو جلا دوں گا۔ ابوجبیلہ یہ کہہ کر شام واپس آیا اور یہود اور مالک بن عجلان میں آتش عداوت بھڑک اٹھی۔

روسائے یہود کا خاتمہ: کچھ روز بعد جب وہ اس واقعہ کو بھول گئے تو مالک بن عجلان نے صلاح مشورہ سے یہود کی دعوت کی یہود نے دعوت میں آنے سے انکار کیا اور ابوجبیلہ کی غداری اور دھوکہ دینے کا عذر بیان کیا مالک بن عجلان نے کہا کہ میں ابوجبیلہ کی طرح غدر اور کینہ ور نہیں ہوں اور نہ میں اس کی طرح تمہارے ساتھ بدعہدی کر سکتا ہوں یہود اس کے کہنے میں آ گئے جب وہ لوگ مکان میں دعوت میں آنے لگے تو مالک نے ان میں سے ستاسی رئیسوں کو قتل کیا کچھ لوگ جو باقی رہ گئے وہ کسی طرح سے اپنی جان بچا کر بھاگ گئے اس واقعہ کے بعد یہود نے جھلا کر مالک بن عجلان کی صورت اپنے کنائس (گرجوں) اور بازاروں میں بنالی اور اس پر لعنت ونفرین کرنے لگے الغرض جب مالک نے ابوجبیلہ کے بقیہ السیف کو اس حیلے سے ختم کیا تو جو باقی رہ گئے وہ جان کے خوف سے دب گئے اور فتنہ پردازی سے جو اس سے پہلے کرتے تھے باز آئے اور اوس وخزرج کے قبیلوں سے امداد چاہتے اور ان کے زیر سایہ امن سے رہنے لگے۔ انتہیٰ کلام الاغانی

اوس وخزرج: حارثہ بن ثعلبہ کے دولڑکے تھے (۱) اوس (۲) خزرج ان دونوں کی ماں قیلہ بنت الارقم ابن عمرو بن جفنہ تھی بعض کہتے ہیں کہ قیلہ کاہن بن عذرہ کی لڑکی (قبیلہ قضاعہ سے) تھی۔ ایک مدت تک یہ ایسی حالت میں رہے یہاں تک

کہ ان کی نسلی شاخیں بڑھیں اور ان میں سے ایک گونہ قوت اور اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرنے کی طاقت آ گئی بنوالاوس کی تمام نسلی شاخیں مالک بن اوس سے نکلی ہیں ان میں حنظلۃ بن جشم بن مالک اور ثعلبہ اور لوذان (یہ دونوں عمرو بن عوف بن مالک کی نسل سے ہیں) اور بنو عوف بن عمرو سے خنش و مالک وکلفہ (یہ سب بنوعوف بن مالک سے ہیں)۔

قبیلہ اوس: مالک بن عوف سے معاویہ وزید اور زید سے عبیدہ وضبیعہ وامیہ وکلفہ بن عوف سے جحجبت بن کلف اور مالک بن الاوس ہی سے حارث وکعب پسران خزرج بن عمرو بن مالک اور کعب سے بنوظفر اور حارث بن الخزرج[1] سے حارثہ وجشم اور جشم سے بنوعبدالاشہل اور اسی (مالک بن الاوس) سے بنوسعید و بنوعامر پسران مرہ بن مالک ہیں بنوسعد سے جعادرہ اور بنو عامر[2] سے عطیہ وامیہ ووائل ہیں اور یہ سب زید بن قیس بن عامر کی نسل سے ہیں اور نیز مالک بن الاوس سے بنواسلم و بنو واقف پسران امراء القیس بن مالک ہیں قبیلہ اوس کے یہی قبیلے ہیں۔

قبیلہ خزرج: خزرج بن حارثہ کے کعب وعمرو وعوف وجشم وحارث سے پانچ قبیلے ہوئے اور پس کعب بن الخزرج سے بنو ساعدۃ بن کعب اور عمرو بن الخزرج سے بنونجار یعنی تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو) ہیں نجاری قبیلہ کی بہت سی شاخیں ہیں جن میں بنو مالک، بنوعدی، بنو مازن، بنو دینار ہیں مالک بن نجار سے مبذون (جس کو عامر کہتے ہیں) اور غانم وعمرو اور عمرو سے عدی و معاویہ ہیں اور عوف بن الخزرج سے بنوسالم وقواقل اور قواقل سے ثعلبہ ومرضحہ اور سالم بن عوف سے بنوعجلان بن زید بن عصم بن سالم ہیں اور جشم بن الخزرج سے بنوغضب بن جشم وتزید بن جشم ہیں۔ پس غضب بن جشم سے بنو بیاضہ اور بنو رزیق پسران عامر بن زریق بن عبد حارثہ ابن مالک بن غضب اور تزید بن جشم سے بنوسلمہ بن سعد بن علی بن راشد بن ساردہ بن تزید اور حارث بن الخزرج سے بنوخدرہ و بنوحرام پسران عوف بن الحارث بن الخزرج ہیں۔ بطون خزرج یہی ہیں۔ واللہ اعلم

یہود یثرب کی بدعہدی: الغرض جس وقت مدینہ میں ان دونوں قبیلوں اوس وخزرج کی نسل کی ترقی آئے دن ہوتی گئی اور ان کی آبادی کی کثرت ہو چلی یہود نے ان کی قوت توڑنے ان کی طاقت پریشان کرنے کی غرض سے عہد توڑ دیا اور اس عہد و پیمان کا لحاظ چھوڑ دیا جو ان کے بزرگوں نے اوس وخزرج کے مورث اعلیٰ سے کیا تھا اور اس وقت تک مدینہ میں یہود کو عزت وثروت حاصل تھی کچھ روز بعد مالک بن عجلان کا ظہور ہوا جس کا نسب ابھی مذکور ہو چکا ہے اس کے ظاہر ہونے سے قبائل مالک وسودہ کی کسی قدر عزت بڑھ گئی پس یہود نے بدعہدی کی اور اس سے بنی اوس وخزرج کو مصیبتوں میں گرفتار ہونا پڑا اس وقت مالک بن عجلان ابوجبلہ والی غسان کے پاس گیا اور جبلہ اس کی مدد کو نکلا ابوجبلہ لڑکا ہے عبداللہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کا حبیب بن عبد حارثہ اور اس کا بھائی غانم غسان کے ساتھ شام کی طرف چلے گئے۔ خزرج کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

یہود یثرب کی تباہی: جب ابوجبلہ کے آنے کی خبر پسران قیلہ (یعنی اوس وخزرج) کو ہوئی تو وہ اس کے استقبال کے لئے آئے اور اسے اس واقعہ سے آگاہ کر دیا کہ یہود تمہارے آنے کی خبر سن کر اپنے قلعوں میں پناہ گزین ہو گئے ہیں۔ ابوجبلہ نے یہ سنتے ہی بظاہر یمن کا قصد کیا جب یہود کو یہ معلوم ہوا تو وہ اپنے قلعہ سے نکلے۔ ابوجبلہ نے اوس وخزرج کے مشورہ سے رؤسا یہود

---

[1] صاحب سبائک الذہب فی معرفۃ قبائل نے جشم کو حارثہ کا اور حارثہ کو خزرج کا لڑکا لکھا ہے حالانکہ حارثہ اور جشم دونوں حارث بن الخزرج کے لڑکے ہیں۔ واللہ اعلم

[2] جشم سے علاوہ بنوعبدالاشہل کے بنوحریش اور بنوعور اور عبدالاشہل سے بون زعبہ ہیں۔

کی دعوت کی اور جب وہ کھانے میں مصروف ہوئے تو ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا اس واقعہ کے بعد اوس وخزرج کی حکومت کا پھریرا کامیابی کے ساتھ ہوا میں لہرانے لگا اور ان کے قدم اعالی اور اسافل مدینہ پر جم گئے یہودیوں کی تعداد کم ہوگئی اور جس قدر ذلت وخواری تباہی ورسوائی میں پڑے اسی قدر ابناء قیلہ کو توانائی وعزت وثروت حاصل ہوگئی۔ غرض کہ یہود کے قبضے میں سوائے دو ایک قلعہ کے اور کچھ نہ رہ گیا۔ باقی اطراف یثرب میں جو کچھ تھا اس کے مالک ابناء قیلہ بن بیٹھے۔

یوم بعاث: پھر یہ دونوں قبیلے یہود کی مغلوبی کے بعد یثرب میں کمال عزت واحترام سے بسر کرنے لگے ان کے ہمسایہ (مثل قبائل مضر) ان دونوں قبائل کے ساتھ ہوتے اکثر ان دونوں قبیلوں میں لڑائیاں ہوتیں ہر ایک کے حلیف ان کے ساتھ ہو کر اپنے مدمقابل سے لڑتے تھے اس کے مشہور ترین واقعات میں سے جس میں گھمسان کی لڑائی ہوئی تھی یوم بعاث ہے جو جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل واقع ہوئی ہے ان دنوں خزرج میں عمرو بن نعمان بن صدرۃ بن عمرو بن لہیہ بن عامر بن بیاضہ اور اوس میں حضیر الکتائب ابن سماک بن عتیاک بن امراء القیس بن تذید بن عبدالاشہل حکمران تھا اور خزرج کے ساتھیوں میں اشجع (غطفان سے) جہینہ (قضاعہ سے) اور اوس کے ساتھیوں میں مزینہ (امیاء طلحہ بن ایاس سے) قریظہ (ونضیر یہود سے) داخل تھے لڑائی کا عنوان نہایت خطرناک تھا عرب کے نہایت عظیم الشان قبیلے لڑنے کے لئے میدانِ جنگ میں شمشیر بکف نکلے ہوئے تھے ابتداً خزرج کی کامیابی دکھائی دیتی تھی دوپہر بعد حضیر نے اثناء جنگ میں اپنے گھوڑے کو میدانِ جنگ سے پھیر دیا۔ جس سے اوس اور اس کے حلفاء کسی قدر پیچھے کو ہٹے خزرج نے سمجھ کر کہ اوس کو شکست ہوئی قدم آگے بڑھائے اور اس دھوکہ میں اسے شکست اٹھانی پڑی ان کا سردار عمرو بن النعمان مارا گیا۔

اوس وخزرج کی خستہ حالت: اس کے بعد وہ لڑائیوں سے تھک کر یا یہ کہ ہر ایک اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر بیٹھ گئے اور اسلام نے انہیں اس خستہ اور تباہ حالت میں دیکھ لیا جب کہ وہ فتنہ وفساد سے کنارہ کش اور لڑائی سے جی چرا رہے تھے پھر ان میں اہلِ عقبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ میں حاضر ہوئے آپ نے ان کو دعوتِ اسلام دی اور نصرۃ اسلام کے لئے کہا وہ لوگ لوٹ کر اپنی قوم میں آئے اور تمام اپنی حالت سے آگاہ کیا (جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے) اہلِ مدینہ (ان کی قوم) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت دینے سے آپ کی مدد پر متفق الرائے ہو گئے ان دنوں خزرج کی سرداری سعدؓ بن عبادۃ اور اوس کی حکومت سعدؓ بن معاذ کے قبضے میں تھی۔

اہلِ یثرب کے قریش سے تعلقات: خلاصہ یہ ہے کہ جب ان کو جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں مبعوث ہونے اور دین اسلام لانے اور اہلِ مکہ کے اعراض کرنے اور جھٹلانے اور تکلیف وایذا دینے کے حالات سے آگاہی ہوئی چونکہ ان میں اور قریش میں بھائی چارہ اور مصاہرت کا تعلق تھا اس وجہ سے ابوقیس بن الاسلت کو بنی مرہ بن مالک بن الاوس سے روانہ کیا اس نے اہلِ مکہ کی طرف ایک بڑا قصیدہ لکھ کر بھیج دیا جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت واحترام کرنے اور انہیں آپ سے لڑنے سے ممانعت کرنے اور آپ کو ایذائیں نہ دینے کا ذکر تھا اور اس میں اصحاب فیل کے ہاتھوں سے آپ کی بدولت بچنے کا بھی حال مذکور تھا یہ قصیدہ پینتیس بیتوں کا تھا ابنِ اسحاق نے اسے کتاب السیر میں تحریر کیا ہے۔

بنو خزرج کی دعوت اسلام: پھر جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے ایمان لانے سے ناامید ہوئے اس وقت آپ وفود عرب اور حجاج عرب کو ایام موسم میں دین اسلام اور اس کی نصرت کی دعوت دینے لگے قریش کو یہ بھی گوارا

نہ ہوا اور انہوں نے آپ کو تبلیغ احکام الٰہی سے روکنا شروع کیا اور یہ مشہور کرنے لگے کہ (عیاذاً باللہ) آپ کو جنون ہو گیا ہے لیکن آپ بحکمِ الٰہی دین اسلام کی دعوت دیتے رہے چنانچہ ایک موسم حج میں عقبہ کے قریب بنوخزرج کے چھ[1] جوانوں سے ملاقات ہوئی ان میں سے بنونجار بنوغانم بن مالک سے یعنی اسعد بن زرارۃ بن عدی بن عبیداللہ بن ثعلبہ بن غانم اور عوف بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غانم اور بنوزریق بن عامر سے رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق اور بنوغانم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن عبداللہ بن عمرو بن الحرث بن ثعلبہ بن الحرث بن حرام بن کعب بن غانم سے کعب بن رباب بن غانم اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غانم بن سواد بن غانم بنوسلمہ سے اور عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بنوحرام بن کعب غانم بنوعبیدہ سے تھے۔ آپ نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا ((مـن انتم)) ''تم لوگ کون ہو؟'' ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ بنوالخزرج ہیں آپ نے فرمایا ((من موالی یھود)) ''کیا تم موالی یہود سے ہو؟'' انہوں نے اس کا اقبال کر لیا تب آپ نے ارشاد کیا ((الا تجلسون اکلم لکم)) ''کیا تم نہیں بیٹھ سکتے ہو کہ میں تم سے باتیں کروں'' وہ لوگ یہ سن کر روبرو بیٹھ گئے آپ نے توحید کی تعلیم دی اسلام کو پیش کیا قرآن کی نورانی آیتیں پڑھیں۔

بیعت عقبہ اولیٰ: وہ لوگ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے ایک دوسرے کے کان میں جھک کے کہنے لگے ''جو یہ کہہ رہے ہیں سیکھ لو بخدا یہ وہ نبیؐ ہیں جن کے مبعوث ہونے کا یہود وعدہ کرتے تھے دیکھو تاخیر نہ کرو ایسا نہ ہو کہ ایمان لانے میں وہ تم سے آگے بڑھ جائیں''۔ یہ باتیں کر کے ان لوگوں نے ہاتھ بڑھایا اور آپ پر ایمان لائے اور یہ وعدہ کیا کہ جس وقت ہم اپنی قوم میں پہنچیں گے ان کو آپ کی امداد پر ابھاریں گے۔ آپ نے انہیں دعائے خیر و برکت دی اور یہ آپ کی خدمت سے رخصت ہو کر جس وقت مدینہ پہنچے اور اپنی قوم سے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کئے اور ان کو اسلام کی طرف بلایا رفتہ رفتہ آپ کا ذکر خیر مدینہ میں اس قدر ہونے لگا کہ کوئی مکان اور کوئی انصار کا جلسہ آپ کے تذکرے سے خالی نہ تھا انصار کا کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کی زبان پر آپ کا ذکر نہ رہا ہو۔

بیعت عقبہ ثانی: پھر جب سال آئندہ کا موسم آیا تو بارہ آدمیوں نے عقبہ پر آ کر آپ کی بیعت کی یہ بیعت عقبہ ثانی کے نام سے موسوم ہے ان میں چھ پہلے والے یعنی اسعدؓ بن زرارہ عوفؓ بن الحرث ومعاذؓ بن الحرث (یہ دونوں عفراء کے بیٹے ہیں) رافع بن مالک عقبہ بن عامر وغیرہم (رضی اللہ عنہم) اور چھ دوسرے تین ان میں سے خزرج کے (یعنی بنوغانم بن عوف سے عبادہؓ بن الصامت بن قیس بن حرام بن ثعلبہ بن غانم اور بنوزریق سے ذکوانؓ بن عبدالقیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق اور بنوسالم سے عباسؓ بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان) اور ایک بنی بطون قضاعہ سے ابوعبدالرحمٰنؓ بن زید ابن ثعلبہ بن خریمہ ابنِ احرم بن عمرو بن عمارہ حلیف خزرج اور دو اوس کے تھے (الہیثمؓ بن التیہان ان کا نام مالک ہے) بن ملک بن عتیک بن امراء القیس بن زید بن عبدالاشہل اور عویمؓ بن ساعدہ از بنوعمرو ابنِ عوف)

حضرت محمد ﷺ کا خطاب: ان بزرگوں نے آپ کے مبارک ہاتھ پر فقط اسلام کی بیعت کی اس وجہ سے کہ اس وقت تک جہاد فرض نہیں ہوا تھا وہ بیعت یہ تھی کہ اللہ جل شانہ کا کسی کو شریک نہ کریں چوری نہ کریں زنا نہ کریں قتل نہ کریں

[1] ابن اثیر نے سات آدمیوں کا نام لکھا ہے جو عقبی اولیٰ میں ایمان لائے تھے اور بنونجار سے اسعدؓ بن زرارہ وعوفؓ بن الحرث اور دو بنوزریق سے رافعؓ بن عجلان و عامرؓ بن عبد حارث ایک بنوسلمہ سے قطبہؓ بن عامر اور دو بنوعبیدہ سے عقبہؓ بن عامر و جابرؓ بن عبداللہ تھے۔

اپنی اولاد کو قتل[1] نہ کریں بیعت لینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

((فان و فيتم فلكم الجنة و ان غشيتم من ذالک شيئا فاخذتم بحده في الدنيا فهو كفارة له و ان سترتم عليه في الدنيا الى يوم القيامة فامركم الى الله))

''پس اگر تم نے اس (عہد) کو پورا کیا تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر ان میں سے تم کسی کے مرتکب ہو گئے اور بعوض اس کے دنیا میں تم پر حد جاری کی گئی تو وہ اس گناہ کا کفارہ ہوگا اور اگر وہ گناہ دنیا میں پوشیدہ رہ گیا تو تمہارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اگر اس کی مرضی ہوگی تم کو عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو بخش دے گا''۔

یثرب میں اشاعتِ اسلام: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کہ مصعبؓ بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی کو ان کے ہمراہ کر دیا یہ انہیں قرآن پڑھاتے اور دین اسلام کی تعلیم دیتے اور نماز پڑھاتے اسعدؓ بن زرارہ کے مکان پر رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ بنو خزرج میں اسلام کا اس قدر چرچا ہو گیا کہ تھوڑی مدت میں مدینہ کے چالیس آدمی مشرف باسلام ہو گئے اس کے بعد اوس کے قبیلے سے سعد بن معاذ بن نعمان بن امراء القیس بن زید بن عبد الاشہل اور ان کے چچا کے لڑکے اسیدؓ بن حضیر الکتائب ایمان لائے یہ دونوں بنو عبد الاشہل کے سردار تھے پھر ان دونوں بزرگوں کے ایمان لانے کے بعد اوس کے قبیلے میں اسلام نہایت تیزی سے پھیلنے لگا تقریباً ابناء قبیلہ میں کوئی ایسا مکان نہ تھا جس میں دو ایک شخص (خواہ عورت ہو یا مرد) مسلمان نہ رہے ہوں سوائے بنو امیہ بن زید وخطمہ روائل وواقف کے کہ انہوں نے ابو قیس بن الاسلت کی رائے سے اتفاق کیا یہاں تک کہ ابتدائے اسلام کا زمانہ گزر گیا۔

مصعبؓ بن عمیر کی یثرب میں تبلیغ: اس کے بعد مصعبؓ بن عمیر ان چند اہلِ مدینہ کے ساتھ جو مسلمان ہو چکے تھے مکہ واپس آئے اور سال آئندہ آنے کا وعدہ کیا چنانچہ وسط ایام التشریق میں اہلِ مدینہ تقریباً تین سو ستر (جن میں عورتیں بھی تھیں) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام کی آپ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی اور اس امر کا اقرار کیا کہ جو شخص جناب موصوف کو تکلیف دینے کا قصد کرے گا اسے وہ مانع ہوں گے اگر چہ قتال کی نوبت آ جائے۔

بارہ نقیبوں کا تقرر: اس کے بعد آپ نے بارہ نقیب ان کے لئے منتخب کئے نو نقیب خزرج سے اور تین اوس سے سب سے پہلے اس عقبہ ثانیہ میں براءؓ بن معرور بطن بنو تزید بن جشم خزرجی نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا ان کے بعد اور لوگ ایمان لائے۔ بیعت کی تکمیل کے بعد شیطان نے سر عقبہ پر چلا کر کہا ''اے اہلِ مکہ تم کس غفلت میں ہو یہاں تمہارے خلاف بیعت کی جارہی ہے''۔ قریش یہ سنتے ہی دوڑ پڑے لیکن یہاں بیعت تمام ہو چکی تھی مجبور ہو کر اپنی قوم کی جستجو میں چلے اثناء راہ میں سعدؓ بن عبادہ سے ملاقات ہو گئی تنہا پا کر انہیں گرفتار کر کے باندھ دیا یہاں تک کہ جبیرؓ بن مطعم بن عدی بن نوفل اور حرث بن حرب بن امیہ بن عبد شمس نے کھول دیا اس وجہ سے ان دونوں سے اور سعدؓ بن عبادہ سے پہلے کے تعلقات تھے۔

ہجرت: پھر جب مسلمان مدینہ واپس آئے اور اپنے اسلام کو ظاہر کیا تب اس کے بعد بیعت حرب ہوئی جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد کا حکم دیا گیا انصار نے نہایت خوشی سے عسرت وعشرت، تنگی وفراخی، رنج وراحت میں لڑنے اور ساتھ دینے کا وعدہ کیا اور انتہائی خوشی سے اس امر کی بیعت کی کہ آپس میں ایک دوسرے سے نہ لڑیں گے ہمیشہ جہاں رہیں

[1] ہندوستان کی طرح عرب میں بھی بعض لوگ عار کی وجہ سے اپنی لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے۔

گے حق پر رہیں گے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے پس جب بیعت عقبہ تمام ہوئی اور جل شانہ نے اپنے نبی کو جہاد کا حکم دیا تو ان لوگوں کو (جو مکہ میں مشرکین کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھاتے تھے) یہ حکم دیا کہ وہ مکہ کو چھوڑ کر مدینہ میں اپنے بھائی انصار سے جا ملیں۔

مہاجرین کے اسمائے گرامی: چنانچہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کرنے لگے اور جناب موصوف (صلی اللہ علیہ وسلم) وضاحت کے ساتھ حکم ربانی کے انتظار میں ٹھہرے رہے ابن اسحاق نے مہاجرین کے اسمائے مبارک وضاحت کے ساتھ تحریر کئے ہیں منجملہ جن لوگوں نے ہجرت کی ان میں عمر بن الخطابؓ اور ان کے بھائی زیدؓ اور طلحہؓ بن عبیداللہ و حمزہؓ بن عبدالمطلب و زیدؓ بن حارثہ وانیسہؓ و ابو کبشہؓ (موالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) و عبدالرحمٰنؓ بن عوف و زبیرؓ بن العوام و عثمانؓ بن عفان رضی اللہ تعالیٰ اجمعین تھے اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہجرت ہوا آپ نے ابو بکرؓ کو اپنے ہمراہ لیا اور اپنی خواب گاہ میں (علی کرم اللہ وجہ) کو سلا کر مدینہ کو روانہ ہوئے جس وقت آپ مدینہ میں رونق افروز ہوئے بنو الاوس میں کلثومؓ بن مطعم بن امراء القیس بن الحرث ابن زید بن مالک بن عوف کے مکان پر فروکش ہوئے ان دنوں خزرج کی سرداری عبداللہ بن ابی سلول کے قبضے میں تھی (ابی بیٹا ہے مالک بن الحرث بن عبید کا اور مادر عبید کا نام سلول تھا اور عبید مالک بن سالم بن غانم ابن عوف بن غانم بن مالک بن نجار کا) اور بنو الاوس کی حکومت ابو عامر بن عبد عمرو ابن صیفی بن نعمان ضبیعہ بن زید کے لڑکے کی اولاد کے ہاتھ میں تھی جس وقت اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی قوم کو جمع ہوتے دیکھا تو دینی بغض سے مکہ بھاگ گیا اور جب مکہ فتح ہوا تو طائف چلا گیا اور پھر جب طائف بھی فتح ہو گیا تو شام کی طرف چلا گیا اور وہیں مر گیا۔

مسجد نبوی کی تعمیر: پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوبؓ انصاری کے یہاں رونق افروز ہوئے یہاں تک کہ آپ کا حجرہ اور مسجد تیار ہو گئی اور آپ وہاں سے اٹھ کر اپنے حجرہ مبارک میں آ رہے اور مہاجرین بھی رفتہ رفتہ آپ سے آ ملے اور اسلام تقریباً تمام اوس اور خزرج میں پھیل گیا اور اسی روز سے اہل مدینہ انصار کہلائے جانے لگے اس وجہ سے کہ انہوں نے دین محمدی کی مدد کی جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے یہاں ٹھہرایا۔

میثاق مدینہ: جناب موصوف نے ایک خطبہ میں انصار کے فضائل اور ان کی جمعیت کو بیان فرما کر مہاجرین اور انصار کے لئے ایک عہد نامہ تحریر کرایا اور یہود سے بھی عہد و پیمان کیا گیا اور وہ اپنے دین و ملت اور اموال پر قائم رکھے گئے جیسا کہ ابن اسحاق نے اس کی تصریح کی ہے اس کے بعد جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کی قوم سے لڑائیاں شروع ہوئیں آپ ان پر متعدد حملے اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے کرنے لگے اور آپ کو اس میں غلبہ حاصل ہوتا گیا جیسا کہ ہم سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مفصل بیان کریں گے ان سب معرکوں میں انصار نے آپ کا ساتھ دیا جان و مال سے آپ کے ہمرکاب رہے ان میں سے اکثر رؤسا و شرفا بعض لڑائیوں میں شہید ہوئے۔

یہود مدینہ کی عہد شکنی: اسی اثناء میں ان یہود نے مہاجرین اور انصار سے عہد شکنی کی جو یثرب میں رہتے تھے اور اس عہد نامہ کا پاس نہ کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکھ دیا تھا اسی وجہ سے اللہ جل شانہ نے اپنے نبی برحق (صلی اللہ

علیہ وسلم) کو ان یہود سے لڑنے کا حکم دیا آپ نے ان کا یکے بعد دیگرے محاصرہ کرنا شروع کر دیا بہر حال بنو قینقاع نے بدعہدی کی مسلمانوں سے بحالتِ غفلت بھڑ گئے اور ایک مسلمان کو شہید کر ڈالا اس وجہ سے ان کا محاصرہ کیا گیا خزرج کی سفارش سے یہ جلاء وطن کئے گئے اور بنونضیر اور قریظہ کا یہ واقعہ ہوا کہ ان میں سے بعض مار ڈالے گئے اور بعض جلاء وطن کر دیئے گئے۔

بنونضیر کا انجام: بنونضیر کا واقعہ جنگِ احد و بیر معونہ کے بعد ہوا ہے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بنونضیر کے پاس ان دونوں عامریوں کے خون بہا کے بارے میں گفتگو کرنے تشریف لے گئے تھے جس کو عمرو بن امیہ نے مار ڈالا تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے بنونضیر نے مکر و حیلہ نے آپ کے قتل کا مشورہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے سے اس کی اطلاع ہوئی آپ نے بحکم الٰہی ان کا محاصرہ کیا انجام کار جلاء وطن ہو کر نکل گئے ان میں سے بعض خیبر اور بعض بنوقریظہ میں جا کر مل گئے اور بنونضیر نے خلاف عہد کیا کہ انہوں نے غزوہ خندق میں قریش کی مدد کی تھی جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ سے فارغ ہوئے تو بحکم الٰہی آپؐ نے ان کا محاصرہ کیا پچیس شبانہ روز انہیں محاصرہ میں رکھا اس نے ان کی شفاعت وسفارش کی اور یہ عرض کیا کہ بنونضیر کو ہمیں اسی طرح مرحمت فرمایئے جیسا کہ آپ نے بنوقینقاع کی بابت خزرج کی سفارش قبول فرمائی ہے پھر اس کے لئے سعدؓ بن معاذ حکم مقرر کئے گئے یہ غزوہ خندق میں زخمی ہو کر آئے تھے۔ مسجد میں رکھے گئے تھے غرض کہ مسجد سے حکم کے لئے بلائے گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعدؓ سے متوجہ ہو کر ارشاد کیا ((بـم تحکم فی ھولاء)) ''ان کے بارے میں تو کیا حکم دیتا ہے؟''۔ سعدؓ نے عرض کیا کہ ان کی گردنیں ماری جائیں ان کے مال واسباب لوٹ لئے جائیں عورتیں گرفتار کر لی جائیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا ((حکمت بحکم اللہ)) ''تو نے وہی فیصلہ کیا جو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا''۔ پس ان کی گردنیں ماری گئیں وہ لوگ چھ سو اور نو سو کے درمیان تھے۔

فتح خیبر: پھر ۶ ہجری میں حدیبیہ کے بعد آپؐ نے خیبر کی طرف رُخ فرمایا ان کا آپؐ نے محاصرہ کیا اور بزورِ تیغ خیبر کو فتح کر کے یہودیوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں کو قید کر لیا ان میں صفیہ بنت حی بن اخطب (رضی اللہ عنہا) بھی تھیں ان کا باپ بنوقریظہ کے ساتھ مارا گیا اور یہ کنانہ بن اربیع بن ابی الحقیق کے عقد میں تھیں اسے محمدؓ بن مسلمہ نے مار ڈالا تھا جبکہ انہوں نے بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ آدمیوں کو لے کر حملہ کیا تھا۔ جب خیبر فتح ہوا تو صفیہؓ مال غنائم اور قیدی عورتوں کی تقسیم کے وقت آپ کے عقد میں آئیں' اس لڑائی میں آپ کے ہمراہ ایک ہزار چار سو پیادے اور دو سو سوار تھے۔ انہی میں خیبر کا مال غنیمت تقسیم کیا گیا اس کے بعد یہود سے اس امر پر عہد کیا گیا کہ وہ نصف زراعت و باغات کا خراج میں دیا کریں اور نصف وہ لیں چنانچہ یہود تا زمانہ خلافت عمرؓ خیبر میں رہے جب آپ کا دور خلافت آیا تو انہوں نے انہیں جلاء وطن کر دیا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار سے خطاب: اور جب ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا اور اس کے بعد غزوہ حنین ہوا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ اسلام قریش وغیرہم پر اموال غنیمت تقسیم کرنے لگے اس وقت بعض منافقین کے کہنے سننے سے انصار (رضی اللہ عنہم) کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب چونکہ مکہ فتح ہو گیا ہے اور آپؐ کی قوم نے آپؐ کے دین پر اتفاق کر لیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شہر اور ملک میں قیام فرمائیں گے اور اسی صدمہ سے آپس میں یہ کہنے لگے کہ

''ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے تھے اور ہمارے غنائم ان میں تقسیم کئے جاتے ہیں''۔ جب اس کی خبر جناب موصوف ؐ کو پہنچی تو آپ نے انہیں ایک جلسہ میں جمع کر کے ارشاد فرمایا((معشر الانصار ما الذی بلغکم عنی)) ''اے گروہ انصار تم کو میری طرف سے کیا خبر پہنچی ہے''۔ انصار نے واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا((الم تکون ضلا و فھدا کم اللّٰہ لی و غالۃ فاغناکم اللّٰہ و متفرقین فجمعکم اللّٰہ)) ''پس کیا تم گمراہ نہ تھے؟ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے سے ہدایت کی تمہیں اور کیا تم محتاج نہ تھے؟ پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں غنی کر دیا! اور کیا تم متفرق نہ تھے؟ پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک جا کر دیا''۔ ((فقالو و رسولہ امن)) ''انصار نے کہا اللہ اور اس کے رسول ؐ کو ہم چاہتے ہیں''۔((فقال لو شئتم لقلتم جئتنا طریدا فادیناک و مکذبا فصدقناک و لکن و اللہ انی لاعطی رجالا استالفھم علی الذین وغیرھم احب الی الا ترضون ان ینقلب الناس بالشاء و البصیر و نتقلبون برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی رحالکم ماوا لذی نفسی بیدہ لو لا الھجرۃ لکنت امزاء من الانصار الناس وثارو انتم شعار و لو سلک الناس شعبا و سلکت انصار شعبار سلکت شعب الانصار)) ''جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ تم بھاگے ہوئے آئے پس ہم نے تم کو جگہ دی اور آئے تم جھٹلائے ہوئے پس ہم نے تمہاری تصدیق کی لیکن خدا کی قسم ہے کہ میں ان لوگوں کو اس وجہ سے دیتا ہوں کہ ان کو دین کی طرف مائل کروں کہ اس وجہ سے نہیں کہ وہ مجھے اوروں سے محبوب تر ہیں کیا تم اس سے راضی نہ ہوں گے کہ اور لوگوں تو بکریاں اور اونٹ لے کر واپس جائیں اور تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمراہ لے کر اپنے جائے قیام کو واپس جاؤ۔ آگاہ ہو جاؤ قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار سے ایک شخص ہوتا اور لوگ باہر کے کپڑے ہیں اور تم اندر کے کپڑے ہو یعنی اور لوگ عام ہیں اور تم لوگ خاص ہو اور اگر وہ لوگ ایک راہ اختیار کرتے اور انصار (رضی اللہ عنہم) دوسرا راستہ چلتے تو میں بے شک انصار کے راستہ کو اختیار کرتا یہ کلمات تشفی آمیز سن کر وہ خوش ہو گئے اور رسول اللہ کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے مدینہ منورہ واپس آئے پس جناب موصوف صلی اللہ علیہ وسلم انہی میں رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا سے اپنے جوار رحمت میں بلا لیا۔

واقعہ سقیفہ بنی ساعدہ: اور پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم وفات آیا تو انصار سقیفہ بنی ساعدہ بن کعب میں جمع ہوئے اور خزرج سعدؓ بن عبادہ کی بیعت کے لئے بلائے گئے وہ لوگ قریش سے کہنے لگے ((منا امیر و منکم امیر)) ''ایک ہم میں سے امیر ہو اور ایک تم میں سے امیر ہو''۔ لیکن مہاجرین (رضی اللہ عنہم) نے اس سے انکار کیا اس استدلال سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو تمہارے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی تھی پس اگر امارت تمہارے لئے ہوتی تو تمہیں وصیت کی جاتی نہ کہ مہاجرین کو اور اس وصیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں بیان فرمایا تھا جس کے بعد پھر خطبہ پڑھنے کی نوبت نہیں آئی۔ انصار یہ سن کر خاموش ہو رہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی بیعت: بشیرؓ بن سعد بن ثعلبہ بن خلاش بن زید بن مالک بن الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحرث بن الخزرج اٹھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اس کے بعد لوگوں نے بیعت کرنی شروع کر دی۔ حبابؓ بن منذر بن الجموع بن حرام بن کعب بن غانم بن سلمہ بن سعد نے کہا اے بشیر تم نے امارت کے لئے اپنے چچا زاد بھائی کو منتخب کیا۔ بشیرؓ نے جواب دیا نہیں بلکہ میں نے یہ نامناسب سمجھا کہ میں اس امر کے لئے ایسے لوگوں سے جھگڑوں جسے اللہ

تعالیٰ نے ان کے لئے بنایا ہے۔ الغرض جب اوس نے بشیرؓ بن سعد کا یہ فعل دیکھا اور وہ خزرج کی امارت پر راضی نہ تھے تو انہوں نے بھی ابوبکرؓ کی بیعت کر لی اور سعدؓ نے بیعت کرنے سے انکار کیا اور شام کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ ان کا وہیں انتقال ہوا لوگوں کا یہ خیال ہے کہ انہیں جن نے مار ڈالا ہے اور اس کی سند میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

نحن قتلنا سید الخز
رج سعد بن عباده
فرمیناه بسهمین
فلم نخط فؤاده

اس کے بعد اس کے لڑکے قیسؓ کو ایک گونہ مال حاصل ہو گیا اور فتوحات اسلام میں اس نے بھی معقول حصہ لیا۔ جس زمانے میں جناب امیرؓ اور معاویہؓ سے لڑائیاں ہو رہی تھیں اس وقت یہ جناب امیر کے متعلقین سے تھے۔

بدری صحابہ کی شہادت: جب یزید بن معاویہ حکمران ہوا اور اس کی بدعات اور ظلم اور ناحق کوشی حق پوشی کا عالم میں ظہور ہوا تو انہوں نے دینی جوش سے عبداللہ بن الزبیر کی بیعت کی عبداللہ بن الزبیرؓ اور یزید سے لڑائی ہوئی جس میں انصار رضی اللہ عنہم کو پسپا ہونا پڑا۔ لشکریان یزید نے بہت بڑے بڑے ظلم کئے بیان کیا جاتا ہے کہ اس دن مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم سے ستر بدری شہید ہوئے اور عبداللہؓ بن حنظلہ بھی (جو عبداللہ بن الزبیرؓ کی طرف سے امیر لشکر تھے) اس معرکے میں مرتبہ شہادت کو پہنچے یہ ان ظالموں میں سے ایک ظلم تھا جو یزید سے سرزد ہوئے ان واقعات کے بعد حکومتِ اسلامیہ کو ایک گونہ قوت حاصل ہو گئی اور حکومت عرب اطراف و جوانب ممالک میں پھیل گئی اور قبائل مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم عراق و شام و اندلس و افریقہ و مغرب میں متفرق ہو گئے اسی باعث ابناء قیلہ بھی ادھر ادھر نکل گئے اور سرزمین مدینہ ان سے خالی ہو گئی اور وہاں سے ان کے نشانات بھی ایسا ہی فنا ہو گئے جیسا کہ اور امتوں کے آثار مٹ چکے تھے۔ و تلک امة قد خلت لها ما کسبت و لکم ما کسبتم واللّٰہ وارث الارض و من علیها و هو خیر الوارثین لا خالق سواه و لا معبود الا ایاه.

شجرۂ انساب بنو خزرج واوس

ل تیم اللہ مورث اعلیٰ بنو النجار کا ہے۔

باب : ۲۷

بنو عدنان

بنوعدنان کا نسب: اس سے پہلے ہم تحریر کر چکے ہیں باتفاق اہلِ انساب عدنان اسماعیل (علیہ السلام) کی نسل سے ہے اور یہ کہ عدنان اور اسماعیلؑ کے درمیان پشتیں غیر مشہور ہیں اور نیز ان کی تعداد میں بھی اختلاف ہے جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے اور جس طرح عدنان کی نسبت اسماعیل علیہ السلام کی طرف نسباً صحیح تسلیم کر لی گئی ہے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نسباً عدنان کی طرف مسلمہ امر ہے لیکن عدنان اور اسماعیلؑ کی نسبت میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ نابت بن اسماعیلؑ کی اولاد سے ہے اس طرح پر کہ عدنان ادر المقدم ابنِ ناحور (یا یاحور) بنوتوخ بن یعرب بن یشجب بن نابت کا بیٹا ہے یہ بیہقی کا قول ہے اور جرجانی تحریر کرتا ہے کہ عدنان' قیذار بن اسماعیلؑ کی نسل سے ہے اس نے پشتوں کی ترتیب یوں تحریر کی ہے کہ عدنان بیٹا ہے ادو بن الیسع بن الہمیسع بن سلامان بن بنت بن حمل بن قیذار کا بعضے نساب اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ عدنان قیذار کی نسل سے ہے لیکن پشتوں کی ترتیب اس طرح ہے عدنان بن ادو بن یشجب بن ایوب بن قیذار۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قصی بن کلاب کا شعر اسی امر کی تائید کرتا ہے کہ عدنان قیذار کی اولاد سے ہے۔

(مترجم) تحقیق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنہوں نے عدنان سے لے کر اسماعیلؑ تک کی پشتوں کا بیان کیا ہے وہ پانچ شخص ہیں (۱) بیہقی (۲) ابنِ ہشام (۳) ابنِ الاعرابی (۴) برخیا کاتب الواحی ارمیا نبی علیہ السلام (۵) الجرا ان میں سے بیہقی نے عدنان سے اسماعیلؑ تک نو پشتیں شمار کیں ہیں جس کا ذکر خود علامہ مؤرخ نے کیا ہے اور ابنِ ہشام نے کتاب المغازی و سیر میں آٹھ پشتیں اس طرح لکھی ہیں ''عدنان ابنِ ادو ابنِ ناحور ابنِ سواد بن یعرب ابنِ یشجب ابنِ نابت بن اسماعیل اور اسی کتاب کے دوسرے نسخے میں دس پشتیں اس طرح پر تحریر ہیں: ''عدنان بن ادو بن سام بن یشجب بن یعرب بن الہمیسع بن ساتو بن یامد بن قیذار بن اسماعیلؑ اور ابنِ الاعرابی نے آٹھ پشتیں نسب نامہ میں مندرج کی ہیں اس طرح سے ''عدنان بن اد و بن ادو بن الہمیسع بن نابت بن سلابان بن قیذار بن اسماعیلؑ ان سب ناموں کو یہ خیال کرنا کہ یہ پورے ہیں اور اسے اسماعیل تک سمجھنا سخت غلطی ہے کیونکہ ان کے لکھنے والوں نے جہاں تک انہیں نام یاد تھے وہاں تک لکھ کر اس کے مشہور و معروف شخص قیذار اور اسماعیل کا نام لکھ دیا جیسا کہ عرب اور شام کے لوگوں کا دستور تھا۔ دیکھو انجیل متی حواری کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نسب میں لکھا ہے ''کتاب نسب نامہ عیسیٰؑ بن داؤد ابن ابراہیم حالانکہ مسیح سے داؤدؑ تک اور داؤدؑ سے ابراہیم تک بہت سی پشتیں گزریں لیکن داؤد اور ابراہیم کے معروف و مشہور ہونے کی وجہ سے مسیحؑ کو داؤدؑ کا اور داؤدؑ کو ابراہیمؑ کا بیٹا بنا دیا ہے جس سے نسلی سلسلہ

چلا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش سے اور قریش معد ابن عدنان کی اولاد میں ہیں اس امر کے ثبوت کے لئے قومی اور ملکی روایات عرب کافی ہیں اور جیسا کہ آپ کے زمانے میں اور نہ آپ کے بعد کسی شخص کو یہ شبہ پیدا ہوا ہے کہ آپ قبیلہ قریش اور قریش معد بن عدنان کی اولاد سے نہیں ہیں ویسا ہی متیقن اور قومی وملکی اعتبار سے مسلم امر ہونے کی وجہ سے کسی کو آپ کی موجودگی میں نسب نامہ لکھنے کا خیال پیدا نہیں ہوا اور نہ یہ دقتیں پیش نہ آتیں جو آپ کے نسب نامہ لکھنے والوں کو پیش آئی ہیں آپ اعلم الناس تھے آپ بہ ہدایت باری تعالیٰ نسب نامہ کو لکھا دیتے برعکس جناب عیسیٰ ابن مریم کے کہ آپ کی حالتِ حیات ہی میں خلافِ عادت انسانی پیدا ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل کو یہ شبہ پیدا ہوا تھا کہ آپ بنی اسرائیل سے ہیں یا نہیں؟ اسی وجہ سے مقدس متی حواری نے اپنی انجیل میں سب سے پہلے آپ کا نسب نامہ لکھا ہے۔

میرے نزدیک بہ لحاظ اصول وروایت اس روایت کی کوئی اصل معلوم نہیں ہوتی جو کاتب الواقدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے لکھا ہے کہ ''کذب انسابون یعنی نسب بیان کرنے والے جھوٹے ہیں۔ مسعودی نے مروج و لذہب میں اس سے ملتی ہوئی ایک روایت بیان کی ہے اور اختلاف کی وجہ سے جو کہ نسب نامے میں لوگ کرتے تھے آپ نے اس سے آگے نسب بیان کرنے کو منع فرمایا ہے اس وجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نسب نامہ کے بڑے دور تک ہونے سے اور اس کے زمانہ دراز میں متعدد رائیں ہونے سے بخوبی واقف تھے یہ دولت ایسی ہے کہ جس کے بہ نسبت نا قابل اعتبار ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا آنحضرت صلی اللہ علہ وسلم کے روبرو کبھی کسی نسب کی نسبت کوئی تذکرہ پیش نہیں آیا تمام عرب کے دلوں میں یہ ذہن نشین تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش سے ہیں اور قریش معد بن عدنان کی نسل سے ہیں ظاہراً کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو نسب نامہ پر کچھ بحث وگفتگو ہوئی ہو۔ ہاں کئی صدیوں کے بعد جب تالیف وتصنیف کا رواج اسلام میں شروع ہوا تو مؤرخین نے نسب نامہ مرتب کرنے کی فکر کی اور جسے جہاں تک نام یاد تھے لکھ کر مشہور ومعروف شخص کا نام لے دیا یہی وجہ ہے کہ معد ابن عدنان اور اسماعیل میں بعضے دس پشتیں اور بعضے بیس اور بعضے نو ہی پشتیں لکھ کر قیدار بن اسماعیلؑ کا نام لکھ دیتے ہیں بس ان تنقیح کے بعد دو نسب نامے باقی رہ گئے ایک برخیا کاتب الوحی ارمیا نبی کا اور دوسرا الجراکا۔

اس پچھلے نسب نامہ کی نسبت ابوالفدا نے لکھا ہے کہ وہ نہایت درست اور قابل اعتبار اور اختیار کرنے کے لائق ہے اگر چہ در حقیقت یہ نسب نامہ بھی اسماعیلؑ بن ابراہیم تک نہیں ہے اور اس نے بھی جہاں تک اسے نام یاد تھے لکھ کر حسب دستور عرب وشام قیدار بن اسماعیلؑ کا نام لکھ دیا ہے غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسب نامہ حمل ابن معد ابن عدنان تک ہے یعنی جہاں تک برخیا کاتب الوحی نے لکھا تھا۔ اس کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ہم برخیا کے لکھے ہوئے نسب نامہ کا اعتبار نہ کریں جو انہوں نے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کا سلسلۂ نسب اپنے وقت تک کا لکھا ہے۔

علی الخصوص اس وجہ سے کہ معد ابن عدنان حضرت ارمیاؑ کے زمانہ میں تھے اور بخت نصر کے ہنگامہ میں حضرت ارمیاؑ نے معد بن عدنان کو بچایا تھا جیسا کہ علامہ ابن خلدون اور مسعودی نے مروج الذہب میں اس کا اعتراف کیا ہے اس پر بعض نافہم انگریزی مؤرخوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ معد ابن عدنان اور ارمیا نبی کی روایت صحیح نہیں ہے اس وجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عدنان تک اٹھارہ پشتیں ہوتی ہیں اس حساب سے باعتبار نسل عدنان کی پیدائش ۱۳۰ قبل مسیح سے پہلے نہیں ہوسکتی

حالانکہ ارمیا نبی اور بخت نصر کے حملوں کا زمانہ ۵۷۷ قبل مسیح میں پایا جاتا ہے۔ یقیناً ان مؤرخوں کو اس نسب نامہ میں ناموں کے متحد ہونے سے اس روایت کی صحت کا شبہ ہو گیا ہے کیونکہ عدنان بھی دو ہیں اور معد بھی دو ہیں اور لطف یہ ہے کہ دونوں عدنان کے بیٹوں کا نام معد ہے لیکن وہ معد جو ہمعصر ارمیاؑ نبی ہے وہ عک کا بھائی ہے اور اس کا باپ عدنان ۶۰۰ قبل مسیح میں گزرا ہے اور اس کے باپ کا نام اود اول ہے اور یہ معد۔ عدنان (دوم) کا لڑکا ہے اور اس کے باپ کا نام اد ہے پس وہ روایت پہلے معد کی نسبت ہے نہ کہ دوسرے معد کی نسبت جیسا کہ بعض انگریزی مؤرخین نے خیال کر لیا ہے۔ عرب کے ضلع حضر موت میں حصن الغراب نامی ایک قلعہ جو قوم عاد کا تھا جس سے ایک کتبہ نکلا اس میں ہودؑ پیغمبر کا ذکر اور نیز عک کا بھی نام ہے غالباً یہ عک معد اول کا بھائی ہوگا۔

یہ کتبہ ۱۸۳۴ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے جہاز مسمی ''پالی نورس'' کے افسروں نے نکالا تھا پس جبکہ برخیا کاتب الوحی کے نسب نامہ کے نیچے الجرا کا نسب نامہ بطور تتمہ کے ہم لگا دیتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب عدنان تک اور پھر عدنان سے اسماعیلؑ تک بلاکسی اختلاف کے ثابت ہو جاتا ہے اور از روئے حساب علوم طبعی کے جو (عام طور سے اختیار کیا جاتا ہے) صحیح بھی ہو جاتا ہے کیونکہ اسماعیلؑ ۱۹۱۰ قبل مسیح اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۵۷۰ مسیح کے بعد پیدا ہوئے تھے ان دونوں ولادتوں میں چوبیس سو اسی برس کا عرصہ ہوتا ہے اور اسماعیلؑ سے آنحضرت تک ستر پشتیں گزرتی ہیں۔

ہمیں اس امر کے تسلیم کر لینے میں کوئی عذر نہیں ہے کہ ہم نے یہ پشت نامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عدنان اول تک عرب کی ملکی روایتوں سے اور پھر عدنان اول کے اوپر یہود کی روایتوں سے صحیح کیا ہے اس لئے کہ ہمارے بھائی بنی اسرائیل پڑھے لکھے تھے جن کے یہاں تاریخ لکھنے اور نسب کے محفوظ رکھنے کا عمدہ طریقہ تھا اور عرب ان پڑھ امی تھے گو ان کا بے نظیر حافظہ اپنے انساب اور نسلوں کے یاد رکھنے کا مشتاق تھا لیکن تمام پشتوں کا بہ ترتیب یاد رکھنا نہایت مشکل امر تھا عجب نہیں اسی وجہ سے جس وقت معد ابن عدنان کو ارمیاؑ نبی بچا کر لے گئے تھے اس وقت اپنے کاتب الوحی برخیا سے معد بن عدنان کے نسب نامہ بہ ترتیب لکھنے کا حکم دیا ہو اب ہم حسب تحقیق بالا بنو عدنان کے حالات ختم ہونے پر عدنان اول کے اوپر کا سلسلہ نسب برخیا کاتب الوحی ارمیاؑ کے لکھے ہوئے نسب نامہ سے لکھیں گے اور اس کے تحتانی سلسلہ میں الجرا کا نسب نامہ بطور تتمہ لگا دیں گے۔

(انتہیٰ کلام المترجم)

عدنان کے نسب میں اختلاف قرطبی بروایت ہشام ابن محمد تحریر کرتا ہے کہ عدنان وقیذار میں تقریباً چالیس پشتیں ہیں وہ کہتا ہے کہ میں نے اہل تدمر کے ایک شخص کی زبانی سنا ہے (جو کہ ترک یہودیت کر کے مسلمان ہو گیا تھا) اور وہ کتب یہود کو پڑھے تھا کہ ''وہ معد بن عدنان کے نسب کو اسماعیل تک کتاب ارمیا نبی علیہ السلام سے بیان کرتا ہے'' یہ نسب نامہ عدد اور ناموں کے لحاظ سے اس نسب نامہ سے بہت ہی قریب ہے جسے قرطبی نے نقل کیا ہے اور جو کچھ ان دونوں میں اختلاف ہے وہ زبان کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ نام عبرانی زبان سے نقل کئے گئے ہیں قرطبی نے زبیر بن بکار سے بسند ابن شہاب نقل کیا ہے کہ عدنان وقیذار کے درمیان اسی قدر پشتیں ہیں اور بعض اہل انساب نے ان پشتوں کو ضبط کیا ہے جو معد بن عدنان اور اسماعیل کے درمیان ہیں ان دونوں بزرگوں میں چالیس پشتوں کا فرق ہے یہ نسب نامہ اس نسب نامہ سے موافق ہے جو اہل کتاب کے پاس ہے اور جو کچھ ان میں اختلاف ہے وہ دو زبان ہونے کی وجہ سے صرف ناموں میں ہے علی نے اسے لکھا ہے

اور طبری نے اسے الی آخرہ نقل کیا ہے۔

آل حضرت اسماعیلؑ: اور بعض اہلِ انساب عدنان اور اسماعیل میں بیس یا پچیس پشتوں کا فرق بتلاتے ہیں:

((و فی الصحیح عن ام سلمة عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال معد بن عدنان بن اود بن زید بن بربن اعراق الثری قالت ام سلمة و زید ھو الھمیسع و بر ھو بنت و نابت و اعراق الثری ھو اسماعیل))

''اور حدیث میں بروایت ام سلمہؓ آیا ہے وہ روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ معد بیٹا ہے عدنان کا اور وہ بیٹا ہے اود کا اور وہ بیٹا ہے زید کا اور وہ بیٹا ہے بر کا اور وہ بیٹا ہے اعراق الثریٰ کا ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ زید اور ہمیسع ایک ہیں اور بر اور بنت ایک ہیں اور نابت و عراق الثریٰ اور اسماعیلؑ ایک ہیں''۔

لیکن سہیلی نے ام سلمہؓ کی اس تفسیر سے انکار کیا ہے وہ کہتا ہے کہ اس حدیث میں بر تقدیر تسلیم صحت پشتوں کا گنا اور شمار کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ محققین اہلِ انساب نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ عدنان اور اسماعیل میں طویل مدت ہونے کے باعث یہ امر عادتاً محال ہے کہ ان دونوں میں چار یا پانچ یا دس پشتوں کا فرق ہی ہے۔

آل عدنان: طبری کہتا ہے کہ عدنان کے علاوہ معد کے چھ لڑکے تھے (۱) ربب یعنی عک (۲) عراق جس کے نام سے عرق الیمن موسوم ہوا (۳) آد (۴) ابی (۵) ضحاک (۶) عبق ان سب کی ماں ایک ہی تھی اور اس کا نام مہدد ہے ہشام بن محمد کا یہ خیال ہے کہ مہدد قبیلہ جدلیس سے تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ طسم سے اور بعضے طواسیم (نسل لقشان ابن ابراہیم) سے بتلاتے ہیں۔ الغرض طبری کا یہ بیان ہے کہ جب اہلِ حضور نے اپنے نبی شعیب (علیہ السلام) کو شہید کیا اس وقت اللہ جل شانہ نے ارمیا برخیا (انبیاء بنی اسرائیل) کو بذریعہ وحی اس امر سے مطلع کیا کہ وہ بخت نصر کو عرب پر حملہ کرنے کا حکم دیں۔

معد بن عدنان کی پرورش: اور اسے یہ دونوں بزرگ اس سے آگاہ کر دیں کہ اللہ جل شانہ نے اسے ان پر مسلط کیا ہے اور یہ کہ وہ دونوں بزرگ معد بن عدنان کو اس ہنگامہ سے بچا کر اپنے ملک لے آئیں یہ اس غرض سے حکم دیا گیا تھا کہ اس کی نسل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونے والے تھے جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا ہے پس ان دونوں بزرگوں نے معد بن عدنان کو اس ہنگامہ سے بچایا اور اپنے ساتھ حران میں لے آئے اس وقت معد کی عمر بارہ برس کی تھی معد بن عدنان نے آپ ہی دونوں بزرگوں کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی اور ان کی کتابوں کی اس نے تعلیم پائی۔

معد کا معانہ سے نکاح: باقی رہا بخت نصر۔ وہ عرب کی طرف گیا عدنان نے اہلِ حضور کو لے کر ذات عرق میں اس کا مقابلہ کیا بخت نصر نے انہیں شکست دی اور ان میں سے اکثر کو قتل کیا جو بچ گئے انہیں گرفتار کر کے بابل کی طرف واپس ہوا اور انبار میں انہیں ٹھہرایا اور اس کے بعد عدنان مر گیا اور بلادِ عرب ایک زمانہ تک ویران و خراب پڑا رہا پھر جب بخت نصر ہلاک ہو گیا تو معد ابنِ عدنان اسرائیل کے ہمراہ مکہ آئے اور ان کے ساتھ حج بیت اللہ کیا اس ہنگامہ کے بعد معد کے بھائی اور چچا وغیرہ یمن جا رہے تھے اور انہیں میں بیاہ شادی کر لی تھی لیکن کچھ عرصہ بعد جرہم کے ساتھ مکہ لوٹا دیئے گئے معد بن عدنان نے حج سے فارغ ہو کر اولاد حرث ابنِ مضاض جرہمی کے حالات دریافت کیے معلوم ہوا کہ ان میں سے جرہم بن جلہمہ باقی رہ گیا

معد بن عدنان نے اس کی لڑکی معانہ سے عقد کر لیا جس کے بطن سے نزار بن معد پیدا ہوا۔

بنو عدنان کا نجد میں قیام: تمام بنو عدنان کا جائے قیام نجد تھا اور یہ سب باستثناء قریش بادیہ نشین تھے کیونکہ وہ مکہ میں رہتے تھے۔ نجد حجاز کے تمام بلاد سے مرتفع ہے اس کے اعلیٰ میں تہامہ ویمن اور اسفل میں عراق وشام ہے شہیلی کہتا ہے کہ عرب میں سے بنو عدنان نے نجد کو اپنے رہنے کے لئے پسند کیا جس میں بنو قحطان نے طی کے علاوہ کوئی روک ٹوک نہ کی اور نیز بنو عدنان تہامہ حجاز اس کے بعد عراق وجزیرہ میں پھیلے پھر یہ سب اسلام کے بعد مختلف ممالک میں جا بسے۔

نزار بن معد: عدنان کے قبیلے عک اور معد سے نکلے ہیں عک کا اطراف زبید میں قیام تھا۔ بعضے کہتے ہیں کہ عک ابن الدیث ابن عدنان ہے اور بروایت بعض یہ عک عدثان ابن عبداللہ (بطون از د سے) ہے اور عک بن عدثان سے بنو عائق بن شاہد بن علقمہ بن عک ایک بطن وسیع ہے جس میں سے زمانہ اسلام میں روسا وامراء ہوئے ہیں اور معد کا ایک بہت بڑا قبیلہ ہے اس سے عدنان کی تمام پچھلی نسلیں منسوب ہوتی ہیں یہ وہی شخص ہے جن کا یہ ذکر خیر بیان ہو چکا ہے کہ انہیں ارمیانبی بہ حکم الٰہی ہنگامہ بخت نصر سے بچا کر اپنے ہمراہ حران لائے تھے ان کی اولاد سے ایاد اور نزار پیدا ہوئے بعضے کہتے ہیں کہ قنص اور انمار بھی اس کی اولاد سے ہیں۔ پس قنص اپنے باپ کے بعد عرب کا حکمران ہوا اور اس نے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی اپنے بھائی نزار کو حرم سے نکال دینے کا قصد کیا۔

آل نزار: اس وجہ سے اہل مکہ نے خود اسے نکال کر اس کی جگہ نزار کو مقرر کیا اور جب اس کا زمانہ وفات قریب آیا تو اس نے اپنی ملکیت کو اپنے چار لڑکوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ ربیعہ کو فرس اور مضر کو قبہ حمراء انمار کو حمار اور ایاد کو جلمہ وعصا دیا ان میں سے ایاد کا بہت بڑا خاندان گزرا اسی سے بنو اسماعیلؑ کی نسلی ترقی ہوئی اور بنو مضر بن نزار تن تنہا ریاست پر قائم رہے اور بنو ایاد عراق کی طرف چلے گئے اور انمار سروات میں جا ٹھہرا اس کی اولاد (خثعم وبحیلہ) یمانیہ میں شمار کئے جاتے ہیں بلاد اکاسرہ میں ان کے بڑے بڑے آثار مشہور ہیں انہوں نے وہاں خوب نام پیدا کیا اور نہایت عزت سے رہے یہاں تک کہ اکاسرہ نے متواتر حملوں سے انہیں تباہ وپریشان کر دیا سب سے زیادہ ان کی خانہ ویرانی اور خانہ بدوشی سابور ذوالاکتاف کے زمانہ میں ہوئی اس نے انہیں فنا کیا ان کے بچوں کو قتل کیا۔

بنو ربیعہ: نزار سے دو بڑے بطن (۱) ربیعہ (۲) مضر ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایاد وانمار اسی کی طرف منسوب ہوتے ہیں بہر کیف ربیعہ کا ملک جزیرہ وعراق کے درمیان تھا اور وہی ضبیعہ واسد پسران ربیعہ اور اسد سے عنزہ وجدیلہ ہیں عنزہ کا ملک انبار سے تین منزل کے فاصلہ پر بریہ عراق مقام عین التمر میں تھے پھر وہاں سے منتقل ہو کر اطراف خیبر میں چلے آئے اور ان کے بلاد کے وہ طی مالک ہوئے جنہیں کثرت وامارت کے سبب اس وقت تک عراق میں حکومت حاصل ہے اور انہیں عنزہ سے افریقہ میں ایک چھوٹا قبیلہ ریاح (بنو ہلال بن عامر) کے ساتھ رہے اور انہیں میں سے کچھ لوگ طیوں کے ساتھ بریہ نجد میں بھی ہیں۔

بلاد ہجر: باقی رہا جدیلہ پس اس سے عبدقیس وہنب پسران افصی ابن دعمی بن جدیلہ ہیں عبدقیس کا وطن تہامہ میں تھا پھر وہاں سے وہ نکل کر بحرین میں چلے آئے بحرین بحر فارس کے غربی جانب ایک وسیع ملک ہے اس کے شرقی سمت یمامہ اور شمالی سمت بصرہ اور عمان جانب جنوب ہے اسے بلاد ہجر کہتے ہیں اسی بحرین میں قطیف عسیر۔ جزیرہ اوال۔ احسا ہے ہجر ہی عراق کی

طرف سے یمن کا دروازہ ہے عہد حکومت اکاسرہ میں یہ فارس کی حکومت میں داخل تھا اس کے بیابانوں میں ایک گروہ کثیر بکر بن وائل اور تمیم کا رہتا تھا جب بنو عبدالقیس ان کے جوار میں آئے انہوں نے ان سے مقابلہ شروع کیا اور ان کے اصلی و قدیمی وطن کو باہم تقسیم کر لیا۔

منذر بن عائذ: انہی میں سے کچھ لوگ بطور وفود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جن میں منذر بن عائذ بن منذر بن حارث بن نعمان بن زیاد بن نصر بن عمرو بن عوف بن جذیمہ بن عوف بن انمار بن عمرو بن ربیعہ بن بکر تھے۔ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ یہ اس قوم کے جاہلیت اور اسلام میں سردار تھے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بھی نصیب ہوئی تھی اور ۹ھ میں منذرؓ بن ساوی (بنو تمیم) کے ہمراہ جارودؓ بن عمرو بن منتش بن معلیٰ بن زید بن حارثہ بن معاویہ بن ثعلبہ بن جذیمہ (یہ ثعلبہ بن عوف بن جذیمہ کا بھائی ہے) کچھ لوگ عبدالقیس کو لے کر حاضر خدمتِ اقدس ہوئے۔

منذر بن نعمان کا قتل: انہیں بھی صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوئی یہ پہلے مذہب عیسوی کے پابند تھے پھر اسلام لائے سرور کائنات کی وفات کے بعد عبدالقیس مرتد ہو گئے اور منذر بن نعمان (جس کے باپ کو کسریٰ نے قتل کر ڈالا تھا) اسے اپنا حکمران بنا لیا ان کی سرکوبی کے لئے ابوبکرؓ بن العلاء بن الحضرمی روانہ کئے گئے انہوں نے بحرین فتح کیا اور منذر کو مار ڈالا۔ ابتداً عبدالقیس کی ریاست بنو جارود میں تھی پھر اس کے لڑکے منذر کے قبضہ میں آئی اور اسے عمرؓ نے بحرین کا پھر اصطخر کا گورنر مقرر کیا پھر عبداللہ بن زیاد نے اسے ہند کی طرف مامور کیا اس کے بعد اس کا لڑکا حکم بن منذر رہا اور یہ قبل حکومت عراق ولایت بحرین پر واپس بھیجا گیا۔

حضرت صہیبؓ بن سنان: ہنب بن افصی سے نمر و داہل پسران قاسط بن ہنب ہیں بنونمرہ بن قاسط راس العین میں رہتے تھے اسی قبیلہ سے صہیبؓ بن سنان بن مالک بن عبد عمرو بن عقیل بن عامر بن جندلہ بن جذیمہ بن کعب بن سعد بن اسلم بن اوس مناۃ بن النمر بن قاسط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ روم کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اس وجہ سے کہ ان کے باپ (سنان) کو کسریٰ نے ایلہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ بنونمر بن قاسط نے بھی اوروں کی طرح دیکھا دیکھی رفت کی طرف قدم نکالے تھے جو آئندہ مذکور ہوگا اسی قبیلہ سے ابن القریہ (جو زمانہ حجاج میں مشہور فصحا سے تھا) اور منصور بن النمر شاعر مادح الرشید ہے۔

بنو وائل: بنو وائل کا بھی بہت بڑا قبیلہ ہے ان میں سے بنو تغلب اور بنو بکر بن وائل زیادہ مشہور ہیں یہ دونوں قبیلے وہی ہیں جن میں ایک زمانہ دراز تک لڑائی جاری تھی یہ جزیرہ فراتیہ میں سنجار و نصیبین کی طرف رہتے تھے اور یہ بلاد ربیعہ کے نام سے مشہور تھے رومیوں کی ہمسائیگی کی وجہ سے ان میں نصرانیت زیادہ پھیلی ہوئی تھی۔

عمرو بن کلثوم: عمرو بن کلثوم مشہور شاعر بنو تغلب سے ہے اس کا نسب اس طرح پر ہے "عمرو بن کلثوم بن مالک بن عتاب ابن سعد بن زہیر بن جشم بن بکر بن حبیب بن غانم بن تغلب"۔ اس کی ماں کا نام ہند بنت مہلہل ہے اور اس کی اولاد سے مالک بن طوق بن عتاب بن زافر بن شریح بن عبداللہ بن عمرو بن کلثوم ہے اسی کی طرف رحبہ مالک بن طوق (فرات پر) اور عاصم بن نعمان عم عمرو بن کلثوم منسوب ہوتا ہے یہ وہی شخص ہے جس نے شرحبیل بن الحرث بادشاہ آکل المرار کو یوم کلاب قتل کیا تھا اور بنو تغلب سے کلیب و مہلہل پسران ربیعہ بن الحرب بن زہیر بن جشم ہیں کلیب بنو تغلب کا سردار تھا اسی کو جساس بن مرہ

بن ذہل بن شیبان نے قتل کیا تھا یہ اوبن کی بہن کا شوہر تھا ایک روز اتفاق سے اس کی اونٹنی کلیب کی چراگاہ میں چلی گئی کلیب نے اسے ایک تیر مارا جس سے وہ مرگئی جساس نے بسوس کا طرفدار ہو کر اس کے عوض کلیب کو مار ڈالا اس کا بھائی مہلہل بنو تغلب کو جمع کر کے بنو بکر سے بدلہ لینے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا چالیس برس تک ان میں لڑائی جاری رہی جس کے واقعات اور حالات مشہور ہیں اور بنو شعبہ جو اس وقت تک طائف میں موجود ہیں وہ شعبہ بن مہلہل کی اولاد سے ہیں اور اسی قبیلہ تغلب سے ولید بن ظریف بن عامر خارجی (بنو صیفی) بن حی بن عمرو ابن بکر بن حبیب سے) اور بنو حمدان ملوک موصل و جزیرہ عہد حکومت المتقی اور اس کے بعد زمانہ خلافت خلفاء عباسیہ میں گزرے ہیں جن کا ذکر حالات بنی عباس میں آئے گا اور یہ بنو حمدان عدی بن اسامہ بن غانم بن تغلب کی نسل سے ہیں انہی میں سیف الدولہ ایک مشہور اور نامور حکمران گزرا ہے۔

بکر بن وائل: بکر بن وائل نے بھی ایک حد تک اعلیٰ درجہ کی شہرت اور ناموری حاصل کی اس میں سے یشکر بن بکر بن وائل اور بنو عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل ہیں اور نیز انہی میں بنو حنیفہ و بنو عجل پسران لجیم بن صعب شمار کئے جاتے ہیں پھر بنو حنیفہ کی بہت سی شاخیں ہیں اور اس کے متعدد قبیلے ہیں ان میں زیادہ تر بنو الدول بن حنیفہ ہیں ان کا وطن یمامہ (ارض حجاز) میں ہے جس کے شرق میں بحرین اور بنی تمیم ہیں اور عرب میں اس کی سرحد اطراف یمن و حجاز سے ملتی ہے اور جنوب میں نجران اور شمال میں نجد ہے یمامہ کا طول بیس منزل کا مکہ سے چار دن کے راستہ پر ہے باغات اور کاشتکاری کے لحاظ سے بلاد عرب میں شمار کیا جاتا ہے اس کا دارالحکومت حجر (بالفتح) ہے۔

یمامہ: اس میں ایک شہر یمامہ کے نام سے مشہور ہے یہی شہر قبل حکومت بنو حنیفہ بادشاہان سلف کا دارالحکومت تھا ان کے بعد بنو حنیفہ نے اپنے عہد حکومت میں مقام حجر کو اپنا دارالقیام بنایا اور پھر ایسا ہی حالت اسلام میں باقی رہا۔ پہلے اسی یمامہ میں بنو ہمدان بن یعفر بن السلسک بن وائل بن حمیر آئے اور اس میں جو لوگ قبیلہ طسم وجدیس سے رہتے تھے ان پر غلبہ حاصل کر لیا ان کا آخری بادشاہ جیسا کہ طبری نے ذکر کیا ہے قرط بن یعفر تھا پھر جب یہ ہلاک ہو گیا تو اس کے بعد طسم وجدیس نے پھر یورش کر کے حکومت چھین لی انہی میں زرقا ہمشیرہ ریاح بن مرہ ابن طسم تھی جیسا کہ ان کے حالات و اخبار میں بیان کیا گیا۔

بنو حنیفہ کا یمامہ پر غلبہ: پھر یمامہ پر انجام کار بنو حنیفہ غالب آئے اور طسم وجدیس کو مغلوب کر دیا بنو حنیفہ میں سے بنو مرہ بن علی بن یمامہ بن عمرو بن عبدالعزیٰ بن شحیم بن مرہ بن الدول بن حنیفہ حکمرانی کرتا تھا اور زمانہ بعثت میں یمامہ کی حکمرانی ثمامہ بن اثال بن نعمان ابن مسلمہ بن عبید بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ کے قبضہ میں تھی اسی قبیلہ سے نافع بن ازرق بن قیس بن صبرہ بن ذہل بن الدول بن حنیفہ خارجی ہے اسی کے طرف ازراقہ منسوب کئے جاتے ہیں اور انہی میں سے محکم بن سبیع بن مسلمہ بن عبید بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ مسیلمہ کذاب کا مصاحب خاص تھا مسیلمہ بنو عدی بن حنیفہ ہے اور اس کا نسب اس طرح ہے ''مسیلمہ بن ثمامہ بن کثیر بن حبیب بن الحرث بن عبدالحرث بن عدی'' اس کے واقعات اور حالات نہایت مشہور ہیں اور عنقریب اس کے حالات لکھے جائیں گے۔

بنو عجل: بنو عجل بن لجیم بن صعب وہ ہیں جنہوں نے مقام موتہ جنگ ذی قار میں فارس کو شکست دی تھی یہ لوگ یمامہ سے بصرہ تک پھیلے ہوئے تھے مگر اب ان کے آثار باقی نہ رہے۔ ہاں ان کی اولاد میں سے اس علاقہ میں بنو عامر (یعنی المتفق بن عقیل بن عامر) پائے جاتے ہیں انہیں میں سے بنو ابی دلف عجلی ہیں ان کی حکومت عراق عجم میں تھی جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔

عکایہ بن صعب: عکایہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل سے تیم اللہ وقیس پسران ثعلبہ بن عکایہ اور شیبان بن ذہل بن ثعلبہ تین عظیم الشان قبائل ہیں جن میں سے نسلی ترقی کے لحاظ سے بنوشیبان کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی ابتداء اسلام میں شرقی دجلہ جانب موصل میں ان کی بہت کثرت تھی اور اکثر ائمہ خوارج ربیعہ کے انہی میں سے ہیں ایام جاہلیت میں ان کا سردار مرہ بن ذہل بن شیبان تھا اس کے دس لڑکے تھے جن سے دس قبائل نکلے ان میں مشہور ترین ہمام و جساس ہیں ابن حزم کہتا ہے کہ ایک ہمام سے اٹھارہ قبیلے نکلے ہیں۔ واللہ اعلم

جساس کا قتل: یہ جساس وہی ہے جس نے کلیب اپنی بہن کے شوہر (سردار بنو تغلب) کو اس وجہ سے مار ڈالا تھا کہ اس نے بسوس کی اونٹنی کو مارا تھا کلیب کا لڑکا اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد بنوشیبان میں پرورش پاتا رہا یہاں تک کہ سن شعور کو پہنچا اور اسے یہ معلوم ہوا کہ جساس میرا ماموں ہے اور اسی نے کلیب کو قتل کیا ہے ابن کلیب ایک روز موقع پا کر جساس کو قتل کر کے بنو تغلب میں بھاگ آیا جساس کے لڑکوں میں سے بنو الشیخ ہیں جن کی حکومت آمد میں تھی جسے خلیفہ المعتضد نے نیست و نابود کیا۔

بنوشیبان: اور بنوشیبان سے ہانی بن مسعود ہے جس نے یوم ذی قار میں ناموری حاصل کی تھی یہ ہانی مسعود بن عامر بن ابی ربیعہ بن ذہل بن شیبان کا لڑکا ہے اور اسی قبیلہ سے ضحاک بن قیس خارجی ہے جس نے زمانہ مروان بن محمد میں مذہب صفریہ پر بیعت کی تھی اور کوفہ وغیرہ کا حکمران ہوا تھا اور آخر کار مروان ہی نے اسے قتل کیا۔ اس کی خلافت کی بیعت بنوامیہ میں سے ایک گروہ نے بھی کی جن میں سلیمان بن ہشام بن عبدالملک وعبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز تھے۔

ضحاک کا سلسلہ نسب: ضحاک کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے ''ضحاک بن قیس بن الحصین بن عبداللہ بن ثعلبہ بن زید مناۃ بن ابی عمرو بن عوف بن ربیعہ بن محلم بن ذہل بن شیبان''۔ ہم اپنی کتاب میں پڑھنے والوں کو اس کے واقعات آئندہ سنائیں گے۔ الغرض مثنیٰ بن حارثہ اسی قبیلہ سے ہے جس نے سواد عراق کو زمانہ خلافت خلیفہ اول و دوم (رضی اللہ عنہما) میں فتح کیا تھا اس کا بھائی معنی بن حارثہ ہے عمران بن حطان سردار خوارج بھی اسی قبیلہ سے ہے۔ **و ھذا انقضا و الکلام فی ربیعۃ بن فزار واللہ المعین**

(مترجم) مناسبت کلام کے لحاظ سے مناسب یہ ہے کہ پہلے ہم حضرت اسماعیلؑ کے بارہ بیٹوں کے نام اور ان کی جائے سکونت مختصر طور پر بیان کر دیں جن کی اولاد سے تمام سرزمین عرب معمور ہے اس کے بعد عدنان کے پشت نامہ کو جس طرح ہم نے تحقیق کی ہے ہدیہ ناظرین کریں۔ حضرت اسماعیلؑ کے بارہ بیٹے تھے۔ نبایوث' قیذار' ادبئیل' میسام' مشماع' دوماہ' مسلہ' حدر' تیما' یطور' نافیش' قیدماہ۔ نبایوث شمالی مغربی حصہ عرب میں آباد ہوا۔ رونڈ فاسٹر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم عرب الحجر کے وسط سے لے کر مشرق کی جانب اور وادی القریٰ کے اندر تک اور جنوب کی طرف کم از کم منتہائے خلیج عیلام اور حدود حجاز تک پھیلی ہوئی تھی۔ قیذار بنو بنت کے جنوب کی طرف گیا اور حجاز میں آباد ہوا اس قوم کی عظمت وجلال زبور داؤدؑ کتاب اشعیاہ' ارمیا' حزقیل کی کتابوں سے ظاہر ہوتی ہے اسی قوم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

یہ امر تسلیم شدہ اور مستند ہے کہ قیذار سے عدنان اور عدنان سے قریش اور قریش سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ادبئیل اس شخص کا کچھ پتہ ونشان نہیں ملتا صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ابتدائی مقام سکونت اس کے بھائیوں کے

قرب وجوار میں تھا میسام اور مشماع دونوں معدوم الآثار ہیں نہ ان کا پتہ عرب کے قدیم جغرافیہ میں ہے اور نہ جدید میں دوماہ پہلے اس کی اولاد تہامہ کے جنوب میں مدینہ کے قرب وجوار میں آباد ہوئی پھر جب اس کی اولاد بڑھی تو یہ قوم اس مقام پر آباد ہوئی جہاں پر بالفعل دومۃ الجندل واقع ہے۔

مسا تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس کی قوم نواح حجاز میں سکونت پزیر ہوئی تھی اس کے بعد وہاں سے منتقل ہو کر یمن چلی آئی حدر تواریخ الایام میں اسے حدود لکھا ہے اس نے اپنی سکونت کے لئے جنوبی سمت کو اختیار کیا اور حجاز میں آ بسا تیما اس کے ابتدائی مقام صوبہ حجاز میں تھا معلوم نہیں کس زمانہ میں اس کی اولاد تمام وسط نجد میں پھیل گئی اور کچھ لوگ ان میں سے خلیج فارس کے برابر جا بسے۔

یطور اس کی قوم جبل قاسیون کے جنوب اور جبل الشیخ کے مشرق اور شاہراہ حجاج کے مغرب میں مقام خلع جدور میں آباد ہوئی نافیش اس کا کچھ پتہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس نے کہاں سکونت اختیار کی قیدماہ غالباً یہ شخص ملک یمن میں آباد ہوا۔ مسعودی لکھتا ہے کہ ((اصحاب الرس کا نوامن ولد اسماعیل و هم قبیلتان یقال لاهدهما قدمان و لاخریٰ یامین و قیل رعویل و ذلک بالیمن)) '' اصحاب رس۔ اسماعیلؑ کی اولاد سے تھے اور وہ دو قبیلہ تھے۔ ایک کو قدماں اور دوسرے کو یامین اور بعضے رعویل کہتے ہیں اور یہ یمن میں تھے۔

حضرت اسماعیلؑ کے ان بارہ بیٹوں نے کوئی بڑی شہرت حاصل نہیں کی سوائے اس کے کہ یہ عرب کے بارہ مختلف قوموں کے مورث اعلیٰ ہوئے ہاں ایک مدت دراز کے بعد عدنان کی اولاد (جو قیذار بن اسماعیلؑ کی نسل سے تھی) مختلف شاخوں میں متفرق ہوگئی سب سے بڑی ناموری اس کی اس میں ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اولاد میں ہوئے جن کی ذات بابرکات سے تمام سرزمین عرب پر رحمت الٰہی پھیل گئی اور رفتہ رفتہ تمام عالم پر اللہ جل شانہ نے کی برکات اور اس کی عبادات پھیلتی جاتی ہیں۔

شجرۂ نسب بنو قیذار بن اسمٰعیل علیہ السلام
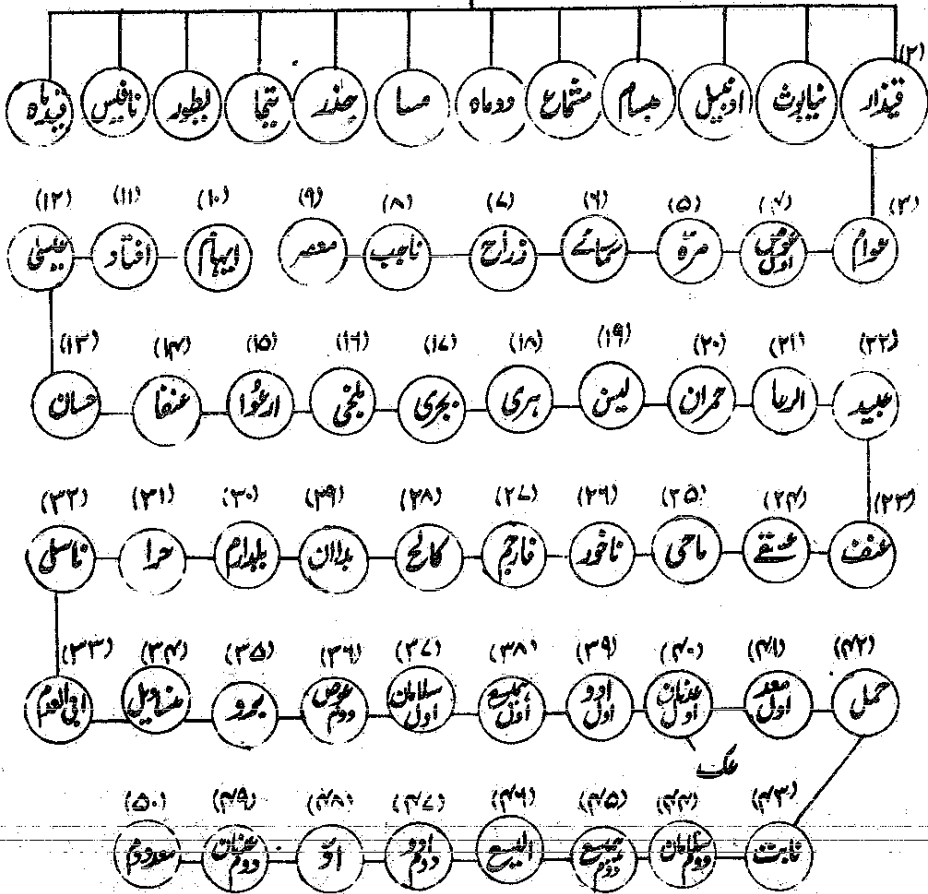
نوٹ: اس شجرہ کے دیکھنے والوں کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ معد (جو ہمارے اس نسب نامہ میں نمبر ۴۱ پر ہے) اس کے اُوپر کی پشتیں برخیا کاتب الوحی ارمیانبی کے پشت نامہ سے لی گئی ہیں اور اس کے نیچے الجرا کا لکھا ہوا پشت نامہ لگا دیا گیا ہے۔

شجرۂ نسب بنو نزار بن معد دوم

قبائل مضر بن نزار: حجاز میں یہ فخر و اعزاز بنو مضر بن نزار ہی کو حاصل تھا کہ وہ تمام بنو عدنان سے کثرت و غلبہ کے لحاظ سے زیادہ تھے ان کی ریاست و حکومت مکہ میں تھی اس سے دو بڑے عظیم الشان قبیلے (۱) خندف (۲) قیس نکلے کیونکہ مضر کے دو لڑکے تھے ایک الیاس دوسرے قیس (عیلان) الیاس کے تین لڑکے تھے (۱) مدرکہ (۲) طانجہ (۳) قمعہ۔ الیاس کی بی بی قبیلہ قضاعہ سے تھی اس کا اصلی نام لیلیٰ بنت حلوان (ابن عمران بن الحافی ابن قضاعہ) تھا لیکن خندف کے نام سے مشہور تھی چونکہ اسی کے طرف تمام بنو الیاس منسوب ہو گئے اسی وجہ سے قبیلہ مضر بطون خندف وقیس عیلان کی طرف تقسیم ہو گیا قیس عیلان کے تین بیٹوں کعب، عمر و سعد سے تین شاخیں نکلیں۔

بنو قیس: عمرو بن قیس سے بنو فہم و بنو عدوان پسران قیس ہیں اور عدوان ایک وسیع بطن ہے یہ لوگ طائف (ارض نجد میں رہتے تھے) عمالقہ کے بعد ایاد یہاں آئے پھر انہیں ثقیف نے مغلوب کر کے تہامہ کی طرف نکال دیا اسی قبیلہ سے عامر بن انظرب ابن عمرو ابن عباد بن یشکر بن عدوان زمانۂ جاہلیت میں عرب کا حاکم تھا اور انہیں میں سے ابو سیارہ اور عمیلہ بن الاعزل بن خال بن سعد بن الحرث بن رائیس بن زید بن عدوان اور کچھ لوگ ان دنوں افریقہ میں کبھی بنو سلیم اور کبھی ریاح بن ہلال بن عامر کے ساتھ رہتے ہیں اور بنو فہم بن عمرو سے بروایت بیہقی بنو طرد و بن فہم ایک بڑا خاندان ارض نجد میں تھا جن میں سے اعشیٰ تھا لیکن فی الحال وہاں اب کوئی ان میں سے باقی نہ رہا ہاں افریقہ میں کچھ لوگ سلیم و ریاح کے ساتھ موجود ہیں۔

آل سعد بن قیس: سعد بن قیس سے غنی و باہلہ و غطفان و مرہ ہیں غنی بنو عمرو بن اعصر بن سعد ہے اور باہلہ سے بنو مالک اعصر بن سعد خراسان کا مشہور حاکم اور اسی قبیلہ سے اصمعی (عرب کا مشہور شاعر) ہے اس کا نام عبد الملک ہے اور علی بن قریب بن عبد الملک ابن علی بن اصمع بن مطر بن رباح بن عمرو بن عبد شمس بن اعیا بن سعد بن عبد غانم بن قتیبہ ابن معن بن مالک کا بیٹا ہے بنو غطفان بن سعد ایک وسیع قبیلہ ہے جس سے بہت سی شاخیں نکلی ہیں یہ قوم نجد کے اس حصہ میں آباد تھی جو وادی القرے اور طی کے دونوں پہاڑوں سے ملا ہوا تھا پھر یہ لوگ زمانہ فتوحات اسلامیہ میں متفرق و منتشر ہو گئے اور اس پر قبائل طے قابض ہو گئے اس وقت ان میں سے اس مقام پر کوئی باقی نہ رہا۔

بنو غطفان: بنو غطفان کے تین قبیلے تھے ان میں اشجع بن ریث بن غطفان اور عبس بن بغیض بن ریث بن غطفان اور ذبیان ہیں۔ بنو اشجع مدینہ (نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان میں رہتے تھے ان کی سرداری معقلؓ بن سنان مشہور صحابی کے قبضہ میں تھی اسی قبیلہ سے نعیم بن مسعود بن انیف بن ثعلبہ بن قنقذ بن خلاوہ بن شجیع بن اشجع ہے جس کی اولاد آنحضرت کے زمانہ میں منتشر ہو گئی اس وقت نجد میں ان میں سے کوئی باقی نہ رہا سوائے اس کے کہ اطراف مدینہ میں کچھ لوگ باقی ہیں اور مغرب اقصیٰ میں اب بھی ایک بڑا قبیلہ ہے جو عرب معقل کے ساتھ اطراف سجلماسہ اور وادی ملویہ میں پھیلا ہوا ہے۔

بنو عبس: بنو عبس کا قبیلہ بنو عدہ بن قطیعہ میں منحصر ہے اسی قبیلہ سے ربیع بن زیاد وزیر نعمان تھا اور اس کے بھائی بنو الحرث بن قطیعہ سے اس کا سردار زہیر بن جذیمہ رواحہ بن ربیعہ بن آذر بن الحرث ہے اسے تمام بنو غطفان پر سرداری حاصل تھی اس کے چار لڑکے تھے ان میں سے ایک قیس ہے جو اپنے باپ کے بعد عبس کا سردار ہوا اور اس کا لڑکا زہیر وہ ہے جو صاحب حرب داحس وغبر ہے داحس قیس کا اور غبر حذیفہ بن نذر سردار فزارہ کا لڑکا ہے۔

حذیفہ کا قتل: قیس و حذیفہ دونوں تیراندازی کر رہے تھے باتوں باتوں میں جھگڑے کی نوبت آ گئی ایک دوسرے سے بھڑ گئے قیس نے حذیفہ کو مار ڈالا جس سے عبس و فزارہ اور برادران قیس بن زہیر الحرث و شاس و مالک میں ایک زمانہ تک لڑائی جاری رہی مالک اسی لڑائی میں مارا گیا اسی قبیلہ سے مشہور صحابی حذیفہؓ بن الیمان بن حسل ابن جابر بن ربیعہ بن جروہ بن الحرث بن قطیعہ ہیں اور عبس بن جابر سے بنو غالب بن قطیعہ ہے اسی قبیلہ سے عنترہ ابن معاویہ بن شداد بن مراد بن مخزوم بن مالک بن غالب مشہور شاہ سوار ہے جو شعرائے ستہ جاہلیت میں شمار کیا جاتا ہے۔

حطیہ شاعر: اس کے بعد اس کی اولاد سے حطیہ مشہور شاعر ہے۔ اس کا نام جرول بن اوس بن جویہ بن مخزوم ہے اس وقت نجد میں۔ بنو عبس میں سے کوئی باقی نہ رہا ہاں قبیلہ زغبہ (بنو ہلال) میں اب بھی ایک گروہ ہے جو عبس کی طرف منسوب ہوتا ہے لیکن یہ نہیں معلوم ہوا کہ یہ عبس وہی ہے یا کہ کوئی دوسرا عبس ہے جس کی طرف زغبہ میں سے یہ گروہ منسوب کیا گیا۔

آل ذبیان بن بغیض: ذبیان بن بغیض کے تین قبیلے مرہ، ثعلبہ، فزارہ کی پانچ شاخیں ہیں (۱) عدی (۲) سعد (۳) شمخ (۴) مازن (۵) (ظالم۔ جاہلیت میں یہ بدر بن عدی پر سرداری کرتے تھے اسی کی اولاد سے عینیہ بن حصن بن حذیفہ ہے جس نے ابتداء بیعت خلیفہ اول میں مدینہ منورہ پر شب خون مارا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے احمق مطاع سے یاد فرماتے تھے اسی قبیلہ سے مشہور صحابی سمرہؓ بن جندب بن ہلال بن خدیج بن مرہ بن خرق بن عمرو بن جابر بن خشین ذی الراسین بن لای بن عصیم بن شمخ بن فزارہ ہیں اور بنو سعد بن فزارہ سے یزید بن عمرو بن ہبیر بن معیہ بن سکین بن خدیج بن بغیض بن مالک بن سعد ابن عدی بن فزارہ حاکم عراقین زمانہ حکومت یزید بن عبدالملک اور مروان بن محمد میں تھا یہ وہی شخص ہے جسے منصور نے تکمیل معاہدہ کے بعد قتل کیا ہے اور بنو مازن بن فزارہ سے ہرم بن قطیعہ ہیں جنہوں نے زمانہ اسلام پایا اور اسلام لائے ان میں سے بھی اب نجد میں کوئی باقی نہ رہا لیکن اس وقت تک ایک گروہ کثیر افریقہ اور مغرب میں موجود ہے ان میں سے بعض مغرب اقصیٰ میں معقل کے ساتھ مل جل گئے ہیں اور انہیں ایک گونہ قوت اور کثرت حاصل ہوگئی ہے اور ان میں سے بعض بنو سلیم بن منصور کے ساتھ افریقہ میں شامل ہو گئے ہیں۔

معن بن معاطن: اور وہ لوگ ابو اللیل (شعوب بنی سلیم) کی اولاد میں ہیں ان کے ساتھ لڑائیوں میں نکلتے ہیں سلطنت کے اہم امور میں شریک ہوتے ہیں ان میں سے بعض رتبہ وزارت تک پہنچ گئے ہیں ان میں سے معن بن معاطن وزیر حمزہ بن عمر بن ابی لیل (امیر کعوب) مشہور تر ہے جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات میں بیان کریں گے بعضے یہ خیال کرتے ہیں کہ بنو مرین (جو اس وقت زاب کے امیر ہیں) اسی قبیلہ سے ہیں اور وہ مازن بن فزارہ کی طرف نسباً منسوب ہوتے ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ ایک محفوظ نسب ہے جس کی طرف بعض بدویان فزارہ منسوب ہوتے ہیں اور امراء زاب اپنے کو اس نسب کی طرف اس نسب کے عالی ہونے کی وجہ سے منسوب کرتے ہیں اور وہ لوگ رعایا ہونے کی وجہ سے امراء زاب کو اس نسب سے نہیں منع کر سکتے۔

بنو مرہ: بنو مرہ بن عوف بن سعد بن ذبیان سے ہرم بن سنان بن غیظ بن مرہ ہے اس قوم کا زمانہ جاہلیت میں یہی سردار تھا جس کی مدح زہیر بن ابی سلمٰی نے کی تھی اور نیز اسی قبیلہ سے فاتک (یعنی حرث بن ظالم بن جذیمہ بن یربوع بن غیظ) اور مسلم

بن عقبہ بن رباح بن اسعد بن ربیعہ بن عامر بن مالک بن یربوع سپہ سالار یزید بن معاویہ ہے جو یوم حرہ اہل مدینہ پر چڑھ آیا تھا یہ قوم نجد کے اس حصہ میں رہتی تھی جو وادی القریٰ سے ملا ہوا ہے زمانہ فتوحات اسلام میں یہ لوگ بھی منتشر ہو گئے اور ان بلاد میں ان کا نام ونشان تک باقی نہ رہا۔ ان کے چلے جانے کے بعد قبائل طے نے یہاں اپنا عمل دخل کر لیا تھا اور ان کے ختم ہونے سے بنو سعد بن قیس بھی ناپید ہو گئے۔

بنو سلیم و بنو ہوازن: خصفہ بن قیس سے دو بڑے قبیلے نکلے (۱) بنو سلیم بن منصور (۲) ہوازن بن منصور۔ ہوازن کی نسلی شاخیں بہت ہیں جن کا ذکر آئندہ آئے گا۔ انہیں دونوں کے ساتھ بنو مازن بن منصور اور بنو محارب بن خصفہ بھی ملحق ہوتے ہیں لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے اسی قبیلہ سے عتبہؓ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نشیب بن وہب بن زید بن مالک بن عبدعوف بن الحرث بن مازن مشہور صحابی تھے جنہوں نے زمانہ خلافت عمر بن الخطابؓ میں بصرہ آباد کیا تھا انہیں کی طرف عتبی منسوب کئے جاتے ہیں جو ایک زمانہ میں خراسان کے گورنر تھے۔

بنو سلیم کی شاخیں: بنو سلیم کی بہت سی شاخیں ہیں جن میں بنو ذکوان بن رفاعہ بن الحرث بن رجا بن الحارث بن بہثہ بن سلیم اور ان کے نسبی بھائی بنو عبس بن رفاعہ ہیں جس میں سے عباسؓ بن مرداس بن ابی عامر بن حارثہ بن عبد قیس مشہور صحابی ہیں جو جنگ حنین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے ان کے باپ مرداس نے خنساء سے عقد کیا تھا جس کے بطن سے عباس پیدا ہوئے اور بنو سلیم سے بنو ثعلبہ بن بہثہ ابن سلیم ہیں اسی قبیلہ سے عبید بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن الاعور والی افریقہ ہے اس کا دادا ابو الاعور معاویہ کا سپہ سالار تھا اس کا نام عمرو بن سفیان بن عبد شمس بن سعد بن قائف بن الاوقص بن مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ تھا اور الروڈ بن خالد بن حذیفہ بن عمر ابن حلف بن مازن بن مالک ثعلبہ یوم فتح بنو سلیم کا سردار تھا اور عمروؓ بن عتبہ بن منقذ ابن عامر بن خالد زمانہ جاہلیت میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دوست تھے ابو بکرؓ و بلالؓ (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ اسلام لائے یہ اکثر کہا کرتے تھے کہ میں اسلام کا چوتھا شخص ہوں۔

بنو علی اور بنو عصیہ: اور بنو سلیم ہی سے بنو علی بن مالک بن امرء القیس بن بہثہ اور بنو عصیہ بن خفاف بن امراء القیس ہے یہ دونوں وہی ہیں جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور عصیہ کی شاخ سے الشرید ہے اس کا نام عمرو بن یقظہ بن عصیہ ہے ابن سعید کہتا ہے کہ الشرید بن ریاح بن ثعلبہ بن عصیہ وہ ہے جس میں سے خنساء اور اس کے دونوں بھائی صخر و معاویہ پسران عمرو بن الحرث بن الشرید ہیں خنساء شاعرہ تھی اس کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے یہ اپنی اولاد کے ساتھ جنگ قادسیہ میں آئی تھی اور فی الحال افریقہ میں بنو الشرید کے کچھ لوگ بنو سلیم میں رہتے ہیں اور انہیں ایک قسم کی ثروت وشوکت حاصل ہے انہیں میں سے عصیہ بن خفاف کے اور نسبی بھائی ہیں جن میں سے ایاس بن عبداللہ الیل بن سلمہ بن عمیرہ سردار اہل ردۃ تھا جسے ابو بکرؓ نے جلا کر مار ڈالا۔

بنو بہز بن امراء القیس: نیز بنو سلیم سے بنو بہز بن امراء القیس بن بہثہ ہیں جن میں سے حجاجؓ بن علاط بن خالد بن ندیرہ بن جتر بن ہلال بن عبدظفر بن سعد بن عمرو بن تمیم بن بہز مشہور صحابیؓ ہیں ان کے لڑکے نصر بن حجاج کو عمر فاروقؓ نے مدینہ سے نکلوا دیا تھا۔

بنوزغبہ: ابنِ سعید کہتا ہے کہ بنوسلیم ہی سے بنوزغبہ بن مالک بن بہثہ حرمین کے درمیان رہتے تھے پھر وہ مغرب کی طرف چلے گئے اور افریقہ میں زیرسایہ بنوذیاب بن مالک (اپنے بھائی کے) ٹھہرے پھر یہاں سے دل برداشتہ ہو کر بنوکعب کے جوار میں جا بسے۔ بنوذیاب بن مالک مالک قبیلہ بنوسلیم سے ہیں قابس و برقہ کے درمیان سکونت پزیر تھے ایک گروہ مدینہ کی طرف رہتا تھا جو حجاج کو تکلیف دیتا اور رہزنی کرتا ہے۔

بنوسلیمان و بنوعوف: بنوسلیمان بن ذیاب فزان وودان میں اور رؤسا ذیاب ہمارے زمانہ میں طرابلس فاس کے درمیان رہتے ہیں ان کا اصلی خاندان (بنوصابر ومحامد) اطراف فاس میں ہے جیسا کہ آئندہ ان کا ذکر آئے گا۔ بنوعوف بن بہثہ (از قبیلہ بنوسلیم) افریقہ میں قابس وعناب کے درمیان رہتے تھے اس کی دو شاخیں تھیں (۱) مرداس (۲) علاق۔ مرداس کی ریاست کے آثار اس وقت تک بنوجامع میں پائے جاتے ہیں اور علاق کا سردار افریقہ میں داخل ہونے کے وقت رافع ابن حماد تھا اسی کی اولاد سے افریقہ میں اس وقت رؤسا سلیم بنوکعب ہیں اور بنویعہب بن بہثہ برادر نسبی بنوعوف بن بہثہ (از قبیلہ بنوسلیم) ابتدأ سدرہ، برقہ سے عدوہ کبیرہ تک پھیلے ہوئے تھے پھر عدوہ صغیرہ سے حدود اسکندریہ تک بڑھ گئے ان میں سے بنواحمد غربی حصہ میں رہتے تھے اور وہ حاجیوں کو لوٹ لیتے تھے ان کا تعلق شاخ سے ہے شاخ ایک بڑا قبیلہ ہے جو کثرت وغلبہ کے لحاظ سے اپنے دوسرے بھائیوں سے زیادہ ہے کیونکہ ان کے قبضہ میں سرسبز بلاد برقہ مثل مرج وطلمیثا دورنا وغیرہ ہیں اور مشرق میں غصبہ کبیرہ تک پھیلے ہوئے ہیں۔

بنوعزار: ان قبیلوں میں بنوعزار اور حبیب حکومت کر رہے تھے برخلاف اور بنوسلیم کے اس وجہ سے کہ وہ بڑے بڑے ملکوں پر قابض ہوئے جنہیں وہ سنبھال نہ سکے اور وہ ویران وخراب ہو گئے ان ممالک میں نہ تو سلطنت باقی رہی اور نہ حکومت کا نام و نشان رہا اس کے علاوہ کہ اب وہاں کے شیوخ حکمرانی کر رہے ہیں اور ان کے قبضہ میں تجارت پیشہ اور کاشتکاران یہود اور بربریوں کا ایک گروہ ہے رواحہ وفزارہ جو بلاد حبیب میں رہتے تھے وہ بھی قبیلہ غطفان سے ہیں اور یہ قوم عالیہ نجد میں خیبر کی جانب رہتی تھی ان میں سے بھی اب ان بلاد میں کوئی باقی نہیں رہا افریقہ میں ان کا ایک گروہ ضرور رہتا ہے جیسا کہ ذکر طبقہ رابعہ عرب میں ہم بیان کریں گے۔

بنوہوازن کی شاخیں: ہوازن بن منصور ایک بہت سی شاخوں والا قبیلہ ہے جس سے تین شاخیں نکلی ہیں اور وہ تمام بکر بن ہوازن سے منسوب ہوتے ہیں (۱) بنوسعد بن بکر (۲) بنومعاویہ بن بکر (۳) بنومنبہ بن بکر۔ بنوسعد بن بکر وہ ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پرورش پائی رضاعت کے لئے رہے آپ کو اسی قبیلہ میں سے حلیمہؓ بنت ابی ذؤب ابنِ عبداللہ بن الحرث بن سحنہ بن ناصرہ بن عصبہ بن نصر بن سعد نے دودھ پلایا تھا ان کی تین اولادیں تھیں (۱) عبداللہ (۲) انیسہ (۳) شیما۔ شیما قیدیاں ہوازن کے ساتھ گرفتار ہو کر آئی تھیں آنحضرت نے ان کی عزت کی اور ان کی قوم کی طرف انہیں واپس کر دیا۔

بنومنبہ: بنومنبہ بن بکر سے ثقیف ہیں اور یہ قسی بن منبہ کی نسل سے ہیں۔ بنوجہم بن ثقیف ہیں عثمان ابن عبداللہ بن ربیعہ بن صہیب بن الحرث بن مالک بن خطیط جنگ حنین میں اسلام کا علمبردار تھا حالت کفر میں اسی دن مارا گیا۔ اس کی اولاد سے سلیمان بن عبدالملک کے عہد میں حر بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عثمان امیر اندلس گزرا ہے۔

بنو ثقیف: بنو ثقیف سے بنو عوف اور بنو عوف سے بنو سعد ہیں انہی میں سے عتبان بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف ہے۔ جسے ثقیف نے ابو مکسورہ کے پاس ضماناً رکھا تھا اسی کے لڑکے عروہ بن مسعود بن معتب کی اولاد سے معتبؓ ہیں جنہیں آنحضرت نے دعوتِ اسلام کے لئے اس قوم کی طرف بھیجا تھا اور اس قوم نے انہیں شہید کر ڈالا تھا اور اسی کی اولاد سے حجاج بن یوسف بن الحکم بن ابی عقیل بن مسعود بن عامر بن معتب عبدالملک اور اس کے لڑکے ولید کی طرف سے عراقین کا والی تھا اور اسی خاندان سے یوسف بن عمر بن محمد بن عبدالحکم ہشام بن عبدالملک اور ولید بن یزید کی طرف سے عراقین کا والی تھا غرض کہ اس قوم کی ایک بڑی جماعت نے عراق و شام و یمن و مکہ کی حکمرانی کی ہے۔

بنو معتب: بنو معتب ہی سے غیلان بن مسلمہ ابنِ معتب ہے جو کسریٰ کے پاس وفد ہو کر گیا تھا اور بنو غیرہ بن عوف بھی اسی قبیلہ سے ہیں جس میں سے اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب بن علاج بن ابی سلمہ بن عبدالعزیٰ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف اور حرث بن کلدہ بن عمرو بن علاج (طبیب عرب) اور ابو عبیدہؓ بن مسعود بن عمرو بن عمیر بن عوف بن غبرہ صحابی ہیں (جو یوم جسر قادسیہ میں شہید ہوئے ہیں) اور ان کا لڑکا مختار بن ابی عبید ہے (جس نے کوفہ میں دعویٰ نبوت کیا تھا۔ یہ پہلے عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف سے کوفہ کا عامل تھا) اور ابو محجن بن حبیب بن عمرو بن عمیر ہے۔

طائف: الغرض بنو ثقیف طائف میں رہتے تھے طائف مکہ کے قریب ایک شہر سرزمین نجد میں واقع ہے پھر ثقیف اس کے شرق و شمال میں قبہ جبل پر (جو داج دلوج کے نام سے موسوم ہے) آباد ہوئے ایام جاہلیت میں یہ مقام عمالقہ کے قبضہ میں تھے ان کے بعد ثمود۔ وادی القریٰ میں آباد ہونے سے پہلے اس مقام پر سکونت پزیر ہوئے۔ یہی سبب ہے کہ ثقیف کی بابت یہ کہا جاتا ہے کہ یہ یادگار ثمود ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ عمالقہ کے بعد اس مقام پر عدوان اکبر آباد ہوئے اور ان پر ثقیف غالب آئے۔

سوق عکاظ و عرج: سہیلی نے ایسا ہی ذکر کیا ہے اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ ثقیف ہوازن کے متبعین سے ہیں اور بعضے انہیں ایاد سے شمار کرتے ہیں۔ مضافات طائف سے سوق عکاظ و عرج و عکاظ حجر یمن و حجاز کے درمیان واقع ہے ایام جاہلیت میں اس کا بازار ایک سال میں ایک بار ہوتا تھا جس میں اطراف و جوانب سے عرب آتے تھے۔

بنو معاویہ و بنو نصر: بنو معاویہ بن بکر ابنِ ہوازن کے بھی بہت سے قبیلے ہیں ان میں بنو نصر بن معاویہ (اسی قبیلہ سے ملکؓ بن سعد بن عوف ابنِ سعد بن ربیعہ بن یربوع بن داخلہ بن وہمان بن نصر تھے جو جنگ حنین میں مشرکوں کے سپہ سالار تھے اور اس کے بعد یہ ایمان لائے اور اچھے مسلمان شمار کئے گئے) اور بنو جشم بن معاویہ اور بنو سلول اور بنو مرہ بن صعصعہ بن معاویہ اور بنو عامر بن صعصعہ بن معاویہ ہیں۔ بنو جشم سے غزیہ (قبیلہ درید بن الصمۃ سے) ہیں جو تہامہ و نجد کے درمیان یمن سے شام تک آباد تھے اس قبیلہ کے رؤسا مغرب کی طرف چلے گئے اور اس وقت تک وہاں موجود ہیں جیسا کہ طبقہ رابعہ عرب میں ہم بیان کریں گے۔

بنو سلول: فی الحال اس مقام پر اس قبیلہ کے وہی لوگ آباد ہیں جن کا دولت و حکومت سے کچھ تعلق نہیں ہے بنو سلول اپنی ماں سلول کی طرف منسوب ہوئے یہ قوم عرب میں زیادہ آباد تھی اور اب بھی یہ قوم وہاں زیادہ ہے۔

بنو عامر کی شاخیں: بنو عامر بن صعصعہ عرب کے بڑے قبائل سے ہے اس کی چار شاخیں ہیں (۱) نمیر (۲) ربیعہ (۳)

ہلال (۴) سواۃ۔نمر بن عامر جمرات عرب سے شمار کیا جاتا ہے اس کی قوم کو جاہلیت اور اسلام میں کثرت وسطوت وعزت حاصل تھی یہ لوگ جزیرہ فرانیہ میں جا کر آباد ہوئے اور اس کے بلاد پر قابض ہو گئے جنہیں بنو عباس نے زمانہ حکومت المعتز میں قتل وقید کیا اب ان کے نشانات بھی ختم ہو گئے۔

بنو سواۃ: سواۃ بن عامر کی تمام شاخیں رباب ابن سواۃ سے ملتی ہیں اسی قبیلہ سے جابرؓ بن سمرہ بن جنادہ بن جندب بن رباب مشہور صحابی ہیں اور اسی رباب کے بطن سے افریقہ میں ایک قبیلہ ہے جو رباح بن ہلال کے ساتھ رہتا ہے اور اسی نسب سے مشہور جیسا کہ ہلال کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔

بنو ہلال: ہلال بن عامر بھی کثیر البطون قبیلہ ہے جاہلیت میں یہ قوم نجد میں رہتی تھی پھر زمانۂ جنگ قرامطہ میں مصری علاقے میں جا کر آباد ہو گئے کچھ عرصہ بعد افریقہ کی طرف چلے گئے پھر بنو سلیم کی چھیڑ چھاڑ سے تنگ ہو کر غرب میں نوبہ وقسطنطنیہ کے درمیان بحر محیط تک آباد ہو گئے ہلال کے پانچ لڑکے شعبہ' ناشرہ' نہیک' عبد مناف' عبداللہ تھے ہلالی شاخیں انہیں پانچ لڑکوں کی جانب منسوب ہوتی ہیں بنو عبد مناف سے جناب زینب ام المومنینؓ بنت خذیمہ بن الحرث بن عبداللہ بن عمرو بن عبداللہ بن عبد مناف اور بنو عبداللہ سے جناب میمونہ ام المومنینؓ بنت الحرث بن حزن بجیر بن ہرم بن رویبہ بن عبداللہ ہیں ابن حزم لکھتا ہے کہ بطون بنو ہلال سے بنو قرۃ اور بنو نجبہ ہیں (جو مصر وافریقہ کے درمیاں میں رہتے ہیں) اور بنو حرب (جو حجاز میں ہیں) اور بنو رباح ہیں (جنہوں نے افریقہ میں فساد وفتنہ برپا کیا تھا)

بنو ربیعہ بن عامر: بنو ربیعہ بن عامر بھی کثیر البطون قبیلہ ہے اس کے تین لڑکے عامر' کلاب' کعب تھے انہی تین لڑکوں سے تمام بنو ربیعہ بن عامر کی شاخیں نکلی ہیں۔ یہ پہلے نجد میں رہتے تھے پھر شام کی طرف چلے گئے نور اسلام کے پھیلتے ہی دور دراز ممالک میں یہ بھی منتشر ہو گئے چنانچہ اب نجد میں کوئی اس قبیلہ کا باقی نہ رہا۔ عامر بن ربیعہ سے بنو البکاء یعنی ربیعہ بن عامر بن ربیعہ (جس کا لڑکا حدج زہیر بن جذیمہ عیسیٰ کے قتل میں خالد بن جعفر بن کلاب کا شریک تھا) اور بنو ذی السہین معاویہ بن عامر بن ربیعہ (یعنی ذوالجد عوف بن عامر بن ربیعہ) اور بنو فارس الضحیا عمرو بن عامر ابن ربیعہ ہیں جس سے خداش بن زہیر بن عمرو (جو شہسواران وشاعران جاہلیت میں مشہور تھا) بنو کلاب ابن ربیعہ سے جو وحید بن کعب بن عامر بن کلاب اور بنو ربیعۃ المجنون ابن عبداللہ بن ابی بکر بن کلاب اور بنو عمرو بن کلاب ہیں۔

بنو کلاب: ابن حزم لکھتا ہے کہ اسی قبیلہ سے بنو صالح بن مرداس امراء حلب اور بنو کلاب سے بنو رواس (اس کا نام حرب بن کلاب تھا) اور بنو جناب (اس کا نام معاویہ بن کلاب تھا اسی خاندان سے شمر بن ذی الجوشن بن اعور بن معاویہ قاتل جناب حسین ابن علی رضی اللہ عنہ) ہے اور اسی کی اولاد سے صھیل بن حاتم بن شمر (وزیر عبدالرحمٰن بن یوسف فہری امیر اندلس تھا) اور بنو جعفر بن کلاب ہیں (جس سے عامر بن طفیل بن مالک بن جعفر اور اس کا چچا ابو عامر بن مالک اور ربیعہ بن مالک اور تبع المعتبرین اور اکا باپ بلید بن ربیعہ شاعر مشہور ہے) یہ قوم پہلے مدینہ وفدک کی طرف مقام ربذہ میں رہتی تھی پھر وہاں سے منتقل ہو کر شام کی طرف چلی آئی اور جزیرہ فراتیہ پر قبضہ کر لیا حلب اور اکثر بلاد شام پر قابض ہو گئی۔

بنو صالح: بنو صالح بن مرداس بلاد کے حکمران رہے کچھ روز بعد جب ان میں حکومت کی قوت باقی نہ رہی تو ان عرب کے سایہ امن میں قیام پذیر ہوئے جو شام میں حکمرانی کے لئے منتخب کئے گئے تھے ابن سعید کہتا ہے کہ اسلام میں ان کی حکومت یمامہ میں تھی۔

بنو کعب: بنو کعب بن ربیعہ کی بہت سی شاخیں ہیں چنانچہ اس سے حریش بن کعب جس سے مطرفؓ بن عبداللہ بن شخیر بن عوف بن وقدان بن حریش مشہور صحابی ہیں اور بروایت بعض لیلیٰ بھی ہے اور قیسؓ بن عبداللہ بن عمرو بن عدش بن ربیعہ بن جعدہ شاعر و مادح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن الحشرج بن اشہب بن ورد بن عمرو بن ربیعہ ابنِ جعدہ نے کہا ہے جو فارس پر ابنِ زبیر میں غالب آیا تھا اور اس کی ماں کا چچا زیاد بن اشہب جو جناب علیؓ کی خدمت میں آیا تھا اس غرض سے کہ آپ سے اور معاویہؓ سے صلح ہو جائے اور مالک بن عبداللہ بن جعدہ ہیں۔

بنو قشیر: اور بنو قشیر بن کعب ہیں جس سے مرہؓ بن ہبیرہ بن عامر بن مسلمۃ الخیر بن قشیر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور آپ نے ان کو ان کی قوم سے صدقات وصول کرنے کا متولی مقرر کیا تھا اور کلثومؓ بن عیاض بن رصوح بن اعور ابنِ قشیر والی افریقہ اور اس کا برادرزادہ بلخ بن بشر ہے اور بنو قشیر میں سے خراسان میں بعض بعض عمائدین منسوب کئے جاتے ہیں چنانچہ ابوالقاسم قشیری صاحب رسالہ اور بنو رشیق (جس سے عبدالرحمٰن بن رشیق والی اندلس ہے) اور اسی سے صمۃ بن عبداللہ (از شعراء حماسہ) ہے اور نیز کعب بن ربیعہ سے بنو عجلان بن عبداللہ بن کعب اور ان کا شاعر تمیم بن مقبل اور بنو عقیل بن کعب ہیں۔

بنو عقیل: بنو عقیل بن کعب خود بھی کثیر البطون ہے ان میں سے بنو المنتفق بن عامر بن عقیل اور المنتفق کی اولاد سے وہ عرب ہیں جو غرب میں خلط کے نام سے مشہور ہیں علی بن عبدالعزیز جرجانی تحریر کرتا ہے کہ خلط بنو عوف و بنو معاویہ پسران منتفق بن عامر بن عقیل ہیں۔ ابنِ سعد کہتا ہے کہ بنو منتفق بصرہ و کوفہ کے درمیان رہتے تھے ان میں سے امارت و حکومت بنو معروف کے قبضہ میں تھی میرا خیال یہ ہے کہ مغرب میں ان دنوں خلط اعداد جشم میں شمار کئے جاتے ہیں اور بنو عقیل بن کعب سے بنو عبادہ بن عقیل ہیں (جس سے اخیل یعنی کعب بن الرحال بن معادہ بن عبادہ ہے اور اسی کے اعقاب سے لیلیٰ اخیلیہ بنت حذیفہ بن سداد بن الاخیل ہے) ابنِ قتیبہ نے لکھا ہے کہ قیس بن الملوح المجنون اسی قبیلہ سے ہے۔

بنو عبادہ: بنو عبادہ اس وقت بروایت ابنِ سعید جزیرہ فراتیہ کے اس حصہ میں آباد ہیں جو عراق سے ملا ہوا ہے اس قوم کو گزشتہ زمانہ میں ایک گونہ قوت اور غلبہ حاصل رہا ہے اور پانچویں صدی کے وسط میں اس قوم سے قریش بن بدران بن مقلد موصل و حلب پر قابض ہو گیا تھا اس کے بعد اس کا لڑکا مسلم بن قریش ملقب بہ شرف الدولہ حکمران ہوا اور حکومت و دولت اسی مسلم بن قریش کی اولاد میں رہی یہاں تک کہ اس خاندان سے حکومت و دولت جاتی رہی ابنِ سعد کہتا ہے کہ فی الحال اس خاندان کے کچھ لوگ الجاز اور زاب کے درمیان قیام پذیر ہیں جنہیں عرب شرف الدولہ کے لقب سے یاد کرتے ہیں والی موصل ان کی عزت کرتا ہے لیکن ان کی تعداد نہایت کم ہے تقریباً ایک سو سواروں سے زیادہ نہ ہوں گے۔

بنو خفاجہ: نیز بنو عقیل بن کعب سے خفاجہ بن عمرو بن عقیل ہیں جو فی زمانہ عراق و جزیرہ کی طرف چلے گئے ہیں اور بادیہ عراق میں آزادانہ زندگی بسر کر رہے ہیں اور بنو عامر بن عقیل سے بنو عامر بن عوف بن مالک بن عوف ہیں یہ قوم بنو المنتفق کی نسبی بھائی ہے اطراف بصرہ میں رہتی تھی بحرین پر بنو ابوالحسن کے بعد انہوں نے بزور قوت قبضہ کر لیا۔ ابنِ سعد کہتا ہے کہ اس قوم نے بنو کلاب سے ارض یمامہ بھی چھین لیا تھا ان کی حکومت ساتویں صدی کے وسط میں تھی۔ واللہ اعلم بالصواب

شجرۂ انساب بنو قیس بن مضر

بنوالیاس بن مضر: الیاس بن مضر کے تین لڑکے مدرکہ' طانجہ' قمعہ تھے ان کی ماں بنو قضاعہ کی ایک عورت خندف نامی تھی اس کی طرف تمام اولادِ الیاس منسوب ہوئی۔ بطون قمعہ سے اسلم وخزاعہ ہیں اسلم بنو افصیٰ بن عامر بن قمعہ اور خزاعہ بن عمرو بن عامر بن لحی یعنی ربیعہ ابن عامر بن قمعہ کو کہتے ہیں عمرو بن لحیی پہلا وہ شخص ہے جس نے دین اسمٰعیلؑ کو ترک کر کے بت پرستی کی بنا ڈالی اور عرب کو بت پرستی کی طرف مائل کیا اسی کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''میں نے دیکھا کہ عمرو بن لحیی کی آنتیں آگ میں گھسیٹی جاتی تھیں''۔ یہ قوم اطراف مکہ مقام مرالظہران میں رہتی تھی اور قریش کے حلفاء میں تھی عام حدیبیہ پر زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ لوگ قریش کے حلفاء میں داخل کئے گئے یہ لوگ ان میں سے تھے جن پر قریش نے مصالحت کی تھی پھر ان لوگوں نے بدعہدی کی آپ نے قریش پر حملہ کر کے مغلوب کر دیا اور مکہ کو فتح کر لیا یہی سال عام الفتح کے نام سے موسوم ہے بعضے کہتے ہیں کہ یہ خزاعہ بنو غسان سے بنو حارثہ بن عمرو بن مزیقیا کی اولاد میں ہیں جس وقت غسان شام کی طرف جا رہے تھے یہ لوگ ان سے علیحدہ ہو کر مرالظہران میں ٹھہر گئے حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔

بنوکعب کی تولیت: قریش کے پہلے بیت الحرام کی تولیت قبیلۂ خزاعہ میں بنوکعب بن عمرو بن لحی کے قبضہ میں تھی یہاں تک کہ حلیل بن حبشیہ بن سلول متولی ہوا یہ وہی شخص ہے جس نے تولیت بیت الحرام کی وصیت قصی بن کلاب کے حق میں کی تھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی کنیت ابوغبشان تھی حلیل کا بیٹا اور محترش نام تھا اس نے کعبہ کو ایک مشک شراب کے عوض فروخت کیا تھا واللہ اعلم اسی حلیل بن حبشیہ کی اولاد سے کوذ بن علقمہ بن ہلال بن حربیہ بن عبدفہم بن حلیل تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بوقتِ ہجرت تعاقب کیا تھا اور غار تک آپ کے تعاقب میں گیا تھا لیکن مکڑیوں کے جالے اور کبوتروں کے انڈے دیئے ہوئے دیکھ کر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

بنوخزاعہ کی شاخیں: خزاعہ کی بہت سی شاخیں ہیں جن میں بنو مصطلق بن سعد بن عمرو بن لحی اور بنوکعب بن عمرو (جس میں سے عمرانؓ بن الحصینؓ (صحابی) اور سلیمان بن صرد اور مالک بن ستیم نقیب بنوعباس ہیں) اور بنوعدی بن عمرو (جس میں سے جویریہ بنت الحارث ام المومنینؓ) اور بنو ملیح بن عمرو (جس میں سے طلحۃ الطلحات یعنی ابن عبدالرحمٰن بن الاسواد بن عامر بن عمیر بن مخلد بن سبیع بن خثعمہ بن سعد بن ملیح کے ہے) اور بنوعوف بن عمرو ہیں اور برادران خزاعہ سے بنو افصی بن عامر ابن قمعہ اور بنو مالک بن افصی اور ماثان بن افصی ہے۔ اسلم سے سلمہؓ بن الاکوع صحابیؓ اور وعیل اور بنو شیص شاعر اور محمد ابن الاشعث سپہ سالار بنوعباس ہے اسی قبیلہ سے مالک بن سلیمان ابن کثیر۔ دعات بنوعباس میں سے تھا جسے ابومسلم نے قتل کیا ہے۔

بنوطانجہ کی شاخیں: طانجہ کی بہت سی شاخیں ہیں ان میں سے مشہور تر منبہ' رباب' مزینہ تمیم ہیں ان کے علاوہ اور شاخیں مثل صوفہ ومہارب کے وہ تمیم ہی کے نسبی بھائی کہے جاتے ہیں۔ بنوتمیم بن مرہ اد بن طانجہ کی نسل سے ہے یہ لوگ سرزمین نجد میں بصرہ سے یمامہ تک دائرہ کی صورت میں آباد تھے پھر یہ پھیل کر عذیب تک ارض کوفہ پہنچ گئے فی زمانہ اس قوم کا بھی نشان نہیں پایا جاتا ان کے مقبوضات پر ان دنوں مشرق میں غزیہ (طے سے) اور خفاجہ (بنو عقیل بن کعب سے) قابض ہیں۔

بنوتمیم: بنوتمیم کثیر البطون قبیلہ ہے اسی سے (۱) حارث بن تمیم (جس کی طرف مسیب بن شریک فقیہ منسوب کئے جاتے ہیں) (۲) بنوعنبر جس میں فقیہ زفر ابنِ ذہیل بن قیس بن مسلم بن قیس بن مکمل بن ذہل بن ذوئب بن جذیمہ بن عمرو بن جحور بن

جندب بن عنبر تلمیذ امام ابوحنیفہ اور فاضل عامر بن عبد قیس بن ثابت بن بشامہ بن حذیفہ بن معاویہ بن الجون بن کعب بن جندب اور ربیعہ بن رفیع بن سلمہ بن محلم بن صلاۃ بن عبدہ بن عدی بن جندب ہیں) (۴) بنو ھبیحج بن عمرو بن تمیم۔

بنو اسید: (۱) بنو اسید بن عمیر (جس میں ابو ہالہؓ ہند بن زرارہ ابن نباش بن عدی بن نمیر بن اسید مشہور صحابی اور حنظلہؓ بن ربیع بن صیفی بن ریاح بن الحرث بن مخاش بن معاویہ بن شریف بن جردہ بن اسید کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اکثم بن صیفی بن ریاح اور یحییٰ ابنِ اکثم مامون الرشید کا قاضی صیفی بن ریاح کی نسل سے ہے۔)

بنو مالک: (۵) بنو مالک بن عمرو بن تمیم (جس میں نصر بن شمیل بن خرشہ بن یزید بن کلثوم بن عبدہ بن زہیر بن عروہ بن جمیل بن حجر بن خزاعی بن مازن بن مالک نجومی محدث اور سلم بن احوز بن اربد بن محرز بن لای بن سہل بن جناب بن حجبہ بن کابیہ بن حرقوص ابنِ مازن بن مالک کا قاتل یحییٰ بن زید بن زید العابدین وقاتل آل مہلب ہے)

بنو عمرو: (۶) بنو عمرو بن العلاء بن عمار بن عدنان بن عبیداللہ بن حصے بن الحرث حلیھم بن خزاعی بن مازن بن مالک (۷) بنو الحرث بن عمرو بن تمیم (۸) بنو امرءالقیس بن زید مناۃ بن تمیم (اسی قبیلہ سے زید بن عدی بن زید بن ایوب بن مخوف بن عامر بن عطیہ بن امرالقیس وزیر نعمان بن سعد والی جبر تھا) (۹) بنو سعد بن زید مناۃ بن تمیم (۱۰) بنو منقر بن عبید بن مقاعس بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ (اسی قبیلہ سے قیس بن عاجم بن سنان خالد بن منقر تھے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کی قوم سے صدقات وصول کرنے کے لئے مقرر فرمایا تھا (۱۱) بنو عوف بن کعب بن سعد بن زید مناۃ (اس سے بنو بہدلہ بن عوف ہیں) (۱۲) بنو حرث اعرج بن کعب بن سعد بن زید مناۃ (۱۳) بنو مالک بن سعد بن زیدہ مناۃ۔

بنو ربیعہ و بنو حنظلہ: (۱۴) بنو ربیعہ بن مالک بن سعد بن زید مناۃ (اسی قبیلہ سے عروہ بن جریر بن عامر بن عبد ابنِ کعب بن ربیعہ پہلا خارجی ہے جس نے یوم صفین کہا تھا لاحکم الا اللہ (۱۵) بنو حنظلہ بن مالک بن کعب بن سعد بن زید مناۃ ہیں۔ بنو حنظلہ سے بنو عمرو، ظلم، غالب، کلبہ، قیس ہیں اور قیس ہی سے حنابی بن الحرث ارطاۃ بن شہاب بن عبید بن جناول بن قیس اور ابنِ عمیر بن حنابی ہے جس نے حجاج کو قتل کیا تھا۔ بنو حنظلہ ہی سے بنو ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ اور یربوع بن حنظلہ سے بنو الحرث ہیں اسی قوم سے زبیر بن ماحور سردار خوارج اور اس کے بھائی عثمان وعلی ہیں۔

بنو بشیر: یہ لوگ بنو بشیر بن یزید ملقب بہ ماحور بن الحرث بن ساحق بن الحرث بن سلیط بن یربوع کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور یہ سب امراء ازارقہ ہیں۔ بنو کلیب، یربوع بن حنظلہ میں شمار کئے جاتے ہیں اسی قبیلہ سے جریر شاعر ابنِ عطیہ بن خطفی ہے اس کا نام حذیفہ بن بدر بن سلم بن عوف بن کلیب ہے۔ بنو عنز اور بنو ریاح بھی یربوع بن حنظلہ کی طرف منسوب ہیں اور مالک بن حنظلہ کی طرف بنو دارم کی نسبت کی جاتی ہے۔

بنو نہشل: بنو نہشل بن دارم بن حازم بن جزیمہ بن عبداللہ بن حنظلہ سے نصلہ بن حدثنا بن حدثان بن مطلق بن عقال اصحر بن نہشل بنو عباس کا کوتوال اور بنو مجاشع بن دارم سے اقرع بن حابس بن عقال بن محمد بن سفیان بن مجاشع اور فرزدق بن غالب بن صعصعہ بن ناجیہ بن عقال اور حتاتؓ بن یزید بن علقمہ ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ بن ابی سفیانؓ کا بھائی چارا کرا دیا تھا اور بنو عبداللہ بن دارم سے منذر بن ساوی بن عبداللہ بن زید بن عبد مناۃ ابنِ دارم اور بنو غرس بن زید بن عبداللہ بن دارم سے حاجب بن زرارہ بن غرس اور اس کا لڑکا عطارد اور اس کی اولاد ہے اس قوم نے نسلی ترقی کی

اوران کے پاس امارت ودولت بھی تھی۔

بنومزینہ: بنومزینہ مر بن اوبن طانجہ بن الیاس کی نسل سے ہیں اس کے ایک لڑکے کا نام عثمان اور دوسرے کا اوس ہے چونکہ ان کی ماں کا نام مزینہ تھا اس وجہ سے مر کے دونوں لڑکے مزینہ کی طرف منسوب کر دیئے گئے اس قوم سے زہیر بن ابی سلمی (یعنی ربیعہ بن ابی ریاح بن فرہ بن الحرث بن مازن بن خلاد بن ثعلبہ بن ثور بن ہرمہ بن لاظم بن عثمان یکے از شعراء ستہ جاہلیہ) اوراس کے دونوں لڑکے بجیر وکعبؓ (جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی تھی) اور نعمانؓ بن مقرن ابن عامر بن صبح بن ہجیم بن نصر بن حبشیہ بن کعب بن عفرار بن ثور بن ہرمہ اوراس کا بھائی سویدؓ جو جنگ نہاوند میں مارا گیا اور معقلؓ بن یسار بن عبداللہ بن معیر بن حراق بن لابی بن کعب ابن عبد ثور مشہور صحابیؓ ہیں۔

رباب: رباب عبدمناۃ بن اد بن طانجہ کی طرف نسباً منسوب ہوتے ہیں۔ تمیم عدی عوف ثور اس کی اولاد سے ہیں یہ قوم رباب اس وجہ سے کہلائی جاتی ہے کہ یہ لوگ بنوضبہ کے حلف میں شریک جماعت ہوئے تھے مقام دہنا جوار بنوتمیم میں رہتے تھے لیکن فی زمانہ یہ بھی معدوم الآثار ہو گئے۔

بنوتمیم: بنوتمیم بن عبدمناۃ سے مستورد بن علقمہ بن قریش بن صباری بن تشبہ بن ربیع بن عمرو بن عبداللہ بن لوی بن عمرو بن الحرث ابن تمیم خارجی (جسے معقل بن قیس ریاح نے امارت مغیرہؓ بن شعبہ میں قتل کیا ہے) اور ابن باخمہ ورد بن مجالد بن علقمہ (ابوعبدالرحمٰن بن ملجم کے ساتھ شریک شہادت جناب علی کرم اللہ وجہہ تھا) اور قطام بنت بہنہ بن عدی ابن عامر بن عوف بن ثعلبہ بن سعد بن ذہل بن تمیم خارجیہ ہے جس کا عقد عبدالرحمٰن بن ملجم کے ساتھ ہوا تھا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا مہر جناب امیر علیہ السلام کا شہید کرنا تھا۔ واللہ اعلم قطام کوخود اس کے باپ اور چچا نے یوم نہروان میں قتل کیا تھا۔

بنوعدی: اور بنوعدی بن عبدمناۃ سے ذوالرمہ شاعر (یعنی غیلان بن عتبہ بن بہسن بن مسعود بن حارثہ بن عمر بن ربیعہ بن ساعد بن عوف بن ثعلبہ بن ربیعہ بن ملکان بن عدی اور بنوثور ابن عبدمناۃ سے سفیان ثوری (یعنی سفیان بن سعید بن مسروق بن حبیب بن رافع بن عبداللہ بن منقر بن نصر بن الحارث بن ثعلبہ بن عامر بن ہلکان بن ثور) اوران کے بھائی عمرو ومبارک وربیع بن خشیم فقیہ ہیں۔

ضبہ: ضبہ اد بن طانجہ کی نسل سے ہیں سرزمین نجد میں تہامہ کے شمال جانب جوار بنوتمیم میں رہتے تھے عہد حکومت اسلامیہ میں عراق چلے آئے اسی مقام پر متنبی شاعر مارا گیا اسی قوم سے ضرار بن عمرو ابن مالک بن زید بن کعب بن بجالہ بن ذہل بن مالک بن بکر بن اسعد بن غمر ہے جو جاہلیت میں بنوضبہ کا سردار تھا اس کے بعد سرداری اسی کے خاندان میں رہی اس کے اٹھارہ لڑکے تھے جو اس کے ساتھ جنگ قرمیں لڑنے کے لئے آئے تھے اور علی کے مدمقابل عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے ہمراہ جنگ جمل میں تھے اسی کی نسل کے قاضی ابوشرمہ عبداللہ ابن شعبۃ بن طفیل بن حسان بن منذر بن ضرار بن عنبسہ بن اسحاق بن شمر بن علس ابن عنبسہ بن ثعبہ بن عتبر بن عامر بن حباب بن حسل بن بجالہ ہے جس کا ذکر سپہ سالاران بنوعباس میں آئے گا عہد حکومت خلیفہ متوکل نصر کا گورنر ہوا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ ویلم بنوباسل بن ضبہ بن اد کی اولاد سے ہیں۔ واللہ اعلم

صوفہ: صوفہ غوث بن مر بن اد کے سلسلہ میں ہیں ان کا زمانہ اقبال جاہلیت ہی میں ختم ہو گیا ان کی جگہ آل صفوان بن شجنہ بنو سعد بن زید بن مناۃ بن تمیم حکمران ہوئے۔

مدرکہ ابن الیاس: مدرکہ ابن الیاس نہایت عظیم الشان کثیر البطون قبیلہ ہے اس کے اعظم ترین قبائل میں سے ہذیل،

قارہ‘ اسد‘ کنانہ‘ قریش ہیں۔ بنو ہذیل‘ ہذیل بن مدرکہ بن الیاس کی نسل سے ہیں طائف کے قریب جبل غزوان میں رہتے تھے۔ اس کے اسفل میں نجد کی طرف اور مقام تہامہ میں مکہ و مدینہ کے درمیان اکثر مقامات ان کے قبضہ میں تھے ان میں رجیع و بیر معونہ ہیں اس سے دو شاخیں نکلی ہیں (۱) سعد بن ہذیل (۲) لحیان بن ہذیل۔ پس سعد بن ہذیل سے ابوبکر شاعر اور حطیہ (جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے) اور عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمغ بن فاد ابن مخزوم بن صاہلہ بن الحارث بن تمیم بن سعد (مشہور صحابیؓ) اور ان کے دونوں بھائی عتبہ و عمیس اور ان کے لڑکے عبدالرحمٰن و عتبہ و مسعودی مشہور مؤرخ ابنِ اعتبہ ہیں مسعودی کا نام علی ہے حسین بن علی بن عبداللہ بن زید بن عتبہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کے لڑکے ہیں اور ان کے بھائی عتبہ سے عتبہ بن عبیداللہ بن زید بن عتبہ مدینہ منورہ کے مشہور فقیہہ ہیں۔ یہ لوگ عہدِ اسلام میں ممالک اسلامیہ میں منتشر ہو گئے اب اس قوم کا کوئی بطن باقی نہ رہا۔ ہاں افریقہ میں ان کا ایک قبیلہ ہے جو اطراف باجہ میں شاہی لشکر میں عہد ہائے جلیلہ سے ممتاز ہے۔

بنو اسد: بنو اسد اسد بن خزیمہ بن مدرکہ سے ایک وسیع قبیلہ ہے سرزمین نجد سے متصل کرخ‘ طے کی ہمسائیگی میں رہتے تھے اور بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ پہلے بلادِ طے بنو اسد کے قبضہ و تصرف میں تھے پھر جب وہ یمن سے نکلے تو انہوں نے انہیں مغلوب کر کے اجاد سلمیٰ پر قبضہ کر لیا اور ان کے پڑوس میں آباد ہو گئے۔ اس کے بعد بنو اسد مختلف ممالک میں ایسے متفرق ہو گئے کہ اب ان کا کوئی قبیلہ باقی نہیں رہا ابنِ سعید کہتا ہے کہ ان کے بلاد اب طے کے قبضہ میں ہیں۔

بنو کاہل اور بنو غنم: اس کثیر البطون قبیلہ سے بنو کاہل (قاتل حجر بن عمرو بادشاہ پدر امراء القیس) اور بنو غنم بن دودان بن اسد (اسی قبیلہ سے عبیداللہ بن جحش بن روباب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کثیر بن غنم جو مسلمان ہوا تھا پھر نصرانی ہو گیا اور حالت نصرانیت ہی میں مر گیا اور اس کی بہن زینب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اور عکاشہؓ بن محصن بن حدثان بن قیس بن مرہ بن کثیر مشہور صحابیؓ ہیں۔

بنو ثعلبہ بن دودان: بنو ثعلبہ بن دودان بن اسعد (جس سے کمیت شاعر ابن زید بن الاخنس بن ربیعہ بن عبدالقیس بن الحرث بن عروہ بن مالک بن سعد بن ثعلبہ اور ضرار بن الازور یعنی مالک بن اولیس بن خزیمہ بن ربیعہ بن مالک بن ثعلبہ قاتل مالک بن نویرہ اور حضرمی بن عامر بن مجمع بن موالتہ بن ہمام بن صحب بن القیس بن مالک وغیرہ ہیں) اور بنو عمر بن قعید (قعین) بن الحارث بن ثعلبہ بن دودان ہیں (اسی قبیلہ سے طماح بن قیس بن طریف بن عمرو بن قعید جو قیصر کے پاس امراء القیس کے قتل کا کوشاں ہوا تھا اور طلیحہ بن خویلد بن نوفل بن نضلۃ بن الاشتر بن حجران بن فقعس بن طریف بن عمرو ہے جو پہلے کاہن تھا اور نبوت کا دعویٰ کیا تھا پھر اس کے بعد ایمان لایا۔ ان شاخوں کے علاوہ بنو اسد میں اور بھی شاخیں ہیں جنہیں ہم طوالت کے خیال سے ترک کرتے ہیں۔

بنو زہرہ: قارہ و عضل‘ ہون بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس کی نسل سے بنو اسد کے بھائی ہیں بنو زہرہ قریش کے حلفاء میں تھے۔

بنو کنانہ: بنو کنانہ‘ کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ کی نسل سے بنو اسد کے نسبی بھائی ہیں یہ اطراف مکہ میں رہتے تھے یہ قبیلہ بھی کثیر البطون ہے ان میں مشہور و معروف تر قریش ہے اور نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہیں جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا اس کے بعد بنو عبد مناۃ بن کنانہ اور بنو مالک بن کنانہ ہے بنو عبد مناۃ سے بنو بکر و بنو عمرو و بنو الحرث اور بنو عامر ہیں پھر بنو بکر سے بنو لیث اسی

سے بنومواح بن یعمیر (یعنی شداخ بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث اور اسی سے صعبؓ بن جثامہ بن قیس بن شداخ مشہور صحابیؓ اور شاعر عروۃ بن اونیہ بن یحییٰ بن مالک بن الحرث بن عبداللہ بن شداخ ہے) اور بنوشجع بن عامر بن لیث بن بکر (اسی قبیلہ سے ابوواقد لیثیؓ صحابی یعنی حرث بن عوف بن اسید بن جابر بن عدیدہ بن عبدمناۃ بن شجع ہیں) اور بنوسعد بن لیث بن بکر (جس سے ابوطفیل بن عامر بن واثلہ بن عبداللہ بن عمرو بن جابر بن حمیس بن عدی ابن سعد اور واثلہ بن الاسقع بن عبدالعزیٰ بن عبد یالیل بن ناشب بن عبدہ بن سعد مشہور صحابیؓ ہیں ابوالطفیل عامر وہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں میں سے آخر میں رہ گئے تھے) ۱۰۷ھ[1] میں ان کا انتقال ہوا۔

بنوجذرع: بنوجذرع بن بکر بن لیث بن بکر ہیں (اسی قبیلہ سے امیر خراسان نصر بن سیار بن رافع بن عدی بن ربیعہ بن عامر بن عوف بن جندرع اور رافع بن لیث بن نصر ہے جو زمانہ الرشید میں بنوامیہ کا ہواخواہ سمرقند میں تھا)

بنوعبدمناۃ: بنوعبدمناۃ سے بنوعریج بن بکر بن عبدمناۃ اور بنوالدیل بن بکر (اسی قبیلہ سے اسود بن زرق بن یعمیر بن نافشہ بن عدی بن الدیل جس کے سبب سے مکہ فتح ہوا تھا اور ساریہ بن زنیم بن عمرو بن عبداللہ بن جابر بن محجنۃ بن عبد بن عدی ابن الدیل جو عراق میں کفار سے لڑ رہے تھے اور انہیں عمرؓ نے مدینہ سے آواز دی تھی جیسا کہ مشہور ہے اور ابوالاسود واضع علم یعنی ظالم بن عمرو بن سفیان بن عمرو بن جندب بن یعمر بن جلیس بن نافتہ بن عدی وغیرہم ہیں۔

بنوضمرہ: اور بنوضمرہ بن بکر ہیں اور ضمرہ سے غفار بن یمیل بن ضمرہ جو خود ایک بہت بڑا قبیلہ ہے۔ (اسی قبیلہ سے ابوذر غفاریؓ صحابی یعنی جندب بن جنادہ بن سفیان بن عبیدہ بن حرام بن غفار اور ام کلثومؓ بن الحصین بن خالد بن معیسیر بن بدر بن خمیس بن غفار ہیں جنہیں فتح مکہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خلیفہ و نائب مقرر فرمایا تھا)

بنومدلج: اور بنومدلج بن مرہ بن عبدمناۃ سے سراقہ بن مالک بن حبشہ بن مالک بن عمرو بن مالک بن تیم بن مدلج ہے جو قریش کی تحریک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں ہجرت کے وقت روانہ ہوا تھا اس غرض سے کہ وہ آپ کو واپس لائے لیکن اللہ جل شانہ کے افضال سے ناکام ہو کر واپس ہوا اور بنوعامر بن عبدمناۃ سے بنومساحق بن الاقرم بن جذیمہ بن عامر ہیں جنہیں مقام عمیصا میں خالدؓ بن ولید نے قتل کیا ہے۔

بنوحارث: اور بنوالحارث بن عبدمناۃ سے حلیس بن علقمہ بن عمرو بن الاوقح بن عامر بن جذیمہ بن عوف بن الحارث ہے جس نے قریش کے ساتھ حلف احابیش منعقد کیا تھا اور اس کا بھائی تیم وہ ہے جس نے ان کے ساتھ حلف قارہ کا عقد کیا تھا۔

بنوفراس: اور بنوفراس بن مالک بن کنانہ سے فارس العرب ربیعہ بن المکدم بن عامر بن خویلد بن جذیمہ بن علقمہ بن جندل الطعان بن فراس ہے اور بنوعامر بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک ابن کنانہ سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے جاہلیت میں مہینے تبدیل کرنے کا رواج دیا اول جس شخص نے تبدیلی ماہ کو رواج و ایجاد کیا وہ یمیر بن ثعلبہ بن الحارث ہے اسی قبیلہ سے رماحس بن عبدالعزیز بن رماحس بن الرسارس بن واقد بن وہب بن ہاجرہ بن عرب بن وائلہ بن الفاکہ بن عمرو بن حارث ہے جسے خلیفہ عبدالرحمٰن نے جس وقت وہ اندلس میں داخل ہوا تھا جزیرہ وشدونہ کا گورنر مقرر کیا تھا پھر جب اس نے خلیفہ عبدالرحمٰن سے بغاوت کی تو خلیفہ نے اس پر حملہ کیا یہ بھاگ کر عدوہ کی طرف گیا اور وہیں مر گیا۔ اندلس میں اسکی بہت اولاد تھی دولت امویہ میں ان کے نمایاں کارناموں کے آثار بکثرت پائے جاتے ہیں سواحل افریقیہ میں بھی عبیدیوں سے اکثر یہ لڑتے رہے۔

---

[1] ان کے سن وفات میں اختلاف ہے حافظ ابن حجر نے ۱۱۰ اور ابن ہمام نے ۱۰۷ بیان کئے ہیں ان کے علاوہ ابوالبداح صحابی نے ۱۱۷ میں انتقال فرمایا اس لحاظ سے وہ آخری صحابی ہیں۔

شجرۂ انساب بنوالیاس بن مضر

عدنان
معد
نزار
مضر
الیاس

قمعہ
لحی
عامر
عمرو
بنو خزاعہ
عامر
افصی
بنو اسلم

طانجہ
اد
عبد مناۃ
الرباب
ضبہ
سعید
ثعلبہ
مر
تمیم
بنو مزینہ
غوث
زید مناۃ
عمرو
حرث
کعب
عنبر
مالک
سعد
کعب
عوف
عطارد
بہدلہ
عمرو
مقاعس
عبید
منقر
مالک
حنظلہ
ربیعہ
مالک
دارم
مجاشع
یربوع
غبر
حرث

مدرکہ
بنو ہذیل
خزیمہ
اسد
قارہ
کنانہ
بنو نضر
ملک
فراس
عبد مناۃ
حرث
ثعلبہ
عامر
بنو سعد
جذع
لیث
بکر
ضمرہ
ملیل
غفار
عامر
مجمع
کعب
عوف
یعمر
ملوح
جذیمہ
اقرم
ساحق

باب ۲۸:

قریش

فہر بن مالک: فہر بن مالک بن نضر کی اولاد کو قریش[1] کہتے ہیں اور نضر ہی سب سے پہلے قریش کے نام سے موسوم ہوا ہے بعضے اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ تقرش (یعنی تجارۃ) کی وجہ سے قریش کے لقب سے مشہور ہوا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ قریش قرش کا مصغر ہے اور قریش کے معنی ہیں (ایک جانور دریائی ہے جو دوسرے جانوروں کو کھا ڈالتا ہے) چونکہ نضر نے اور قبائل کو دبا لیا تھا اور مغلوب کر دیا تھا اس وجہ سے قریش کے لقب سے ملقب ہوا بہر کیف اولاد نضر فہر کی طرف اس وجہ سے منسوب ہوئی کہ نضر کی اولاد فہر کی اولاد میں منحصر ہے بنو نضر میں سے سوائے فہر کے اور کسی کا نسلی سلسلہ نہیں چلا یہی وجہ ہے کہ بنو فہر بن مالک ہی کو قریش کہتے ہیں اور پہلا جو قریش کے لقب سے مشہور ہوا وہ نضر بن کنانہ ہے۔

آلِ فہر بن مالک: فہر کے تین لڑکے غالب، حارث محارب تھے پس بنو محارب بن فہر اور حارث بن فہر قریش ظواہر سے ہیں۔ بنو محارب سے ضحاک بن قیس بن خالد بن وہب بن ثعلبہ بن واثلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب صاحب مرج راہط اور ضرار بن الخطاب بن مرداس بن کثیر بن عمرو آکل السقف ابنِ حبیب بن عمرو بن شیبان (یہ صحابہ میں مشہور سواروں سے تھے ان کا باپ خطاب بن مرداس زمانہ جاہلیت میں قریش ظواہر کا سردار تھا) اور عبدالملک بن قطن بن بہشل بن عمرو بن عبداللہ بن وہب بن سعد بن عمرو آکل السقف (یہ یوم حرہ میں موجود تھے اور اس قدر انہوں نے عمر پائی کہ اندلس کے گورنر مقرر کئے گئے تھے انہیں اصحاب بلج بن بشیر قشیری نے صلیب دی تھی) اور کرز بن جابر بن حسل بن لاحب بن حبیب بن عمرو بن شیبان وغیرہم ہیں۔

بنو حارث بن فہر: اور بنو حارث بن فہر سے ابو عبیدہ عامر بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن وہب بن ضبہ بن الحارث امین الامۃ اور فتح شام کے وقت مسلمانوں کے امیر اور عقبہ بن نافع بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن امیہ ابنِ ضرب بن الحارث فاتح افریقیہ و قیروان ہیں اسی کی اولاد سے عبدالرحمٰن بن حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ والی افریقہ ہے اس کا باپ حبیب بن عقبہ عبدالعزیز ابنِ موسیٰ بن نصیر اور یوسف بن عبدالرحمٰن بن ابی عبیدہ والی اندلس سے جنگ آزما ہوا تھا اسی کے زمانہ میں عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک اندلس میں داخل ہوا تھا عبدالرحمٰن نے اسے قتل کیا اور خود مالک بن بیٹھا

---

[1] قریش کی دو قسمیں ہیں ایک قریش بطاح دوسرے قریش ظواہر قصی بن کلاب اور بنو کعب ابن لوی کی اولاد قریش بطاح کہلائی جاتی ہے۔ علاوہ ان کے سب قریش ظواہر میں شمار کئے جاتے ہیں۔ شذرات الذہب۔

پھر اس کے بعد اسی کے خاندان میں حکومت و سلطنت رہی۔

غالب بن فہر: غالب بن فہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمود نسب میں سے ہے اس کے لڑکے تیم الادرم اور لوی تھے۔ بنو تیم الادرم قریش ظواہر سے ہیں اسی قبیلہ سے ہلال بن عبداللہ بن عبد مناۃ بن اسعد بن جابر بن کبیر بن تیم الادرم تھا جس کا خون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم فتح مکہ مباح فرما دیا تھا یہ اس وقت مارا گیا ہے جب کہ مکہ فتح ہو گیا تھا اور یہ پردہ ہائے کعبہ کو پکڑے ہوئے تھا۔

لوی بن غالب: لوی بن غالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمود نسب مقدس میں ہے اس کے لڑکوں میں سے کعب اور عامر ہیں ان کے علاوہ اس کی اولاد سے اور بھی شاخیں ہیں جو مختلف طرح سے اس کی طرف منسوب ہوتی ہیں ان میں بنو خزیمہ بن لوی اور بنو سامہ ابن لوی اور سعد و جشم وغیرہم ہیں بنو سامہ کی بابت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ قریش سے نہیں ہیں اور یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ بنو سامان ملوک ماوراء النہر اسی قبیلہ سے ہیں۔ واللہ اعلم

بنو عامر بن لوی: بنو عامر بن لوی بنو حسل بن عامر اور بنو معیص بن عامر ہیں۔ بنو معیص سے بشر بن ارطاۃ یعنی عویمر بن عمران بن الحلیس بن یسار بن نزار بن معیص بن عامر (یکے از سرداران معاویہؓ) اور مکرز بن حفص بن احنف بن علقمہ بن عبدالحارث ابن منقذ بن عمرو بن معیص ہے اور بنو حسل سے عامرؓ بن عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ابن الحارث بن حبیب بن خزیمہ بن مالک بن حسل بن عامر (جو وقت فتح افریقہ لشکر اسلام کے سردار اور گورنر مصر تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کچھ گستاخانہ لکھا تھا پھر انہوں نے توبہ کی مسلمان ہوئے اور بقیہ زندگی نہایت سادگی اور عمدگی سے تمام کی۔

حویطبؓ بن عبدالعزیٰ: اور حویطبؓ بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل (ان کو صحبت رسولؐ نصیب ہوئی تھی) اور عبد عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل والی حدیبیہ اور اس کا بھائی سکران اور اس کا لڑکا ابوجندل سہیلؓ (اس کا نام عاصی تھا) یہی یوم صلح حدیبیہ میں بھاگ کر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس کر دیا اس کا قصہ معروف ہے اور زمعہ بن قیس بن عبد شمس اور اس کا لڑکا عبد بن زمعہ ہے اسی زمعہ بن قیس کی لڑکی جنابہ سودہ ام المؤمنین (رضی اللہ عنہا) ہیں جو پہلے سکران اپنے چچا زاد بھائی کے عقد میں تھیں اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں۔

کعب ابن لوی: کعب ابن لوی عمود نسب کریم آنحضرتؐ میں ہے اس کے تین لڑکے مرہ، ہصیص، عدی تھے یہ سب قریش بطاح ہیں پس ابن کعب سے ہصیص بن کعب بن لوی بن سہم بن عمرو بن ہصیص ابن کعب ہے اور اسی قبیلہ سے عاص بن وائل بن ہشام بن سعد بن سہم اور عاص کے دونوں لڑکے عمروؓ و ہشامؓ اور عبدالرحمٰن بن معیص بن ابی وداعہ (یعنی حارث) بن سعد بن سعید بن سہم قاری اہل مکہ اور اسماعیل بن جامع بن عبدالمطلب بن ابی وداعہ مفتی مکہ اور نبیہ و منبہ پسران حجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم (یہ دونوں جنگ بدر میں بحالت کفر مارے گئے اور کنوئیں میں پھینک دیے گئے اسی جنگ میں عاص بن منبہ مارا گیا اسی کی ذوالفقار نامی تلوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی) اور عبداللہؓ بن الزبعری بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم (یہ پہلے آنحضرتؐ کو اپنے اشعار سے ایذا پہنچاتے تھے پھر مسلمان ہو گئے اور اچھے مسلمانوں میں

ہوئے) اور حذافہ بن قیس ابوالاخنس اور خنیس رضی اللہ عنہ وغیرہم ہیں اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بن حذافہ مہاجرین حبشہ سے ہیں۔ یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ نامی کسریٰ کے پاس لے کر گئے تھے۔

صفوان بن امیہ: بنوجمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے امیہ بن خلف ابن وہب بن حذافہ جنگ بدر میں مارا گیا اور اس کا بھائی ابی جنگ اُحد میں مارا گیا۔ (اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دستِ مبارک سے مارا تھا) اور اس کا لڑکا صفوان بن امیہ یوم فتح مکہ مسلمان ہوا اور اس کا لڑکا عبداللہ بن صفوان زبیر و عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ کے ساتھ مارا گیا اور ان کے بھائی قدامہ رضی اللہ عنہ وسائب رضی اللہ عنہ وعبداللہ رضی اللہ عنہ مہاجرین بدریین سے ہیں اور ان کی بہن زینب بنت مظعون مادر ام حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

بنوعدی بن کعب: بنوعدی بن کعب سے زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی (اس نے جاہلیت میں بت پرستی چھوڑ کر ملت ابراہیمی اختیار کر لی تھی اور اسی پر رہا یہاں تک کہ بلقاء کے ایک گاؤں میں لخم یا جذام کے ہاتھوں مارا گیا) اور سعید رضی اللہ عنہ بن زید بن عمرو (یکے از عشرہ مبشرہ) اور عمر رضی اللہ عنہ ابن الخطاب امیر المؤمنین اور ان کے لڑکے عبداللہ و عاصم و عبیداللہ وغیرہم رضی اللہ عنہم اور خارجہ بن حذافہ بن غانم بن عامر بن عبیداللہ بن عوتج بن عدی بن کعب (جس کو مصر میں عمرو بن العاص کے شبہ سے ایک حروری نے شہید کیا اور جب یہ قاتل گرفتار کیا گیا تو اس نے ظاہر کیا کہ اردت عمروا وارد اللہ خارجۃ میں نے عمرو کے مارنے کا قصد کیا تھا اور اللہ نے خارجہ کے قتل کا) اور ابوالجہم رضی اللہ عنہ بن حذیفہ بن غانم صاحب النفل یوم حنین اور مطیع بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عوتج (صحابی) اور ان کے لڑکے عبداللہ بن مطیع ہیں۔ جو یوم الحرہ میں مہاجرین کے سردار تھے اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ میں شہید کیے گئے۔

مرہ بن کعب: مرہ ابن کعب نسب اقدس کے عمود سے ہے اس کے تین لڑکے کلاب، تیم، یقظہ تھے بنوتیم بن مرہ سے عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم (یہ جاہلیت میں قریش کا سردار تھا) ابوبکر صدیق (خلیفہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم) یعنی عبداللہ ابن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم اور ان کے دونوں لڑکے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ و محمد اور طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب (جو جنگ جمل میں شہید ہوئے) اور ان کی اولاد محمد السجاد ہیں ان کی اولاد بکثرت مختلف شہروں میں پائی جاتی ہے یقظہ بن مرہ سے بنومخزوم بن یقظہ بن مرہ ہیں اسی قبیلہ سے صیفی بن ابی رفاعہ امیہ بن عائذ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم (یہ اور اس کا بھائی بحالتِ کفر بدر میں مارے گئے) اور ارقم رضی اللہ عنہ بن ابی الارقم عبد مناف بن ابی جندب اسد بن عبداللہ بن عمرو ابن مخزوم (بدری صحابی رضی اللہ عنہ ہیں) انہی کے مکان میں اظہارِ اسلام سے قبل آنحضرت کی خدمت میں صحابہ حاضر ہوتے تھے۔

ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد: اور ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم یہ مہاجرین سے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح سے قبل ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر یہی تھے) اور الفاکہ بن المغیرہ ابن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم (اس کا نام ابوقیس تھا بحالت کفر بدر میں مارا گیا) اور ابوجہل عمرو ابن ہشام بن المغیرہ (یہ بھی بدر ہی میں کافر مارا گیا) اور عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل (صحابی) اور حارث رضی اللہ عنہ بن ہشام بن المغیرہ (یہ مسلمان ہو گئے تھے اور ان کا اچھا اسلام تھا ان کے اخلاف بکثرت اور مشہور ہیں) اور ابوامیہ ابن ابی حذیفہ بن المغیرہ (بحالتِ کفر بدر میں مارا گیا اسی کی لڑکی ام المؤمنین ام

سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں) اور ہشامؓ بن ابی حذیفہؓ (از مہاجرین حبشہ) اور عبداللہؓ ابن ابی ربیعہ عمرو بن المغیرہ (صحابیؓ) اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ معروف بقباع اور ولید بن المغیرہ (یہ بحالت کفر مکہ میں مرا) اور اسی کے لڑکے خالد بن الولیدؓ سیف اللہ صاحب فتوحات اسلامیہ میں اور سعید بن المسیبؒ بن حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تابعی اور ان کے باپ میسّبؓ صحابی اہل بیعت الرضوان سے ہے۔

کلاب بن مرہ: کلاب بن مرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمود نسب اقدس سے ہے کلاب کے دو لڑکے قصی' زہرہ تھے بنو زہرہ بن کلاب سے آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ مادر نبی (صلعم) اور سعدؓ ان کے بھائی کا لڑکا عبداللہ بن ارقم بن عبد یغوث بن وہب اور سعد بن ابی وقاصؓ مالک بن وہب بن عبد مناف فاتح عراق اور ہاشم بن عتبہ اور ان کا لڑکا عمرو بن سعد (جسے عبداللہ بن زیاد نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کی لڑائی کے لئے بھیجا تھا) اسے مختار بن ابی عبید نے اور اس کے بھائی محمد بن سعد کو حجاج بن ابی الاشعث نے قتل کیا ہے) اور مسورؓ بن مخرمہ بن نوفل بن وہب (صحابیؓ) اور عبداللہ بن عوف بن عبد عوف بن عبدالحرث بن زہرہ اور ان کا لڑکا سلمہ وغیرہم ہیں ان کی اولاد بکثرت ہے۔

قصی بن کلاب: قصی ابن کلاب حضور کے عمود نسب اقدس میں ہے یہ وہی شخص ہے جس نے قریش کو از سر نو مضبوط اور درست کیا اس نے دوبارہ قریش کو حکومت وعزت کی کرسی پر بٹھایا ہے اس کے تین لڑکے عبد مناف' عبدالدار' عبدالعزیٰ تھے بنو عبدالدار نصر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبدالدار (یہ جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ قید ہو کر آیا تھا۔ واپسی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام صفراء میں اس کی گردن مارے جانے کا حکم دیا تھا) اور مصعبؓ بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار (یہ صحابی بدری ہیں جنگ احد میں شہید ہوئے) اس لڑائی میں اسلامی پھریرا انہی کے ہاتھ میں تھا) اور ان کی اولاد سے عامر بن وہب (جو سرقسطہ مضافات اندلس میں ابوجعفر المنصور کی دعوت دیتا تھا اسے یوسف بن عبدالرحمٰن فہری امیر اندلس نے عبدالرحمٰن اموی کے آنے سے قتل کیا ہے ابوالسنابلؓ بن بعکک بن السباق بن عبدالدار (مشہور صحابیؓ) اور عثمان ابن طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار وغیرہم ہیں (جسے یوم فتح مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے کعبہ کی چابی عنایت فرمائی تھی بعض کہتے ہیں کہ آنحضرت نے کعبہ کی چابی فتح مکہ کے روز ان کے بھائی شیبہ کو مرحمت فرمائی تھی اور اسی وقت سے بنو شیبہ بن طلحہ بیت اللہ کے کلید بردار ہوئے)

بنو عبدالعزیٰ: بنو عبدالعزیٰ بن قصی سے ابوالبختری عاص بن ہاشم بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ ہے اس نے قیصر کی طرف سے قریش پر حکمرانی کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن قریش نے اسے اس فعل سے باز رکھا اس وقت یہ مجبور ہو کر شام کی طرف لوٹ گیا اور وہاں پر جس قدر قریش اسے مل سکے سب کو قید کر دیا اسی قبیلہ سے ابواحیحہ سعید بن العاص اور ہبار ابن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ ہے اسی کی اولاد سے عمر بن عبدالعزیز بن المنذر بن الزبیر بن عبدالرحمٰن بن ہبار والی سندھ ہے المتوکل کے قتل کے بعد شروع زمانہ فساد میں یہ سندھ کا حکمران ہو گیا تھا اس کے بعد اسی کی اولاد حکمران رہی یہاں تک کہ محمود بن سبکتگین والی غزنہ کے ہاتھوں ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اس کا (یعنی عمر کا) دادا منذر ابن الربیع عہد حکومت سفاح میں مقام قرقیسیا میں تھا وہیں یہ گرفتار کیا گیا اور سولی پر لٹکایا گیا اور اسماعیل بن ہبار کو مصعب بن عبدالرحمٰن نے قتل کیا ہے اس وجہ سے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا تھا اس کے بعد اس کا لڑکا عوف مسلمان ہوا اور آنجناب صلی اللہ

علیہ وسلم کی مدح میں قصائد لکھے اور اچھے مسلمانوں میں شمار کیا گیا اور عبداللہؓ بن زمعہ بن الاسود کو بھی شرف صحبتِ نبویؐ نصیب ہوئی ہے اسی قبیلہ اسد بن عبدالعزیٰ سے ام المؤمنین حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) بنت الخویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ اور زبیر بن العوام بن خویلد (صحابی) اور ان کے لڑکے ہشامؓ بن الحکیم ہیں حکیم بن حزام بحالتِ اسلام ساٹھ برس زندہ رہے انہوں ہی نے اپنا دارالندوہ معاویہؓ کے ہاتھ ایک لاکھ درہم میں فروخت کیا تھا۔

عبدمناف بن قصی: عبدمناف بن قصی قبیلہ قریش میں ایک نامور شخص تھا لوگ اس کی عزت کرتے تھے یہ بھی عمود نسب اقدس میں ہے اس کے چار لڑکے عبدشمس' ہاشم' مطلب' نوفل تھے۔ بنوعبدشمس اور بنو ہاشم عبدمناف حکومت وریاست کی باہم تقسیم کیے ہوئے تھے باقی رہے بنومطلب اور بنو ہاشم اور بنونوفل وہ ان کے شریک تھے چنانچہ بنومطلب بنو ہاشم کے اور بنو نوفل بنوعبدشمس کے دوست تھے۔ بنوعبدشمس سے عبلات یعنی بنوامیہ اصغر اور اس کی لڑکی ثریا ہے (یہ عمرو ابنِ ابی ربیعہ کی معشوقہ تھی) اور بنوربیعہ بن عبدشمس سے عتبہ وشیبہ پسران ربیعہ اور عتبہ سے ولید بن عتبہ (جو جنگ بدر میں بحالتِ کفر مارا گیا) اور ابوحذیفہ (صحابی) اور ہندؓ بنت عتبہ مادر معاویہؓ ہے اور بنوعبدالعزیٰ بن عبدشمس سے ابوالعاصؓ بن الربیع بن عبدالعزیٰ صہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی ایک لڑکی تھی جس سے علی کرم اللہ وجہ نے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے بعد عقد کیا تھا اور بنوامیہ اکبر ابنِ عبدشمس سے سعید بن ابو حجۃ العاص بن امیہ (یہ بحالتِ کفر ہلاک ہوا) اور اس کا لڑکا خالدؓ بن سعید (جو جنگ یرموک میں مارا گیا) اور سعیدؓ بن العاص بن سعید (سابقین اسلام سے ہیں صنعاء کے گورنر ہوئے تھے وقت فتح شام شہید ہوئے) اور سعیدؓ العاص بن سعید بن العاص بن امیہ عثمان ابنِ عفان (رضی اللہ عنہ) کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے اور امیر المؤمنین عثمانؓ ابنِ عفان بن العاص بن امیہ اور مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ اور اس کی اولاد خلفاء اول اسلام اور ملوک اندلس ہوئے ہیں۔

بنوامیہ: جن کا ذکر آئندہ حالت دولت بنوامیہ میں آئے گا اور ابوسفیانؓ بن حرب بن امیہ اور ان کے لڑکے معاویہؓ امیر شام اور یزیدؓ وحنظلہ وعتبہ وام حبیبہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بھی اسی قبیلہ سے تھیں عتابؓ ابنِ اسید بن ابی العاص بن امیہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے وقت مکہ کا عامل مقرر کیا تھا یہ اسی عہدہ پر رہے یہاں تک کہ سیدنا ابوبکرؓ صدیق کے انتقال کے وقت ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ نیز اسی قبیلہ سے بنوابی الشوارب ہیں (جو زمانہ المتوکل سے عہد حکومت المقتدر تک بغداد کے قاضی تھے) یہ لوگ ابوعثمان بن عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العاص کی نسل سے ہیں اور بنونوفل بن عبدمناف سے جبیرؓ ابنِ مطعم بن عدی بن نوفل (مشہور صحابیؓ) اور طعیمہ بن عدی ہے جو جنگِ بدر میں بحالتِ کفر مارا گیا اسی کے آزاد غلام وحشی ہیں جنہوں نے جنگ اُحد میں حمزہؓ بن عبدالمطلب (صحابیؓ) کو شہید کیا ہے)

بنومطلب بن عبدمناف: بنوالمطلب بن عبدمناف سے قیس بن مخرمہ بن المطلب (صحابی) اور ان کے لڑکے عبداللہ بن قیس مولیٰ یسار جد محمد ابنِ اسحاق بن یسار صاحب مغازی اور مسطح یعنی عوف بن اثاثہ بن عباد بن المطلب ہیں (یہ ان لوگوں میں ہیں جو افک میں شریک تھے اور نیز یہ سیدنا ابوبکرؓ صدیق کے خالہ زاد بھائی ہیں) رکانہؓ بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب سخت ترین آدمیوں میں سے تھا اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے بد سے عارضہ صرع (مرگی) ہو گیا اور سائب بن عبد یزید وغیرہم ہیں (یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھا جنگ بدر میں گرفتار کیا گیا) اسی کی اولاد سے امام

شافعی محمد ابن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب ہیں۔

بنو ہاشم: بنو ہاشم ابنِ عبد مناف سے عبد المطلب بن ہاشم ہیں یہ آنحضرت کے دادا ہیں یہی بنو ہاشم کے سردار ہیں مؤرخین نے ہاشم کی اولاد سے عبد المطلب کے سوا اور کسی کا ذکر نہیں کیا ان کے دس لڑکے تھے (۱) (عبد اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ یہ سب سے چھوٹے تھے) (۲) حمزہ (۳) عباسؓ (۴) ابو طالب (۵) زبیر (۶) مقتوم (بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا اصلی نام غیداق تھا) (۷) ضرار (۸) حجل (۹) ابولہب (۱۰) قثم۔ زبیر و قثم و حمزہ کے اعقاب باقی نہ رہ گئے جیسا کہ ابنِ حزم نے تحریر کیا ہے اور ابولہب کی اولاد میں سے عتبہؓ صحابی ہیں باقی رہے عباسؓ و ابو طالب ان کی اولاد نہایت کثرت سے ہے جن کا شمار امکان سے خارج ہے۔ بنو عباس کی عظمت و شرافت عبد اللہ بن عباسؓ کی اولاد میں اور بنو ابی طالب کی عزت و جلالت امیر المؤمنین علیؓ کی اولاد میں ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے بعد جعفرؓ ابنِ ابی طالب کو شرف و عزت حاصل ہے ان شاء اللہ العزیز ہم ان کے مشاہیر کا ذکر ان کے تذکرہ و حکومت و دولت میں مفصل بیان کریں گے۔

مکہ میں قریش کی حکومت

بنو جرہم: ہم نے اس سے پہلے عرب کے طبقہ اولیٰ کے تذکرہ میں بیان کیا ہے کہ حجاز اور تمام ممالک عرب میں عمالقہ (اولاد عملیق بن لاوذ) پھیلے ہوئے تھے اور وہی اس سرزمین کے مالک تھے جرہم بھی اسی طبقہ میں یقطن بن شالخ بن ارفخشد کی اولاد سے تھے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ حضر موت یمن میں رہتے تھے اتفاق زمانہ سے یمن میں قحط پڑا اس وجہ سے بنو جرہم تہامہ کی طرف رزق کی تلاش سے نکلے اثناء راہ میں اسماعیلؑ اور ان کی ماں بی بی ہاجرہ (علیہا السلام) سے زمزم کے قریب ملاقات ہوگئی ان کا اور جرہم کا واقعہ ابراہیمؑ کے حالات میں ہم بیان کر چکے ہیں الغرض جرہم اسفل مکہ میں قطورا (بقیہ عمالقہ) کے پاس اترے۔

بنو قطورا: ان دنوں بنو قطورا میں سمیدع بن ہوثر ابن لاوی ابن قطورا ابنِ ذکر بن عملاق بن عملیق حکمرانی کر رہا تھا جس وقت جرہم کی خبر اس کی بقیہ قوم کو پہنچی جو یمن میں بلاء قحط میں گرفتار تھی انہیں یہ معلوم ہوا کہ جرہم کو حجاز میں تنگی معیشت سے نجات مل گئی ہے تو وہ بھی اپنے قدیمی وطن یمن کو خیر باد کہہ کر ان میں آ ملے ان دنوں ان میں مضاض بن عمرو بن سعید رقیب بن ہن بن بنت جرہم حکومت کر رہا تھا۔

سمیدع بن ہوثر: پس جس وقت بقایا بنو جرہم مکہ میں آئے تو انہوں نے اپنے قیام کے لئے قعیقان کو انتخاب کیا چونکہ بنو قطورا اسفل مکہ میں رہتے تھے اور مضاض نے آ کر اعلیٰ مکہ میں قیام اختیار کیا اس وجہ سے جو شخص اسفل مکہ کی طرف سے مکہ میں داخل ہوتا تھا اس سے سمیدع بن ہوثر عشر (چنگی یا محصول) لیتا تھا اور جو شخص اعلیٰ مکہ کی طرف سے مکہ میں آتا تھا اس سے مضاض عشرہ وصول کرتا تھا۔

(ابنِ اسحاق اور مسعودی کا یہی خیال ہے کہ بعضے کہتے ہیں کہ بنو قطورا البطون جرہم سے ہیں عمالقہ سے ان کا کچھ تعلق نہیں ہے۔ واللہ اعلم

بنو جرہم اور بنو قطورا میں مناقشت: کچھ عرصہ بعد بنو قطورا اور ابناء جرہم میں ملک داری کی وجہ سے جھگڑا پیدا ہو گیا دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اثناء لڑائی میں سمیدع مارا گیا۔ سمیدع کے مارے جانے سے عرب عاربہ کا زمانہ ختم ہو گیا اور مضاض کو پورے طور سے غلبہ و تصرف حاصل ہو گیا۔ اسماعیلؑ نے انہی بنو جرہم میں پرورش پائی ان ہی کی زبان سیکھی انہی میں سے پہلے حرا بنت سعد بن عوف بن ہسن بن بنت بن جرہم کے ساتھ عقد کیا یہ وہی بی بی ہے جس کے طلاق دینے کا ابراہیمؑ نے اشارہ فرمایا تھا جبکہ اسماعیلؑ کی غیر موجودگی میں مکہ آئے تھے اس کے بعد حرا کی برادر زادی حامہ بنت مہلہل بن سعد ابن عوف سے نکاح کیا (واقدی نے انہی دو عورتوں کو کتاب انتقال النور میں ذکر کیا ہے) پھر ان دونوں بیویوں کے بعد سیدہ بنت الحرث بن مضاض بن عمرو بن جرہم سے عقد کیا۔

بیت الحرام کی تعمیر: جس وقت اسماعیلؑ تیس برس کے ہوئے ابراہیمؑ شام سے حجاز آئے اور بحکم باری کعبہ کی بنا ڈالی دونوں باپ بیٹے نے مل کر بیت الحرام بنالیا اسے ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کی عبادت گاہ مقرر کیا اور جیسا کہ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا تھا اسے لوگوں کی جمع گاہ معین کر کے شام کی طرف واپس آئے شام میں ابراہیمؑ کا انتقال ہوا اسماعیل علیہ السلام عمالقہ اور جرہم اور اہلِ یمن کی طرف مبعوث ہوئے بعضے ان میں سے ایمان لائے اور بعضے اسی حالتِ کفر میں مبتلا رہے یہاں تک کہ ایک سو تیس برس کی عمر میں آپ کا بھی انتقال ہو گیا اور اپنی ماں ہاجرہ کے قریب مقام حجر میں مدفون ہوئے آپ کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق قیذار[1] بن اسماعیل علیہ السلام بیت اللہ کے متولی ہوئے۔ لیکن قرابت قرینہ ہونے کی وجہ سے حرث بن مضاض یا خود ہی مضاض بن عمرو بن سعد بن رقیب بن ہن بن بنت بن جرہم نے بیت اللہ کی تولیت اپنے قبضہ میں لے لی اور بنو اسماعیلؑ نے ارض حرم ہونے کے سبب سے یا عزیز داری کی وجہ سے کچھ دم نہ مارا۔

بنو جرہم کا مکہ سے اخراج: کچھ عرصہ بعد بنو جرہم نے حرم کا پاس نہ کیا بیت اللہ کی ہتک حرمت کرنے لگے آپس میں آئے دن لڑنے لگے یہ زمانہ وہ تھا جبکہ بنو حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر مزیقیا یمن سے جلاء وطن ہو کر نکلے تھے ان لوگوں نے پہنچ کر بنو جرہم کے ساتھ رہنے کا قصد کیا بنو جرہم نے بنو حارثہ کو قیام سے روکا دونوں قبیلوں میں اسی امر پر لڑائی ہوئی اس لڑائی میں بنو جرہم مغلوب اور بنو حارثہ غالب ہوئے انہوں نے ان کو مکہ سے نکال دیا اور بیت اللہ کا متولی بنو خزاعہ (جو انہیں کے قبیلہ سے تھا) کو مقرر کیا۔ ابنِ اسحاق کہتا ہے کہ بنو جرہم کو تنہا خزاعہ نے نہیں نکالا بلکہ بنو بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ اور بنو غبشان ابنِ عبد عمرو بن لوی بن ملکان بن افصی بن حارثہ اور خزاعہ نے جمع ہو کر بنو جرہم سے لڑائی چھیڑی چونکہ جرہم کا آفتاب اقبال ان کی بداعمال کی وجہ سے لب بام پر آ گیا تھا بنو کنانہ اور بنو حارثہ اور خزاعہ کو بنو جرہم پر فتح حاصل ہوئی انہوں نے بنو جرہم کے سردار عمرو یا عامر بن الحرث بن مضاض اصغر کو مع بنو جرہم کے مکہ سے نکال دیا۔

سنگ اسود کی تلاش: چنانچہ عمرو بن الحرث حجر اسود اور تمام مال کعبہ چاہ زمزم میں ڈال کر اپنے قبائل کے ساتھ یمن چلا گیا عمرو بن الحرث کو مکہ کی جدائی اور کعبہ کی تولیت چھوڑنے پر سخت صدمہ ہوا لیکن اس سے کیا حاصل تھا طبری کا یہ بیان ہے کہ جن اولاد اسماعیلؑ نے جرہم کو مکہ سے نکالا ہے وہ ایاد بن نزار ہے اس کے بعد ایاد و مضر میں جھگڑا پیدا ہو گیا مضر نے ایاد کو نکال باہر

[1] قیذار کے معنی ہیں "مالک شتران" یہ اس وجہ سے کہ یہ اپنے باپ اسماعیلؑ کے اونٹوں کے مالک تھے اور بعضوں نے اس کے معنی بادشاہ کے بتلائے ہیں۔

کیا اور ایاد جس وقت مکہ سے نکلنے لگے تو انہوں نے حجر اسود کو اکھاڑ کر بیت اللہ کے کسی مقام پر دفن کر دیا یہ واقعہ بنوخزاعہ کی ایک عورت دیکھ رہی تھی اس نے اپنی قوم کو اس سے آگاہ کر دیا جس وقت بنو مضر نے حجر اسود کی جستجو شروع کی اس وقت بنو خزاعہ نے حجر اسود کا پتہ اس شرط سے بتایا کہ وہ ان کو بیت اللہ کا متولی بنائیں۔

بنوخزاعہ کی تولیت: چنانچہ اس بناء پر بنوخزاعہ کو بیت اللہ کی تولیت ملی اور وہی اس کے متولی رہے یہاں تک کہ ابوغبشان نے قصی بن کلاب کے ہاتھ فروخت کیا تولیت کعبہ کے علاوہ کہ وہ بنوخزاعہ کے قبضہ میں تھی باقی تین امور کے مالک بنومضر تھے (۱) یوم عرفہ لوگوں کو اجازت دینا یہ کام بنوغوث بن مرہ کے سپرد تھا (۲) منا میں جو لوگ یوم النحر کی صبح کو جمع ہوئے تھے ان کو کھانا پلانا' یہ کام بنوزید بن عدی کے متعلق تھا (۳) تبدیلی ماہ حرام اس کام کے منتظم بنو مالک بن کنانہ تھے ابن اسحاق کہتا ہے کہ اسی حالت پر بنوخزاعہ اور بنوکنانہ نے ایک مدت تک بسر کی اس اثناء میں بطون کنانہ کی کثرت ہوئی مختلف اور متعدد قبیلے اس سے پیدا ہوئے بنومضر میں شرافت وعظمت بنوکنانہ کو اور بنوکنانہ میں عزت وجلالت قریش میں اور قریش میں سطوت و ثروت بنولوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر کو حاصل تھی۔

قصی کی مراجعت مکہ: ان کا سردار قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی تھا ایا عن جد عزت بھی حاصل تھی اور لوگ کثرت سے اس کے قرابت دار بھی تھے لیکن جس وقت اس کا باپ کلاب اس فنا سے راہی ملک بقا ہوا تھا اس وقت اس نے آغوش مادر سے فرش زمین پر قدم نہ رکھا تھا رضاعت کی حالت میں تھا اس کی ماں فاطمہ بنت سعد بن یاسل بن خثعمہ اسدی نے عدت کے بعد ربیعہ بن خرام بن عذرہ سے عقد کر کے اپنے بڑے لڑکے زہرہ کو (جو کہ بالغ تھا) مکہ چھوڑ کر اپنے شیرخوار بچے قصی کے ہمراہ بلاد عذرہ کی طرف چلی گئی جب قصیٰ جوان ہوا اور اسے اپنے نسب وآباؤ اجداد کی کیفیت سے آگاہی ہوئی تو وہ اپنی قوم کی طرف مکہ چلا آیا اس وقت بیت اللہ کی تولیت حلیل ابن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو خزاعی کے قبضہ میں تھی قصیٰ نے اس کی لڑکی حبی سے عقد کر لیا جس کے بطن سے بنوعبدالدار' عبدمناف' عبدالعزیٰ' عبدقصیٰ چار لڑکے پیدا ہوئے۔

بنوخزاعہ اور قصی میں جنگ: کچھ عرصہ بعد جب قصی کو ایک گونہ ثروت حاصل ہوگئی اور ایک قابل اطمینان حالت میں اس نے اپنے کو دیکھ لیا اور اس اثناء میں حلیل مر گیا تو اس نے اپنے کو بنوخزاعہ اور بنوبکر سے تولیت کعبہ کا زیادہ مستحق سمجھ کر قریش کو جمع کر لیا اور اپنے اخیافی بھائی زراح بن ربیعہ کو اپنی امداد کے لئے بلا لیا جب یہ تمام جمع ہو گئے تو قصی نے بنوخزاعہ سے کعبہ کی تولیت چھین لی بعضے کہتے ہیں کہ حلیل نے انتقال کے وقت تولیت کعبہ کی وصیت قصی کے حق میں کی تھی۔ سہیلی کہتا ہے کہ ابن اسحاق کے سوا اور مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ حلیل نے اپنے عالم ضعیفی میں کعبہ کی چابی اپنی لڑکی حبی کو دے دی تھی وہی کعبہ کو کھولتی اور بند کرتی تھی اور کبھی کبھی حبی کے ہاتھ سے قصی کعبہ کی چابی لے لیتا تھا جب حلیل کے مرنے کا زمانہ قریب آیا تو اس نے تولیت کعبہ کی وصیت قصی کے حق میں کی لیکن حلیل کے بعد بنوخزاعہ نے اس نے وصیت سے انکار کیا اس وجہ سے بنو خزاعہ اور قصی میں لڑائی ہوئی قصی نے اپنے اخیافی بھائی زراح کو اپنی امداد کے لئے بلا بھیجا۔ بنوکنانہ کو جمع کر کے بنوخزاعہ سے لڑا بنوخزاعہ کو ان کی شامت اعمال سے شکست ہوئی اور کعبہ کی تولیت قصی کے قبضہ میں آ گئی۔

کلید کعبہ کے متعلق روایات: طبری کہتا ہے کہ جس وقت حلیل ضعیف ہوا اور وہ کلید کعبہ اپنی لڑکی حبی کو دینے لگا تو اس

نے عورت ہونے کی وجہ سے کلید کعبہ لینے سے عذر کیا اور یہ کہا کہ کلید کعبہ کسی ایسے شخص کے سپرد کر دو جو تمہارا قائم مقام ہو پس جلیل نے کلید کعبہ ابوغبشان سلیمان بن عمرو بن لوی بن ملکان بن قصی کو دے دی بیان کیا جاتا ہے کہ ابوغبشان حلیل کا بیٹا ہے۔ بہرکیف اسی ابوغبشان نے ایک مشک شراب[1] کے عوض کلید کعبہ قصی کے ہاتھ فروخت کر ڈالی۔ القصہ جب موسم حج آیا اور قصی نے تنہا کعبہ کی تولیت پر تصرف کرنا چاہا اور اس کی امداد کو بنوعذرہ (اس کے اخیافی بھائی) آ گئے اور اطراف و جوانب سے قریش (بنوکنانہ) جمع ہو گئے۔

قریش کی تولیت: اس وقت خزاعہ اور بنوبکر کو یہ معلوم ہوا کہ قصی انہیں تولیت کعبہ اور انتظام امور حج سے مانع ہوگا جیسا کہ بنوسعد کو رمی جمارہ اور اجازت حج سے روک دیا تھا پس یہ خیال کر کے بنوخزاعہ اور بنوبکر قصی سے آمادہ جنگ ہو گئے دونوں فریقوں میں کثرت سے کشت وخون ہوا آخرالامر یہ امر ثالثی پر منحصر کیا گیا یعمر ابن عوف بن کعب بن عمرو بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ فریقین کی رضامندی سے حکم مقرر ہوا یعمر ابن عوف نے قصی کو کعبہ کا متولی قرار دیا پس اسی وقت سے قصی کعبہ کا متولی ہوا اور قریش کو اطراف و جوانب سے جمع کر کے ہر قبیلہ اور ہر شاخ کو اوس سرزمین مخصوص میں ٹھہرایا جہاں پر کہ وہ عہد اسلام میں پائے گئے۔

دارالندوہ قصی: قصی بنولوی بن غالب سے ہے قصی وہ شخص ہے جس کی اطاعت اس کی تمام قوم نے کی اور وہی لواء حرب کا مالک اور کعبہ کا متولی ہوا قریش تمام کام اس کی رائے سے کرتے تھے ہر چھوٹے بڑے کام میں اس سے مشورہ لیتے تھے چنانچہ اسی غرض کے لئے کعبہ کے سامنے ایک مکان بنوایا اور اس کا نام دارالندوہ رکھا اس کا دروازہ مسجد حرام کی طرف تھا قریش اس میں جمع ہوتے اور یہیں بیٹھ کر مشورہ کرتے تھے۔

بنوعبد مناف کی توقیر: پھر اس کے بعد قصی نے اس خیال سے کہ حجاج خدا کے مہمان اور اس کے گھر کے زائر ہیں ان کے کھانے اور پینے کا انتظام کیا اور اس مصارف کے لئے قریش پر سالانہ خراج مقرر کیا جسے وہ بخوشی خاطر ادا کرتے تھے یہی امور ایسے تھے جن سے قریش کا اعزاز اور قبائل بنوعدنان سے بڑھ گیا اور قصی مجاورت دسقایہ ورفادہ وندوہ ولوار حرب کا متولی اور مالک ہو گیا جب یہ ضعیف ہوا اور یہ اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے سے مجبور نظر آیا تو اس نے اپنے لڑکے عبدالدار کو تمام ان امور میں جنہیں وہ خود پورا کر رہا تھا اپنی جگہ مقرر کیا اس وجہ سے کہ عبد مناف کی عزت وعظمت اس کی حیات ہی میں قریش کرنے لگے تھے۔

بنوعبد مناف اور بنوعبدالدار کی کشیدگی: قصی کے بعد عبدالدار کعبہ کا متولی ہوا اس کے بعد اس کا لڑکا اس کی جگہ مامور ہوا اور ایک زمانہ تک اس حالت پر رہا یہاں تک کہ بنوعبد مناف نے بنوعبدالدار سے کعبہ کی تولیت وغیرہ چھین لینے کا قصد کیا اور اسی بناء پر فریقین میں تنازعہ ہو گیا اس وقت قبیلہ قریش کے یہ بارہ قبیلے مکہ میں موجود تھے بنوالحرث بن فہر' بنومحارث بن فہر' بنوعامر بن لوی' بنوعدی بن کعب' بنوسہم بن عمرو بن ھصیص بن کعب' بنوجمح بن عمرو بن ھصیص' بنوتیم بن مرہ' بنومخزوم بن

---

[1] ((الزق اسم عام للظرف فان كان فيه لبن فهو وطب و ان كان فيه سمن فهو نحي و ان كان فيه عسل فهو علة و ان كان فيه ماء شكوه و ان كان فيه زيت فهو حميت)) زق عام طور سے ہر برتن کو کہتے ہیں پس اگر اس میں دودھ ہو تو وہ وطب ہے اور اگر اسی میں روغن ہو تو وہ نحی ہے اور اگر اس میں شہد ہے تو وہ علتہ ہے اور اگر اس میں پانی ہے تو وہ شکوہ کہلاتا ہے اور اگر اس میں زیب ہے تو وہ حمیت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔

یقظہ بن مرہ' بنو زہرہ بن کلاب' بنو اسد بن عبد العزیٰ بن قصی' بنو عبد الدار' بنو عبد مناف۔ پس بنو عبد مناف نے بنو عبد الدار سے حکومت مکہ چھیننے کے لئے اپنے ہوا خواہوں کو جمع کیا اور اس اہم کام کے انتظام کے لئے عبد شمس عبد مناف کا بڑا لڑکا منتخب کیا گیا اور بنو اسد بن عبد العزیٰ اور بنو زہرہ بن کلاب اور بنو تیم اور بنو الحرث نے عبد شمس کی شرکت اختیار کی اور بنو عامر و بنو محارب نے فریقین سے کچھ تعلق نہ رکھا باقی قریش کے قبیلے یعنی بنو سہم' بنو جمح' بنو عدی' بنو مخزوم' بنو عبد الدار کے ہمراہ ہوئے۔

بنو عبد مناف اور بنو عبد الدار میں مصالحت: فریقین اپنے ہمراہیوں اور ساتھیوں کے ساتھ میدان میں نکلے مرنے اور مارنے پر تیار ہو گئے ایک دوسرے پر آوازیں کسنے لگے۔ بنو عبد الدار اور بنو اسد مقابلہ پر آئے اور بنو جمح کی بنو زہرہ سے مڈبھیڑ ہوئی اور بنو مخزوم نے بنو تیم سے صف آرائی کی اور بنو عدی بنو حرث کے مقابلہ پر تلے پھر فریقین کچھ سوچ سمجھ کر مصالحت پر آمادہ ہو گئے چنانچہ فریقین کچھ جھگڑے کے بعد اس امر پر راضی ہو گئے کہ بنو عبد مناف سقایہ اور رفادہ کے متولی رہیں اور بنو عبد الدار مجاورت اور لواء حرب کے مالک ہوں۔

ہاشم بن عبد مناف: چونکہ عبد شمس کا تجارت کی وجہ سے مکہ میں کم قیام رہتا تھا۔ اکثر اوقات شام کی طرف چلا جاتا تھا اس وجہ سے عبد مناف کی سرداری اور سقاویہ ورفادہ کا اہتمام ہاشم ابن عبد مناف کے سپرد کیا گیا ہاشم نے حاجیوں کو کھانا کھلانے اور ان کے وفود کی تعظیم و اکرام میں بہت بڑی سرگرمی ظاہر کی۔ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ سب سے پہلے ہاشم ہی نے ثرید[1] ایجاد کیا اور اکثر یہ حجاج کو ثرید ہی کھلایا کرتے تھے ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ ابتداً ہاشم ہی نے ایام سرما و گرما میں قیام و سفر کا طریقہ عرب کے لئے اختیار کیا تھا میرے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ دونوں موقعوں پر عرب کا ہر گروہ دو سفروں کا عادی تھا اس وجہ سے کہ ان کی ضروریات اور اونٹوں کے چرانے کی حاجتیں انہی دونوں موسموں میں سفر پر مجبور کرتی تھیں واقعہ امر یہ ہے کہ جس گروہ کی معاشرت اونٹوں اور دنبوں پر موقوف ہو وہ خواہ مخواہ فصل سرما میں ان کے گابھن ہونے کی وجہ سے چٹیل میدانوں کی طرف نکل جائے گا اور موسم گرما میں ٹھنڈی ہواؤں اور غلہ کی تلاش میں ٹیلوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا کر مقیم ہوگا اس کے علاوہ عرب کی طبیعتوں کی تخلیق اسی طرح پر ہوئی ہے یہی معنی عروبتہ کے ہیں اور یہ امران کے اشعار و خصائص میں داخل ہے۔ الغرض کچھ عرصہ بعد ہاشم کا مقام غزہ (شام) میں انتقال ہو گیا اس وقت اگر چہ عبد المطلب کی عمر کم تھی اور وہ یثرب (مدینہ منورہ) میں رہتے تھے لیکن یہی اپنے باپ کے قائم مقام مقرر کئے گئے۔

عبد المطلب کی مراجعت مکہ: عبد المطلب کا اصلی نام شیبہ تھا ان کی ماں سلمیٰ بنو عدی (نجار) سے تھیں۔ یہ اپنی ماں کے پاس مدینہ میں رہتے تھے جس وقت ہاشم کا انتقال ہو گیا تو ان کے بھائی مطلب اپنے بھتیجے کو لینے کے لئے مدینہ گئے اور وہاں سے اونٹ پر اپنے پیچھے سوار کر کے لائے۔ شیبہ کے کپڑے میلے کچیلے گرد آلود تھے چہرہ سے یتیمی برس رہی تھی۔ اثناء راہ میں جو کوئی مطلب سے پوچھتا تھا یہ صاف کہہ دیتا تھا ((ھــذا عبـــدی)) ''یہ میرا غلام ہے'' اسی وجہ سے قریش نے بھی عبد المطلب کہنا شروع کر دیا اور یہی نام مشہور ہو گیا جب تک عبد المطلب کی کم سنی رہی اس وقت تک مطلب سقایہ اور رفادہ کا اہتمام کرتے رہے۔

عبد المطلب کی سرداری: جب ان کا سن شعور آ گیا اور مطلب کا مقام رومان (یمن میں انتقال ہو گیا تو بنو ہاشم کی

[1] ثرید اس کھانے کو کہتے ہیں پہلے خمیر کر کے روٹی پکائی جائے بعد ازاں آب گوشت میں تر کر دی جائے اس طرح کہ کوئی جز ممتاز اس کا نہ رہ جائے۔

سرداری عبدالمطلب کے قبضہ میں آئی اور وہی حجاج کو مکہ میں ٹھہراتے اور نہایت عمدگی سے کھانا کھلاتے تھے۔ ملوک یمن حمیری سے ان کے مراسم واتحاد تھے جس وقت ابرہہ مکہ پر چڑھ آیا تھا اس وقت یہ اوس کے پاس گئے تھے جسے ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں اور پھر یہی ابن ذی یزن کو مبارک بادبھی دینے کیلئے گئے تھے جبکہ اسے حبشہ کے مقابلہ میں فتح نصیب ہوئی تھی۔

چاہ زمزم کھودنے کا ارادہ: پھر جب عبدالمطلب نے چاہ زمزم کھودنے کا قصد کیا تو قریش نے مخالفت کی اور یہ مخالفت اس درجہ بڑھی کہ عبدالمطلب نے یہ نذر کر لی اگر میرے دس لڑکے ہوں گے اور یہ اس وقت بھی مخالفت کریں گے تو ایک لڑکے کو اللہ تعالیٰ کے تقرب کی غرض سے قربان کر ڈالوں گا پس جب ان کے دس لڑکے ہو گئے تو انہوں نے بخیال ایفاء نذر ہبل (بت) کے پاس جا کر قرعہ ڈالا۔

عبداللہ بن عبدالمطلب: اتفاق سے وہ قرعہ عبداللہ (پدر نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر نکلا عبدالمطلب خود بھی کسی قدر حیران ہوئے اور ان کی قوم نے بھی عبداللہ کے قربان کرنے سے روکا مغیرۃ بن عبداللہ بن مخزوم نے کہا کہ کاہنوں سے دریافت کرو جو وہ کہیں اس پر عمل کرو عبدالمطلب نے مجبور ہو کر ایک کاہنہ عورت سے استفسار کیا اس نے عبدالمطلب کو یہ تدبیر بتلائی کہ دس اونٹوں پر عبداللہ کے مقابلہ پر قرعہ ڈالو پس اگر اونٹوں پر قرعہ آ گیا تو بہتر ورنہ دس دس بڑھاتے جاؤ یہاں تک کہ اونٹوں پر قرعہ آئے جو تعداد قرعہ میں نکلے وہی عبداللہ کا فدیہ ہے انہی کو ذبح کرنا چنانچہ عبدالمطلب نے ایسا ہی کیا رفتہ رفتہ اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ گئی اس وقت قرعہ اونٹوں پر نکلا اور عبدالمطلب نے انہی تقرب کی غرض سے ذبح کیا اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((انا ابن الذبیحتین)) ''میں بیٹا ہوں دو ذبیحوں کا''۔ یعنی عبداللہ (پدر نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسماعیل (علیہ السلام) (جد نبی صلعم) یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے لئے قربانی کے لئے منتخب ہوئے پھر ان کا فدیہ اونٹوں اور دنبے کے ذبح کرنے سے ادا کیا گیا۔

عبداللہ بن عبدالمطلب کا انتقال: اس کے بعد عبدالمطلب نے اپنے لڑکے عبداللہ کا عقد بی بی آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ کے ساتھ کر دیا آپ سے حاملہ ہوئیں اس اثناء میں عبدالمطلب نے عبداللہ کو کسی طرف کھجور دن کے خریدنے کے لئے بھیج دیا اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ طبری بروایت واقدی تحریر کرتا ہے کہ عبداللہ ایک قبیلہ قریش کے ساتھ شام سے واپس ہو کر مدینہ آئے اور وہیں اتفاق سے بیمار ہو کر انتقال کر گئے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت: عبدالمطلب کو اس واقعہ جانکاہ سے سخت رنج ہوا لیکن یہ رنج بہت جلد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے خوشی وخودمی سے بدل گیا جس کی تشریف آوری کا ایک عالم میں شور تھا جس نے ایک زمانہ سے کفر کی ظلمت مٹادی جس کے نور کرامت ظہور نے بت پرستی والحاد کو جزیرہ نمائے عرب سے دور کر کے نور توحید سے اسے معمور کیا جس کی ذات بابرکات سے قبائل مضر اور تمام عرب کو عزت وعظمت حاصل ہوئی۔ وہی دعائے خلیل اور نوید مسیح (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم[1] تھے)

---

[1] بروایت یہود چار ہزار چار سو چالیس برس بعد ہبوط آدمؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور ترسایوں کا یہ خیال ہے کہ پانچ ہزار نو سو بہتر برس بعد ہبوط آدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہوا اور عبداللہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ زمانہ ہبوط آدم سے زمانہ بعثت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک سات ہزار تین سو برس ہوتے ہیں اور زمانہ عیسیٰ ابن مریمؑ سے زمانہ آنحضرت تک چار سو چونتیس برس کی مدت گزری ہے اس اثناء میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا اسی کو زمانہ فترت کہتے ہیں واللہ اعلم۔

عبدالمطلب کا انتقال: عبدالمطلب کی عمر انتقال کے وقت ایک سو چالیس برس کی تھی سہیلی کہتا ہے کہ چاہ زمزم کے کھودنے کے زمانہ میں عبدالمطلب نے سونے کے دو ہرن اور چند تلواریں چاہ زمزم سے نکلوائیں جن کو ساسان بادشاہ فارس نے بطور ہدیہ کعبہ بھیجا تھا اور انہیں حرث بن مضاض نے جس وقت بنو جرہم مکہ سے نکل کر جا رہے تھے چاہ زمزم میں ڈال دیا تھا عبدالمطلب نے ہرنوں کو تڑوا کر کعبہ کا غلاف اور تلواروں کو توڑ پھوڑ کر لوہے کا دروازہ بنوا دیا پس عبدالمطلب ہی نے سب سے پہلے کعبہ کا غلاف اور اس کا لوہے کا دروازہ بنوایا تھا۔

غلافِ خانہ کعبہ: اور بعضے کہتے ہیں پہلے جس نے کعبہ کا غلاف بنوایا اور اس میں دروازہ لگایا وہ تبع حمیری ہے یہاں تک کہ عبدالمطلب نے یہ دروازے بنوائے اس کے بعد عبدالمطلب نے چاہ زمزم کے قریب ایک چھوٹا سا حوض بنوا دیا جس کی وجہ سے لوگوں کو پانی پینے اور لینے میں آسانی ہوتی قریش نے ازراہ حسد اسے خراب کرنا شروع کر دیا لیکن کچھ روز بعد قدرتی طور سے وہ خود اس برے فعل سے باز رہے ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ سب سے پہلے بیت اللہ پر دیبا کا غلاف حجاج نے چڑھایا ہے اور زبیر بن بکار کا یہ بیان ہے کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے یہ پوشش کعبہ کی بنوائی تھی اور مؤرخین کا ایک گروہ تحریر کرتا ہے جن میں دارقطنی بھی ہے کہ چونکہ عباسؓ کم سنی میں گم ہو گئے تھے اس وجہ سے نتیلہ بنت جناب مادر عباسؓ بن عبدالمطلب نے نذر کی تھی کہ اگر عباس مل جائیں گے تو کعبہ پر غلاف دیبا کا چڑھاؤں گی چنانچہ جب وہ مل گئے تو نتیلہ نے نذر پوری کی۔ واللہ اعلم

امارتِ کعبہ: قریش کے حالات یہی تھی ان کی حکومت مکہ میں تھی بنو ثقیف ان کے ہمسایہ طائف میں رہتے تھے عزت و شرف کے لئے ان دونوں کے درمیان آپس میں جھگڑا ہوا کرتا تھا یہ قبائل ہوازن میں سب سے زیادہ اور قوی تھے کیونکہ قسیٰ بن منبہ بن بکر بن ہوازن کو ثقیف کے نام سے یاد کرتے ہیں ان سے پہلے طائف میں عدوان کا زور و شور تھا جس میں حکم عرب عامر بن الظرب بن عمرو بن عباد بن یشکر بن بکر بن عدوان تھا اسی قبیلہ کی آبادی اس درجہ بڑھ گئی کہ یہ لوگ تعداد میں ستر ہزار ہو گئے تھے کچھ روز بعد آپس میں لڑ جھگڑ کر تباہ و ہلاک ہو گئے معدودے چند جو باقی رہ گئے ان پر ثقیف مسلط ہو گئے اور ان کو طائف سے نکال کر خود اس کے مالک بن گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسلام کو اسی حالت پر پایا۔ ((و اللہ وارث الارض و من علیھا خیر الوارثین و البقاء اللہ وحدہ و صلی اللہ علی سیدنا محمد و علیٰ الہ و اصحابہ و سلم))۔ فقط

(مترجم) علی العموم عرب جاہلیت کی تمام قومیں نہایت سادہ مزاج تھیں ان کا طریقہ معاشرت بے حد سادہ اور بے تکلف تھا ایک گروہ ان کا وہ تھا جو پانی اور چراگاہ کی جستجو میں پھرا کرتا تھا خیموں میں رہنا دشت بدشت کوہ بکوہ پھرنا ان کا کام تھا ان کی معاشرت ایک چرواہے کی حیثیت سے کچھ بھی زیادہ نہ تھی اور دوسرا گروہ ان کا جو ان کی بہ نسبت تمدن پسند تھا وہ اپنے خیموں کو باقاعدہ ترتیب و انتظام سے دیہات اور دیہات سے قصبات سے شہر بنا لیتا تھا۔ ان کا وقت کاشتکاری اور تجارت میں صرف ہوتا تھا ان کی زندگانی کسی قدر مہذب طریقہ سے بسر ہوتی تھی لیکن ان دونوں گروہوں کا قومی اور رواجی چال چلن ایک سا تھا۔ کھانے پینے میں کفایت شعاری تھوڑی سی آمدنی پر قناعت اور معتدل النوم ہونا۔ علی الصباح اٹھنا' فیاضی مہمان نوازی اعلیٰ درجہ کی صفت اور قومی خاصہ مقرر کیا جاتا تھا۔ جو شخص ان کاموں کے کرنے میں غفلت یا کوتاہی کرتا تھا اسے لوگ دل سے برا جانتے اور مذموم سمجھتے تھے۔ ہمسایہ کے حال پر مہربانی اور اس کی خبر گیری' مکان اور خاندان و مال کی نگرانی۔ قیدیوں کو چھوڑنا محتاجوں بے کسوں کی مدد کرنا اوصاف حمیدہ و خصائل پسندیدہ میں شامل تھے۔ ہر عرب کو اپنی عزت اور وعدہ کا خیال ایسا ہی ضروری تھا

جیسا کہ مذکورہ بالا اوصاف ضروری سمجھے جاتے تھے بالوں کو مشک سے معطر کرنا خوشبودار چمڑوں کے جوتے پہننے شان امارت میں داخل تھا۔ فصاحت و بلاغت، لطافت وظرافت کے دائرہ کمال کی تکمیل کے لئے ضروری تھیں۔

شعروشاعری کا بہت چرچا تھا۔ گھوڑے کی سواری، بھیڑیے کا شکار کرنا بہادری جوان مردی کا عمدہ ترین ثبوت تھا۔ ایک مٹھی ریت کی سونگھ لینے سے ریگستان کے طول وعرض کا اندازہ کر لیتے تھے جہاں ان میں یہ خوبیاں تھیں اسی کے ساتھ ان میں جہالت بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

ہر شخص کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر اس کے اونٹ کو بے آب ودانہ باندھ دیتے تھے یہاں تک کہ وہ مرجاتا تھا میت کا سوگ ایک برس تک رکھتے تھے عورتیں کسی جانور کا دودھ نہیں دوہتی تھیں۔ مردہ جانوروں کا گوشت عمدہ اور لذیذ ترین غذا سے تھا اونٹنی، بھیڑ، بکری دس بچہ جننے کے بعد چھوڑ دی جاتی تھی اور جب وہ مرجاتی تھی تو اس کا گوشت نہایت شوق سے صرف مرد کھایا کرتے تھے۔ الغرض اسی قسم کی قبیح رسمیں اور عادتیں ان نیم وحشی لیکن عالی دماغ اور آزاد منش قوم میں بہت سی رواج پذیر ہوگئی تھیں جس کے دور کرنے اور نور توحید پھیلانے کیلئے اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خاص برگزیدہ رسول کر کے بھیجا۔ ربّ صلی وسلم علیه وآله و اصحابه اجمعین